جلد دوم

وما آتاکم الرسول فخذوه وما نهاکم عنه فانتهوا

از تالیف عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانۂ زمان مولوی وحید الزمان صاحب کتاب مسمی بہ

رفع العجاجة

عن

سنن ابن ماجه

باہتمام شیخ عبد الرحمن و احمد و عبد الحی پسران شیخ محی الدین مرحوم

در مطبع صدیقی واقع لاہور طبع گردید

فہرست کتاب مستطاب رفع العجاجہ عن سنن ابن ماجہ

صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
۲	نکاح کے بابون کا بیان		سوا اور کوئی کر دیوے	۳۳	پہوپہی نکاح مین ہو تو اسکی
〃	نکاح کی فضیلت	۱۶	بغیر ولی کے نکاح درست		اوپر بھتیجی کو نہ لاوے اور خالہ
۳	قلندری کی ممانعت		نہین ہوتا۔		نکاح مین ہو تو اسکے اوپر
۴	عورت کا خاوند پر حق	۱۸	شغار کے نکاح کی ممانعت		بہانجی نہ لاوے
۵	خاوند کا عورت پر حق	〃	عورتون کا مہر	۳۴	ایک شخص نے اپنی عورت کو
۸	عورتون کی فضیلت	۲۱	ایک شخص ایک عورت سی نکاح		تین طلاق دی اس عورت نے دوسری
۱۰	کنواری عورتون سے نکاح کرنا		کرے لیکن مہر معین نہ کرے پہر		سے نکاح کیا لیکن دوسرے
〃	آزاد عورتون سے اور جننے والی		مر جاوے تو کیا حکم ہوگا		خاوند نے جماع سے پہلے
	عورتون سے نکاح کرنا	〃	نکاح کے خطبے کا بیان		اُسکو طلاق دیا تو اب پہلے خاوند
۱۱	جب عورت سے نکاح کرنا چاہی	۲۲	نکاح کو مشہور کرنا۔		کو اس سے نکاح جائز ہے
	تو اُسکو دیکھ سکتا ہے۔	〃	گانا اور دف بجانا کیسا ہے		یا نہین۔
۱۲	جب ایک مسلمان بھائی کسی عورت کو	۲۵	ہیجڑون کا بیان	〃	حلالہ کرنے والی اور جسکے لیے
	پیام دیوے تو دوسرا اوسکو	۲۶	نکاح کی مبارکبادی دینا		حلالہ کیا جاوے دونون کا
	پیام نہ دیوے۔	〃	ولیمہ کا بیان		بیان۔
۱۳	کنواری یا بیوہ دونو سے اجازت	۲۸	دعوت قبول کرنا چاہیے	۳۵	دودہ پلانے سے [illegible] وہی
	لینا چاہیے	۲۹	کنواری اور ثیبہ پاس کیونکر رہے		حرمت ہوتی ہے جو نسب
۱۴	جو شخص اپنی بیٹی کا نکاح کر دیوی	〃	آدمی اپنی بی بی پاس جاوے		سے ہوتی ہے
	اور وہ ناراض ہو۔		تو کیا کہے۔	۳۷	ایک بار یا دو بار دودہ چوسنے
۱۵	نابالغ لڑکیون کا نکاح اُنکے	۳۰	جماع کے وقت ستر اور پردہ پوشی کرنا		سے حرمت ثابت نہین ہوتی
	باپ کر سکتے ہین۔	۳۱	عورتون سی دبر مین وطی کرنیکی ممانعت	۳۸	بڑے آدمی کے دودہ پینے
۱۶	اگر نابالغ لڑکی کا نکاح باپ کے	۳۲	عزل کا بیان		کا بیان۔

صفحه	مضمون کتاب
۴۰	دودھ چھٹنے کے بعد پہر رضاعت نہین ہوتی
؍؍	دودھ مرد کیطرف سے ہوتا ہے
۴۱	ایک آدمی مسلمان ہوا اور اسکے نکاح مین دو بہنین ہون تو کیا کرے۔
۴۲	ایک مرد مسلمان ہوا اور اسکے نکاح مین چار عورتون سے زیادہ ہون۔
؍؍	نکاح مین شرط کا بیان
۴۳	مرد اپنی لونڈی کو آزاد کرے پہر اس سے نکاح کر لیوے
۴۴	غلام کا نکاح بغیر اپنے مالک کی اجازت کے ناجائز ہے
۴۵	متعہ کے نکاح کی ممانعت
۴۶	جو شخص احرام باندہے ہو (حج یا عمرے کا) وہ نکاح کرسکتا ہی یا نہین
؍؍	کفو کا بیان
۴۹	عورتون کے پاس باری باری رہنا۔
۵۰	عورت اپنا دن اپنی سوکن کو ہبہ کر دیوے تو جائز ہے۔
۵۱	نکاح کرا دینے کے لیے سفارش کرنا۔
؍؍	عورتون سے محبت کے ساتھہ زندگی بسر کرنا۔
۵۴	عورتون کا مارنا۔
۵۵	بالونکا جوڑ لگانا اور گودنا کیسا ہے
۵۷	عورتون سے صحبت کن دنون مین مستحب ہے۔
؍؍	مرد اپنی بی بی سے دخول کرے اور اسکو کوئی چیز نہ دی ہو
؍؍	کونسی چیز منحوس اور مبارک ہوتی ہے۔
۵۸	غیرت یعنے رشک (جلاپے) کا بیان۔
۶۳	جسنے اپنی جان کو بخشدیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
۶۴	آدمی کے اپنے لڑکے مین شک کرنیکا بیان
۶۵	ہمیشہ بچہ خاوند کا ہوتا ہے اور زناکرنیوالیکے لیے پتہر ہین۔
۶۶	اگر میان بی بی مین سے کوئی دوسرے سے پہلے مسلمان ہو
۶۸	دودھ پلانیکی حالت مین اپنی جورو سے جماع کرنا کیسا ہے
۶۹	جو عورت اپنے خاوند کو ایذا دیوے اسکا بیان۔
؍؍	حرام سے جو حلال ہے حرام نہین ہوتا
۷۰	طلاق کا بیان
؍؍	سنت کے موافق طلاق کیونکر ہے۔
۷۲	عورت حاملہ کو کیونکر طلاق دیا جاوے۔
؍؍	جو کوئی اپنی عورت کو ایک ہی جلسہ مین تین طلاق دیدیوے
۷۴	طلاق کے بعد رجعت کرنیکا بیان۔
۷۵	جب حاملہ عورت کو طلاق دیا جاوے تو بچہ جنتے ہی وہ بائنہ ہو جاویگی یعنے عدت گذر جاویگی اور خاوند کو رجعت کا اختیار نہ رہیگا۔
۷۷	حاملہ عورت کا اگر خاوند مر جاوے

صفحہ	مضمون کتاب
	تو اسکی عدت جننے کے ساتھ ہوگی جب جننے تو نکاح کر سکتی ہے ۔
۷۷	جس عورت کا خاوند مر جاوے وہ کہاں عدت کرے ۔
۷۸	عدت کے اندر عورت اپنے گھر سے نکل سکتی ہے یا نہیں
۷۹	جس عورت کو تین طلاق دی جاویں تو عدت تک خاوند پر مکان اور نفقہ دینا واجب ہے یا نہیں
۸۰	طلاق کے وقت عورت کو کچھ کپڑے دینا ۔
۸۱	اگر مرد طلاق دینے سے انکار کرتا ہو اور عورت اسکا دعوی کرتی ہو
″	ہنسی سے طلاق دیا یا نکاح کیا یا رجعت کی
″	جسنے اپنے دل سے طلاق دیا لیکن اپنی زبان سے کوئی لفظ نہیں نکالا اسکا کیا حکم ہے

صفحہ	مضمون کتاب
۸۲	دیوانے اور نابالغ اور سوئے ہوئے کی طلاق کا بیان
″	زبردستی یا بیہوشی سے طلاق دیوے
۸۴	نکاح سے پہلی طلاق درست نہیں ۔
″	کن کلموں سے طلاق پڑجاتا ہے ۔
۸۵	بائن طلاق کا بیان
″	آدمی اپنی عورت کو اختیار دیوے
۸۶	عورت کے لیے خلع کی کراہت
۸۷	خاوند نے خلع کے بدل جو عورت کو دیا ہے وہ پھیر سکتا ہے
۸۸	خلع والی عورت کا بیان
۸۹	ایلاء کا بیان
۹۱	ظہار کا بیان ۔
۹۲	کفارے سے پہلے اگر ظہار کرنیوالا جماع کرلیوے ۔
۹۳	لعان کا بیان ۔
۹۷	عورت کو اپنے اوپر حرام کرنے کا بیان ۔
″	جب لونڈی آزاد ہو جاوے

صفحہ	مضمون کتاب
	تو اسکو اختیار ہوگا ۔
۹۸	لونڈی کی طلاق اور عدت کا بیان ۔
۹۹	جو شخص لونڈی کو دو طلاق دیوے پھر اسکو خرید کرلیوے
۱۰۰	ام ولد کی عدت کا بیان
″	جس عورت کا خاوند مر گیا ہو تو وہ زینت نہ کرے
۱۰۱	کیا عورت اپنے خاوند کے سوا اور کسی کا سوگ کر سکتی ہے
۱۰۲	اگر باپ بیٹے کو حکم دیوے کہ اپنی جورو کو طلاق دیدے تو باپ کا حکم ماننا چاہیے
″	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس چیز کی قسم کہاتے تہے ۔
۱۰۳	سوا خدا کے اور کسی کی قسم کہانے کی ممانعت ۔
۱۰۶	جسنے قسم کہائی اسلام کے سوا اور دین مین چلے جانیکے
۱۰۷	جو شخص قسم کہاوے تو اس سے راضی ہونا چاہیے

صفحہ	مضمون کتاب
۱۰۸	قسم کہانے مین یا قسم توڑنا ہوتی ہے یا ندامت ہوتی ہے۔
۱۰۹	اگر قسم مین کوئی انشاء اللہ کہہ لیوے۔
۱۱۰	جس شخص نے قسم کہائی پہر قسم کے خلاف کرنا بہتر سمجہا۔
۱۱۱	جسنے کہا بری قسم کا کفارہ یہ ہے کہ اسکو چہوڑ دیوے اسکی دلیل
"	قسم کے کفارے مین کتنا کہانا دیوے
۱۱۲	مسکینون کو کس قسم کا کہانا دینا چاہیے۔
"	اگر کوئی قسم دیوے تو اسکی قسم پوری کرنا چاہیے
۱۱۳	یون کہنے کی ممانعت جو اللہ اور تم چاہو۔
۱۱۴	جو کوئی قسم مین توریہ کرے
۱۱۵	نذر سے ممانعت
۱۱۶	گناہ کی بات کی نذر کرنا
"	جسنے نذر کی لیکن بیان نہین کیا کہ کونسی نذر اور کس چیز کی تو وہ کیا کرے۔
۱۱۷	نذر کا پورا کرنا
۱۱۸	جو شخص مر جاوے اور اسکے ذمہ پر نذر ہو۔
"	جو کوئی نذر کرے پیدل حج کرنے کی۔
۱۱۹	جو کوئی نذر مین عبادت اور گناہ دونو کو شریک کرے۔
"	تجارت اور معاملات کے باب
"	کمائی کی ترغیب
۱۲۰	مزدوری کمانے مین میانہ روی کرنا۔
۱۲۱	تجارت مین تقوے کرنا
۱۲۲	جب آدمی کو اللہ تعالے مزدوری کا کوئی ذریعہ دیوے تو اسکو پکڑی رہے۔
۱۲۳	پیشیون کا بیان اور حرفون کا بیان
۱۲۴	احتکار۔ اور جلب کے بیان مین
۱۲۵	سنتر کی اجرت کا بیان
۱۲۶	قرآن کی تعلیم پر اجرت لینا
۱۲۷	کتے کی قیمت اور زانیہ کی خرچی اور نجومی کی اجرت اور نر کی اجرت ان سب سے ممانعت کا بیان
۱۲۸	پچہنی لگانیوالے کی اجرت کا بیان۔
۱۲۹	جن چیزونکا بیچنا حلال نہین ہے انکا بیان
۱۳۰	منابذہ اور ملامسہ کی ممانعت
"	کوئی شخص اپنے بہائی کی بیع پر بیع نہ کرے نہ اسکے نرخ پر نرخ کرے۔
۱۳۱	نجش کی ممانعت
"	شہر والا باہر والیکا مال نہ بیچے
۱۳۲	باہر سے جو لوگ مال لاتے ہون انسے بستی مین آنے سے پیشتر جاکر ملنا منع ہے
"	جب تک بائع اور مشتری ایک دوسرے سے جدا نہون تو ہر ایک کو اختیار ہے بیع فسخ کرڈالے۔
۱۳۳	اختیار کی بیع
"	اگر بائع اور مشتری اختلاف کرے ثمن مین یا مقدار مبیع مین تو انکے فیصلہ کا بیان۔

صفحہ	مضمون کتاب
١٣٥	جو چیز تیرے پاس نہین ہے اسکی بیع کی ممانعت اور جس چیز کا تو ضامن نہین ہے اسکا نفع لینے کی ممانعت۔
"	جب دو حقدار دونے بیع کی
"	عربون کی ممانعت
١٣٦	بیع حصاۃ اور بیع غرر سے ممانعت
١٣٧	جانورون کے پیٹ مین لو اُنکے تہنون مین جو ہے اسکی بیع کی ممانعت اور غوطہ مارنیوالا اپنا غوطہ بیچے یا شکاری اپنا ایک بار کا شکار یہ بھی منع ہے۔
١٣٨	نیلام (ہراج) کا بیان
١٣٩	بیع فسخ کرنے کا بیان۔
١٤٠	نرخ مقرر کرنا منع ہے
١٤١	خرید و فروخت مین آسانی کرنا
"	نرخ چکانا جائز ہے۔
١٤٣	خرید و فروخت مین قسم کہانیکی کراہت۔
١٤٤	جو شخص جوڑ لگایا کہجور کا درخت بیچے یا اُس غلام کو جسکے پاس مال ہو۔
١٤٥	پہلون کی خوبی جب تک معلوم نہ ہو جاوے انکی بیع درختون پر صحیح نہین ہے۔
١٤٦	کئی برس کا میوہ بیچنا کیسا ہے اور آفت کا بیان
"	جہکتا تولنا یعنے کچھہ زیادہ۔
١٤٧	تول ماپ مین احتیاط کرنا
"	دہوکا دینے سے ممانعت
"	اناج کا بیچنا اسپر قبضہ کرنیسے پہلے منع ہے۔
١٤٩	ڈہیر لگا کر بیچنا
"	اناج ماپنے مین برکت ہوتی ہے
١٥٠	بازارونکا اور بازارون مین جانے کا بیان۔
١٥١	صبح سویرے برکت کا بیان
"	مصراۃ کی بیع کا بیان۔
١٥٢	دین کے اصول صرف دو ہی ہین تیسرے کوئی چیز نہین ہے
١٥٣	ہمیشہ فائدہ اسی کو ملیگا جو ضامن ہو۔
١٥٤	غلام لونڈی مین مشتری کو پہیر دینے کا کتنے دن تک اختیار رہیگا
"	جو شخص عیبدار چیز بیچے تو اُسکے عیب کو بیان کر دیوے
١٥٥	قیدیون کو جدا جدا بیچنے کی ممانعت
١٥٦	غلام لونڈی خریدنے کا بیان
"	بیع صرف کا بیان اور جن چیزون کا نقد بھی کم و بیش بیچنا درست نہین انکا بیان
١٥٨	جو شخص کہتا ہے سود نہین ہے مگر جب ایک طرف میعاد ہو اُسکی دلیل۔
١٥٩	سونے کو اگر چاندی کے بدل بیچے۔
١٦٠	سونے کے بدل چاندی لینا اور چاندی کے بدل سونا لے لینا۔
"	روپیہ اور اشرفیان توڑنے کی ممانعت۔
"	تر کہجور کو سوکہی کہجور کے بدل بیچنا کیسا ہے۔
١٦١	مزابنہ اور محاقلہ کا بیان
١٦٢	عرایا کا جواز
"	ایک جانور کو دوسرے جانور کے بدل ادہار بیچنا

صفحہ	مضمون کتاب
۱۶۳	ایک جانور کو دو یا زیادہ جانور کے بدل نقد بیچنا
،،	سود لینا سخت گناہ ہے
۱۶۵	ایک مقرر ماپ یا تول مین سلف یا سلم کرنا ایک معین مدت کے وعدے پر
۱۶۶	جو شخص ایک مال مین سلم کرے تو اسکے بدل دوسرا مال نہ بدلے یا اسکو قبضہ سے پہلے دوسرے کے ہاتھ نہ بیچے
۱۶۷	ایک شخص نے سلم کی ایک خاص کہجور کے درخت کے پہل پر اور اس سال پہل نہ نکلا۔
،،	جانور مین سلم کرنے کا بیان
۱۶۸	شرکت اور مضاربت کا بیان
۱۶۹	آدمی کو اپنی اولاد کے مال مین کیا درست ہے۔
۱۷۰	عورت اپنے خاوند کے مال سے کیا تصرف کر سکتی ہے
۱۷۱	غلام کو کیا دینا اور کیا صدقہ کرنا درست ہے
،،	اگر کوئی شخص جانورون کے

صفحہ	مضمون کتاب
	گلہ یا باغ پر سے گذرے تو دودھ یا میوہ لے سکتا ہے صرف اپنے کہانے کے لیے
۱۷۳	بلا اجازت کسی دوسرے کی چیز لینے کی ممانعت کا بیان
۱۷۴	جانور رکہنا کیسا ہے
،،	باب حکم اور فیصلے کے
،،	قاضیون کا ذکر
۱۷۵	ظلم کرنے اور رشوت کہانے کی سزا۔
۱۷۶	جو کوئی حاکم اجتہاد کرے پہر حق کو پہونچ جاوے
۱۷۸	حاکم غصے کی حالت مین حکم نہ کرے۔
،،	حاکم کے حکم کر دینے سے جو حرام ہے وہ حلال نہ ہوگا اور جو حلال ہے وہ حرام نہ ہوگا
۱۷۹	جس شخص نے پرایا مال لے لیا اور اسکے لیے جہگڑا کیا
۱۸۰	مدعی پر گواہ ہین اور مدعا علیہ پر قسم ہے۔
،،	جو کوئی جہوٹی قسم کہا کر کسیکا مال مار لیوے

صفحہ	مضمون کتاب
۱۸۱	قسم کہان کہاوے
،،	یہود اور نصاریٰ کو کیونکر قسم دیوین۔
،،	دو آدمی ایک چیز کا دعوے کرتے ہون اور کسی کے پاس گواہ نہ ہون۔
۱۸۲	ایک شخص کی چیز چوری گئی پہر ایک شخص کے پاس ملی جسنے اسکو خریدا
،،	جانور جو مال خراب کر دیوین اسکا کیا حکم ہے۔
۱۸۳	کوئی شخص کسی کی چیز کو توڑ ڈالے
۱۸۴	اپنے ہمسائے کی دیوار مین لکڑی گاڑے تو کیسا ہے
۱۸۵	اگر لوگ جہگڑا کرین سڑک یعنے راستے کے مقدمہ مین۔
،،	کوئی شخص اپنے ملک مین ایسا کام کرے جو اسکے ہمسایہ کو نقصان پہونچاتا ہو۔
۱۸۶	دو آدمی ایک جہونپڑی کا دعوی کرین۔
،،	جسنے شرط لگائی خلاص کی

صفحه	مضمون کتاب	صفحه	مضمون کتاب	صفحه	مضمون کتاب
۱۸۷	قرعه ڈالکر فیصله کرنا	۱۹۹	باب ہبه کے بیان مین		کرے پہر نفع اٹہا دے
۱۸۸	قیافه کا بیان -	،،	آدمی اپنے بچه کو کچھ دیوے	۲۰۷	حوالی کا بیان -
۱۸۹	بچے کو اختیار دینا که مان باپ مین	۲۰۰	کسی نے اپنی اولاد کو کچھ دیا	،،	ضمانت کا بیان -
	سے جسکے پاس رہنا چاہے رہے		پہر پہیر لیا -	۲۰۹	جو شخص قرض لیوے ادا کرنے
۱۹۰	صلح کا بیان	،،	عمر بہر کے لیے کوئی شئے دینا		کی نیت سے
،،	جو شخص اپنا مال تلف کرتا ہو تو اسپر	۲۰۱	رقبے کا بیان	۲۱۱	جسنے قرض لیا اور ادا کرنیکی
	حجر کرنا درست ہے -	۲۰۲	ہبه کرکے پہیر لینا کیسا ہے		نیت نہین رکہتا -
۱۹۱	جسکے پاس مال نه رہے اور مفلس ہو جاوے	،،	جو شخص ہبه کرے عوض کی	،،	قرض مین سختی کا بیان
	اسکا بیان -		امید سے -	۲۱۱	جو شخص مال بچے بے معاش
۱۹۲	ایک شخص مفلس ہو گیا اور کسی نے اپنا	،،	عورت اپنے خاوند کی اجازت		چہوڑ جاوے تو وہ اللہ اور
	مال بجنسه اسکے پاس پایا		کے بغیر عطیه ہبه نہین کرسکتی		اسکے رسول ص پر ہے
۱۹۴	بغیر گواہی طلب کیے ہوے خود بخود	۲۰۳	صدقه دیکر رجوع کرنا	۲۱۲	جب قرضدار محتاج ہو تو اسکو
	جاکر گواہی دینا -	،،	جو شخص صدقه دیوے پہر صدقه		مہلت دینا -
،،	ایک شخص کو ایک معامله معلوم ہو لیکن		کا مال بکتا ہوا پاوے اور اسکو	۲۱۳	مطالبه نرمی کے ساتھه کرنا
	جسکا معامله ہے اسکو معلوم نہین ہے		خرید لیوے تو کیسا ہے		اور حق وصول کرنے مین
۱۹۵	قرض پر گواہ کرنا -	۲۰۴	ایک شخص نے ایک شئے صدقه		بری کامون سے بچنا -
،،	جسکی گواہی جائز نہین ہے -		دی پہر اسکا وارث ہو گیا	،،	عمدہ قرض ادا کرنا کیونکر ہے
۱۹۷	ایک گواہ اور مدعی کی قسم سے	،،	وقف کرنیکا بیان -	۲۱۴	قرضخواہ کو سخت بات کہنے
	فیصله کرنا -	۲۰۶	عاریته کا بیان یعنی مانگی		کا حق ہے
۱۹۸	جہوٹی گواہی کا بیان -		چیز کا -	۲۱۵	قرض کی طلب مین قید کرنا
،،	اہل کتاب کی گواہی ایک دوسرے	،،	امانت کا بیان -		اور قرضدار کا پیچہا کرنا اسکے
	پر قبول ہوگی -	،،	امین اگر امانت کی مال مین سے کہا گی		ساتھه رہنا -

صفحہ	مضمون کتاب
۲۲۱	میت کیطرف سے قرض ادا کرنیکا بیان
۲۲۳	رہن کے باب
۲۲۴	رہن کے جانور پر سواری کرنا اور اسکا دودھ دوہنا مرتہن کو درست ہے
۲۲۵	جب راہن شے مرہون کو چھوڑانا چاہے تو مرتہن اسکو روک نہین سکتا۔
"	مزدوری کا بیان
۲۲۶	صرف پیٹ کی روٹی پر نوکر رکھنا۔
۲۲۷	آدمی ایک ڈول ایک ایک کھجور بدلے کھینچے اور عمدہ کھجور کی شرط کرے
۲۲۸	تہائی یا چوتہائی پیداوار پر مزارعت کرنا۔
۲۲۹	زمین کا کرایہ پر دینا
۲۳۰	خالی زمین کو جس مین کھیتی نہ ہو کرایہ پر دینے کی اجازت سونے چاندی کے بدل۔
۲۳۱	جو مزارعت کردہ ہے اسکا بیان

صفحہ	مضمون کتاب
۲۳۲	تہائی یا چوتہائی پیداوار پر بٹائی کرنے کی اجازت
۲۳۳	غلہ کے بدل زمین کرایہ پر دینا
"	جو شخص دوسرے کی زمین مین بغیر اسکے اجازت کے کھیتی کرے۔
"	کھجور اور انگور کا معاملہ بٹائی پر کرنا۔
"	کھجور مین پیوند لگانا
۲۳۴	مسلمان تین باتون مین شریک ہین۔
۲۳۶	نہرون اور چشمون کا مقطعہ دینا
"	پانی بیچنے کی ممانعت
۲۳۷	جو پانی اپنی حاجت سے زیادہ ہو اسے روکنا منع ہے
۲۳۸	کھیت اور باغ مین پانی لینے کا بیان اور کہان تک پانی لینا چاہیے
۲۴۰	پانی کی تقسیم
۲۴۱	کنوے کی حریم کا بیان
"	درخت کا احاطہ کتنا ہوگا
۲۴۲	جو شخص زمین یا باغ یا مکان

صفحہ	مضمون کتاب
	بیچ ڈالے اور دوسرے کی زمین یا باغ یا مکان خرید نہ کرے
۲۴۲	شفعہ کے باب
"	جو شخص کوئی جائداد غیر منقولہ بیچے تو اپنے شریک کو خبر کردیوے۔
۲۴۳	ہمسائگی کی وجہ سے شفعہ کا بیان
۲۴۴	جب حدود معین ہو جاوین تو اب شفعہ نہین ہے۔
"	شفعہ کی درخواست شفیع کیطرف سے۔
۲۴۵	باب لقطہ کے بیان مین
"	اونٹ گائے بکری کے لقطہ کے بیان مین۔
۲۴۶	پڑی ہوئی چیز کا بیان
۲۴۸	جو ہابل مین سے جو مال نکالی تو اسکا لینا درست ہے
۲۴۹	جو شخص رکاز پاوے
۲۵۰	باب آزادی کے
"	مدبر کا بیان
۲۵۱	ام ولد کا بیان
۲۵۲	مکاتب کا بیان

صفحہ	مضامین کتاب
۲۵۴	آزاد کرنیکا ثواب
״	جو شخص محرم اپنے ناتی والے کا مالک ہو جاوے تو وہ آزاد ہو جاوے گا
۲۵۵	جو شخص ایک غلام کو آزاد کر دیوے لیکن اس سے شرط لگا لیوے خدمت کی۔
״	ایک غلام مشترک غلام ہو اور ایک شریک اپنا حصہ آزاد کر دیوے۔
۲۵۶	جو شخص ایک غلام کو آزاد کرے اور اسکے پاس مال ہو۔
۲۵۷	ولد الزنا کی آزادیکا بیان
״	جو شخص میان بی بی دونو کو آزاد کرنا چاہے تو پہلے میاں کو آزاد کرے۔
״	باب صدقہ کے بیان مین
״	مسلمان کا قتل درست نہین مگر تین وجھون مین ایک وجہ سے۔
۲۵۹	دین سے پھر جانیوالا
۲۶۰	حدون کا قائم کرنا۔

صفحہ	مضامین کتاب
۲۶۱	جسپر حد واجب نہین ہے
״	مسلمان کا عیب ڈھانکنا اور حدود کا شبہون سے دفع ہو جانا۔
۲۶۳	زنا کی حد کا بیان
۲۶۵	جو کوئی اپنی جورو کی لونڈی سے صحبت کرے
״	سنگسار کرنا۔
۲۶۷	یہودی مرد اور یہودی عورت کے رجم کا بیان
۲۶۸	کوئی فاحشہ عورت معلوم ہو لیکن قاعدے سے زنا ثابت نہ ہو۔
״	جو کوئی لواطت کرے
۲۷۰	جو شخص محرم سے زنا کرے یا جانور سے
״	لونڈیوں پر حد قائم کرنا
۲۷۱	حد قذف کا بیان
۲۷۲	شراب پینے والے کی حد کا بیان۔
۲۷۳	جو کوئی کئی بار شراب پیے
۲۷۴	بوڑھے اور بیمار کو مارنا

صفحہ	مضامین کتاب
۲۷۴	جو کوئی مسلمانوں پر ہتھیار اٹھاوے
۲۷۵	جو شخص رہزنی کرے اور ملک مین فساد پھیلاوے
۲۷۷	چور کی حد کا بیان
״	جو شخص اپنا مال بچانے مین مارا جاوے وہ شہید ہے
۲۷۸	چور کے ہاتھ کا ٹکڑا اسکی گردن مین لٹکا دینا
״	چور کے اقرار کا بیان
۲۷۹	غلام اگر چوری کرے
۲۸۰	امانت مین خیانت کرنیوالے اور لوٹ لینے والے اور اچک لیجانے والے کا ہاتھ نہ کاٹا جاوے گا۔
״	پھل اور گابھہ کی چوری مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے۔
۲۸۱	حرز مین سے چرانے کا بیان۔
۲۸۲	چور کو تعلیم دینا
״	جو شخص جبر کیا جاوے حد کے کام پر
״	مسجد مین حد قائم کرنا منع ہے

صفحہ	مضمون کتاب
۲۸۳	تعزیر کی بیان -
؍؍	حدکفارہ ہے گناہ کی
۲۸۴	مرد اپنی عورت کے پاس اجنبی مرد پاوے -
۲۸۵	جو کوئی اپنے باپ کی جورو سے نکاح کرے باپ کے مرنے کے بعد
۲۸۶	جسنے اپنے باپ کے سوا دوسرے کو باپ بنایا اور اپنے مولے کے سوا دوسرے کو مولے ظاہر کیا -
۲۸۷	جو شخص کسی شخص کو اسکے قبیلہ سے نکالے
؍؍	ہیجڑون کا بیان
۲۸۹	باب قتل اور قصاص اور دیت کے احکام کے
؍؍	مسلمان کو ناحق قتل کرنا کتنا بڑا گناہ ہے -
۲۹۰	آیا مومن کو قتل کرنیوالے کی توبہ قبول ہے یا نہین -
۲۹۳	جسکا کوئی عزیز مارا جاوے تو اسکے وارث کو اختیار ہے

صفحہ	مضمون کتاب
	تین باتون مین سے ایک بات کا -
۲۹۴	ایک شخص نے عمدًا قتل کیا پھر مقتول کے وارث دیت پر راضی ہوگئے
۲۹۵	شبہہ عمد مین دیت مغلظہ ہے
۲۹۷	قتل خطا کی دیت کا بیان
۲۹۹	دیت عاقلہ پر واجب ہوگی
	اگر کسی کا عاقلہ نہو تو بیت المال مین سے دیت دی جاوے گی -
؍؍	جو مقتول کے وارثون کو قصاص یا دیت نہ لینے دے اسکا گناہ -
۳۰۰	جسمین قصاص نہین ہے
؍؍	اگر قصاص کے بدل زخمی کرنے والا کچھ فدیہ دیوے اور مجروح راضی ہوجاوے تو درست ہے -
۳۰۱	پیٹ کے بچے کی دیت کا بیان -
۳۰۲	دیت مین ترکہ ہوگا

صفحہ	مضمون کتاب
۳۰۳	کافر کی دیت کا بیان
۳۰۴	قاتل وارث نہین ہوتا
؍؍	عورت کی دیت اسکے عصبات پر واجب ہوگی اور اسکی میراث اوس کی اولاد کو ملے گی
؍؍	دانت مین قصاص کا بیان
۳۰۵	دانتون کی دیت کا بیان
؍؍	انگلیون کی دیت کا بیان
۳۰۶	اس زخم کا بیان جو ہڈی کو کھول دیوے لیکن توڑے نہین -
؍؍	ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھہ کاٹا اسنے اپنا ہاتھہ کھینچا اسکے دانت نکل پڑے تو اسکا کیا حکم ہے -
۳۰۷	کافر کے بدل مسلمان نہ مارا جاوے گا
۳۰۸	باپ اپنی اولاد کے بدل قتل نہ کیا جاوے -
؍؍	آزاد غلام کے بدل مارا جاویگا یا نہین

صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
۳۰۹	جسطرح قاتل نے قتل کیا	۳۲۲	وصیت کرنیکی ترغیب	۳۳۴	مسلمان مشرکون کے وارث
	اُسی طرح قصاص لینا۔	۳۲۳	وصیت مین ظلم کرنا کیسا ہے		نہ ہونگے۔
۳۱۰	قصاص نہین ہے مگر تلوار	۳۲۴	زندگی مین بخیلی اور مرتے	〃	ولاء کی میراث کا بیان
	سے۔		وقت فضول خرچی سے	۳۳۶	کلالہ کا بیان۔
〃	ہر ایک قصور کا مواخذہ اسی سے		ممانعت۔	۳۳۸	قاتل کو میراث نہ ملے گی
	ہوگا۔	۳۲۵	تہائی مال مین سے وصیت	۳۳۹	ذوی الارحام کا بیان
۳۱۱	کس چیز مین نہ دیت ہے		کرنیکا بیان۔	۳۴۰	عصبات کی میراث کا
	نہ قصاص	۳۲۷	وارث کے لیے وصیت		بیان۔
۳۱۲	قسامت کا بیان۔		درست نہین ہے۔	۳۴۱	جسکا کوئی وارث نہو
۳۱۵	جو شخص اپنے غلام کا کوئی عضو	۳۲۸	قرض وصیت پر مقدم ہے	〃	عورت تین شخصون کا ترکہ
	کاٹے تو وہ آزاد ہوجاویگا	۳۲۹	کوئی شخص مرجاوے اور وصیت		پاوے گی۔
〃	سب قاتلون مین عمدہ وہ ہین		نہ کرے تو اُسکی طرف سے	〃	جو کوئی انکار کرے کہ یہ بچہ
	جو اہل ایمان ہین۔		صدقہ دینا کیسا ہے		میرا نہین۔
۳۱۶	مسلمانونکے خون برابر ہین	〃	اس آیت کی تفسیر کہ جو کوئی	۳۴۲	بچہ کا دعوے کرنا
〃	جو کوئی ذمی کافر کو مار ڈالے		محتاج ہو وہ یتیم کے مال مین	۳۴۴	حق ولاء کی بیع اور ہبہ کی
	اُسکا گناہ۔		سے دستور کے موافق کھاوے		ممانعت۔
۳۱۷	ایک شخص کو امان دیکر پھر	۳۳۰	باب فرائض یعنے ترکون کے	〃	ترکون کا بانٹنا۔
	مار ڈالنا کیسا ہے۔	〃	علم فرائض حاصل کرنیکی ترغیب	〃	جب بچہ پیدا ہوکر استہلال کرے
〃	قاتل کو معاف کردینا	〃	اولاد کے حصّون کا بیان		تو وہ وارث ہوگا۔
۳۱۹	قصاص مین عفو کردینا	۳۳۱	دادا کا حصہ کیا ہے۔	۳۴۵	جو شخص کفر سے کسی کے ہاتھ
〃	اگر حاملہ عورت پر قصاص لازم ہو	۳۳۲	دادی اور نانی کے حصے		پر مسلمان ہوجاوے
۳۲۰	باب وصیتون کے		کا بیان۔	〃	جہاد کے بابون کا بیان

صفحہ	مضمون کتاب
۳۴۵	اللہ کی راہ مین جہاد کی فضیلت
۳۴۷	اللہ کی راہ مین صبح یا شام کو چلنے کا ثواب۔
"	جو کوئی غازی کو جہاد کا سامان کر دیوے
۳۴۸	اللہ کی راہ مین خرچ کرنے کی فضیلت۔
"	جہاد چھوڑ دینے کا عذاب
۳۴۹	جو شخص عذر کی وجہ سے جہاد مین شریک نہ ہو سکے
"	اللہ کی راہ مین مورچہ مین رہنے کی فضیلت
۳۵۱	اللہ کی راہ مین چوکیداری کی فضیلت اور تکبیر کا بیان۔
"	جب کوچ کا حکم ہو تو اسی وقت نکلنا چاہیے
۳۵۲	دریا کے جہاد کی فضیلت
۳۵۴	دیلم اور قزوین کا بیان
۳۵۶	آدمی کا جہاد کرنا کیسا ہے جب اسکے ماں باپ زندہ ہون
۳۵۷	لڑائی کی نیت کا بیان
۳۵۸	اللہ کی راہ مین جہاد کرنے کے لیے گھوڑے رکھنا ثواب ہے۔
۳۶۰	اللہ کی راہ مین لڑنے کا ثواب
۳۶۲	اللہ کی راہ مین شہادت کی فضیلت۔
۳۶۵	شہادت کے درجونکا بیان
۳۶۶	ہتہیار باندہنے کا بیان
۳۶۷	اللہ کی راہ مین تیر مارنا کیسا ہے۔
۳۷۰	علمون اور جہنڈونکا بیان
"	حریر اور دیباج لڑائی مین پہننا کیسا ہے
۳۷۱	لڑائی مین عمامہ باندہنا
"	جہاد مین خرید فروخت کرنا
۳۷۲	مجاہدین کو پہنچانے جانا اور رخصت کرنا۔
"	سرایا کا بیان۔
۳۷۳	مشرکون کی دیگون مین کہانا کیسا ہے۔
۳۷۴	جنگ مین مشرکون سے مدد لینا کیسا ہے
۳۷۵	لڑائی مین مکر و فریب درست ہے۔
"	لڑائی کے لیے نکلنے اور سامان کا بیان۔
۳۷۷	رات کو چہاپہ مارنا کافرون پر اور عورتون اور بچون کا حکم
۳۷۹	دشمن کے ملک مین آگ لگانا۔
"	قیدیون کو فدیہ کے طور پر دینا۔
۳۸۰	اگر کافر مسلمانون سے کوئی چیز لیکر اپنے ملک مین پہنچ گئے پہر مسلمان کافرون پر غالب ہوئے اور وہی چیز ہاتہ آئی۔
۳۸۱	غنیمت مین چوری کرنیکا بیان۔
۳۸۲	انعام کا وعدہ کرنا
۳۸۳	اگر غلام یا عورتین لشکر مین شریک ہوتے ہون۔
۳۸۴	حاکم کیا کرے جب فوج سے جہاد کو جانے لگے

صفحہ	مضمون کتاب
۳۸۶	امام کی اطاعت کا بیان
۳۸۸	خالق کی نافرمانی مین کسی مخلوق کی اطاعت نہین کرنا چاہیے
۳۹۱	بیعت کا پورا کرنا ضرور ہے
۳۹۲	عورتون کی بیعت کا بیان
۳۹۳	گہوڑدوڑ کا بیان۔
۳۹۵	دشمن کے ملک مین قرآن شریف ساتھ لیجانے کی ممانعت۔
۳۹۶	تمسن بلٹنے کا بیان
۳۹۷	حج کے باب
"	حج کے لیے نکلنے کا بیان
۴۰۰	حج کی فضیلت کا بیان
۴۰۱	حج اور عمرہ کی فضیلت
۴۰۲	کجاوے پر سوار ہوکر حج کرنا
۴۰۳	حاجی کی دعا کی فضیلت
۴۰۴	حج کو کونسی چیز واجب کردیتی ہے۔
"	عورت بغیر محرم کے حج نکرے
۴۰۵	عورتون کا جہاد حج ہے
"	میت کیطرف سے حج کرنا

صفحہ	مضمون کتاب
۴۰۶	جب زندہ شخص حج کرنیکے قابل نہ ہو تو اُس کی طرف سے حج کرنا۔
۴۰۷	بچے کا حج۔
۴۰۸	نفاس اور حیض والی حج کا احرام باندہ سکتی ہے
"	ہر ایک ملک کے میقات کا بیان۔
۴۰۹	احرام کا بیان۔
۴۱۰	لبیک کیونکر کہے۔
۴۱۱	لبیک پکار کر کہنا
"	جو شخص احرام باندہے ہوا ہو اُسکو برابر لبیک کہنے کی فضیلت۔
۴۱۲	احرام کے وقت خوشبو لگانے کا بیان۔
"	محرم کونسے کپڑے پہنے
۴۱۳	اگر محرم کو تہ بند نہ ملے تو پائجامہ پہن لیوے اسی طرح اگر جوتی نہ ملے تو موزہ پہن لیوے
"	احرام مین کن باتون سے بچنا چاہیے

صفحہ	مضمون کتاب
۴۱۴	محرم اپنا سر دہو سکتا ہے
۴۱۵	محرمہ عورت اگر اپنے مونہہ پر کپڑا لٹکا دے۔
"	حج مین شرط لگانا جائز ہے۔
۴۱۶	حرم مین داخل ہونے کا بیان۔
"	مکہ مین داخل ہونے کا بیان۔
۴۱۷	حجر اسود کو چومنا۔
۴۱۹	حجر اسود کو مس کرنا لکڑی سے۔
۴۲۰	طواف مین رمل کرنا
۴۲۱	اضطباع کا بیان۔
"	حطیم کو طواف مین داخل کرلینا
۴۲۲	طواف کی فضیلت کا بیان۔
۴۲۴	طواف کے دوگانے کا بیان۔
۴۲۵	بیمار سوار ہوکر طواف کرے۔

صفحہ	مضمون کتاب
۴۲۵	ملتزم کا بیان
ر	حائضہ عورت حج کے ارکان تمام ادا کرے سوا طواف کے
۴۲۶	حج مفرد کا بیان
۴۲۷	حج اور عمرہ مین قران کرنے کا بیان۔
۴۲۸	قارن کے طواف کا بیان
۴۲۹	تمتع کا بیان
۴۳۲	حج کا احرام فسخ کر ڈالنا اور اسکو عمرہ کر دینا۔
۴۳۶	جو لوگ کہتے ہین حج کا فسخ کرنا خاص تہا ان لوگون سے اون کی دلیل
ر	صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کا بیان۔
۴۳۸	عمرہ کا بیان۔
ر	رمضان مین عمرہ کرنے کا بیان۔
ر	ذی قعدہ مین عمرہ کرنے کا بیان۔
۴۳۹	رجب مین عمرہ کرنے کا بیان۔

صفحہ	مضمون کتاب
۴۳۹	تنعیم سے عمرہ کا احرام باندہنا۔
۴۴۰	جسنے بیت المقدس سے عمرہ کا احرام باندہا۔
ر	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے عمرے کیے۔
۴۴۱	منا کو جانے کا بیان۔
ر	منا مین اترنے کا بیان۔
ر	منا سے عرفات کو جانے کا بیان۔
۴۴۲	عرفات مین کہان اترے
ر	عرفات مین کہان ٹہیرے
۴۴۳	عرفات کی دعا کا بیان
۴۴۴	جو شخص عرفات مین دس تاریخ کی صبح سے پیشتر آوے۔
۴۴۵	عرفات سے لوٹنے کا بیان
۴۴۶	اگر کچہ کام ہو تو عرفات اور مزدلفہ کے بیچ مین اتر سکتا ہے

صفحہ	مضمون کتاب
۴۴۶	مزدلفہ مین دو نمازین مغرب عشا جمع کرنا
ر	مزدلفہ مین ٹہیرنے کا بیان
۴۴۸	جو شخص کنکریان مارنے کے لیے مزدلفہ سے جلد چلا جاوے۔
۴۴۹	کتنی بڑی کنکری مارنا چاہیے۔
۴۵۰	جمرہ عقبہ پر کہان سے کنکریان مارنا چاہیے۔
ر	جب جمرہ عقبہ کو مارے تو مارنے کے بعد وہان کہڑا نہ ہو۔
۴۵۱	عذر سے کنکریان مارنے مین دیر کرنا۔
ر	بچون کی طرف سے دوسرا شخص رمی کرسکتا ہے
ر	حاجی لبیک کب موقوف کرے۔
۴۵۲	جب آدمی جمرہ مین عقبہ کی رمی کرے تو اب کون سی باتین

صفحه	مضمون کتاب
٤٥٢	سر منڈانے کا بیان
٤٥٣	جسنے اپنے سر کی تلبید کی
٤٥٤	ذبح کرنے کا بیان
"	حج کا کوئی رکن آگے پیچھے بھول کر ہو جانے سے قباحت نہین
٤٥٥	ایام تشریق مین کنکریان مارنا۔
"	یوم النحر کے خطبہ کا بیان
٤٥٦	طواف الزیارت کا بیان
"	زمزم کا پانی پینا۔
٤٥٩	کعبے کے اندر جانے کا بیان۔
٤٦٠	منا کی راتون مین مکہ مین رہنا۔
"	محصب مین اترنے کا بیان۔
٤٦١	رخصت کے طواف کا بیان۔
٤٦٢	رخصت کے طواف کرنے سے پہلے حائضہ جا سکتی ہے

صفحه	مضمون کتاب
٤٦٢	آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حج کا حال۔
٤٧١	جو شخص حج سے روکا جاوے وہ کیا کرے
٤٧٢	احصار کا فدیہ اور جنایت کا
"	محرم کو پچھنے لگانا درست ہے
٤٧٣	محرم کو کون تیل لگانا درست ہے۔
"	محرم مر جاوے تو کیا کرین۔
"	اگر محرم شکار کرے تو اسکا کفارہ کیا ہے
"	محرم کو کونسے جانور مارنے جائز ہین
٤٧٤	محرم کو کونسا شکار کرنا منع ہے۔
٤٧٥	اگر محرم کے لیے شکار نہ کیا گیا ہو تو اسکا کہانا درست ہے۔
٤٧٦	قربانیون کی تقلید کا بیان
"	بکریون کی تقلید کا بیان
"	اونٹون کا اشعار کرنا

صفحه	مضمون کتاب
٤٧٧	جو شخص قربانیون کے جانورون پر جھول ڈالے۔
٤٧٨	ہدی مین نر اور مادہ دونون درست ہین۔
"	میقات کے پرے سے ہدی کا لیجانا۔
"	ہدی کے اونٹون پر سوار ہونا جائز ہے۔
٤٧٩	اگر ہدی کا جانور راہ مین سقط ہو جاوے۔
"	مکہ کے گہرون کی قیمت لینا یا کرایہ پر دینا درست ہے
٤٨٠	مکہ کی فضیلت کا بیان
٤٨١	مدینہ منورہ کی فضیلت
٤٨٢	کعبہ مین جو مال دفن ہے اسکا بیان۔
"	رمضان شریف کے روزے
٤٨٣	بارش مین طواف کرنے کا بیان۔
"	پیدل حج کرنا۔

تمت

جلد دوم

وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا

از تالیف عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانۂ زمان مولوی وحید الزمان صاحب کتاب مسمیٰ

رفع العجاجة

عن

سنن ابن ماجه

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن و احمد و عبدالحی [illegible]

مطبع صدیقی [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَبْوَابُ النِّکَاحِ

نکاح کے بابون کا بیان **ف** نکاح کہتے ہین لغت مین جماع کو اور اصطلاح شرع مین نکاح عبارت ہی ایک عقد سی جس سے عورت کی فرج ملک ہوجاتی ہے مرد کی یعنے اُس سے فائدہ لینا اسکو درست ہوجاتا ہی اور غیر کو حرام ہوجاتا ہے جب تک عقد قائم رہے

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ النِّكَاحِ نکاح کی فضیلت کا بیان **عَنْ** عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ فَخَلَا بِهِ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ فَجَلَسْتُ قَرِيبًا فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ هَلْ لَكَ أَنْ أُزَوِّجَكَ جَارِيَةً بِكْرًا تُذَكِّرُكَ مِنْ نَفْسِكَ بَعْضَ مَا قَدْ مَضَى فَلَمَّا رَأَى عَبْدُ اللهِ أَنَّهُ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ سِوَى هَذِهِ أَشَارَ إِلَيَّ بِيَدِهِ فَجِئْتُ وَهُوَ يَقُولُ لَئِنْ قُلْتَ ذَلِكَ لَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ

علقمہ بن قیس سے روایت ہی مین عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ تہا سنا مین تو حضرت امیر المومنین عثمان بن عفانؓ نے انسے تنہائی کی مین نزدیک بیٹہا تہا حضرت عثمان نے عبداللہ سے کہا تم چاہتے ہو مین تمہارا نکاح کردون ایک کنواری چہوکری سی جو تمہاری گذرے ہوے کچھ مزے یاد دلادیوے (جوانی کے مزے) جب عبداللہ نے دیکہا کہ حضرت عثمان انسے اور کوئی راز کی بات اسکے سوا نہین کہنا چاہتے تو انہونے مجھکو اشارہ کیا پاس آنیکے لیے مین آیا اسوقت عبداللہ کہہ رہے تہے تم اگر ایسا کہتے ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی فرمایا ہے اے جوانون جو کوئی تم مین سے جورو رکھہ سکے (یعنے کہانے کپڑے مہر وغیرہ کی اسکو قدرت ہو) تو وہ نکاح کرلیوے اس لیے کہ نکاح سے آنکھہ نیچے رہتی ہے (غیر عورتون کیطرف آدمی نہین گہورتا) اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہی زنا سے بچا رہتا ہے اور جس شخص کو اسکی قدرت نہو (یعنے جورو کے پالنے کی) تو وہ روزہ رکھے اسلیے کہ روزہ آدمی کو خصی کردیتا ہے **ف** یعنی شہوت کو کم کردیتا ہے بلکہ کل خواہشین روزہ رکہنے سے ٹوٹ جاتی ہین حضرت عثمان نے شاید عبداللہ بن مسعودؓ کو میلے کچیلے برے حال مین دیکہا ہو تو یہ خیال کیا کہ انکے پاس جورو نہین ہے جو انکی خدمت کرے اور انکو نہلا دہلا کر صاف ستہرا رکہے نکاح کی ترغیب مین بہت احادیث وارد ہوئی ہین انہین سے ایک حدیث یہ بہی ہے **عن**

عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النکاح من سنتی فمن لم یعمل بسنتی فلیس منی وتزوجوا فانی مکاثر بکم الامم ومن کان ذا طول فلینکح ومن لم یجد فعلیہ بالصیام فان الصوم لہ وجاء حضرت عائشہ رضی سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکاح میرا طریقہ ہے جو کوئی میرے طریقہ پر نہ چلے وہ مجھ سے تعلق نہیں رکھتا اور نکاح کرو اس لیے کہ مین اپنی امت کی کثرت سے فخر کرون گا اور امتون پر (قیامت کے دن) اور جس شخص کو مقدرت ہو وہ نکاح کرے جسکو نہ ہو وہ روزہ رکھے روزہ اسکو خصی کر دیگا **ف** اس حدیث مین نکاح کا لفظ امر کے ساتھ وارد ہی اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ جس کسیکو نان نفقہ مہر وغیرہ کی قدرت ہو اسکو نکاح کرنا سنت ہے اور اگر اسکے ساتھ گناہ مین پڑنے کا ڈر ہو تو نکاح کرنا واجب ہے ابوحنیفہ کا بھی یہی قول ہے صحیحین مین انس سے مروی ہی کہ بعضے صحابہ نے کہا مین نکاح نہین کرون گا بعض نے کہا مین ساری رات نماز پڑھون گا سوؤن گا نہین بعضون نے کہا مین ہمیشہ روزے رکھون گا کبھی افطار نہ کرون گا یہ خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی آپنے فرمایا کیا حال ہے لوگون کا ایسا ایسا کہتے ہین مین تو روزہ بھی رکھتا ہون افطار بھی کرتا ہون سوتا بھی ہون عورتون سے نکاح بھی کرتا ہون پھر جو کوئی میرے طریق سے نفرت کرے وہ میرا نہین ہے **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یر للمتحابین مثل النکاح ابن عباس سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکاح سے بہتر محبت بڑہانیوالا نہین دیکھا گیا **ف** یعنے اکثر دو قومون مین یا دو شخصون مین عداوت ہوتی ہے جب نکاح کیوجہ سے باہمی رشتہ ہوجاتا ہی تو وہ عداوت جاتی رہتی ہے اور کبھی محبت کم ہوتی ہی تو نکاح سے زیادہ ہو جاتی ہے اور یہی سبب ہے کہ قرابت دو طرح کی ہوگئی ہے ایک قرابت نسبی دوسرے قرابت سببی اور انسان کو اپنی جورو کے بہائی بہن سے ایسی الفت ہوتی ہے جیسے اپنے بہائی بہن سے بلکہ کبھی اس سے بھی زیادہ

باب

النہی عن التبتل قلندری کی ممانعت **ف** قلندری یہ ہی کہ انسان نکاح شادی نہ کرے اکیلا اور مجرد رہکر بسر کرے جیسے بعضے فقیر کیا کرتے ہین اور نصاری بھی ایسا کرتے ہین انکی اصطلاح مین اسکو رہبانیت کہتے ہین یعنے ترک دنیا اور انگریزی زبان مین مونک اور ننک کہتے ہین ایسے لوگون کو **عن** سعد قال لقد رد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی عثمان ابن مظعون التبتل ولو اذن لہ لاختصینا سعد بن ابی وقاص سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عثمان بن مظعون کو قلندری سے اور اگر آپ انکو اجازت دیتے تو ہم خصی ہو جاتے (تاکہ بالکل عورتون کا خیال ہی نہ رہے) **عن** سمرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن التبتل زاد زید بن اخزم وقرء قتادۃ ولقد ارسلنا رسلا من قبلک وجعلنا لھم ازواجا وذریۃ سمرہ سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا قلندری سے زید بن اخزم نے اپنی روایت مین یہ بڑہایا کہ قتادہ رض نے یہ آیت پڑہی بیشک ہمنے تجھ سے پہلے رسول بھیجے اور انکے لیے بی بیان اور اولاد کین **ف** اس آیت مین اللہ تعالی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتا ہے یا کافرون کا اعتراض آپ پر سے رد کرتا ہے کہ اگر آپکے بی بیان

کہیں اور اولاد تو یہ نبوت کے منافی نہیں ہے اگلی بہت پیغامبر ایسے گذرے ہیں جنھوں نے بی بیاں کیں تھیں انکی اولاد بھی بہت تھی بلکہ بنی
اسرائیل تو سب حضرت یعقوب پیغمبر کی اولاد میں ہیں جنکے بارہ بیٹے تھے اور کئی بی بیاں تھیں اور حضرت ابراہیم کی دو بی بیاں تھیں
ایک حضرت سارہ دوسری حضرت ہاجرہ اور حضرت سلیمان کی ایک کم سو بی بیاں تھیں ۔ روضہ میں ہے کہ مانویہ اور نصاری نکاح نکرنا
عبادت سمجھتے تھے اللہ سبحانہ وتعالی نے ہمارے دین میں اسکو باطل کیا اور مقتضای طبع اور عقل بھی یہی ہے کہ انسان نکاح کرے
اور اپنے بنی نوع کی نسل قائم رکھے اور بڑا ہادی البتہ جس شخص کو جورو پالنے کی قدرت نہو اسکو اکیلے رہنا درست ہے **باب**

حق المرأة علی الزوج عورت کا حق خاوند پر **عن** حکیم بن معاویة عن ابیه ان رجلا سال النبی صلی الله علیه
وسلم ما حق المرأة علی الزوج قال ان یطعمها اذا طعم وان یکسوها اذا اکتسی ولا یضرب الوجه ولا یقبح
ولا یهجر الا فی البیت حکیم بن معاویہ سے روایت ہے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے پوچھا کہ عورت کا حق خاوند پر کیا ہے آپنے فرمایا جب کھانا مانگے تو اسکو کھانا دیا جاوے اور جب کپڑا مانگے تو اسکو کپڑا دیا جاوے
اور اسکے مونھہ پر نہ مارے اور اسکو برا نہ کہے یعنے بدزبانی نہ کرے یا اسکی شکل او صورت کو برا نہ کہے) اور اگر اسکو الگ سلادے
تو اسی گھر میں **ف** یہ نہیں کہ خاوند دوسرے گھر میں رہے اور عورت کو دوسرے گھر میں بھیجدیوے اسمیں عورت کے پریشان اور
آوارہ ہونیکا ڈر ہے **عن** سلیمان بن عمرو بن الاحوص حدثنی ابی انه شهد حجة الوداع مع رسول الله صلی
الله علیه وسلم فحمد الله واثنی علیه وذکر ووعظ ثم قال استوصوا بالنساء خیرا فانهن عندکم عوان
لیس تملکون منهن شیئا غیر ذلک الا ان یاتین بفاحشة مبینة فان فعلن فاهجروهن فی المضاجع و
اضربوهن ضربا غیر مبرح فان اطعنکم فلا تبغوا علیهن سبیلا ان لکم من نسائکم حقا ولنسائکم
علیکم حقا فاما حقکم علی نسائکم فلا یوطئن فرشکم من تکرهون ولا یاذن فی بیوتکم لمن تکرهون الا و
حقهن علیکم ان تحسنوا الیهن فی کسوتهن وطعامهن عمرو بن الاحوص سے روایت ہے وہ حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے آپنے اللہ کی تعریف کی اور اسکی ثنا بیان کی اور نصیحت کی اور پند کی پھر فرمایا عورتوں سے نیک
سلوک کرنے کی وصیت میری ہے اسپر عمل کرو اس لیے کہ عورتیں تمہاری قید میں ہیں پس تم اسی امر کے مالک ہو ان سے یعنے
انکی فرج کی مطلب یہ ہے کہ جماع کرنیکا تمکو اختیار ہے) اور کسی امر کے نہیں مگر جب وہ کھلی بدکاری کریں (جیسے شرارت
نافرمانی زناکاری) اگر وہ ایسا کریں تو ان کو اپنے ساتھ سولانا چھوڑ دو اور مارو لیکن سخت مار نہ مارو جس سے ہڈی پسلی
ٹوٹ جاے یا زخم آوے) اس بارے پر اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو اب انپر زیادتی نہ کرو (یعنے پھر انکو زیادہ ستاؤ)
تمہارا حق عورتوں پر ہے اور عورتوں کا حق تمپر ہے تمہارا حق عورتوں پر یہ ہے کہ تمہارا بچھونا اسکو روندنے نہ دیویں جس کو

تم ناپسند کرتے ہو یعنے تمہاری اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے نہ دیویں نہ اس سے بات کریں اگرچہ وہ محرم ہو یا عورت ہو اور اذن نہ دیویں تمہارے گھروں میں آنیکا ان لوگوں کو جنکو تم ناپسند کرتے ہو آگاہ رہو انکا حق تم پر یہ ہے کہ تم اچھی طرح سے انکو کھانا اور کپڑا دو

حق الزوج علی المرأۃ خاوند کا حق عورت پر **عن** عائشۃ رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لو امرت احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا ولو ان رجلا امر امرأتہ ان تنقل من جبل احمر الی جبل اسود ومن جبل اسود الی جبل احمر لکان نولھا ان تفعل ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں حکم کرتا کسی کو دوسرے کے لیے سجدہ کرنے کا تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے **ف** یعنی سجدہ تحیت اور تعظیم نہ سجدہ عبادت کیونکہ عبادت غیر خدا کی شرک ہے اور شرک کبھی جائز نہیں ہو سکتی نہ پیغامبر اسکا حکم دے سکتے ہیں البتہ سجدہ تحیت ملاقات کے وقت اگلے دینوں میں جائز تھا اور ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تحیت ہی کیا تھا اسیطرح حضرت یعقوب اور انکے بیٹوں نے حضرت یوسفؑ کو سجدہ تحیت کیا تھا جسکا ذکر قرآن شریف میں ہے لیکن ہماری شریعت میں سجدہ تحیت بھی منع ہو گیا اب مطلق سجدہ کسی کو جائز نہیں ہے سوا خداوند کریم کے اور سجدہ وہ عبادت ہے جو پروردگار سے خاص ہے کیونکہ سجدہ تحیت کا وجود نہے ہماری شرع میں نہیں ہے البتہ بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ اگر اس زمانہ میں بھی کوئی تحیت کے طور پر کسیکو سجدہ کرے تو وہ گنہ گار ہوگا مشرک نہ ہوگا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ معاذ نے آپکو سجدہ کیا تھا جب شام سے لوٹ کر آئے تھے آپنے فرمایا یہ کیا ہے معاذ اخیر حدیث تک اسمیں یہ ہے کہ ایسا مت کرو بہرحال سجدہ تحیت کے بھی حرام ہونیمیں کچھ شک نہیں اور بعضوں نے اُسکو بھی شرک کہا ہے اس خیال سے کہ ہماری شرع میں سجدہ بجز سجدہ عبادت کے نہیں ہے تو گویا اس نے غیر خدا کی عبادت کی اور یہ کھلا ہوا شرک ہے واللہ اعلم **ف** اور اگر مرد اپنی عورت کو حکم کرے پتھر ڈھونیکا لال پہاڑ سے سیاہ پہاڑ کیطرف اور سیاہ پہاڑ سے لال پہاڑ کیطرف یعنے مشکل اور سخت کاموں کا حکم کرے اور لال پہاڑ اکثر سیاہ پہاڑ سے دور پر ہوتا ہے تو ایک سے دوسرے تک پتھر لیجانا بڑا مشکل کام ہے اتو عورت پر حق ہے کہ اسکام کو بجا لاوے **ف** یعنی مرد کی اطاعت کرے یہ آپنے مبالغہ کے طور پر فرمایا ورنہ پہاڑ کے پتھر ڈھونا سخت مشکل ہے **عن** عبد اللہ ابن ابی اوفی قال لما قدم معاذ من الشام سجد للنبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما ھذا یا معاذ قال اتیت الشام فوافقتھم یسجدون لاساقفتھم وبطارقتھم فوددت فی نفسی ان تفعل ذلک بک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا تفعلوا فانی لو کنت امرا احدا ان یسجد لغیر اللہ لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا والذی نفس محمد بیدہ لا تؤدی المرأۃ حق ربھا حتی تؤدی حق زوجھا ولو سألھا نفسھا وھی علی قتب لم تمنعہ عبد اللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے جب معاذ بن جبل رض مشہور صحابی شام سے لوٹ کر آئے

تو انہوں نے سجدہ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ نے فرمایا یہ کیا ہے اے معاذ انہوں نے عرض کیا میں شام کو گیا تھا وہاں میں نے دیکھا نصاریٰ سجدہ کرتے ہیں اپنے پادریوں کو اور فوج کے سرداروں کو میرے دلمیں اچھا معلوم ہوا کہ ہم آپ کو سجدہ کریں آپنے یہ سُنکر فرمایا تو ایسا مت کر (یعنے مجھکو سجدہ مت کر) اسلیے کہ اگر میں کسیکو حکم کرتا کہ سوا خدا کے اور کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے **ف** معاذ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ تحیت کیا اور یہ کفر نہیں ہے جیسے بعض فقہا نے گمان کیا اسلیے کہ معاذ جلیل الشان صحابی تھے وہ کفر کو کیونکر جائز رکھتے البتہ اسکے حرام ہونے میں کلام نہیں جمہور علما کے نزدیک ایسا ہی کہا شاہ عبد الغنی صاحب مجددی نور اللہ مرقدہ نے **مترجم** کہتا ہے سجدہ بہ نیت عبادت غیر خدا کے لیے کفر اور شرک ہے بالاتفاق اس میں کسی کا خلاف نہیں البتہ سجدہ بہ نیت تحیت اور تعظیم غیر خدا کے لیے اس میں اختلاف ہے علما کا بعض کہتے ہیں حرام ہے کفر نہیں ہے بعض کہتے ہیں مکروہ تحریمی ہے بعض کہتے ہیں مکروہ تنزیہی ہے بعض کہتے ہیں جائز ہے اور تیسرا اور چوتھا اور پانچواں قول صریح احادیث کے خلاف ہے فلا تفعلوا نہی ہے اور نہی مقتضی ہے تحریم کو تو اب صرف دو قول رہ گئے ایک یہ کہ کفر اور شرک ہے دوسرے یہ کہ حرام ہے شاہ صاحب نے اول قول کو رد کیا اس طرح سے کہ اگر کفر ہوتا تو معاذ کے سے جلیل القدر صحابی اسکا کیسے ارتکاب کرتے اور مخالفین اسکا جواب یوں دے سکتے ہیں کہ یہ کفر عملی تھا نہ اعتقادی اور ممکن ہے کہ صحابہ کو اشتباہ ہو جاوے کفر عملی میں اور کفر عملی سے انسان بالکل کافر نہیں ہوتا اگر اسکے دلمیں ایمان کا اعتقاد باقی ہو لیکن قضاءً اُسکے کفر کا فتویٰ دیا جاتا ہے اسخیال سے کہ کافروں کا سا اُسنے فعل کیا جیسے حدیث میں ہے کہ جس میں یہ تینوں باتیں ہونگی وہ خالص منافق ہوگا جھوٹ بولنا عہد توڑنا فحش بکنا اسکا یہی مطلب ہے کہ عملاً منافق ہوگا کیونکہ ممکن ہے کہ اعتقاداً مومن ہو اور یہ تینوں باتیں اسمیں موجود ہوں دوسرے قول والے کہتے ہیں کہ اسصورت میں ہم اور تم متفق ہو گئے کسلیے کہ سجدۂ تحیت غیر خدا کو کرنے والا تمہارے نزدیک بھی حقیقۃً کافر نہیں ہوا اور جب کافر نہیں ہوا تو کفر سے اتر کر حرام ہی کا درجہ ہے پس ثابت ہوا کہ سجدہ تحیت غیر خدا کے لیے حرام ہے اور اسکی مثال حلف لغیر اللہ کی سی ہے کہ ایک حدیث میں آیا جس نے غیر خدا کی حلف کی اس نے شرک کیا حالانکہ یہ شرک حقیقی نہیں ہے بلکہ شرک عملی ہے یعنے کام مشرکوں کا سا ہے وہ اپنے معبودوں کے جیسے لات اور عزیٰ کی قسم کھایا کرتے تھے دوسرے قول والے کہتے ہیں کہ اگر سجدہ تحیت غیر خدا کو کفر ہوتا تو اگلی کسی شریعت میں یہ سجدہ درست نہوتا اسلیے کہ کفر اور شرک کسی شریعت میں درست نہیں ہوا اول قول والے جواب دیتے ہیں کہ کفر درست ہوسکتا ہے مثلاً اونٹ کا حرام جاننا اب کفر ہے اور شراب کا حرام جاننا اب کفر ہے حالانکہ یہ باتیں اگلی شریعت میں جائز تھیں دوسرے قول والے جواب دیتے ہیں کہ مراد ہماری کفر اور شرک کے کسی شریعت میں درست نہونے سے یہ ہے کہ کوئی عمل یعنے فعل جو ایک شریعت میں درست ہو وہ کفر اور شرک نہیں ہوسکتا اور تم نے جو مثالیں بیان کیں یہ اعتقاد سے متعلق ہیں اول قول

والے کہتے ہیں کہ اعتقاد بھی ایک فعل ہے اگرچہ قلب کا فعل ہی سہی دوسرے قول والے کہتے ہیں کہ نہیں ہمارا قول افعال جوارح سے متعلق ہے
اور افعال جوارح میں اسکی نظیر نہیں ملتی واللہ اعلم اب جو لوگ سجدہ تحیت کو بھی کفر کہتے ہیں وہ کہتے ہیں اگر کسی نے کسی بزرگ کو ولی
یا نبی کی قبر پر جا کر اسکو سجدہ کیا یا اپنے مرشد کو سجدہ کیا وہ کافر ہو گیا دوسرے قول والے کہتے ہیں وہ کافر نہیں ہوا البتہ مرتکب امر حرام
کا ہوا اسلیے کہ سجدہ تحیت غیر خدا کو کفر نہیں ہے عام ہے کہ صاحب قبر کو سجدہ کرے یا کسی زندہ کو اول قول والے کہتے ہیں کہ قبر کو مطلقاً
سجدہ کرنا کفر ہے اور جس قبر کو لوگ سجدہ کریں وہ وثن ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا بچو تم وثن کی نجاست سے اور دلیل اسکی
یہ ہے کہ فقہا نے لکھا ہے اگر کسی نے خود کعبہ کو سجدہ کیا تو وہ کافر ہو گیا تو قبر کعبے سے زیادہ مکرم نہیں ہو سکتی دوسرے قول والے کہتے
ہیں کہ کعبہ کو سجدہ کرنا کفر ہے اسوجہ سے کہ کعبہ کیطرف سجدہ عبادت کرتے ہیں پس جس نے عبادت میں غیر خدا کی نیت کی وہ کافر ہو گیا
اول قول والے کہتے ہیں کہ بت کو یا چاند یا سورج کو یا ہندوؤں کی مورتوں کو اگر کوئی سجدہ تحیت بھی کرے تو تمہارے نزدیک
بھی کافر ہو جاتا ہے پھر یہی حکم اولیا اور انبیا کے قبور اور زندہ اشخاص میں بھی جاری ہو گا اور صحیح حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ میری قبر کو وثن مت بنا ویجیو جو پوجی جاوے اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر بھی
(معاذ اللہ) پوجی جاوے تو وہ وثن ہو جاتی ہے اور وثن اور صنم ایک ہی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف عبادت سے
وثن ہو گئی تو اور اولیا کی قبریں بطریق اولے وثن ہونگی دوسرے قول والے کہتے ہیں کہ بت یا چاند یا سورج یا مورت یا اوتار
جنکی مشرکین عبادت کیا کرتے تھے انکی تو ذری سی تعظیم بھی کفر ہے کیونکہ شریعت میں انکے توڑ ڈالنے کا اور ان سے جدا رہنے
کا حکم ہوا اور اللہ تعالی نے انکو پلیدی فرمایا پس انکا سجدہ تحیت بھی کفر ہو گا لیکن اولیا کی قبور اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی قبر شریف کا یہ حکم نہیں ہے انکی تو زیارت کا اور تعظیم کا حکم ہوا اور حدیث میں جو ہے کہ میری قبر کو وثن مت بنائیو تو اس کا
مطلب یہ ہے کہ میری قبر کی کوئی عبادت نکرے اور سجدہ تحیت عبادت نہیں ہے اور اگر بالفرض کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
قبر کی عبادت بھی کرے تو وہ شخص مشرک اور کافر ہو جاوے گا لیکن قبر شریف کسی حال میں پلیدی اور نجاست نہیں ہو سکتی اور
اوثان تو نجس ہیں بنص قرآنی واللہ اعلم **ف** قسم اسکی جسکے ہاتھ میں محمد کی جان ہے عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نہیں
کریگی جبتک اپنے خاوند کا حق ادا نکرے (کیونکہ پروردگار ہی کا حکم ہے کہ خاوند کا حق ادا کر) اور اگر خاوند عورت سے کہے اپنے
تئیں سپرد کر دینے کو (یعنے جماع کے لیے راضی ہونیکو) اور عورت اسوقت پالان پر سوار ہو (جہاں جماع کرنا مشکل ہے) تو بھی
عورت کو چاہیے کہ اپنے خاوند کو نہ روکے **ف** مطلب یہ ہے کہ خاوند کی اطاعت کرے اگر سواری پر ہو یا کھانا پکاتی ہو
اگر خاوند اسوقت بھی صحبت کرنا چاہے تو انکار نکرے **عن** اُمِّ سَلَمَةَ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ ۔ ام المومنین ام سلمہ رضہ سے روایت ہے میں نے سنا جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی عورت مرجاوے اور اسکا خاوند اس سے راضی ہو تو وہ جنت مین جاویگی **باب** فضل النساء عورتون کی فضیلت **عن** عبد اللہ بن عمرو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انما الدنیا متاع ولیس من متاع الدنیا شیئ افضل من المرأۃ الصالحۃ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا چند روز کا مزا ہے اور دنیا کے مزون مین کوئی چیز نیک بخت عورت سے عمدہ نہین ہے **ف** اسلیے کہ نیک بخت عورت سے دنیا کا عیش ہوتا ہے آدمی کو خوشی ہوتی ہے اسکی صحبت سے باہر سے کتنی رنج مین آوے جب اپنی پاک سیرت بی بی کے پاس بیٹھتا ہے تو سارا رنج اور غم بھول جاتا ہے برخلاف اسکے اگر عورت خراب ہو تو دنیا کی زندگی دوزخ ہو جاتی ہے کتنا ہی مال اور دولت ہو سب بیکار اور لغو ہو جاتا ہے کچھ مزا نہین آتا ہمارے زمانہ مین ایک صاحب بڑے عہدہ دارون مین حیدر آباد مین تھے بڑی متمول اور مالدار تھے انکی بی بی خراب نکلی عدالت مین مقدمہ چلا ساری دنیا مین ذلت ہوئی کسی کو منہ بتانے کے قابل نہ رہے آخر کو نوکری بھی گئی غرض عزت راحت سب اس عورت کے سبب سے برباد ہو گئی لاحول ولا قوۃ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ سے نیک عورت مراد رکھی ہے اور آخرت کی حسنہ سے حور جنت کی اور عذاب النار سے خراب اور بدزبان عورت مراد رکھی ہے

زینہار از قرین بد زنہار وقنا ربنا عذاب النار

عن ثوبان قال لما نزل فی الفضۃ والذھب ما نزل قالوا فای المال نتخذ قال عمر فانا اعلم لکم ذلک فاوضع علی بعیرہ فادرک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا فی اثرہ فقال یا رسول اللہ ای المال نتخذ قال لیتخذ احدکم قلبا شاکرا ولسانا ذاکرا وزوجۃ مؤمنۃ تعین احدکم علی امر الاخرۃ ثوبان سے روایت ہے جب سونے چاندی کی برائی مین قرآن اترا الذین یکنزون الذھب والفضۃ آخیر تک۔ تو لوگون نے کہا اب ہم کونسا مال اپنے لیے رکھین حضرت عمر نے کہا مین تم کو بتلاتا ہون اور اپنے اونٹ کو تیز کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچے (آپ آگے ہونگے سفر مین) اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم کونسا مال رکھین آپ نے فرمایا تم مین سے کوئی دل رکھے شکر کرنیوالا اور زبان رکھے ذکر کرنیوالی اور بی بی رکھے جو مومنہ ہو (ایمان والی) اور وہ مدد کرے اسکی آخرت کے کام مین **ف** عورت کی مدد آخرت کے کام مین یہ ہے کہ آدمی اسکی وجہ سے گناہون اور بد نظرون سے بچتا ہے اور گھر کے تمام کام عورت کر لیتی ہے مرد کو عبادت کی فرصت ملتی ہے اگر عورت نہ ہو اور یہ کام خود کرے تو عبادت کی فرصت مشکل سے ملیگی بعضی عورتین خود صالحہ اور عابدہ ہوتی ہین انکی صحبت کیوجہ سے مرد بھی زاہد اور عابد ہو جاتا ہے بعضی عورتین اپنے مرد کو جگاتی ہین تہجد کی نماز کے لیے **عن** ابی امامۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یقول ما استفاد المؤمن بعد تقوی اللہ خیرا لہ من زوجۃ صالحۃ ان امرھا اطاعتہ وان نظر الیھا سرتہ وان اقسم علیھا ابرتہ وان غاب عنھا نصحتہ فی نفسھا ومالہ ابو امامہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے

تقوی کے بعد بہر مومن کو اور کوئی چیز اتنی مفید نہیں ہے جیسے نیک بخت بی بی اگر خاوند اسکو حکم کرے تو وہ مان لیوے اگر اسکی طرف
دیکھے تو خاوند خوش ہو جاوے اگر اسکے بہروسے پر قسم کہا بیٹھے تو وہ اسکو سچا کرے **ف** مثلاً کہے قسم کہا کر لوگوں کے سامنے کہ اگر مین
اپنی عورت کو وہاں جانے سے منع کروں تو وہ کبھی ہاں نہیں جاوے گی پہر عورت ایسا ہی کرے تاکہ اسکا خاوند سچا ہووے بعضوں
نے کہا مطلب یہ ہے کہ خاوند اگر کسی بات پر عورت سے قسم لیوے تو عورت اس قسم کو سچا کرے اور اپنی قسم کے خلاف نکرے **ت** اگر
خاوند باہر جاوے (سفر وغیرہ مین) تو وہ اسکی خیر خواہی کرے اپنی ذات کو محفوظ رکھے بُرے کاموں سے اور اسکے مال کو محفوظ رکھے **باب تزویج ذات
الدین** دیندار عورت سے نکاح کرنا **عن** ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تنکح النساء لاربع لمالها ولحسبها و
لجمالها ولدینها فاظفر بذات الدین تربت یداک ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا عورتوں سے نکاح کرتے ہین چار باتین دیکھکر ایک تو مال اور دولت دوسرے حسب (یعنے خاندانی شرافت) تیسرے
حسن اور جمال چوتھے دینداری یعنے تقوی اور پرہیزگاری تو تو حاصل کر دین والی عورت کو مٹی لگے تیرے ہاتھوں کو **ف** یعنی
دینداری اور خدا ترسی اور تقوی اور پرہیزگاری کو سب پر مقدم رکھ اور جس عورت مین یہ صفت ہو اسی سے نکاح کر کیونکہ مال
دولت کا اعتبار نہیں اگر رہے بھی تو عمر بہر خاوند کو طعنہ دیا کریگی غلام کی طرح سمجھے گی حسب نسب بغیر عمدہ خصائل کے کیا کام
کا بلکہ اور خرابی ہے کہ بری کام کریگی اور اپنی خاندانی شرافت پر مغرور رہیگی کبھی خاوند کو حقیر سمجھے گی رہا حسن و جمال وہ ایک
دن کی بہار ہے تشریف لیجاتا ہے دوسرے چند روز کے بعد کیسی ہی حسین عورت ہو اسکی قدر جاتی رہتی ہے اب اگر اس مین تقوی
اور پرہیزگاری نہ ہو تو خاوند کی جان پر آفت ہو گی ساری محلہ کے لوگ خاوند کے دشمن ہو جاوینگے اور عورت کو طرح طرح سے بہکاوینگے
تو بہر حال دینداری سب پر مقدم ٹھہری دیندار عورت سے راحت ہی ہو گی گو وہ مفلس ہو خاندانی نہ ہو خوبصورت نہ ہو کیونکہ وہ خاوند کے
حقوق سمجھے گی اور خدا سے ڈریگی البتہ اگر دینداری کے ساتھ ان صفات مین سے بہی کوئی صفت ہو تو سبحان اللہ نور علی نور اسی
عورت کو اختیار کرے **عن** عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزوجوا النساء
لحسنهن فعسی حسنهن ان یردیهن ولا تزوجوهن لاموالهن فعسی اموالهن ان تطغیهن ولکن تزوجوهن
علی الدین ولامة خرماء سوداء ذات دین افضل عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مت نکاح کرو عورتوں سے انکے حسن کو دیکھکر شاید حسن ہی انکو تباہ کرے اور مت نکاح کرو عورتوں سے انکے مالوں کو دیکھکر شاید
مال ہی انکو شرارت مین ڈالے لیکن نکاح کرو انسے دین کو دیکھکر البتہ ایک لونڈی کان چھیدی ہوئی کالی دیندار
بہتر ہے **ف** یعنی دیندار نیک بخت لونڈی کان پھٹے ہوئی یا سوراخدار کان والی کالی کلوٹی بہتر ہے گوری چٹی خوبصورت
عورت سے جو دیندار نہو ان حدیثوں کی تصدیق آگے چلکر ہوتی ہے جب انسان تجربہ اٹھاتا ہے اور پہلی پہل تو جوانی کی

امنگ میں خوبصورت عورت ہی بہتر معلوم ہوتی ہے **باب** تَزْوِیْجِ الْاَبْکَارِ کنواری عورتوں سے نکاح کرنا **عن** جابر بن عبداللہ قال تزوجت امراۃ علی عہد رسول اللہ صلعم فلقیت رسول اللہ صلعم فقال تزوجت یا جابر قلت نعم قال ابکرا او ثیبا قلت ثیبا قال فہلا بکرا تلاعبھا قلت کن لی اخوات فخشیت ان تدخل بینی وبینھن قال فذاک اذا جابر بن عبداللہ رض سے روایت ہے میں نے ایک عورت سے نکاح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پھر آپ سے ملا آپنے فرمایا ای جابر تونے نکاح کیا میں نے عرض کیا جی ہاں آپنے فرمایا کنواری سے یا ثیبہ سے میںنے کہا ثیبہ سے (ثیبہ وہ عورت جس سے مرد صحبت کرچکا ہو) آپنے فرمایا تونے کنواری کیوں نہ کی وہ تیرے ساتھ کھیلتی تو اسکے ساتھ کھیلتا میںنے عرض کیا میری بہنیں ہیں (انکے باپ مرگئے لڑکیاں چھوڑ گئے تھے) تو میں ڈرا کہیں کنواری لڑکی آکر انمیں اور مجھ میں جھگڑا نہ کرا دے (یا کنواری لڑکی آکر انہی میں شریک ہو جاوے اور بچوں کی سی ان کے ساتھ کھیلنے لگے) آپنے فرمایا ایسا ہی تو خیر **عن** عبدالرحمن بن سالم بن عتبۃ بن عویم بن ساعدۃ الانصاری عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالابکار فانھن اعذب افواھا وانتق ارحاما وارضی بالیسیر عویم بن ساعدہ انصاری رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کنواری عورتوں سے نکاح لازم کرلو انکے مونہ شیریں ہوتے ہیں اور رحم جننے والے ہوتے ہیں اور تھوڑے مال پر راضی ہوجاتی ہیں **ف** کیونکہ انکو کسی اور خاوند سے سابقہ نہیں پڑا ہوتا وہ جو خاوند دیوے اسی کو بہت جانتی ہیں اور رحم جننے والے سے یہ غرض ہے کہ کنواری عورتوں کی اولاد بہت ہوتی ہے اسلیے کہ انکے رحم صاف ہوتے ہیں انمیں بیماری نہیں ہوتی اگرچہ اولاد کا ہونا اللہ سبحانہ وتعالی کی قدرت سے متعلق ہے کبھی ثیبہ کو اولاد ہوتی ہے کنواری کو نہیں ہوتی لیکن اکثر ایسا ہی ہوتا ہے جیسے آپنے فرمایا **باب** تَزْوِیْجِ الْحَرَائِرِ وَالْوَلُوْدِ آزاد عورتوں سے اور جننے والی عورتوں سے نکاح کرنا **ف** یہ بات کہ عورت جننے والی ہے اس کے خاندان سے معلوم ہوتی ہے بعض خاندان کی عورتیں بہت جنتی ہیں بعض خاندان کی اکثر بانجھ ہوتی ہیں **عن** انس بن مالک یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من اراد ان یلقی اللہ طاہرا مطہرا فلیتزوج الحرائر انس بن مالک رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاہے کہ اللہ جل جلالہ سے پاک صاف ہوکر ملے وہ آزاد عورتوں سے نکاح کرے **ف** کیونکہ آزاد عورتیں بہ نسبت لونڈیوں کے زیادہ لطیف اور پاک ہوتی ہیں اور ممکن ہے کہ مطلب یہ ہو جو کوئی آزاد عورتوں سے نکاح کرے گا اسکی نگاہ اجنبی عورتوں کیطرف نہ اٹھیگی پس وہ اکثر گناہوں سے بچا رہیگا **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکحوا فانی مکاثر بکم ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکاح کرو تم لوگوں سے اور امتوں پر فخر کروں گا **ف** تو جب نکاح کروگے تو اولاد ہوگی میری امت زیادہ ہوگی **مولف** نے انس کی حدیث بیان نہیں کی جسکو احمد اور ابن حبان نے نکالا اس میں یہ ہے کہ نکاح

کرو عورت سے جو جنا ونی محبت کہی اور بہت جننے والی ہو اسلیے کہ مین اور انبیا پر فخر کرون گا قیامت کے دن اور امام احمد نے
ابن عمر سے ایسا ہی نکالا اسکے اسناد مین جریر بن عبداللہ ہے بعضون نے اُسکو ضعیف کہا بعضون نے ثقہ کہا اور ابوداؤد اور نسائی
اور ابن حبان نے معقل بن یسار سے ایسا ہی نکالا **باب** النَّظَرِ اِلَی الْمَرْاَةِ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّتَزَوَّجَهَا جب عورت سے
نکاح کرنا چاہے تو اسکو دیکھ سکتا ہے **عَنْ** مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ خَطَبْتُ امْرَاَةً فَجَعَلْتُ اَتَخَبَّاُ لَهَا حَتّٰی نَظَرْتُ اِلَيْهَا
فِیْ نَخْلٍ لَهَا فَقِیْلَ لَهٗ اَتَفْعَلُ هٰذَا وَاَنْتَ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا اَلْقَی اللّٰهُ فِیْ قَلْبِ امْرِئٍ خِطْبَةَ امْرَاَةٍ فَلَا بَاْسَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلَيْهَا محمد بن مسلمہ سے روایت
ہے ایک عورت کو مین نے پیام دیا نکاح کا پھر مین چھپنے لگا لوگون سے اسکے دیکھنے کے لیے یہانتک کہ مین نے اسکو دیکھ لیا کھجور
کے درختون مین لوگون نے ان سے کہا تم ایسا کرتے ہو (یعنے عورت کو چوری سے دیکھتے ہو) اور تم صحابی ہو جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے اُنہون نے کہا مینے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جب اللہ تعالی کسی مرد کے دل مین
ڈالے کہ وہ کسی عورت کو پیام دیوے (نکاح کا) تو کچھ قباحت نہین اگر اسکو دیکھ لیوے **ف** کیونکہ یہ ضرورت سے دیکھنا ہے اور ضرورت
کیوقت ایسا روا ہے جیسے قاضی اور گواہ کو عورت کا دیکھنا درست ہے اسیطرح طبیب کو اس مقام کا دیکھنا درست ہے جہان
دیکھنے کی ضرورت ہو علاج کے لیے اور یہی قول ہے اہلحدیث اور شافعی اور ابوحنیفہ اور احمد اور اکثر علما کا کہ جس عورت سے
نکاح کرنا منظور ہو اسکا دیکھنا درست ہے اور امام مالک نے کہا کہ عورت کے اذن سے درست ہے بغیر اذن کے درست نہین
اور ایک روایت انسے یہ ہے کہ مطلقاً درست نہین ہے اور اس باب مین ایک یہ حدیث ہے دوسرے مغیرہ کی حدیث ہے جو آگے آتی
ہے تیسرے ابوہریرہ کی حدیث ہے جو صحیح مسلم مین ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہنے لگا مینے ایک
انصاری عورت سے نکاح کیا آپنے فرمایا تونے اُسکو دیکھا تھا وہ بولا نہین آپنے فرمایا جا اسکو دیکھ لے اسلیے کہ انصار
کی آنکھون مین کچھ خلل ہوتا ہے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ الْمُغِیْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ اَرَادَ اَنْ یَّتَزَوَّجَ امْرَاَةً فَقَالَ لَهٗ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّهٗ اَحْرٰی اَنْ يُّؤْدَمَ یَعْنِیْ بَيْنَكُمَا فَفَعَلَ فَتَزَوَّجَهَا فَذَكَرَ
مِنْ مُوَافَقَتِهَا انس بن مالک سے روایت ہے مغیرہ بن شعبہ نے ایک عورت سے نکاح کرنا چاہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن
سے فرمایا جا تو اس عورت کو دیکھ لے ایسا کرنے سے زیادہ امید ہوگی کہ تم دونون مین موافقت ہو مغیرہ نے ایسا ہی کیا پھر مغیرہ
نے بیان کیا اپنی موافقت کا حال اس عورت سے **ف** یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اور اس
عورت سے خوب موافقت رہی افسوس ہے کہ اس زمانہ مین مسلمانون نے جیسے اور سنتون کو چھوڑ دیا ہے اسکو بھی چھوڑ دیا ہے
جس لڑکی کا نکاح کرنا چاہتے ہین اسکو سات کوٹھڑیون کے اندر چھپاتے ہین دولہہ کو تو کیا دولہہ کے عزیز و اقربا بھی دلہن کے

سامنے تک بھی نہیں دیکھ سکتے اور نکاح کیا کرتے ہیں گویا اندھا شکار کرتے ہیں اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بی بی کو میاں سے اور میاں
کو بی بی سے رغبت نہیں ہوتی چند ہی روز میں لڑائی شروع ہوتی ہے اور طلاق و طلاق کی نوبت آتی ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ
عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهُ امْرَاَةً اَخْطُبُهَا فَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ
اِلَيْهَا فَاِنَّهُ اَجْدَرُ اَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا فَاَتَيْتُ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ فَخَطَبْتُهَا اِلٰى اَبَوَيْهَا وَاَخْبَرْتُهُمَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّهُمَا كَرِهَا ذٰلِكَ قَالَ فَسَمِعَتْ ذٰلِكَ الْمَرْاَةُ وَهِيَ فِيْ خِدْرِهَا فَقَالَتْ اِنْ كَانَ
رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَكَ اَنْ تَنْظُرَ فَانْظُرْ وَاِلَّا فَاَنْشُدُكَ كَاَنَّهَا اَعْظَمَتْ ذٰلِكَ قَالَ فَنَظَرْتُ
اِلَيْهَا فَتَزَوَّجْتُهَا فَذَكَرَ مِنْ مُّوَافَقَتِهَا مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور آپ سے ذکر کیا
ایک عورت کا کہ میں پیام دیتا ہوں اسکو آپ نے فرمایا جا اسکو دیکھ لے اس سے تم دونوں میں محبت زیادہ ہونیکی امید ہے آخر
میں انصار کی ایک عورت پاس آیا اور میں نے اسکا پیام دیا اس کے ماں باپ سے اور جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا
وہ ان سے بیان کردیا لیکن ایسا معلوم ہوا جیسے ماں باپ نے اسکو پسند نہ کیا **ف** یعنی انکی طبیعت کو یہ امر پسند نہیں آیا
کہ لڑکی کو دولھا دیکھ لیوے یہ مطلب نہیں کہ انھوں نے حدیث کو پسند نہ کیا یا اسکا انکار کیا کیونکہ یہ کفر ہے فرمایا اللہ تعالی
نے کبھی قسم تیرے رب کی وے مومن نہ ہونگے جبتک تجھکو حکم نہ کریں اپنے جھگڑوں میں پھر جو تو فیصلہ کردے اس سے انکا دل
تنگ نہ ہو اور اس کو مان لیویں (شاہ عبدالغنی) **ف** مغیرہ نے کہا میں نے خود اس عورت سے سنا (جس کا پیام میں نے دیا
تھا) وہ پردے میں تھی اس نے کہا اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھکو حکم دیا ہے دیکھنے کا تو دیکھ لے نہیں تو میں تجھکو
قسم دیتی ہوں گویا اس عورت نے بھی اس امر کو بڑا سمجھا یعنے دلہن کو نکاح سے پہلے دیکھنے کو مغیرہ نے کہا میں نے اسکو
دیکھا پھر مغیرہ نے اس سے نکاح کیا اور بیان کیا اپنی موافقت کا حال اس سے **بَابُ** لَا يَخْطُبِ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ
جب ایک مسلمان بھائی کسی عورت کو پیام دیوے تو دوسرا اسکو پیام نہ دیوے **ف** عقبہ بن عامر کی روایت میں ہے یہانتک کہ
پہلا پیام دینے والا اسکو چھوڑ دیوے یعنے اگر پہلا پیام ٹوٹ جاوے تو دوسرے کو پھر پیام دینا درست ہے نکالا اسکو مسلم نے اور
جمہور علما اس طرف گئے ہیں کہ یہ فعل حرام ہے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا
يَخْطُبِ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد اپنے
بھائی کے پیام پر پیام نہ دیوے **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْطُبِ الرَّجُلُ
عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ ابن عمرؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد پیام نہ دیوے اپنے بھائی کے پیام پر
عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ تَقُوْلُ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا حَلَلْتِ فَاٰذِنِيْنِيْ فَاٰذَنْتُهُ فَخَطَبَهَا

مُعٰوِيَةُ وَابُو الجَهْمِ بنُ صُخَيرٍ وَاُسَامَةُ بنُ زَيدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ اَمَّا مُعٰوِيَةُ فَرَجُلٌ تَرِبٌ لَا
مَالَ لَهٗ وَاَمَّا اَبُو الجَهْمِ فَرَجُلٌ ضَرَّابٌ لِلنِّسَاءِ وَلٰكِنْ اُسَامَةُ فَقَالَتْ بِيَدِهَا هٰكَذَا اُسَامَةُ اُسَامَةُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ طَاعَةُ اللهِ وَطَاعَةُ رَسُولِهٖ خَيرٌ لَكِ قَالَتْ فَتَزَوَّجْتُهٗ فَاغْتَبَطْتُ بِهٖ فاطمہ بنت قیس سے
روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا جب تیری عدت گذر جاوے تو مجھے خبر کردینا آخر اس نے آپ کو خبر کی تو پیام دیا اسکو
معاویہ اور ابو الجہم بن صخیر اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاویہ تو مفلس قلاچ ہے اسکو
پاس مال نہین ہے اور ابو الجہم ایسا مرد ہے جو عورتون کو بہت مارتا ہے لیکن اسامہ بہتر ہے یہ سنکر فاطمہ نے ہاتہ سے اشارہ کیا اور
کہا اسامہ اسامہ (فاطمہ نے اسامہ کو حقیر جانا اس خیال سے کہ وہ زید کے بیٹے تہے اور زید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تہے
لیکن آپنے انکو آزاد کر کے اپنا بیٹا بنایا تہا) آپنے فاطمہ سے فرمایا اللہ اور اسکے رسول کی بات ماننا تیرے لیے بہتر ہے آخر
اُسنے اسامہ سے نکاح کیا فاطمہ کہتی تہی دوسری عورتین مجھپر رشک کرنے لگین **ف** یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد
کی برکت ایسی ہوئی کہ اسامہ کے پاس مجھکو بہت عیش اور آرام حاصل ہوا یہانتک کہ دوسری عورتین ہمپر رشک کرنے لگین
پہلے فاطمہ نے اسامہ کو برا جانا اسوجہ سے کہ فاطمہ قریش کی شریف عورتون مین سے تہین اور اسامہ ایک حبشی غلام کے بیٹے تہے
لیکن خدا اور رسول کی اطاعت ضروری ہے اسوجہ سے مان لیا اور حقتعالی نے اس مین برکت دی اس حدیث سے اور ایک بات نکلی کہ اگر نکاح
کے باب مین کوئی بہائی مسلمان مشورہ لیوے تو حق بات بیان کردے یعنے جو واقعی عیب ہو اسکو ظاہر کردیوے جیسے آپنے ابو جہم
کا اور معاویہ کا عیب بیان کردیا دوسری روایت مین ہے کہ ابو جہم اپنی لاٹھی کاندہے سے نہین رکھتا یعنے ہر وقت عورتون کو مارتا
رہتا ہے اور معاویہ صعلوک ہے یعنے مفلس قلاش سبحان اللہ کیا قدرت ہے خدا کی ایک زمانہ معاویہ کا ایسا تہا کہ مفلس تہے
ایک پیسہ پاس نہ تہا پہر چند ہی روز کے بعد حقتعالی نے انکو ایسی بڑی بادشاہت دی کہ روم شام ایران عرب مصر سب انکے زیر نگین
تہے تعز من تشاء وتذل من تشاء

باب اِسْتِيمَارِ البِكْرِ وَالثَّيِّبِ کنواری یا ثیبہ دونون سے اجازت لینا نکاح کی

عن ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ الاَيِّمُ اَولٰى بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالبِكْرُ تُسْتَامَرُ فِي نَفْسِهَا
قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ اِنَّ البِكْرَ تَسْتَحْيِي اَنْ تَتَكَلَّمَ قَالَ اِذْنُهَا سُكُوتُهَا ابن عباس رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا شوہر والی عورت (یعنے جو پہلے شوہر کر چکی ہو یعنے ثیبہ) زیادہ حق رکھتی ہے اپنے نفس پر اسکے ولی سے اور کنواری عورت
سے اجازت لیجاویگی اسکے نفس کے باب مین لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ کنواری تو شرم کرتی ہے بات کرنے مین آپنے فرمایا
اسکی اجازت یہی کہ چپ ہو رہے **ف** لیکن ثیبہ کا چپ ہو جانا کافی نہین بلکہ زبان سے ہون یا ہان کہنا چاہیے

عن اَبِي هُرَيرَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْكَحُ الثَّيِّبُ حَتّٰى تُسْتَامَرَ وَلَا البِكْرُ حَتّٰى تُسْتَاذَنَ وَاِذْنُهَا الصُّمُوتُ

ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثیبہ کا نکاح نہ کیا جاوے یہانتک کہ اس سے اجازت لی جاوے اور کنواری کا بھی نکاح نکیا جاوے یہانتک کہ اس سے اجازت لی جاوے اور اسکی اجازت یہ ہے کہ خاموش ہو رہے **ف** مراد یہان کنواری اور ثیبہ سے وہ لڑکی ہے جو جوان ہوگئی ہو لیکن جو نابالغ ہو اس سے اجازت لینا ضرور نہین بلکہ ولی کی اجازت کافی ہے جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کر دیا تھا اسوقت حضرت عائشہ صدیقہ کی عمر صرف چھہ برس کی تھی **عن** عدی بن عدی الکندی عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الثیب تعرب عن نفسھا والبکر رضاھا صمتھا عدی کندی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثیبہ خود اپنی رضامندی ظاہر کرے اور کنواری کی رضامندی اسکا چپ ہو رہنا ہے **باب** من زوج ابنتہ وھی کارھۃ جو شخص اپنی بیٹی کا نکاح کر دیوے اور وہ ناراض ہو **ف** یہ بیٹی دو حال سے خالی نہین کنواری ہو یا ثیبہ اور پھر ہر ایک کی دو قسمین ہین جوان بالغہ ہو یا نابالغ اہلحدیث کے نزدیک ہر صورت مین لڑکی کو اختیار ہے کہ نکاح فسخ کر دیوے الا جبکہ وہ نابالغہ کنواری ہو تو باپ اسکا نکاح جبراً کر سکتا ہے مگر اسصورت مین بھی اگر نکاح غیر کفو سے ہو تو دوسرے عزیز عورت کے جیسے بھائی یا دادا یا چچا نکاح فسخ کرا سکتے ہین اور ایک قول یہ ہے کہ فسخ نہین کرا سکتے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر لڑکی بالغہ ہو خواہ کنواری ہو خواہ ثیبہ تو باپ اسکا نکاح جبراً نہین کرا سکتا اور شافعی کے نزدیک بکر کا کرا سکتا ہے اور ثیبہ کا نہین کرا سکتا **عن** عبد الرحمان بن یزید ومجمع بن یزید الانصاریین اخبراہ ان رجلا منھم یدعی خذاما انکح ابنۃ لہ فکرھت نکاح ابیھا فاتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت لہ فرد علیھا نکاح ابیھا فنکحت ابا لبابۃ بن عبد المنذر وذکر یحیی انھا کانت ثیبا عبد الرحمان بن یزید اور مجمع بن یزید سے روایت ہے دونون انصاری تھے کہ ایک شخص نے جسکا نام خذام تھا اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اس نے اپنے باپ کا کیا ہوا نکاح ناپسند کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ سے بیان کیا آپ نے باپ کا نکاح فسخ کر دیا پھر اس نے ابولبابہ بن عبد المنذر سے نکاح کیا یحیی بن سعید نے کہا مجھے خبر پہونچی کہ یہ لڑکی ثیبہ تھی **ف** لیکن ابن عباس کی حدیث سے نکلتا ہے کہ یہ لڑکی کنواری تھی اور اسی سے شافعی کا مذہب رد ہوتا ہے **عن** ابن بریدۃ عن ابیہ قال جاءت فتاۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت ان ابی زوجنی ابن اخیہ لیرفع بی خسیستہ قال فجعل الامر الیھا فقالت قد اجزت ما صنع ابی ولکن اردت ان تعلم النساء ان لیس الی الاباء من الامر شیء بریدہ سے روایت ہے ایک جوان عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی کہ اسکے باپ نے اپنے بھتیجے سے اسکا نکاح کر دیا ہے تاکہ اس بھتیجے کی ذلت میرے نکاح کیوجہ سے اٹھہ جاوے اسکا بھتیجا شاید مفلس محتاج ہوگا راوی نے کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اختیار دیا اس نے کہا مینے ابی

باپ کا نکاح جائز رکہا لیکن میرا مطلب تہا کہ عورتوں کو معلوم ہوجاوے کہ ان کے باپوں کو اختیار نہیں پہونچتا جبرا بلا ان کی
رضامندی کے انکا نکاح کر دینے کا **عن** ابن عباس ان جاریة بکرا اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت له ان اباها
زوجها وهی کارهة فخیرها النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک کنواری لڑکی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی کہ اسکے باپ نے اسکا نکاح کر دیا اور وہ ناراض تہی اس نکاح سے تو اختیار دیا آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو خواہ نکاح قائم رکہے خواہ اسکو توڑ ڈالے۔ **عن** ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم بمثله ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے **نکاح الصغار یزوجهن**
الآباء نابالغ لڑکیوں کا نکاح انکے باپ کر سکتے ہیں **عن** عائشة قالت تزوجنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وانا بنت ست سنین فقدمنا المدینة فنزلنا فی بنی الحارث بن الخزرج فوعکت فتمرق شعری
حتی وفی جمیمة فاتتنی امی ام رومان وانی لفی ارجوحة ومعی صواحبات لی فصرخت بی فاتیتها وما ادری
ما ترید فاخذت بیدی فاوقفتنی علی باب الدار وانی لانهج حتی سکن بعض نفسی ثم اخذت شیئا
من ماء فمسحت به علی وجهی وراسی ثم ادخلتنی الدار فاذا نسوة من الانصار فی بیت فقلن علی الخیر
والبرکة وعلی خیر طائر فاسلمتنی الیهن فاصلحن من شانی فلم یرعنی الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ضحی فاسلمتنی الیه وانا یومئذ بنت تسع سنین ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہہ سے نکاح کیا اسوقت میری عمر چہہ برس کی تہی پہر ہم مدینہ میں آئے تو بنی حارث بن خزرج کے
محلہ میں اترے مجہے بخار آیا تو میرے بال جہڑ گئے اسکے بعد پہر ایک چہوٹا سا گچہہ بالوں کا مونڈہوں تک ہو گیا اسکے بعد
میری ماں ام رومان میرے پاس آئی اور میں جہولے میں تہی میرے ساتہہ کئی سہیلیاں میری تہیں وہ میرے اوپر چیخی (یعنے بلند
آواز سے مجہکو پکارا) میں اسکے پاس گئی مجہے نہیں معلوم تہا وہ کیا چاہتی ہے آخر اس نے میرا ہاتہہ پکڑا اور مجہے مکان
کے دروازے پر کہڑا کر دیا اسوقت میرا دم چڑہ رہا تہا یہانتک میری سانس ذرا ٹہیری پہر میری ماں نے تہوڑا پانی لیا
اور اس سے میرا مونہہ اور سر پونچہا پہر گہر کے اندر لے گئی وہاں انصار کی کئی عورتیں تہیں ایک کوٹہری میں انہوں نے کہا
بہتری اور برکت کے ساتہہ آئی اور اچہی قسمت کے ساتہہ میری ماں نے مجہہ کو ان عورتوں کے سپرد کر دیا انہوں نے میرا سنگار
کیا (یعنے آراستہ کر کے دولہن بنایا) پہر میں نہیں ڈری ایکا ایکی کسی چیز سے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب آپ
دن چڑہے تشریف لائے اور ان عورتوں نے مجہہ کو آپکے سپرد کر دیا اسدن میری عمر نو برس کی تہی **ف** اس حدیث
سے نکلا کہ نابالغہ لڑکی کا نکاح اسکا باپ کر سکتا ہے اور یہ بہی نکلا کہ کم سنی میں عورت کا نکاح کر دینا درست ہے **عن**

عَبۡدِ اللّٰہِ قَالَ تَزَوَّجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ عَائِشَۃَ وَھِیَ بِنۡتُ سَبۡعٍ وَبُنِیَ بِھَا وَھِیَ بِنۡتُ تِسۡعٍ وَتُوُفِّیَ عَنۡھَا وَھِیَ بِنۡتُ ثَمَانِیَ عَشۡرَۃَ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا جب انکی عمر سات برس کی تھی اور اپنے صحبت کی جب انکی عمر نو برس کی تھی (نو برس مین بعض لڑکیان جوان ہوجاتی ہین) اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اسوقت حضرت عائشہ کی عمر اٹھارہ برس کی تھی **ف** فضائل حضرت عائشہ ام المومنین کے بیحد اور بے شمار ہین اور وہ افضل تھین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بی بیون مین بعد حضرت خدیجہ کبریٰ رضی کے اور بعضون نے حضرت خدیجہ سے بھی انکو افضل کہا ہے غرض وہ محبوبہ خاص تھین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کی بی بیون مین سوا انکے کوئی کنواری نہ تھی اور اس کم سنی مین حضرت عائشہ کا یہ حال تھا کہ علم وفضیلت اور حافظہ اور عقل ودانش مین بڑی بوڑھی عورتون سے سبقت لے گئین تھین **نِکَاحُ الصِّغَارِ یُزَوِّجُھُنَّ غَیۡرُ الۡاٰبَاءِ** اگر نابالغ لڑکی کا نکاح باپ کے سوا اور کوئی کردیوے **عَنِ** ابۡنِ عُمَرَ اَنَّہٗ حِیۡنَ ھَلَکَ عُثۡمٰنُ بۡنُ مَظۡعُوۡنٍ تَرَکَ ابۡنَۃً لَہٗ قَالَ ابۡنُ عُمَرَ فَزَوَّجَنِیۡھَا خَالِیۡ قُدَامَۃُ وَھُوَ عَمُّھَا وَلَمۡ یُشَاوِرۡھَا وَذٰلِکَ بَعۡدَ مَا ھَلَکَ اَبُوۡھَا فَکَرِھَتۡ نِکَاحَہٗ وَاَحَبَّتِ الۡجَارِیَۃُ اَنۡ یُزَوِّجَھَا الۡمُغِیۡرَۃَ بۡنَ شُعۡبَۃَ فَزَوَّجَھَا اِیَّاہُ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے جب عثمان بن مظعون (صحابی جلیل القدر) کا انتقال ہوا انھون نے ایک بیٹی چھوڑی تو میرا نکاح اس بیٹی سے میرے ماموں قدامہ نے کردیا اور وہ چچا تھے اس لڑکی کے اور اس لڑکی سے نہین پوچھا اور یہ اسوقت کا ذکر ہے جب اسکی باپ مرچکے تھے تو اس لڑکی نے اس نکاح کو ناپسند کیا اور اس نے چاہا کہ اسکا نکاح مغیرہ بن شعبہ سے کردیا جاوے آخر قدامہ نے اسکا نکاح مغیرہ ہی سے کردیا **ف** شاید عثمان کی بیٹی جوان ہوگی اور جوان لڑکی کا نکاح بغیر اسکی اجازت کے نافذ نہین ہوتا اور حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ نابالغ لڑکی کا نکاح اگر باپ دادا کے سوا اور کوئی ولی کردیوے تو نکاح درست ہوجاویگا لیکن لڑکی کو اختیار ہے کہ جوان ہوتے ہی پیچھے نکاح کو فسخ کردیوے اگر وہ اس نکاح سے ناراض ہو

بَابٌ لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ نکاح بغیر ولی کے درست نہین ہوتا

عَنۡ عَائِشَۃَ قَالَتۡ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امۡرَاَۃٍ لَمۡ یُنۡکِحۡھَا الۡوَلِیُّ فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ فَاِنۡ اَصَابَھَا فَلَھَا مَھۡرُھَا بِمَا اَصَابَ مِنۡھَا فَاِنِ اشۡتَجَرُوۡا فَالسُّلۡطَانُ وَلِیُّ مَنۡ لَا وَلِیَّ لَہٗ ام المومنین عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسعورت کا نکاح اسکے ولی نے نہین کیا تو اسکا نکاح باطل ہے باطل ہے باطل ہے اگر مرد نے ایسی عورت سے جماع کیا تو عورت کو اسکا مہر دلاوینگے اگر ولیون مین جھگڑا ہو اور دونون ولی ایک درجہ کے ہون جیسے ایک عورت کے دو بھائی ہون اور ایک بھائی ایک مرد سے اسکا نکاح کرنا چاہے اور دوسرا دوسرے مرد سے اور عورت بالغہ نہ ہو تو بادشاہ ولی ہے اسکا جسکا کوئی ولی نہین ہے **ف** یعنی اختلاف کی صورت مین بھی اسیطرح جب عورت کا

کوئی ولی نہو تو اسکی ولایت بادشاہ وقت کو حاصل ہوگی حاکم نے کہا یہ حدیث کہ لا نکاح الا بولی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
بی بیوں سے صحیح ہوئی جیسے حضرت عائشہؓ سے ام سلمہ سے زینب بنت جحش سے اور تیس صحابیوں سے اور جمہور کے نزدیک ولی
وہی ہے جو عصبات میں سب سے زیادہ عورت سے قریب ہو اور ابو حنیفہ کے نزدیک ذوی الارحام جیسے ماموں نانا وغیرہ بھی ولی
ہیں جب عصبات نہوں حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ ولی کی شرط نکاح میں اسلیے کی کہ اگر عورت اپنا نکاح آپ کرے تو اس
میں ایک طرح کی بے شرمی ہے دوسرے یہ ہے کہ نکاح میں شہرت چاہیے اور وہ اسی سے ہوتی ہے کہ عورت کے اولیا حاضر
رہیں تیسرے یہ کہ عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں تو احتمال ہے کہ برے آدمی یا غیر کفو کے ساتھ نکاح کرلیں شافعی نے کہا نکاح
منعقد ہی نہیں ہوتا مگر ولی کی زبان سے اگر قریب کا ولی نہو تو دور کا سہی اگر کوئی ولی نہو تو بادشاہ یا اسکا نائب نکاح
کردیوے تو اگر کسی عورت نے اپنا نکاح آپ کرلیا اگرچہ ولی کی اذن سے ہو تب بھی نکاح باطل ہوگا اور یہی قول ہے اہلحدیث کا
اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اگر عورت آزاد اور عاقلہ بالغہ ہو تو اپنا نکاح آپ کرسکتی ہے خواہ کنواری ہو خواہ ثیبہ اور حدیث
کا مطلب یہ ہے کہ ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ وہ بیشرمی کی نشانی ہے اور بعض حنفیہ نے ان حدیثوں کو ضعیف کہا واللہ اعلم اور ہم
کہتے ہیں کہ یہ حدیث مختلف طریقوں سے مروی ہے اور بہت صحابہ سے تو اسکی صحت میں کلام نہیں اب قرآن میں جو تنکح کا
لفظ آیا ہے اس سے یہ نہیں نکلتا کہ بغیر ولی کے نکاح صحیح ہے بلکہ آیت میں نسبت کی ہے نکاح کی عورت کیطرف اور یہ
حدیث کے خلاف نہیں اور یہ جو حنفیہ دوسری حدیث سے دلیل لیتے ہیں کہ ثیبہ زیادہ حقدار ہے اپنے نفس کی اپنے ولی سے اس
سے بھی حجت پوری نہیں ہوتی اسلیے کہ حقداری سے وہاں یہ غرض ہے کہ ولی ایسی عورت کا نکاح جبرًا نہیں کرسکتا اب
یہ حدیث کہ ام سلمہ نے اپنا نکاح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ کرلیا تھا اور کہا تھا کہ میرے اولیا میں سے کوئی حاضر نہیں ہے اس
کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ تھے دین اور دنیا دونوں کے اور تمام مومنین اور مومنات کے ولی تھے اور فرمایا
آپنے اَنَا وَلِیُّ مَنْ لَا وَلِیَّ لَہٗ تو نکاح بغیر ولی کے کہاں ہوا علاوہ اسکے اس نکاح پر اور نکاحوں کا قیاس نہیں ہوسکتا کس
لیے کہ نکاح کے باب میں کئی امور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خاص تھے شاید یہ بھی انہیں میں سے ہو دوسرے یہ کہ آپ کے ساتھ
نکاح کرنا باعث فخر اور سعادت دارین ہے اس میں ولی کی کیا ضرورت ہے اور اسی لیے آپنے فرمایا جب ام سلمہ نے یہ کہا کہ میرا
کوئی ولی حاضر نہیں ہے کہ تیرے اولیا میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو میرے ساتھ نکاح کرنیسے ناراض ہو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عن عَائِشَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَنْ عِکْرِمَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ وَفِیْ حَدِیْثِ عَائِشَۃَ وَالسُّلْطٰنُ وَلِیُّ مَنْ لَا وَلِیَّ لَہٗ حضرت عائشہ اور عبد اللہ بن عباس سے
بھی ایسا ہی مروی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ بادشاہ ولی ہے اوسکا جسکا کوئی ولی نہیں **عن** اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکاح نہین
جائز ہے بغیر ولی کے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُزَوِّجُ الْمَرْاَۃُ الْمَرْاَۃَ وَلَا
تُزَوِّجُ الْمَرْاَۃُ نَفْسَھَا فَاِنَّ الزَّانِیَۃَ ھِیَ الَّتِیْ تُزَوِّجُ نَفْسَھَا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہو آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دوسری عورت کا نکاح نہ کرے اور نہ عورت اپنا نکاح آپ کرے اسلیے کہ چھنال وہی عورت ہو جو اپنا نکاح
آپ کرتی ہے **ف** یعنے بازاری عورتین جو ہوتی ہین وہ بھی تو خرچی ٹھیرا کر ایک عقد کرتی ہین لیکن اسکو نکاح نہین کہتے اسلیے
کہ عورت کے اولیا حاضر نہین ہوتے خود عورت اپنے آپ معاملہ کر لیتی ہے اسحدیث کر ہوتے ہوئے حنفیہ کو بھی لازم ہے کہ نکاح بغیر ولی
کے نہ کرین ورنہ احتمال ہے کہ نکاح جائز نہ ہو اور تمام عمر زنا مین صرف ہو لاحول ولا قوۃ **بَابُ** النَّھْیِ عَنِ الشِّغَارِ شغار
کی ممانعت **ف** اسکی تفسیر آگے آتی ہے عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ
اَنْ یَّقُوْلَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ زَوِّجْنِیْ اِبْنَتَکَ اَوْ اُخْتَکَ عَلٰی اَنْ اُزَوِّجَکَ اِبْنَتِیْ اَوْ اُخْتِیْ وَلَیْسَ بَیْنَھُمَا صَدَاقٌ عبداللہ
بن عمر سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا شغار سے اور شغار یہ ہو کہ ایک مرد دوسرے سے کہے تو اپنی بیٹی یا بہن
کا مجھ سے نکاح کردے اس شرط پر کہ مین اپنی بہن یا بیٹی کا نکاح تجھ سے کردون اور دونون طرف کچھ مہر قرار نہ پاوے
ف گویا ہر ایک جانب مہر یہی ہو کہ دوسرے کی بیٹی یا بہن یہ حاصل کرے ابن عبدالبر نے کہا یہ نکاح باجماع علماء ناجائز ہو
لیکن اختلاف ہے کہ یہ نکاح صحیح ہے یا نہین جمہور اسکو باطل کہتے ہین اور شافعی نے کہا یہ نکاح باطل ہے مثل نکاح متعہ کے
اور ابوحنیفہ نے کہا نکاح صحیح ہو جاوے گا اور ہر ایک پر مہر مثل لازم ہوگا عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الشِّغَارِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے
عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا شِغَارَ فِی الْاِسْلَامِ انس بن مالک سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام مین شغار نہین ہے **ف** مسلم نے ابن عمر سے بھی ایسا ہی نکالا **بَابُ**
صَدَاقِ النِّسَاءِ عورتون کا مہر عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ کَمْ کَانَ صَدَاقُ نِسَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَتْ کَانَ صَدَاقُہٗ فِیْ اَزْوَاجِہٖ اِثْنَتَیْ عَشَرَۃَ اُوْقِیَّۃً وَنَشًّا ھَلْ تَدْرِیْ مَا النَّشُّ ھُوَ نِصْفُ اُوْقِیَّۃٍ
وَذٰلِکَ خَمْسُمِائَۃِ دِرْھَمٍ ابوسلمہ سے روایت ہو مین نے حضرت عائشہ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیون کا مہر
کیا تھا انھون نے کہا آپ کی بی بیون کا مہر بارہ اوقیہ چاندی اور ایک نش تھا تو جانتا ہے نش کیا ہے وہ آدھا اوقیہ اس
سب پانسو درم ہوئے **ف** اور ہماری ملک مین انگریزی سکہ سے تخمینا سوا سو روپیہ ہوتے ہین ایسا ہی باندھنا
عمدہ ہے اور اہلحدیث کے نزدیک مہر گران باندھنا مکروہ ہے طبرانی نے اوسط مین نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا بڑی برکت اس نکاح میں ہے جس میں بوجھ کم ہو اور اسکا اسناد ضعیف ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ ایک شخص نے انصاری
عورت سے نکاح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تو نے کتنا مہر باندھا ہا وہ بولا چار اوقیہ آپ نے فرمایا چار اوقیہ جیسے
تم اس پہاڑ میں سے چاندی تراشتے ہو ہمارے پاس اتنا مال نہیں ہے لیکن ہم تجھ کو ایک لڑائی میں بھیجیں گے شاید وہاں تجھ
کو مال ملجاوے پھر آپ نے ایک لشکر بنی عبس کیطرف بھیجا اور اُس شخص کو اس میں روانہ کیا اور ابوداؤد اور حاکم نے عقبہ بن
عامر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہتر مہر وہ ہے جو آسان ہو اور حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے مہر کو مقرر نہیں کیا کیونکہ وہ مختلف ہوتا ہے باعتبار رسوم اور عادات اور رغبت کے تو اسکا تقرر نہیں
ہوسکتا جیسے اشیاء کی قیمت معین نہیں ہوسکتی اور اسی لیے آپ نے فرمایا کوئی چیز ڈھونڈھ اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو
مگر آپ نے اپنی بی بیوں کے مہر میں بارہ اوقیہ سنت رکھی اور ایک نش اور حضرت عمر نے کہا عورتوں کے مہر نہ بڑھاؤ اگر
مہر بڑھانا دنیا کی عزت ہوتا یا اللہ تبارک وتعالے کے نزدیک تقوی ہوتا تو تمہارے نبی اسکو ضرور اختیار کرتے انتہے۔

عن ابي العجفاء السلمي قال قال عمر بن الخطاب رض لا تغالوا صداق النساء فانها لو كانت مكرمة في الدنيا
او تقوى عند الله كان اولاكم واحقكم بها محمد صلى الله عليه وسلم ما اصدق امراة من
نسائه ولا اصدقت امراة من بناته اكثر من اثنتي عشرة اوقية ان الرجل ليثقل صدقة امراته
حتى يكون لها عداوة في نفسه ويقول قد كلفت اليك علق القربة او عرق القربة وكنت رجلا
عربيا مولدا ما ادري ما علق القربة او عرق القربة ابو العجفاء سلمی سے روایت ہے حضرت عمر نے فرمایا مت مہنگا کرو
مہر عورتوں کے اگر ایسا کرنا عزت ہوتی دنیا میں یا تقوی ہوتا اللہ کے پاس تو تم سب میں اسکے زیادہ حقدار اور اولی جناب محمد صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور آپ نے اپنی بی بیوں میں سے اور بیٹیوں میں سے کسی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ مقرر نہیں کیا اور مرد
اپنی عورت کا مہر بھاری کرتا ہے یہانتک کہ اپنے دلمیں اُسکی دشمنی پیدا کرلیتا ہے وہ کہتا ہے میں نے تیرے لیے تکلیف اٹھائی
یہانتک کہ مشک کی رسی بھی اٹھائی یا مجھے پسینہ آیا مشک کے پانی کی طرح ابو العجفاء نے کہا میں ایک مولد آدمی تھا
یعنے اصلی عرب کے رہنے والا نہ تھا بلکہ دوسرے ملک سے آکر عرب میں پیدا ہوا تھا تو میں سمجھا نہیں حضرت عمر نے جو لفظ
بولا علق القربہ یا عرق القربہ **عن** عبد الله بن عامر بن ربيعة عن ابيه ان رجلا من بني فزارة تزوج على
نعلين فاجاز النبي صلى الله عليه وسلم نكاحه عامر بن ربیعہ سے روایت ہے ایک شخص نے بنی فزارہ میں سے نکاح کیا دو جوتیوں پر
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا نکاح جائز رکھا **عن** سهل بن سعد قال جاءت امراة الى النبي صلى الله
عليه وسلم قال من يتزوجها فقال رجل انا فقال النبي صلى الله عليه وسلم اعطها ولو خاتما من حديد فقال

لَيسَ مَعِيَ قَالَ قَدْ زَوَّجْتُكَهَا عَلَى مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ سہل بن سعد سے روایت ہے ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی آپنے فرمایا کون اس سے نکاح کرتا ہے ایک مرد بولا میں آپنے فرمایا اسکو کچھ دے اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو وہ بولا میرے پاس تو کچھ نہیں آپنے فرمایا مینے اسکا نکاح تیرے ساتھ کردیا اس قرآن کے بدل جو تجھکو یاد ہے **ف** یعنی اسقدر قرآن اسعورت کو سکھلا دیجیو یہی مہر ہے آن دونوں حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ مہر کی کمی کی کوئی حد نہیں ہے ایک لوہے کی انگوٹھی بھی مہر ہوسکتی ہے اور اگر یہ بھی نہ ہو تو قرآن کا سکھلا دینا بھی مہر ہوسکتا ہے اہلحدیث اور شافعی اور احمد اور جمہور علما کا یہی قول ہے اور احمد اور ابوداود نے جابر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی مرد ایک عورت کو مٹھی بھر اناج دیوے مہر کے طور پر تو وہ اسکے لیے حلال ہوجاویگی اسکا اسناد ضعیف ہے اور دارقطنی کی روایت میں ہے ابو سعید سے کہ اگرچہ مہر ایک مسواک ہو پیلو کی اور صحیحین میں سہل بن سعد سے روایت ہے کہ آپنے نکاح کردیا ایک عورت کا تعلیم قرآن پر اب ان صحیح حدیثوں کے معارض وہ روایت نہوگی کہ مہر دس درم سے کم نہیں ہے اسکو دارقطنی نے نکالا جابر سے کیونکہ اسکے اسناد میں مبشر بن عبید ہے اور حجاج بن ارطاۃ دونوں ضعیف ہیں ابن قیم نے کہا صحیح حدیثوں سے نکاح کا جواز دس درم سے کم مہر پر ثابت ہے اور قرآن میں بھی اموالکم کا لفظ عام ہے شامل ہے قلیل اور کثیر کو اور مہر کا قیاس نصاب سرقہ پر ایک فاسد قیاس ہے بھلا نکاح کو چوری سے کیا علاقہ اور تحلیل فرج کو قطع ید سے کیا تعلق اور کئی بار اوپر گذر چکا کہ سب سے زیادہ صحیح قیاس اہلحدیث کا ہوتا ہے اور جسقدر آدمی حدیث سے واقف ہوگا اتنا ہی اسکا قیاس عمدہ ہوگا اور جسقدر حدیث سے دور ہوگا اتنا ہی اسکا قیاس فاسد ہوگا انتہے **عَنْ** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ عَائِشَةَ عَلَى مَتَاعِ بَيْتٍ قِيمَتُهُ خَمْسُونَ دِرْهَمًا ابو سعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا گھر کے اسباب پر جسکی قیمت پچاس درم تھی **ف** پچاس درم کے ساڑھے بارہ تیرہ روپیہ کلدار ہوئے جب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کا جو تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہیں اور ایسے بادشاہ دین اور دنیا کی محبوب بی بی ہیں یہ مہر ہو تو اور کسی عورت کی کیا حقیقت ہے جو کہا جاوے کہ یہ مہر اسکے لائق نہیں ہے قسم خدا کی کوئی بادشاہ بیگم اور شاہزادی اس لائق بھی نہیں ہے کہ حضرت عائشہ کی جوتیاں اپنے سر پر رکھا کرے یا اللہ ہمکو قیامت میں ہماری ماں کی خدمت نصیب کر اور ہمکو اپنی ماں کی کفش برداری میں رکھہ آمین یارب العالمین **بَابٌ** الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ وَلَا يَفْرِضُ لَهَا فَيَمُوتُ عَلَى ذَلِكَ ایک شخص ایک عورت سے نکاح کرے لیکن مہر معین نہ کرے پھر مرجاوے تو کیا حکم ہوگا **عَنْ** عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَمَاتَ عَنْهَا وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ لَهَا الصَّدَاقُ وَلَهَا الْمِيرَاثُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ فَقَالَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْأَشْجَعِيُّ شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي بِرْوَعَ بِنْتِ

واشق بمثل ذلك عبد اللہ بن مسعود سے پوچھا گیا ایک شخص نے نکاح کیا ایک عورت سے پھر مر گیا اور اس عورت سے صحبت نہین کی اور نہ اسکا مہر مقرر کیا تو عبد اللہ نے کہا کہ سعورت کو مہر ملیگا اور ترکہ بھی ملیگا اور اسپر عدت بھی لازم ہوگی یہ سنکر معقل بن سنان اشجعی کہڑا ہوا اور بولا کہ مین موجود تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بروع بنت واشق کے باب مین ایسا ہی حکم دیا **ف** یہ روایت مختصر ہے دوسرے طریقون مین یون ہے کہ عبد اللہ نے کہا اس عورت کو مہر مثل ملیگا یعنے اسکے کنبے کی عورتون کا جو مہر ہوگا وہی اسکو دلایا جاویگا نہ کم اور نہ زیادہ پہر معقل نے گواہی دی تو عبد اللہ بن مسعود نہایت خوش ہوئے کہ انکا فیصلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ہوا ابن قیم نے کہا اس فتوی کا معارض کوئی فتوے نہین تو اسپر عمل کرنا ضرور ہے عن عبد الله مثله دوسری روایت بہی عبد اللہ بن مسعود سے ایسی ہی ہے **باب خطبة النكاح** نکاح کے خطبے کا بیان عن عبد الله بن مسعود قال اوتي رسول الله صلى الله عليه وسلم جوامع الخير وخواتمه او قال فواتح الخير فعلمنا خطبة الصلوة وخطبة الحاجة خطبة الصلوة التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله وخطبة الحاجة ان الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله ثم تصل خطبتك بثلاث ايات من كتاب الله يا ايها الذين امنوا اتقوا الله حق تقاته الى اخر الاية واتقوا الله الذي تساءلون به والارحام الى اخر الاية اتقوا الله وقولوا قولا سديدا يصلح لكم اعمالكم ويغفر لكم ذنوبكم الى اخر الاية عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہتری کی ساری باتین دیے گئے تھے یا بہتری کی خاتم یا بہتری کی فاتح باتین (یعنے بھلائی کے شروع اور بھلائی کے اخیر کی) تو آپنے ہم کو نماز کا خطبہ سکہلایا اور حاجت کا یعنے نکاح کا نماز کا تو خطبہ یہ ہے التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله اور حاجت یعنے نکاح کا خطبہ یہ ہے الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهدي الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله اسکے بعد تین آیتین پڑہنا چاہیے قرآن مین سے يا ايها الذين امنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن الا وانتم مسلمون اور واتقوا الله الذي تساءلون به والارحام ان الله كان عليكم رقيبا اور يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وقولوا قولا سديدا يصلح لكم اعمالكم

ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما **ف** دارمی کی روایت میں ہے کہ اس خطبے کے بعد پھر نکاح پڑھا جاوے یعنے ایجاب وقبول کرایا جاوے۔ ترمذی نے روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس خطبے میں تشہد نہیں ہے وہ جذامی ہاتھ کیطرح ہے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنے خطبے میں الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ہادی لہ واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ اما بعد **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَا يُبْدَاُ فِيْهِ بِالْحَمْدِ اَقْطَعُ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کام شان والا یعنے اعتبار کے لائق کام جیسے کتاب یا رسالہ یا خطبہ وغیرہ) اللہ کی تعریف سے شروع نہ کیا جاوے وہ کٹا ہوا ہے **ف** یعنے ناتمام ہے یا بے برکت ہے

باب

اِعْلَانِ النِّكَاحِ نکاح کو مشہور کرنا اظاہر کرنا لوگوں پر **عَنْ** عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَعْلِنُوْا هٰذَا النِّكَاحَ وَاضْرِبُوْا عَلَيْهِ بِالْغِرْبَالِ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظاہر کرو اس نکاح کو اور دف بجاؤ نکاح پر **ف** تاکہ سب لوگوں کو خبر ہو جاوے کہ یہاں نکاح ہوا ہے اب اختلاف ہے علما کا کہ سوا دف کے اور باجے بھی درست ہیں جیسے طبلہ سارنگی مردنگ وغیرہ بعضوں نے دف کے سوا اور سب باجوں کو ناجائز کہا ہے اور بعضوں نے شادی اور عید میں جائز کہا ہے اور وقتوں میں جائز نہیں رکھا اور بعضوں نے ہر وقت جائز کہا ہے اب یہ خیال کرنا کہ مزامیر بالاتفاق حرام ہیں غلط ہے ہمیشہ علما کا اختلاف اس میں چلا آیا ہے لیکن اولی یہ ہے کہ مزامیر نہ سنے **عَنْ** مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصْلُ بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الدُّفُّ وَالصَّوْتُ وَرَفْعُ الصَّوْتِ فِي النِّكَاحِ محمد بن حاطب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال اور حرام میں فرق یہ ہے کہ دف بجایا جاوے اور گانے کی آواز ہو نکاح میں **ف** تو دف بجانا اور گانا شادی اور عید میں درست ہے اور اس کی اباحت میں احادیث صحیحہ وارد ہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ غیر محرم عورتیں نہ گاتی ہوں اور جیسا اس زمانہ میں رواج ہے کہ جوان فاحشہ عورتیں گاتی بجاتی ہیں اسکے تو حرام ہونے میں کسیکو کلام نہیں ہے

باب

الْغِنَاءِ وَالدُّفِّ گانا اور دف بجانا کیسا ہے **عَنْ** اَبِي الْحُسَيْنِ اسْمُهٗ خَالِدُ الْمَدَنِيُّ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ وَالْجَوَارِيْ يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَتَغَنَّيْنَ فَدَخَلْنَا عَلَى الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهَا فَقَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صلی اللہ علیہ وسلم صبیحۃ عرسی وعندی جاریتان تغنیان وتندبان اٰبائی الذین قتلوا یوم بدر وتقولان
فیما تقولان وفینا نبی یعلم ما فی غد فقال اما ھذا فلا تقولوہ ما یعلم ما فی غد الا اللہ ابوالحسین سے روایت ہے
جنکا نام خالد مدنی تھا کہ ہم مدینہ منورہ میں تھے عاشورا کے دن اور لڑکیاں دف بجاتی تھیں اور گاتی تھیں ہم ربیع بنت معوذ پاس
گئے ان سے یہ بیان کیا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے جس دن میری شادی ہوئی تھی اسکی صبح کو اور میرے
پاس دو لڑکیاں تھیں جو گاتی تھیں اور میرے باپ دادوں کا ذکر کرتی تھیں جو بدر کی لڑائی میں شہید ہوئے تھے اور گانے
میں وہ یہ بھی گانے لگیں وفینا نبی یعلم ما فی غد یعنی ہم میں ایک نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں آپ نے فرمایا یہ مت کہو
کل کی بات کوئی نہیں جانتا اللہ تعالے کے سوا **ف** بعض علما نے کہا یہ واقعہ حجاب سے پہلے کا تھا اور حافظ ابن حجر
نے کہا مجھے قوی دلیلوں سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خاصہ تھا کہ آپکو اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اور
اسکی طرف نظر کرنا درست تھا ہم کہتے ہیں اس حدیث میں تو اس باب کی کوئی دلیل نہیں ہے اور لڑکیوں سے مراد نابالغ لڑکیاں
ہیں اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ غیب کا علم سوا خدا کے کسیکو نہیں ہے اور اسپر اتفاق ہے علما کا اور یہ بھی نکلتا ہے کہ شادی
اور خوشی میں دف بجانا اور گانا کچھ منع نہیں ہے اور علامہ ابن حزم ظاہری نے تو تمام مزامیر کو جائز رکھا ہے دف پر قیاس
کرکے اور تفصیل اس مسئلہ کی ہدایۃ السائل اور دلیل الطالب میں سید علامہ نے خوب کی ہے اور اسکا خلاصہ یہ ہے کہ غنا اور مزامیر
میں علماے دین کا اختلاف چلا آیا ہے اور ہمیشہ اسکو اختلافی مسئلہ سمجھنا چاہیے اور کسی مسلمان کی تضلیل یا تفسیق اس
کی وجہ سے جائز نہیں ہے اور حضرات صوفیہ علیہم الرحمۃ نے بھی غنا اور مزامیر کو جائز رکھا ہے لیکن کئی شروط کے ساتھ جو اونچے
کتابوں میں مذکور ہیں **عن** عائشۃ قالت دخل علی ابوبکر وعندی جاریتان من جواری الانصار تغنیان
بما تقاولت بہ الانصار فی یوم بعاث قالت ولیستا بمغنیتین فقال ابوبکر أبمزمور الشیطان فی بیت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وذلک فی یوم عید فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ابابکر ان لکل قوم عیدا
وھذا عیدنا ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے ابوبکر صدیق میرے پاس آئے اور اسوقت میرے پاس انصار کی دو لڑکیاں
گا رہی تھیں جو شعر انکے لوگوں نے بعاث کے دن کہے تھے (بعاث ایک مقام کا نام ہے وہاں انصار کے دونوں قبیلوں
اوس اور خزرج کی لڑائی ہوئی تھی پھر یہ لڑائی ایک سو بیس برس تک قائم رہی جب اسلام آیا تو اسکی برکت سے یہ لڑائی موقوف
ہوئی) اور وہ گانیں نہ تھیں (یعنے ان لڑکیوں کا پیشہ گانے کا نہ تھا) ابوبکر نے کہا کیا شیطان کا باجا لیکر بیٹھے
ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر ہر قوم کی ایک عید ہوتی
ہے (جس دن وہ خوشی کرتے ہیں گاتے بجاتے ہیں) اور یہ ہماری عید ہے **ف** تو آپ نے جائز رکھا عید کے دن

گانے کو عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِبَعْضِ الْمَدِيْنَةِ فَاِذَا هُوَ بِجَوَارٍ يَضْرِبْنَ بِدُفِّهِنَّ وَيَتَغَنَّيْنَ وَيَقُلْنَ نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ ٭ يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ ٭ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِنِّيْ لَاُحِبُّكُنَّ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی بعض رستوں مین گذرے آپ نے دیکھا کچھ لڑکیان اپنی دف بجاتی ہین اور گاتی ہین اور کہتے ہین نحن جوار من بنی النجار یا حبذا محمد من جار ہم لڑکیان ہین بنی نجار کی کیا عمدہ پڑوسی ہین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ سنکر آپ نے فرمایا اللہ جانتا ہے کہ مین تم سے محبت رکھتا ہون **ف** دوسری روایت مین ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرمائے مدینہ ہوئے تو انصار کی لڑکیان رستون پر نکلین گاتی بجاتی تہین آپ کی تشریف آوری کی خوشی مین طلع البدر علینا من ثنیات الوداع ـ وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع آپ نے فرمایا اللہ تم سے محبت رکھتا ہے اصل یہ ہے کہ الاعمال بالنیات ان لڑکیون کو گانے بجانے سے اور کوئی غرض نہ تہی سوا اسکے کہ وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشی سے ایسا کرتی تہین بس اللہ اور اسکے رسولؐ کی محبت بیکار جانیوالی نہین بلکہ محبت ہی اصل ہے اور سب اسکے توابع ہین اور یہ لڑکیان کچھ گانیوالی نہین نہ گانیکا پیشہ رکہتی تہین بلکہ کم سن اور نابالغ تہیں اور آپکے تشریف لانے کی خوشی مین معمولی طور سے گانے بجانے لگین یہ مباح ہے اسکی اباحت مین کچھ شک نہین اور بعض علما نے کہا ہے کہ گانیکی حرمت مین کوئی حدیث صحیح نہین ہوئی اسیطرح مزامیر کی حرمت مین اور تفصیل کی اس مسئلہ کی علامہ ابن القیم نے اغاثۃ اللہفان مین اور ترجیح دیا انہون نے گانے اور مزامیر کی حرمت کو اور ابن حزم نے ترجیح دیا اباحت کو اور یہ مسئلہ اختلافی ہے لیکن حنفیہ کے فقہا غنا اور مزامیر کی حرمت کیطرف گئے ہین قاضیخان نے کہا کہ مزامیر کی آواز سننا حرام ہے اور وہان بیٹہنا گناہ ہے اور بہتر یہی ہے کہ پرہیز کیا جاوے عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ اَنْكَحَتْ عَائِشَةُ ذَاتَ قَرَابَةٍ لَهَا مِنَ الْاَنْصَارِ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَهْدَيْتُمُ الْفَتَاةَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَرْسَلْتُمْ مَعَهَا مَنْ يُغَنِّيْ قَالَتْ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَنْصَارَ قَوْمٌ فِيْهِمْ غَزَلٌ فَلَوْ بَعَثْتُمْ مَعَهَا مَنْ يَقُوْلُ اَتَيْنَاكُمْ اَتَيْنَاكُمْ فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہی حضرت عائشہ نے انصار مین سے ایک اپنی رشتہ دار کا نکاح کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہی وہان تشریف لائے آپ نے فرمایا تمنے دولہن کو روانہ کردیا لوگون نے کہا ہان آپنے فرمایا اسکے ساتھ کوئی گانیوالا بہی بہیجا حضرت عائشہ نے کہا نہیں آپنے فرمایا انصار ایسے لوگ ہین جو غزل پسند کرتے ہین یعنے عورتون سے باتین کرنا تو کاش تم دولہن کے ساتھ ایک شخص بہیجتے جو کہتا (گاکر) اتیناکم اتیناکم فحیانا وحیاکم ہم تمہارے پاس آئے تمہارے پاس آئے اللہ تم کو اور ہم کو سلامت رکہے **ف** اسکے بعد یہ ہے لولا الحنطۃ السمراء لم تسمن عذاریکم اگر گیہون گہنوے رنگ کی نہ ہوتی تو تمہاری کنواری

انگلیاں سوئی نہ ہو تیں **عن** مجاہد قال کنت مع ابن عمر فسمع صوت طبل فادخل اصبعیہ فی اذنیہ ثم تنحی حتی فعل ذلک ثلاث مرات ثم قال ھکذا فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجاہد سے روایت ہے میں ابن عمر کے ساتھ تھا انہوں نے طبلہ کی آواز سنی تو انگلیاں دونوں کانوں میں ڈالیں اور وہاں سے سرک گئے تین بار ایسا ہی کیا پھر کہا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا **ف** یہ دلیل ہے ان لوگوں کی جو مزامیر کو حرام کہتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ حدیث سے حرمت نہیں نکلتی بلکہ شاید آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو طبلہ کی سخت آواز ناگوار گذری ہوگی تو آپ نے کان بند کر لیا اور جو لوگ طبلہ کو حرام کہتے ہیں وہ بھی یہ نہیں کہتے کہ اسکی آواز سننا جو بلا قصد ہو حرام ہے ورنہ رستے چلنا دشوار ہوگا اور محلے میں رہنا **باب المخنثین** ہیجڑوں کا بیان **ف** عربی میں ہیجڑے کو مخنث کہتے ہیں یہ دو طرح کا ہوتا ہے ایک تو خلقی جسکے بدن میں پیدائش سے نرمی اور اعضا میں لوچ ہوتا ہے عورتوں کیطرح اسپر کچھ گناہ نہیں نہ یہ برا ہے اللہ کے نزدیک دوسرے جو بنایا جاتا ہے خصیے نکالکر یہ مذموم اور ملعون ہے۔

عن ام سلمۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علیھا فسمع مخنثا وھو یقول لعبد اللہ بن ابی امیۃ ان یفتح اللہ الطائف غدا دللتک علی امراۃ تقبل باربع وتدبر بثمان فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرجوہ من بیوتکم ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے گھر میں گئے وہاں ایک مخنث کو دیکھا جو عبداللہ بن ابی امیہ سے کہہ رہا تھا اگر اللہ تعالیٰ کل طائف کو فتح کردیگا تو میں تمکو ایک عورت بتلاؤں گا جب وہ سامنے آتی ہے تو چار بٹیں اسکے پیٹ پر ہوتی ہیں اور جب پیٹھ موڑ کر جاتی ہے تو آٹھ بٹیں دکھلائی دیتی ہیں رہی چار بٹیں دونو طرف سے منود ہوکر آٹھ ہو جاتی ہیں مطلب یہ ہے کہ عورت موٹی ہے اور پر گوشت اور عرب لوگ موٹی عورتوں کو پسند کرتے تھے یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو نکالدو اپنے گھروں سے **ف** پہلے یہ مخنث ام المومنین کے گھر میں جاتا تھا اسوجہ سے کہ عورتوں سے مخنث کو تعلق نہیں ہوتا تو وہ غیر اولے الاربہ میں داخل ہوا بعد اسکے جب آنحضرت نے دیکھا کہ وہ عورتوں کی تعریف کرتا ہے تو اسکو گھروں میں جانے سے منع کردیا اس مخنث کا نام ہیت تھا بعد اسکے آپ نے اسکو مدینہ سے نکلوا دیا حمے کی طرف جب حضرت عمر کی خلافت ہوئی تو لوگوں نے کہا اب وہ بوڑھا اور ناتوان ہوگیا ہے اور محتاج ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکو اجازت دی کہ ہفتہ میں ایک بار جمعہ کے دن شہر میں آیا کرے اور بھیک مانگ کر پھر اپنی جگہہ چلا جایا کرے اور وہیں رہے **عن** ابی ھریرۃ رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن المراۃ تتشبہ بالرجال والرجل یتشبہ بالنساء ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

نے لعنت کی اس عورت پر جو مردون کا بھیس بنا دے اور لعنت کی اس مرد پر جو عورتون کا بھیس بنا دے **عن** ابن عباسؓ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعن المتشبہین من الرجال بالنساء ولعن المتشبہات من النساء بالرجال۔
ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ان مردونپر جو عورتون کی مشابہت کرین اور ان عورتونپر جو مردون
کی مشابہت کرین **باب** تہنیۃ النکاح نکاح کی مبارکبادی دینا **عن** ابی ہریرۃؓ ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کان اذا رفأ قال بارک اللہ لکم وبارک علیکم وجمع بینکما فی خیر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب دولہہ کو مبارکباد دیتے تو یون فرماتے اللہ برکت دیوے تمکو اور برکت دیوے تمپر اور تم دونون مین
اتفاق رکھے خیریت کیساتھ **عن** عقیل بن ابی طالب انہ تزوج امرأۃ من بنی جشم فقالوا بالرفاء والبنین
فقال لا تقولوا ہکذا ولکن قولوا کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم بارک لہم وبارک علیہم
عقیل بن ابیطالب نے ایک عورت سے نکاح کیا جو بنی جشم مین سے تہی لوگون نے (جاہلیت کے دستور کے موافق) یون کہا بالرفاء
والبنین یعنے جورو مرد مین اتفاق ہو اور بیٹے پیدا ہون عقیل نے کہا اسطرح مت کہو بلکہ وہ کہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا یا اللہ برکت دے انکو اور برکت دے انپر **ف** اگرچہ جاہلیت کا کلام بہی کچہ ایسا برا نہ تہا اس مین تغیر مگر چونکہ اس
سے یہ نکلتا تہا کہ بیٹیون کا ہونا ان کو پسند نہین ہے اسوجہ سے ممانعت کی **باب** الولیمۃ ولیمہ کا بیان **ف**
ولیمہ اس کہانے کو کہتے ہین جو خاوند کیطرف سے ہوتا ہے شب زفاف کے بعد اور یہ کہانا مسنون ہے اقل درجہ یہ ہے کہ اس
مین ایک بکری کاٹے اور ستو اور جو اور مٹہائی پر بہی ولیمہ درست ہے غرض ہر کہانے سے ہوسکتا ہے اور بعضون نے
اسکو واجب کہا ہے **عن** انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای علی عبد الرحمن بن عوف اثر
صفرۃ فقال ما ہذا او مہ فقال یا رسول اللہ انی تزوجت امرأۃ علی وزن نواۃ من ذہب فقال بارک
اللہ لک اولم ولو بشاۃ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمان بن عوف پر زردی کا نشان دیکہا
زعفران کا انکے کپڑے یا بدن پر تو فرمایا یہ کیا ہے انہون نے عرض کیا یا رسول اللہ مین نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے
ایک نواۃ (پانچ درم) سونے برابر پر فرمایا اللہ برکت دیوے تجہ کو ولیمہ کر اگرچہ ایک ہی بکری کا ہو **ف** شاید دلہن
کے پاس رہنے سے عبد الرحمان کے بدن یا کپڑے پر زعفران لگ گئی ہوگی اور حنفیہ اور شافعیہ نے مرد کو زعفران لگانا
منع رکہا ہے گو شادی مین ہی اور مالکیہ نے کہا کہ کپڑے مین لگانا درست ہے لیکن بدن مین درست نہین **عن**
انس بن مالک قال ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولم علی شیء من نسائہ ما اولم علی زینب
فانہ ذبح شاۃ انس بن مالک سے روایت ہے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا بڑا ولیمہ اپنی کسی عورت کے نکاح مین کرتے

نہیں ویکھا جتنا حضرت زینب کے نکاح میں کیا آپ نے ایک بکری کاٹی **ف** تو ولیمہ کی کوئی حد نہیں جسقدر مقدور اور جتنی ضرورت ہو اتنا کھانا طیار کر سکتا ہے **عن** انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اولم علی صفیۃ بسویق وتمر انس بن مالک سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کیا حضرت صفیہ کا ستو اور کھجور پر **عن** انس بن مالک قال شھدت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ولیمۃ ما فیھا لحم ولا خبز قال ابن ماجۃ لم یحدث بہ الا ابن عیینۃ انس بن مالک نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ولیمہ میں شریک تھا اس میں نہ گوشت تھا نہ روٹی ۔ ابن ماجہ نے کہا اسکو نہیں بیان کیا مگر سفیان بن عیینہ نے **عن** عائشۃ وام سلمۃ قالت امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نجھز فاطمۃ حتی ندخلھا علی علی فعمدنا الی البیت ففرشناہ ترابا لینا من اعراض البطحاء ثم حشونا مرفقتین لیفا فنفشناہ بایدینا ثم اطعمنا تمرا وزبیبا وسقینا ماء عذبا وعمدنا الی عود فعرضناہ فی جانب البیت لیلقی علیہ الثوب ویعلق علیہ السقاء فما راینا عرسا احسن من عرس فاطمۃ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہی ہمکو حکم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حضرت فاطمہ کی جہیز کی طیاری کریں اور اُنکو لیجاویں حضرت علی مرتضی علیہ السلام کے پاس تو ہم گئیں ایک کوٹھری کی طرف اور بطحا ریدان کے کونوں سے نرم مٹی لی وہ اس کوٹھری میں بچھائی (گویا یہی فرش تھا) پھر دو تکیے ہمنے طیار کیے خرمہ کی چھال ان میں بھری اور اسکو دُھنا ہمنے اپنے ہاتھوں سے بعد اسکے ہمنے (لوگوں کو) کھلایا کھجور اور انگور اور میٹھا پانی پلایا اور ایک لکڑی ہمنے لی وہ کوٹھری کے ایک کونے میں لگادی کپڑا اوڑھنے کے لیے اور مشک لٹکانے کے لیے اور ہم نے حضرت فاطمہؓ کی شادی سے اچھی شادی نہیں دیکھی **ف** سبحان اللہ دین اور دنیا کی بادشاہزادی اور اسکی شادی میں اسقدر کم سامان اب اس زمانے میں غریب سے غریب آدمی کی شادی میں بھی اس سے کہیں زیادہ سامان ہوتا ہے اصل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے دنیا سے انکو پاک رکھا اسیطرح آپ کی آل کو بھی اور جب تک جیے ہمیشہ فقر اور فاقہ اور مصائب میں مبتلا رہے کیونکہ آخرت کے مزے انہی کے لیے ہیں اور یہ جو حدیث میں ہی کہ حضرت فاطمہ کی شادی سے اچھی ہمنے شادی نہیں دیکھی اسکا یہ مطلب ہے کہ بے تکلفی اور خوشی اور رحمت کے ساتھ شادی ہو تو وہی شادی ہے اور جتنا تکلف زیادہ ہو اتنی ہی شادی کیا ہے بربادی ہے **عن** سھل بن سعد الساعدی قال دعا ابو اسید الساعدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی عرسہ فکانت خادمھم العروس قالت تدری ما سقیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت انقعت تمرات من اللیل فلما اصبحت صفیتھن فاسقیتھن ایاہ سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہی ابو اسید ساعدی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی میں بلایا تو سب لوگوں کی خدمت دولہن ہی نے کی وہ دلہن کہتی

تھی تم جانتے ہو میں نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا پلایا میں نے چند کھجوریں رات کو بھگو دی تھیں صبح کو میں نے ان کو صاف کیا اور وہ شربت آپکو پلایا **باب** اِجَابَةِ الدَّاعِي دعوت قبول کرنا چاہیے **عن** اَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعٰى لَهَا الْاَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ لَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا برا کھانا ولیمہ کا کھانا ہے جس میں مالدار لوگ بلائے جاتے ہیں اور محتاج نہیں بلائے جاتے اور جس نے دعوت قبول نہ کی اس نے نافرمانی کی اللہ اور اسکے رسول کی **ف** ہرچند ولیمہ کا کھانا سنت ہے کیونکہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولیمہ کیا ہے مگر اسکو برا کہا اس وجہ سے کہ اس میں مالداروں کی ہی دعوت ہوتی ہے اور محتاجوں کو کوئی نہیں پوچھتا معلوم ہوا کہ عمدہ کھانا وہ ہے جس میں محتاج بھی شریک ہوں خیر یہ بات تو صحابہ کے وقت میں تھی کہ صرف ولیمہ کے کھانے میں محتاج کم شریک ہوتے تھے لیکن اور کھانوں میں محتاج شریک رہتے ہمارے زمانہ میں تو ایک بڑی آفت پیدا ہوئی ہے جس سے مسلمانوں پر رونا آتا ہے وہ یہ کہ جو کھانے ایصال ثواب کے لیے کیے جاتے ہیں اس میں بھی مالداروں اور امیروں ہی کو بلاتے ہیں اور محتاجوں کو ایک نوالہ بھی نہیں دیتے لاحول ولاقوۃ بھلا میت کو خاک ثواب ہوگا بلکہ اور عتاب ہونے کا ڈر ہے سب سے عمدہ بات یہ ہے کہ محتاجوں کو دعوت میں زیادہ بلاوے اگر کچھ لوگ اپنے دوست آشنا مالدار بھی ہوں تو مضائقہ نہیں پھر جب یہ محتاج آویں تو ان کو بڑی خاطر داری کے ساتھ عمدہ عمدہ کھانے کھلاوے اور اگر ممکن ہو تو خود بھی محتاجوں میں شریک ہو کر انکے ساتھ کھاوے حضرت ابو النجیب سہروردی کو ایک رئیس نے کافر قیدیوں کے سر پر کھانا لاد کر بھیجا انہوں نے کہا ان قیدیوں کے بھی ہاتھ دھلاؤ اور کھانے پر بٹھاؤ اور خود بھی انکے زمرے میں شریک ہو کر کھانے کے لیے بیٹھے **عن** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلٰى وَلِيْمَةِ عُرْسٍ فَلْيُجِبْ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے شادی کی دعوت میں (ولیمہ میں) بلایا جاوے تو قبول کرے **ف** بعضوں نے کہا اس حدیث کی رو سے ولیمہ کی دعوت قبول کرنا واجب ہے اور بعضوں نے کہا فرض کفایہ ہے اور بعضوں نے کہا مستحب ہے جب کہ دعوت خاص ہو اگر دعوت عام ہو تو قبول کرنا واجب نہ ہوگا کسلیے کہ اسکے نہ جانے سے میزبان کی خاطر شکنی نہ ہوگی اور دعوت کا قبول کرنا ساقط ہوجاتا ہے عذر کی وجہ سے مثلاً دعوت کا کھانا مشتبہ ہو یا وہاں نرے مالدار حاضر ہوتے ہوں یا صاحب دعوت صحبت کے لائق نہ ہو یا دعوت سے مقصود حب جاہ اور استکبار ہو یا وہاں خلاف شرع کام ہوں جیسے فواحش کا اجتماع رقص وغیرہ **عن** اَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلِيْمَةُ اَوَّلَ يَوْمٍ حَقٌّ وَالثَّانِيَ مَعْرُوْفٌ وَالثَّالِثَ رِيَاءٌ وَسُمْعَةٌ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیمہ اول دن حق ہے یعنے واجب ہے اور ایک روز دعوت کرنا یہ انکے نزدیک

معنے ہوگا جو ولیمہ کو واجب کہتے ہیں اور جو سنت کہتے ہیں وہ حق سے یہ معنی لیں گے کہ ایک دن ضرور ہی) اور دوسرے دن دستور کے موافق ہے کہ جو لوگ باقی رہ گئے ہیں ان کو کھلانے کے لیے) اور تیسرے دن کھلانا ہے اور سنانا (یعنے شہرت کے لیے) ریا ہے اور منع ہے

باب الْإِقَامَةِ عَلَى الْبِكْرِ وَالثَّيِّبِ کنواری اور ثیبہ پاس کیونکر رہے **ف** باب کا مطلب یہ ہے کہ جب ایک شخص پاس پہلے سے بی بی ہو اب ایک نئی بی بی اور کرے تو اگر وہ کنواری ہو تو سات دن تک اسکے پاس رہے اور اگر ثیبہ ہو تو تین دن تک پھر دونوں بی بیوں پاس باری باری ایک ایک روز رہا کرے شافعی اور اہلحدیث کا یہی قول ہے اور اس سے غرض یہ ہے کہ نئی دولہن کا دل ملانا ضرور ہے اگر پہلے ہی سے باری باری رہے تو اسکو وحشت ہو جانیکا ڈر ہے اور کنواری کا دل ذرا دیر میں ملتا ہے اسلیے سات دن اُسکے لیے رکھے اور ثیبہ کا دل جلدی ملجاتا ہے تین دن اسکے لیے رکھے اور اس باب میں صحیح حدیثیں وارد ہیں لیکن حنفیہ نے اُنکا خلاف کیا ہے اور اپنی عادت کے موافق عموم آیت سے دلیل لی ہے فان خفتم ان لا تعدلوا اور ہم کہتے ہیں کہ یہ عدل کے خلاف نہیں ہے اور قرآن شریف کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی نہیں جانتا اور اس باب کی حدیثیں مشہور اور متعدد صحابہ سے مروی ہیں تو کتاب اللہ کی تخصیص اُنسے جائز ہوگی اور خود حنفیہ نے مسح ناصیہ کے باب میں سقیم کی احادیث سے حجت لی ہے **عَنْ** أَنَسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلثَّيِّبِ ثَلَاثًا وَلِلْبِكْرِ سَبْعًا انس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثیب کے لیے (جس سے نئی شادی ہوا) تین دن ہیں اور کنواری کے لیے سات دن (پھر برابر تقسیم کرے)۔ **عَنْ** أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا وَقَالَ لَيْسَ بِكِ عَلَى أَهْلِكِ هَوَانٌ إِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لَكِ وَإِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِنِسَائِي ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اُن سے نکاح کیا تو تین دن تک ان کے پاس رہے اور فرمایا تو میرے نزدیک ذلیل نہیں ہے اگر تو چاہے تو میں سات روز تک تیرے پاس رہ سکتا ہوں (یعنے اور سات روز تک اس تین دن کے سوا) پھر میں اپنی سب عورتوں پاس سات سات دن تک رہوں گا **ف** اور اسکے بعد تیری باری آویگی اس میں بہت عرصہ ہوتا تھا لہذا ام المومنین نے اسکو قبول نہیں کیا اور کہا کہ بس تین دن آپکا رہنا میرے پاس کافی ہے اب باری باری ایک ایک روز سب کے پاس رہکر میرے پاس بھی آیئے

باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ أَهْلُهُ آدمی اپنی بی بی کے پاس جاوے تو کیا کہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَفَادَ أَحَدُكُمُ امْرَأَةً أَوْ خَادِمًا أَوْ دَابَّةً فَلْيَأْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا وَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے حاصل کرے جورو یا غلام لونڈی یا جانور تو اسکی پیشانی پکڑے اور کہے اللھم انی اسألک خیرہا
یعنے یا اللہ میں اسکی بھلائی تجھ سے مانگتا ہوں اور اسکی خلقت اور طبیعت کی بھلائی اور پناہ مانگتا ہوں تیری اسکی برائی
سے اور اسکی خلقت اور طبیعت کی برائی سے **عن** ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو ان احدکم
اذا اتی امراتہ قال اللھم جنبنی الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنی ثم کان بینہما ولد لم یسلط
اللہ علیہ الشیطان او لم یضرہ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی جب
اپنی عورت سے صحبت کرے اور یہ کہے اللھم جنبنی الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنی پھر اس صحبت سے حمل رہجاوے
تو اس بچہ پر شیطان کا زور نہ ہوگا یا شیطان اسکو نقصان نہ پہونچا سکیگا **ف** نقصان شیطان کا کئی صورت سے
ہوتا ہے ایک یہ کہ بچہ کو بڑے پن میں گمراہ کرے اور کفر اور فسق اور عقوق والدین میں مبتلا کرے دوسرے جب وہ پیدا ہو تو
اسکی کوکھ میں کونچے تیسرے مرگی کا عارضہ اسکو لگادے چوتھے یہ کہ باپ کے ساتھ خود بھی جماع میں شریک ہوتا کہ بچہ کے
نطفے میں اپنا اثر ہو جاوے مجاہد سے منقول ہے کہ جو شخص جماع سے پہلے اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان مرد کے ذکر پر لپٹ
جاتا ہے اور جماع میں اسکا شریک ہو جاتا ہے اور امید ہے کہ یہ دعا پڑھنے سے سب نقصانوں سے حفاظت ہوگی **باب**
التستر عند الجماع جماع کیوقت ستر اور پردہ پوشی کرنا **ف** یعنی بالکل برہنہ نہ ہونا جانوروں کیطرح ایسا کرنا مستحب
ہے گو اپنی بی بی کے سامنے ننگا ہونا بھی درست ہے **عن** بھز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ قال قلت یا رسول اللہ
عوراتنا ما ناتی منہا وما نذر قال احفظ عورتک الا من زوجتک او ما ملکت یمینک قلت یا رسول
اللہ ارایت ان کان القوم بعضہم فی بعض قال ان استطعت ان لا یرینہا احد فلا یرینہا قلت یا رسول
اللہ فان کان احدنا خالیا قال فاللہ احق ان یستحیی منہ من الناس بہز بن حکیم نے اپنے باپ سے روایت کیا انہوں
نے دادا سے میں نے کہا یا رسول اللہ ہماری شرمگاہیں ہیں یعنے عورتیں انمیں سے ہم کیا کھول سکتے ہیں اور کیا چھپاویں
آپنے فرمایا ہمیشہ اپنی عورت کو چھپائے رکھہ یعنے قبل اور دبر کو اور بعضوں نے کہا ران کو بھی بعضوں نے کہا ناف
کو بھی بعضوں نے کہا گھٹنے کو بھی مگر اپنی بی بی سے یا لونڈی سے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر لوگ ملے جلے رہتے
ہوں (جیسے ناتے والے ایک گھر میں رہتے ہیں) آپنے فرمایا اگر تو یہ کر سکے کہ تیری عورت کو کوئی نہ دیکھے تو ایسا ہی
کر کوئی اسکو نہ دیکھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی ہم میں سے اکیلا ہو آپنے فرمایا تو اللہ سے شرم کرنا چاہیے
لوگوں سے زیادہ **ف** تو آپنے کسی طرح کشف عورت کی اجازت نہ دی اب جو لوگ حمام میں نہلانیوالوں یا حجام کے
سامنے ننگے ہو جاتے ہیں یا عورتیں ایک دوسرے کے سامنے یہ شرع کے رو سے بالکل منع ہے اور حاکم وقت کو اس پر سزا

دنیا چاہیے ۔ اگرچہ تنہائی میں ننگے ہونا درست ہے مگر ضرورت سے جیسے نہاتے وقت یا حاجت کے وقت یہ نہیں کہ بلا ضرورت ننگی
ہو کر بیٹھے اللہ تعالی سے اور فرشتوں سے شرم کرنا چاہیے سبحان اللہ جیسی شرم وحیا اسلام کے دین میں ہے ویسی کسی دین میں
نہیں ہے یہود اور نصاری ننگے نہاتے ہیں ایکدوسرے کے سامنے اور مشرکین جاہلیت کے وقت میں ننگے ہو کر طواف اور عبادت
کیا کرتے تھے اور اب بھی یہ رسم ہندؤں میں موجود ہے مگر اسلام نے ان سب بری باتوں کو رد کر دیا اور تہذیب اور حیا اور شرم
سکھلائی عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ السُّلَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ
فَلْيَسْتَتِرْ وَلَا يَتَجَرَّدُ تَجَرُّدَ الْعَيْرَيْنِ عتبہ بن عبد سلمی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی
تم میں سے اپنی بی بی سے صحبت کرے تو کپڑا اوڑھ لیوے اور گدھوں کیطرح ننگا نہ ہووے ف یعنے جیسے گدھا گدھی
جماع کرتے ہیں ننگے ہو کر یہ نہی تنزیہی ہے کیونکہ اوپر گذر چکا کہ اپنی عورت کے سامنے ننگا ہونا درست ہے عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ مَا نَظَرْتُ أَوْ مَا رَأَيْتُ فَرْجَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ مَوْلَاةٍ
لِعَائِشَةَ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شرمگاہ نہیں
دیکھی ف سبحان اللہ شرم وحیا اسی کو کہتے ہیں باب النَّهْيِ عَنْ إِتْيَانِ النِّسَاءِ فِي أَدْبَارِهِنَّ عورتوں سے
دبر میں وطی کرنے کی ممانعت عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَى رَجُلٍ
جَامَعَ امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نہیں دیکھیگا
اس شخص کیطرف جو اپنی عورت سے دبر میں جماع کرے گا ف نکالا اسکو امام احمد اور بزار اور سنن والوں نے ہر
لفظ سے کہ ملعون ہے جو کوئی جماع کرے اپنی عورت سے اسکی دبر میں لیکن اسکا اسناد ضعیف ہے حارث بن مخلد
مجہول ہے اور احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا جو کوئی حائضہ عورت سے جماع کرے یا کسی عورت کے دبر میں یا نجومی کی بات سچ جانے اس نے انکار کیا اس کا
جو محمد پر اترا اسکے اسناد میں ابو تمیمہ ہے بزار نے کہا وہ حجت نہیں ہے اور جس روایت کو وہ اکیلا نقل کرے وہ
کوئی چیز نہیں ہے اور بخاری نے کہا اس نے ابوہریرہ سے نہیں سنا اور احمد اور ترمذی نے اور نسائی نے حضرت علی سے
نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مت جماع کرو عورتوں سے ان کی دبر میں اسکے راوی ثقہ ہیں اور
احمد اور نسائی نے عمرو بن شعیب سے نکالا عن ابیہ عن جدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت کے دبر
میں جماع کرنا لواطت صغری ہے اور اس باب میں کئی حدیثیں ہیں جو ایک دوسری کو قوی کرتی ہیں اور ائمہ اربعہ اور
تمام علماء حدیث نے اتفاق کیا اسکی حرمت پر لیکن بعض علماء نے کہا وہ جائز ہے اسلیے کہ فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی نے

فاتوا حرثکم انی شئتم اور یہ کہتے ہیں کہ اسکی تفسیر دوسری ہے جو آگے منقول ہوگی اور حرث کہتے ہیں کھیتی کو جہاں سے پیدا ہو وہ کھیتی ہے یعنے قبل اور دبر فرث ہے یعنے نجاست اور امام سیوطی نے تفسیر درمنثور میں کئی روایات اسکی اباحت میں نقل کیے ہیں لیکن وہ ضعیف ہیں عن خزیمۃ بن ثابت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یستحیی من الحق ثلاث مرات لا تاتوا النساء فی ادبارھن خزیمہ بن ثابت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سچی بات سے شرم نہیں کرتا تین بار یہ فرمایا مت جماع کرو عورتوں سے انکی دبر میں ف اسکی اسناد میں حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے عن محمد بن المنکدر سمع جابر بن عبد اللہ یقول کانت یھود تقول من اتی امراۃ فی قبلھا من دبرھا کان الولد احول فانزل اللہ سبحانہ نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے یہودیوں کا یہ اعتقاد تھا جو کوئی اپنی عورت سے جماع کرے اسکے قبل میں دبر کیطرف سے تو لڑکا ترچھا پیدا ہوگا (احول) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم ف انصار بھی یہود کی پیروی کرتے تھے اور کہتے تھے جو کوئی دبر کیطرف سے قبل میں جماع کرے تو لڑکا احول ہوگا اللہ نے اسکو باطل کیا اور قبل میں ہر طرح سے جماع کو جائز رکھا امام احمد نے روایت کیا کہ انصار کی ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا عورت کے قبل میں کوئی جماع کرے دبر کیطرف سے تو آپ نے یہ آیت پڑھی اور حضرت عمر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں ہلاک ہوگیا آپ نے فرمایا کیوں انہوں نے کہا میں نے اپنے پالان (عورت) کو اولٹا کیا رات کو آپ نے کچھ جواب نہ دیا تب یہ آیت اتری یعنے اختیار ہے آگے سے جماع کرو یا پیچھے سے لیکن دخول ضرور ہے قبل میں ہو اور فرمایا کہ بچ حیض سے اور دبر سے نکالا اسکو امام احمد اور ترمذی نے تو مطلب آیت کا یہ نہیں ہے کہ دبر میں دخول کرنا جائز ہے جیسا مخالفین نے سمجھا طیبی نے کہا اگر دبر میں جماع کیا اجنبی عورت سے تو مثل زنا کے ہے اور جو اپنی عورت یا لونڈی سے کیا تو امر حرام کا مرتکب ہوا لیکن اسپر حد نہ ہوگی اور نووی نے کہا کہ مفعول اگر صغیر یا مجنون ہو یا زبردستی اسپر کی جاوے تو اسپر حد نہ ہوگی

باب العزل عزل کا بیان ف وہ یہ ہے کہ انزال کے وقت ذکر کو باہر نکال لیوے تاکہ عورت حاملہ نہ ہو عن ابی سعید الخدری قال سال رجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن العزل فقال او تفعلون لا علیکم ان لا تفعلوا انہ لیس من نسمۃ قضی اللہ لھا ان تکون الا ھی کائنۃ ابو سعید خدری سے روایت ہے ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عزل کو آپ نے فرمایا کیا تم ایسا کرتے ہو کچھ قباحت نہیں اگر ایسا کرتے ہو اسلیے کہ جس جان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پیدا کرنا چاہا ہے تقدیر میں لکھا ہے وہ ضرور پیدا ہوگی عن جابر قال کنا نعزل علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والقرآن ینزل جابر سے روایت ہے ہم عزل کیا کرتے تھے اور قرآن اترا کرتا تھا

رآن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو اگر عزل منع ہوتا تو اللہ تعالی اُسکی ممانعت اتارتا) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُعْزَلَ عَنِ الْحُرَّةِ اِلَّا بِاِذْنِهَا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا آزاد عورت سے عزل کرنے سے مگر اُسکی اجازت سے ف البتہ لونڈی سے اُسکی اجازت کے بغیر بھی عزل درست ہے اہلحدیث کا مذہب یہ ہے کہ عزل مکروہ ہے لیکن حرام نہیں ہے اور بہت صحابہ اور تابعین سے اُسکی اجازت بھی منقول ہے اور مسلم نے جذامہ بنت وہب سے نکالا کہ لوگوں نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا عزل کو آپ نے فرمایا یہ پوشیدہ وادہے ریعنے زندہ گاڑنا) اور جابر کیحدیث سے جواز نہیں نکلتا شاید اُن کو ممانعت کی خبر نہ ہوئی ہو اسیطرح ابوسعید کی حدیث سے وہ محتمل ہے بعضوں نے اس سے ممانعت نکالی ہے اور احمد اور ترمذی اور نسائی نے نکالا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عزل مین کیا تو اسکو پیدا کرتا ہے کیا تو اسکو روزی دیگا نطفہ کو رکھدے جہان اُسکی جگہ ہے کیونکہ پیدایش تقدیر سے ہوتی ہے اور احمد اور مسلم نے اسامہ بن زید سے نکالا ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور بولا مین عزل کرتا ہون اپنی عورت سے آپ نے فرمایا کیون وہ بولا مین ڈرتا ہون اسکی بچہ پر آپ نے فرمایا اگر یہ نقصان کرتا تو فارس اور روم کو نقصان کرتا اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اجماع ہے اسپر کہ آزاد عورت سے عزل نہ کیا جاوے مگر اُسکی اجازت سے بدلیل حدیث حضرت عمر کے لیکن اس کی اسناد مین ابن لہیعہ ضعیف ہے اور شافعیہ کہتے ہین کہ عورت کو جماع مین کچھ حق نہین ہے

بَابٌ لَا تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَعَلَى خَالَتِهَا

پھوپھی نکاح مین ہو تو اُسکے اوپر بھتیجی کو نہ لاوے اور خالہ نکاح مین ہو تو اس کے اوپر بھانجی نہ لاوے ف یعنی جمع نکرے پھوپھی اور بھتیجی اور خالہ اور بھانجی مین جیسے دو بہنون مین جمع نکرے اور قاعدہ اسکا یہ ہے کہ اون دو عورتون کا جمع جائز نہین جن مین ایسا رشتہ ہو کہ اگر ایک کو مرد فرض کرین تو دوسرے سے اُسکا نکاح جائز نہ ہو پس اگر جمع کرے ایک عورت مین اور اسکے باپ کی جورو مین یا ایک عورت مین اور اسکی بیٹے کے جورو مین تو کچھ قباحت نہین ہے عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا عَلَى خَالَتِهَا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہ نکاح کیجاوے عورت اپنی پھوپھی پر اور نہ اپنی خالہ پر ف یعنی جب خالہ نکاح مین ہو تو اُسکی بھانجی کو نکاح نہ کرے البتہ اگر خالہ مرجاوے یا اُسکو طلاق دیدیوے تو بھانجی سے نکاح کر سکتا ہے اسیطرح جب پھوپھی نکاح مین ہو تو بھتیجی سے نکاح نہ کرے ترمذی نے کہا اکثر اہل علم کا یہی قول ہے اور مین اس مسئلہ مین اختلاف نہین جانتا اور شافعی اور قرطبی اور ابن عبدالبر نے اسپر اجماع نقل کیا ہے عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ نِكَاحَيْنِ اَنْ يَجْمَعَ الرَّجُلُ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا وَبَيْنَ الْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا ابوسعید خدری سے روایت ہے انہون نے کہا مینے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے آپ نے منع فرمایا تھی دو نکاحوں سے ایک تو یہ کہ مرد جمع کرے بھتیجی اور پھوپھی میں دوسرے یہ کہ جمع کرے خالہ اور بھانجی میں **ف** اسی طرح جائز نہیں ہے جمع عورت میں اور اُس کے باپ کی خالہ یا پھوپھی میں اور وجہ عدم جواز کی یہ ہے کہ سوکن ہونے سے اکثر عداوت پیدا ہوتی ہے پس ناتا توڑنا پڑے گا **عن** اَبِی مُوسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُنْکَحُ الْمَرْاَۃُ عَلٰی عَمَّتِھَا وَلَا عَلٰی خَالَتِھَا ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ نکاح کیجاوے عورت اُسکی پھوپھی پر اور نہ اُسکی خالہ پر **باب** الرَّجُلِ یُطَلِّقُ امْرَاَتَہٗ ثَلٰثًا فَتَزَوَّجُ فَیُطَلِّقُھَا قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ بِھَا اَتَرْجِعُ اِلَی الْاَوَّلِ ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دی اُس عورت نے دوسرے سے نکاح کیا لیکن دوسرے خاوند نے جماع سے پہلے اُسکو طلاق دیا تو اب پہلے خاوند کو اُس سے نکاح جائز ہے یا نہیں اگر صحبت کرے دوسرا خاوند پھر طلاق دیوے تو پہلے خاوند کو نکاح کرنا جائز ہے) **عن** عَائِشَۃَ اَنَّ امْرَاَۃَ رِفَاعَۃَ الْقُرَظِیِّ جَاءَتْ اِلٰی رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّیْ کُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَۃَ فَطَلَّقَنِیْ فَبَتَّ طَلَاقِیْ فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِیْرِ وَاِنَّمَا مَعَہٗ مِثْلُ ھُدْبَۃِ الثَّوْبِ فَتَبَسَّمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتُرِیْدِیْنَ اَنْ تَرْجِعِیْ اِلٰی رِفَاعَۃَ لَا حَتّٰی تَذُوْقِیْ عُسَیْلَتَہٗ وَیَذُوْقَ عُسَیْلَتَکِ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رفاعہ قرظی کی بی بی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی کہ میں رفاعہ پاس تھی اُس نے مجھے تین طلاق دی پھر مینے عبدالرحمان بن زبیر سے نکاح کیا اُنکے پاس تو ایسا ہے جیسے کپڑے کا سرا یعنے اُن کی ذکر نرم ہے وہ جماع نہیں کرسکتے یہ سنکر آپنے تبسم فرمایا اور فرمایا کیا تو پھر رفاعہ پاس جانا چاہتی ہے یہ نہیں ہوسکتا جب تک عبدالرحمن کا مزہ تو نہ چکھے اور وہ تیرا مزا چکھے **ف** یعنے جماع کرے اور جماع میں حشفہ کا غائب ہونا کافی ہے اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے اور ابن مسیب سے منقول ہے کہ جماع کی حاجت نہیں صرف شوہر ثانی سے نکاح کافی ہے اب وہ حلال ہوجاویگی شوہر اول کے لیے کیونکہ قرآن میں تنکح کا لفظ ہے اور ہم کہتے ہیں تنکح سے مراد جماع ہے اور رفاعہ کی صحیح حدیث اسکی دلیل ہے اور سعید کا قول اعتبار کے لائق نہیں ہے **عن** ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الرَّجُلِ تَکُوْنُ لَہُ الْمَرْاَۃُ فَیُطَلِّقُھَا فَیَتَزَوَّجُھَا رَجُلٌ فَیُطَلِّقُھَا قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ بِھَا اَتَرْجِعُ اِلَی الْاَوَّلِ قَالَ لَا حَتّٰی یَذُوْقَ الْعُسَیْلَۃَ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس مسئلہ میں اگر مرد کی ایک عورت ہو جسکو وہ طلاق دیوے (یعنے تین طلاق) پھر اُس سے اسکے دوسرا مرد نکاح کرے اور وہ دخول سے پہلے اسکو طلاق دیدیوے تو وہ پہلے خاوند کے پاس پھر جاسکتی ہے ہرگز نہیں پھر جاسکتی جب تک دوسرے خاوند کا مزا نہ چکھے (یعنے اس سے صحبت داری نہ ہو) **باب** الْمُحَلِّلِ وَالْمُحَلَّلِ لَہٗ حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا جاوے دونوں کا بیان **ف** جب کوئی اپنی بی بی کو تین طلاق دیدیوے تو اب ضرور ہے

کہ وہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کرے اور اس سے جماع کراوے اسکے بعد اگر دوسرا خاوند طلاق دیدے تو وہ عورت پہلے خاوند سے پھر نکاح کرسکتی ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ دوسرا خاوند جو نکاح کرے وہ حلالہ کی نیت سے نہ کرے نہ حلالہ کی شرط زبان سے لگاوے ورنہ نکاح ناجائز ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ زبان سے اگر شرط لگادے تو منع ہے لیکن دلمین اگر صرف نیت ہو حلالہ کی تو قباحت نہین بہرحال حلالہ کا نکاح حرام ہے اور ایسا کرنے والا اور جس کے لیے کیا جاوے دونو ملعون ہین **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی اُس شخص پر جو حلالہ کرے اور جس کے لیے حلالہ کیا جاوے **عَنْ** عَلِیٍّ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے **عَنْ** عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِالتَّیْسِ الْمُسْتَعَارِ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ ھُوَ الْمُحَلِّلُ لَعَنَ اللّٰہُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ عقبہ بن عامر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین تم کو نہ تبلاؤن مانگا ہوا بکرا کیا ہے لوگون نے کہا کیون نہین بتلایے یارسول اللہ آپ نے فرمایا وہ حلالہ کرنے والا ہے لعنت کرے اللہ حلالہ کرنیوالے پر اور جس کے لیے حلالہ کیا جاوے **ف** اس کے اسناد مین یحیےٰ بن عثمان ضعیف ہے اور بعضون نے کہا وہ مرسل ہے اور احمد اور نسائی اور ترمذی نے حاکم نے ابن مسعود سے ایسا ہی نکالا اسکو صحیح کہا ابن القطان اور ابن دقیق العید نے اور احمد اور بیہقی اور بزار اور ابن ابی حاتم اور ترمذی نے علل مین ابوہریرہ سے ایسا ہی نکالا اور بخاری نے کہا وہ حسن ہے اور حاکم اور طبرانی نے اوسط مین نکالا حضرت عمر سے کہ حلالہ کرنیکو زنا سمجھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین اور حضرت عمر سے صحیح ہوا انھون نے کہا میرے پاس حلالہ کرنیوالا یا جسکے لیے حلالہ کیا جاوے لایا جاوے مین اسکو رجم کرون اسکو ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق اور ابن منذر نے نکالا اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے نکالا انھون نے کہا دونو زانی ہین اور ابن تیمیہ نے اس باب مین ایک رسالہ لکھا اسکا نام ہے بیان الدلیل علے ابطال التحلیل ابن قیم نے کہا حلالہ کا نکاح کسی ملت مین مباح نہین ہوا اور کسی صحابی نے نہین کیا نہ اسکا فتوی دیا اور افسوس ہے کہ اس زمانہ مین لوگ حلالہ کا نکاح کرتے ہین اور وہ عورت جو حلالہ کراتی ہے گویا دو آدمیون مین سے زنا کراتی ہے ایک حلالہ کرنے والے سے دوسرے پھر اپنے پہلے خاوند سے اور اللہ پناہ مین رکھے اس آفت سے **باب** یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا یَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ دودھ پلانے سے وہی حرمت ہوتی ہے جو نسب سے ہوتی ہے **عَنْ** عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا یَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دودھ پلانے سے بھی وہ لوگ محرم ہوجاتے ہین جو ناتے کی وجہ سے محرم ہوتے ہین **ف** جیسے مان

بہن وغیرہ لیکن رضاعت میں چار عورتیں حرام نہیں ہیں جو نسب میں حرام ہیں ایک تو اپنی بھائی کی رضاعی ماں اور بھائی کی نسبی ماں حرام ہے کس لیے کہ وہ یا اپنی بھی ماں ہوگی یا باپ کی جورو ہوگی اور دونو محرم ہیں دوسرے پوتے یا نواسے کی رضاعی ماں اور پوتی یا نواسی کی نسبی ماں حرام ہوگی کس لیے کہ وہ بہو ہوگی یا بیٹی تیسری اپنی اولاد کی نانی یا دادی رضاعی اور اولاد کی نسبی نانی یا دادی حرام ہے کیونکہ وہ اپنی ساس ہوگی یا ماں چوتھی اپنی اولاد کی رضاعی بہن اور نسبی بہن اپنی اولاد کی حرام ہے کیونکہ وہ بیٹی ہوگی یا ربیبہ اور بعض علما نے اور عورتوں کو بھی بیان کیا ہے جو رضاع میں حرام نہیں ہیں جیسے چچا کی رضاعی ماں یا پھوپھی کی رضاعی ماں یا ماموں کی رضاعی ماں یا خالہ کی رضاعی ماں مگر نسب میں یہ سب حرام ہیں اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو رشتہ محرمات کی اس آیت میں مذکور ہیں حرمت علیکم امہاتکم اخیر تک وہ سب رضاع کی وجہ سے بھی محرم ہو جاتی ہیں اور جن عورتوں کا اوپر بیان ہوا وہ اس آیت میں مذکور نہیں ہیں عن ابن عباس اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُرِیْدَ عَلٰی بِنْتِ حَمْزَۃَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اِنَّھَا ابْنَۃُ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَۃِ وَاِنَّہٗ یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَۃِ مَا یَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صلاح دی گئی حمزہ بنت عبد المطلب کی بیٹی سے پیام دینے کی (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صلاح دی تھی) آپ نے فرمایا وہ تو میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے (کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حمزہ نے ایک عورت کا دودھ پیا تھا) اور رضاعت سے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں عن اُمِّ حَبِیْبَۃَ حَدَّثَتْھَا اَنَّھَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ انْکِحْ اُخْتِیْ عَزَّۃَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتُحِبِّیْنَ ذٰلِکِ قَالَتْ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَلَسْتُ لَکَ بِمُخْلِیَۃٍ وَاَحَقُّ مَنْ شَرَکَنِیْ فِیْ خَیْرٍ اُخْتِیْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ ذٰلِکَ لَا یَحِلُّ لِیْ قَالَتْ فَاِنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّکَ تُرِیْدُ اَنْ تَنْکِحَ دُرَّۃَ بِنْتَ اَبِیْ سَلَمَۃَ قَالَ بِنْتُ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّھَا لَوْ لَمْ تَکُنْ رَبِیْبَتِیْ فِیْ حِجْرِیْ مَا حَلَّتْ لِیْ اِنَّھَا لَابْنَۃُ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَۃِ اَرْضَعَتْنِیْ وَاَبَاھَا ثُوَیْبَۃُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَیَّ اَخَوَاتِکُنَّ وَلَا بَنَاتِکُنَّ ام حبیبہ ام المومنین (معاویہ کی بہن) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا میری بہن عزہ سے نکاح کر لیجیے آپ نے فرمایا کیا تو اسکو پسند کرتی ہے انہوں نے کہا جی ہاں کچھ میں اکیلی آپ پاس نہیں ہوں (کہ اور سوکن کا ہونا ناپسند کروں بلکہ آپ کی تو بہت بی بیاں ہیں) پھر میری ساتھ اگر بہتری میں میری بہن شریک ہو تو وہ زیادہ بہتر ہے (اور غیر عورتوں کے شریک ہونے سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ میرے لیے درست نہیں ہے (کس لیے کہ دو بہنوں کا جمع کرنا جائز نہیں اور ام حبیبہ نے یہ خیال کیا کہ شاید خاص آپ کے لیے یہ امر جائز ہو) ام حبیبہ نے کہا یا رسول اللہ ہم باتیں کرتے تھے کہ آپ درہ بنت ابی سلمہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا

وہ ام سلمہ کی بیٹی انہوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا اگر وہ میری ربیبہ بھی نہ ہوتی جب بھی مجھ پر درست نہ ہوتی اسلیے کہ وہ میری رضاعی بھائی کی بیٹی ہے مجھ کو اور اسکے باپ (ابو سلمہ) کو دونوں کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا تو میرے سامنے پیش نہ کرو اپنی بہنوں کو اور اپنی بیٹیوں کو **ف** کیونکہ وہ میرے لیے درست نہیں ہو سکتیں بہنیں تو اسوجہ سے کہ دو بہنوں کا نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں اور بیٹیاں اسلیے کہ وہ میری ربیبہ ہوئیں اور ربیبہ حرام ہے بنص قرآنی۔ ربیبہ وہ لڑکی جو جورو کی ہو پہلے خاوند سے **عن** أم حبيبة عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه ام حبیبہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

باب لا تحرم المصة ولا المصتان ایک بار یا دو بار دودھ چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی **ف** جبتک پانچبار نہ چوسے ابن مسعود اور عائشہ اور عبداللہ بن زبیر اور عطا اور طاوس اور سعید بن جبیر اور عروہ اور لیث اور شافعی اور احمد اور اسحاق اور ابن حزم اور اہلحدیث کا یہی قول ہے اور حضرت علی سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور ابو حنیفہ اور جمہور علما کا یہ قول ہے کہ مدت رضاعت میں قلیل اور کثیر سب سے حرمت ہو جاتی ہے جب دودھ پیٹ میں چلا جاوے اور بعضوں نے کہا تین بار سے کم میں حرمت ثابت نہیں ہوتی اور بعضوں نے کہا دس بار سے کم میں اور یہ مذہب شاذ ہے اور حضرت عائشہ اور حفصہ اسکی قائل تھیں **عن** أم الفضل حدثته أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تحرم الرضعة ولا الرضعتان او المصة والمصتان ام الفضل سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار دودھ پینا یا ایک بار دودھ نچوڑنا یا دو بار حرام نہیں کرتا **عن** عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا تحرم المصة والمصتان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی ایسا ہی مروی ہے **عن** عائشة انها قالت كان فيما انزل الله من القرآن ثم سقط لا يحرم الا عشر رضعات او خمس معلومات ام المومنین عائشہ نے کہا پہلے قرآن میں یہ آیت تھی پھر اسکا پڑھنا موقوف ہو گیا کہ حرام نہیں کرتا مگر دس بار دودھ پینا یا پانچ بار پینا **ف** جسکا پینا بالیقین معلوم ہو حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن میں مطلق ہے ارضعنکم اور یہ شامل ہے قلیل اور کثیر سب کو اور ہم کہتے ہیں کہ حدیث صحیح اور مشہور ہے تو اس سے تخصیص ہو گئی قرآن کی اور مسلم میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ پہلے قرآن میں دس بار دودھ پینا اترا تھا پھر پانچبار پینے سے وہ حکم منسوخ ہوا اور حضرت کی وفات تک یہ پانچ بار پڑھی جاتی تھی قرآن میں تو اب یہ حکم ٹھرا کہ پانچ بار سے کم حرام نہ کریگا اور یہ احادیث کہ ایک یا دو بار دودھ پینا حرام نہیں کرتا اسکی موید ہونگی نہ مخالف اور مطلب ان کا یہی ہوگا کہ ایک یا دو یا تین یا چار بار تک حرام نہیں کرتا اور حدیث سے یہ بھی نکلا کہ بعضے آیتوں کی تلاوت منسوخ ہو گئی لیکن حکم باقی ہے جیسے آیت رجم اور یہ آیت اب تو حنفیہ کو یہ کہنے کا بھی موقع نہ رہا کہ قرآن میں مطلق ہے کیونکہ خود قرآن ہی سے یہ بھی ثابت ہے کہ پانچ بار سے کم میں حرمت نہیں ہوتی **باب** رضاع الكبير بڑے آدمی کی دودھ پینے

کا بیان عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي
أَرَى فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ الْكَرَاهِيَةَ مِنْ دُخُولِ سَالِمٍ عَلَيَّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْضِعِيهِ قَالَتْ كَيْفَ
أُرْضِعُهُ وَهُوَ رَجُلٌ كَبِيرٌ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّهُ رَجُلٌ كَبِيرٌ فَفَعَلَتْ
فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا رَأَيْتُ فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ شَيْئًا أَكْرَهُهُ بَعْدُ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا

ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہی کہ سہلہ بنت سہیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی یارسول اللہ میں
ابوحذیفہ (اپنے خاوند) کے چہرے پر ناراضی پاتی ہون سالم کے ہمارے پاس آنے سے یہ سنکر آپنے فرمایا تو سالم کو دودھ پلادے
اُس نے کہا مین کیونکر اُسکو دودھ پلاؤن وہ بڑا آدمی ہے آپنے تبسم فرمایا اور کہا مین جانتا ہون کہ وہ بڑا آدمی ہے آخر
سہلہ نے ایسا ہی کیا (یعنے سالم کو اپنا دودھ پلادیا) پہر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بولی کہ مینے ابوحذیفہ
کے مونہہ پر اُسکے بعد وہ بات نہین پائی جسکو مین برا جانون اور ابوحذیفہ بدر کی لڑائی مین حاضر تہے **ف** اس باب مین کئی
صحابہ سے مروی ہی جیسے حضرت عائشہ سہلہ بنت سہیل زینب بنت ام سلمہ سے اور ان سی بہت تابعین نے روایت کی ہے اور صحیح
مسلم مین ہے کہ حضرت عائشہ کے پاس ایک جوان لڑکا آیا کرتا تہا ام سلمہ نے کہا مینے اسکا آنا پسند نہ کیا اور ان سے
کہا انہون نے کہا تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال بہلی معلوم نہین ہوتی ابوحذیفہ کی عورت نے آپ سے عرض کیا کہ
سالم میرے پاس آتا ہے اب وہ جوان مرد ہو گیا ہے اور ابوحذیفہ کی دلمین اس کیطرف سی شک گذرتا ہے آپنے فرمایا اس کو
دودھ پلاوے تاکہ وہ تیرے پاس آیا کرے اور بخاری نے بہی حضرت عائشہ سی ایسا ہی نکالا اور حضرت علی اور عائشہ اور
عروہ بن الزبیر اور عطا بن ابی رباح اور لیث بن سعد اور ابن علیہ اور داؤد ظاہری اور ابن حزم کا قول ایسا ہی ہی (یعنے
بڑے آدمی کو دودھ پلادینا اسلیے کہ اس سے پردے کی ضرورت نرہی جائز ہے) اور اہلحدیث کا بہی یہی مذہب ہے اور وہ کہتے
ہین کہ بڑے آدمی کو دودھ پلادینے سے نظر جائز ہو جاویگی البتہ حرمت ثابت نہوگی حرمت جب ہی ہوگی کہ دو برس کے اندر دودھ
پلاوے اور جمہور علماء اور حنفیہ نے اسکا خلاف کیا ہی اور دلیل لی ان حدیثون سے جن مین یہ ہے کہ دو برس کے بعد رضاع
نہین ہے اور ابن مسعود نے کہا اس شخص کے باب مین جس کے مونہہ مین اپنی بی بی کا دودھ چلا گیا تہا اور ابوموسی نے حرمت
کا فتوی دیا تہا کہ رضاعت نہین ہی مگر جو دو برس کے اندر ہو نکالا اسکو ابوداؤد نے اور حضرت عمر نے کہا اس شخص کے بارے
مین جسکی بی بی نے سوکن کو دودھ پلا دیا تہا کہ وہ تیری بی بی ہے اسلیے کہ رضاعت چہٹپن مین ہے یہ روایت موطا مین
ہے اور ہم کہتے ہین کہ یہ حدیثین ہمارے مذہب کے خلاف نہین ہین کسلیے کہ غرض اُنکی یہ ہی کہ رضاعت سی حرمت نہین
ہوتی مگر جو دو برس کے اندر ہو اور ہمارا بہی یہی قول ہے اور کبیر (بڑے آدمی) کو دودھ پلادینے سی وہ حرام نہین ہوتا لیکن

اسکا آنا جانا گھر مین درست ہوجاتا ہے اور اس سے پردے کی ضرورت نہین رہتی اور جب ایسی حاجت آن پڑے تو یہ حکم نہایت مناسب ہے جیسے ابوحذیفہ کیحدیث مین ہے ان کی بی بی نے کہا ہمنے سالم کو چھٹپن سے پالا تھا اور ابوحذیفہ نے اسکو بیٹا کیا تھا اب وہ بڑا ہوگیا ہے اور بغیر اسکے آئے ہوئے بن نہین پڑتا امام ہمام ابن تیمیہ اور ابن قیم نے بھی اسیکو ترجیح دیا ہے کہ جب ضرورت آن پڑے تو اس حدیث پر عمل ہوسکتا ہے کیونکہ اس مین آسانی ہے اور حنفیہ جو کہتے ہین کہ قرآن شریف مین حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ آیا ہے تو دو برس تک رضاعت کا اتمام ہوجاتا ہے اب اسکے بعد کیونکر رضاعت درست ہوگی اسکا جواب یہ ہے کہ اس آیت مین وہ رضاعت مراد ہے جس سے نکاح کی حرمت ہوتی ہے وہ تو بیشک دو برس پہ ختم ہوجاتی ہے دوسرے یہ کہ کبیر کی رضاعت کا بھی حکم قرآن ہی مین اترا تھا جیسے آگے کی حدیث سے معلوم ہوگا لیکن اسکی تلاوت جاتی رہی جیسے آیت رجم کی تلاوت جاتی رہی تیسرے یہ کہ سالم کی حدیث مشہور ہے اسکو کئی صحابہ نے روایت کیا ہے پس قرآن شریف پر زیادت حدیث کے روسے جائز ہوگی اور افسوس ہے کہ حنفیہ اہلحدیث پر تو یہ اعتراض کرتے ہین حالانکہ اہل حدیث پاس اسکے ثبوت کے لیے آیت اور احادیث اور اقوال صحابہ موجود ہین لیکن انکے امام ابوحنیفہ رح نے جو رضاعت کی مدت کو اڑہائی برس تک کہا ہے اور خلاف کتاب کے چھ مہینے اپنی طرف سے بڑہائے ہین اسکی دلیل نہ آیت سے ہے نہ حدیث سے نہ اقوال صحابہ سے پس حنفیہ خود اپنی دل مین شرماوین وہ کس مونہہ سے دوسرون پر اعتراض کرتے ہین اور خود سب سے زیادہ قابل اعتراض ہین **عن** عائشۃ قالت لقد نزلت آیۃ الرجم ورضاعۃ الکبیر عشرا فلقد کان صحیفۃ تحت سریری فلما مات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وتشاغلنا بموتہ دخل داجن فاکلہا ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رجم کی آیت اتری اور بڑی آدمی کو دس بار دودہ پلا دینے کی اور یہ دونو آیتین ایک کاغذ پر لکھی تھین میرے تخت کے تلے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور ہم آپکے وفات مین مشغول تھے تو گھر کی پلی ہوئی بکری آئی اور وہ کاغذ کہا گئی **ف** اس حدیث سے یہ نکلا کہ یہ حکم بھی قرآن مجید مین اترا تھا کیونکہ حضرت عائشہ رض کی شہادت اس باب مین کافی ہے اور وہ بڑی عالمہ تھین دین کے عالمون مین سے اور صاحب حفظ اور صاحب عقل تھین اور فقیہہ تھین راضی ہو اللہ تعالی ان سے اب سالم کی حدیث مین یہ شبہہ ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی آدمی کے لیے یہ کیسے جائز رکہا کہ وہ اجنبی عورت کے پستان مین منہہ لگا دے اور ہم کہتے ہین کہ حدیث مین اسکی تصریح کہان ہے اور جائز ہے کہ ابوحذیفہ کی بی بی نے دودہ نچوڑ کر انکو پلا دیا ہو اگر چہاتی سے بھی پلایا ہو تو کچہ قباحت نہین جب سالم ان کے بچپن سے پالے ہوئے اور مثل بیٹے کے تھے اور انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ایسا کیا اور اہل ایمان کا یہ کام نہین کہ احادیث مین ایسے وہمی احتمالات نکالین اور انکو رد کرین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر حدیث ہماری سر اور آنکھون پر ہے گو ہماری رسم و رواج بلکہ ہمارے باپ دادا تمام

خاندان کے تمام ملک کے خلاف ہو سب کو جہیز پر پہنچو ہماری جان ہماری عزت ہماری اولاد سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر سے تصدق ہے یا اللہ اپنے پیغمبر کا عشق ہم کو عطا فرما اور اسی پر شب و روز ثابت قدم رکھ آمین ظاہر یہی ہے کہ ابو حذیفہ کی بی بی نے سالم کو چھاتی سے دودھ پلایا کیونکہ پہلے انہوں نے عذر کیا تھا کہ میں اسکو دودھ کیونکر پلاؤں وہ بڑا ہے اگر نچوڑ کر پلانا منظور ہوتا تو اس عذر کا کوئی محل نہ تھا اور ممکن ہے کہ انہوں نے یہ خیال کیا ہو کہ عورت کا دودھ بڑے آدمی کے لیے حلال نہیں ہے اور حدیث سے یہ بھی نکلا کہ عورت کا دودھ حلال ہے اور بڑے آدمی کو بھی اسکا پینا درست ہے خصوصاً جب علاج کے لیے ضرور پڑے **باب** لا رضاع بعد فصال دودھ چھٹنے کے بعد پھر رضاعت نہیں ہے **ف** یعنی دو برس کے بعد پھر رضاعت نہیں ہے اس باب کی حدیثیں اگلے باب کے خلاف ہیں اور جمہور علما کے موافق ہیں لیکن اہلحدیث وہی جواب دیتے ہیں جو اوپر گذرا کہ یہاں رضاعت سے وہ مراد ہے جس سے نکاح کی حرمت ہو اور وہ بیشک دو برس کے بعد نہیں ہے *

عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم دخل عليها وعندها رجل فقال من هذا قالت هذا اخي قال انظرن من تدخلن عليكن فان الرضاعة من المجاعة آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے ان کے پاس ایک مرد بیٹھا تھا آپ نے فرمایا یہ کون ہے انہوں نے کہا یہ میرا بھائی ہے آپ نے فرمایا دیکھو تم کن لوگوں کو اپنے پاس آنے دیتی ہو رضاعت تو اسی وقت ہے جب آدمی کی غذا دودھ ہی ہوتی ہے (یعنے بچپن میں)۔

ف اس حدیث سے جمہور نے دلیل لی کہ رضاعت کبیر نادرست ہے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ بات اس حدیث سے نہیں نکلتی کس لیے کہ آپ نے اعتراض کیا ایسے مرد کے ساتھ خلوت تنہائی کرنے پر اور ہم جو کبیر رضاعت سے جائز کہتے ہیں وہ صرف آنے جانے کو اور اس سے پردہ ضرور نہ ہونیکو **عن** عبد الله بن الزبير ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا رضاع الا ما فتق الامعاء عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رضاعت نہیں ہے مگر وہی جو آنتوں کو چیرے (یعنے صغر سن میں دو برس کے اندر) **عن** زينب بنت ابي سلمة انها اخبرته ان ازواج النبي صلى الله عليه وسلم كلهن خالفن عائشة وابين ان يدخل عليهن احد بمثل رضاعة سالم مولى ابي حذيفة وقلن وما يدرينا لعل ذلك كانت رخصة لسالم وحده زینب بنت ابی سلمہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب بیبیوں نے حضرت عائشہ کا خلاف کیا اس مسئلہ میں اور انہوں نے انکار کیا کہ سالم کی سی رضاعت کوئی کرکے ان کے پاس آوے جاوے اور انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں شاید یہ صرف سالم کے لیے رخصت ہو **ف** یعنے یہ حکم خاص ہو سالم سے مگر ہم کہتے ہیں کہ اسپر دلیل کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر ایک حکم عام ہے جب تک اسکی تخصیص ثابت نہ ہو ورنہ ہر حکم میں ایسے احتمالات ہو سکتی ہیں **باب** لبن الفحل دودھ مرد کی طرف سے ہے **ف** یعنی ہر چند بچہ عورت

کا دودھ پیتا ہے مگر اسکا خاوند بچہ کا باپ ہو جاتا ہے کیونکہ عورت کا دودھ اوسی مرد کیوجہ سے ہوتا ہے اب اس مرد کا بھائی بچہ کا چچا ہوگا اور نسبی چچا کیطرح وہ بھی محرم ہوگا **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ أَتَانِي عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَفْلَحُ بْنُ أَبِي قُعَيْسٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ بَعْدَ مَا ضُرِبَ الْحِجَابُ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَأْذَنِي لَهُ فَقُلْتُ إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ قَالَ تَرِبَتْ يَدَاكِ أَوْ يَمِينُكِ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا میرے رضاعی چچا افلح بن ابی قعیس میرے پاس آیا اور اندر آنیکی اجازت چاہی اور یہ اُسوقت کا ذکر ہے جب حجاب کا حکم اتر چکا تھا میں نے انکار کیا اس کو اجازت دینے سے یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور آپ نے فرمایا وہ تو تیرا چچا ہے اسکو اجازت دے میں نے عرض کیا مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے نہ مرد نے آپ نے فرمایا تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے یا دہنے ہاتھ کو مٹی لگے **ف** یہ کلمہ اس مقام میں کہتے ہیں جب کسی سے نادانی کی بات ہوتی ہے اسپر افسوس کرتے ہیں **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ عَمُّكِ فَقُلْتُ إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ قَالَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے میرا چچا رضاعی آیا اور اندر آنیکی اجازت مانگنے لگا میں نے انکار کیا اسکو اجازت دینے سے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ تیرا چچا ہے تیرے پاس آوے میں نے عرض کیا مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے نہ مرد نے آپ نے فرمایا وہ تیرا چچا ہے تیرے پاس آوے

باب الرَّجُلِ يُسْلِمُ وَعِنْدَهُ أُخْتَانِ
ایک آدمی مسلمان ہو اور اسکے نکاح میں دو بہنیں ہوں تو کیا کرے

عَنْ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي أُخْتَانِ تَزَوَّجْتُهُمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ إِذَا رَجَعْتَ فَطَلِّقْ إِحْدَاهُمَا دیلمی سے (انکا نام فیروز تھا انہوں نے اسود عنسی کو مارا جس نے نبوت کا دعوی کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں) روایت ہے میں جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور میرے پاس دو بہنیں تھیں جن سے میں نے نکاح کیا تھا جاہلیت کے زمانے میں آپ نے فرمایا جب تو لوٹ کر اپنے گھر کو جاوے تو ان میں سے ایک کو طلاق دیدے **عَنِ** الضَّحَّاكِ بْنِ فَيْرُوزَ الدَّيْلَمِيِّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَسْلَمْتُ وَتَحْتِي أُخْتَانِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلِّقْ أَيَّتَهُمَا شِئْتَ فیروز دیلمی سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور میرے پاس دو بہنیں ہیں میرے نکاح میں آپ نے فرمایا ان دونوں میں سے جس کو چاہے طلاق دیدے **ف** جمہور علما اور ائمہ ثلثہ کا یہی قول ہے اسلیے کہ جاہلیت میں ان دونو کا نکاح صحیح ہو گیا تھا اب جب اسلام لایا تو گویا ایسا ہوا کہ دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کیا اور اس صورت میں اختیار ہے کہ دونوں میں سے

جسکو چاہے چھوڑ دے تو یہ حکم عام ہے خواہ جاہلیت کے زمانہ مین دونون بہنون سے ایک ساتھ نکاح کیا ہو یا آگے پیچھے نکاح کیا ہو اور ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک جب آگے اور پیچھے نکاح کیا ہو تو اگلی کو رکھ لیوے اور پچھلی کو چھوڑ دیوے کیونکہ پچھلی کا نکاح صحیح ہی نہ ہوا اور ہم کہتے ہین کہ یہ اسے حدیث کے خلاف ہے اور اگر نکاح صحیح نہوتا تو آپ یہ کیونکر حکم فرماتے کہ جسکو چاہے طلاق دیدے اسلیے کہ طلاق بغیر نکاح کے نہین ہو سکتا ابن قیم نے کہا کہ ابو حنیفہ نے جو رای قائم کی اسکا باطل کرنا بلکہ ویسی ہزار رائین باطل کرنا ہمارے نزدیک آسان ہے ایک حدیث کے رد کرنے سے اور اہل حدیث کا مذہب یہی ہے کہ کفر کے نکاح قائم رہین گے اگر شرع کے خلاف نہ ہون گو ان نکاحون مین ہماری شرع کے موافق شرطین نہ ہون جیسے گواہ یا ولی وغیرہ **بَابُ** الرَّجُلِ يُسْلِمُ وَعِنْدَهُ أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعِ نِسْوَةٍ ایک مرد مسلمان ہو اور اس کے نکاح مین چار عورتون سے زیادہ ہون **عَنْ** قَيْسِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ أَسْلَمْتُ وَعِنْدِي ثَمَانُ نِسْوَةٍ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ اخْتَرْ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا قیس بن حارث نے کہا مین مسلمان ہوا اور میرے پاس آٹھ عورتین تہین مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور آپ سے بیان کیا آپنے فرمایا ان مین سے چار چن لے **ف** امام محمد نے موطا مین کہا ہم اسیکو اختیار کرتے ہین اور اہلحدیث اور جمہور علما کا یہی قول ہے کہ چار کو چن لیوے اور باقی کو چھوڑ دیوے لیکن ابو حنیفہ نے یہان بہی حدیث کا خلاف کیا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ جن چار عورتون سے پہلے نکاح کیا تہا ان کا نکاح صحیح ہے اور باقی کل عورتون کا باطل ہے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَسْلَمَ غَيْلَانُ بْنُ سَلَمَةَ وَتَحْتَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا ابن عمر سے روایت ہے غیلان بن سلمہ ثقفی اسلام لایا اسکے نکاح مین دس عورتین تہین آپنے فرمایا اُن مین سے چار کو چن لے **ف** اور باقی سب کو چھوڑ دو (مشکوۃ) اس حدیث کا اسناد صحیح ہے اور بعضون نے اس مین یہ علت نکالی ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے حضرت عمر پر اور ہم کہتے ہین کہ رفع کی روایت ثقہ نے کی ہے تو واجب ہوگا قبول اسکا **بَابُ** الشَّرْطِ فِي النِّكَاحِ نکاح مین شرط کا بیان **عَنْ** عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَحَقَّ الشَّرْطِ أَنْ يُوفَى بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ عقبہ بن عامر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ جن شرطون کا پورا کرنا ضرور ہے وہ شرطین ہین جن سے تمنے فرجون کو حلال کیا **ف** یعنے شرطون پر عورتون سے نکاح کیا یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے نکالا اور اہلحدیث کا مذہب اہلحدیث کے موافق یہ ہے کہ مرد نکاح کیوقت جو شرطین کرے انکا پورا کرنا واجب ہے گو وہ شرطین کسیقسم کی ہون اور بعضون نے کہا مراد وہ شرطین ہین جو مہر کے متعلق ہون یا نکاح سے اور جو اور شرطین ہون جیسے یہ کہ عورت کو اسکے گہر سے نہ نکالیگا یا اسکے ملک سے نہ لیجاویگا یا اسکے اوپر دوسرا نکاح نہ کرے گا تو

ایسی شرطوں کا پورا کرنا خاوند پر واجب نہیں ہے لیکن اگر اس نے ان شرطوں پر قسم کھائی ہوگی اور انکا خلاف کریگا تو قسم کا کفارہ
لازم ہوگا اور ہم کہتے ہیں کہ حدیث عام ہے تمام شرطوں کو شامل ہے پس جو شرط خاوند نے نکاح کیوقت کی ہو اور اس شرط
پر نکاح ہوا ہو خاوند کو اسکا پورا کرنا واجب ہے اگر اسکا خلاف کرے تو عورت اگر چاہے اعتراض کرے تو قاضی سے فرما دیکر
اگر خاوند شرط ابوری کرے تو خیر ورنہ وہ نکاح فسخ کرا سکتی ہے اور ملک سے نہ لیجانا یا دوسرا نکاح اسکی زندگی میں نہ کرنا
یہ شرطیں ایسی ہیں کہ عورتوں کو انکا بڑا خیال ہوتا ہے پس کیا وجہ ہے کہ حدیث کے خلاف ہم ان شرطوں کو قابل ایفاء
نہ سمجھیں اور جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسی میں دین اور دنیا دونوں کی مصلحت ہے **عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ**
عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ مِنْ صِدَاقٍ أَوْ حِبَاءٍ أَوْ هِبَةٍ قَبْلَ
عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لَهَا وَمَا كَانَ بَعْدَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لِمَنْ أُعْطِيَهُ أَوْ حُبِيَ وَأَحَقُّ مَا يُكْرَمُ الرَّجُلُ بِهِ ابْنَتُهُ
أَوْ أُخْتُهُ۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شرط مہر سے متعلق ہو یا کچھ دینے
سے یا ہبہ کرنے سے نکاح بندھنے سے پہلے تو وہ عورت کا حق ہے اور جو نکاح بندھنے کے بعد ہو تو وہ اسکا حق ہے جسکو دیا
جاوے یا عطا کیا جاوے اور سب سے زیادہ مرد جس چیز کیوجہ سے سلوک کیا جاتا ہے وہ اپنی بیٹی یا بہن کی وجہ سے **ف**
مطلب یہ ہے کہ نکاح سے پہلے جو کچھ مرد دیوے وہ عورت کا مال سمجھا جاویگا اسلیے کہ نکاح سے پہلے عورت کا دل ملانا
ضرور ہوتا ہے تو ظاہر یہی ہے کہ عورت ہی کے لیے اس نے دیا ہے اور نکاح کے بعد جو دیوے وہ جسکو دیا جاوے اسیکا
حق ہے کبھی مرد انعام یا احسان کے طور پر عورت کے باپ یا بھائی کو کچھ دیتا ہے کہ اس نے اپنی بیٹی یا بہن سے اسکا نکاح
کرا دیا **بَابُ الرَّجُلِ يُعْتِقُ أَمَتَهُ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا** مرد اپنی لونڈی کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کر لیوے **عَنْ**
أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا وَعَلَّمَهَا
فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ
بِمُحَمَّدٍ فَلَهُ أَجْرَانِ وَأَيُّمَا عَبْدٍ مَمْلُوكٍ أَدَّى حَقَّ اللهِ عَلَيْهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ فَلَهُ أَجْرَانِ قَالَ صَالِحٌ قَالَ
الشَّعْبِيُّ قَدْ أَعْطَيْتُكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ إِنْ كَانَ الرَّاكِبُ لَيَرْكَبُ فِيمَا دُونَهَا إِلَى الْمَدِينَةِ۔ ابوموسی سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکے پاس ایک لونڈی ہو وہ اسکو ادب کھلاوے اچھی طرح اور اچھی طرح اسکی تعلیم
کرے پھر اسکو آزاد کرکے اس سے نکاح کر لیوے تو اسکو دو اجر ہیں اور جو شخص اہل کتاب میں سے ہو (یہود یا نصاری
میں سے) وہ اپنے پیغمبر پر ایمان لاوے پھر حضرت محمد پر ایمان لاوے تو اسکو دو اجر ہیں اور جو غلام اللہ کا حق جو اسپر ہو ادا
کرے (جیسے نماز روزہ وغیرہ) اور اپنے مالکوں کا بھی حق ادا کرے (خدمت کا) تو اسکو دو اجر ہیں شعبی نے جو اس

حدیث کا راوی ہے صالح سے کہا ہمنے یہ حدیث تجھکو مفت سنا دی اور اس سے کم حدیث کے لیے آدمی مدینہ تک سوار ہو کر جاتا
ف شعبی کوفہ میں تھے کوفہ سے مدینہ تک ۲ ماہ کی راہ ہے مطلب یہ ہے کہ ایک ایک حدیث سننے کے لیے اگلے لوگ دو دو
مہینے کا سفر کرتے تھے سبحان اللہ خدا اگلے لوگوں کو بخشے اگر وہ ایسی محنتیں نہ کرتے تو ہم تک دین کیونکر پہونچتا۔ یہ جو
فرمایا ایسی لونڈی کے نکاح میں دو اجر ہیں یعنے ایک اجر اسکے آزاد کرنیکا اور دوسرا اسکی تعلیم یا نکاح کا۔ اب اہلحدیث
کا یہ قول ہے کہ اپنی لونڈی کو اگر آزاد کرے اور اسی آزادی کو مہر مقرر کرکے اس سے نکاح کر لیوے تو درست ہے اور ابو
حنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک درست نہیں اہلحدیث کی دلیل آگے آتی ہے **عن** انس قال صارت صفیۃ لدحیۃ
الکلبی ثم صارت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد فتزوجھا وجعل عتقھا صداقھا قال حماد فقال
عبد العزیز لثابت یا ابا محمد انت سألت انسا ما امھرھا قال امھرھا نفسھا انس سے روایت ہے پہلے حضرت
صفیہ (جو خیبر میں پکڑی گئیں تھیں) دحیہ کلبی کے حصے میں آئیں بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصے میں
آئیں آپنے ان سے نکاح کر لیا اور ان کی آزادی انکا مہر مقرر کیا حماد نے کہا عبد العزیز نے ثابت سے پوچھا اے
ابو محمد تمنے انس سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہ کا مہر کیا مقرر کیا تھا انہوں نے کہا آپنے
خود حضرت صفیہ کا مہر انہی کے نفس کو مقرر کیا تھا یعنے انکی آزادی یہی مہر قرار پائی تھی **عن** عائشۃ رض
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتق صفیۃ وجعل عتقھا صداقھا وتزوجھا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کو آزاد کیا اور انکی آزادی یہی مہر قرار پائی اور ان سے نکاح کیا
ف وہ حضرت ہارون کی اولاد میں تھیں اور یہودیوں کے بادشاہ کی بی بی تھیں اسلیے مسلمانوں کے بادشاہ کے پاس ان
کا رہنا مناسب تھا **باب** تزویج العبد بغیر اذن سیدہ غلام کا نکاح بغیر اپنے مالک کی اجازت کے ناجائز ہے **عن**
ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تزوج العبد بغیر اذن سیدہ کان عاھرا عبد اللہ بن عمر رض سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب غلام نے اپنی مالک کی بے اجازت نکاح کیا تو وہ زانی ہوگا **عن**
ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما عبد تزوج بغیر اذن موالیہ فھو زان ابن عمر سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا جس غلام نے اپنے مالکوں کے بغیر اجازت نکاح کیا وہ زانی ہے **ف** احمد
اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے اسکو جابر سے نکالا اور کہا صحیح ہے اور جابر کی ایک روایت میں ہے
کہ نکاح باطل ہے اہلحدیث اور شافعی اور احمد کا مذہب یہی ہے ابو حنیفہ یہاں بھی حدیث کے خلاف کہتے ہیں کہ نکاح صحیح ہوگا
لیکن موقوف رہیگا مالک کی اجازت پر اگر مالک اجازت دیوے تو نافذ ہو جاویگا جیسے نکاح فضولی ہم کہتے ہیں کہ

حدیث میں زانی کا لفظ ہے اور زنا سبب ہی ہوگی کہ نکاح باطل ہوا اور خود باطل کا لفظ ایک آیت میں وارد ہے پھر تمہاری رای حدیث کے خلاف لغو ہے

بَابُ النَّهْيِ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ متعہ کے نکاح سے ممانعت **ف** متعہ کا نکاح یہ ہے کہ ایک میعاد معین تک نکاح کرے جیسے ایک دن دو دن ایک ہفتہ ایک ماہ ایک سال تین سال کے لیے یہ نکاح اوائل اسلام میں حلال تھا پھر حرام ہوا پھر حلال ہوا پھر حرام ہوا پھر قیامت تک حرام ہوگیا لیکن بعض لوگ اسکی حرمت سے مطلع نہیں ہوئے اور اباحت کے قائل ہے **عَنْ** عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ حضرت علی سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا خیبر کے دن عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے سے اور بستی کے گدہوں کے گوشت سے **ف** بعضوں نے کہا یہ ممانعت اسوجہ سے نہیں تھی کہ بستی کا گدہا حرام ہے بلکہ اسوجہ سے کہ لوگوں نے یہ جانور مال غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے لے لیے تھے اور انکا گوشت پکنے کے لیے چڑہا دیا تھا چنانچہ امام مالک کے نزدیک بستی کا گدہا حلال ہے بس یہی احتمال متعہ میں بھی قائم ہوسکتا ہے علاوہ اسکے جنگ خیبر کے بعد مکہ فتح ہوا اور فتح مکہ میں پھر متعہ حلال ہوا تھا جیسے دوسری حدیث سے ثابت ہے لہذا یہ ممانعت حرمت کی دلیل نہیں ہوسکتی **عَنْ** الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الْعُزْبَةَ قَدِ اشْتَدَّتْ عَلَيْنَا قَالَ فَاسْتَمْتِعُوا مِنْ هٰذِهِ النِّسَاءِ فَأَتَيْنَاهُنَّ فَأَبَيْنَ أَنْ يَنْكِحْنَنَا إِلَّا أَنْ نَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُنَّ أَجَلًا فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اجْعَلُوا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُنَّ أَجَلًا فَخَرَجْتُ أَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِي مَعَهُ بُرْدٌ وَمَعِي بُرْدٌ وَبُرْدُهُ أَجْوَدُ مِنْ بُرْدِي وَأَنَا أَشَبُّ مِنْهُ فَأَتَيْنَا عَلَى امْرَأَةٍ فَقَالَتْ بُرْدٌ كَبُرْدٍ فَتَزَوَّجْتُهَا فَمَكَثْتُ عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ ثُمَّ غَدَوْتُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ وَهُوَ يَقُولُ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الْاِسْتِمْتَاعِ أَلَا وَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهَا وَلَا تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا سبرہ بن معبد جہنی سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے حجۃ الوداع میں (یہ وہم ہے اور صحیح فتح مکہ کی روایت ہے) لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجرّدی (بغیر عورت کے رہنا) ہمپر سخت ہوگئی ہے آپنے فرمایا تو متعہ کرلو ان عورتوں سے ہم انکے پاس گئے انہوں نے نمانا اور یہ کہا کہ نکاح کرو ہم سے ایک معین مدت تک (یہ بھی مثل متعہ کے ہے صرف لفظ کا فرق ہے) لوگوں نے اسکا ذکر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپنے فرمایا اچھا ایک مدت مقرر کرلو اپنے اور ان کے درمیان تو میں نکلا اور میرے ساتھ ایک میرا چچا زاد بہائی تھا اسکے پاس ایک چادر تھی اور میرے پاس ایک چادر تھی لیکن اسکی چادر میری چادر سے عمدہ تھی اور میں اسکی بنسبت زیادہ

جوان تھا پھر ہم دونوں ایک عورت کے پاس آئے اس نے پہلے میرے چچازاد بھائی کی چادر عمدہ دیکھ کر اسی کی طرف مائل ہوئی لیکن میری جوانی اور خوبصورتی اسکو چادر سے زیادہ بھلی لگی (تو کہنے لگی چادر چادر برابر ہے (یہ اس نے عذر کیا ظاہر میں کیونکہ شرم سے یہ نہ کہہ سکی کہ میں تیری جوانی اور حسن کو زیادہ پسند کرتی ہوں) آخر میں نے اس سے نکاح کیا (وہی نکاح موقت یعنے متعہ) اور اس رات کو اسکے پاس رہا صبح کو میں آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (کعبہ کے پاس) رکن اور باب کے بیچ میں کھڑے ہوئے تھے اور فرماتے تھے اے لوگو میں نے تمکو اذن دیا تھا متعہ کرنے کا لیکن خبردار رہو کہ اللہ تعالی نے اس کو حرام کردیا قیامت تک اب جس کے پاس ان متعہ والی عورتوں میں سے کوئی عورت ہو تو اسکو چھوڑ دیوے اور جو کچھ اسکو دے چکا ہے وہ اس سے واپس نہ لیوے عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا وَلِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لَنَا فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا ثُمَّ حَرَّمَهَا وَاللَّهِ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا يَتَمَتَّعُ وَهُوَ مُحْصَنٌ إِلَّا رَجَمْتُهُ بِالْحِجَارَةِ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنِي بِأَرْبَعَةٍ يَشْهَدُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ أَحَلَّهَا بَعْدَ إِذْ حَرَّمَهَا عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو انہوں نے لوگوں کو خطبہ سنایا اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو متعہ کی اجازت دی تین بار پھر اسکو حرام کیا تو قسم خدا کی اب میں اگر کسیکو جانوں گا کہ وہ متعہ کرتا ہے اور وہ محصن ہوگا تو اسکو رجم کروں گا پتھروں سے مگر یہ کہ وہ چار گواہ لاوے جو گواہی دیں اس بات کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کرنے کے بعد پھر متعہ کو حلال کیا تھا **ف** شرح السنہ میں ہے کہ علما نے اتفاق کیا متعہ کے حرام ہونے پر اور گویا اجماع ہوگیا مسلمانوں کا اسکی حرمت پر اور اس میں اختلاف نہیں ہے کہ متعہ پہلے شریعت میں جائز تھا خود قرآن میں موجود ہے فما استمتعتم به منهن فآتوهن اجورهن اور صحیحین میں ابن مسعود سے مروی ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے تھے اور ہماری ساتھ عورتیں نہ ہوتیں تو ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ ہم خصی نہ ہو جاویں آپنے منع کیا ہم کو خصی ہونے سے اور اجازت دی ہمکو کہ عورت سے نکاح کریں ایک میعاد پر ایک کپڑا دیکر اور نسخ اسکا متعدد احادیث سے ثابت ہے ان میں سے ایک سبرہ کی حدیث ہے جو اوپر گذری اسکو مسلم نے بھی نکالا لیکن مسلم کی روایت میں فتح مکہ کا ذکر ہے اور یہی صحیح ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں جو حجۃ الوداع مذکور ہے یہ وہم ہے اور ترمذی نے ابن عباس سے نکالا کہ متعہ شروع اسلام میں جائز تھا یہانتک کہ یہ آیت اتری الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم اور اس باب میں بہت احادیث ہیں اور کلام اس میں طویل ہے اور شوکانی نے نیل الاوطار میں اسکی تفصیل خوب کی ہے

بَابُ الْمُحْرِمِ يَتَزَوَّجُ

جو شخص احرام باندھے ہو حج یا عمرہ کا وہ نکاح کرسکتا ہے یا نہیں عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَكَحَ وَهُوَ مُحْرِمٌ ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا اور آپ احرام باندھے تھے عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ حَدَّثَتْنِي

مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهُوَ حَلَالٌ قَالَ وَكَانَتْ خَالَتِي وَخَالَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ یزید بن اصم سے روایت ہی مجہہ سے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے نکاح جب آپ حلال تہے (یعنے احرام نہین باندہے تہے) یزید نے کہا میمونہ میری بہی خالہ تہین اور ابن عباس کی بہی خالہ تہین عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحْرِمُ لَا يَنْكِحُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا محرم نکاح نکرے نہ اپنا نہ کسی دوسرے کا اور نکاح کا پیام بہی ندیوے **ف** اہلحدیث کا مذہب یہی ہی اور وہی قول ہے شافعی اور احمد اور جمہور علماء کا لیکن ابو حنیفہ نے محرم کو نکاح کرنا یعنے صرف عقد کرنا جائز رکہا ہی اور دلیل لی اونہون نے ابن عباس کیحدیث سے اور ہم کہتے ہین کہ یزید بن اصم کی روایت اسکی معارض ہے تو اب عثمان کی حدیث پر عمل کرنا واجب ہوگا جو معارضہ سے خالی ہے اور قولی بہی ہے اور قولی فعلی پر مقدم ہے جیسے علم اصول مین ثابت ہوا ہے دوسرے امام احمد اور ترمذی نے ابو رافع سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت میمونہ سے نکاح کیا اسوقت آپ حلال تہے اور ابو رافع دکیل تہے اس نکاح مین تو ان کا قول سب سے زیادہ معتبر ہے اور ابن عباس اسوقت کم سن تہے تو احتمال ہے کہ ان کو دہوکا ہوا ہو اور اگر انکی حدیث صحیح بہی ہو تو احتمال ہے کہ یہ امر انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخصوص ہو اور حضرت عثمان کی حدیث صاف قولی ہے جسپر عمل کرنا امت کو ضرور ہے اور احتیاط بہی اسی مین ہے کہ حالت احرام مین نکاح نکرے اور افسوس ہے کہ حنفیہ باوجود ان سب باتون کے ابن عباس کیحدیث پر اڑ گئے ہین اور بعض حنفیہ نے اپنے اصول مین ابن عباس کی حدیث کو یزید بن اصم کیحدیث پر ترجیح دی ہے اسوجہ سے ابن عباس کی میمونہ خالہ تہین انکو اس بات کی خبر نہوئی کہ وہ یزید بن اصم کی بہی خالہ تہین اور یہی حال ہوتا ہے ان لوگون کا جو بغیر علم حدیث اور رجال مین معرفت پیدا کرنے کی اٹکل پچو باتین اپنی کتابون مین لکہہ مارتے ہین

بَابُ الْاَكْفَاءِ کفو کا بیان

ف کفو کہتے ہین اپنے برابر والے کو اسی سے ہی یہ آیت ولم یکن لہ کفوا احد یعنے اللہ کے جوڑ کا یعنے اسکے برابر والا کوئی نہین ہے اور احادیث اور آیات سے یہ ثابت ہی کہ اللہ سبحانہ وتعالے نے آدمیون مین مراتب رکہے ہین بعضون کا درجہ بلند ہے بعضون کا کم ہے اور حضرت عمر رضے اللہ عنہ نے فرمایا مین روکونگا عورتون کا نکاح کرنے سے مگر اپنی کفو سے مگر یہ ضرور ہے کہ ادنی ادنی فرق نہ دیکہا جاوے جیسے مال کا کم ہونا یا حسن کا کم ہونا یا لونڈی کی اولاد ہونا جیسے اس زمانہ کے لوگ دیکہتے ہین بڑا امر جسکا لحاظ کفارت مین ہی وہ دین کا درست ہونا اور اخلاق کا عمدہ ہونا ہے اللہ تعالے نے فرمایا افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستوون یعنے مومن فاسق کی مثل نہین ہوسکتا اور دونو برابر نہین

ہو سکتی اور فرمایا ورفعنا بعضھم فوق بعض درجات اب اختلاف ہے کہ کفارت میں کونسی باتیں معتبر ہونگی اکثر نے کہا کہ وہ یہ چیزیں ہیں دین اور آزادی اور نسب اور پیشہ اور دین سے اسلام اور عدالت مراد ہے اور شافعی نے کہا کہ عیب سے سلامتی بھی معتبر ہے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر عورت غیر کفو سے نکاح کرے گی تو ولی اس نکاح کو فسخ کرا سکتا ہے اور شافعی کے نزدیک اگر برابر کے اولیا میں سے ایک ولی عورت کی رضا سے غیر کفو سے نکاح کر دے تو نکاح صحیح نہوگا اور بعضوں نے کہا صحیح ہوگا اسی طرح اگر باپ کنواری لڑکی کا خواہ بالغہ ہو یا نابالغہ اسکی بغیر رضا کے غیر کفو سے نکاح کر دیوے تو دوسرے ولی نکاح کو فسخ کرا سکتے ہیں اس میں بھی دو قول ہیں (روضہ) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ خُلُقَهٗ وَدِيْنَهٗ فَزَوِّجُوْهُ اِلَّا تَفْعَلُوْا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيْضٌ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس وہ شخص آوے جسکے خلق اور دین کو تم پسند کرتے ہو تو اس سے نکاح کر دو اگر ایسا نہ کرو گے تو ملک میں فساد پھیلے گا اور بڑی خرابی ہوگی **ف** کیونکہ اگر ساری باتیں عمدہ دیکھو گے تو خاوند کا ملنا مشکل ہو جاویگا اور بہت سی عورتیں بغیر خاوندوں کے رہیں گی اور زنا اور بدکاری میں مبتلا ہونگی اس سے زیادہ آفت کونسی ہے اور ہر مرد بھی پریشان ہونگے جورو نہ ملنے کی وجہ سے غرض ایک فساد عظیم پھیلے گا۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ کفارت میں بڑی بات جو دیکھنے کی ہے وہ یہی ہے کہ آدمی دیندار ہو اور اس کے عادات اور اخلاق اچھے ہوں گو خاندان اور قوم کوئی ہو۔ اگر بالفرض خاندان عمدہ بھی ہوا اور اخلاق اچھے نہ ہوئے تو آفت ہی آفت ہے۔ ترمذی نے حضرت علی سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین چیزوں میں دیر نہ کیجاوے ایک تو نماز میں جب وقت آجاوے دوسرے جنازہ میں جب حاضر ہو تیسرے بے شوہر والی عورت کے نکاح میں جب اسکا کفو ملجاوے اور حاکم نے ابن عمر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عرب کفو ہیں ایک دوسرے کے ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کا اور ایک شاخ دوسری شاخ کی اور ایک مرد دوسرے مرد کا مگر جولاہا یا پچھنے لگانیوالا اسکے اسناد میں ایک شخص مجہول ہے اور ابو حاتم نے کہا یہ حدیث موضوع ہے اسکی کچھ اصل نہیں لیکن بزار نے اسکو دوسرے طریق سے نکالا معاذ سے کہ عرب کفو ہیں ایک دوسرے کے اسکے اسناد میں سلیمان بن ابی الجون ضعیف ہے اور صحیحین میں ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت نے جو تم میں جاہلیت میں بہتر تھے وہی اسلام میں بھی بہتر ہیں جب فقیہ ہوں اور ترمذی نے ابو حاتم مزنی سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس وہ آوے جسکا دین اور خلق پسند کرتے ہو تو اس سے نکاح کر دو اور دارقطنی نے حضرت عمر سے نکالا انہوں نے کہا میں منع کرونگا حسب والی عورتوں کو نکاح کرنے سے مگر اپنی کفو سے (روضہ) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تخیروا لنطفکم وانکحوا الاکفاء وانکحوا الیھم ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اختیار کرو اپنے نطفون کے لیے (یعنے عورتون میں سے اچھی عورت چن لو) اور نکاح کرو کفو مردون سے اور نکاح کرو کفو والون سے **باب** القسمۃ بین النساء عورتون کے پاس باری باری رہنا **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ امراتان یمیل مع احدھما علی الاخری جاء یوم القیامۃ واحد شقیہ ساقط ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکی دو عورتین ہونگی اور وہ ایک عورت کیطرف جھکیگا تو قیامت کے دن وہ آویگا اور اسکا آدہا دھڑ گرا ہوا ہوگا **ف** جیسے فالج سے گر جاتا ہے اسحدیث کو احمد اور اصحاب سنن اور دارمی اور ابن حبان اور حاکم نے بہی نکالا حاکم نے کہا وہ صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور ترمذی نے کہا وہ صحیح ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قسمت کرتے تہے اپنی بی بیون مین اسطور سے کہ باری باری ایک ایک رات ہر ایک کے گھر مین رہتے بہرحال یہ قسمت واجب ہے مرد پر **عن** عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا سافر اقرع بین نسائہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر کرتے تو قرعہ ڈالتے اپنی عورتون پر **ف** اور جس عورت کا نام قرعہ مین نکلتا اسکو سفر مین اپنے ہمراہ لیجاتے باقی عورتون کو مدینہ مین چھوڑ جاتے اور یہ آپ کا کمال انصاف تہا ورنہ علماء نے کہا ہے کہ آپ پر قسمت واجب نہ تہی اور اللہ سبحانہ وتعالی نے آپ کو اختیار دیدیا تہا کہ جس عورت کے پاس چاہیں رہیں فرمایا ترجی من تشاء منھن وتووی الیک من تشاء **عن** عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقسم بین نسائہ فیعدل ثم یقول اللھم ھذا فعلی فیما املک فلا تلمنی فیما تملک ولا املک ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قسمت کرتے تہے اپنی عورتون مین (یعنے باری باری ہر ایک کے پاس رہتے تہے) پھر فرماتے تہے یا اللہ یہ میرا کام ہے اس امر مین جس کا مین مالک ہون تو مت ملامت کر مجہکو اس امر مین جسکا تو مالک ہے اور مین اسکا مالک نہین ہون **ف** یعنے مرد کا اختیار جہانتک ہے وہانتک عدل کرے تو ہر ایک عورت کے پاس باری باری رہنا یہ اختیاری ہے ہوسکتا ہے لیکن دل کی محبت اور جماع کی خواہش یہ اختیاری نہین ہے بعض عورت سے رغبت ہوتی ہے بعضی سے نہین ہوتی تو اس مین برابری کرنا یہ مرد سے نہین ہوسکتا البتہ اللہ اسکو معاف کر دیگا روضہ مین ہے کہ عورت کو اختیار ہے کہ اپنی باری کسی دوسری عورت کو ہبہ کر دیوے جیسے اسکا ذکر آگے آتا ہے یا اپنی باری خاوند کو معاف کر دیوے **باب** المراۃ تھب یومھا لصاحبتھا عورت اپنا

دن اپنی سوکن کو ہبہ کر دیوے عن عائشۃ قالت لما کبرت سودۃ بنت زمعۃ وھبت یومھا لعائشۃ فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقسم لعائشۃ بیوم سودۃ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے جب حضرت سودہ ام المومنین زمعہ کی بیٹی بوڑھی ہوگئیں (تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو طلاق دینا چاہا انہوں نے کہا آپ مجھے طلاق نہ دیجیے مجھے اب مرد کی خواہش نہیں ہے لیکن میں یہ چاہتی ہوں کہ قیامت کے دن میرا حشر آپکی بی بیوں میں ہو) تو انہوں نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو بخشدیا اور وہ جانتی تھیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ حضرت عائشہ رضی سے محبت رکھتے ہیں) پھر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ کے پاس رہتے جب سودہ کی باری کا دن آتا **ف** اور ایک دن حضرت عائشہ کی باری کا تو پھر دو دن میں انکی باری دو بار آتی عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجد علی صفیۃ بنت حیی فی شیء فقالت صفیۃ یا عائشۃ ھل لک ان ترضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنی ولک یومی قالت نعم فاخذت خمارا لھا مصبوغا بزعفران فرشتہ بالماء لیفوح ریحہ ثم قعدت الی جنب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشۃ الیک عنی انہ لیس یومک فقالت ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء فاخبرتہ بالامر فرضی عنھا

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غصے ہوئے ام المومنین صفیہ بنت حیی پر کسی بات میں تو صفیہ نے کہا اے عائشہ تم سے ہوسکتا ہے کہ تم آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجھ سے راضی کر دو اور میں اپنی باری کا دن تم کو دیتی ہوں حضرت عائشہ رضی نے کہا ہاں پھر انہوں نے اپنی اوڑھنی لی جسکو زعفران سے رنگا تھا اور اسپر پانی چھڑکا تاکہ اسکی خوشبو پھوٹے بعد اسکے آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا بیٹھیں آپ نے فرمایا اے عائشہ جا اپنا کام کر یعنے میرے پاس سے سرک جا آج تیرا دن نہیں ہے حضرت عائشہ نے عرض کیا یہ اللہ کا فضل ہے جسکو چاہتا ہے وہ دیتا ہے پھر حضرت عائشہ نے کل قصہ بیان کیا آپ حضرت صفیہ سے راضی ہوگئے **ف** جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشبو سے کمال رغبت تھی اور آپ خود سراپا معطر اور خوشبودار رہتے آپ جدہر سے نکل جاتے تو در و دیوار وہاں کے معطر ہوجاتے عرق مبارک گویا عطر تھا بلکہ عطر سے ہزار درجے بڑھ کر تھا اور بی بیوں میں سب سے زیادہ حضرت عائشہ کی الفت تھی جب انہوں نے خوشبو لگائی تو اور زیادہ آپ کا دل انکی طرف مائل ہوگیا لیکن عدل کے خیال سے آپ نے فرمایا کہ تو چلی جا جب یہ حال معلوم ہوگیا تو آپ خوش ہوگئے سبحان اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا عن عائشۃ انھا قالت نزلت ھذہ الآیۃ

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ فِي رَجُلٍ كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَأَةٌ قَدْ طَالَتْ صُحْبَتُهَا وَوَلَدَتْ مِنْهُ أَوْلَادًا فَأَرَادَ أَنْ يَسْتَبْدِلَ بِهَا فَرَاضَتْهُ عَلَى أَنْ يُقِيمَ عِنْدَهَا وَلَا يَقْسِمُ لَهَا ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ محبوبہ حبیب اللہ سے روایت ہے کہ یہ آیت والصلح خیر ایک شخص کے باب میں اتری جسکی ایک بی بی تھی جو مدت سے اسکے نکاح میں تھی اور اس سے کئی اولادیں ہوئیں تھیں اب مرد نے ارادہ کیا کہ دوسری عورت کرے (اور اسکو طلاق دیدے) اس عورت نے مرد کو راضی کر لیا اس بات پر کہ اسکو اپنے نکاح میں رہنے دے لیکن اسکے لیے باری نہ کرے ف کیونکہ وہ بہت اولاد ہو جانیکی وجہ سے اب جماع کے کام کی نہ رہی تو دوسری جوان عورت کے پاس رہا کرے بہرحال عورت مختار ہے کہ اپنی خوشی سے اگر چاہے تو باری اپنے خاوند کو معاف کر دیوے لیکن پھر جب چاہے اپنی باری طلب کر سکتی ہے اور خاوند کو لازم ہوگا کہ باری میں اسکے پاس رہے اگر یہ منظور نہ ہو تو اسکو طلاق دیدے۔ اگرچہ شرع میں طلاق مباح ہے مگر بغیر ضرورت کے اللہ تعالی کو پسند نہیں ہے اور خصوص جب عورت ایک مدت دراز تک اپنی پاس رہے اور اس سے اولاد بہت ہو جاوے اور وہ بوڑھی ہو جاوے تو اب اسکو طلاق دینا انسانیت اور مروت سے بہت بعید ہے دیکھنا چاہیے کہ جب اس نے اپنی جوانی ہمارے پاس کھوئی اور ہمنے اسکی جوانی کے مزے لوٹے تو اب بڑھاپے میں اسکو نباہنا ضرور ہے گو شرعاً یہ حکم لازم نہیں ہے لیکن اخلاقاً اور مروۃً لازم ہے البتہ خاوند یہ کر سکتا ہے کہ دوسری جوان عورت کر لیوے اور اگر یہ عورت اپنی باری معاف کر دیوے تو سہر دور اسی جوان عورت پاس رہا کرے

باب الشَّفَاعَةِ فِي التَّزْوِيجِ نکاح کرا دینے کے لیے سفارش کرنا

عَنْ أَبِي رُهْمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَفْضَلِ الشَّفَاعَةِ أَنْ يُشَفَّعَ بَيْنَ اثْنَيْنِ فِي النِّكَاحِ ابورہم سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا افضل شفاعت (سفارش) یہ ہے کہ آدمی مرد اور عورت میں نکاح کرا دینے کے لیے سفارش کرے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ عَثَرَ أُسَامَةُ بِعَتَبَةِ الْبَابِ فَشُجَّ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِيطِي عَنْهُ الْأَذَى فَتَقَذَّرْتُهُ فَجَعَلَ يَمُصُّ عَنْهُ الدَّمَ وَيَمُجُّهُ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ أُسَامَةُ جَارِيَةً لَحَلَّيْتُهُ وَكَسَوْتُهُ حَتَّى أُنَفِّقَهُ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے اسامہ بن زید (آپ کے متبنے کے بیٹے) دروازے کی چوکھٹ پر گر پڑے ان کے سر میں زخم لگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زخم پر سے لہو وغیرہ دور کر مینے زخم صاف کر دیا آپ انکا خون زخم سے نچوڑنے لگے اور ان کے مونہہ سے خون کو دور کرنے لگے پھر آپ نے فرمایا اگر اسامہ چھوکری ہوتا تو میں اسکو زیور پہناتا اور کپڑے پہناتا یہاں تک کہ اسکا نکاح کر دیتا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو آراستہ کرنا زیور اور لباس سے درست ہے بلکہ مستحب ہے نکاح کیوقت

باب حُسْنِ مُعَاشَرَةِ النِّسَاءِ عورتوں سے محبت کے ساتھ زندگی بسر کرنا ف یعنے عمدہ سلوک اور اخلاق کے ساتھ اگرچہ

تمام لوگوں سے معاشرت عمدہ طور سے لازم ہے تاکہ سب خاص و عام اپنے سے خوش ہیں اور ہر وقت تعریف کریں اور دعا دیویں لیکن سب لوگوں سے زیادہ حق اپنی بی بی اور بال بچوں کا ہے اس کے بعد دوسرے عزیزوں اور ناتے والوں کا اسکے بعد دوستوں کا اوسکے بعد اور لوگوں کا **عن** ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہتر تم میں وہ شخص ہے جو بہتر ہو اپنی بی بی کے لیے اور میں تم سب میں بہتر ہوں اپنی بی بیوں کے لیے **عن** عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیارکم خیارکم لنسائہم عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہتر تم میں وہ لوگ ہیں جو بہتر ہیں اپنی عورتوں کے لیے **عن** عائشۃ قالت سابقنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسبقتہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ساتھ دوڑے میں آپ سے آگے نکل گئی **ف** دوسری روایت میں ہے کہ پھر جب میں موٹی ہوگئی تو آپ آگے نکل گئے آپ نے فرمایا اے عائشہ یہ پہلی دوڑ کا بدلہ ہے۔ اس حدیث سے یہاں لانے سے یہ غرض ہے کہ خاوند کی حسن معاشرت اپنی بی بیوں کے ساتھ معلوم ہووے باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سن مبارک زیادہ تھا اور حضرت عائشہ کم سن تھیں لیکن آپ ان کے خوش کرنے کے لیے ان کے ساتھ کھیل بھی کرتے اور دوڑنا سچ ہے کچھ برا کھیل نہیں ہے **عن** عائشۃ قالت لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ وھو عروس بصفیۃ بنت حیی جئن نساء الانصار فاخبرن عنہا قالت فتنکرت وتنقبت فذھبت فنظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی عینی فعرفنی قالت فالتفت فاسرعت المشی فادرکنی فاحتضننی فقال کیف رایت قالت قلت ارسل یھودیۃ وسط یھودیات ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں آئے (خیبر سے لوٹ کر) تو آپ نوشاہ تھے (یعنے دولہا) صفیہ بنت حیی کے نکاح سے انصار کی عورتیں آئیں اور صفیہ کا حال بیان کیا مینے اپنی صورت بدلی اور منہ پر نقاب ڈالے اور میں گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھ کو دیکھا اور مجھ کو پہچان لیا مینے یہ دیکھ کر منہ موڑا اور دوڑتی ہوئی چلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو پکڑلیا اور گود میں لے لیا اور فرمایا تونے کیا دیکھا مینے کہا بس چھوڑ دیجیے ایک یہودی عورت ہے یہودیوں میں سے **ف** یہ حضرت عائشہ نے غصہ کی راہ سے فرمایا حالانکہ حضرت صفیہ سو وقت مسلمان ہوگئی تھیں لیکن تحقیر کی نیت سے انکو یہودن کہا سوکنوں میں اکثر ایسی باتیں بمقتضائے بشریت اور غیرت ہو جاتی ہیں آخر آدمی کتنے بڑے درجہ کا ہو لیکن پھر انسان ہی ہے کبھی نہ کبھی نفس زور کر بیٹھتا ہے **عن** عروۃ بن الزبیر قال قالت عائشۃ

مَا عَلِمْتُ حَتَّی دَخَلَتْ عَلَیَّ زَیْنَبُ بِغَیْرِ اِذْنٍ وَھِیَ غَضْبٰی ثُمَّ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَحَسْبُکَ اِذَا قَلَبَتْ لَکَ بُنَیَّۃُ اَبِیْ بَکْرٍ ذُرَیِّعَتَیْھَا ثُمَّ اَقْبَلَتْ عَلَیَّ فَاَعْرَضْتُ عَنْھَا حَتّٰی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دُوْنَکِ فَانْتَصِرِیْ فَاَقْبَلْتُ عَلَیْھَا حَتّٰی رَاَیْتُھَا وَقَدْ یَبِسَ رِیْقُھَا فِیْ فِیْھَا مَا تَرُدُّ عَلَیَّ شَیْئًا فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَھَلَّلُ وَجْھُہٗ عروہ بن الزبیر سے روایت ہے حضرت عائشہ نے کہا مجھے معلوم نہ تھا میں ام المومنین زینب پاس چلی گئی بغیر ان کی اجازت کے وہ غصہ تھیں انہوں نے کہا یارسول اللہ میں سمجھتی ہوں جب ابوبکر کی پوتی (بیٹا چھوکری) اپنی کرتی اولٹے تو وہ آپ کو کافی ہے۔

ف حضرت زینب قرشیہ تھیں حسین اور صاحب نسب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں میں انہی کو دعویٰ تھا حضرت عائشہ کی برابری کا وہ کہتی تھیں میرا نکاح اللہ جل جلالہ نے کیا سات آسمانوں کے اوپر سے اور تمہارا نکاح تمہارے والیوں نے کیا وہ غصہ میں تھیں اس وجہ سے کہ حضرت عائشہ کی طرف آپ کی توجہ زیادہ تھی اور آنحضرت سے شکایت کر رہی تھیں اتنے میں حضرت عائشہ بغیر اجازت لیے ہوئے اندر گھس آئیں تو اور زیادہ غصہ ہوئیں (حضرت عائشہ کو انہوں نے تحقیر کی راہ سے بنیہ جو تصغیر ہے بنت کی کہا یعنے چھوٹی لڑکی یعنے چھوکری دکن میں اسکو پوٹی کہتے ہیں اور ذریع تصغیر ہے درع کی یعنے چھوٹا کرتا یعنے کرتی مطلب یہ ہے کہ آپ تو حضرت عائشہ کے شیفتہ اور عاشق ہیں اور بی بیوں کی آپ کو فکر ہی نہیں ہے نہ اور کسی کا آپکو خیال ہے حضرت عائشہ نے اپنا کرتہ اولٹا اور بانہہ کھولی تو یہی آپ کو کافی ہے **ف** بعد اسکے وہ میری طرف پلٹیں میں نے انکی بات سے مونہہ موڑا یعنے جواب نہ دیا یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم بھی کہو اور اپنی مدد کرو میں ان کی طرف پھری (اور میں نے انکو جواب دیا) یہانتک کہ میں نے دیکھا انکا تھوک سوکھ گیا مونہہ میں وہ کچھ جواب سے نہ دے سکتی تھیں (حضرت عائشہ کی اول تو تقریر حق تھی حق بات کا کوئی کیا جواب دے سکے دوسرے حضرت عائشہ بہت فصیح اور مقرر تھیں انکے سامنے کسی عورت کو گفتگو کرنا دشوار تھا) پھر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھا آپ کا مبارک چہرہ جگمگا رہا تھا **ف** خوشی سے آپ کو بھلا معلوم ہوا حضرت عائشہ کا جواب دینا اور حضرت زینب کا ہار جانا جو ناحق شکایت کرتی تھیں دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت زینب سے فرمایا تم نہیں جانتی ہو یہ ابوبکر کی بیٹی ہے +

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کُنْتُ اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ وَاَنَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَانَ یُسَرِّبُ اِلَیَّ صَوَاحِبَاتِیْ یُلَاعِبْنَنِیْ ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں گڑیاں کھیلتی تھی اور میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھی تو آپ میرے ہمجولی چھوکریوں کو چھوڑ دیتے تھے وہ میرے ساتھ کھیلا کرتیں **ف** گڑیاں کپڑے کی مورتیں جو چھوکریاں بناتی ہیں اونکی شادی کرتی ہیں یہ بچوں کا کھیل ہے اور ان میں پوری صورت نہیں ہوتی اسلیے تصویر کا حکم نہیں دیا گیا اور لڑکیوں کو اسکا کھیلنا درست رکھا گیا حضرت عائشہ کم سن تھیں

یہ آپکا کمال خلق تھا کہ بچوں پر شفقت کرتے اور کھیل کود سے انکو منع نہ کرتے نہ زیادہ غصہ ہوتے اور باب کی کل حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ آپ اپنی بی بیوں کے ساتھ عمدہ سلوک کرتے جب تو حضرت عائشہ کو گود میں لے لیا اور حضرت زینب پر خفا نہیں ہوئے اور حضرت عائشہ کو گڑیاں کھیلنے کی اجازت دی اور انکی ہمجولی لڑکیوں کو آنے سے اور کھیلنے سے نہیں روکا **باب** ضَرْبِ النِّسَاءِ عورتوں کا مارنا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ النِّسَاءَ فَوَعَظَهُمْ فِيهِنَّ ثُمَّ قَالَ إِلَى مَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْأَمَةِ وَلَعَلَّهُ أَنْ يُضَاجِعَهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ۔ عبداللہ بن زمعہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سنایا پھر عورتوں کو نصیحت کی اور انکو پند سنائی اور فرمایا تم میں سے کوئی کہانتک اپنی عورت کو ماریگا لونڈی کی طرح اور شاید پھر وہ اسی دن اخیر دن میں اسکو اپنے ساتھ لٹاوے **ف** تو پہلے ایسے سخت مار پھر اسکے بعد اتنا پیار بالکل نامناسب ہے گا اور دل ہٹ جاویگا مناسب ہے کہ حتی المقدور عورت پر ہاتھ ہی نہ اٹھاوے اگر ایسا ہی سخت قصور کرے تو زبان سے خفا ہو ساتھ سونا چھوڑ دیوے اگر اسپر بھی نہ مانے تو ہلکی مار مارے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَادِمًا لَهُ وَلَا امْرَأَةً وَلَا ضَرَبَ بِيَدِهِ شَيْئًا ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی خادم کو اور کسی عورت کو نہیں مارا اور کسیکو اپنی ہاتھ سے نہیں مارا **ف** یعنی غصہ کے طور پر دنیا کے لیے البتہ اللہ کے لیے جہاد میں مارا یہ مارنا اور ہے **عَنْ** إِيَاسِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَضْرِبُنَّ إِمَاءَ اللّٰهِ فَجَاءَ عُمَرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ ذَئِرَ النِّسَاءُ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ فَأْمُرْ بِضَرْبِهِنَّ فَضُرِبْنَ فَطَافَ بِآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَائِفُ نِسَاءٍ كَثِيرٍ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ لَقَدْ طَافَ اللَّيْلَةَ بِآلِ مُحَمَّدٍ سَبْعُونَ امْرَأَةً كُلُّ امْرَأَةٍ تَشْتَكِي زَوْجَهَا فَلَا تَجِدُونَ أُولٰئِكَ خِيَارَكُمْ ایاس بن عبداللہ بن ابی ذباب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی لونڈیوں کو مت مارو یہ سنکر حضرت عمر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ عورتوں نے تو زور کر لیا مردوں پر کیونکہ انکو معلوم ہو گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مارنے سے منع کر دیا ہے تو شرارت اور زبان درازی شروع کر دی آپنے حکم کیا انکے مارنے کا پھر انکو مار پڑی پھر آنحضرت کے گھر نے پر بہت سی عورتیں آئیں اور اپنے خاوندوں کے ظلم کی شکایت کی جب صبح ہوئی تو آپنے فرمایا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کے پاس آجکی رات ستر عورتیں آئیں اور ہر ایک عورت اپنے خاوند کا شکوہ کرتی تھی تو تم ان مردوں کو بہتر نہیں پاؤ گے **ف** جو اپنی عورتوں سے مار پیٹ کرتے ہیں اور ان کی شکایت حاکم وقت تک پہونچاتے ہیں مراد وہی مرد ہیں جو ظلم سے بلا وجہ معقول ایسا کرتے ہیں وہ کبھی نیک نہیں ہو سکتے **عَنِ** الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ ضِفْتُ عُمَرَ لَيْلَةً

فلما کان فی جوف اللیل قام الی امراتہ یضربھا فحجزت بینھما فلما اوی الی فراشہ قال لی یا اشعث احفظ عنی شیئا سمعتہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یسأل الرجل فیم یضرب امراتہ ولا تنم الا علی وتر ونسیت الثالثۃ۔ اشعث بن قیس سے روایت ہی حضرت عمر نے ضیافت کی ایک رات جب آدہی رات کا وقت ہوا تو وہ اُٹھے اپنی عورت کیطرف اور اسکو مارا مین اُن دونو کے بیچ مین حائل ہوا جب وہ اپنے بچھونے پر جانے لگے تو مجھہ سی کہا اے اشعث ایک بات میرے سی یاد رکھہ مینے اُسکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے مرد سی سوال نہ کیا جاویگا اگر وہ اپنی عورت کو ماریگا یعنے وجہ معقول پر مثلا نماز نہ پڑھنے پر غسل نہ کرنے پر اپنے خاوند کے لیے بناؤ سنگار نہ کرنے پر جماع سے بلا وجہ انکار کرنے پر بغیر اجازت کے باہر جانے پر) اور مت سو بغیر وتر پڑھے ہوئے اور تیسرے ایک بات اور کہی مین اسکو بہول گیا **عن** ابی عوانۃ باسنادہ نحوہ دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے

باب الواصلۃ والواشمۃ بالون کا جوڑ لگانا اور گودنا کیسا ہے **عن** ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ لعن الواصلۃ والمستوصلۃ والواشمۃ والمستوشمۃ۔ ابن عمر سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی جوڑ لگانیوالی اور جوڑ لگائی گئی پر اور گودنے والی اور گودانے والی پر **ف** اور جوڑ لگانے سے یہ مراد ہی کہ پرائی بال لیکر اپنے سر کے بالون مین شریک کرے جیسا بعض عورتون کی عادت ہوتی ہی اور اس سے یہ غرض ہوتی ہے کہ سر کے بال زیادہ معلوم ہون نووی نے کہا ظاہر احادیث سی اسکی حرمت نکلتی ہے اور بعضون نے اسکو مکروہ رکہا ہے بعضون نے خاوند کی اجازت سی جائز رکہا ہے اور گودنا بالاتفاق حرام ہے **مترجم** کہتا ہے جوڑنا یعنے چوٹلا لگانا یہ بہی حرام ہے ہوگا کیونکہ آپنے لعنت کی ایسا کرنے والی پر اور لعنت ہمیشہ حرام ہی فعل پر ہوتی ہے ؂

عن اسماء قالت جاءت امراۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت ان ابنتی عریس وقد اصابتھا الحصبۃ فتمرق شعرھا فاصل لھا فیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ الواصلۃ والمستوصلۃ۔ اسماء سی روایت ہی ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی میری بیٹی دولہن ہے اور اسکو چیچک کا عارضہ ہوا تو بال جہڑ گئے کیا مین اسکے بالون مین جوڑ لگاؤن آپنے فرمایا لعنت کی اللہ سبحانہ وتعالی نے جوڑ لگانیوالی پر اور جسکے جوڑ لگایا جاوے اسپر **عن** عبد اللہ قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الواشمات والمتوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات لخلق اللہ فبلغ ذلک امراۃ من بنی اسد یقال لھا ام یعقوب فجاءت الیہ فقالت بلغنی عنک انک قلت کیت وکیت قال وما لی لا العن من لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی کتاب اللہ قالت انی لاقرأ

مَا بَيْنَ لَوْحَيْهِ فَمَا وَجَدْتُهُ قَالَ إِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيهِ فَقَدْ وَجَدْتِيهِ أَمَا قَرَأْتِ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا قَالَتْ بَلَى قَالَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَى عَنْهُ قَالَتْ فَإِنِّي لَأَظُنُّ أَهْلَكَ يَفْعَلُونَ قَالَ اذْهَبِي فَانْظُرِي فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولِينَ مَا جَامَعْتُهَا عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے لعنت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گودنیوالیوں پر اور گودوانیوالیوں پر اور منہہ کے روئیں نکالنیوالیوں پر اور دانتوں کو کشادہ کرانیوالیوں پر حسن کے لیے اللہ کی خلقت کو بدلنیوالیوں پر یہ حدیث بنی اسد کی ایک عورت کو پہونچی جسکو ام یعقوب کہتے تھے وہ عبداللہ کے پاس آئی اور کہنے لگی میں سنتی ہوں تمنے ایسا ایسا کہا انہوں نے کہا کیوں مجھے کیا ہوا اگر میں لعنت نہ کروں اسپر جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی اور یہ بات تو اللہ تعالی کی کتاب میں موجود ہے وہ بولی میں تو سارا قرآن پڑھتی ہوں لیکن یہ مسئلہ اس میں نہیں پایا عبداللہ نے کہا اگر تو نے قرآن پڑھا ہوتا تو اسکو پاتی کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی وما آتکم الرسول فخذوہ اخیر تک یعنی جو حکم تمکو اللہ سبحانہ وتعالی کا رسول دیوے اسپر عمل کرو اور جس سے وہ منع کرے اس سے باز رہو (تو جتنی باتیں حدیث سے ثابت ہیں گویا وہ سب قرآن سے ثابت ہیں) وہ عورت بولی ہاں یہ آیت تو قرآن شریف میں ہے عبداللہ نے کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے وہ بولی میں سمجھتی ہوں تمہاری بی بی بھی ایسا کرتی ہے عبداللہ نے کہا جا اور دیکھ وہ گئی اور اس نے دیکھا کوئی بات جیسے اس نے سمجھی تھی نہ پائی تب وہ کہنے لگی میں نے (تمہاری بی بی کے پاس) کوئی بات نہیں دیکھی عبداللہ نے کہا اگر ایسا ہوتا جیسے تو کہتی تھی (یعنے میری بی بی ایسے باتیں کرتی ہوتی جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا ہے) تو وہ کبھی ہمارے ساتھ نہ رہتی (یعنے ہمارا اور اسکا ساتھ نہ رہتا بلکہ میں اسکو طلاق دیدیتا سبحان اللہ صحابہ سنت کے کیسے سچے پیرو تھے اور جو لوگ اہل توحید و سنت ہوتے ہیں انکی بی بیاں بھی اکثر صالحہ اور متبع سنت ہی ہوتی ہیں ورنہ وہ ایسے بدعتی اور فاسق عورتوں کو طلاق دیکر اپنے بیان سے باہر کردیتے ہیں البتہ یہ بدعتیوں میں دیکھا کہ اکثر مرد انکے زن مرید ہوتے ہیں اور عورتیں بدعت تو کیا کفر اور شرک کی باتیں علانیہ کرتی ہیں اور یہ مرد جو درحقیقت مخنث سے بھی بدتر ہیں بیگم صاحبہ سے ڈر کر خاموش ہو رہتے ہیں لعنت انکی مردمی اور مردیت پر) **ف** مترجم کہتا ہے اللہ تبارک وتعالے نے ہماری خاندان میں مدت سے یہ برکت دی ہے کہ ہمیشہ عورتیں مردوں کی فرمانبردار اور مردوں سے خائف ہوتی ہیں کیا مجال ہے کہ مرد کی مرضی کے خلاف ذراسی بھی کوئی بات کریں اور دنیا کی تمام رسوم مرد کی خوشی کے لیے چھوڑ دیتی ہیں میرے کئی بچے پیدا ہوئے لیکن میں نے کوئی رسم

جس کی شریعت کی رو سے اصل نہین ہے کبھی نہین کی اور نکاح اسطرح پڑہا ہے کہ چار دوستون کو جمع کر کے شریعت کے موافق عقد
پڑہا دیا اور والد مرحوم نور اللہ مرقدہ نے میری دونون بہنون کا نکاح مسجد مین پڑہایا نہ ڈہول نہ ڈہمکا نہ باجا نہ گاجا نہ ناچ نہ مزامیر
نہ ریت نہ رسم اور کسی عورت نے چون نہ کی دم نہ مارا ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء **باب** متى يستحب البناء بالنساء
عورتون سے صحبت کن دنون مین مستحب ہے **عن** عائشة قالت تزوجني النبي صلى الله عليه وسلم في شوال وبنى
بي في شوال فاي نسائه كان احظى عنده مني وكانت عائشة تستحب ان تدخل نساءها في شوال ام المومنین
عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا شوال کے مہینے مین اور مجھ سے صحبت بھی کی شوال
کے مہینے مین پہر کونسی بی بی آپ کو مجھ سے زیادہ پسند تہی اور حضرت عائشہ کو پسند تہا کہ خاوندون کے پاس انکی علاقہ دار
عورتین شوال کے مہینے مین جاوین **عن** الحارث بن هشام ان النبي صلى الله عليه وسلم تزوج ام سلمة
في شوال وجمعها اليه في شوال حارث بن ہشام سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین ام
سلمہ سے نکاح کیا شوال کے مہینے مین اور انسے صحبت کی شوال کے مہینے مین **ف** شوال کا مہینا عید کا ہے خوشی
کا مہینا ہے اس وجہ سے اس مین نکاح کرنا بہتر ہے اور جاہلیت کے لوگ اس مہینہ کو منحوس جانتے تہے آنحضرت نے ان کا خیال
غلط کیا اور اسی مہینہ مین نکاح کیا اور زفاف بہی اسی مہینے مین کیا گو ہر ماہ مین نکاح درست ہے مگر جس مہینہ کو عوام بغیر دلیل
شرعی کے عورتون کی تقلید سے یا کافرون اور فاسقون کی تقلید سے منحوس سمجہین اسی مہینہ مین نکاح اور خوشی کرنا
چاہیے تاکہ عوام کے دل سے یہ بے اصل بات نکل جاوے شرع کے رو سے شوال کا مہینا اسیطرح محرم یا صفر کا مہینہ منحوس نہین
ہے پس بے کہٹکے ان مہینون مین نکاح کرنا چاہیے اور تیرہ تیزی بالکل لغو ہے جاہل عورتون کی ایجاد ہے **باب**
الرجل يدخل باهله قبل ان يعطيها شيئا مرد اپنی بی بی سے دخول کرے اور اسکو کوئی چیز نہ دی ہو **عن** عائشة
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امرها ان تدخل على رجل امراته قبل ان يعطيها شيئا ام المومنین حضرت
عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو حکم دیا کہ وہ خاوند پاس اسکی جورو کو بہیجدیوین اس سے پہلے
کہ خاوند نے اسکو کوئی چیز دی تہی **ف** یعنے یہ امر جائز ہے کہ نکاح کے بعد مرد اپنی عورت سے صحبت کرے گو مہر مین سے
ابہی کوئی حصہ ادا نہ کیا ہو اور یہ عورت حضرت عائشہ کی پالی ہوئی ایک لڑکی تہی جسکا نکاح انہون نے ایک انصاری مرد سے
کر دیا تہا بعضون نے کہا یہ حکم لونڈیون مین ہے لیکن آزاد عورتون کو پہلے کچھ دیکر اسکے بعد خاوند کو صحبت کرنا چاہیے اور حضرت
علی کا نکاح جب حضرت فاطمہ سے ہوا تہا تو آپ نے علی کی زرہ بکوا کر اس مین سے حضرت فاطمہ کا سامان بنایا **باب**
ما يكون فيه اليمن والشوم کونسی چیز منحوس اور مبارک ہوتی ہے **عن** مخمر بن معوية قال سمعت رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا شؤم وقد یکون الیمن فی ثلاثۃ فی المرأۃ والفرس والدار محمد بن معاویہ سے روایت
ہے یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے نحوست کوئی چیز نہیں ہے اور کبھی تین چیزیں مبارک ہوتی ہیں عورت
اور گھوڑا اور گھر **ف** کل چیزیں اللہ جل جلالہ کی مشیت اور تقدیر سے ہوتی ہیں تو نحوست اور مبارکی کوئی شئے نہیں ہے
لیکن ان تین چیزوں کو آپ نے فرمایا کبھی مبارک ہوتی ہیں اوسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان چیزوں کا انسان پر کچھ اثر ہوتا ہے
برا یا بھلا بلکہ انکے مبارک ہونے سے یہ غرض ہے کہ کوئی مکان عمدہ نکلتا ہے لوگ اس میں صحیح وسالم رہتے ہیں اولاد
پیدا ہوتی ہے اسیطرح کوئی گھوڑا کم خوراک اور تابعدار اور چالاک اور محنتی ہوتا ہے کوئی عورت غریب اور اطاعت گذار
نیک ہوتی ہے بس یہی ان چیزوں کی مبارکی ہے اور اس سے کہ یہ منحوس بھی ہوتے ہیں مکان کی نحوست یہ ہے کہ تنگ
تاریک وحشت ناک غلیظ ہو جسکے رہنے والے بخار وغیرہ عوارض میں مبتلا ہوا کریں گھوڑا منحوس وہ ہے جو شریر سرکش سوار
کا دشمن ہو کام نہ کرے اور کھاوے بہت عورت کی نحوست یہ ہے کہ بدکار فاجرا اور بدمعاش مسرف ہو خاوند کی اطاعت نہ کرے
بانجھ اور بدزبان ہو اب جیسا اس زمانہ کے بعض لوگ خیال کرے کہ بعضے چیزیں خود منحوس ہوتی ہیں یعنے صاحب خانہ پر بلا
لاتی ہیں یہ خیال بالکل غلط ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو پہلے ہی اوڑا دیا کہ نحوست کوئی چیز نہیں
ہے جو آفت آوے اسکو تقدیر الٰہی سے سمجھنا چاہیے اور صبر اور دعا کرنا چاہیے کسی آدمی کا دل دکھانا یا کسی حیوان کو
بے فائدہ منحوس سمجھ کر ستانا نری سفاہت اور حماقت ہے **عن** سھل بن سعد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال ان کان ففی الفرس والمرأۃ والمسکن یعنی الشؤم سہل بن سعد سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر نحوست کوئی چیز ہوتی (بالفرض یعنے نحوست کچھ نہیں ہے محض بے اصل ہے اگر ہوتی) تو ان تین
چیزوں میں ہوتی گھوڑے اور عورت اور گھر میں **ف** جب ان میں بھی نحوست نہیں ہے تو اور چیزوں میں بطریق اولی
نہ ہوگی **عن** سالم عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الشؤم فی ثلاث فی الفرس والمرأۃ
والدار قال الزھری فحدثنی ابو عبیدۃ بن عبد اللہ بن زمعۃ ان جدتہ زینب حدثتہ عن ام
سلمۃ انھا کانت تعد ھؤلاء الثلث وتزید معھن السیف عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نحوست تین چیزوں میں ہے گھوڑے اور عورت اور گھر میں (اسکا مطلب وہی ہے جو اوپر گذرا
پس اگلی حدیثوں کے خلاف یہ حدیث نہ ہوگی) زہری نے کہا مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ ان کی دادی زینب
نے ان سے حدیث بیان کی ام سلمہ سے وہ ان تین چیزوں کا شمار کرتی تھیں اور ایک تلوار کو بڑھاتی تھیں (وہ منحوس یا مبارک
ہوتی ہے) **باب** الغیرۃ غیرت یعنے رشک (جلاپے) کا بیان **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللهُ وَمِنْهَا مَا يَكْرَهُ اللهُ فَأَمَّا مَا يُحِبُّ اللهُ فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّيبَةِ وَأَمَّا مَا يَكْرَهُ فَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِيبَةٍ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بعضے غیرت اللہ کو پسند ہے بعضی ناپسند ہے جو پسند ہے وہ یہ ہے کہ تہمت کی مقام مین غیرت کرے (مثلاً کسی کی عورت غیر مرد کے ساتھہ تنہائی کرتی ہو اور اس سے ہنستی ہو اگر ایسا نہ کرے تو وہ بدگمانی ہے جو ہرگز جائز نہین ہے) اور جو ناپسند ہے وہ یہ ہے کہ بغیر تہمت کی بیفایدہ غیرت کرنا (اور بُرے گمان پر کوئی کام کر بیٹھنا یہ بالکل حماقت اور سفاہت ہے) **ف** یہ زمانہ ایسا ہے کہ اللہ کی پناہ بدمعاش لوگ کسی نیک بخت بی بی کی نسبت ایک جھوٹی تہمت لگا دیتے ہین تاکہ اسکا خاوند غیرت مین آکر کوئی کام کر بیٹھے اُسکا گھر تباہ ہو حسد کرنیوالون کو اس مین خوشی ہوتی ہے یہ وقت بڑی تحمل اور استقلال کا ہے انسان کو اس مین سوچ سمجھکر کام کرنا چاہیے جلدی ہرگز نہ کرنا چاہیے اور شریعت کے موافق دریافت اور گواہی لینا چاہیے اگر ایسے سچے اور نیک گواہون کی گواہی نہ ملے تو سمجھ لیوے کہ یہ حاسدون اور دشمنون کا فریب ہے جو اسکا گھر تباہ کرنا چاہتے تھے اللہ پاک حاسدون اور دشمنون کے شر سے بچاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ایذادہی سے نہ چھوڑا حضرت عائشہ پر جھوٹی تہمت جوڑی طوفان لگایا لیکن اللہ تعالے نے انکو جھوٹا کیا انکا مونھہ کالا ہوا **مترجم** کہتا ہے مین بھی اس بلا مین پڑچکا ہون اس وقت میرا تسلی دینے والا کوئی نہ تھا سوا حضرت عائشہ کے واقعہ کے مین نے جلدی نہین کی اور غصہ کو ضبط کیا سہولت کے ساتھہ ایک مدت تک دریافت کی معلوم ہوا کہ یہ چند بدمعاشون کا جوڑ تھا اور اسکی وجہ یہ میرے گھر کی تباہی کے درپے تھے اللھم اخذلھم فی الدنیا والاخرۃ **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ قَطُّ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ مِمَّا رَأَيْتُ مِنْ ذِكْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ يَعْنِي مِنْ ذَهَبٍ قَالَهُ ابْنُ مَاجَهْ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے مینے کسی عورت پر غیرت نہین کی کبھی (کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھہ کو سب سے زیادہ چاہتے تھے اور اللہ تعالے نے مجھ کو سب کچھ دیا تھا) جیسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کی کیونکہ مین دیکھتی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر انکا ذکر کیا کرتے تھے۔ (حالانکہ وہ مرچکی تھین) اور اللہ جل جلالہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ حضرت خدیجہ کو بشارت دیوین جنت مین ایک مکان کی جو سونے سے بنایا گیا ہے **ف** نہ اس مین غل ہے نہ شور جیسے دوسری روایت مین ہے حضرت خدیجہ سب سے پہلی بی بی تھین آپ کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد سوا حضرت ابراہیم کے انہی کے مبارک بطن سے ہوئی اور انہون نے اپنا سارا مال اور اسباب آنحضرت پر نثار کیا اور سب سے پہلے آپ پر ایمان لائین انکے فضائل بہت ہین اور وہ افضل ہین آپکے سب بی بیون مین اور والدہ ہین جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضہ کی اور انکی فضائل

اگلی کتب سماوی سے بھی ثابت ہیں جن میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دی گئی ہے **عن** المسور بن مخرمۃ
قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو علی المنبر یقول ان بنی ھشام بن المغیرۃ استاذنونی
ان ینکحوا ابنتھم علی بن ابی طالب فلا اذن لھم ثم لا اذن لھم ثم لا اذن لھم الا ان یرید علی
ابن ابی طالب ان یطلق ابنتی وینکح ابنتھم فانما ھی بضعۃ منی یریبنی ما رابھا ویؤذینی ما اذاھا مسور
بن مخرمہ سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ منبر پر تھے فرماتے تھے کہ بنی ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت
مانگی کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب سے کردیں اگر میں اجازت دوں تو (کیونکہ آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ
زہرا علی کے نکاح میں تھیں) تو میں کبھی اجازت نہیں دیتا کبھی اجازت نہیں دیتا کبھی اجازت نہیں دیتا البتہ ہاں یہ
ہوسکتا ہے کہ علی میری بیٹی کو طلاق دیدیوے اور انکی بیٹی سے نکاح کرلے اسلیئے کہ فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے جو بات
اسکو بری لگے وہ مجھے بھی بری لگتی ہے اور جس بات سے اسکو تکلیف ہو مجھے بھی اس سے تکلیف ہوتی ہے **ف**
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تھا حضرت فاطمہ کے موجود ہوتے ہوئے تب آپ نے یہ حدیث
فرمائی۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا قسم اللہ کی اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک جای
نہیں رہ سکتیں یہ سنکر حضرت علی نے اس نکاح کو موقوف رکھا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی تک کسی اور
عورت سے نکاح نہیں کیا ان کی وفات کے بعد ابوجہل کی بیٹی سے اور اور کئی عورتوں سے حضرت علی نے نکاح کیا اب
یہ سمجھ لینا چاہیے کہ مرد کو چار عورتوں تک درست ہے اور خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں بہت سی عورتیں
تھیں پھر علی کو جو دوسرے نکاح سے روکا اسکی کیا وجہ تھی دین اسلام کے مخالف یہ سمجھتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے صرف اپنی بیٹی کی خاطرداری کے لیے علی کو ایک امر مباح سے روکا اور ہم کہتے ہیں کہ اسکی صرف یہ
وجہ نہ تھی گو اس میں شک نہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت فاطمہ کی بیحد محبت تھی اور کیونکر نہ ہوتی
آپ کی تمام اولاد میں ایک یہی پیاری اکلوتی بیٹی زندہ رہیں تھیں اور ایسی بیٹی کی محبت مقتضائی بشریت ہے کوئی
بشر کتنا ہی اعلے درجہ کا ہو لوازم بشریت سے پاک نہیں ہوسکتا اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو صاف صاف
فرماتے ہیں کہ میں بشر ہوں مثل تمہاری پس ایسی پیاری بیٹی پر سوکن آنا اور اسکا تکلیف میں مبتلا ہونا کوئی باپ
گوارا نکرے گا بلکہ اسکی اور وجہیں کئی تھیں **پہلی** وجہ یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دوسری عورت سے نکاح
کرنا مشروط کیا تھا رضائے آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی خوشی کے پس آپ نے خبر دیدی کہ میری خوشی کبھی
نہیں ہوسکتی اس میں کوئی قباحت نہیں بلکہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تصنع اور پاک نفسی دکھانا منظور

ہوتا تو ظاہر میں اجازت دیدیتے اور دل میں رنج ہوتا نبی کی یہ شان نہیں دل و زبان انبیاء کے مطابق ہوتے ہیں جیسے دوسری حدیث میں اسطرف اشارہ آیا ہے **دوسری** وجہ یہ ہے کہ ابوجہل لعین قدیم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن جانی تھا اور جب تک جیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذا دہی میں مصروف رہا یہانتک کہ جنگ بدر میں واصل جہنم ہوا پس آپ کو ڈر ہوا کہ اگر ایسے دشمن کی بی بی علی پاس آوے تو وہ علی کو بھی خراب کرے گی اور فاطمہ کو معلوم نہیں وہ کتنی ایذا دیوے اس سے موافقت ممکن نہیں تیسرے یہ کہ پیغمبر کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک جای جمع ہونا خلاف مرضی الٰہی تھا اور اسی لیے آپنے فرمایا کہ البتہ یہ ممکن ہے کہ علی فاطمہ کو طلاق دیدیویں اسوقت جس سے چاہیں نکاح کریں پس اگر اس بات کی وجہ صرف فاطمہ کی محبت ہوتی تو سوکن آنے سے زیادہ جو امر رنج کا موجب ہے یعنے طلاق اسکو آپ کیونکر گوارا کرتے معلوم ہوا کہ آپنے حکم خداوندی اور رضای الٰہی کی تعمیل کی **چوتھی** یہ کہ حضرت علی سے شاید نکاح کیوقت یہ شرط ہوئی ہو کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جیتے تک انپر سوکن نہ کریں اور اسی لیے حضرت علی نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت پر منحصر رکھا ورنہ امر مباح میں اجازت کی کیا ضرورت تھی پس آپ اس شرط کے خلاف کیونکر حکم دے سکتے تھے جس شرط پر خود حضرت فاطمہ نے نکاح قبول کیا تھا **پانچویں** یہ کہ آپ ڈرے کہ کہیں سوکن آنے سے حضرت فاطمہ بمقتضای غیرت بشری اپنے خاوند کی اطاعت سے کچھ انحراف کریں اور اسوجہ سے گناہ میں مبتلا ہوں اور حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کو ایذا دیویں اور اسکی وجہ سے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنج ہو تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی گنہگار ہوں کیونکہ آن حضرت کو رنج دینا گناہ عظیم ہے والذین یؤذون رسول اللہ لہم عذاب عظیم پس آپنے دونوں کو گناہ سے بچایا اور یہ اصلی کام متعلق بمنصب رسالت تھا کہ لوگوں کو حتے المقدور گناہوں سے بچاویں **چھٹی** یہ کہ حضرت فاطمہ رضے اللہ عنہا کا شاید یہ خاصہ ہوگا کہ انپر سوکن کا لانا اللہ تبارک وتعالیٰ نے جائز نہ کیا ہوگا اور بہت سے کاموں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عنایات اور محبت سے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خاص احکام رکھے ہیں کیا عجب ہے کہ یہ حکم بھی انہی میں سے ہو **ساتویں** یہ کہ آپ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام پر ڈرے کہ ایسا نہ ہو کہ ابوجہل کی بیٹی جو خاندانی دشمن کی بیٹی ہے حضرت علی پاس آکر ان دونو صاحبزادوں کو کچھ ایذا دیوے اور عداوت کی وجہ سے زہر وغیرہ دیدے **آٹھویں** یہ کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت علی سے بہت خصوصیت اور الفت تھی اور انکو اپنے گھر کے متصل گھر دیا تھا بلکہ ان کا دروازہ ہمیشہ آپکے گھر سے ملا اور کھلا رہتا اور یہ محبت حضرت فاطمہ کے ساتھ نکاح ہونے سے اور بڑھ گئی تھی آپنے مناسب جانا کہ حضرت علی ایک غیر عورت بلکہ دشمن کی بیٹی کو لا دیں اور حضرت علی کے ساتھ جو محبت اور یکجائی

ہے اس میں خلل پڑے اور آپ کی صاحبزادی اور نواسوں کو آپ سے دوری ہو جاوے **نویں** یہ کہ آپ جانتے تھے کہ حضرت فاطمہ کی عمر کم ہے اور چند ہی روز انکی حیات مستعار کے باقی رہے ہیں اور علی کو ان کے بعد بہت موقع ملیگا کہ دنیا میں رہیں اور شادیاں کریں تو چند روز کے لیے فاطمہ کو ناراض کرنا کیا ضرور ہے **دسویں** یہ کہ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا قائم مقام اور جانشین کرنا چاہتے ہوں گے پس آپنے یہ خیال کیا کہ اگر علی دوسری شادی کر لیں گے تو لوگوں کو جو خلوص انکے ساتھ ہے اس میں فرق آجاویگا کیونکہ یہ سارا خلوص حضرت فاطمہ کے طفیل سے تھا دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت فاطمہ زہرا گذر گئیں تو لوگوں کے مونہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیطرف سے پھر گئے فتلک عشرۃ کاملۃ واللہ اعلم

عن المِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ وَعِنْدَهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَاطِمَةُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ قَوْمَكَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَهٰذَا عَلِيٌّ نَاكِحًا ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ قَالَ الْمِسْوَرُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ حِينَ تَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي قَدْ أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ فَحَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَإِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ بَضْعَةٌ مِنِّي وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ تَفْتِنُوهَا وَإِنَّهَا وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ أَبَدًا قَالَ فَنَزَلَ عَلِيٌّ عَنِ الْخِطْبَةِ مسور بن مخرمہ سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کا پیام دیا اور انکے نکاح میں حضرت فاطمہ زہرا تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی (تمام جہان کی عورتوں کی سردار) جب یہ خبر حضرت فاطمہ نے سنی تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئیں اور عرض کیا کہ آپکے لوگ کہتے ہیں کہ آپکو غصہ نہیں آتا اپنی بیٹیوں کے لیے تو سیو جب سے اب علی نکاح کرنے والے ہیں ابوجہل کی بیٹی سے مسور نے کہا یہ خبر سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور میں نے سنا آپنے تشہد پڑھا پھر فرمایا بعد اسکے معلوم ہو کہ میں نے نکاح کیا اپنی بیٹی حضرت زینب کا) ابوالعاص بن الربیع سے انہوں نے جو بات کی تھی اسکو سچ کیا (باوجود کفر کے انہوں نے حضرت زینب کے بھیجدینے کا وعدہ کیا پھر انکو بھیجدیا) اور بے شک فاطمہ محمد صلعم کی بیٹی میرا ایک ٹکڑا ہے اور میں برا جانتا ہوں کہ لوگ اسکو گناہ میں پھنساویں (ایسا نہ ہو کہ سوکن کے رنج میں وہ کوئی بات خاوند کے خلاف کر بیٹھیں اور گنہگار ہوں) اور بیشک قسم خدا کی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی دونوں ایک شخص کے پاس کبھی جمع نہ ہونگی یہ سنکر حضرت علی علیہ السلام نے پیام چھوڑدیا **ف** یعنے نکاح موقوف رکھا اور کیونکر موقوف نہ کرتے وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق زار اور آپکے مرضی کے تابع اور جان نثار تھے اور اس واقعہ کی وجہ سے حضرت علی پر کوئی طعن نہیں

ہوسکتا جیسے خوارج مردود کیا کرتے ہین کیونکہ حضرت علی نے لاعلمی سے یہ خیال کرکے کہ ہر مرد کو چار بی بیان درست ہین دوسرے نکاح کا پیام دیا جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی نہین ہے تو فوراً یہ ارادہ موقوف کردیا اور حدیث سے حضرت فاطمہ کی بڑی فضیلت نکلی کہ انکا خیال آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسقدر تہا اور کیونکر نہ ہوتا کہ ان کی والدہ ماجدہ گذر گئین بہائی گذر گئے بہنین سب کی سب ایک کے بعد ایک گذر گئین یہ وتہا رہ گئین سو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی انکا غمگسار یا تسلی دینے والا نہ تہا کہ دم بہر اسکے پاس بیٹہتین اور اپنے گہر مین اگرچہ رنج پیدا ہوتا تو اسکے باہر جاکر یہ رنج دفع کرتین لیکن ہائے افسوس آل محمد کو کبہی عیش نہین ہوا اور رنج پر رنج اور صدمہ پر صدمہ پڑتے گئے یہ صدمے کیا کم تہے کہ دفعتاً غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا اور پدر بزرگوار کا بہی سایہ دنیا سے اوٹہہ گیا یہی وجہ ہوئی کہ حضرت فاطمہ اس صدمہ جانکاہ کے بعد صرف تہوڑے دنون تک زندہ رہین اور چہہ ماہ کے اندر ہی جنۃ الفردوس مین اپنے والد ماجد اور والدہ ماجدہ اور بہنون سے مل گئین۔ یا اللہ ہمکو حضرت فاطمہ زہرا کے صدقہ سے اور انکے صاحبزادون کے طفیل سے بخشدے یا اللہ ہم کو آخرت مین امام حسن علیہ السلام کی کفش برداری اور خدمت گاری مین چہوڑ دے اور دوزخ سے نجات دیدے۔ اس حدیث مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو اپنا ٹکڑا فرمایا اور یہ بہی فرمایا کہ انکے رنج سے مجہ کو رنج ہوتا ہے انکی ایذا سے مجہ کو ایذا ہوتی ہے اس سے مرتبہ حضرت فاطمہ کا سمجہ لینا چاہیے **باب** الَّتِي وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جس نے اپنی جان کو بخشدیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو **ف** یعنے اپنے تئین ہبہ کردیا اگر عورت اپنے نفس کو ہبہ کردیوے کسی کو خواہ مہر کا ذکر آوے یا نہ آوے تو نکاح درست ہوجاویگا حنفیہ کے نزدیک لیکن شافعیہ اور جمہور علماء کے نزدیک درست نہ ہوگا جبتک نکاح یا تزویج کا لفظ نہ ہو اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے یہ جائز تہا بالاتفاق کیونکہ اللہ سبحانہ تعالی فرماتا ہے وامراۃ مومنۃ ان وہبت نفسہا للنبی اخیر تک **عن** عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ أَمَا تَسْتَحِي الْمَرْأَةُ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ قَالَتْ فَقُلْتُ إِنَّ رَبَّكَ لَيُسَارِعُ فِي هَوَاكَ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی تہین کیا عورت شرم نہین کرتی جو اپنے تئین بخشدیتی ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

ف اس کہنے سے حضرت عائشہ صدیقہ کی یہ غرض تہی کہ عورتین شرم کرین اور اپنے تئین ہبہ نہ کرین آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس لیے کہ عورتین آپ کی بہت ہوجاوینگی تو باری ہر ایک کی اور دیر مین آویگی اب اختلاف ہے کہ جس عورت نے اپنے تئین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہبہ کردیا تہا اس کا نام کیا تہا بعضے کہتے ہین میمونہ بعضے ام شریک بعضے زینب بنت خزیمہ بعضے خولہ بنت حکیم واللہ اعلم **ف** یہانتک کہ اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری ترجی من تشاء منہن اخیر تک یعنی

جسکو تو چاہے اپنی عورتوں میں سے اپنے سے جدا کرے اور جسکو چاہے اپنے پاس رکھے یا سلاوے تب میں نے کہا تمہارا پروردگار جو تمہاری خواہش ہوتی ہے ویسا ہی جلدی کرتا ہے حکم اتارنے میں **ف** اس آیت سے آیت منسوخ ہوگئی کہ اب اسکو بعد تیرے لیے اور نئی عورتیں کرنا درست نہیں ہے نہ انکے بدل دوسری عورتیں کرنا اگرچہ تجھہ کو انکا حسن بہلا لگے اور صحیح یہی ہے کہ آپ کو عورتیں مباح ہوگئیں تہیں ممانعت کے بعد **عن** ثابت قال کنا جلوسا مع انس بن مالک وعندہ ابنۃ لہ فقال انس جاءت امرأۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعرضت نفسہا علیہ فقالت یا رسول اللہ ھل لک فی حاجۃ فقالت ابنتہ ما اقل حیاءھا فقال ھی خیر منک رغبت فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعرضت نفسہا علیہ ثابت سے روایت ہے ہم انس بن مالک کے پاس بیٹھے تہے ان کے پاس ایک بیٹی تہی انس نے کہا ایک عورت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور اپنے تئیں آپ پر پیش کیا یعنے اگر آپ کی مرضی ہو تو مجھہ کو قبول فرمایئے وہ عورت بولی آپ کو خواہش ہے میری یہ سنکر انس رض کی بیٹی بولی کیسی بیحیا تہی وہ عورت انس نے کہا وہ تجھہ سے بہتر تہے اس نے رغبت کی اللہ کے رسول میں اور اپنے تئیں آپ پر پیش کیا **ف** سبحان اللہ نیک قسمت اس عورت کی ہم سب اپنے تئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش کرتے ہیں اور ہمارا جان ومال سب آپ پر سے تصدق اگر آپ ہم کو اور ہماری اولاد کو غلامی میں قبول فرماویں تو زہے عز وشرف **باب** الرجل یشک فی ولدہ آدمی اپنے لڑکے میں شک کرنیکا بیان **عن** ابی ھریرۃ رض قال جاء رجل من بنی فزارۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ان امرأتی ولدت غلاما اسود فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل لک من ابل قال نعم قال فما الوانھا قال حمر قال ھل فیھا من اورق قال ان فیھا لورقا قال فانی اتاھا ذلک قال عسی عرق نزعھا قال وھذا لعل عرقا نزعہ واللفظ لابن الصباح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص بنی فزارہ کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میری ایک عورت ہے جو کالا لڑکا جنی ہے (گویا اس نے شبہ کیا کہ وہ میرا لڑکا نہیں ہے) آپنے فرمایا تیرے پاس اونٹ ہیں وہ بولا ہاں ہیں آپنے فرمایا انکا رنگ کیا ہے وہ بولا سرخ ہیں آپنے فرمایا انمیں کوئی چت کبلا بہی ہے وہ بولا ہاں ہے آپنے فرمایا پہر یہ رنگ کہاں سے آیا وہ بولا کسی رگ نے یہ رنگ کہینچ لیا ہوگا آپنے فرمایا یہاں بہی (یعنے تیرے لڑکے میں) کسی رگ نے یہ رنگ نکالا ہوگا **ف** مطلب یہ ہے کہ اونٹوں کی اگلی نسل یعنے دادا پردادا میں کوئی دوسرے رنگ کا ہوگا پہر یہی رنگ کئی پشت کے بعد انکی اولاد میں ظاہر ہوا گو اب جو اونٹ ہیں جنکے یہ بچے ہیں وہ خالص سرخ تہے چت کبلے نہ تہے پس اسیطرح ہوسکتا ہے کہ انسان کی اولاد میں بہی ماں باپ کے خلاف دوسرا رنگ ظاہر ہو اور اسکی وجہ یہ ہو کہ ماں باپ کے

دادا پڑدادا مین کوئی کالا بھی ہو اور وہ رنگ اب ظاہر ہوا ہو حاصل یہ ہی کہ بچے کے گوری یا کالے رنگ کی وجہ سے یا نقشے کے اختلاف کی وجہ سے یہ شبہ کرنا چاہیے کہ میری اولاد نہین ہے جب تک دلیل قطعی سے اسکا ثبوت نہ ہو مثلاً بی بی سے صحبت ہی نہ کی ہو اور اسکو اولاد پیدا ہو یا صحبت کیوقت سے چھ مہینے سے کم مین اولاد پیدا ہو عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ امْرَاَتِيْ وَلَدَتْ عَلٰى فِرَاشِيْ غُلَامًا اَسْوَدَ وَاِنَّا اَهْلُ بَيْتٍ لَمْ يَكُنْ فِيْنَا اَسْوَدُ قَطُّ قَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا اَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيْهَا اَسْوَدُ قَالَ لَا قَالَ فِيْهَا اَوْرَقُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَنّٰى كَانَ ذٰلِكَ قَالَ عَسٰى اَنْ يَكُوْنَ نَزَعَهُ عِرْقٌ قَالَ فَلَعَلَّ ابْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ عِرْقٌ

عبداللہ بن عمر سے روایت ہی ایک شخص جنگل کا رہنے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میری عورت ایک لڑکا جنی ہے کالا اور ہمارے گھرانے مین کوئی کالا کبھی نہین تھا آپنے فرمایا تیرے پاس اونٹ ہین وہ بولا ہان ہین آپنے فرمایا انکا رنگ کیا ہے وہ بولا سرخ ہین آپنے فرمایا ان مین کوئی جیت کیلا بھی ہے وہ بولا ہان ہے آپ نے فرمایا یہ رنگ کہانسے آیا وہ بولا شاید کسی رگ نے کھینچ لیا ہوگا آپنے فرمایا پھر تیرے بچہ کو بھی کسی رگ نے کھینچ لیا ہوگا۔

باب اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ہمیشہ بچہ خاوند کا ہوتا ہے اور زنا کرنے والے کے لیے پتھر ہین ف

یعنے زنا کرنے والیکا بچہ نہین کہلاویگا گو اسکے نطفہ سے پیدا ہو بلکہ بچہ عورت کے خاوند یا مالک کا ہوگا اگر عورت لونڈی ہو عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ ابْنَ زَمْعَةَ وَسَعْدًا اخْتَصَمَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ابْنِ اَمَةِ زَمْعَةَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْصَانِيْ اَخِيْ اِذَا قَدِمْتُ مَكَّةَ اَنْ اَنْظُرَ اِلَى ابْنِ اَمَةِ زَمْعَةَ فَاَقْبِضَهُ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ اَخِيْ وَابْنُ اَمَةِ اَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ اَبِيْ فَرَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَهَهُ بِعُتْبَةَ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِيْ عَنْهُ يَا سَوْدَةُ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی عبد بن زمعہ اور سعد بن ابی وقاص نے جھگڑا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زمعہ کی لونڈی بچہ مین سعد نے کہا یا رسول اللہ میرے بھائی (عتبہ بن ابی وقاص) نے مجھکو وصیت کی جب مین مکہ جاؤن تو زمعہ کی لونڈی کے بچہ کو دیکھیون اور اسکو لے لون اور عبد بن زمعہ نے کہا وہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے میرے باپ کے فراش پر پیدا ہوا پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بچہ کی مشابہت پائی عتبہ سے تو فرمایا وہ بچہ تیرا ہے اے عبد بن زمعہ (گو مشابہت سے معلوم ہوتا ہے کہ عتبہ کا نطفہ ہے) اور بچہ ہمیشہ خاوند کا ہوتا ہے اور پردہ کر اس سے اے سودہ ف سودہ ام المومنین زمعہ کی بیٹی تھین تو یہ بچہ جب زمعہ کا ٹھیرا تو سودہ کا بھائی ہوا لیکن چونکہ مشابہت اسکی عتبہ سے پائی گئی لہذا احتیاطاً آپنے سودہ کو اس سے گوشہ کرنے کا حکم دیا عَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالْوَلَدِ لِلْفِرَاشِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا بچہ کا واسطے خاوند کے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بچہ مان کو مل جاوے گا یا اس کے خاوند کو یا مالک کو اور زنا کرنے والے کے لیے پتھر ہین راوسکو سنگسار کرینگے جب رجم اسپر واجب ہو اگر رجم واجب نہ ہو تو پتھر کے یہ معنے ہونگے کہ اسکو خاک نہ ملے گا جیسے کہتے ہیں تمکو خاک پتھر ملیگا عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ابوامامہ باہلی سے روایت ہے مینے سُنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے بچہ مان کا ہے اور زنا کرنے والے کے لیے پتھر ہین

بَاب الزَّوْجَیْنِ یُسْلِمُ اَحَدُهُمَا قَبْلَ الْاٰخَرِ

اگر میان بی بی مین سے کوئی دوسرے سے پہلے مسلمان ہو **ف** اور مسلمان ہو کر دارالاسلام مین چلا آوے پھر اسکے بعد خاوند یا بی بی مسلمان ہو کر دارالاسلام مین آوے تو نکاح فسخ نہ ہوگا اہلحدیث کا یہی مذہب ہے اور فقہا کہتے ہین کہ جب میان بی بی مین سے کوئی مسلمان ہو جاوے تو دوسرے پر اسلام پیش کرینگے اگر مسلمان ہوگیا تو خیر نکاح باقی رہا ورنہ نکاح فسخ ہو جاویگا اسیطرح اگر عدت گذر گئی عورت کی اسکے بعد خاوند مسلمان ہوا یا دونون مین سے کوئی دارالکفر سے دارالاسلام مین چلا آیا تو نکاح فسخ ہوگیا اب اگلے نکاح سے وہ عورت پہلے خاوند پاس نہین جاسکتی اگرچہ عورت راضی ہو جبتک نیا نکاح نہ کرے اور یہ قول فقہا کا احادیث صحیحہ کے برخلاف ہے عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَةً جَاءَتْ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَتْ فَتَزَوَّجَهَا رَجُلٌ قَالَ فَجَاءَ زَوْجُهَا الْاَوَّلُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ قَدْ كُنْتُ اَسْلَمْتُ مَعَهَا وَعَلِمَتْ بِاِسْلَامِیْ قَالَ فَانْتَزَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَوْجِهَا الْاٰخَرِ وَرَدَّهَا اِلٰى زَوْجِهَا الْاَوَّلِ ابن عباس سے روایت ہے ایک عورت آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور مسلمان ہوگئی اس سے ایک شخص نے نکاح کرلیا پھر اسکا پہلا خاوند آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مین اپنی عورت کے ساتھہ مسلمان ہوا تہا اور اسکو معلوم تہا میرا مسلمان ہونا یہ سُنکر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس عورت کو دوسرے خاوند سے چہین کر پہلے خاوند کے حوالے کردیا **ف** اہلحدیث نے کہا ہے کہ جب عورت دوسرے سے نکاح نکرے وہ پہلے خاوند کے نکاح پر باقی رہیگی گو مدت طویل گذر جاوے اور اگر عورت دوسرے سے نکاح کرلے تو پھر پہلے خاوند کو نہ ملے گی مگر یہ جب ہے کہ عورت خاوند سے پہلے مسلمان ہو گئی ہو اور اس حدیث مین جو صورت مذکور ہے وہ اور تہی کہ خاوند جورو ایک ساتھہ مسلمان ہوئے تہے اس صورت مین جو عورت نے دوسرے سے نکاح کیا یہ نکاح ہی ناجائز تہا لہذا آپ نے اسکو پہلے خاوند کے حوالے کردیا اور عورت مرد مین سے جب کوئی مسلمان ہو جاوے اور دوسرا مسلمان نہ ہو تو عورت پر عدت واجب ہوگی کیونکہ بخاری نے ابن عباس سے نکالا انہون نے کہا جب عورت دار

الحرب سے ہجرت کرتی تو اسکو کوئی پیام نہ دیتا یہان تک کہ اسکو حیض آتا پھر وہ پاک ہوتی جب پاک ہوتی اسوقت اسکو نکاح درست ہوتا اور اگر نکاح ہونے سے پہلے اسکا خاوند مسلمان ہوکر آجاتا تو وہ عورت اسی کو ملجاتی **عن** ابن عباسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَدَّ اِبْنَتَہٗ عَلٰی اَبِی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیْعِ بَعْدَ سَنَتَیْنِ بِنِکَاحِھَا الْاَوَّلِ ابن عباس سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی (علیا حضرت زینب) کو ابو العاص بن ربیع کے پاس بھیجدیا دو برس کے بعد اسی اگلے نکاح پر **ف** ابو العاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد تھے حضرت زینب انسے پہلے مسلمان ہوکر مدینہ منورہ مین آگئی تھین ابو العاص بہت دنون کے بعد مسلمان ہوکر آئے آپنے حضرت زینب کو انہی کے نکاح مین رکھا اور نیا نکاح نہین کیا اس سے فقہا کا مذہب رد ہوتا ہے اور یہ حدیث امام احمد اور حاکم اور ابو داؤد نے بھی نکالی اور کہا صحیح ہے ایک روایت مین ہے کوئی نئی بات نہین کی ایک مین ہے کہ نیا مہر مقرر نہین کیا ترمذی کی روایت مین ہے نیا نکاح نہین کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اسکے اسناد مین کوئی قباحت نہین **عن** عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَدَّ اِبْنَتَہٗ زَیْنَبَ عَلٰی اَبِی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیْعِ بِنِکَاحٍ جَدِیْدٍ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب کو ابو العاص بن ربیع کے پاس پھیر دیا نئے نکاح سے **ف** اس حدیث سے فقہائے حنفیہ نے دلیل لی اور اسکو ترمذی نے بھی نکالا لیکن اسکے اسناد مین حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے ترمذی نے کہا اس کے اسناد مین گفتگو ہے اور امام احمد نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے اور صحیح یہی ہے کہ آپنے ان دونون کو برقرار رکھا پہلے نکاح پر اور دار قطنی نے کہا یہ حدیث ثابت نہین ہے اور صواب ابن عباسؓ کی حدیث ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب کو پھیر دیا ابو العاص پر پہلے نکاح سے اور ترمذی نے کتاب العلل مین کہا کہ مین نے محمد بن اسمعیل سے اس حدیث کو پوچھا انھون نے کہا ابن عباس کی حدیث اس باب مین زیادہ صحیح ہے عمرو بن شعیب کی حدیث سے ابن قیم نے کہا تعجب ہے کہ اس ضعیف حدیث کو اصل بناوین اور اس سے صحیح حدیث کو رد کرین اور کہین کہ وہ اصول کے خلاف ہے اور ابن عباس کی حدیث کی طرف ایک جماعت صحابہ گئی ہے ومن بعدہم ابن قیم نے اعلام الموقعین مین کہا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تفریق نہ کرتے اس مرد مین جو اسلام لایا اور اسکی عورت مین جب وہ اسکے ساتھ اسلام نہ لاتی بلکہ جب دوسرا اسلام لاتا تو نکاح اپنے حال پر رہتا جبتک وہ عورت دوسرا نکاح نہ کرے اور یہ سنت معلومہ اور مشہورہ ہے شافعی نے کہا ابو سفیان مسلمان ہوا مر الظہران مین جو خزاعہ کا گھر ہے اور وہان مسلمان تھے فتح مکہ سے پہلے تو وہ دار الاسلام تھا اور لوٹ گیا مکہ مین اور ہندہ اسکی جورو مسلمان نہین ہوئی تھی مکہ مین تھی اس نے ابو سفیان

کی داڑھی پکڑی اور کہنے لگی اس بوڑھے گمراہ کو قتل کرو پھر اسکے بعد ہندہ مسلمان ہوئی بہت دنوں کے بعد اور وہ کافر تھی
دار الحرب میں مقیم تھی اور ابو سفیان مسلمان تھا اور عدت گذر جانے کے بعد ہندہ مسلمان ہوئی لیکن دونو کا نکاح قائم رہا
کیونکہ درحقیقت اسکی عدت نہیں گذری یہانتک کہ وہ مسلمان ہوئی اور اسیطرح حکیم بن حزام کا حال گذرا اور صفیہ بن امیہ
اور عکرمہ بن ابی جہل کی جوروئیں مکہ میں مسلمان ہوئیں اور مکہ دار الاسلام ہوگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
حکومت وہاں ہوگئی اور عکرمہ یمن کی طرف بھاگ گئے وہ دار الحرب تھا اور صفوان بھی دار الحرب میں چلدیے پھر صفوان
مکہ میں لوٹے وہ دار الاسلام تھا اور جنگ حنین میں حاضر ہوئے لیکن اسوقت تک کافر تھے بعد اسکے مسلمان ہوئے
اور انکی جوروا اگلے ہی نکاح سے انکے پاس رہی کیونکہ درحقیقت اسکی عدت نہیں گذری تھی اور مغازی الواقدی میں
لکھا ہے کہ انصاری ایک عورت مکہ میں ایک شخص کے پاس تھی پھر وہ مسلمان ہوگئی اور ہجرت کی اسنے مدینہ کو بعد
اسکے اسکا خاوند آیا وہ عدت میں تھی تو اپنے اگلی نکاح پر مل گئیں (روضہ) **بَابُ الْغِيلِ** دودھ پلانے کی حالت
میں اپنی جورو سے جماع کرنا کیسا ہے **عَنْ** جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ الْاَسَدِيَّةِ اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَدْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْهٰى عَنِ الْغِيَالِ فَاِذَا فَارِسُ وَالرُّوْمُ يُغِيْلُوْنَ فَلَا يَقْتُلُوْنَ اَوْلَادَهُمْ
وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ وَسُئِلَ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ هُوَ الْوَأْدُ الْخَفِيُّ جدامہ بنت وہب سے روایت ہے میننے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میں نے ارادہ کیا کہ منع کردوں دودھ پلانیکی حالت میں جماع کرنے سے (یعنے
غیل سے کیونکہ اس سے لڑکا ضعیف ہوجاتا ہے حاملہ کا دودھ بچہ کو ضرر کرتا ہے) پھر میں نے دیکھا تو فارس اور روم
کے لوگ ایسا کرتے ہیں اور انکی اولاد نہیں مرتی اور میں نے آپ سے سنا لوگوں نے آپ سے پوچھا عزل کو (اسکی معنے
اوپر گذر چکے) آپنے فرمایا وہ تو پوشیدہ زندہ درگور کرنا ہے **عَنْ** اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ بْنِ السَّكَنِ وَكَانَتْ مَوْلَاتَهٗ
اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ سِرًّا فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ
اِنَّ الْغِيْلَ لَيُدْرِكُ الْفَارِسَ عَلٰى ظَهْرِ فَرَسِهٖ حَتّٰى يَصْرَعَهٗ اسماء بنت یزید سے روایت ہے انہوں نے سنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے مت قتل کرو پوشیدہ اپنی اولاد کو قسم اسکی جسکے ہاتھ میں میری
جان ہے غیل سوار کو اپنے گھوڑے سے گرا دیتا ہے اسوقت اثر کرتا ہے **ف** تو بہتر یہ ہے کہ جب ماں بچہ کو دودھ پلاتی
ہو تو اس سے جماع نہ کرے ایسا نہ ہو کہ حمل رہجاوے اور وہ بچہ کو ضرر کرے ہرچند جماع کرنا دودھ پلانیوالی سے ضرر نہیں
کرتا مگر اس میں حمل ہوجانے کا اندیشہ ہے اسوجہ سے مکروہ ہوا گو جائز ہے اور اگر دودھ پلانیوالی دوسری عورت مل
سکے تو وہ مکروہ نہیں ہے **بَابٌ فِي الْمَرْاَةِ تُؤْذِيْ زَوْجَهَا** جو عورت اپنے خاوند کو ایذا دیوے اسکا بیان ہے

عن ابی امامۃ قال اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم امراۃ معہا صبیان لہا قد حملت احدہما وھی تقود الاخر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاملات والدات رحیمات لولا ما یاتین الی ازواجھن دخل مصلیاتھن الجنۃ ابوامامہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک عورت آئی اسکے دو بچے تھے ایک گود مین لیے ہوئے تھی ایک کو کھینچ رہی تھی آپ نے فرمایا یہ عورتین بچون کو اٹھانے والی جننے والین اپنے بچون پر شفقت کرنی والین اگر اپنے خاوندون کو ایذا نہ دین تو جو ان مین سے نمازی ہین وہ جنت مین جاتین **ف** یعنے ایسی مشقت اور محنت کے ساتھہ جو انکو اولاد کے پالنے مین ہوتی ہے زیادہ اعمال کی انکو حاجت نہین ہے صرف نماز کافی ہے وہ جنت مین لیجاوے گی بشرطیکہ خاوند کو نہ ستاوین اسکی نافرمانی نہ کرین ورنہ جنت مین جانا مشکل ہے دوسری حدیث مین ہے کہ مینے دوزخ مین عورتون کو زیادہ دیکھا اس کا سبب یہ ہے کہ خاوند کی ناشکری کرتی ہین غرض خاوند کا بڑا حق ہے عورت پر۔ یا اللہ تو ہمارا خاوند ہے ہم تیرے ناشکر بندے ہین ہمارا ابھی جنت مین جانا مشکل ہے لیکن تو اپنے رحم وکرم سے اگر ہمارے گناہ معاف کر دیوے تو وہ تجھہ سے بعید نہین تو ارحم الراحمین ہے مان باپ سے زیادہ مہربان ہے اپنے بندون پر بہر حال ہم تیرے بندے ہین برے ہین تو تیرے اچھے ہین تو تیرے تیرا در چھوڑ کر کہین جانے والے نہین عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تؤذی امراۃ زوجھا الا قالت زوجتہ من الحور العین لا تؤذیہ قاتلک اللہ فانما ھو عندک دخیل اوشک ان یفارقک الینا معاذ بن جبل سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت اپنے خاوند کو ایذا دیوے تو جنت کی حور جو اس مرد کے لیے ہے کہتی ہے اللہ تجھے تباہ کرے مت ستا اسکو وہ تیرے پاس چند روز کے لیے اوترا ہے اور قریب ہے کہ تجھہ کو چھوڑ کر ہمارے پاس آجاوے **ف** سچ ہے دنیا کی قرابت اور رشتہ داری سب چند روزہ ہے حقیقت مین ہماری بی بی وہی ہے جو اللہ تعالے نے جنت مین ہمارے لیے رکھی ہے یہ دنیا کی بی بی کیا ہے سرا کی بھٹیاری ہے یہان سے چلنا عنقریب ہے پھر بھٹیاری سے زیادہ دل لگانا اور بھٹیاری کا مسافر کو ستانا دونو حماقت ہے **باب** لا یحرم الحرام الحلال حرام سے جو حلال ہے وہ حرام نہین ہوتا **ف** یعنے ایک شخص نے مثلاً ایک عورت سے حرام کیا یعنے زنا کی اب اسکی مان یا بیٹی سے زنا کرنے والے کا نکاح درست ہوگا اور زنا کی وجہ سے جو حرام ہے ایک حلال عورت محرم نہوگی اہلحدیث کا یہی مذہب ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ زنا سے بلکہ بشہوت نظر کرنیسے بھی حرمت نکاح ثابت ہو جاویگی یہ عجب ظلم ہے جسکی کوئی دلیل کتاب وسنت سے نہین ہے کہ زنا سے عورت کی بیٹی یا مان کو محرم بنایا اور زانیہ سے نکاح کو درست رکھا حالانکہ زانیہ سے نکاح بنص قرآن اور حدیث ناجائز ہے عن

ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُحَرِّمُ الْحَرَامُ الْحَلَالَ ابن عمر سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حرام حلال کو حرام نہیں کرتا

اَبْوَابُ الطَّلَاقِ طلاق کا بیان یعنے عورت کا چھوڑ دینا اور یہ جائز ہے منص کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ لیکن بلا ضرورت مکروہ

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَّقَ حَفْصَةَ ثُمَّ رَاجَعَهَا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالے عنہا کو طلاق دیا پھر اُن سے رجعت کر لی **ف** کیونکہ اللہ تعالے نے حکم دیا اپنے نبی کو ام المومنین حضرت حفصہ سے رجعت کر لینے کا اور ارشاد ہوا کہ وہ روزہ رکھنے والی ہے عبادت کرنیوالی ہے اور تیری بی بی ہے جنت میں سبحان اللہ نہ ہے قسمت حضرت حفصہ کی کہ طلاق کیوجہ سے اللہ نے اُنکو یاد کیا **عَنْ** اَبِي مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَلْعَبُوْنَ بِحُدُوْدِ اللهِ يَقُوْلُ اَحَدُهُمْ قَدْ طَلَّقْتُكِ قَدْ رَاجَعْتُكِ قَدْ طَلَّقْتُكِ ابوموسی سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا اللہ کے حکموں سے کھیل کرتے ہیں کوئی کہتا ہے بینے تجھ کو طلاق دیا میں نے رجوع کیا میں نے طلاق دیا **ف** یہ طلاق کی آیت اترنے سے پہلے کا حکم ہے جب مردوں کا یہی حال تھا کہ بے انتہا طلاق دیے جاتے اور برابر جب عدت گذرنے کو ہوتی رجعت کر لیتے عورتیں بیچاری آفت میں تھیں نہ اس مرد سے جدا ہو سکتیں آخر اللہ سبحانہ وتعالی نے طلاق کی آیت اتاری تین طلاق کے بعد پھر رجعت موقوف ہوئی **عَنْ** عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللهِ الطَّلَاقُ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب حلالوں میں اللہ تعالی کو زیادہ ناپسند طلاق ہے **ف** گو جائز ہے مگر خدا کو ناپسند ہے اس لیے بلا ضرورت مکروہ ٹہیرا اور جو کوئی عورت اس لیے کرے کہ صرف قضای شہوت کریگا تو اسپر لعنت آئی ہے اور بہت طلاق دینے میں محبت اور مصلحت خانہ داری سب فوت ہوتی ہے

بَابُ طَلَاقِ السُّنَّةِ سنت کے موافق طلاق کیونکر ہے

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ طَلَّقْتُ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ اِنْ شَاءَ طَلَّقَهَا قَبْلَ اَنْ يُجَامِعَهَا وَاِنْ شَاءَ اَمْسَكَهَا فَاِنَّهَا الْعِدَّةُ الَّتِي اَمَرَ اللهُ ابن عمر سے روایت ہے مینے اپنی عورت کو طلاق دیا اور وہ حائضہ تھی حضرت عمر نے اسکا ذکر کیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپنے فرمایا حکم کر اُسکو وہ رجعت کر لیوے اپنی بی بی سے یہانتک کہ حیض سے پاک ہو پھر حیض آوے اور اُس سے پاک ہو اب اُسکے بعد اگر چاہے تو اوسکو طلاق دیدیوے جماع کرنے سے پہلے (تاکہ حمل کا شبہ نہ رہے) اور اگر چاہے اُسکو رہنے دے اور یہی عدت ہے عورتوں کی جس کا حکم دیا ہے اللہ سبحانہ وتعالی نے

ف فطلقوھن لعدتھن یعنی طلاق دو عورتوں کو انکی عدت کے لحاظ سے یعنی طہر کی حالت میں طلاق دو اب اختلاف ہے راویوں کا کہ ابن عمر نے جو طلاق حیض کی حالت میں دیدیا تھا اوسکا حساب ہوا یا نہیں اور حساب نہ ہونیکی روایت زیادہ راجح ہے کیونکہ وہ بدعی طلاق تھا اور بدعی طلاق کا نہ پڑنا اسی کو ترجیح ہے اور سعید بن منصور نے عبداللہ بن مالک کے طریق سے نکالا کہ ابن عمر نے اپنی عورت کو طلاق دیا حیض کی حالت میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کچھ نہیں ہے اور ابن حزم نے محلی میں متصل سند سے ابن عمر سے روایت کیا انہوں نے کہا کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق دیدیوے اور وہ حائضہ ہو تو اسکا شمار نہ ہوگا اور اسکا اسناد صحیح ہے اور ابو الزبیر راوی جس نے اس طلاق کا محسوب ہونا نقل کیا ہے اوسکی متابعت کی چار راویوں نے عبداللہ بن عمر عمری نے اور محمد بن عبدالعزیز نے اور یحییٰ بن سلیم نے اور ابراہیم بن ابی حسنہ نے اور یہی مذہب ہے ایک جماعت سلف جیسے ابن علیہ وغیرہ کا اور ابن حزم بھی اسکے قائل ہیں کہ حیض کی حالت میں طلاق نہیں پڑے گا اور ابن تیمیہ کا بھی یہی قول ہے لیکن جمہور فقہا اور ائمہ اسطرف گئے ہیں کہ طلاق پڑ جاوے گا اور جو حق ہے اسکی پیروی سب پر مقدم ہے جمہور سے کچھ غرض نہیں ہے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ طَلَاقُ السُّنَّةِ اَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ عبداللہ بن مسعود نے کہا سنت کا طلاق یہ ہے کہ عورت کو حیض سے پاک ہونے پر طلاق دیوے اور اس طہر میں جماع نہ کرے **ف** تاکہ عورت کو عدت کے حساب میں آسانی ہووے اور اسی طہر سے عدت شروع ہو جاوے تین طہر کے بعد وہ بائن ہو جاوے گی دوسرا نکاح کر سکتی ہے اہلحدیث نے کہا ہے کہ طلاق سنت یہ ہے کہ عورت کو طلاق دیوے ایسے طہر میں جس میں جماع نہ کیا ہو اور شرط یہ ہے کہ اس طہر سے پہلے جو حیض تھا اس میں طلاق نہ دیا ہو یا حمل کی حالت میں جب حمل ظاہر ہو گیا ہو اور اسکے سوا دوسری طرح پر طلاق دینا مثلاً حیض کی حالت میں یا طہر کی حالت میں جب جماع کر چکا ہو یا حمل کی حالت میں جب وہ ظاہر نہ ہوا ہو لیکن شبہ ہو اسیطرح تین طلاق ایک ہی بار دینا یہ حرام ہیں اور اسکا ذکر آگے آویگا اور حدیث میں جو ابن عمر کو حکم ہوا کہ اس طہر کے بعد دوسرے طہر میں طلاق دیوے اس میں یہ حکمت تھی کہ رجعت بہ نیت طلاق معلوم نہ ہو تو ایک طہر تک عورت کو رہنے دیا اور بعضوں نے کہا یہ سزا تھی انکے ناجائز فعل کی بعضوں نے کہا یہ طہر اسی حیض سے متعلق تھا جس میں طلاق دیا تھا اسلیے دوسرے طہر کا انتظار کیا **عن** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فِيْ طَلَاقِ السُّنَّةِ يُطَلِّقُهَا عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ تَطْلِيْقَةً فَاِذَا طَهُرَتِ الثَّالِثَةَ طَلَّقَهَا وَعَلَيْهَا بَعْدَ ذٰلِكَ حَيْضَةٌ عبداللہ بن مسعود نے کہا سنت کا طلاق یہ ہے کہ عورت کو ہر طہر میں ایک طلاق دیوے جب تیسری بار پاک ہو تو اخیر طلاق دیدیوے اور اسکی بعد عدت ایک حیض ہوگی **ف** اسلیے کہ دو حیض پہلے گذر چکے ہیں اول اور دوم طلاق کے بعد یہ صورت جب ہے کہ عورت کو تین طلاق دینا منظور ہوں اور بہتر یہ ہے کہ ایک ہی طلاق پر قناعت کرے جب عورت حیض سے پاک ہو

اور تین حیض یا تین طہر گذر جانے کے بعد وہ بائنہ ہو جاویگی اس میں یہ فائدہ ہی کہ اگر مرد عدت گذر جانے کے بعد بھی چاہے تو اس عورت سے نکاح کرے سکتا ہی لیکن تین طلاق دینے کی بعد بغیر حلالہ کے نکاح کرنا نہیں ہوسکتا **عن** یونس بن جبیر ابی غلاب قال سألت ابن عمر عن رجل طلق امرأته وهي حائض فقال تعرف عبد الله بن عمر طلق امرأته وهي حائض فأتى عمر النبي صلى الله عليه وسلم فأمره ان يراجعها قلت أيعتد بتلك قال أرأيت ان عجز واستحمق یونس بن جبیر سے روایت ہی میں نے ابن عمر سے پوچھا ایک مرد نے اپنی عورت کو طلاق دیا حیض کی حالت میں انہوں نے کہا تو ابن عمر کو پہچانتا ہے اونہوں نے طلاق دیا اپنی عورت کو حیض کی حالت میں تو عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے آپنے حکم دیا ان کو رجعت کر لینے کا میں نے کہا یہ طلاق شمار میں آویگا یا نہیں انہوں نے کہا تو کیا سمجھتا ہے اگر وہ عاجز ہو یا حماقت کرے **ف** اور رجعت نہ کرے تو طلاق تو ضرور پڑے گا جمہور علما کا یہی مذہب ہے لیکن علمائے ظاہر جیسے ابن تیمیہ اور ابن حزم رحمہما اللہ تعالی اور ایک طائفہ خوارج اور روافض کا یہی قول ہے کہ یہ طلاق محسوب نہ ہوگا اور اوپر ہم بیان کر چکے کہ یہی حق ہی والحق احق بالاتباع **باب** الحامل كيف تطلق عورت حاملہ کو کیونکہ طلاق دیا جاوے۔

عن ابن عمر انه طلق امرأته وهي حائض فذكر ذلك عمر للنبي صلى الله عليه وسلم فقال مره فليراجعها ثم يطلقها وهي طاهر او حامل ابن عمر نے طلاق دیا اپنی عورت کو حیض کیحالت میں حضرت عمر نے اسکا ذکر کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپنے فرمایا اسکو حکم کر وہ رجعت کرے پھر اسکو طلاق دیوے جب وہ حیض سے پاک ہو یا حاملہ ہو جاوے **ف** کیونکہ اس میں عدت کی آسانی ہے اگر طہر میں طلاق دیوے اور حاملہ نہ ہو تو تین طہر یا حیض کے بعد عدت گذر جاویگی اگر حاملہ ہو تو وضع حمل ہوتی ہے عدت گذر جاویگی اور اصل غرض عدت سے یہ ہے کہ حمل کی حالت میں عورت دوسرے خاوند سے جماع نہ کراوے ورنہ بچہ میں دوسرے مرد کا پانی بھی شریک ہوگا اور یہ عیب ہے اس وہم کو دور کرنے کے لیے یہ طریقہ ٹھہرا کہ جس طہر میں جماع نہ کیا ہو اس میں طلاق دیوے اور تین حیض تک انتظار اسلیے ہوا کہ کبھی حمل کی حالت میں بھی ایک آدہ بار تھوڑا سا حیض آجاتا ہے لیکن جب تین حیض برابر آئے تو یقین ہوا کہ وہ حاملہ نہیں ہے اب دوسرے مرد سے نکاح کر لیوے یا اگر عورت حاملہ ہو تو وضع حمل ہوتی ہے نکاح کر لے اگرچہ طلاق یا وفات شوہر کے متصل ہی وضع حمل ہو **باب** من طلق ثلاثا في مجلس واحد جو کوئی اپنی عورت کو ایک ہی جلسہ میں تین طلاق دیدیوے **ف** مثلاً یوں کہے تجھ کو تین طلاق ہیں یا یوں کہے تجھ کو طلاق ہے تجھکو طلاق ہے تجھے کو طلاق ہے تین بار ٹھیر ٹھیر کر یا بے ٹھیرے ہوئے ایسا کہے یا تجھپر طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے یا تین بار تجھ پر طلاق ہی یا تین طلاق تجھ پر ہیں ان صورتوں میں جمہور علما کا یہ قول ہے کہ تینوں طلاق پڑ جاویگی اور محققین اہلحدیث کا یہ قول ہے کہ ایک طلاق رجعی پڑیگا خواہ عورت

صحبت کر چکا ہو یا نہ کی ہو تو خاوند اسکے بعد رجعت کر سکتا ہے اور یہی قول صحیح ہے اور اس میں آسانی ہے امت کے لیے اور ہمارے زمانہ کو اکثر حنفیوں نے بھی مشکل وقت میں اسی قول پر عمل کیا ہے عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ قَالَ قُلْتُ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ حَدِّثِيْنِيْ عَنْ طَلَاقِكِ قَالَتْ طَلَّقَنِيْ زَوْجِيْ ثَلَاثًا وَهُوَ خَارِجٌ إِلَى الْيَمَنِ فَأَجَازَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ عامر شعبی سے روایت ہے میں نے فاطمہ بنت قیس سے کہا تم اپنی طلاق کی حدیث بیان کرو انہوں نے کہا میرے خاوند نے مجھ کو تین طلاق دیے اور وہ یمن کو جانے والا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو جائز رکھا **ف** اسحدیث سے جمہور علما اور فقہا نے حجت لی ہے کہ اگر تین طلاق کوئی ایک ہی جلسہ میں دیدیوے تو تینوں پڑ جاوینگی اور اس مسئلہ میں تین مذہب اور ہیں ایک یہ کہ کچھ نہیں پڑیگا نہ ایک نہ تین کیونکہ اس طرح طلاق دینا بدعت اور حرام ہے اور اس مذہب کو ابن حزم نے نقل کیا امام احمد سے بھی اور کہا کہ روافض کا بھی مذہب یہی ہے میں کہتا ہوں کہ ایک جماعت تابعین کا بھی مذہب ہے جیسے لیث نے نقل کیا اور ابن علیہ اور ہشام بن حکم اور تمام امامیہ کا یہی قول ہے اور اہل بیت علیہم السلام میں سے امام باقر اور امام صادق اور ناصر علیہم السلام کا بھی مذہب ہے اور ابو عبیدہ اور بعض ظاہر یہ بھی اسی کے قائل ہیں کیونکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ طلاق بدعی نہیں پڑتا جیسے اوپر گذرا اور یہ بھی بدعی ہے دوسرے یہ کہ اگر عورت مدخولہ ہے تو تینوں طلاق پڑ جاوینگی اور جو مدخولہ نہیں ہے تو ایک طلاق پڑے گا ایک جماعت کا یہ قول ہے جیسے ابن عباس اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ تیسرے یہ کہ ایک طلاق رجعی پڑے گا خواہ عورت مدخولہ ہو یا نہ ہو اور ابن عباس کا مذہب اصح یہی ہے اور ابن اسحاق اور عطا اور عکرمہ اور اکثر اہل بیت اسی کے قائل ہیں اور یہ سب مذہبوں میں صحیح ہے امام شوکانی نے اس باب میں ایک جداگانہ رسالہ لکھا ہے اور چاروں مذہبوں کے دلائل بیان کر کے اخیر قول کو ترجیح دی ہے اور در میں اس مسئلہ کو اختلافی قرار دیا ہے ابن قیم نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ صحیح ہے کہ تین طلاق ایک ہی بار دینے سے ایک ہی طلاق پڑتا تھا آپ کے زمانہ میں اور ابوبکر کے عہد میں اور شروع خلافت عمر میں اور حضرت عمر نے لوگوں کو سزا دینے کے لیے یہ فتویٰ دیا کہ تینوں طلاق پڑ جاوینگی اور یہ انکا اجتہاد ہے جو اور وں پر حجت نہیں ہو سکتا خصوصاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق کا فتوے ان کے اجتہاد سے رد نہیں ہو سکتا اور طول کیا اس مسئلہ میں امام ابن قیم نے اغاثۃ اللہفان میں اور ثابت کیا اسی کو کہ اس صورت میں ایک ہی طلاق پڑے گا شوکانی نے کہا کہ ابو موسی اور ابن عباس اور طاؤس اور عطا اور جابر بن زید اور احمد بن عیسے اور عبد اللہ بن موسی اور حضرت علی اور زید بن علی سے ایسا ہی منقول ہے اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم دونوں اسی طرف گئے ہیں اور ابن مغیث نے کتاب الوثائق میں علی اور ابن مسعود اور عبد الرحمان بن

عوف اور زبیر سے ایسا ہی نقل کیا ہے اور ایک جماعت مشائخ قرطبہ سے اور ابن منذر نے اصحاب ابن عباس سے ایسا ہی روایت کیا ہے کہ اس باب میں جو حدیثیں آئی ہیں ان سب میں ابن عباس کی یہ حدیث زیادہ صحیح ہے جو صحیح مسلم میں ہے کہ تین طلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر کی خلافت اور شروع عمر کی خلافت میں ایک طلاق گنی جاتی تھی جب حضرت عمر کا زمانہ ہوا لوگوں نے پے درپے طلاق دینا شروع کیا تو حضرت عمر نے تینوں طلاقوں کو ان پر جاری کر دیا ابن قیم نے اس مسئلہ کی تحقیق میں کتاب اور سنت اور لغت اور صحابہ کے عمل سے دلیل لی پھر کہا کہ اللہ کی کتاب اور سنت رسول اللہ اور لغت اور عرف اسپر دلالت کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور صحابہ اور حضرت عمر کی خلافت میں بھی تین برس تک لوگ اسپر چلتے رہے اگر کوئی ان کا شمار کرے تو ہزار سے زیادہ انکا عدد ہوگا کسی نے اقرار کیا کسی نے سکوت کیا اور بعضوں نے جو کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے زمانہ سے پھر لوگوں نے اسکی خلافت پہ اجماع کر لیا تو یہ ثابت نہیں ہوا ہر زمانہ میں علما اسی اول کے فتوے پر فتوے دیتے رہے امت کے عالم حضرت عبداللہ بن عباس نے ایسا ہی فتوی دیا جیسے روایت کیا اسکو حماد بن زید نے ایوب سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے کہ جب کسی نے ایک ہی منہ سے کہا تجھ کو تین طلاق ہیں تو ایک ہی طلاق پڑیگا اور زبیر بن عوام اور عبدالرحمان بن عوف نے بھی ایسا ہی فتوے دیا یہ ابن وضاح نے نقل کیا ان سے اور تابعین میں سے عکرمہ اور طاؤس نے ایسا ہی فتوے دیا اور تبع تابعین میں سے محمد بن اسحاق اور حلاس بن عمرو عکل نے ایسا ہی فتوی دیا اور اتباع تبع تابعین میں داؤد بن علی اور اکثر انکے اصحاب نے ایسا ہی فتوی دیا اور بعض مالکیہ نے بھی ایسا ہی فتوی دیا بلکہ بعض حنفیہ نے بھی اور امام احمد کے بعض اصحاب نے بھی ایسا ہی فتوی دیا اور غرض یہ ہے کہ ہر زمانہ میں علماء اور ائمہ اس قول کے موافق حکم دیتے رہے اور یہ قول بالاجماع متروک نہیں ہوا۔ اور کیونکر ہو سکتا ہے جب کتاب اور سنت اور قیاس اور اجماع قدیم سے بھی ثابت ہے اور اسکے بعد کسی اجماع نے اسکو باطل نہیں کیا لیکن حضرت عمر نے ایک مصلحت سے اسکی خلاف تجویز کیا اور یہ تجویز دوسرے کسی پر حجت نہیں ہو سکتی اور ہر ایک مومن کا کام ہے کہ جب حدیث صحیح ہو جاوے تو اسپر عمل کرے اور اسکی خلاف کسی کا فتوے اور کسی کا قیاس قبول نہ کرے خواہ وہ کوئی ہو اور باقی تفصیل اس مسئلہ کی اعلام الموقعین اور اغاثۃ اللہفان اور رسالہ شوکانی اور نیل الاوطار اور مسک الختام میں دیکھنا چاہیے

باب الرَّجْعَةِ طلاق کے بعد رجعت کرنیکا بیان (رجعت کہتے ہیں طلاق سے پھر جانے کو اور جورو سے پھر ملاپ کر لینے کو)

عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ الْحُصَيْنِ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ يُطَلِّقُ امْرَاَتَهٗ ثُمَّ يَقَعُ بِهَا وَلَمْ يُشْهِدْ عَلٰى طَلَاقِهَا وَلَا عَلٰى رَجْعَتِهَا فَقَالَ عِمْرَانُ طَلَّقْتَ بِغَيْرِ سُنَّةٍ وَرَاجَعْتَ بِغَيْرِ سُنَّةٍ اَشْهِدْ

عَلٰی طَلَاقِہَا وَرَجْعَتِہَا مطرف بن عبد اللہ بن شخیر سے روایت ہے عمران بن حصین پوچھے گئے ایک شخص طلاق دیوے اپنی عورت کو پھر اس سے جماع کرے اور نہ طلاق پر اس نے کسیکو گواہ کیا نہ رجعت پر عمران نے کہا تو نے طلاق دیا سنت کے خلاف اور رجعت بھی سنت کے خلاف کی طلاق پر لوگون کو گواہ کر اور رجعت پر بھی گواہ کر **ف** اگرچہ گواہی ان دونون کے لیے شرط نہین ہے مگر مسنون ہے ابو داؤد اور نسائی نے ابن عباس سے نکالا والمطلقات یتربصن بانفسہن ثلثۃ قروء کی تفسیر مین کہ آدمی جب اپنی عورت کو طلاق دیتا تو وہ حق رکھتا رجوع کرنے کا اگرچہ تین طلاق دے چکتا پھر یہ منسوخ ہوا اس آیت سے الطلاق مرتان اسکے اسناد مین علی بن حسین بن واقد ہے اس مین کلام ہے اور ترمذی نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ آدمی اپنی عورت کو جتنی چاہتا طلاق دیتا اور عدت مین جب چاہتا رجوع کر لیتا اگرچہ سو بار طلاق دے چکا ہو یہانتک کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا نہ مین تجھ کو طلاق دون گا ایسا کہ تو مجھ سے جدا ہو جاوے اور نہ تجھ کو اپنے پاس جگہ دون گا اس نے کہا یہ کیونکر ہوگا مرد نے کہا مین تجھ کو طلاق دون گا جب تیری عدت گزرنے لگی گی اسوقت رجعت کرلون گا یہ سنکر وہ عورت حضرت عائشہ پاس گئی اور یہ بیان کیا وہ خاموش ہو رہین یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے آپ سے بیان کیا آپ بھی خاموش ہو رہے یہانتک کہ یہ آیت اتری الطلاق مرتان یعنے طلاق دو بار ہے اب تیسری بار خواہ رکھہ لو خواہ رخصت کر دو تیسرا طلاق دیکر حضرت عائشہ نے کہا اس آیت کے اترنے کے بعد لوگون نے طلاقون کا حساب نئے سرے سے شروع کیا جس نے طلاق دیا تھا اس نے بھی اور جس نے نہین دیا تھا اس نے بھی (تو پیشتر جو طلاق دیے گئے تھے وہ کالعدم ہو گئے یہ اللہ کی عنایت تھی)

بَابٌ اَلْمُطَلَّقَۃُ الْحَامِلُ اِذَا وَضَعَتْ ذَا بَطْنِہَا بَانَتْ جب حاملہ عورت کو طلاق دیا جاوے تو بچہ جنتے ہی وہ بائنہ ہو جاویگی (یعنے عدت گذر جاویگی اور خاوند کو رجعت کا اختیار نہ رہے گا)

عَنْ الزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ اَنَّہٗ کَانَتْ عِنْدَہٗ اُمُّ کُلْثُوْمٍ بِنْتُ عُقْبَۃَ فَقَالَتْ لَہٗ وَہِیَ حَامِلٌ طَیِّبْ نَفْسِیْ بِتَطْلِیْقَۃٍ فَطَلَّقَہَا تَطْلِیْقَۃً ثُمَّ خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَرَجَعَ وَقَدْ وَضَعَتْ فَقَالَ مَا لَہَا خَدَعَتْنِیْ خَدَعَہَا اللّٰہُ ثُمَّ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَبَقَ الْکِتَابُ اَجَلَہٗ اُخْطُبْہَا اِلٰی نَفْسِہَا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان کے نکاح مین ام کلثوم بنت عقبہ تھی اس نے زبیر سے کہا میرا دل خوش کر دو ایک طلاق دیکر (یہ ایک دل لگی تھی جس مین چال بھی تھی عورتون کے چلتر اور مکر مشہور مین خدا پناہ مین رکھے) انہون نے ایک طلاق اسکو دیدیا (اس خیال سے کہ ایک طلاق سے کیا ہوتا ہے عدت کے اندر مین رجعت کرلون گا) پھر نماز کو نکلے لوٹے تو وہ جن چکی تھی زبیر نے کہا کیا ہوا اسکو اس نے مجھ سے مکر کیا اللہ تعالے اس سے مکر کرے (یعنے مکر کا بدلہ دیوے) پھر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے آپ نے فرمایا کہ اللہ کی

کتاب کی میعاد گذر گئی (یعنے عدت پوری ہو گئی اب رجعت کا اختیار نہیں رہا) لیکن اسکو پیام دے نکاح کا **ف** اگر وہ منظور کریگی تو نیا نکاح ہو سکتا ہے۔ اس حدیث سے نکلتا ہے کہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے طلاق میں بھی جیسے وفات شوہر کے بعد حاملہ کی عدت بھی وضع حمل ہے بموجب نص قرآنی واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن اور اس حدیث کے راوی سب صحیح کے راوی ہیں سوا محمد بن عمر بن ابی الصباح کے جو شیخ ہے ابن ماجہ کا وہ بھی سچا ہے اس میں کوئی برائی نہیں ہے ❊

باب الحامل المتوفی عنها زوجها اذا وضعت حلت للازواج حاملہ عورت کا اگر خاوند مر جاوے تو اسکی عدت جننے کے ساتھ ختم ہو گی جب جننے تو نکاح کر سکتی ہے **ف** اس مسئلہ میں سلف میں اختلاف تھا بعض کہتے تھے کہ حاملہ عورت کا اگر خاوند مر جاوے تو دونوں عدتوں میں سے جو دور ہو وہ عدت ہو گی یعنے چار مہینے دس دن یا وضع حمل ان میں سے جو کوئی زیادہ مدت رکھتا ہو اس سے عدت کرے اگر وضع حمل چار مہینے دس دن سے زیادہ میں ہونے والا ہو تو وضع حمل عدت ہو گی ورنہ چار مہینے دس دن عدت ہو گی بہر حال ابعد الاجلین عدت ہو گی لیکن اوسکے بعد صحابہ کا اتفاق ہو گیا کہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے اگرچہ وفات کے متصل ہی جننے **عن** ابی السنابل قال وضعت سبیعة الاسلمیة بنت الحارث حملها بعد وفاة زوجها ببضع وعشرین لیلة فلما تعلت من نفاسها تشوفت فعیب ذلك علیها وذكر امرها للنبی صلی الله علیه وسلم فقال ان تفعل فقد مضی اجلها ابو السنابل سے روایت ہے سبیعہ اسلمیہ جو حارث کی بیٹی تھی اپنے خاوند کی وفات کے بعد بیس پر کئی راتوں کے بعد جنی جب نفاس سے اٹھی تو اس نے سنگار کیا (دوسرا نکاح کرنے کے لیے) لوگوں نے اسپر عیب کیا اور اسکا حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا بیشک وہ سنگار کرے اسکی عدت گذر گئی **ف** صحیحین میں یہ روایت ام سلمہ سے مروی ہے اور اس میں دس راتیں بعد اپنے خاوند کے جننے کا ذکر ہے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو نکاح کرے اور احمد اور دار قطنی نے ابن مسعود سے نکالا میں نے کہا یا رسول اللہ واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن طلاق والی اور وفات والی دونوں کے لیے ہے آپ نے فرمایا دونوں کے لیے ہے اسکو ابو یعلی نے بھی نکالا اور ضیاء نے مختارہ میں اور ابن مردویہ نے اسکی اسناد میں مثنے بن صباح ہے ثقہ کہا اسکو ابن معین نے اور اکثر نے ضعیف کہا **عن** مسروق وعمرو بن عتبة انهما كتبا الی سبیعة بنت الحرث یسالانها عن امرها فكتبت الیهما انها وضعت بعد وفاة زوجها بخمسة وعشرین فتهیات تطلب الخیر فمر بها ابو السنابل بن بعكك فقال قد اسرعت اعتدی اخر الاجلین اربعة اشهر وعشرا فاتیت النبی صلی الله علیه وسلم فقلت یا رسول الله استغفر لی قال وفیم ذاك فاخبرته فقال ان وجدت

زَوْجًا صَالِحًا فَتَزَوَّجِي مسروق اور عمرو بن عتبہ سے روایت ہے ان دونوں نے سبیعہ بنت حارث کو لکھا ان کا حال پوچھا انہوں
نے جواب لکھا کہ وہ اپنے خاوند کے وفات کے پچیس دن کے بعد جنیں پھر اونہوں نے تیاری کی نکاح کی تو ان پر سے ابو السنابل
بن بعکک گذری انہوں نے کہا تو نے جلدی کی عدت کر دونوں میعادوں میں سے آخری میعاد تک یعنے چار مہینے دس دن تک
میں یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئی اور مینے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے دعا فرمایئے آپنے فرمایا کیا ہوا
مینے حال بیان کیا آپنے فرمایا اگر تو نیک خاوند پاوے تو نکاح کرلے عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَمَرَ سُبَيْعَةَ اَنْ تَنْكِحَ اِذَا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے سبیعہ اسلمیہ کو حکم کیا کہ نکاح کرلیوے جب اپنی نفاس سے اٹھے یعنے پاک ہو عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ وَ
اللهِ لِمَنْ شَاءَ لَاعَنَّاهُ لَاُنْزِلَتْ سُوْرَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرٰى بَعْدَ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے انہوں نے
کہا قسم خدا کی جو کوئی چاہے ہم سے لعان کرلیوے (یعنے شرط کرلیوے اور ہم یوں کہیں جو جھوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت اترے)
کہ سورہ نسا چھوٹی (یعنے سورہ طلاق) اس آیت کے بعد اتری جس میں چار مہینے دس دن کی عدت کا حکم ہے **ف** اور
سورہ طلاق ہی میں یہ آیت وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ پس یہ آیت ناسخ ہوگی پہلے آیت کی حاملہ عورتوں
کے باب میں البتہ غیر حاملہ وفات کی عدت چار مہینے دس دن کرے **بَابٌ** اَيْنَ تَعْتَدُّ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا جس
عورت کا خاوند مر جاوے وہ کہاں عدت کرے عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ وَكَانَتْ تَحْتَ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ
اَنَّ اُخْتَهُ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ مَالِكٍ قَالَتْ خَرَجَ زَوْجِيْ فِيْ طَلَبِ اَعْلَاجٍ لَهُ فَاَدْرَكَهُمْ بِطَرَفِ الْقَدُوْمِ فَقَتَلُوْهُ فَجَاءَ
نَعْيُ زَوْجِيْ وَاَنَا فِيْ دَارٍ مِنْ دُوْرِ الْاَنْصَارِ شَاسِعَةٍ عَنْ دَارِ اَهْلِيْ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ
يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّهُ جَاءَ نَعْيُ زَوْجِيْ وَاَنَا فِيْ دَارٍ شَاسِعَةٍ عَنْ دَارِ اَهْلِيْ وَدَارِ اِخْوَتِيْ وَلَمْ يَدَعْ مَالًا يُنْفِقُ عَلَيَّ
وَلَا مَالًا وَرِثْتُهُ وَلَا دَارًا يَمْلِكُهَا فَاِنْ رَاَيْتَ اَنْ تَاْذَنَ لِيْ فَاَلْحَقَ بِدَارِ اَهْلِيْ وَدَارِ اِخْوَتِيْ فَاِنَّهُ اَحَبُّ اِلَيَّ وَ
اَجْمَعُ لِيْ فِيْ بَعْضِ اَمْرِيْ قَالَ فَافْعَلِيْ اِنْ شِئْتِ قَالَتْ فَخَرَجْتُ قَرِيْرَةً عَيْنِيْ لِمَا قَضَى اللهُ لِيْ عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ اَوْ فِيْ بَعْضِ الْحُجْرَةِ دَعَانِيْ فَقَالَ كَيْفَ زَعَمْتِ قَالَتْ فَقَصَصْتُ
عَلَيْهِ فَقَالَ امْكُثِيْ فِيْ بَيْتِكِ الَّذِيْ جَاءَ فِيْهِ نَعْيُ زَوْجِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهُ قَالَتْ فَاعْتَدَدْتُ
فِيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا زینب بنت کعب بن عجرہ سے روایت ہے جو ابو سعید خدری کے نکاح میں تھیں کہ میری بہن فریعہ بنت
مالک نے کہا میرا خاوند اپنے عجمی غلاموں کو ڈھونڈھنے کو نکلا اور انکو پایا قدوم کے کنارہ پر (وہ ایک موضع ہے مدینہ سے
چھہ میل پر) لیکن غلاموں نے اسکو مار ڈالا تو میرے خاوند کے مرنے کی خبر آئی اسوقت میں انصار کی ایک گھر میں تھی جو میرے

کنبے والون کے گھر سے دور تہا مین ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئی اور عرض کی یا رسول اللہ میرے خاوند کی موت کی خبر آئی اور مین ایک گھر مین ہون جو دور ہے میرے کنبے والون اور بہائیون کے گھرون سے اور میرے خاوند نے کچہ مال نہین چھوڑا جسکو مین خرچ کرون یا مین اسکی وارث ہون اور نہ ذات کا گھر چھوڑا اب اگر آپ اجازت دیجیے تو مین اپنے عزیزون اور بہائیون کے گھر مین آجاؤن یہ مجھے اچہا لگتا ہے اس مین میرے کام زیادہ چل جاوینگے آپ نے فرمایا اگر تو چاہتی ہے تو ایسا ہی کر فریعہ نے کہا مین یہ سنکر (خوشی کے ساتھہ) ٹھنڈک آنکھون مین تہی نکلی کیونکہ اللہ تعالے نے اپنے رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زبان پر میرے فائدہ کا حکم دیا مین مسجد ہی مین تہی یا کسی حجرے مین کہ پھر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھہ کو بلایا اور فرمایا تو کیا کہتی ہے مینے سارا قصہ پھر بیان کیا آپ نے فرمایا اسی گھر مین رہ جہان تیرے خاوند کے مرنیکی خبر آئی یہان تک کہ قرآن کی مدت پوری ہو جاوے (یعنے چار مہینے دس دن) فریعہ نے کہا پھر مینے اسی گھر مین عدت کی چار مہینے دس دن تک **ف** امام محمد نے کہا لیکن جس عورت کا خاوند مر جاوے اسکو دن مین اپنے کامون کے لیے نکلنا درست ہے کیونکہ اسکو نفقہ نہین ہے لیکن رات کو اسی گھر مین رہنا چاہیے اہلحدیث کے نزدیک بہی جہان خاوند کے مرتیوقت یا موت کی خبر کے وقت عورت ہو وہین عدت کرے اس حدیث کی رو سے اور اس مین علت نکالی گئی ہے لیکن اس سے خلل نہین آتا حجت لینے مین اور نسائی اور ابوداؤد نے ابن عباس سے نکالا کہ یہ آیت والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا وصیۃ لازواجہم متاعا الی الحول غیر اخراج منسوخ ہے آیت میراث سے اور سال بہر کی مدت بہی منسوخ ہے چار مہینے دس دن کی آیت سے اور ایک جماعت صحابہ سے منقول ہے کہ عذر سے نکلنا جائز ہے لیکن اسکی حجت عمدہ کوئی نہین ملتی اور صحابی کی موقوف روایت مرفوع کے مقابل نہین ہو سکتی اور شافعی اور عبدالرزاق نے مجاہد سے نکالا کہ کچہ لوگ احد مین شہید ہوئے انکی عورتون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو اپنے گھرون مین وحشت ہوتی ہے کیا ہم دوسری عورتون کے مکانون مین رہین آپ نے انکو اجازت دی لیکن یہ فرمایا کہ سوتیوقت اپنے گھر مین آؤ اور یہ روایت مرسل ہے حجت لینے کے لائق نہین (روضہ)

بَابٌ هَلْ تَخْرُجُ الْمَرْأَةُ فِي عِدَّتِهَا عدت کے اندر عورت اپنے گھر سے نکل سکتی ہے یا نہین

عن هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى مَرْوَانَ فَقُلْتُ لَهُ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِكَ طُلِّقَتْ فَمَرَرْتُ عَلَيْهَا وَهِيَ تَنْتَقِلُ فَقَالَتْ أَمَرَتْنَا فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ وَأَخْبَرَتْنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهَا أَنْ تَنْتَقِلَ فَقَالَ مَرْوَانُ هِيَ أَمَرَتْهُمْ بِذَلِكَ قَالَ عُرْوَةُ فَقُلْتُ أَمَا وَاللَّهِ لَقَدْ عَابَتْ ذَلِكَ عَائِشَةُ وَقَالَتْ إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِي مَسْكَنٍ وَحْشٍ فَخِيفَ عَلَيْهَا فَلِذَلِكَ أَرْخَصَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عروہ سے روایت ہے مین مروان پاس گیا اور مینے کہا تمہاری قوم کی ایک عورت کو طلاق دیا گیا ہے اور وہ دوسری جگہہ

انتہی پہر لی ہے مین اسکے پاس گذرا تو اسنے کہا ہم کو فاطمہ بنت قیس نے کہا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو گہر بدلنے کی اجازت دی مروان نے کہا بیشک فاطمہ بنت قیس نے اسکو حکم دیا عروہ نے کہا قسم خدا کی حضرت عایشہ نے عیب کیا فاطمہ کی اس حدیث پر اور کہا کہ فاطمہ ایک مکان مین تہی تو اسکو ڈر ہوا اپنی جان کا اسلیے آن حضرت نے اسکو اجازت دی مکان بدلنے کی **ف** دوسری روایت مین ہے کہ زبان درازی کی وجہ سے آپنے انکو اجازت دی تاکہ لڑائی نہو مروان نے کہا ان جورو اور خاوند مین ایسی ہی لڑائی ہے لہذا اسکا اٹھ جانا بجا ہے غرض مروان نے یہ قیاس کیا **عن** عائشۃ قالت قالت فاطمۃ بنت قیس یا رسول اللہ انی اخاف ان یقتحم علی فامرھا ان تتحول حضرت عایشہ نے کہا فاطمہ بنت قیس نے کہا یا رسول اللہ مجہے ڈر ہے کوئی میرے پاس گہس آوے جب آپ نے اسکو اجازت دی وہان سے اٹھ جانیکی **عن** جابر بن عبد اللہ قال طلقت خالتی فارادت ان تجد نخلھا فزجرھا رجل ان تخرج الیہ فاتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال بلی فجدی نخلک فانک عسی ان تصدقی او تفعلی معروفا جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے میری خالہ کو طلاق دیا گیا پہر اوسنے ارادہ کیا اپنی کہجورین کاٹنے کا تو ایک شخص نے اسکو ڈانٹا گہر سے نکلنے پر وہ آن حضرت کے پاس آئی آپنے فرمایا نہین تو کاٹ اپنی کہجورین کو اسلیے کہ تو صدقہ دیگی یا اور نیک کام کریگی **ف** اہلحدیث کے نزدیک جو عورت طلاق کی عدت مین ہو اسکو نکلنا جائز ہے اور حنفیہ کے نزدیک درست نہین وہ یہ کہین گے کہ شاید اس عورت کا اور کوئی مرد ایسا نہو گا جو اسکا کام کرتا بہر حال ضرورت سے نکلنا درست ہے جب لاچاری ہو **باب** المطلقۃ ثلثا ھل لھا سکنی ونفقۃ جس عورت کو تین طلاق دی جاوین تو عدت تک خاوند پر مکان اور نفقہ دینا واجب ہے یا نہین **ف** اہلحدیث کے نزدیک طلاق رجعی والی کے لیے نفقہ اور سکنی واجب ہے اور جسکو طلاق بائنہ یعنے تین طلاق دی جاوین اسکے لیے نہ نفقہ ہے نہ سکنی امام احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور ابو داؤد اور انکے اتباع کا یہی مذہب ہے اور بحر مین ابن عباس اور حسن بصری اور عطا اور شعبی اور ابن ابی لیلی اور اوزاعی اور امامیہ کا قول بہی یہی نقل کیا ہے اور جمہور کا اور حنفیہ کا یہ قول ہے کہ اسکے لیے بہی عدت تک نفقہ اور سکنی ہے (نفقہ خرچ اور سکنے مکان رہنے کے لیے) اسیطرح وفات والی کے لیے بہی عدت مین نفقہ اور سکنی نہین ہے اہلحدیث کے نزدیک البتہ اگر حاملہ ہو تو وضع حمل تک نفقہ اور سکنی واجب ہے خواہ وفات والی ہو یا طلاق بائن والی کیونکہ قرآن مین ہے فان کن اولات حمل فانفقوا علیھن حتی یضعن حملھن **عن** فاطمۃ بنت قیس تقول ان زوجھا طلقھا ثلثا فلم یجعل لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکنی ولا نفقۃ فاطمہ بنت قیس سے روایت ہے وہ کہتی ہین کہ اونکے خاوند نے انکو تین طلاق دی آنحضرت نے نہ انکے لیے سکنی دلایا نہ نفقہ **عن** فاطمۃ بنت قیس قالت طلقنی زوجی علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ثلثا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا سکنی لک ولا نفقۃ

کے زمانہ میں تین طلاق آپ نے فرمایا تیرے لیے نہ سکنیٰ ہے نہ نفقہ **ف** اہلحدیث نے اسی سے دلیل لی یہ حدیث صحیحین میں موجود ہے مسلم کی ایک روایت میں ہے تیرے لیے نفقہ نہیں ہے مگر جب تو حاملہ ہو جمہور کہتے ہیں کہ حضرت عمر اور عائشہ نے اسحدیث کا انکار کیا اور حضرت عمر نے کہا ہم اپنے رب کی کتاب اور نبی کی سنت ایک عورت کے قول سے نہیں چھوڑ سکتے معلوم نہیں اس نے یاد رکھا یا بھول گئی اور فاطمہ کو جب یہ خبر پہونچی اس نے کہا میرے اور تمہارے بیچ میں اللہ کی کتاب ہے اللہ نے فرمایا فطلقوھن لعدتھن یہانتک کہ یہ فرمایا لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا تو تین طلاق کے بعد کونسا امر پیدا ہوگا (یعنے امید رجعت کی نہیں تو نفقہ اور سکنے بھی واجب نہ ہوگا) اہلحدیث یہ بھی کہتے ہیں کہ امام احمد اور نسائی نے فاطمہ بنت قیس سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا نفقہ اور سکنے اسعورت کے لیے ہے جس سے اسکا خاوند رجعت کر سکتا ہو اور امام احمد کی ایک روایت میں ہے جب رجعت نکر سکتا ہو تو نہ نفقہ ہے نہ سکنے اور اسکی اسناد میں مجاہد بن سعید ہے اسکی متابعت بھی ہوئی ہے اور وہ ثقہ ہے تو اسکا رفع کرنا مقبول ہوگا اور قرآن میں جو آیتیں ہیں جو وجوب نفقہ اور سکنے پر دلالت کرتی ہیں لیکن وہ سب مطلقہ رجعی سے متعلق ہیں جیسے لاتخرجوھن من بیوتھن اور اسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم اور للمطلقات متاع بالمعروف اور دلیل اس تخصیص کی فاطمہ بنت قیس کی حدیث ہے اور یہ آیت لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا اور یہ آیت فان کن اولات حمل فانفقوا علیھن حتے یضعن حملھن کیونکہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر حاملہ نہ ہوں تو انکو خرچ دینا واجب نہیں اور بیہقی نے جو جابر سے نکالا مرفوعًا کہ جس حاملہ عورت کا خاوند مرجاوے اسکو نفقہ نہیں ہے تو ابن حجر نے کہا محفوظ یہ ہے کہ وہ موقوف ہے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ وفات والی کے لیے سکنے نہیں ہے وہ جہاں چاہے عدت کرے اور مالک نے کہا اسکے لیے سکنے ہے اور شافعی کے دو قول ہیں اسباب میں (روضہ) **باب مُتْعَةِ الطَّلَاقِ** طلاق کیوقت عورت کو کچھ کپڑے دینا **عن** عَائِشَةَ اَنَّ عَمْرَةَ بِنْتَ الْجَوْنِ تَعَوَّذَتْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُدْخِلَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ عُذْتِ بِمَعَاذٍ فَطَلَّقَهَا وَاَمَرَ اُسَامَةَ اَوْ اَنَسًا فَمَتَّعَهَا بِثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ رَازِقِيَّةٍ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے عمرہ بنت جون نے اللہ کی پناہ مانگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب وہ آپکے پاس لائی گئی (اسکو بعضی بی بیوں نے سکھا دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بہت خوش ہوتے ہیں جب کسی بی بی پاس جاویں وہ کہے اعوذ باللہ منک اور عمرہ بھولی تھی اس فریب میں آگئی ان کی یہ غرض تھی کہ ایسا کہنے سے آپ اسکو نکالدینگے) آپنے فرمایا تو نے ایسے کی پناہ مانگی جس سے پناہ مانگی جاتی ہے (دوسری روایت ہے تو نے بڑے کی پناہ مانگی) پھر آپ نے اسکو طلاق دیدیا اور اسامہ یا انس کو حکم دیا انہوں نے اوسکو تین کپڑے دیے سفید کتان کے **ف** متعہ طلاق کے

طور پر مسنون ہو واجب نہیں ہے **باب** الرَّجُلِ یَجْحَدُ الطَّلَاقَ اگر مرد طلاق دینے کا انکار کرتا ہو اور عورت اسکا دعوے کرتی ہو **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا ادَّعَتِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ زَوْجِهَا فَجَاءَتْ عَلَى ذَلِكَ بِشَاهِدٍ عَدْلٍ اسْتُحْلِفَ زَوْجُهَا فَإِنْ حَلَفَ بَطَلَتْ شَهَادَةُ الشَّاهِدِ وَإِنْ نَكَلَ فَنُكُولُهُ بِمَنْزِلَةِ شَاهِدٍ آخَرَ وَجَازَ طَلَاقُهُ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے جب عورت دعوی کرے کہ اوسکے خاوند نے اسکو طلاق دیا ہے اور طلاق پر ایک معتبر شخص کو یعنے عادل کو) گواہ لاوے (لیکن دو گواہ نہ ہون) تو اسکے خاوند کو قسم دیجاویگی اگر وہ قسم کھالے (کہ مین نے طلاق نہین دیا) تو اس گواہ کی گواہی لغو ہوجاوے گی اور جو قسم نہ کھاوے تو اسکا قسم سے انکار کرنا دوسرے گواہ کے مثل ہوگا اور طلاق جائز ہوجائیگا **باب** مَنْ طَلَّقَ أَوْ نَكَحَ أَوْ رَاجَعَ لَاعِبًا جس نے ہنسی سے طلاق دیا یا نکاح کیا یا رجعت کی **ف** یعنے ٹھٹے اور مزاح کے طور پر اور اسکے مقابل ہے جد یعنے درحقیقت کرنا ایک کام کا **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین باتین ہین ان مین ٹھٹا ایسا ہی جیسے سچ موچ کہنا اور سچ موچ کہنا تو سچ موچ ہے ایک نکاح دوسرے طلاق تیسرے رجعت **ف** اسکو نکالا ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم اور احمد نے ترمذی نے کہا حسن ہے حاکم نے کہا صحیح ہے اور اسکے اسناد مین عبد الرحمن بن حبیب بن اردک ہے اس مین اختلاف ہے اور طبرانی نے فضالہ بن عبید سے نکالا مرفوعاً کہ تین باتون مین کھیل جائز نہین طلاق اور نکاح اور عتق مین اسکے اسناد مین ابن لہیعہ ہے اور حارث بن اسامہ نے مسند مین عبادہ بن صامت سے نکالا ایسا ہی اس مین اتنا زیادہ ہے جس نے ان باتون کو زبان سے نکالا تو وہ لازم ہوجاوینگی اسکا اسناد منقطع ہے اور عبد الرزاق نے ابوذر سے نکالا مرفوعاً جس نے طلاق دیا کھیل سے اسکا طلاق جائز ہے (یعنے طلاق پڑ گیا) اور جس نے آزاد کیا کھیل سے اسکا آزاد کرنا جائز ہے اور جس نے نکاح کیا کھیل سے اسکا نکاح جائز ہے اسکا اسناد بھی منقطع ہے اور عبد الرزاق نے موقوفاً حضرت علی سے اور حضرت عمر سے مرفوعاً ایسا ہی نکالا تو یہ حدیثین ایک دوسرے کو قوی کرتی ہین ابن قیم نے کہا طلاق ہازل کا یعنے ٹھٹا کرنے والے کا پڑ جاویگا جمہور کے نزدیک اور ایسا ہی اسکا نکاح بھی صحیح ہوجاویگا اور یہی محفوظ ہے صحابہ اور تابعین سے اور جمہور کا یہی قول ہے اور بعضون نے شافعی سے نقل کیا کہ ہازل کا نکاح نہ ہوگا البتہ طلاق صحیح ہوگا اور مالک کا یہ قول ہے کہ دونون صحیح ہونگے البتہ زبردستی سے اگر کوئی طلاق دیوے تو طلاق نہین پڑے گا کیونکہ ایک حدیث مین ہے کہ طلاق اور عتاق اغلاق کی حالت مین نہین ہے یعنے جبر اور زبردستی کی حالت مین **باب** مَنْ طَلَّقَ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ بِهِ جس نے اپنے دل مین طلاق دیا لیکن

زبان سے کوئی لفظ نہیں نکلا **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَمَّا حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسَهَا مَالَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَتَکَلَّمْ بِهٖ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے درگذر کی میری امت سے جو وہ اپنے دلمین بات کرے جبتک اسپر عمل نہ کرے یا زبان سے نہ نکالے **ف** تو دل مین اگر طلاق کا خیال گذرے لیکن زبان سے کچھ نہ کہے تو طلاق واقع نہ ہوگا سب امور مین یہی حکم ہے جیسے عتاق رجعت بیع وغیرہ مین اس حدیث سے یہ نکلا کہ گناہ کا اگر کوئی ارادہ کرے لیکن ہاتھہ پاؤن سے یا زبان سے اوسکو نہ کرے تو وہ لکھا نہ جاویگا یہ اللہ سبحانہ وتعالی کی عنایت ہے اس امت پر **بَابُ** الطَّلَاقِ الْمَعْتُوْهِ وَالصَّغِیْرِ وَالنَّائِمِ دیوانے اور نابالغ اور سونیوالے کی طلاق کا بیان **ف** ان مین سے کسیکا طلاق نہ پڑے گا لیکن مستوالے مین اختلاف ہے اور اکثر کے نزدیک اس کا طلاق پڑجاوے گا **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰی یَسْتَیْقِظَ وَعَنِ الصَّغِیْرِ حَتّٰی یَکْبَرَ وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰی یَعْقِلَ اَوْ یُفِیْقَ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ فِیْ حَدِیْثِهٖ وَعَنِ الْمُبْتَلٰی حَتّٰی یَبْرَاَ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قلم اٹھا لیا گیا ہے تین شخصون سے (یعنے انکے افعال اور اقوال حساب مین نہین ہین) ایک تو سونے والے سے یہانتک کہ وہ جاگے دوسرے نابالغ سے یہانتک کہ وہ بالغ ہو تیسرے دیوانے سے یہانتک کہ وہ سیانا ہو یا چنگا ہوا ابوبکر کی روایت مین یون ہے بیمار سے یہانتک کہ وہ چنگا ہو مراد وہی بیماری ہے جسکا دماغ بگڑا ہوا ہو جیسے سرسام والا بیہوش وغیرہ **عَنْ** عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یُرْفَعُ الْقَلَمُ عَنِ الصَّغِیْرِ وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ وَعَنِ النَّائِمِ حضرت علی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اوٹھا لیا گیا ہے قلم نابالغ سے اور دیوانے سے اور سونے والے سے **بَابُ** طَلَاقِ الْمُکْرَهِ وَالنَّاسِیْ زبردستی یا بھولے سے طلاق دیوے **عَنْ** اَبِیْ ذَرٍّ الْغِفَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِیْ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاَ وَالنِّسْیَانَ وَمَا اسْتُکْرِهُوْا عَلَیْهِ ابوذر غفاری سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے معاف کردیا میری امت کو بھول اور چوک اور جسپر زبردستی کی جاوے **ف** جب اللہ تعالی نے اسکو معاف کیا اور دنیا کے احکام مین بھی معافی ہوگی اور بھولے سے طلاق دیدیوے یا زبردستی سے تو طلاق نہ پڑے گا اسیطرح چوک کے ساتھہ جیسے زبان سے الحمدللہ کہنا چاہتا ہے لیکن انت طالق نکل گیا تو بھی طلاق نہ پڑے گا اور حنفیہ نے ظلم کیا ہے انہون نے یہ حکم دیا ہے کہ بھول چوک کے ساتھہ طلاق پڑجاویگا **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَمَّا تُوَسْوِسُ بِهٖ صُدُوْرُهَا مَالَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَتَکَلَّمْ بِهٖ وَمَا اسْتُکْرِهُوْا عَلَیْهِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے درگذر کردیا میری امت سے اُس خیال سے جو اُنکے دلون مین آوے (یعنے وسوسہ) جب تک
اسپر عمل نکرین یا مونہہ سے نہ نکالین اسیطرح درگذر کیا ان کامون سے جو زبردستی سے کرین عن ابن عباس عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ وضع عن امتی الخطاء والنسیان وما استکرھوا علیہ ابن عباس رضی
اللہ عنہما سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالے نے معاف کردیا میری امت کو بھول
چوک اور جس کام کو وہ زبردستی سے کرین عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا طلاق ولا عتاق
فی اغلاق ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زبردستی میں
طلاق اور عتاق نہین ہے ف شیخ عبدالحق صاحب محدث رحمہ اللہ لمعات مین فرماتے ہین کہ ائمہ ثلثہ نے اسی حدیث
کے روسے یہ حکم دیا ہے کہ جس پر زبردستی کی جاوے اسکا طلاق اور عتاق نہ پڑے گا اور ہماری مذہب مین پڑ جاویگا
قیاس کے روسے ہزل پر تو جو عقد ہزل (ٹھٹے) مین نافذ ہوجاتا ہے وہ اکراہ (زبردستی) مین بھی نافذ ہوجاویگا
انتہی مختصراً مترجم کہتا ہے افسوس ہے کہ حنفیہ نے قیاس کو حدیث پر مقدم رکھا اور نہ صرف اسی حدیث پر بلکہ ابوذر اور
ابوہریرہ اور ابن عباس کی احادیث پر بھی جو اوپر گذرین ان سب مین یہ ہی کہ اللہ تعالی نے درگذر کیا اس امت سی اس کام
سے جو اسپر زبردستی کی جاوے اور زبردستی کا قیاس ہزل (ٹھٹے) پر صحیح نہین ہے کس لیے کہ ٹھٹا آدمی کے اختیار
مین ہے پس یہ اسکی سزا ہے کہ ٹھٹے کی حالت مین طلاق پڑجاتا ہے تاکہ آیندہ ایسے کامون مین ٹھٹا نہ کرے مثل
مشہور ہے یاری بیش یا باہم بازی اور زبردستی مین آدمی مجبور ہوجاتا ہے اور علاوہ اسکے قیاس تو یہ تھا کہ ٹھٹے مین
بھی طلاق نہ پڑتا لیکن وہ پڑگیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے جو اوپر گذری اور زبردستی مین خود حدیث
بھی وارد ہے کہ طلاق نہین پڑتا اور قیاس بھی یہی ہے پھر اون دونو کا ترک کرنا ایک تعجب کی بات ہی اور یہان سے
یہ بھی معلوم ہوا کہ حنفیہ نے جو اصول باندھے ہین کہ خبر واحد اور حدیث مرسل اور ضعیف بلکہ قول صحابی بھی قیاس پر مقدم
ہے یہ صرف دکھانے کی دانت ہین صدہا مسائل مین انہون نے قیاس کو احادیث صحیحہ پر مقدم رکھا ہے اور ہم یقیناً جانتے
ہین کہ یہ فعل متاخرین حنفیہ کا ہے امام ابوحنیفہ اس سے بالکل بری تھے اور انہون نے جن مسائل مین قیاس کیا ہے
اور وہان قیاس حدیث کے مخالف پڑا ہے اور اسکی وجہ یہ بھی ہے کہ انکو وہ حدیث نہین پہونچی تھی ورنہ وہ قیاس کو ترک
کردیتے جیسے وضو بالنبیذ اور نقض وضو بالقہقہہ فی الصلوۃ مین انہون نے ضعیف حدیث کی وجہ سے قیاس جلی کو
ترک کردیا ہے تو بھلا صحیح حدیث کے خلاف وہ کیونکر اپنا قیاس قائم رکھتے اور محدثین نے باسناد مسلسل امام ابوحنیفہ
سے نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے حدیث پر عمل لازم ہے اور میرا قول حدیث کی وجہ سے چھوڑ دیا اور شیخ ابن عربی نے

فتوحات میں امام ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے کہ جب تک لوگ علم حدیث کے حاصل کرتے رہیں گے اچھے رہینگے اور جب حدیث چھوڑ دیں گے بگڑ جاوینگے
لیکن افسوس ہے کہ حنفیہ نے اس باب میں اپنے امام کی وصیت پر عمل نہیں کیا اب جو کچھ مواخذہ ہوگا ان سے ہوگا نہ امام سے انہوں
نے تو سچی وصیت کر کے اپنے تئین بری کر لیا اور اللہ تعالیٰ رحم کرے حضرت شیخ عبد الحق پر انہوں نے حدیث رسول اللہ کو نقل
کر کے اسکے خلاف اپنا مذہب قیاس سے ثابت کیا انکو یوں لکھنا چاہیے تھا کہ ائمہ ثلٰثہ نے اس حدیث پر عمل کیا ہے اور حنفیہ
نے اسکے خلاف قیاس کے رو سے حکم دیا ہے اور حدیث کے خلاف قیاس محض لغو ہے پس حنفیہ کا قول اس مسئلہ میں چھوڑ دینے
کے لائق ہے **باب** لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ نکاح سے پہلے طلاق درست نہیں **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا طَلَاقَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس عورت کا آدمی مالک نہیں ہے (یعنے وہ اس کے نکاح میں نہیں) تو اسکو طلاق نہیں
ہوسکتا **ف** اب اگر کوئی طلاق دیوے تو اسکا فعل لغو ہوگا مثلاً یوں کہے جس عورت سے میں نکاح کروں اسکو طلاق ہے اور
اس کے بعد نکاح کرے تو اس کہنے سے طلاق نہ پڑے گا ائمہ ثلٰثہ کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک تعلیق کی صورت
میں طلاق پڑ جاویگا **عَنْ** الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا طَلَاقَ قَبْلَ نِكَاحٍ وَلَا
عِتْقَ قَبْلَ مِلْكٍ مسور بن مخرمہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہے اور
نہ ملک سے پہلے آزادی ہے (یعنے عتاق) **عَنْ** عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا طَلَاقَ
قَبْلَ النِّكَاحِ حضرت علی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہے **باب**
مَا يَقَعُ بِهِ الطَّلَاقُ مِنَ الْكَلَامِ کن کلموں سے طلاق پڑ جاتا ہے **ف** ایک تو صاف طلاق کا لفظ ہے دوسرے وہ
الفاظ ہیں جنکو کنایات کہتے ہیں ان میں بعض الفاظ سے طلاق پڑتا ہے بعضوں سے نہیں پڑتا ہے اور جن سے پڑتا ہے
ان میں یہ شرط ہے کہ طلاق کی نیت سے کہے اہلحدیث کے نزدیک یوں کہنے سے کہ تو مجھ پر حرام ہے طلاق نہیں پڑتا بخاری مسلم
نے ابن عباس سے ایسا ہی روایت کیا اور نسائی نے ابن عباس سے نکالا ایک شخص انکے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے اپنی عورت
کو حرام کر لیا انہوں نے کہا تو جھوٹا ہے وہ تجھ پر حرام نہیں ہے پھر یہ آیت پڑھی یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک اور سب میں
سخت کفارہ ایک بردے کا آزاد کرنا ہے اور نسائی نے انس سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک لونڈی تھی
آپ اس سے صحبت کرتے تو حضرت عائشہ اور حفصہ آپ کے پیچھے پڑیں یہاں تک کہ آپنے اسکو حرام کر لیا اپنے اوپر تب یہ
آیت اتری اور اس مسئلہ میں سب اٹھارہ مذہب ہیں اور حق اہلحدیث کا قول ہے اور ایک جماعت صحابہ و من بعدہم اور
تمام اہل ظاہر اسی کیطرف گئے ہیں یہ جب ہے کہ حرام سے اسکا ظاہری معنے مراد ہو لیکن اگر طلاق مراد رکھے تو کوئی مانع نہیں

طلاق کے پڑ جانے سے جیسے اور کنایات میں حکم ہے (روضہ) عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ اَيُّ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَاذَتْ مِنْهُ فَقَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ ابْنَةَ الْجَوْنِ لَمَّا دَخَلَتْ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَنَا مِنْهَا قَالَتْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُذْتِ بِعَظِيْمٍ اِلْحَقِيْ بِاَهْلِكِ اوزاعی سے روایت ہے میں نے زہری سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کونسی بی بی نے آپ سے پناہ مانگی انہوں نے کہا مجھ سے عروہ نے بیان کیا حضرت عائشہ سے کہ (عمرہ) جون کی بیٹی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس لائی گئی (خلوت میں) آپ اس سے نزدیک ہوئے تو وہ بولی میں اللہ کی پناہ مانگتی ہوں آپ سے آپ نے فرمایا تو نے پناہ مانگی بڑے کی اب اپنے لوگوں سے ملجا **ف** تو یہ لفظ اپنے لوگوں سے ملجا یعنے الحقی باہلک کنایہ ہے طلاق کا

باب طَلَاقِ الْبَتَّةِ

بتہ یعنے بائن طلاق کا بیان **ف** بتہ کہتے تین طلاقوں کو کیونکہ بت کے معنے قطع کرنا اور تین طلاقوں سے عورت قطع ہو جاتی ہے خاوند سے یعنے پھر اس سے رجعت نہیں ہو سکتی اور ایک طلاق بھی بتہ یعنے بائن ہو جاتا ہے جب عدت گزر جاوے عَنْ رُكَانَةَ اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ الْبَتَّةَ فَاَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ فَقَالَ مَا اَرَدْتَ بِهَا قَالَ وَاحِدَةً قَالَ آللّٰهِ مَا اَرَدْتَ بِهَا اِلَّا وَاحِدَةً قَالَ آللّٰهِ مَا اَرَدْتُ بِهَا اِلَّا وَاحِدَةً قَالَ فَرَدَّهَا عَلَيْهِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَاجَةَ سَمِعْتُ اَبَا الْحَسَنِ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيَّ يَقُوْلُ مَا اَشْرَفَ هٰذَا الْحَدِيْثَ قَالَ ابْنُ مَاجَةَ اَبُوْ عُبَيْدٍ تَرَكَهُ نَاجِيَةُ وَاَحْمَدُ جَبُنَ عَنْهُ رکانہ سے روایت ہے انہوں نے اپنی عورت کو طلاق بتہ دیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے فرمایا بتہ سے تو نے کیا مراد لیا انہوں نے کہا ایک طلاق آپ نے فرمایا کیا قسم خدا کی تو نے ایک ہی طلاق مراد لیا رکانہ نے کہا قسم خدا کی میں نے ایک ہی طلاق مراد لیا۔ راوی نے کہا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ کی جورو اسے پھیر دی۔ حافظ محمد بن ماجہ نے کہا میں نے ابو الحسن علی بن محمد طنافسی سے سنا وہ کہتے تھے یہ حدیث کتنی عمدہ ہے (یعنے اسکا اسناد بہت صحیح ہے) ابن ماجہ نے کہا ابو عبید کو ناجیہ نے ترک کیا اور امام احمد اس سے روایت کرنے میں جرأت نہیں کرتے تھے **ف** اس حدیث کو علی بن محمد نے عمدہ کہا لیکن اسکے اسناد میں زبیر بن سعید بن سلیمان ہے ابن معین نے اسکو ثقہ کہا اور یہ بھی کہا کہ وہ کوئی چیز نہیں دوسرے مقام میں اور نسائی نے کہا ضعیف ہے اور احمد نے کہا اس میں ضعف ہے اور عقیلی نے اس حدیث کی باب میں کہا کہ اسکا اسناد مضطرب ہے اور عبد اللہ بن علی کی متابعت نہیں ہوئی اور ذہبی نے کہا متفرد ہوا اس روایت سے جریر بن حازم زبیر بن سعید سے اور یہ جو ابن ماجہ نے ابو عبیدہ کا حال اس روایت میں بیان کیا تو معلوم نہیں ہوتا یہ کاتب کی غلطی ہے یا کیا کیونکہ ابو عبیدہ اس اسناد میں کوئی نہیں ہے

باب الرَّجُلِ يُخَيِّرُ امْرَاَتَهُ

آدمی اپنی عورت کو اختیار دیوے **ف**

علیہ وآلہ وسلم

چاہے طلاق دیلیوے اور چاہے خاوند کو پسند کرے پس اگر عورت نے خاوند کو اختیار کیا تو طلاق نہ پڑے گی یہی قول ہے اہل حدیث اور مالک اور شافعی اور امام ابوحنیفہ اور امام احمد اور جمہور علما کا اور علی اور زید بن ثابت اور حسن اور لیث سے منقول ہے کہ نفس تخییر یعنے اختیار دینے سے ایک طلاق پڑ جاویگا بائن اگرچہ وہ خاوند کو اختیار کرے یا نہ کرے اور یہ مذہب ضعیف ہے احادیث صحیحہ اسکے برخلاف وارد ہیں عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَرْنَاهُ فَلَمْ يَرَهُ شَيْئًا ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اختیار دیا ہم نے آپ ہی کو اختیار کیا پھر اس نے اسکو کچھ نہیں سمجھا ف یعنی طلاق نہیں پڑا یہ حدیث بخاری اور مسلم نے بھی روایت کی اس میں یہ ہے کہ آپ نے اسکو کچھ شمار نہیں کیا عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللهَ وَرَسُولَهُ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَلَّا تَعْجَلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ قَالَتْ قَدْ عَلِمَ وَاللهِ إِنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا لِيَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ قَالَتْ فَقَرَأَ عَلَيَّ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا الآيات فَقُلْتُ فِي هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ قَدِ اخْتَرْتُ اللهَ وَرَسُولَهُ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے جب یہ آیت اتری وان کنتن تردن اللہ و رسولہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس آئے اور فرمایا اے عائشہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں تو قباحت نہیں اس میں جلدی نہ کیجیو جب تک اپنے ماں باپ سے صلاح نہ لے حضرت عائشہ نے کہا قسم خدا کی آپ خوب جانتے تھے کہ میرے ماں باپ کبھی آپکو چھوڑ دینے کے لیے نہیں کہیں گے خیر آپنے یہ آیت پڑھی یا ایہا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتہا اخیر تک یعنے اے نبی اپنی بی بیوں سے کہہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اسکے آرائش کو پسند کرتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ دیدوں اور اچھی طرح رخصت کردوں اور اگر تم اللہ کو اور اسکے رسول کو اور آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ نے جو تم میں سے نیک ہیں انکے لیے بڑا ثواب طیار کیا ہے میں نے کہا کیا اس بات میں میں اپنے ماں باپ سے صلاح لوں میں نے اللہ اور اسکے رسول کو اختیار کیا ف پھر آپنے سب بی بیوں سے اسیطرح کہا لیکن سب نے اللہ اور رسول کو اختیار کیا اور دنیا پر خاک ڈالی خدا کی لعنت دنیا پر چار دن کی بہار ہے پھر آخر خدا کے پاس جانا ہے پس آخرت کی بھلائی سب پر مقدم ہے دنیا تو کسی بھی طرح سے گذر جاتی ہے بری یا بھلی لیکن آخرت میں ہمیشہ رہنا ہے خدا آخرت درست کرے آمین

باب كَرَاهِيَةِ الْخُلْعِ لِلْمَرْأَةِ

عورت کے لیے خلع کی کراہت ف خلع اسکو کہتے ہیں کہ عورت کچھ مال دینا قبول کرے خاوند کو اور اس سے طلاق لے لے بعضی عورتیں کل مہر خلع کے بدل دیتی ہیں بعضے آدھا یا پاو مہر بہرحال خلع کا بدل جو ٹھیرے قلیل اور کثیر سب ہو سکتا ہے لیکن جتنا خاوند نے عورت کو دیا

ہے اوس سے زیادہ بدل خلع لینا مکروہ ہے امام احمد اور اسحاق اور اہلحدیث کے نزدیک جائز نہیں اور بعضوں نے اس سے زیادہ بھی لینا جائز رکھا ہے **عن** ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تسال المراۃ زوجھا الطلاق فی غیر کنھہ فتجد ریح الجنۃ وان ریحھا لیوجد من مسیرۃ اربعین عاما ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت اپنے خاوند سے طلاق کو طلب نہ کرے جبتک مجبور نہ ہو جاوے اپنے جبتک عورت کو ایسی تکلیف نہ ہو کہ بغیر طلاق کے دوسرا علاج نہ ہے یعنی سخت تکلیف ہو مجبوری کی حالت کہ بالکل گذران نہ ہو سکے اجو کوئی عورت ایسا کریگی وہ جنت کی خوشبو نہ پاویگی اور جنت کی خوشبو چالیس برس کی راہ سے آتی ہے **ف** یعنی اسقدر جنت سے دور رہے گی معاذ اللہ **عن** ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما امراۃ سالت زوجھا الطلاق فی غیر ما باس فحرام علیھا رائحۃ الجنۃ ثوبان سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس عورت نے اپنے خاوند سے طلاق مانگا بغیر ضرورت کے تو اسپر حرام ہے جنت کی بو سونگھنا۔

باب المختلعۃ یاخذ ما اعطاھا

خاوند نے خلع کے بدل جو عورت کو دیا ہے وہ پھیر لے سکتا ہے **عن** ابن عباس ان جمیلۃ بنت سلول اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت واللہ ما اعتب علی ثابت فی دین ولا خلق ولکننی اکرہ الکفر فی الاسلام لا اطیقہ بغضا فقال لھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتردین علیہ حدیقتہ قالت نعم فامرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یاخذ منھا حدیقتہ ولا یزداد ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جمیلہ بنت سلول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئی اور عرض کی قسم خدا کی مین ثابت (اپنے شوہر) پر کسی دین یا خلق کی برائی سے غصہ نہیں ہوں لیکن مین برا جانتی ہوں کہ مسلمان ہو کر خاوند کی ناشکری کروں (کیونکہ ثابت کی صورت ذرا اچھی نہ تھی اور مردوں کی نسبت وہ حقیر بھی تھے انکی بی بی کو پسند نہ تھی) مین کیا کروں ہر طرح وہ مجھے برے معلوم ہوتے ہیں تب آپنے فرمایا تو اسکا دیا ہوا باغ پھیر دیگی وہ بولی ہاں پھیر دوں گی آخر آپنے ثابت کو حکم کیا کہ عورت سے اپنا باغ پھیر لیوے اور زیادہ کچھ نہ لیوے **عن** عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال کانت حبیبۃ بنت سھل تحت ثابت بن قیس بن شماس وکان رجلا دمیما فقالت یا رسول اللہ واللہ لولا مخافۃ اللہ اذا دخل علی لبسقت فی وجھہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتردین علیہ حدیقتہ قالت نعم قال فردت علیہ حدیقتہ قال ففرق بینھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے حبیبہ بنت سہل ثابت بن قیس بن شماس کے نکاح میں تھی وہ بدصورت آدمی تھے تو حبیبہ نے کہا یا رسول اللہ قسم خدا کی اگر اللہ کا ڈر نہ ہوتا تو جب ثابت میرے پاس آتا

میں اسکے سونہہ پر تھوک دیتی آپ نے فرمایا اچھا تو اسکا باغ پھیر دیتی ہے وہ بولی ہاں پھر اس نے ثابت کو اسکا دیا ہوا باغ پھیر دیا اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں میں جدائی کر دی ف دارقطنی کی روایت میں ہے باسناد صحیح کہ ابو الزبیر نے کہا ثابت
نے مہر میں اسکو ایک باغ دیا تھا آپ نے فرمایا تو اسکا باغ پھیر دیتی ہے جو اس نے تجھہ کو دیا ہے وہ بولی ہاں باغ بھی دیتی ہوں
اور کچھہ زیادہ دیتی ہوں آپ نے فرمایا زیادہ نہیں چاہیے لیکن باغ پھیر دے اس نے کہا بہت اچھا اور اس روایت سے یہ نکلا کہ خاوند نے جو
بی بی کو دیا اس سے زیادہ بدل خلع لینا درست نہیں علی اور طاؤس اور عطا اور زہری اور ابو حنیفہ اور احمد اور اسحاق کا
یہی قول ہے اور جمہور یہ کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ بھی لینا درست ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا فلا جناح علیہما فیما افتدت بہ
اور یہ عام ہے شامل ہے قلیل اور کثیر دونوں کو اور اسکا جواب یہ ہے کہ ان روایتوں سے اسکی تخصیص ہو جاتی ہے اور وہ جو بیہقی
نے نکالا ابو سعید خدری سے کہ میری بہن ایک انصاری مرد کے نکاح میں تھی وہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس گئے آپ نے عورت سے فرمایا کیا تو اسکا باغ پھیر دیتی ہے اس نے کہا ہاں اور میں زیادہ دیتی ہوں پھر عورت نے اسکا
باغ پھیر دیا اور زیادہ دیا تو یہ روایت ضعیف ہے اور دوسرے یہ کہ اس میں یہ کہاں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
زیادہ دینے کا حکم دیا (روضہ) **باب عِدَّةِ الْمُخْتَلِعَةِ** خلع والی عورت کی عدت کا بیان **عَنْ** عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ
ابْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَ قُلْتُ لَهَا حَدِّثِينِي
حَدِيثَكِ قَالَتْ اخْتَلَعْتُ مِنْ زَوْجِي ثُمَّ جِئْتُ عُثْمَانَ فَسَأَلْتُ مَاذَا عَلَيَّ مِنَ الْعِدَّةِ فَقَالَ لَا عِدَّةَ عَلَيْكِ إِلَّا
أَنْ يَكُونَ حَدِيثَ عَهْدٍ بِكِ فَتَمْكُثِينَ عِنْدَهُ حَتَّى تَحِيضِينَ حَيْضَةً قَالَتْ وَإِنَّمَا تَبِعَ فِي ذَلِكَ قَضَاءَ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرْيَمَ الْمَغَالِيَّةِ وَكَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ فَاخْتَلَعَتْ مِنْهُ عبادہ بن ولید بن عبادہ
بن صامت سے روایت ہے عبادہ بن صامت نے کہا میں نے ربیع بنت معوذ بن عفراء سے کہا تم اپنی حدیث مجھ سے بیان کرو انہوں نے کہا
میں نے اپنے خاوند سے خلع کیا پھر میں حضرت عثمان کے پاس آئی اور ان سے پوچھا مجھ پر کتنی عدت ہے انہوں نے کہا تجھ پر عدت
نہیں ہے مگر جب تیرے خاوند نے تجھ سے حال میں جماع کیا ہو تو اسکے پاس رہیگا تاکہ ایک حیض تجھکو آجاوے ربیع
نے کہا حضرت عثمان نے اس میں پیروی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کی مریم مغالیہ کے باب میں وہ ثابت
بن قیس بن شماس کے نکاح میں تھیں اور ان سے خلع کیا تھا ف نسائی نے روایت کیا ربیع بنت معوذ سے ثابت کی
عورت کے قصے میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا جو تیرا اسکے پاس ہے وہ لے لے اور اسکو چھوڑ دے
ثابت نے کہا اچھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو حکم کیا ایک حیض کی عدت کرنے کا اور اپنے لوگوں سے مل
جانے کا اور ایک دوسری حدیث ہے اسکو ترمذی اور نسائی نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو حکم کیا

ایک حیض سے عدت کرنے کا اس کے اسناد میں محمد ابن اسحاق ہے لیکن اس نے تصریح کی حدثنا کہہ کے اور ابوداؤد اور ترمذی نے
نکالا ابن عباس سے اور کہا حسن ہے کہ ثابت بن قیس کی جورو نے اپنی خاوند سے خلع کیا تو آپ نے اسکو حکم دیا ایک حیض کی عدت
کرنے کا اور دار قطنی اور بیہقی نے باسناد صحیح ابو الزبیر سے نکالا اس میں یہ ہے کہ ثابت نے اپنا باغ لے لیا اور عورت کو آزاد کر دیا
دار قطنی نے کہا ابو الزبیر نے اسکو کئی شخصوں سے سنا ہے تو ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ خلع کرنیوالی کی عدت ایک حیض
ہے اور خلع فسخ ہے نکاح کا اہل حدیث کا یہی مذہب ہے کیونکہ اگر خلع طلاق ہوتا تو اسکی عدت تین حیض ہوتی اور بعض روایتوں
میں جو ہے کہ ثابت نے اپنی عورت کو ایک طلاق دیدیا تو اسکے جواب کئی دیے ہیں امام شوکانی نے انکو نیل الاوطار میں
ذکر کیا ہے ابن قیم نے کہا علماء نے اختلاف کیا مختلعہ کی عدت میں تو اسحاق اور احمد کا صحیح روایت میں یہ قول ہے کہ وہ
ایک حیض سے عدت کرے اور عثمان بن عفان اور عبد اللہ بن عباس کا یہی قول ہے اور لوگوں نے صحابہ کا اجماع اسپر نقل
کیا ہے اور دوسرے صحابہ کی مخالفت معلوم نہیں ہوتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح حدیث سے بھی یہی ثابت
ہے اور جس شخص نے اسکا خلاف کیا ہے (جیسے حنفیہ) انہوں نے خلع کی عدت تین حیض رکھی ہے تو اسکو یہ حدیث نہیں
پہونچی اور یہ قول اسکا مرجوح ہے حدیث کی رو سے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مختلعہ کو تین حیض تک عدت
کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ ربیع بنت معوذ اور ثابت بن قیس کی جورو کی حدیث سے ایک حیض کی عدت ثابت ہے اور اس
حدیث کے کئی طریق ہیں ابو جعفر نحاس نے کتاب الناسخ والمنسوخ میں کہا کہ صحابہ کا اسپر اجماع ہے انتہی مختصراً **باب**
الایلاء ایلا کا بیان **ف** ایلا اسکو کہتے ہیں کہ خاوند قسم کھاوے اپنی عورت سے صحبت نکروں گا اگر چار مہینے سے
کم کے لیے یہ قسم ہو تو اپنی قسم کو پورا کرے یا کفارہ دیوے وہ ایلا شرعی نہیں ہے اگر چار مہینے سے زیادہ کے لیے ہو تو چار
مہینے گذرنے کے بعد خاوند کو اطلاع دیں گے خواہ وہ رجوع کرے اپنی قسم سے اور صحبت کرے خواہ طلاق دیدیوے
اگر خاوند طلاق ندیوے تو حاکم وقت طلاق دیسکتا ہے شافعی اور اہل حدیث کا یہی قول ہے اور حنفیہ کہتے ہیں جب
چار مہینے گذر جاویں اور مرد صحبت نہ کرے تو عورت کو خود بخود ایک طلاق بائن پڑ جاویگا اور سعید اور ابو بکر نے کہا کہ طلاق
رجعی پڑے گا اور ایلا جائز ہے اگر چار مہینے سے کم کے لیے ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مہینہ کے
لیے اپنی بیبیوں سے ایلا کیا تھا اور یہی حق ہے روضہ مختصراً **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ أَقْسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى نِسَائِهِ شَهْرًا فَمَكَثَ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ يَوْمًا حَتّٰى إِذَا كَانَ مَسَاءُ ثَلَاثِينَ
دَخَلَ عَلَيَّ فَقُلْتُ إِنَّكَ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا فَقَالَ الشَّهْرُ كَذَا يُرْسِلُ أَصَابِعَهُ فِيهِ
ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَالشَّهْرُ كَذَا وَأَرْسَلَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا وَأَمْسَكَ إِصْبَعًا وَاحِدًا فِي الثَّالِثَةِ حضرت عائشہ

سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کھائی کہ اپنی بی بیوں سے صحبت نہ کریں گے ایک مہینے تک پھر آپ انتیس دن تک رکے رہے جب تیسویں دن کی شام ہوئی تو آپ میرے پاس آئے میں نے عرض کیا آپ نے ایک مہینہ کے لیے قسم کھائی تھی کہ ہمارے پاس نہ آویں گے آپ نے فرمایا مہینہ اتنا ہوتا ہے اور تین بار سب انگلیوں کو کھلا رکھا تو تیس دن ہوئے اور اتنا ہوتا ہے اور سب انگلیوں کو کھلا رکھا لیکن تیسری بار میں ایک انگلی بند کر لی (یعنے ۲۹ دن کا بھی مہینہ ہوتا ہے آج ۲۹ دن ہو گئے تو قسم پوری ہو گئی) **عن** عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم انما آلى لان زينب ردت عليه هديته فقالت عائشة لقد اقمئتك فغضب صلى الله عليه وسلم فآلى منهن ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایلا کیا اس واسطے کہ حضرت زینب نے آپ کا بھیجا ہوا حصہ پھیر دیا **ف** آپ کو ملال ہوا ایک روایت میں ہے کہ آپ پاس کہیں سے حصہ آیا آپ نے سب بی بیوں کو اس میں سے حصے بھیجے حضرت زینب نے وہ حصہ واپس کر دیا آپ نے اور زیادہ کر کے بھیجا جب بھی پھیر دیا تب آپ غصہ ہوئے اور آپ نے قسم کھائی کہ میں تم سب کے پاس ایک مہینے تک نہ آؤنگا ایک روایت میں ہے کہ آپ نے جانور ذبح کیا تھا اسکا گوشت سب بی بیوں کو بھیجا لیکن حضرت زینب نے اپنا حصہ واپس کر دیا آپ نے تین مرتبہ زیادہ زیادہ کر کے بھیجا جب بھی انہوں نے نہ لیا اسوقت آپ کو غصہ آیا اور بعضوں نے کہا ایلا کا سبب یہ نہ تھا بلکہ آپ کی بی بیاں آپ سے خرچ مانگتی تھیں اور تقاضا کرتی تھیں چنانچہ ابوبکرؓ اور عمرؓ آئے اور انہوں نے اپنی اپنی بیٹی کو ڈانٹا اسوقت آپ نے ایلا کیا پھر آیت تخییر اتری واللہ اعلم **ف** تو حضرت عائشہ نے کہا زینب نے آپ کو ذلیل کیا (آپ کا حصہ پھیر کر) یہ سنکر آپ غصے ہوئے اور آپ نے ایلا کیا ان سے **عن** ام سلمة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم آلى من بعض نسائه شهرا فلما كانت تسعة وعشرين راح او غدا فقيل يا رسول الله انما مضى تسع وعشرون فقال الشهر تسع وعشرون ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایلا کیا اپنی بعض عورتوں سے ایک مہینے کا جب انتیس دن ہو گئے تو آپ صبح کو تشریف لے گئے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ابھی تو انتیس دن گذرے ہیں آپ نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے

باب الظهار ظہار کا بیان **ف** ظہار یہ ہے کہ مرد اپنی عورت سے کہے تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ یا یوں کہے میں نے تجھ سے ظہار کیا اسصورت میں جماع سے پہلے کفارہ دینا چاہیے ایک غلام آزاد کرے اگر یہ نہ ہو سکے تو دو مہینے پے درپے روزے رکھے اگر یہ نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے جیسے قرآن شریف میں وارد ہے **عن** سلمة بن صخر البياضي قال كنت امرأ استكثر من النساء لا ارى رجلا كان يصيب من ذلك ما اصيب فلما دخل رمضان ظاهرت من امرأتي حتى ينسلخ رمضان فبينما هي تحدثني ذات

لیلۃ انکشف لی منہا شیء فوثبت علیہا فوقعتہا فلما اصبحت غدوت علی قومی فاخبرتہم خبری وقلت لہم سلوا لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ما کنا نفعل اذا ینزل اللہ فینا کتابا او یکون فینا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قول فیبقی علینا عارہ ولکن سوف نسلمک بجریرتک اذھب فاذکر شانک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فخرجت حتی جئتہ فاخبرتہ الخبر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت بذاک فقلت انا بذاک وھا انا یا رسول اللہ صابر لحکم اللہ علی قال فاعتق رقبۃ قال قلت والذی بعثک بالحق ما اصبحت املک الا رقبتی ھذہ قال فصم شہرین متتابعین قال قلت یا رسول اللہ وھل دخل علی ما دخل من البلاء الا بالصوم قال فتصدق او اطعم ستین مسکینا قال قلت والذی بعثک بالحق لقد بتنا لیلتنا ھذہ ما لنا عشاء قال فاذھب الی صاحب صدقۃ بنی زریق فقل لہ فلیدفعہا الیک واطعم ستین مسکینا وانتفع ببقیتہا سلمہ بن صخر بیاضی سے روایت ہے میں عورتوں کو بہت چاہتا تھا اور میں کسی مرد کو نہیں جانتا جو عورتوں سے اتنی صحبت کرتا ہو جیسے میں کرتا تھا جب رمضان آیا تو میں نے اپنی عورت سے ظہار کر لیا رمضان گذرنے تک (تاکہ میں روزے میں جماع نہ کر بیٹھوں اس سے یہ نکلا کہ ظہار موقت یعنی میعادی بھی معین ہو سکتا ہے) ایک رات وہ مجھ سے باتیں کر رہی تھی اسکا کچھ بدن کھل گیا میں کود اس پر اور اس سے صحبت کی جب صبح ہوئی تو میں اپنے لوگوں پاس گیا اور ان سے بیان کیا اور میں نے ان سے کہا میرے لیے یہ مسئلہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھو انہوں نے کہا ہم تو نہیں پوچھیں گے ایسا نہ ہو کہ ہماری شان میں کتاب اترے (یعنی قرآن میں ہماری برائی اترے جو قیامت تک قائم رہے) یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں کے باب میں کچھ فرما دیں اسکی شرمندگی باقی رہے لیکن ہم تجھی کو دیئے ڈالتے ہیں تیرے قصور کے بدل اب تو خود جا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنا حال بیان کر سلمہ نے کہا یہ سنکر میں نکلا اور آپ پاس آیا آپ سے حال بیان کیا آپ نے فرمایا تو نے یہ کام کیا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں میں نے کیا ہے اور میں حاضر ہوں یا رسول اللہ اور اللہ کے حکم پر صابر ہوں جو میرے باب میں اترے آپ نے فرمایا تو ایک بردہ آزاد کر میں نے کہا قسم اسکی جس نے آپکو سچائی کے ساتھ بھیجا میں تو صرف اپنی جان کا مالک ہوں آپ نے فرمایا اچھا دو مہینے پے درپے (لگاتار) روزے رکھ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ بلا جو میرے اوپر آئی روزے ہی کی وجہ سے تو آئی (کہ رمضان کے خیال سے میں نے ظہار کیا اور پھر جماع کر بیٹھا جب ایک مہینے کے روزے پورے نہ گذر سکے تو دو مہینے کیونکر گذر سکتے ہیں) آپ نے فرمایا تو صدقہ دے اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا میں نے کہا قسم اسکی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہم تو اس رات کو فاقے سے رہے ہمارے پاس رات کا

کا کھانا نہ تھا دینے لئے محتاج ہیں تو پہر فقیروں کو کہاں سے کھلادیں) آپ نے فرمایا بنی زریق کا صدقہ جو وصول کیا کرتا ہے
اسکے پاس جا اور اس سے کہہ وہ تجھے کچھ مال دیگا اس میں سے ساٹھ مسکینوں کو کھلادے اور جو بچے وہ اپنے کام میں لا **ف**
سبحان اللہ کفارہ کا کفارہ ادا ہوگیا اور مال ہاتھ آیا یہی حال ہوتا ہے اسکا جو سچائی اور عاجزی کے ساتھ اللہ جل جلالہ
کی درگاہ میں حاضر ہو یہ حدیث کہ امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور حاکم اور ابن خزیمہ اور ابن ابی الجارود نے بھی نکالا
ترمذی نے کہا حسن ہے حاکم نے کہا صحیح ہے اور ترمذی نے اسکو روایت کیا ابن عباس سے اور کہا صحیح ہے اور حاکم نے
بھی اسکو صحیح کہا ابن حجر نے کہا اسکے راوی ثقہ ہیں لیکن ابوحاتم اور نسائی نے اس میں علت نکالی کہ وہ مرسل ہے ابن
حزم نے کہا اسکے راوی ثقہ ہیں اور اسکا ارسال ضرر نہیں کرتا اور ان دونوں حدیثوں کے کئی شاہد ہیں ابوداؤد اور
احمد نے خولہ بنت مالک سے ایسا ہی نکالا اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے اور حاکم نے اور اجماع ہے اسپر کہ ظہار کا کفارہ
اسوقت واجب ہوتا ہے جب مرد اپنی بی بی سے لوٹنے کا قصد کرے یعنے جماع کا اور اگر کفارے سے پہلے جماع کرلیا
تو گنہگار ہوا لیکن ایک ہی کفارہ واجب ہوگا اور یہی حق ہے (روضہ) **عن** عُروَةَ بنِ الزُّبَيرِ قالَ قالَت
عائِشَةُ تَبارَكَ الَّذي وَسِعَ سَمعُهُ كُلَّ شَيءٍ إنّي لَأسمَعُ كَلامَ خَولَةَ بِنتِ ثَعلَبَةَ ويَخفىٰ عَلَيَّ بَعضُهُ وهِيَ
تَشتَكي زَوجَها إلىٰ رَسولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وهِيَ تَقولُ يا رَسولَ اللهِ أكَلَ شَبابي ونَثَرتُ لَهُ بَطني
حَتّىٰ إذا كَبِرَت سِنّي وانقَطَعَ وَلَدي ظاهَرَ مِنّي اللّٰهُمَّ إنّي أشكو إلَيكَ فَما بَرِحَت حَتّىٰ نَزَلَ جِبرَئيلُ بِهٰؤُلاءِ
الآياتِ قَد سَمِعَ اللهُ قَولَ الَّتي تُجادِلُكَ في زَوجِها وتَشتَكي إلَى اللهِ عروہ بن الزبیر سے روایت ہے حضرت عائشہ نے کہا
بڑی برکت والا ہے جو ہر چیز کو سنتا ہے میں خولہ بنت ثعلبہ کی بات اچھی طرح سے نہیں سنتی ہوں بعضی بات سمجھ میں نہیں
آتی وہ شکایت کررہی تھی اپنے خاوند کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہہ رہی تھی یا رسول اللہ میرا خاوند میری جوانی
کھا گیا (یعنے جوانی بھر اسکے ساتھ رہی) اور میرا پیٹ اسکے لیے چیر گیا (یعنے اولاد ہوئی) جب میں بوڑھی ہوئی اور
میری اولاد بھی بند ہوئی تو اس نے مجھ سے ظہار کیا یا اللہ میں اپنا شکوہ تجھ سے کرتی ہوں پہر وہ یہی کہتی رہی یہانتک کہ
حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ آیتیں لیکر اترے قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجہا وتشتکی الی اللہ یعنے سن
لی اللہ تعالے نے عرش پر سے اس عورت کی بات یعنے خولہ بنت ثعلبہ کی جو جھگڑتی تھی تجھ سے اپنے خاوند اوس
بن صامت کی باب میں اور اللہ سے شکوہ کرتی تھی **ف** اپنی مصیبت اور دکھ کا تب اللہ تعالی نے حکم اوتارا اور
ظہار کا کفارہ بیان فرمایا اور عورت کی دادرسی کی خاوند نے کفارہ دیکر پہر اسکو بی بی کی طرح سمجھا اور اس سے صحبت
کی

باب المُظاهِرِ يُجامِعُ قَبلَ أن يُكَفِّرَ کفارے سے پہلے اگر ظہار کرنیوالا جماع کرلیوے

عن

سَلَمَۃَ بْنِ صَخْرٍ الْبَيَاضِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُظَاهِرِ يُوَاقِعُ قَبْلَ اَنْ يُكَفِّرَ قَالَ كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ

سلمہ بن صخر بیاضی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ظہار کرنیوالا اگر کفارہ سے پہلے جماع کرے تو ایک ہی کفارہ لازم ہوگا **ف** شرح السنہ میں ہے کہ اکثر اہل علم کا یہی قول ہے اور مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور بعضوں کے نزدیک اس صورت میں دو کفارے واجب ہونگے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا ظَاهَرَ مِنِ امْرَاَتِهِ فَغَشِيَهَا قَبْلَ اَنْ يُكَفِّرَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْتُ بَيَاضَ حِجْلَيْهَا فِي الْقَمَرِ فَلَمْ اَمْلِكْ نَفْسِي اَنْ وَقَعْتُ عَلَيْهَا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَهُ اَنْ لَا يَقْرَبَهَا حَتّٰى يُكَفِّرَ ابن عباس سے روایت ہے ایک شخص نے اپنی عورت سے ظہار کیا اور کفارے سے پہلے اس سے صحبت کی پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے ذکر کیا آپ نے فرمایا تو نے ایسا کیوں کیا وہ بولا یا رسول اللہ میں نے اسکی پازیب کی سفیدی دیکھی چاندنی میں اور میں بے اختیار ہوگیا میں نے اس سے جماع کیا یہ سنکر آپ ہنسے اور آپ نے اسکو حکم کیا کہ وہ اپنی عورت سے جماع نہ کرے جب تک کفارہ نہ دیوے **بَابُ اللِّعَانِ** لعان کا بیان **ف** جب مرد اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگادے اور عورت زنا کا اقرار نہ کرے نہ مرد گواہ لاوے اور نہ اپنی تہمت سے پھرے تو لعان واجب ہوتا ہے اسکی صورت قرآن شریف میں مذکور ہے کہ پہلے مرد چار بار گواہی دیوے اللہ کا نام لیکر کہ وہ سچا ہے اور پانچویں بار میں یوں کہے کہ اسپر لعنت ہو اللہ تعالیٰ کی اگر وہ جھوٹا ہو پھر عورت چار بار گواہی دیوے اللہ تعالیٰ کا نام لیکر کہ اسکا مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار میں یوں کہے اللہ کا غضب اسپر اترے اگر اسکا مرد سچا ہو جب دونوں اسطرح گواہیاں دے چکیں تو حاکم جورو مرد میں جدائی کردیوے پھر وہ دونو کبھی نہیں مل سکتے اور اگر بچہ پیدا ہو وہ ماں کو دلادیا جاوے اب اگر اس بچہ کو کوئی ولد الزنا کہے تو اسپر حد قذف واجب ہوگی (در رہبیہ) **عَنْ** سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَاءَ عُوَيْمِرٌ اِلٰى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ فَقَالَ سَلْ لِي رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهِ رَجُلًا فَقَتَلَهُ اَيُقْتَلُ بِهِ اَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ فَسَاَلَ عَاصِمٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَعَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ ثُمَّ لَقِيَهُ عُوَيْمِرٌ فَسَاَلَهُ فَقَالَ مَا صَنَعْتَ فَقَالَ صَنَعْتُ اَنَّكَ لَمْ تَاْتِنِي بِخَيْرٍ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَابَ الْمَسَائِلَ فَقَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللّٰهِ لَآتِيَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَاَسْاَلَنَّهُ فَاَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَهُ قَدْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ فِيهِمَا فَلَاعَنَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللّٰهِ لَئِنِ انْطَلَقْتُ بِهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ كَذَبْتُ عَلَيْهَا قَالَ فَفَارَقَهَا قَبْلَ اَنْ يَاْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَصَارَتْ سُنَّةً فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْظُرُوْهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْحَمَ
أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ عَظِيْمَ الْأَلْيَتَيْنِ فَلَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أُحَيْمِرَ كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ
فَلَا أُرَاهُ إِلَّا كَاذِبًا قَالَ فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الْمَكْرُوْهِ ۔ سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے کہ عویمر عجلانی عاصم
بن عدی پاس آیا اور کہنے لگا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے لیے یہ مسئلہ پوچھو کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت کے ساتھ
کسی بیگانے مرد کو پاوے اس سے صحبت کرتے ہوئے پھر اسکو مار ڈالے تو کیا خود اسکے بدل مارا جاوے یا کیونکر کرے پھر عاصم
نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا آپ نے ایسے سوالوں کو برا جانا **ف** اسلیے کہ بلا ضرورت سوال کرنے
سے اللہ تعالی نے منع کیا ہے اور شاید اسوقت تک آپ کچھ نہ معلوم ہوا کہ ایسا واقعہ کسی قوم میں آیا ہے **ت** پھر عویمر عاصم سے
ملا اور پوچھا تو نے کیا کیا عاصم نے کہا میں نے کیا جو کیا یعنے پوچھا) لیکن تجھ سے مجھ کو بھلائی نہیں پہونچی میں نے آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا آپ نے برا جانا ان سوالوں کو عویمر نے کہا قسم خدا کی میں تو جناب رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤنگا اور آپ سے پوچھونگا پھر وہ آیا آپکے پاس تو دیکھا کہ آپ پر وحی اتری ہے ایسی جورو مرد
کے باب میں آخر آپ نے لعان کرایا ان دونوں کو (یعنے عویمر اور اسکی جورو کو) پھر عویمر نے کہا قسم خدا کی اگر میں اب اس
عورت کو اپنے ساتھ لیجاؤں تو گویا میں نے اسکو جھوٹ تہمت لگائی آخر عویمر نے اسکو چھوڑ دیا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے حکم کرنے سے پہلے پھر یہی سنت ہوگئی لعان کرنیوالوں کی (کہ لعان کے بعد دونوں جدا ہو جاویں) بعد
اسکے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو اگر عویمر کی عورت کالا بچہ کالی آنکھوں والا بڑے سرین والا جنے تو میں
سمجھتا ہوں کہ عویمر نے سچی تہمت کی (کیونکہ جس شخص سے عویمر نے تہمت لگائی تھی اسکے ایسی ہی صورت ہوگی)
اور اگر سرخ رنگ کا بچہ جنے جیسے وحرہ (وہ ایک کیڑا ہے لال رنگ کا ہندی میں اسکو بامھنی کہتے ہیں) تو میں سمجھتا
ہوں عویمر جھوٹا ہے ۔ راوی نے کہا پھر اس عورت کا بچہ بری شکل کا پیدا ہوا (یعنے کالا کالی آنکھوں والا بڑی سرین
والا یعنے اسی مرد کی صورت پر جس سے عویمر نے تہمت لگائی تھی) **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ
امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرِيْكِ بْنِ سَحْمَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّنَةَ أَوْ
حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ فَقَالَ هِلَالُ ابْنُ أُمَيَّةَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّي لَصَادِقٌ وَلَيُنْزِلَنَّ اللهُ فِي أَمْرِي مَا يُبَرِّئُ
ظَهْرِي قَالَ فَنَزَلَتْ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ حَتَّى بَلَغَ وَالْخَامِسَةَ
أَنَّ غَضَبَ اللهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمَا فَجَاءَا
فَقَامَ هِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ

يُنَ ثَابِتٍ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الْخَامِسَةِ أَنَّ غَضَبَ اللهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ
قَالُوْا لَهَا إِنَّهَا لَمُوجِبَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهَا سَتَرْجِعُ فَقَالَتْ وَاللهِ لَا أَفْضَحُ قَوْمِي
سَائِرَ الْيَوْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ
خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيكِ بْنِ سَحْمَاءَ فَجَاءَتْ بِهِ كَذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا مَا سَبَقَ
مِنْ كِتَابِ اللهِ لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ہلال بن امیہ نے تہمت لگائی اپنی جورو کو آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شریک بن سحماء کے ساتھ آپ نے فرمایا تو گواہ لا نہیں تو حد (قذف) قبول کر اپنی پیٹھ
پر ہلال نے کہا قسم اسکی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا میں سچا ہوں اور اللہ جل جلالہ میرے باب میں کوئی ایسا حکم
اتاریگا جس سے میری پیٹھ بچ جاویگی (حد لگنے سے) راوی نے کہا پھر یہ آیت اتری والذین یرمون ازواجہم ولم یکن لہم شہداء
الا انفسہم اخیر تک یعنے جو لوگ تہمت لگاتے ہیں اپنی جوروؤں کو زنا کی اور انکے پاس کوئی گواہ نہیں سوا انکے خود کے اخیر
تک آپ لوٹے اور ہلال اور اسکی جورو کو بلا بھیجا وہ دونوں آئے پہلے ہلال بن امیہ کھڑا ہوا اس نے گواہیاں دیں اور آپ بھی
فرماتے جاتے تھے بیشک اللہ تعالی جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے تو کوئی ہے توبہ کرنے والا اخیر اسکے بعد عورت کھڑی
ہوئی اور اس نے بھی گواہیاں دیں جب پانچویں گواہی کا وقت آیا یعنے یہ کہنے کا کہ اللہ تعالے کا غضب عورت پر
اترے اگر مرد سچا ہو تو لوگوں نے کہا یہ گواہی ضرور واجب کر دیگی (اللہ کے غضب کو اور دوزخ کو اگر عورت جھوٹی ہے)
ابن عباس نے کہا یہ سنکر ذرا وہ عورت جھجکی اور لوٹی یہانتک کہ ہم نے گمان کیا وہ اب پھر جاویگی اپنی گواہی سے (اور
زنا قبول کریگی) لیکن اس عورت نے کہا قسم خدا کی میں تو اپنے لوگوں کو تمام دن رسوا کرنے والی نہیں (یعنے اگر زنا کا
اقرار کرلوں گی تو میرے کنبے والے ذلیل اور خوار ہونگے یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا افسوس ہے کہ کنبے والوں کی دنیا کی ذلت
گوارا نہ کی اور آخرت کا سخت عذاب قبول کیا) آخر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیکھو اگر اس عورت کا
بچہ کالی آنکھوں والا بھر سرین والا (یعنے پر گوشت) موٹی پنڈلیوں والا پیدا ہووے تو وہ شریک بن سحماء کا ہے آخر
اسی صورت کا لڑکا پیدا ہوا تب آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر جو حکم گذر چکا اللہ کی کتاب کا (یعنے لعان
کا حکم جو اتر چکا) نہ ہوتا تو میں اس عورت کے ساتھ کچھ کرتا **ف** لیکن اللہ سبحانہ وتعالی کا حکم یہ اترا کہ لعان کرنے والوں
پر حد قائم نہ کی جاوے لہذا میں اس عورت کو حد نہیں مار سکتا۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ حاکم کو رائے اور قیاس اور گمان پر
عمل نہیں کرنا چاہیے بلکہ جو حکم گواہی اور دلیل سے ثابت ہو وہی دینا چاہیے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قیافہ شرعی حجت
نہیں ہے اور قیافہ کے سبب سے کسی کو حد نہیں پڑ سکتی **عَنْ** عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا فِي الْمَسْجِدِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ

رَجُلٌ لَوْ اَنَّ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً فَقَتَلَهُ قَتَلْتُمُوْهُ وَاِنْ تَكَلَّمَ جَلَدْتُمُوْهُ وَاللّٰهِ لَاَذْكُرَنَّ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَاتِ اللِّعَانِ ثُمَّ جَاءَ الرَّجُلُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَقْذِفُ امْرَاَتَهُ فَلَاعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا وَقَالَ عَسٰى اَنْ تَجِيْئَ بِهِ اَسْوَدَ فَجَاءَتْ بِهِ اَسْوَدَ جَعْدًا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم مسجد میں تھے شب جمعہ میں ایک شخص بولا اگر کوئی اپنی عورت کے ساتھ ایک مرد کو پاوے پھر اسکو مار ڈالے تو تم اسکو مار ڈالو گے اور اگر زبان سے کہے جو اس نے دیکھا ہے یعنے عورت کو زنا کی تہمت لگاوے تو تم اسکو کوڑے لگاؤ گے (حد قذف کے) قسم خدا کی میں تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرونگا آخر اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا تب اللہ تعالے نے لعان کی آیتیں اتاریں پھر وہی شخص آیا اور اس نے اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں میں لعان کرایا اور فرمایا مجھے گمان ہے شاید اس عورت کا بچہ کالا پیدا ہوگا ویسا ہی ہوا وہ کالا گھونگربال والا بچہ جنی عَنْ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلاً لَاعَنَ امْرَاَتَهُ وَانْتَفٰى مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْاَةِ ابن عمر سے روایت ہے ایک مرد نے لعان کیا اپنی عورت سے اور اس کے بچہ کو غیر کا بچہ قرار دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں میں جدائی کردی اور بچہ کو ماں سے ملا دیا **ف** یعنے بچہ ماں کے حوالہ کردیا اور اسکا نسب بھی ماں سے متعلق کردیا اب وہ اپنی ماں کا وارث ہوگا لیکن اسکے مرد کا وارث نہ ہوگا جس نے یہ کہدیا یہ میرا بچہ نہیں ہے عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَزَوَّجَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ امْرَاَةً مِنْ بَنِيْ عَجْلَانَ فَدَخَلَ بِهَا فَبَاتَ عِنْدَهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ مَا وَجَدْتُهَا عَذْرَاءَ فَرُفِعَ شَاْنُهُمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا الْجَارِيَةَ فَسَاَلَهَا فَقَالَتْ قَدْ كُنْتُ عَذْرَاءَ فَاَمَرَ بِهِمَا فَتَلَاعَنَا وَاَعْطَاهَا الْمَهْرَ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد نے عجلان (ایک قبیلہ ہے) کی عورت سے نکاح کیا اور رات کو اس سے صحبت کی اسی پاس رہا جب صبح ہوئی تو کہنے لگا میں نے اسکو باکرہ نہیں پایا آخر دونوں کا مقدمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک گیا آپ نے لڑکی کو بلایا اور اس سے پوچھا اس نے کہا میں تو باکرہ تھی جب آپ نے حکم دیا مرد اور عورت دونوں نے لعان کیا اور آپ نے عورت کو مہر دلوایا عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ مِّنَ النِّسَاءِ لَا مُلَاعَنَةَ بَيْنَهُنَّ النَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الْمُسْلِمِ وَالْيَهُوْدِيَّةُ تَحْتَ الْمُسْلِمِ وَالْحُرَّةُ تَحْتَ الْمَمْلُوْكِ وَالْمَمْلُوْكَةُ تَحْتَ الْحُرِّ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت نے فرمایا چار قسم کی عورتوں میں لعان نہیں ہے (اگرچہ خاوند انکو زنا کی تہمت لگاوے) ایک تو نصرانیہ جو مسلمان کے نکاح میں ہو دوسرے یہودیہ جو مسلمان کے نکاح میں ہو تیسرے آزاد عورت جو غلام کے نکاح میں ہو چوتھی لونڈی جو آزاد کے نکاح میں ہو **ف** لیکن تیسری صورت میں غلام کو حد قذف پڑے گی اور باقی صورتوں

مین نہ لعان ہی نہ خاوند کو حد پڑے گی غرض یہ ہے کہ لعان ہو سنہ اور آزاد عورت کی تہمت سی لازم آتا ہے اگر عورت کافرہ ہو یا لونڈی
ہو یا اسکو حد پڑ چکی ہو تو لعان نہ ہوگا (شرح وقایہ) **باب** الحرام عورت کو اپنے اوپر حرام کر لینے کا بیان **عن**
عائشۃ قالت آلیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نسائہ وحرم فجعل الحلال حراما وجعل فی الیمین کفارۃ
ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایلا کیا اپنی عورتون سی اور
حرام کیا (ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر یا شہد کو) اور قسم مین کفارہ مقرر کیا **ف** مطلب یہ ہے کہ کوئی اپنی بی بی کو اپنے اوپر
حرام کر لیوے تو طلاق نہ پڑے گا بلکہ قسم کیطرح کفارہ دینا ہوگا قسم کا کفارہ قرآن مین مذکور ہے دس مسکینون کو کہانا
کہلانا یا انکو کپڑا دینا یا ایک بردہ آزاد کرنا **عن** سعید بن جبیر قال قال ابن عباس فی الحرام یمین وکان
ابن عباس یقول لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ سعید بن جبیر سے روایت ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما
نے کہا حرام مین قسم کا کفارہ ہی اور ابن عباس کہتے تہے تم کو اللہ کے رسول کی پیروی اچہی ہے **باب** خیار الامۃ
اذا اعتقت جب لونڈی آزاد ہو جاوے تو اسکو اختیار ہوگا **ف** خواہ سابق کا نکاح قائم رکہے یا نہ رکہے لیکن جب
ہے کہ اسکا خاوند غلام ہو اگر خاوند آزاد ہو تو اختیار نہ ہوگا امام مالک اور شافعی اور جمہور علما کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہ
کہتے ہین کہ ہر حال مین اختیار ہوگا اور احادیث اس باب مین مختلف وارد ہین اور اہلحدیث بہی مختلف ہین در مین
یہی مذہب رکہا ہے کہ ہر حال مین اختیار ہوگا **عن** عائشۃ انہا اعتقت بریرۃ فخیرہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وکان لہا زوج حر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ بریرہ کو انہون نے
آزاد کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو اختیار دیا (کہ اپنے خاوند کے پاس رہنا قبول کرے یا جدا ہو جاوے)
اور اسکا خاوند آزاد تہا **عن** ابن عباس قال کان زوج بریرۃ عبدا یقال لہ مغیث کانی انظر الیہ یطوف
خلفہا یبکی ودموعہ تسیل علی خدہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم للعباس یا عباس الا تعجب من
حب مغیث بریرۃ ومن بغض بریرۃ مغیثا فقال لہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو راجعتیہ فانہ ابو
ولدک قالت یا رسول اللہ تامرنی قال انما اشفع قالت لا حاجۃ لی فیہ ابن عباس سے روایت ہی بریرہ کا
خاوند غلام تہا اسکا نام مغیث تہا گویا مین اسوقت اسکو دیکہہ رہا ہون وہ بریرہ کے پیچہے پہرتا تہا اور روتا تہا اسکی
آنسو ان گالون پہ بہ رہے تہی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عباس سے اے عباس تم تعجب نہین کرتے
کہ مغیث کو بریرہ کی کتنی محبت ہی اور بریرہ کو مغیث سی نفرت ہی آخر آپ نے بریرہ سے فرمایا کاش تو لوٹ جا مغیث
پاس وہ تیرے بچہ کا باپ ہے (یعنے بچہ کو اولاد بہی اس سے ہوئی ہے) اس نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ

یہ حکم فرماتے ہیں محبہ کو یعنے یہ شریعت کا حکم ہے آپ نے فرمایا میں سفارش کے طور پر کہتا ہوں زبانی شرع کے رو سے تو تجھ کو اختیار ہے) بریرہ نے کہا مجھکو مغیث نہیں چاہیے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَضَى فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ خُيِّرَتْ حِينَ أُعْتِقَتْ وَكَانَ زَوْجُهَا مَمْلُوكًا وَكَانُوا يَتَصَدَّقُونَ عَلَيْهَا فَتُهْدِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ وَقَالَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بریرہ میں تین سنتیں پیدا ہوئیں یعنے دین کے تین حکم بریرہ کی وجہ سے معلوم ہوئے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو آزاد کیا) ایک تو یہ کہ جب وہ آزاد ہوئیں تو ان کو اختیار دیا گیا اور ان کا خاوند غلام تھا دوسرے لوگ بریرہ کو صدقہ دیا کرتے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تحفے کے طور پر لاتے آپ فرماتے بریرہ پر صدقہ ہے اور ہمارے لیے وہ ہدیہ ہے تیسرے آپ نے بریرہ کے باب میں فرمایا کہ ولاء (یعنے غلام لونڈی کی میراث) اسی کو ہے جو آزاد کرے ف جب بریرہ کے مالکوں نے ولا لینا چاہا تو حضرت عائشہ نے آپ سے ذکر کیا آپ نے فرمایا تو اسکو خرید کر کے آزاد کر دے ولا اسی کو ملیگی جو آزاد کرے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُمِرَتْ بَرِيرَةُ أَنْ تَعْتَدَّ بِثَلَاثِ حِيَضٍ حضرت عائشہ سے روایت ہے بریرہ کو حکم ہوا تین حیض تک عدت کرنے کا جب وہ اپنے خاوند سے جدا ہوئیں عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيَّرَ بَرِيرَةَ ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریرہ کو اختیار دیا

بَابُ طَلَاقِ الْأَمَةِ وَعِدَّتِهَا لونڈی کی طلاق اور عدت کا بیان

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَاقُ الْأَمَةِ اثْنَتَانِ وَعِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لونڈی کی دو طلاق ہیں اور اسکی عدت دو حیض ہیں ف اہلحدیث کے نزدیک لونڈی کی طلاق اور عدت میں آزاد عورت کی مثل ہے کیونکہ قرآن کی آیت مطلق ہے شامل ہے دونوں کو اور حنفیہ نے اس حدیث سے دلیل لی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ اسکو نکالا دارقطنی اور مالک نے موطا میں اور شافعی نے بھی لیکن اس کے اسناد میں عمرو بن شبیب اور عطیہ عوفی دونوں ضعیف ہیں اور دارقطنی نے کہا صحیح یہ ہے کہ یہ ابن عمر کا قول ہے اور ایسی ضعیف یا موقوف روایت سے کتاب اللہ کی تخصیص نہیں ہوسکتی اور تعجب ہے کہ حنفیہ نے بہت مسائل میں احادیث صحیحہ اور مشہورہ سے کتاب اللہ پر زیادت یا اسکی تخصیص جائز نہیں رکھی اور یہاں ایک موقوف اور ضعیف روایت سے اسکی تخصیص کرتے ہیں یہ صریح ناانصافی ہے عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طَلَاقُ الْأَمَةِ تَطْلِيقَتَانِ وَقُرْؤُهَا حَيْضَتَانِ قَالَ أَبُو عَاصِمٍ فَذَكَرْتُهُ لِمُظَاهِرٍ فَقُلْتُ حَدِّثْنِي كَمَا حَدَّثْتَ ابْنَ جُرَيْجٍ فَأَخْبَرَنِي عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طَلَاقُ الْأَمَةِ تَطْلِيقَتَانِ وَقُرْؤُهَا حَيْضَتَانِ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لونڈی کی دو طلاق ہیں اور اس کی عدت دو حیض ہیں۔ ابو عاصم نے کہا جو اس حدیث کا راوی ہے کہ میں نے یہ حدیث خود مظاہر بن اسلم سے بیان کی کہا مجھ سے حدیث بیان کرو جیسے تم نے یہ حدیث ابن جریج سے بیان کی (اور پہلے ابو عاصم نے اس حدیث کو ابن جریج کے واسطے ہی سے مظاہر سے روایت کیا تھا) انہوں نے روایت کیا قاسم سے انہوں نے حضرت عائشہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لونڈی کے دو طلاق ہیں اور اسکی عدت دو حیض ہیں **ف** اس حدیث کو ترمذی اور ابو داؤد اور بیہقی نے بھی نکالا لیکن ابو داؤد نے کہا یہ حدیث مجہول ہے اور ترمذی نے کہا غریب ہے ہم اسکو نہیں پہچانتے مگر مظاہر بن اسلم کی روایت سے اور مظاہر سے اس حدیث کے سوا اور کوئی حدیث مروی نہیں ہے تو یہ حدیث بھی ضعیف ٹھیری اور کتاب اللہ کی تخصیص اس سے نہ ہو سکے گی اور دارقطنی نے ابن مسعود اور ابن عباس سے نکالا کہ طلاق کا حساب مردوں سے ہوگا اور عدت کا عورتوں سے اور یہ مخالف ہے عائشہ کی حدیث کے اور علت نکالی ہے اس میں کہ وہ موقوف ہے اور امام احمد نے حضرت علی سے ایسا ہی نکالا **باب**

طلاق العبد غلام کی طلاق کا بیان **ف** مالک اگر اجازت دے تو غلام نکاح کر سکتا ہے اب جب نکاح کر لیا تو طلاق غلام کے اختیار میں ہوگا نہ مالک کے **عن** ابن عباسٍ قال اتی النبیَّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم رجلٌ فقال یا رسول اللّٰہ سیّدی زوّجنی امتہ وھو یرید ان یفرّق بینی وبینھا قال فصعد رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم المنبر فقال یا ایّھا النّاس ما بال احدکم یزوّج عبدہ امتہ ثمّ یرید ان یفرّق بینھما انّما الطّلاق لمن اخذ بالسّاق ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے مالک نے اپنی لونڈی سے میرا نکاح کر دیا تھا اب وہ چاہتا ہے کہ مجھ میں اور میری جورو میں جدائی کر دیوے یہ سنکر آپ منبر پر چڑھے اور فرمایا اے لوگو کیا حال ہے تم میں سے کسی کا کہ وہ نکاح کر دیتا ہے اپنے غلام کا اپنی لونڈی سے پھر چاہتا ہے کہ ان دونوں میں جدائی کرے اور طلاق تو اسیکے اختیار میں ہے جو عورت کی پنڈلی تھامے **ف** یعنے جو اس سے صحبت کرتا ہو یعنے خاوند کے اختیار میں ہے **باب** من طلّق امۃ تطلیقتین ثمّ اشتراھا جو شخص لونڈی کو دو طلاق دیوے پھر اسکو خرید کر لیوے **عن** ابی الحسن مولی بنی نوفلٍ قال سئل ابن عبّاسٍ عن عبدٍ طلّق امراتہ تطلیقتین ثمّ اعتقا یتزوّجھا قال نعم فقیل لہ عمّن قال قضی بذلک رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قال عبد الرّزّاق قال عبد اللّٰہ بن المبارک لقد تحمّل ابو الحسن ھذا صخرۃً عظیمۃً علی عنقہ ابو الحسن سے جو مولی تھا بنی نوفل کا روایت ہے کہ ابن عباس سے پوچھا اگر غلام اپنی عورت کو دو طلاق دیوے پھر دونوں آزاد ہو جاویں (یعنے غلام اور اسکی جورو جو لونڈی تھی) کیا وہ اس سے نکاح کر سکتا ہے ابن عباس

نے کہا ہاں ان سے کہا گیا یہ فیصلہ کس نے کیا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ عبد الرزاق نے کہا جو راوی ہیں اس
حدیث کے عبد اللہ بن مبارک نے کہا ابو الحسن نے یہ حدیث کیا روایت کی ایک بڑا پتھر اپنی گردن پر اٹھایا **ف** اہلحدیث کا عمل
اسی حدیث پر ہے کیونکہ انکے نزدیک طلاق اور عدت میں غلام لونڈی مثل آزاد کے ہیں اور شافعی اور ابو حنیفہ دونوں کے مذہب میں
یہ حدیث نہیں ہے کیونکہ شافعی کے نزدیک طلاق مردوں سے متعلق ہے اور یہاں خاوند غلام تھا پس دو طلاق میں وہ عورت
بائنہ ہوگئی اب بغیر حلالہ درست نہیں ہو سکتی اور ابو حنیفہ کے نزدیک طلاق عورتوں سے متعلق ہے اور عورت لونڈی تھی
تو دو طلاق میں بائن ہوگئی اور ابن مبارک نے یہی سمجھ کر کہ یہ حدیث اکثر فقہا کے برخلاف ہے یوں کہا کہ ابو الحسن نے اس کو
روایت کر کے بڑا بوجھ اپنے سر پر لیا اور ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اسکو روایت کیا ابو داؤد اور نسائی نے اور ابو الحسن
مشہور ہے وہ فقہا میں سے تھا پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس پر عمل نہ کیا جاوے اگرچہ ابو داؤد نے کہا کہ اس حدیث پر عمل نہیں
ہے **باب** عِدَّةِ أُمِّ الْوَلَدِ ام ولد کی عدت کا بیان **ف** ام ولد وہ لونڈی جسکی مالک کی اولاد ہوا اس

عن عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ لَا تُفْسِدُوا عَلَيْنَا سُنَّةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَّةُ أُمِّ الْوَلَدِ أَرْبَعَةُ
أَشْهُرٍ وَعَشْرًا عمرو بن عاص سے روایت ہے انہوں نے کہا مت بگاڑو ہماری اوپر ہماری نبی کی سنت کو ام ولد کی عدت چار
مہینے دس دن ہیں **ف** جب اسکا خاوند مر جاوے یہ حدیث اہلحدیث کی مذہب کی تائید کرتی ہے کہ لونڈی عدت میں
مثل آزاد کے ہے اور حنفیہ کے نزدیک لونڈی کی عدت دو مہینے پانچ روز ہیں جب اسکا خاوند مر جاوے اور اس حدیث
کی تاویل کی ہے کہ یہ اس صورت میں ہے جب ام ولد کا خاوند اور مولی دونوں مر جاویں اور معلوم نہ ہو کون پہلے مرا ہے
تو احتیاطاً چار مہینے دس دن عدت کرے **باب** كَرَاهِيَةِ الزِّينَةِ لِلْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا جب عورت کا خاوند
مر گیا ہو تو وہ زینت نہ کرے **ف** زینت سے یہ مراد ہے جیسے سر میں تیل ڈالنا مانگ چوٹی نکالنا سرمہ لگانا مسی لگانا ہاتھ
پاؤں میں مہندی لگانا اور جتنے سنگار عورتیں کرتی ہیں **عن** أُمِّ سَلَمَةَ وَأُمِّ حَبِيبَةَ تَذْكُرَانِ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ ابْنَةً لَهَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا فَاشْتَكَتْ عَيْنَهَا فَهِيَ تُرِيدُ أَنْ
تَكْحَلَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ وَ
إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ام سلمہ اور ام حبیبہ سے روایت ہے ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس
آئی اور عرض کیا کہ اسکی ایک بیٹی کا خاوند مر گیا ہے اور اسکی آنکھ دکھ رہی ہے وہ چاہتی ہے کہ سرمہ لگاوے آپ نے
فرمایا تم میں سے ایک سال تمام ہونے پر اونٹ کی مینگنی پھینکتی تھی (جاہلیت کے زمانہ میں) اور اب تو عدت چار مہینے
دس دن تک ہے **ف** جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ جب عورت کا خاوند مر جاتا تو وہ ایک خراب اور تنگ کوٹھڑی میں

چلی جاتی اور برے سے برے کپڑے پہنتی نہ خوشبو لگاتی نہ زینت کرتی کامل ایک سال تک جب سال پورا ہوتا تو ایک اونٹ کی مینگنی لاتی عورت اسکو پھینک کے عدت سے باہر آتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ جاہلیت کے زمانہ میں تو ایسی سخت تکلیف ایک سال تک سہتی تھیں اب صرف چار مہینے دس دن تک عدت رہ گئی ہے اس میں زینت سے صبر کرنا کیا مشکل ہے امام احمد اور اہلحدیث کا عمل اسی حدیث پر ہے کہ سوگ والی عورت کو سرمہ لگانا کسیطرح جائز نہیں اگرچہ عذر بھی ہو اور حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک عذر کی وجہ سے درست ہے بلا عذر درست نہیں اور شافعی نے کہا رات کو لگا وے اور دن کو اسکو پونچھ ڈالے اور امام احمد اور ابن حبان نے جو روایت کی اسماء بنت عمیس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس آئے تیسرے روز جعفر کی شہادت کے اور فرمایا اب اس کے بعد سوگ نہ کیجیو تو یہ روایت شاذ ہے اور مخالف ہے احادیث صحیحہ کے اور بیہقی نے اس میں علت نکالی کہ وہ منقطع ہے اور تمام فقہاء کا اسپر اتفاق ہے کہ جس عورت کا خاوند مر جاوے وہ چار مہینے دس دن تک سوگ میں رہے یعنی زیب و زینت نہ کرے

باب هَلْ تُحِدُّ الْمَرْأَةُ عَلَى غَيْرِ زَوْجِهَا کیا عورت اپنے خاوند کے سوا اور کسی کا سوگ کر سکتی ہے

عن عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ اَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلَى زَوْجٍ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی عورت کو درست نہیں کہ کسی میت پر سوگ کرے تین دن سے زیادہ (البتہ تین دن تک سوگ کر سکتی ہے دوسرے عزیزوں کے لیے) سوا خاوند کے اسپر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے

عن حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلَى زَوْجٍ ام المومنین حفصہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت ایمان رکھتی ہو اللہ تعالی پر اور پچھلے دن پر اسکو درست نہیں سوگ کرنا کسی میت پر تین دن سے زیادہ مگر خاوند پر

عن اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُحِدُّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا امْرَأَةٌ تُحِدُّ عَلَى زَوْجِهَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَّلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَّلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَطَيَّبُ اِلَّا عِنْدَ اَدْنٰى طُهْرِهَا بِنُبْذَةٍ مِّنْ قُسْطٍ اَوْ اَظْفَارٍ ام عطیہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کیا جاوے مگر عورت اپنے خاوند پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے مگر رنگین بنی ہوئی چادر اوڑھ سکتی ہے اور سرمہ نہ لگاوے اور خوشبو نہ لگاوے مگر جب حیض سے پاکی قریب ہو تو تھوڑا سا قسط اور اظفار لگا لیوے **ف** فرج کی بدبو رفع کرنے کے

ہے اور قسط عود ہندی کو کہتے ہیں اور اظفار بھی ایک قسم کی خوشبو ہے **باب** الرَّجُلُ یَأْمُرُ اَبُوْہُ بِطَلَاقِ امْرَاَتِہٖ اگر باپ بیٹے کو حکم دیوے کہ اپنی جورو کو طلاق دیدے تو باپ کا حکم ماننا چاہیے **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَتْ تَحْتِیْ امْرَاَۃٌ وَکُنْتُ اُحِبُّہَا وَکَانَ اَبِیْ یُبْغِضُہَا فَذَکَرَ ذٰلِکَ عُمَرُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اُطَلِّقَہَا فَطَلَّقْتُہَا عبداللہ بن عمر سے روایت ہے میرے نکاح میں ایک عورت تھی کہ میں اس سے محبت کرتا تھا اور میرے باپ اسکو برا جانتے تھے آخر انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کیا آپ نے مجھکو حکم دیا کہ طلاق دیدے اُس عورت کو میں نے اسکو طلاق دیدیا **ف** ماں باپ کی اطاعت فرض ہے مباح کاموں میں اور طلاق مباح ہے اگرچہ عورت کا کوئی قصور نہ ہو جب بھی ماں باپ کے حکم سے اسکو طلاق دیدینا چاہیے **عن** اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ رَجُلًا اَمَرَہٗ اَبُوْہُ اَوْ اُمُّہٗ شَکَّ شُعْبَۃُ اَنْ یُطَلِّقَ امْرَاَتَہٗ فَجَعَلَ عَلَیْہِ مِائَۃَ مُحَرَّرٍ فَاَتٰی اَبَا الدَّرْدَاءِ فَاِذَا ھُوَ یُصَلِّی الضُّحٰی وَیُطِیْلُہَا وَصَلّٰی مَا بَیْنَ الظُّہْرِ وَالْعَصْرِ فَسَاَلَہٗ فَقَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ اَوْفِ بِنَذْرِکَ وَبِرَّ وَالِدَیْکَ وَقَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ فَحَافِظْ عَلٰی وَالِدَیْکَ اَوِ اتْرُکْ ابو عبدالرحمن سے روایت ہے ایک شخص کو اسکے باپ یا اسکی ماں نے یہ شک شعبہ نے کیا جو راوی ہیں اس حدیث کی حکم دیا کہ وہ طلاق دیوے اپنی عورت کو اس شخص نے نذر کرلی کہ وہ اگر اپنی عورت کو طلاق دیوے تو سو بردوں کا آزاد کرنا اسکو لازم آویگا پھر وہ شخص ابوالدرداء پاس آیا وہ چاشت کی نماز پڑھتے تھے اور اسکو لنبا کرتے تھے اور انہوں نے نماز پڑھی ظہر اور عصر کی بیچ میں آخر اس شخص نے ابوالدرداء سے پوچھا انہوں نے کہا اپنی نذر پورا کر اور اپنے ماں باپ کی اطاعت کر ابوالدرداء نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے ماں باپ بہتر دروازہ ہیں جنت میں جانیکا یعنی ماں باپ کی اطاعت عمدہ وسیلہ ہے جنت ملنے کا) اب تو خیال رکھ ماں باپ کا یا نہ رکھ **ف** مطلب یہ ہے کہ ماں باپ ایسی عمدہ چیز ہیں جنکی اطاعت سے جنت ملتی ہے اور ظاہر ہے کہ جنت کی آدمی کو کتنی فکر ہونا چاہیے پس ویسے ہی ماں باپ کی اطاعت کا بھی خیال رکھنا چاہیے **ابواب** الْکَفَّارَاتِ باب کفاروں کے **باب** یَمِیْنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الَّتِیْ کَانَ یَحْلِفُ بِہَا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس چیز کی قسم کھاتے تھے **عن** رِفَاعَۃَ الْجُہَنِیِّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا حَلَفَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ رفاعہ جہنی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب قسم کھاتے تو یوں فرماتے قسم اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ قسم کھانا جائز ہے بشرطیکہ سچ بات پر کھاوے لیکن یہ ضرور ہے کہ سوا اللہ کے نام کے یا

اوسکی صفت کو دوسرے کیسی قسم نہ کہاوے عن رفاعۃ بن عرابۃ الجھنی قال کانت یمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التی یحلف بھا اشھد عند اللہ والذی نفسی بیدہ رفاعہ بن عرابہ جہنی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو قسم کہایا کرتے وہ یون ہوتی مین گواہی دیتا ہون اللہ کے پاس یا قسم اسکی جسکے ہاتھہ مین میری جان ہے عن سالم عن ابیہ قال کانت اکثر ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ومصرف القلوب ابن عمر سے روایت ہے اکثر قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یون ہوتی ایسا نہین ہے قسم اسکی جو دلون کو پہیرنے والا ہے عن ابی ھریرۃ قال کانت یمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا واستغفر اللہ ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم یون ہوتی یہ بات نہین ہے اور مین اللہ تعالی سے استغفار کرتا ہون ف لغو قسم سے جو آدمی کی زبان پر بے قصد جاری ہو جاتی ہے کوئی کفارہ لازم نہین آتا یہ قسمین آپ کی اسی قبیل سے ہوتین مگر اس سے بہی آپنے استغفار کیا تاکہ امت کے لوگ اس سے بہی پرہیز کرین صحیح بخاری مین ہے کہ اکثر آپ یون قسم کہاتے لا ومقلب القلوب اور صحیحین مین ہے کہ آپنے فرمایا وایم اللہ ان کان لخلیقا للامارۃ یعنے قسم خدا کی زید بن حارثہ امیر ہونیکے لائق تہا اور حضرت جبرئیل نے کہا پروردگار سے قسم تیری عزت کی جو کوئی اسکو سن پاویگا وہ جنت مین جاویگا باب النھی ان یحلف لغیر اللہ سوا خدا کے اور کسی کی قسم کہانے کی ممانعت عن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمعہ یحلف بابیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ ینھاکم ان تحلفوا بآبائکم قال عمر فما حلفت بھا ذاکرا ولا اثرا حضرت عمر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کہاتے سنا اپنے باپ کی تو فرمایا بے شک اللہ تعالے تمکو منع کرتا ہے اپنے باپ دادون کی قسم کہانے سے حضرت عمر نے کہا اس روز سے مین نے باپ کی قسم کبہی نہین کہائی نہ اپنی طرف سے نہ دوسرے کی نقل کرکے ف امام مسلم کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ آپنے فرمایا پہر جو کوئی قسم کہانا چاہے تو اللہ کی قسم کہاوے یا چپ ہو رہے اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان اور بیہقی نے ابوہریرہ سے نکالا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مت قسم کہاؤ مگر اللہ کی اور اللہ کی قسم مت کہاؤ مگر جب سچے ہو اور ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم نے نکالا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے سوا اللہ تعالی کے اور کسی کی قسم کہائی وہ کافر ہوگیا یا مشرک ہوگیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے حاکم نے کہا صحیح ہے ایک روایت مین ترمذی اور حاکم کے یون ہے کہ کافر اور مشرک ہوگیا اور آگے آتا ہے کہ جو کوئی قسم کہاوے بتون کی وہ لا الہ الا اللہ کہے اب اختلاف ہے علما کا کہ اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کہانا کیسا ہے بعضون نے کہا وہ حقیقۃ شرک اور کفر ہے مطلقا اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ باپ کی قسم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ جلیل الشان سے ثابت ہے جنپر شرک کا احتمال نہین ہوسکتا اور بعضون نے کہا وہ حرام

ہے بعضوں نے کہا مکروہ تحریمی ہے بعضوں نے کہا مکروہ تنزیہی ہے مولانا شاہ ولی اللہ نے کہا کہ لغو قسم غیر خدا کے ساتھ مکروہ ہے لیکن منعقدہ قسم یا غموس قسم غیر خدا کی عظمت کا اعتقاد کر کے اور جاہلیت کا سا خیال کر کے کہ اسکی ساتھ جھوٹی قسم کھانے سے تباہی اور بربادی ہوگی شرک اور کفر ہے اور جاہلیت والوں کا یہی طریقہ تھا کہ وہ لوگوں کو اسکے معبودوں اور ٹھاکروں کی قسم دیتے اور یہ سمجھتے کہ ان کی قسم ان پر سخت ہے اللہ کی قسم سے شافعی نے کہا اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کھانا مکروہ ہے اور مجھے ڈر ہے کہیں گناہ نہ ہو مولانا ابو الطیب نے کہا اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کھانا اسکی تعظیم کا اعتقاد کر کے اسطرح سے کہ اگر یہ قسم توڑیگا یا یہ قسم جھوٹی ہوگی تو اسپر وبال ہوگا دنیا اور آخرت میں شرک ہے اور یہ اعتقاد نہ ہو تو مکروہ ہے بوجہ مشابہت کفار کے اب غیر خدا عام ہے شامل ہے انلوگوں کو بھی جو ہمارے دین میں معظم ہیں جیسے ماں باپ پیر مرشد نبی ولی فرشتہ غوث قطب وغیرہ اور ان چیزوں کو بھی جو معظم نہیں ہیں نہ ذلیل جیسے چاند سورج جھاڑ پہاڑ دریا وغیرہ اور ان چیزوں کو بھی جنکی تذلیل کا ہماری شرع میں حکم ہے جیسے اصنام انصاب یعنی بت شدہ جھنڈے مورت وغیرہ تو سب کا حکم ایک ہے اور بعضوں نے کہا اخیر چیزوں کی قسم کھانا مطلقاً شرک و کفر ہے کیونکہ انکی ذری سی بھی تعظیم منع ہے اور اسیطرح دوسری چیزوں کی بھی کیونکہ مشرکین انکی عبادت اور تعظیم کیا کرتے تھے لیکن اول چیزوں کی قسم کھانا مطلقاً شرک نہیں ہے بلکہ اسی حالت میں جب خدا کی طرح ان کو معظم جانے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس فرق پر کون سی دلیل شرعی موجود ہے دلیل شرعی تو اسیکو مقتضی ہے کہ جس چیز کی عظمت اللہ تبارک و تعالی کے برابر یا اس سے زیادہ کی جاوے وہ شرک ہی ہے ہو یا رسول جھاڑ ہو یا پہاڑ اب اللہ تعالے نے جو اپنی مخلوقات کی قسم کھائی یہ اسی کو سزاوار ہے کیونکہ اس سے کوئی بڑا نہیں ہے جسکی وہ قسم کھاوے پس وہ اپنی بڑی بڑی مخلوقات کی قسم کھاتا ہے انکو بزرگی دینے کو لیکن مخلوق کا کام یہ ہے کہ وہ سوا اپنے خالق کے دوسرے کی قسم نہ کھاوے لہذا حق میرے نزدیک اس مسئلہ میں یہ ہے کہ جو کوئی غیر خدا کی قسم کو خدا کی قسم کی مثل یا اس سے بڑھ کر سمجھ کر قسم کھاوے وہ تو مشرک اور کافر ہو جاتا ہے اور جو ایسا نہ سمجھے وہ اگر لغو قسم غیر خدا کے نام کی کھاوے تو مکروہ تنزیہی ہے جیسے تکیہ کلام یا عادت کی طور پر بعض لوگ کہا کرتے ہیں سر کی قسم باپ کی قسم کعبہ کی قسم اور جو منعقدہ یا غموس قسم غیر خدا کی کھاوے تو وہ حرام ہے واللہ اعلم **عن** عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوْا بِالطَّوَاغِيْ وَلَا بِاٰبَائِكُمْ عبد الرحمان بن سمرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت قسم کھاؤ بتوں کی اور نہ اپنے باپ دادوں کی **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ يَمِيْنِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ابو ہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے قسم کھائی اور اپنی قسم میں یوں کہا قسم لات یا عزی کی (یہ دو نوبت

تھے جنکو جاہلیت کے زمانہ میں عرب پوجا کرتے تھے) تو وہ کہے لا اله الا اللہ یعنے کلمہ توحید پڑھکر ایمان کو نیا کرے اگر بے اختیار زبان
سے لات وعزی کا نام نکل گیا ہو عادت کے طور پر اور دلمیں انکی تعظیم نہ ہو تو کافر نہ ہوگا اور جو تعظیم کی نیت سے کہا تو وہ کفر
اور ارتداد ہے اور دوبارہ اسلام لانا واجب ہے (لمعات) **عن** سعدٍ قال حلفتُ باللاتِ والعزّٰى فقال رسولُ
اللهِ صلى الله عليه وسلم قل لا اله الا الله وحده لا شريك له ثم انفث عن يسارك ثلاثا وتعوّذ ولا
تعد سعد سے روایت ہے مینے قسم کہائی لات اور عزی کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہہ اللہ کے سوا کوئی سچا
خدا نہیں ہے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی ساجھی نہیں ہے پھر اپنی بائیں طرف تین بار تھوک اور اعوذ باللہ کہہ اور دوبارہ ایسا مت
کر **ف** اسحدیث سے اور اوپر کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگر غیر خدا کی قسم اسکو معظم سمجھ کر کہاوے تو آدمی کافر ہوجاتا ہے
لیکن معظم سمجھنے سے کیا مراد ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے بعضوں نے کہا خدا تعالے کے برابر اور ہمسر انکو سمجھے لیکن
ایسا تو مشرکین بھی نہیں سمجھتے تھے وہ بھی جانتے تھے کہ خدا سب سے بڑا ہے اور آسمان اور زمین کا وہی خالق ہے جیسے اس
آیت میں ہے ولئن سألتهم من خلق السموات والارض ليقولن الله اور اس آیت میں ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى یعنے
ہم بتوں کو اور ٹھاکروں کو اس لیے پوجتے ہیں کہ اللہ کی نزدیکی ان کیوجہ سے حاصل ہو اور یہ مسئلہ بڑا نازک ہے اور شرک
کا معاملہ بہت بڑا ہے شرک ایسا گناہ ہے جو کبھی بخشا نہیں جاویگا پس ہر مسلمان کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے حق یہ
ہے کہ جب غیر خدا کو کوئی اس لائق سمجھے کہ وہ بغیر خدا کی مشیت اور ارادے کی کچھ بھلائی یا برائی کرسکتا ہے یا اسکا کچھ زور
خدا پر ہے معاذ اللہ دنیا کے بادشاہوں کیطرح جیسے وہ اپنے نائبوں کا لحاظ رکھتے ہیں یہ ڈر کر کہ اگر وہ خفا ہوجاوین
گے تو ہمارے کارخانہ میں خلل آجاویگا یا وہ خدا کیطرح ہر پکارنے والے کی پکار سن لیتا ہے یا ہر مشکل کیوقت نزدیک ہو
یا دور کام آسکتا ہے یا ہر بات دیکھتا اور سنتا ہے تو اس نے شرک کیا گو وہ اسکو اللہ کے برابر نہ سمجھے پس معظم سمجھنے کے یہی
معنے ہیں یہ مطلب نہیں ہے کہ غیر خدا کی عظمت بالکل نہ کرے تمام پیغمبروں اور فرشتوں اور اولیا کی تعظیم ہماری شریعت
میں ہے مگر یہ تعظیم یہی ہے کہ ان سے محبت رکھے ان کو اللہ جل جلالہ کا نیک بندہ اور مقبول غلام سمجھے مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ اللہ
تعالی کی مشیت بغیر کسیکا رتی کے برابر بھی کام نکال سکتے ہیں یا اللہ تعالی کے حکم میں کچھ چون وچرا کرسکتے ہیں یا
ان کا کچھ زور معاذ اللہ اللہ پر ہے بلکہ اللہ کو رتی برابر بھی کسی سے ڈر یا خوف نہیں ہے اور یہ سب اگر اللہ تعالے کے حکم کے خلاف
ایکا کرلیں تو ایکدم میں وہ ان سب کو تباہ اور برباد کرسکتا ہے اور ان سب کے خلاف ہوجانے سے اسکی خدائی کے کارخانہ
کا ایک بال بیکا نہیں ہوسکتا یہ موحدوں کا اعتقاد ہے پس موحد جب غیر خدا کی قسم کہاوے گا تو یقیناً یہ کہا جاوے گا
کہ اسکی قسم لغو اور عادت کی طور پر ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ موحد غیر خدا کسی میں کچھ بالاستقلال قدرت یا اختیار سمجھے اور جو

شرک کے افعال کیا کرتا ہے لیکن نام کا مسلمان ہے وہ غیر خدا کی قسم کھاویگا تو شرک کا گمان اسکی طرف اور زیادہ قوی ہوگا
اور بہت مسلمان ایسے ہیں کہ خدا کی قسمیں کھو تو سو کھا ڈالیں لیکن کیا ممکن ہے کہ اپنے پیر مرشد یا مدار یا سالار یا غوث کی جھوٹی
قسم کھاویں انکے مشرک ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں ہے اب یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ جو چیزیں ہماری شریعت میں بالکل معظم نہیں
ہیں بلکہ انکی تحقیر اور توڑ ڈالنے کا حکم ہے جیسے بت نشانی جھنڈے وغیرہ انکی تو ذری سی تعظیم بھی کفر ہوگی اسلیے کہ ان کی
تعظیم خاص شعار ہے مشرکین کا مثلاً ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف یا اور کسی ولی یا نبی کی قبر پر ہاتھ
باندھکر کھڑا ہو اور دوسرا شخص کسی بت کے سامنے ہاتھ باندھکر کھڑا ہو تو دوسرے شخص کے کفر میں کوئی شبہ نہ رہیگا لیکن اول شخص کی
نیت دریافت کی جاویگی اگر عبادت کی نیت سے اس نے ایسا کیا تو وہ بھی کافر ہو جاویگا اور جو صرف ادب اور تعظیم کی راہ
سے لیکن عقیدہ اسکا توحید کا ہے تو وہ کافر نہ ہوگا مگر جو فعل خلاف شرع وہ کریگا اُس سے منع کیا جاویگا اکثر علماء محققین
نے اس فرق کو قائم کیا ہے اور بعضوں نے دونوں کا حکم ایک سا رکھا ہے اس باب میں کہ جو فعل ایک کے ساتھ کفر ہے وہ دوسرے
کے ساتھ بھی کفر ہے مثلاً سجدہ بت کو بھی کفر ہے اور قبر کو بھی کفر ہے البتہ یہ فرق ہو کہ بت کی اہانت اور ذلت اور توڑ ڈالنے
کا حکم ہے اور مومنین صالحین کی قبریں کھودنیکا حکم نہیں ہے اور یہ فرقہ کہتا ہے کہ انبیا اور اولیا اور ملائکہ اور شعائر اللہ کی
تعظیم درحقیقت اللہ سبحانہ وتعالی ہی کی تعظیم ہے کیونکہ اسی کے حکم سے اللہ کا مقبول بندہ سمجھ کر اسکی تعظیم کرتے ہیں
پس غیر خدا کی تعظیم نہیں ہوئی اور اس صورت میں غیر خدا کی تعظیم مطلقاً کفر ہوگی اور جو تعظیم شرعی کعبہ یا حجر اسود یا اور شعائر
اللہ یا قبور انبیا اور صلحا کی ہے وہ اس میں سے مستثنے رہیگی کس لیے کہ وہ اللہ ہی کی تعظیم ہے اس فائدہ کو یاد رکھنا چاہیے
اور حتی المقدور جس کام میں شرک کا شبہہ بھی ہو اس سے باز رہنا چاہیے **باب** مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ
جس نے قسم کھائی اسلام کے سوا اور دین میں چلے جانیکی **ف** مثلاً یوں کہا اگر فلاں کام میں کروں تو میں یہودی ہوں یا نصرانی
ہوں یا اسلام سے یا نبی سے بری ہوں **عن** ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ ثابت بن ضحاک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے قسم کھائی اسلام کے سوا اور دین میں چلے جانیکی جھوٹی قصداً تو جیسا اس نے کہا ویسا ہی ہوگا
ف یعنے وہ کافر ہو جاویگا اور اسلام سے نکل جاویگا ظاہر حدیث کا مطلب یہی ہے لیکن اکثر ائمہ جیسے ابو حنیفہ یا احمد کا
یہ قول ہے کہ ایسے کہنے میں کفارہ قسم کا واجب ہوگا اگر اسکے خلاف کام کرے مثلاً کہے اگر میں انار کھاؤں تو یہودی
ہوں پھر انار کھاوے تو قسم کا کفارہ دیوے اور مالک اور شافعی کہتے ہیں کہ یہ قسم نہیں ہے تو اس میں کفارہ نہوگا بہرحال
حدیث کا مطلب یہ رکھتے ہیں کہ بطور تغلیظ اور تشدد کے ایسا فرمایا تا لوگ ایسا کہنے سے بچیں ورنہ اگر اسکا عقیدہ اسلام کا

ہے تو وہ کافر ہوگا عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یَقُوْلُ اَنَا اِذًا الْیَھُوْدِیُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُوْجِبَتْ انس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو سنا وہ کہتا تھا ایسا کروں تو میں یہودی ہوں آپ نے فرمایا اسکے لیے دوزخ واجب ہوگئی **ف** شاید آپ نے وحی سے پہچانا ہو کہ یہ دوزخی ہے یا اُسکا خاتمہ کفر پر ہوگا اور حدیث کا یہ مطلب ہے ہوسکتا ہے کہ اب ایسی بات کرنا اسکو واجب ہوگئی کیونکہ اگر خلاف کرے تو وہ یہودی ٹھہرتا ہے یا مطلب یہ ہے کہ قسم واجب ہوگئی یعنے اس کلام کا حکم قسم کا سا ہے گو ظاہر میں اس نے قسم نہیں کھائی عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّنَ الْاِسْلَامِ فَاِنْ کَانَ کَاذِبًا فَھُوَ کَمَا قَالَ وَاِنْ کَانَ صَادِقًا لَمْ یَعُدْ اِلَیْہِ الْاِسْلَامُ سَالِمًا بریدہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہے اگر میں ایسا کروں تو اسلام سے بیزار ہوں اگر وہ جھوٹھہ کہے یعنے اپنی بات کو جھوٹھہ کرے اور وہ کام کر بیٹھے جس پر اسلام سے جدا ہونیکی اس نے شرط لگائی تھی) تو جیسا اس نے کہا ویسا ہی ہوگا (یعنے اسلام سے نکل جاویگا) اور اگر اپنی بات کو سچ کرے (یعنے وہ کام نہ کرے) جب بھی اسلام سلامتی کے ساتھہ اسکے پاس نہیں لوٹیگا **ف** کیونکہ اسلام کی عظمت اس نے نہ کی اور دین کو ایسا حقیر سمجھا کہ بات بات پر اس سے جدا ہو جانیکی شرط لگاتا ہے مسلمان کو ایسی شرط ہرگز نہ کرنا چاہیے گو وہ کتنا ہی بڑا کام ہو اپنا دین سب چیزوں سے زیادہ پیارا ہے کوئی کام ہو یا نہ ہو دین کی شرط لگانے سے کیا فائدہ اور حدیث سے یہ نکلا کہ جو کوئی ایسی شرط لگاوے پھر اس میں سچا بھی ہو جب بھی گنہگار ہوگا اور اسکے دین میں خلل آوے گا **بَابُ** مَنْ حُلِفَ لَہٗ بِاللّٰہِ فَلْیَرْضَ جو شخص قسم کھاوے تو اُس سے راضی ہو جانا چاہیے **ف** مطلب یہ ہے کہ جب مسلمان نے اللہ کی قسم کھائی تو اب اسکے بیان کو مان لینا چاہیے اب اس سے یوں نہ کہنا چاہیے کہ تیری قسم جھوٹی ہے یا اللہ کے سوا اور اب کسی شخص کی اسکو قسم نہ دینا چاہیے جیسے جاہلوں کا ہمارے زمانہ میں حال ہے کہ اللہ کی قسم کھانے پر انکو تسلی نہیں ہوتی اور اسکے بعد پیر یا مرشد یا پیغمبر یا کعبہ یا ماں باپ کی قسم دیتے ہیں یہ نری حماقت ہے اللہ سے بڑھکر کسی کا درجہ نہیں بلکہ اللہ کے برابر والا بھی کوئی نہیں سب سے زیادہ مومن کو اللہ کے نام کی حرمت اور عزت اور عظمت کرنا چاہیے اور احتیاط رکھنا چاہیے کہ اول تو اللہ کے سوا اور کسی کی قسم ہی نہ کھاوے اور اگر عادت کے طور پر اور کسی کے نام کی قسم نکل جاوے اور جھوٹ ہو جاوے تو خیر پر اللہ کے نام کی قسم کبھی جھوٹ نہ کھاوے اگر پیر پیغمبر مرشد ولی غوث وقطب وغیرہ کے نام پر لاکھہ قسمیں جھوٹ ہو جاویں تو اتنا ڈر نہیں ہے جتنا اللہ کے نام کی ایک قسم جھوٹ ہونے سے ہے یہ حکم مسلمانوں کے لیے ہے کہ جب اللہ کی قسم وہ کھا لیویں تو اب زیادہ تکلیف انکو نہ دیجاوے کہ کسی اور کے نام کی بھی قسم کھاویں لیکن کافروں کو انکے اوتاروں

باٹھا کرون کی سمجھ دیا بعضون نے جائز رکھا ہے اس خیال سے کہ شاید ان کے دلمین اپنے اوتار یا ٹھاکر کی عظمت زیادہ ہو اور
یہی وجہ ہے کہ ہند کے مشرکین گو گنگا جل اٹھوا کر اسکی قسم دیتے ہین یا سری کشن کی یا مہادیو کی یا گائے کی **عن** ابْنِ
عُمَرَ قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَحْلِفُ بِأَبِيهِ فَقَالَ لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ مَنْ حَلَفَ بِاللهِ فَلْيَصْدُقْ
وَمَنْ حُلِفَ لَهُ بِاللهِ فَلْيَرْضَ وَمَنْ لَمْ يَرْضَ بِاللهِ فَلَيْسَ مِنَ اللهِ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے سنا ایک شخص کو قسم کھاتے ہوئے اپنے باپ کی تو فرمایا مت قسم کھاؤ اپنے باپ دادون کی جو شخص قسم کھاوے
اللہ کے نام کی وہ سچی قسم کھاوے اور جس کسی کے لیے اللہ کی قسم کھائی جاوے اسکو راضی ہوجانا چاہیے اور جو شخص اللہ کے نام پر
راضی نہ ہو وہ اللہ سے کچھ علاقہ نہین رکھتا **ف** یعنے اللہ کے دین سے خارج ہے کیونکہ اسلام کا دین اللہ کا دین ہے اور جب
آدمی نے اسلام قبول کیا تو اللہ کی محبت اور عظمت سب سے زیادہ اسکو ہونا چاہیے جب اللہ کے نام پر اسکو تسلی نہ ہوئی
تو اللہ سے زیادہ انکو اورون کی محبت ٹھیری ایسا شخص ہرگز **مسلمان نہین ہو سکتا**
اور اگر ہے تو نام کا مسلمان ہے یہ اسلام آخرت مین کچھ کام آنیوالا نہین ہمارے زمانہ مین بہت مسلمان ایسے ہی ہین کہ اللہ کے
نام کی سو قسمین جھوٹی کھالیوین تو انکے دلکو ڈر نہین ہوتا لیکن جب انکے پیر مرشد گرو غوث قطب مدار سالار کا نام لو تو تھرا جاتے
ہین اور کانپ کر سچ بولدیتے ہین اور یہ خیال کرتے ہین کہ اگر ان کے نام کی جھوٹی قسم کھاوینگے تو تباہ ہوجاوینگے خاک
پڑے انکی مسلمانی پر **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَى عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا يَسْرِقُ
فَقَالَ أَسَرَقْتَ قَالَ لَا وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَقَالَ عِيسَى آمَنْتُ بِاللهِ وَكَذَّبْتُ بَصَرِي ابوہریرہ سے روایت ہے
آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت عیسی بن مریم علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا تو آپنے
کہا کیا تونے چوری کی وہ بولا نہین قسم اسکی جسکے سوا کوئی سچا معبود نہین ہے حضرت عیسی نے کہا مین ایمان لایا اللہ پر اور
مینے جھٹلایا اپنی آنکھ کو **ف** یعنے اللہ کی عظمت کے مقابل میری آنکھ کی کچھ حقیقت نہین ہے ممکن ہے کہ مجھکو دھوکا
ہوا ہو آنکھ نے دیکھنے مین غلطی کی ہو لیکن یہ مجھ سے نہین ہوسکتا کہ مسلمان کی قسم کو جھٹلاؤن ہمیشہ صالح اور نیک اور بزرگ
لوگون کی عادت ہوتی ہے کہ جب مسلمان انکے سامنے قسم کھالیتا ہے تو ان کو یقین آجاتا ہے اور وہ یہ خیال کرتے ہین
کہ مسلمان کبھی جھوٹی قسم نہین کھاویگا بلکہ بعض صالحین یہ سمجھتے ہین کہ مسلمان کبھی جھوٹ نہین بولیگا اور یہی وجہ
ہے کہ وہ حدیث کی روایت ہر شخص سے کر لیتے ہین اور کھوٹے کھرے کی تمیز انکو حدیثون مین کم ہوتی ہے **باب**
الْيَمِينُ حِنْثٌ أَوْ نَدَمٌ قسم کھانے مین یا قسم توڑنا ہوتی ہے یا ندامت ہوتی ہے **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْحَلِفُ حِنْثٌ أَوْ نَدَمٌ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

قسم کھانا یا حسنت ہو (یعنے قسم توڑنا) یا ندامت اور شرمندگی اہو **ف** مطلب یہ ہے کہ قسم اکثر ان دو باتوں سے خالی نہیں ہوتی آدمی اکثر غصہ میں بے سوچ سمجھے قسم کھا بیٹھتا ہے کہ فلانی چیز نکھاونگا یا فلانے سے بات نہ کرینگے پھر ایسی ضرورت پیش آتی ہے کہ قسم توڑنا پڑتی ہے اور جب توڑی تو کفارہ دینا پڑا مال بفایدہ صرف ہوا جیسے ڈنڈ تو ندامت اور شرمندگی ہوئی اگر نہ توڑا تو بھی ندامت ہوئی کہ قسم کی وجہ سے ایک لذت سے محروم رہے **باب** الاِسْتِثْنَاءِ فِي الْيَمِينِ اگر قسم میں کوئی ان شاء اللہ کہہ لیوی (یعنے اگر خدا چاہے) **عن** اَبِی هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلَهٗ ثُنْيَاهُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے قسم کھائی اور اسکے ساتھ انشاء اللہ کہا تو اُسکا شرط لگانا اسکو فائدہ دیگا **ف** فائدہ یہ ہوگا کہ اب اگر قسم کے خلاف بھی کرے تو کفارہ لازم نہ ہوگا اور آدمی جھوٹا نہ ہوگا اسلیے کہ اسکی قسم معلق تھی اللہ تعالیٰ کی مشیت پر معلوم ہوا کہ اللہ نے ایسا نہ چاہا جب تو اس نے قسم کے خلاف عمل کیا یہ عمدہ طریقہ ہے قسم کے کفارے سے بچنے کا اول تو قسم نہ کھاوے اگر ایسا ہی ضرور پڑے تو اسکے ساتھ انشاء اللہ لگا دیوے یہ حدیث کو امام احمد اور ترمذی اور ابن حبان نے بھی نکالا انکی روایت میں یوں ہے وہ حانث نہ ہوگا اور نسائی کی روایت میں ہے اس نے استثنا کرلیا اور حاکم نے بھی اسکو نکالا اور صحیح کہا اور ابوداؤد نے عکرمہ سے نکالا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم خدا کی میں قریش سے جہاد کرونگا پھر فرمایا ان شاء اللہ پھر فرمایا قسم خدا کی میں قریش سے جہاد کرونگا پھر فرمایا ان شاء اللہ پھر فرمایا قسم اللہ کی میں قریش سے جہاد کرونگا پھر فرمایا ان شاء اللہ پھر فرمایا قسم خدا کی میں قریش سے جہاد کرونگا بعد اسکے خاموش ہو رہے پھر فرمایا ان شاء اللہ اور اسکے بعد قریش پر جہاد نہیں کیا۔ ابوداؤد نے کہا یہ حدیث کو مسند کیا کئی لوگوں نے ابن عباس سے اور بیہقی نے اسکو موصولاً اور مرسلاً دونوں طرح روایت کیا اور صحیحین میں ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں آج کی رات ستر عورتوں کے پاس ہو نگا اخیر حدیث تک اس میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر وہ انشاء اللہ کہتے تو انکی بات غلط نہوتی اور اسپر اجماع ہے جمہور کا اور ابن عربی نے کہا تمام علماء کا کہ جب قسم میں انشاء اللہ لگا دیوے تو اب وہ منعقد نہ ہوگی یعنے توڑنے میں کفارہ واجب نہ ہوگا لیکن شرط یہ ہے کہ ان شاء اللہ قسم کے ساتھ ہی کہے اور موطا میں ابن عمر سے مروی ہے کہ جس نے واللہ کہا پھر انشاء اللہ کہا اور وہ کام نہ کیا جسکی کرنے کی قسم کھائی تھی تو اس پر حنث نہ ہوگا امام مالک نے کہا میں نے جو استثنا کی باب میں سب سے اچھا سنا وہ یہ ہے کہ استثنا کا فائدہ استثنا کرنیوالے کو ہوتا ہے بشرطیکہ اپنا کلام قطع نہ کرے یعنے بیچ میں خاموش نہو رہے اگر قسم کے بعد خاموش ہو رہا اور کلام کو قطع کر دیا پھر انشاء اللہ کہا تو اب کچھ فائدہ نہ ہوگا (بلکہ قسم کے خلاف کرنے سے کفارہ واجب ہوگا)

(روضہ) اور بعض علما کا یہ قول ہے کہ اگر قسم کے بعد خاموش ہو رہا اور کلام کو قطع کر دیا پھر اسکے بعد انشاء اللہ کہا جب بھی استثنا درست ہوگا اور وہ حانث نہ ہوگا اور دلیل لی اونھوں نے ابوداود کی حدیث سے جو اوپر گذری **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حلف فاستثنی ان شاء رجع وان شاء ترک غیر حانث ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے اور استثنا کرے (یعنے انشاء اللہ کہے) تو اسکو اختیار ہوگا چاہے قسم کے خلاف کرے چاہے قسم کے موافق چلے وہ حانث نہوگا **عن** ابن عمر روایۃ قال من حلف واستثنی فلن یحنث ابن عمر رضے اللہ عنہ سے روایت ہے جس نے قسم کھائی اور استثنا کیا تو وہ حانث نہ ہوگا **باب** من حلف علی یمین فرأی غیرھا خیرا منھا جس شخص نے قسم کھائی پھر قسم کے خلاف کرنا بہتر سمجھا یعنے قسم توڑنا مناسب معلوم ہوا تو وہ کیا کرے) **عن** ابی موسی قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رھط من الاشعریین نستحملہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ ما احملکم وما عندی ما احملکم علیہ قال فلبثنا ما شاء اللہ ثم اتی بابل فامر لنا بثلاثۃ ابل ذود غر الذری فلما انطلقنا قال بعضنا لبعض اتینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نستحملہ فحلف ان لا یحملنا ثم حملنا ارجعوا بنا فاتیناہ فقلنا یا رسول اللہ اتیناک نستحملک فحلفت ان لا تحملنا ثم حملتنا فقال واللہ ما انا حملتکم بل اللہ حملکم انی واللہ ان شاء اللہ لا احلف علی یمین فاری خیرا منھا الا کفرت عن یمینی واتیت الذی ھو خیر او قال اتیت الذی ھو خیر وکفرت عن یمینی ابوموسی سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس حاضر ہوا چند اشعری لوگوں کے ساتھ آپ سے سواری مانگنے کو آپنے فرمایا قسم خدا کی میں تم کو سواری نہیں دونگا اور میرے پاس سواری نہیں ہے پھر ہم ٹھیرے رہے جبتک اللہ تعالی نے چاہا بعد اسکے آپ پاس اونٹ آئے (صدقہ کے) آپنے ہمارے لیے تین اونٹوں کا حکم دیا اچھی سفید کوہان والوں کا جب ہم چلے تو ہم میں سے ایک نے دوسرے سے کہا ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس گئے سواری مانگنے کو آپنے قسم کھائی کہ ہم کو سواری ندینگے پھر ہم کو سواری دی (تو شاید آپ قسم کو بھول کر ایسا کیا ہو پس آپ کو اسکی خبر کر دینا چاہیے ایسا نہ ہو ہم گنہگار ہوں) چلو لوٹ چلو آخر ہم پھر آپکے پاس آئے اور ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ پاس آئے تھے آپ سے سواری مانگنے کو تو آپنے قسم کھائی تھی کہ ہمکو سواری ندینگے پھر اسکے بعد آپنے ہمکو سواری دی یہ سنکر آپنے فرمایا قسم خدا کی مینے تمکو سواری نہیں دی (تو میری قسم جھوٹی نہیں ہوئی) بلکہ اللہ جل جلالہ نے تم کو سواری دی میں تو قسم خدا کی انشاء اللہ جب کوئی قسم کھاتا ہوں پھر اسکے خلاف کرنا بہتر سمجھتا ہوں تو اپنی قسم کا کفارہ دیدیتا ہوں اور جو کام بہتر ہوتا ہے اسکو کرتا ہوں یا یوں فرمایا جو کام بہتر ہوتا ہے

اوسکو کرتا ہون اور قسم کا کفارہ دیدیتا ہون **عن** عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ عدی بن حاتم سے روایت ہو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کہاوی ایک بات پر پہر دوسری بات کو بہتر سمجھے تو جو بات بہتر ہو وہ کرے اور اپنی قسم کا کفارہ ڈیوی **عن** أَبِي الْأَحْوَصِ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْجُشَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَأْتِينِي ابْنُ عَمِّي فَأَحْلِفُ أَنْ لَا أُعْطِيَهُ وَلَا أَصِلَهُ قَالَ كَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ مالک جشمی سے روایت ہو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا چچازاد بہائی میری پاس آتا ہے مین قسم کہالیتا ہون اسکو کچہ ندون گا اور اسکے ساتہہ سلوک نہ کرون گا آپ نے فرمایا کفارہ دی اپنی قسم کا **ف** اور شوق سے اسکے ساتہہ سلوک کر صحیحین مین عبد الرحمان بن سمرہ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو قسم کہاوی پہر اسکے خلاف بہتر سمجہے تو بہتر کام کر اور کفارہ دی قسم کا اور ایک روایت مین یون ہے کفارہ دی اپنی قسمکا اور بہتر کام کر اور نسائی اور ابو داؤد کی ایک روایت مین یون ہو کہ کفارہ دی اپنی قسم کا پہر اسکے بعد نیک کام کر اب ان حدیثون مین اور اللہ تعالی کے اس قول مین و احفظوا ایمانکم یعنے حفاظت کرو اپنی قسمون کی منافات نہین ہے کیونکہ آیت مین مراد وہ قسم ہے جو نیک بات پر ہو جیسے نماز یا صدقہ یا اقارب سے سلوک کرنے پر ایسی قسمون کا پورا کرنا ضرور ہے لیکن جب بری بات پر قسم کہاوی جیسے ماں باپ سے بات نہ کرنے پر تو اسکا توڑنا ضرور ہے اور شافعی نے کہا جب کوئی قسم کہاوی گناہ پر یا ترک مستحب پر یا فعل مکروہ پر تو اسکو توڑ ڈالے اور کفارہ دیدیو اس لیے کہ دوسری آیت مین ہو لا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم یعنے اللہ کو روک نہ بناؤ نیکی کرنے سے اب احادیث دونون طرح وارد ہین بعضون مین یون ہے کہ پہلے قسم توڑے پہر کفارہ دیوے ابو حنیفہ اسی کے قائل ہین اور بعضون مین یون ہی پہلے کفارہ دیوے پہر قسم توڑے شافعی اور اہلحدیث کہتے ہین کہ دونون طرح درست ہو **باب** مَنْ قَالَ كَفَّارَتُهَا تَرْكُهَا جس نے کہا بری قسمکا کفارہ یہ ہے کہ اسکو چہوڑ دیوے **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ فِي قَطِيعَةِ رَحِمٍ أَوْ فِيمَا لَا يَصْلُحُ فَبِرُّهُ أَنْ لَا يُتِمَّ عَلَى ذَلِكَ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے قسم کہائی ناتا کاٹنے پر یا اور کسی کام پر جو نیک نہین ہے تو اس قسم کا پورا کرنا یہ ہے کہ اسکو چہوڑ دیوے اور نیک کام کو کرے قسمکا کچہ خیال نہ کرے **عن** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَتْرُكْهَا فَإِنَّ تَرْكَهَا كَفَّارَتُهَا عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے قسم کہائی پہر اسکے خلاف کرنا اس سے بہتر سمجہا تو قسم کو چہوڑ دیوے یہی اسکا کفارہ ہو **باب** كَمْ يُطْعِمُ فِي كَفَّارَةِ الْيَمِينِ قسم کے کفارے مین کتنا کہانا دیوے **عن**

ابن عباس قال کفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصاع من تمر وامر الناس بذلک فمن لم یجد فنصف صاع من بر۔ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفارہ دیا قسم کا ایک صاع کھجور کا دیکر اور لوگوں کو بھی ایسا ہی حکم دیا اگر کسیکو ایک صاع کھجور کا نہ ملے تو نصف صاع گیہوں کا دیدیوے **ف** یعنی دس مسکینوں کو ہر ایک کو ایک ایک صاع کھجور کا یا نصف نصف صاع گیہوں کا دیوے ابوحنیفہ اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے اور وہ دلیل لیتے ہیں اس حدیث سے حالانکہ اسکا اسناد ضعیف ہے اسکے اسناد میں عمر بن عبداللہ بن یعلے ہے نہری نے اسکو ضعیف کیا اور کہا وہ فاسق تھا اور ابن ماجہ نے اس حدیث کے سوا اور کوئی حدیث اس سے روایت نہیں کی اور عطا اور سالم اور قاسم اور مالک اور شافعی اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور اہلحدیث کا یہ قول ہے کہ ہر ایک مسکین کو ایک مد دینا کافی ہے کیونکہ ایک مد ایک آدمی کو کافی ہے دونو وقت کی غذا کے لیے ایک صاع کے چار مد ہوتے ہیں اور قرآن شریف میں اطعام عشرۃ مساکین ہے یعنے دس مسکینوں کو کھانا کھلانا اور صاع یا نصف صاع کوئی مسکین نہیں کھا سکتا **باب** من اوسط ما تطعمون اھلیکم مسکینوں کو کس قسم کا کھانا دینا چاہیے **عن** ابن عباس قال کان الرجل یقوت اھلہ قوتا فیہ سعۃ وکان الرجل یقوت اھلہ قوتا فیہ شدۃ فنزلت من اوسط ما تطعمون اھلیکم ابن عباس سے روایت ہے بعضا آدمی اپنے گھر والوں کو ایسا کھانا دیتا جس میں گنجایش ہوتی اور بعضا آدمی تنگی کے ساتھ دیتا تب یہ آیت اتری من اوسط ما تطعمون اھلیکم یعنے مسکینوں کو وہ کھانا دو جو بیچ کا کھانا اپنے گھر والوں کو دیتے ہو نہ بہت اعلی نہ بہت ادنی) **باب** النھی ان یستلج الرجل فی یمینہ ولا یکفر آدمی اپنی قسم پر اصرار کرے اور کفارہ نہ دیوے (جب قسم کسی برے کام پر ہو مثلاً اپنے گھر والوں یا ناتے والوں کو ستانے کے لیے قسم کھاوے یا ان سے عمدہ سلوک نہ کرنے کے لیے) تو گناہ ہے **عن** مطلب یہ ہے کہ جب بری بات پر قسم کھاوے تو اس قسم کو توڑ ڈالنا اور کفارہ دینا بہتر ہے اور قسم پر اصرار کرنا اور اسپر قائم رہنا اس میں زیادہ گناہ ہے بہ نسبت قسم توڑنے کے جسکے لیے کفارے کا حکم ہوا ہے **عن** ابی ھریرۃ یقول قال ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم اذا استلج احدکم فی الیمین فانہ اثم لہ عند اللہ من الکفارۃ التی امر بھا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے اپنی قسم پر اصرار کرے (اور اس میں لوگوں کا نقصان ہو) تو وہ زیادہ گنہ گار ہوگا اللہ کے پاس اس کفارے سے جسکا حکم دیا گیا ہے **ف** کفارہ ہمیشہ گناہ کا ہوتا ہے تو قسم کا توڑنا بھی ایک گناہ ہے کس لیے کہ اس میں اللہ کے نام کی بیحرمتی ہے اسیکا کفارہ مقرر ہوا ہے لیکن بری قسم کا نہ توڑنا توڑنے سے زیادہ گناہ ہے **عن** ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **باب** ابرار المقسم اگر کوئی قسم دیوے تو اسکی قسم پوری کرنا چاہیے **ف** مثلاً کوئی کہے

مین تم کو قسم دیتا ہوں تم اس کھانے مین سے کچھ کھاؤ تو کھا لینا چاہیے تاکہ مسلمان کو رنج نہ ہو یہ حکم حسن اخلاق کے طور پر ہے اگرچہ قسم دنیے سے شرعی قسم نہین پڑتی عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ براء بن عازب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو حکم دیا قسم دینے والے کو سچا کرنیکا (یعنے اسکی بات مان لینے کا جسکے لیے وہ قسم دیتا ہے) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ صَفْوَانَ أَوْ عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيِّ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ جَاءَ بِأَبِيهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اجْعَلْ لِأَبِي نَصِيبًا مِنَ الْهِجْرَةِ فَقَالَ إِنَّهُ لَا هِجْرَةَ فَانْطَلَقَ فَدَخَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ فَقَالَ قَدْ عَرَفْتَنِي فَقَالَ أَجَلْ فَخَرَجَ الْعَبَّاسُ فِي قَمِيصٍ لَيْسَ عَلَيْهِ رِدَاءٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ عَرَفْتَ فُلَانًا وَالَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ وَجَاءَ بِأَبِيهِ لِتُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَا هِجْرَةَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ فَمَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فَمَسَّ يَدَهُ فَقَالَ أَبْرَرْتُ عَمِّي وَلَا هِجْرَةَ عبد الرحمان بن صفوان یا صفوان بن عبد الرحمن قرشی سے روایت ہے جس دن مکہ فتح ہوا تو وہ اپنے باپ کو لیکر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے باپ کو ہجرت کے ثواب مین سے ایک حصہ دلایے آپنے فرمایا اب ہجرت نہین ہے (یعنے وہ ہجرت جو فتح مکہ سے پہلے مسلمانوں پر واجب تھی مدینہ کی طرف لیکن نفل ہجرت ان مقاموں سے جہاں دین کی خرابیاں ہوں قیامت تک قائم ہے) آخر وہ چلا گیا اور حضرت عباس (آپکے چچا) پاس گیا اور بولا تمنے مجھے پہچانا (جو میرے اور تمہارے بیچ مین دوستی اور محبت تھی اب اسکا حق ادا کرو اور ہجرت کا ثواب دلاؤ) انہوں نے کہا ہاں پھر حضرت عباس ایک کرتہ پہنے نکلے چادر بھی اوپر نہ تھی اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ سے اور فلاں شخص سے معرفت (اور ملاقات) ہے آپ جانتے ہین جو مجھ مین اور اس مین محبت تھی وہ اپنے باپ کو لیکر آیا ہے اسلیے کہ آپ اس سے بیعت لیوین ہجرت پر آپنے فرمایا ہجرت تو اب نہین رہی حضرت عباس نے عرض کیا مین آپ کو قسم دیتا ہوں یہ سنکر آپنے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اس شخص کا ہاتھ چھو لیا اور فرمایا مینے اپنے چچا کی قسم کو سچا کیا لیکن ہجرت تو نہین رہی عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ قَالَ يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ يَعْنِي لَا هِجْرَةَ مِنْ دَارٍ قَدْ أَسْلَمَ أَهْلُهَا ترجمہ وہی جو اوپر گذرا یزید بن ابی زیاد نے کہا (جو اس حدیث کا راوی ہے) ہجرت نہین رہی اسکا مطلب یہ ہے کہ اس شہر سے ہجرت نہین رہی جسکے رہنے والے مسلمان ہوگئے لیکن دار الکفر سے ہجرت ہمیشہ قائم ہے قیامت تک

بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ

یوں کہنے کی ممانعت جو اللہ اور تم چاہو

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَلَفَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلْ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتَ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے قسم کھاوے تو یوں نہ کہے جو اللہ چاہے

اور تم چاہو بلکہ یوں کہے جو اللہ چاہے پہر تم چاہو **ف** اسلیے کہ اول کلام میں مخاطب کو اللہ کے ساتھہ کردیا ہے جس مین سے شرک کی بو آتی ہے اگرچہ مومن کی نیت شرک کی نہین ہوتی تو بہی ایسے بات کہنا جس مین شرک کا وہم ہو منع ہوا **عن** حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَاٰى فِي النَّوْمِ اَنَّهٗ لَقِيَ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ نِعْمَ الْقَوْمُ اَنْتُمْ لَوْلَا اَنَّكُمْ تُشْرِكُوْنَ تَقُوْلُوْنَ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ وَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَمَا وَاللّٰهِ اِنْ كُنْتُ لَاَعْرِفُهَا لَكُمْ قُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَاءَ مُحَمَّدٌ حذیفہ بن یمان سے روایت ہے ایک مسلمان نے خواب دیکھا کہ وہ خواب مین ایک اہل کتاب (یہودی یا نصرانی) سے ملا ہے اس نے کہا تم اچہے لوگ ہو اگر شرک نہ کرتے تم کہتے ہو جو اللہ اور محمد چاہین اس مسلمان نے یہ خواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا قسم خدا کی مین اس بات کو جانتا تہا (کہ ایسا کہنے مین شرک کی بو ہے) یون کہا کرو جو اللہ چاہے پہر محمد چاہین **ف** یعنے اللہ کے بعد محمد کو رکہو تو قباحت نہین اسلیے کہ اللہ کا ہمسر کوئی نہین سب اس کے بندے اور غلام ہین جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نسبت ایسا کہنے سے منع فرمایا تو اب اور کسی ولی یا پیر یا مرشد یا درویش کی کیا بساط ہے کہ وہ اللہ کے نام کے ساتھہ شریک کیا جاوے کسی کام کے کرنے یا ہونے یا نہ ہونے مین **عن** الطُّفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ اَخِي عَائِشَةَ لِاُمِّهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهٖ طفیل بن سنجرہ سے بہی ایسا ہی روایت ہے

باب مَنْ وَرّٰى فِي يَمِيْنِهٖ

جو کوئی قسم مین توریہ کرے **ف** توریہ کے معنے چہپانا اور اصطلاح مین توریہ وہ کلام ہے جو دو معنے رکہتا ہو معنے ظاہر تو مخاطب کے سمجہنے کے لیے رکہا جاوے اور متکلم دوسرے معنے کا قصد کرے تاکہ اسکی بات جہوٹہہ بہی نہ ہو اور آفت سے رہائی ہو جاوے ضرورت کیوقت توریہ صحابہ کرام اور سلف سے بہی منقول ہے **عن** سُوَيْدِ بْنِ حَنْظَلَةَ قَالَ خَرَجْنَا نُرِيْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَنَا وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ فَاَخَذَهٗ عَدُوٌّ لَهٗ فَتَحَرَّجَ النَّاسُ اَنْ يَحْلِفُوْا فَحَلَفْتُ اَنَا اَنَّهٗ اَخِي فَخَلّٰى سَبِيْلَهٗ فَاَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ اَنَّ الْقَوْمَ تَحَرَّجُوْا اَنْ يَحْلِفُوْا وَحَلَفْتُ اَنَا اَنَّهٗ اَخِي فَقَالَ صَدَقْتَ الْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ سوید بن حنظلہ سے روایت ہے ہم نکلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس حاضر ہونے کے لیے اور ہمارے ساتھہ وائل بن حجر بہی تہے انکو ایک دشمن نے انکے پکڑا اور لوگون نے برا جانا جہوٹی قسم کہانا (کہ یہ وائل نہین ہین) آخر مینے قسم کہائی کہ یہ میرا بہائی ہے اور یہ قسم صحیح تہی اس مین توریہ تہا کیونکہ دشمن تو بہائی سے سگا بہائی سمجہا اور مینے دینی بہائی مراد لیا جیسے حضرت صدیق اکبر نے مدینہ کو جاتے وقت ایک دشمن سے کہا جب اسنی پوچہا تمہارے پیچہے کون شخص ہے اور پیچہے ان کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکہتے تہے ابو بکر نے کہا ایک شخص ہے جو مجہکو راہ بتاتا ہے یہ بہی توریہ تہا دشمن یہہ

سمجھا کہ رستہ تبلانیوالا شخص ہے اور ابو بکر نے یہ مراد لیا کہ آپ خدا کی راہ انکو بتاتے ہین ا پہر ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس حاضر ہوئے اور مینے آپ سے یہ حال بیان کیا کہ لوگون نے تامل کیا قسم کہانے مین اور مین نے قسم کہالی کہ وائل میرا بہائی ہے آپنے فرمایا تونے سچی قسم کہائی مسلمان دوسرے مسلمان کا بہائی ہے **عن** اَبِی هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْیَمِیْنُ عَلٰی یَمِیْنِ الْمُسْتَحْلِفِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہمیشہ قسم دلانیوالے کے مطلب پر ہوتی ہے **ف** گو قسم کہانیوالا دوسرا کچہہ مطلب کیکر قسم کہاوے یعنے توریہ کرے تو اسکا توریہ اسکو مفید نہ ہوگا بلکہ جہوٹی قسم کا وبال اسپر ہوگا ۔ یہ حدیث اس مقام مین ہے جب کوئی شخص دوسرے کا حق دبانا چاہے قسم کہاکر اور اگلی حدیث اس مقام مین ہے جب کسی مسلمان کی جان یا عزت بچانا منظور ہو ظالم کے ظلم سے تو دونون مین منافات نہ ہوگی ۔ امام احمد کا قول اسی حدیث کے موافق ہے **عن** اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمِیْنُكَ عَلٰی مَا یُصَدِّقُكَ بِهَا صَاحِبُكَ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم تیری اسی مطلب پر واقع ہوگی جسپر تیرا صاحب تجہہ کو سچا جانے **ف** یعنے تیرا توریہ تجہہ کو مفید نہوگا یہ حدیث بہی اسی مقام پر محمول ہے کہ معاملات مین آدمی قسم کہاوے تو قسم دینے والے کے مطلب پر ہوگی جیسے اگلی حدیث ہے **باب** النَّهْیِ عَنِ النَّذْرِ نذر سے ممانعت **ف** نذر سو وقت صحیح ہوتی ہے جب اللہ کے واسطے کیجاوے تو ضرور ہے کہ نذر عبادت اور ثواب کا کام ہو اور معصیت اور گناہ مین نذر صحیح نہین ہے جیسے کوئی نذر کرے اسلیے کہ اولاد مین برابری نکرے یا ورثہ کو انکے واجبی حصہ سے کم وبیش دلادے یا قبرون پر نذر کرے یا اور کسی کام کی جسکی شریعت مین اصل نہین ہے جیسے دہوپ مین کہڑے رہنے کی کسی سے بات نہ کرنیکی یا ایسی نذر کرے جو طاقت انسانی سے باہر ہے تو ان سب صورتون مین نذر لغو ہوگی (دررہبیہ) **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ اِنَّمَا یُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ اللَّئِیْمِ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا نذر سے اور فرمایا نذر بخیل کے دل سے مال نکالتی ہے **ف** بخیل بغیر مصیبت پڑے خرچ نہین کرتا جب اسپر آفت آتی ہے تو نذر نکالتا ہے اسوجہ سے نذر کو آپنے مکروہ جانا کیونکہ وہ شعار ہے بخلا کا اور سخی تو بغیر نذر کے اللہ کی راہ مین ہمیشہ صرف کرتے ہین اور بعضون نے کہا نذر سے ممانعت اس حال مین ہے جب یہ سمجہکر نذر کرے کہ اسکی وجہ سے تقدیر بدلجاوے گی یا جو آفت تقدیر مین ہے وہ ٹل جاویگی **عن** اَبِی هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ النَّذْرَ لَا یَاْتِیْ ابْنَ اٰدَمَ بِشَیْءٍ اِلَّا مَا قُدِّرَ لَهٗ وَلٰکِنْ یَغْلِبُهُ الْقَدَرُ مَا قُدِّرَ لَهٗ فَیُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِیْلِ فَیُیَسَّرُ عَلَیْهِ مَا لَمْ یَکُنْ یُیَسَّرُ عَلَیْهِ مِنْ قَبْلِ ذٰلِكَ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَیْكَ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نذر سے آدمی کو کچھ نہیں ملتا مگر جو اسکی تقدیر میں ہے اور تقدیر نذر پر غالب آتی ہے جو آدمی کی تقدیر میں ہے وہ ضرور ہوگا لیکن بخیل کے دل سے نذر مال نکالتی ہے اور اسپر ایک بات آسان ہوجاتی ہے جو پہلے اسپر آسان نہتی (یعنے مال کا خرچ کرنا) اللہ تعالے نے فرمایا تو مال خرچ کرین تجھپر خرچ کرون گا **باب** النَّذْرِ فِي الْمَعْصِيَةِ گناہ کی بات کی نذر کرنا **عَنْ** عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَلَا نَذْرَ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ اٰدَمَ عمران بن حصین سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا گناہ کی بات مین نذر نہیں ہے (جیسے اپنے بچے کو ذبح کرنے کی نذر یا عید کے دن روزہ رکھنی کی نذر) اور نہ اس بات مین جو آدمی کے اختیار مین نہیں ہے **ف** یعنے اسکے ملک مین مثلاً نذر کرے دوسرے کا بردہ آزاد کرنیکی **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهٗ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا گناہ مین نذر نہیں ہے اور ایسی نذر مین کفارہ ہے قسم کا۔ **ف** اہلحدیث اور حنفیہ کا یہی قول ہے کہ کوئی گناہ کے کام کی نذر کرے تو اس نذر کو پورا نکرے اور قسم کا سا کفارہ دیوے مسلم نے ابن عباس سے نکالا مرفوعاً کہ جو کوئی نذر کرے گناہ کی اسکا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور شافعیہ کے نزدیک نذر مین کفارہ نہیں ہے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَذَرَ اَنْ يُّطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ اَنْ يَّعْصِيَ اللّٰهَ فَلَا يَعْصِهٖ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا جو شخص نذر کرے اللہ کی اطاعت کرنیکی (جیسے روزہ نماز حج جہاد وغیرہ کی) وہ اطاعت کرے اور جو نذر کرے اسکی نافرمانی کرنے کی وہ نافرمانی نکرے **ف** اور قرآن مین جو آیا ہے یوفون بالنذر مراد اس سے یہی نذر طاعت ہے طبری نے باسناد صحیح قتادہ سے نکالا یوفون بالنذر کی تفسیر مین کہ اگلے لوگ نذر کرتے تھے روزہ نماز زکوٰۃ حج یا عمرے کی اور اور فرائض کی تو اللہ نے انکو ابرار فرمایا اور احمد اور ابوداؤد نے عبداللہ بن عمرو سے نکالا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا نذر نہیں ہے مگر وہی جس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی مطلوب ہو **باب** مَنْ نَذَرَ نَذْرًا وَّلَمْ يُسَمِّهٖ جس نے نذر کی لیکن بیان نہیں کیا کہ کون سی نذر اور کس چیز کی تو وہ کیا کرے **عَنْ** عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا وَّلَمْ يُسَمِّهٖ فَكَفَّارَتُهٗ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ عقبہ بن عامر سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک نذر کی اور اسکو معین نہیں کیا (یعنے نذر کے کام کی تصریح نہیں کی صرف اتنا کہا کہ مجھ پر نذر ہے) تو وہ قسم کا سا کفارہ دیوے **ف** ترمذی نے بھی اس حدیث کو نکالا اور کہا صحیح ہے اہلحدیث کا یہی قول ہے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا

وَلَمْ يُسَمِّهِ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا أَطَاقَهُ فَلْيَفِ بِهِ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک نذر کی اور اسکا نام نہیں لیا (کہ فلان چیز کی نذر کرتا ہون) تو اسکا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جس نے ایک نذر کی جسکے پورا کرنیکی طاقت نہین رکہتا تو اسکا کفارہ قسم کا سا کفارہ ہے اور جس نے نذر کی ایسی جسکے پورا کرنے کی طاقت رکہتا ہے تو وہ اسکو پورا کرے **ف** اسلیے کہ نذر کا پورا کرنا واجب ہے فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی نے ولیوفوا نذورہم احمد اور ابو داؤد نے اسحدیث کو بہی نکالا اس مین اتنا زیادہ ہے کہ آپنے ایک عورت کو جسنے پاؤن سے چلکر حج کرنے کی نذر کی تہی اور وہ اسکی طاقت نہین رکہتی تہی یہی حکم دیا تہا کہ کفارہ دیوے (قسم کا سا)

باب الْوَفَاءِ بِالنَّذْرِ نذر کا پورا کرنا **عن** عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض قَالَ نَذَرْتُ نَذْرًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا أَسْلَمْتُ فَأَمَرَنِي أَنْ أُوفِيَ بِنَذْرِي حضرت عمر سے روایت ہے انہون نے کہا مینے جاہلیت کے زمانہ مین نذر کی تہی (مسجد حرام مین اعتکاف کرنیکی) پہر مینے اسلام کے بعد آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکو پوچہا آپنے فرمایا پورا کر اپنی نذر کو **ف** اسحدیث سے یہ نکلا کہ اگر مشرک حالت شرک مین یا کافر حالت کفر مین کسی نیک کام کی نذر کرے جیسے اعتکاف یا روزہ یا صدقہ وغیرہ بعد اسکے اسلام لاوے تو اس نذر کا پورا کرنا واجب ہے اہلحدیث اور حسن اور طاوس اور قتادہ اور شافعی اور احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک اسکا پورا کرنا ضرور نہین اور احادیث صحیحہ انکے قول کو رد کرتی ہین **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ بِبُوَانَةَ فَقَالَ فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ لَا قَالَ أَوْفِ بِنَذْرِكَ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مینے نذر کی تہی کہ نحر کرون گا بوانہ مین (جو ایک مقام ہے مکہ کے پاس) آپنے فرمایا تیرے دل مین جاہلیت کا کوئی اعتقاد باقی ہے (دوسری روایت مین ہے کہ وہان کوئی وثن ہے (بت یا قبر جو پوجی جاوے) وہ بولا نہین آپنے فرمایا اپنی نذر پوری کر **ف** اسحدیث کو امام احمد نے بہی نکالا اور اسکے راوی صحیح کے راوی ہین یہ بہی اہلحدیث کی دلیل ہے اور اسحدیث سے یہ بہی نکلتا ہے کہ بت یا قبر کے پاس جسکی لوگ پرستش کرین ذبح کرنا جائز نہین اور ایک جماعت علما کا یہ قول ہے کہ جو جانور اولیاء اللہ کی قبرون پر کاٹے جاتے ہین اور انہی کے نام پر پالے جاتے ہین ان کا کہانا حرام ہے اگرچہ ذبح کی وقت اللہ تعالی کا نام لیا جاوے کیونکہ مقصود انکے کاٹنے سے تعظیم غیر اللہ ہے تو وہ ما اہل بہ لغیر اللہ ہوا اور مختار مین ہے کہ کسینے کوئی جانور ذبح کیا بادشاہ یا امیر کے آنیکے وقت (جیسے اس زمانہ مین رسم ہے کہ بادشاہ کے آنیکے وقت کہلگی کاٹتے ہین) تو وہ حرام ہے اگرچہ اسپر اللہ کا نام لیا جاوے اور مقابل انکے ایک جماعت ہے علما کی جو

ما اہل بہ لغیر اللہ کو خاص کرتی ہے اس جانور سے جسپر ذبح کیوقت اللہ کے سوا دوسرے کا نام لیا جاوے اور ہر ایک فریق نے اس باب میں جدا جدا کتابیں لکھی ہیں عن میمونۃ بنت کردم الیساریۃ ان اباھا لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھی ردیفۃ لہ فقال انی نذرت ان انحر ببوانۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل بھا وثن قال لا قال اوف بنذرک میمونہ بنت کردم سے روایت ہے انکے باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور وہ سوقت اپنے باپ کے ساتھ ایک اونٹ پر بیٹھی تھیں تو انہوں نے کہا میں نے نذر کی ہے کہ نحر کروں بوانہ میں آپ نے فرمایا کہ وہاں کوئی بت ہے انہوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو پورا کر اپنی نذر کو عن میمونۃ بنت کردم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنحوہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **باب** من مات وعلیہ نذر جو شخص مرجاوے اور اسکے ذمہ پر نذر ہو عن ابن عباس ان سعد بن عبادۃ استفتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی نذر کان علی امہ توفیت ولم تقضہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقضہ عنھا ابن عباس سے روایت ہے سعد بن عبادہ (انصار کے رئیس) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا کہ میری ماں پر ایک نذر تھی وہ مرگئی اور اس نے نذر ادا نہیں کی آپ نے فرمایا تو ادا کردے اسکی طرف سے عن جابر بن عبد اللہ ان امراۃ اتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت ان امی توفیت وعلیھا نذر صیام فتوفیت قبل ان تقضیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیصم عنھا الولی جابر بن عبداللہ سے روایت ہے ایک عورت آئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور کہنے لگی میری ماں مرگئی اور اسکے اوپر نذر کے روزے تھے وہ ادا کرنے سے پہلے گزر گئی آپ نے فرمایا اسکا ولی اسکی طرف سے روزہ رکھ لیوے **ف** ظاہریہ اور اہلحدیث کا عمل اسی پر ہے کہ میت کی طرف سے نذر کا روزہ ہو یا نماز ادا اسکا ولی رکھ لیوے اور حنفیہ اسکو درست نہیں جانتے کہ کوئی دوسرے کیطرف نماز یا روزہ ادا کرے حالانکہ صحیح بخاری میں ہے کہ عبداللہ بن عمر نے ایک عورت کو حکم دیا جسکی ماں نے قبا میں نماز پڑھنے کی نذر کی تھی پھر مرگئی کہ تو اسکی طرف سے پڑھ لے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے ایسا ہی نکالا صحیح سند سے **باب** من نذر ان یحج ماشیا جو کوئی نذر کرے پیدل حج کرنے کی عن عقبۃ بن عامر اخبرہ ان اختہ نذرت ان تمشی حافیۃ غیر مختمرۃ وانہ ذکر ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مرھا فلترکب ولتختمر ولتصم ثلاثۃ ایام عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انکی بہن نے نذر کی کہ ننگے پاؤں ننگے سر ہوکر پاؤں سے چلا دی گی (حج کو) اسکا ذکر آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اسکو حکم کر وہ سوار ہوجاوے اور سر ڈھانپے اور تین روزے رکھے رکھانے کی عن ابی ھریرۃ قال رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیخا یمشی

بَيْنَ ابْنَيْهِ فَقَالَ مَا شَانُ هٰذَا قَالَ ابْنَاهُ نَذَرَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ارْكَبْ اَيُّهَا الشَّيْخُ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكَ
وَعَنْ نَذْرِكَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بوڑہے کو دیکھا جو اپنے دو بیٹیوں کے
بیچ مین چل رہا تہا (انپر ٹیکا دیکر) آپنے فرمایا اسکو کیا ہوا ہے اسکے بیٹیون نے کہا اس نے نذر کی ہے یا رسول اللہ (کہ
پیدل حج کرے) آپنے فرمایا اے بوڑہے سوار ہوجا کیونکہ اللہ کو نہ تیری پرواہ ہے نہ تیری نذر کی پرواہ ہے **ف**
صحیحین مین یہ حدیث انس سے مروی ہے اس مین یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالی غنی ہے اسکے تکلیف اٹہانے سے
اور امام محمد نے موطا مین جناب علی مرتضے سے نکالا کہ جو کوئی پاؤن سے چلکر حج کرنے کی نذر کرے پہر عاجز ہوجاوے
تو وہ سوار ہوجاوے اور حج کرے اور ایک بدنہ نحر کرے کفارہ مین یہ افضل ہے لیکن ایک بکری بہی کافی ہے امام
محمد نے کہا ہم اسکو لیتے ہین اور ابوحنیفہ کا بہی قول ہے اور ہم کہتے ہین کہ اس باب مین ابوداؤد اور ابن ماجہ
نے جو حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نکالی وہ مرفوع ہے اور صحیح ہے تو اسکو لینا اولی ہے کہ جس نذر کے پورا
کرنے کی طاقت نہ ہو تو قسم کا کفارہ دیوے اور اہلحدیث کا یہی قول ہے **بَابُ** مَنْ خَلَطَ فِيْ نَذْرِهٖ طَاعَةً
بِمَعْصِيَةٍ جو کوئی نذر مین عبادت اور گناہ دونون کو شریک کرے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَرَّ بِرَجُلٍ بِمَكَّةَ وَهُوَ قَائِمٌ فِي الشَّمْسِ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا نَذَرَ اَنْ يَصُوْمَ وَلَا يَسْتَظِلَّ اِلَى اللَّيْلِ
وَلَا يَتَكَلَّمَ وَلَا يَزَالَ قَائِمًا قَالَ لِيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَجْلِسْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص پر سے گذرے مکہ مین وہ دہوپ مین کہڑا تہا آپنے فرمایا یہ کیا ہے لوگون نے عرض کیا اس نے نذر
کی ہے کہ روزہ رکہے اور شام تک سایہ مین نہ جاوے اور بات نکرے اور برابر کہڑا رہے آپنے فرمایا اُسکو چاہیے کہ بات کرے
اور سایہ مین بیٹہے اور اپنا روزہ پورا کرے **ف** تو اس شخص نے بری اور اچہی دونون باتون کی ملاکر نذر کی تہی جیسے
روزہ وہ اچہا ہے اور ثواب ہے لیکن کسی سے بات نکرنا یہ لغو امر ہے بلکہ گناہ ہے تو آپنے بری باتون کو توڑ دیا اور
اچہی بات کے پورا کرنے کا حکم دیا **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ دوسری روایت بہی یہی
ہے **اَبْوَابُ** التِّجَارَاتِ تجارت اور معاملات کے باب **بَابُ** الْحَثِّ عَلَى الْمَكَاسِبِ کمائی کرنے کی
ترغیب **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَطْيَبَ مَا اَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهٖ
وَاِنَّ وَلَدَهٗ مِنْ كَسْبِهٖ ام المومنین حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت نے فرمایا سب سے عمدہ جو کہانا ہے آدمی کا وہ
یہ ہے کہ اپنی محنت سے کہاوے اور اسکی اولاد بہی اوسی کی محنت ہے **ف** اگر والدین محتاج ہون تو اونکا نفقہ ولد پر واجب ہے جب وہ خود کمانے کے قابل نہون
اور جو محتاج نہون یا عاجز نہون تب بہی ولد کی رضامندی سے اسکے مال مین سے کہا سکتے ہین مطلب حدیث کا یہ ہے کہ اولاد کا مال کہانا بہی حلال طیب ہے اور اپنی کمائی ہوئی

عن المقدام بن معدیکرب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما کسب الرجل کسبا اطیب من عمل یدہ وما انفق الرجل علی نفسہ واھلہ وولدہ وخادمہ فھو صدقۃ مقدام بن معدیکرب سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی کمائی آدمی کی اس کمائی سے بہتر نہیں ہے جو وہ اپنے ہاتھ سے محنت کرکے کماوے اور جو کچھ آدمی اپنی ذات یا اپنی اولاد یا اپنے گھر والوں یا اپنے خادموں پر صرف کرے اسکا ثواب صدقہ کے طور پر ہوگا عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التاجر الامین الصدوق المسلم مع الشھداء یوم القیامۃ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سچا امانت دار سوداگر مسلمان شہیدوں کے ساتھ ہوگا قیامت کے دن ف تجارت کے ساتھ سچائی اور امانت داری بہت مشکل ہے اکثر تاجر جھوٹ بولتے ہیں اور اکثر سود لیتے ہیں تو جو کوئی تاجر سچا امانت دار متقی اور پرہیزگار رہوگا اسکو شہیدوں کا درجہ ملیگا اس لیے کہ جان کے بعد آدمی کو مال عزیز ہے بلکہ بعض لوگ مال کے لیے جان گنواتے ہیں جیسے شہید نے اپنی جان اللہ کے راہ میں صرف کی ایسے ہی متقی تاجر نے مال اسکی راہ میں صرف کیا اور حرام کی طمع نہ کی عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الساعی علی الارملۃ والمسکین کالمجاھد فی سبیل اللہ وکالذی یقوم اللیل ویصوم النھار ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بیواؤں اور مسکینوں کے لیے محنت کرے اسکا ثواب ایسا ہی ہے جیسے اللہ کی راہ میں جہاد کرنیوالیکا یا اسکا جو رات بھر نماز میں کھڑا رہے اور دن کو روزہ رکھے عن عبد اللہ بن خبیب عن ابیہ عن عمہ قال کنا فی مجلس فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی راسہ اثر ماء فقال لہ بعضنا نراک الیوم طیب النفس فقال اجل والحمد للہ ثم افاض القوم فی ذکر الغنی فقال لا باس بالغنی لمن اتقی والصحۃ لمن اتقی خیر من الغنی وطیب النفس من النعیم عبد اللہ بن خبیب نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے چچا سے روایت کی کہ ہم ایک مجلس میں تھے اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے آپکے سر پر پانی کا نشان تھا ہم میں سے بعض لوگوں نے کہا ہم آپکو آج کے دن خوش پاتے ہیں آپنے فرمایا ہاں الحمد للہ پھر لوگوں نے مالداری کا ذکر کیا آپنے فرمایا مالداری اگر تقوے کے ساتھ ہو تو کچھ قباحت نہیں ہے اور صحت بہتر ہے متقی کے لیے مالداری سے اور دل کا خوش رہنا بھی ایک نعمت ہے ف بلکہ صحت اور خوشی تمام نعمتوں سے بڑھکر ہے اگر مال لاکھوں کروڑوں ہو لیکن صحت اور خوشی نہ ہو تو سب بیکار ہے یہ صحت اور خوشی اللہ کیطرف سے ہے جس بندے کو اللہ چاہتا ہے اسکو اس نعمت عظیم سے سرفراز فرماتا ہے یا اللہ ہمکو ہمیشہ صحت اور خوشی سے رکھہ اور ہماری تمام اولاد اور احباب اور اقارب اور ہمارے تمام برادران اہلحدیث کو آمین یا رب العالمین باب الاقتصاد فی طلب المعیشۃ روزی کمانے میں میانہ روی کرنا یعنے بہت مصروف

ہونا کہ عبادات فوت ہوجاویں عیش بن خلل آوے نہ بالکل بے توجہی کرنا تھوڑی محنت کرکے ہمیشہ بھروسا اللہ پر رکھنا)
عن ابی حمید الساعدی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجملوا فی طلب الدنیا فان کلا میسر
لما خلق له ۔ ابی حمید ساعدی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دنیا کی طلب میں اختصار کرو اسلیے کہ جس لیے
آدمی پیدا کیا گیا ہے وہ ضرور اسکو ملیگا (یعنے جو مال اور دولت اور عہدہ اللہ نے اسکی قسمت میں لکھا ہے وہ ضرور ملیگا
اور بیکار زیادہ محنت کرنے سے اور ہمہ تن دنیا میں مصروف رہنے سے کوئی نفع نہیں تھوڑی ہی توجہ کافی ہے اور باقی آخرت کے
کاموں کیطرف کرنا چاہیے) عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعظم الناس هما
المؤمن الذی یهتم بامر دنیاه وامر آخرته قال ابو عبد اللہ هذا حدیث غریب تفرد به اسمعیل انس
بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا رنج اس مسلمان کو ہے جسکو دنیا کی بھی فکر ہو اور
آخرت کی بھی فکر ہو ف جو شخص ملحد بیدین ہے اسکو آخرت سے غرض نہیں صرف دنیا کی فکر ہے اور جو کچا مسلمان ہے
اسکو دونو فکریں لگی ہوئی ہیں کیونکہ خدا پر اسکو پورا بھروسا اور اعتماد نہیں ہے اور جو پکا مسلمان ہے اسکو فقط آخرت کی
ہی فکر ہے اور دنیا کی زیادہ فکر نہیں حقتعالی رازق اور مسبب الاسباب ہے جب تک زندگی ہے وہ کہیں سے ضرور
کھلاویگا اور پلاویگا عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایها الناس اتقوا
اللہ واجملوا فی الطلب فان نفسا لن تموت حتی تستوفی رزقها وان ابطا عنها فاتقوا اللہ واجملوا
فی الطلب خذوا ما حل ودعوا ما حرم ۔ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
اے لوگو اللہ سے ڈرو اور روزی کی فکر میں اختصار کرو (یعنے زیادہ تردد نہ کرو) اسلیے کہ کوئی شخص نہیں مریگا جب تک
اپنی روزی پوری نہ لیگا اگرچہ اسکی فکر نہ کرے تو اللہ سے ڈرو اور اچھے طریق سے روزی طلب کرو (محنت مزدوری سے
نہ بیحیائی اور بے شرمی کے ذریعوں سے) اور جو حلال ہے اسکو لو اور حرام کو چھوڑ دو

باب التوقی فی التجارة

تجارت میں تقوی کرنا (یعنے حرام کاموں سے اور گناہ کی باتوں سے بچنا جیسے جھوٹ قسم کھانے سے یا جھوٹ بولنے سے) عن قیس بن
ابی غرزة قال کنا نسمی فی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السماسرة فمر بنا رسول اللہ صلی اللہ علیه
وسلم فسمانا باسم هو احسن منه فقال یا معشر التجار ان البیع یحضره الحلف واللغو فشوبوه بالصدقة
قیس بن ابی غرزہ سے روایت ہے ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں سماسرہ کہلاتے تھے (سماسرہ جمع ہے سمسار
کی یعنے دلال سوداگروں کو اور بازاروالوں کو عرب لوگ یہی کہتے) پھر آپ ہماری سامنے سے گذرے تو ہمارا نام رکھا اس سے
اچھا اور فرمایا اے گروہ تاجروں کے بیوپار میں قسم کھانا ہوتی ہے اور بیکار باتیں کہنا پڑتی ہیں (اور کبھی زبان سے جھوٹ

بات بھی نکل جاتی ہے) تو اس میں صدقہ ملا دو یعنے کچھ خیرات بھی کیا کرو اپنے بیوپار میں سے تاکہ وہ ان گناہوں کا کفارہ ہو جاوے **عن** رفاعۃ قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا الناس یتبایعون بکرۃ فناداہم یا معشر التجار فلما رفعوا ابصارہم ومدوا اعناقہم قال ان التجار یبعثون یوم القیامۃ فجارا الا من اتقی اللہ وبر وصدق رفاعہ سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے دیکھا تو لوگ چکار رہے تھے ایک حیوان اونٹ کی قیمت آپنے ان کو پکارا اے تاجروں کے گروہ جب انہوں نے اپنی آنکھیں اٹھائیں اور گردنیں لنبی کیں تو آپنے فرمایا سوداگر قیامت کے دن فاسق ہو کر حشر کیے جاوینگے مگر جو کوئی ان میں سے تقوی کرے اور نیک ہو اور سچ بولے **ف** نیک ہو یعنے لوگوں سے سلوک کرے مفلس کو مہلت دیو ملکہ اگر ہو سکے تو معاف کر دیوے اس حدیث کو ترمذی اور دارمی نے بھی نکالا ترمذی نے کہا یہ حسن صحیح ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں براء سے بھی ایسا ہی نکالا (مشکوۃ) **باب** اذا قسم للرجل رزق من وجہ فلیلزمہ جب آدمی کو اللہ سبحانہ وتعالی روزی کا کوئی ذریعہ جیسے تجارت یا زراعت یا نوکری یا مزدوری) دیوے تو اسکو پکڑے رہے **ف** یعنے بے ضرورت نہ چھوڑے اور دوسرے ذریعہ کی طرف طمع کر کے نہ دوڑے ایسا نہ ہو کہ دونوں جاتی رہیں اور مصیبت میں پڑے اکثر دیکھا گیا ہے کہ ساری کے طمع میں آدھی بھی گئی **عن** انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اصاب من شیء فلیلزمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی ذریعہ رزق کا پا جاوے تو اسکو تھامے رہے (ناشکری کر کے اسکو چھوڑے نہیں) **عن** نافع قال کنت اجہز الی الشام والی مصر فجہزت الی العراق فاتیت عائشۃ ام المؤمنین فقلت لہا یا ام المؤمنین کنت اجہز الی الشام فجہزت الی العراق فقالت لا تفعل ما لک ولمتجرک فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا سبب اللہ لاحدکم رزقا من وجہ فلا یدعہ حتی یتغیر لہ او یتنکر لہ نافع سے روایت ہے میں اپنے گماشتوں کو شام اور مصر کیطرف (تجارت کے لیے) روانہ کیا کرتا تھا پھر میں نے عراق کیطرف روانہ کیا بعد اسکے میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ پاس آیا اور میں نے ان سے کہا ہمیشہ میں شام کیطرف روانہ کرتا تھا اب کے عراق کیطرف بھیجتا ہوں انہوں نے کہا ایسا مت کر تو معمولی تجارت کیوں نہیں کرتا اور اسکو چھوڑ کر دوسری تجارت کیوں اختیار کرتا ہے) میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب اللہ جل جلالہ تم میں سے کسی کے لیے رزق کا ایک سبب کر دیوے ایک شکل سے تو اسکو چھوڑے نہیں یہانتک کہ وہ شکل بدلجاوے یا بگڑ جاوے **ف** بدلجانا یہ ہے کہ مثلا کسی کے نوکر تھے اس نے چھڑا دیا بگڑ جانا یہ ہے کہ اس میں نقصان ہو کوئی آفت پڑے اسوقت دوسری شکل کے اختیار کرنے میں قباحت نہیں۔ اس حدیث کو امام

احمد نے بھی نکالا اور اسکا اسناد حسن ہے اور جو مضمون سحدیث میں ہے وہ ایک نہایت عمدہ قاعدہ ہے جسپر چلنے سے ہمیشہ خوشی اور بیفکری رہتی ہے جو لوگ اپنے رزق کے لیے اُکی شکل پر قناعت نہیں کرتے اور صدہا ہزار ہا شکلیں بے ضرورت لگا لیتے ہیں انکو بجاے امن اور عیش کے ایک ضیق ہو جاتی ہے کہ پناہ بخدا ایسی دولت سے کیا فائدہ جس میں رحمت نہو بیہودہ ساری محنت اور مشقت اپنے آرام کے لیے ہے جب آرام ہی نہو تو دولت سے مفلسی بہتر ہے **باب** القناعات پیشوں کا بیان اور حرفوں کا **عن** اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا بَعَثَ اللّٰہُ نَبِیًّا اِلَّا رَاعِیَ غَنَمٍ قَالَ لَہٗ اَصْحَابُہٗ وَاَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَاَنَا کُنْتُ اَرْعَاھَا لِاَھْلِ مَکَّۃَ بِالْقَرَارِیْطِ قَالَ سُوَیْدٌ یَعْنِیْ کُلَّ شَاۃٍ بِقِیْرَاطٍ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر اُس نے بکریاں چرائیں آپکے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نے بھی بکریاں چرائیں آپ نے فرمایا ہاں میں مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا چند قیراطوں کے بدل۔ سوید نے کہا ہر بکری پیچھے ایک قیراط ملتا۔

ف اجرت کا سحدیث سے یہ نکلا کہ مزدوری اور محنت کرنے میں کوئی ذلت نہیں بلکہ حرام کا مال بیٹھ کر کھانا اور اڑانا انتہا کی بے شرمی اور بیحیائی اور ذلت وخواری ہے جب سرتاج انبیا اشرف مخلوقات سید کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزدوری کی تو اور کسیکی کیا حقیقت ہے جو مزدوری کرنے کو ننگ وعار سمجھتا ہے ہند کے مسلمان جیسا مزدوری محنت سے اینٹھتے ہیں اور کنیاتے ہیں ایسی دنیا میں کوئی قوم نہیں جب ہی تو ہند کے مسلمان فاقوں مرتے ہیں یا دو چار روپیہ کے لیے ایک مشرک یا کافر کی خدمتگاری کرتے ہیں مگر اپنی محنت اور تجارت سے روٹی پیدا کرنا عار جانتے ہیں اور بعض تو ایسے بیحیا ہیں کہ بھیک مانگتے پھرتے ہیں لوگوں سے اپنے لیے چندے کراتے ہیں مگر محنت اور تجارت کو عار جانتے ہیں۔ خاک پڑے انکی عقل پر حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جانور چرانا ایک حلال پیشہ ہے اور کافروں کی مزدوری بھی کرنا درست ہے کیونکہ مکہ والے اُسوقت کافر ہی تھے **عن** اَبِی ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَ زَکَرِیَّا نَجَّارًا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت زکریا علیہ السلام (حضرت یحییٰ کے باپ) بڑھئی تھے **ف** معلوم ہوا کہ نجاری یعنے بڑھی کا پیشہ حلال ہے اور پیغمبروں نے کیا ہے اور بڑھی کی مثل ہے موچی اور لوہار اور سنار اور درزی اور دھوبی اور رنگریز اور حجام اور جولاہا اور دھنیا اور قصائی اور خاکروب اور صحاف (جلد بند) اور چھاپنے والا اور کاتب اور سید بننے والا وغیرہ یہ سب حلال پیشے ہیں **عن** عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَصْحَابَ الصُّوَرِ یُعَذَّبُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یُقَالُ لَھُمْ اَحْیُوْا مَا خَلَقْتُمْ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے تصویر بنانے والی عذاب دیے جاوینگے قیامت کے دن انسے کہا جاویگا جو تم نے

حاشیہ: ف
پیغمبر نے بکریاں چرائیں ... بلکہ آپ نے بھی ... اجرت پر بعض ... کہ ...

بنایا اس مین جان ڈالو **ف** زندہ کرو اور یہان سے ہو نہ سکیگا بس اسی بات پر اون کو عذاب ہوتا رہیگا اس حدیث سے یہ نکلا کہ مصوری کا پیشہ حلال نہین ہے البتہ اگر بے جان چیزون کی تصویر بناتا ہو جیسے مکانون کی درختون کے شہرون کی تو قباحت نہین ہے اب اختلاف ہے علما کا کہ کونسی تصویر مراد ہے مجسم یعنے بت جو پتھر یا لکڑی یا لوہے وغیرہ سے بناتے ہین یا ہر طرح کی تصویر اگرچہ نقشی یا عکسی ہو جسکو ہمارے زمانہ مین فوٹو کہتے ہین ظاہر حدیث عام ہے اور ہر ایک تصویر کو شامل ہے لیکن بعضون نے صرف مجسم تصویر کو حرام رکھا ہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَکْذَبُ النَّاسِ الصَّبَّاغُوْنَ وَالصَّوَّاغُوْنَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب لوگون مین رنگریز اور سنار بڑے جھوٹے ہین **ف** کبھی وعدہ پر چیز نہین دیتے اور سنار تو اکثر دغا باز بھی ہوتے ہین کھوٹا کھرے مین ملا دیتے ہین اور لوگون کا زیور خراب کر دیتے ہین۔ اس حدیث سے یہ نہین نکلتا کہ رنگریز یا سنار کا پیشہ برا ہے اگر سچائی کے ساتھ کوئی یہ پیشہ کرے تو اس مین قباحت نہین ہے

بَابُ الْحُکْرَةِ وَالْجَلَبِ

حکرہ اور جلب کے بیان مین **ف** حکرہ اور احتکار یہ ہے کہ مال کو خرید کر کے رکھ چھوڑے اس انتظار سے کہ جب مہنگا ہوگا تو بیچین گے اور جلب یہ ہے کہ دوسرے ملکون سے مال لیکر آوے شہر مین بیچنے کے لیے **عَنْ** عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَالِبُ مَرْزُوْقٌ وَالْمُحْتَکِرُ مَلْعُوْنٌ حضرت عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جالب (جلب کرنیوالا یعنے باہر سے مال لانیوالا) روزی دیا جاویگا اسکو نفع ہوگا برکت ہوگی اور احتکار کرنے والا ملعون ہے **ف** امام احمد اور حاکم اور ابن ابی شیبہ اور بزار اور ابو یعلی نے ابن عمر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی غلہ کا احتکار کریگا (یعنے اسکو بند کر رکھے گا) چالیس راتون تک وہ اللہ سے بری ہوا اور اللہ اس سے بری ہوا اسکی اسناد مین صبغ بن نبیہ ہے اس مین کلام ہے نووی نے کہا جو احتکار حرام ہے وہ اناج کا احتکار ہے یعنے اناج گرانی کی حالت مین خرید کرے اور اسکو بند کر کے رکھ چھوڑے اس خیال سے کہ جب گران ہوگا تو بیچین گے لیکن اگر ارزانی کی حالت مین خریدے یا دوسرے ملک سے لاوے پھر اسکو رکھ چھوڑے گرانی کے وقت مین بیچنے کے لیے تو یہ حرام نہین ہے اسیطرح جو کوئی گرانی کی حالت مین اپنے کھانے کے لیے غلہ خرید کر کے رکھے یا گرانی کی حالت مین خریدے اسیوقت بیچنے کے لیے تو اسپر کوئی گناہ نہین ہے اسیطرح اناج کے سوا اور چیزون کا احتکار منع نہین ہے جیسے کپڑے یا اینٹ چونے کو بلکہ وغیرہ کا ہدایہ مین ہے کہ احتکار مکروہ ہے انسان اور جانورون کی غذا مین اس حالت مین جب شہر والون کو اس احتکار سے نقصان پہونچتا ہو اور جو کوئی اپنے کھیت کا غلہ احتکار کرے یا دوسرے شہر سے لاوے تو وہ محتکر نہین ہے (روضہ) مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے یہ جو محتکر پر لعنت آئی ہے اس سے یہ نکلتا ہے کہ

احتکار حرام ہے لیکن مراد وہی احتکار ہے کہ جس وقت شہر مین غلہ نہ ملتا ہو اور لوگون کو غلہ کی احتیاج ہو کوئی شخص بہت سا غلہ
لیکر بند کر کے رکھہ چھوڑے اور شہر والون کے ہاتھہ نہ بیچے اس انتظار مین کہ جب اور زیادہ گرانی ہوگی تو بیچین گے یہ حرام
ہوا اسوجہ سے کہ لوگون کو تکلیف دینا ہے اپنی ذرسے فائدے کے لیے اور مردم آزاری کے برابر کوئی گناہ نہین ہے عَنْ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَضْلَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْتَكِرُ اِلَّا خَاطِئٌ عبد اللہ بن نضلہ سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احتکار نہین کرتا مگر وہی جو خاطی (یعنے گنہگار) ہو عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ طَعَامًا ضَرَبَهُ اللّٰهُ بِالْجُذَامِ وَالْاِفْلَاسِ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مینے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جس نے مسلمانون پر احتکار
کیا کہانے کی چیزون کا تو اللہ تبارک وتعالی اسکو جذام یا افلاس مین مبتلا کرے گا ف اسکو بیہقی نے شعب الایمان مین
اور رزین نے بہی نکالا اور بیہقی نے معاذ سے نکالا مرفوعًا کہ محتکر برا بندہ ہے اگر اللہ نرخ سستا کرے تو اسکو رنج ہوتا ہے
اور جو مہنگا کرے تو خوش ہوتا ہے اور رزین نے ابو امامہ سے نکالا مرفوعًا کہ جس نے چالیس دن احتکار کیا اناج کا پہر اسکو خیرات
کر دیا جب بہی اس کے گناہ کا کفارہ نہوگا (مشکوۃ) **باب** اَجْرِ الرَّاقِيْ منتر کی اجرت کا بیان عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ
الْخُدْرِيِّ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِيْنَ رَاكِبًا فِيْ سَرِيَّةٍ فَنَزَلْنَا بِقَوْمٍ فَسَاَلْنَاهُمْ اَنْ
يَقْرُوْنَا فَاَبَوْا فَلُدِغَ سَيِّدُهُمْ فَاَتَوْنَا فَقَالُوْا اَفِيْكُمْ اَحَدٌ يَرْقِيْ مِنَ الْعَقْرَبِ فَقُلْتُ نَعَمْ اَنَا وَلٰكِنْ لَا اَرْقِيْهِ
حَتّٰى تُعْطُوْنَا غَنَمًا قَالُوْا فَاِنَّا نُعْطِيْكُمْ ثَلَاثِيْنَ شَاةً فَقَبِلْنَاهَا فَقَرَاْتُ عَلَيْهِ الْحَمْدُ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَبَرَاَ وَقَبَضْتُ
الْغَنَمَ فَعَرَضَ فِيْ اَنْفُسِنَا مِنْهَا شَيْءٌ فَقُلْنَا لَا تَعْجَلُوْا حَتّٰى نَاْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَدِمْنَا
ذَكَرْتُ لَهُ الَّذِيْ صَنَعْتُ فَقَالَ اَوَمَا عَلِمْتَ اَنَّهَا رُقْيَةٌ اِقْتَسِمُوْهَا وَاضْرِبُوْا لِيْ مَعَكُمْ سَهْمًا ابو سعید خدری سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس سوارون مین ہمکو بہیجا ایک جہاد مین پہر ہم ایک قوم کے پاس اترے ہمنے ان سے
کہا ہماری ضیافت کرو لیکن انہون نے انکار کیا خیر انکے سردار کو بچہو نے کاٹا وہ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے تمہارے
مین کوئی بچہو کا منتر جانتا ہے مینے کہا ہان مین جانتا ہون لیکن مین کبھی منتر نہین کرون گا جبتک ہمکو چند بکریان نہ دو
انہون نے کہا ہم تمکو تیس بکریان دین گے ہمنے قبول کر لیا اور مین نے سات بار سورہ فاتحہ اسپر پڑہی وہ اچہا ہوگیا پہر ہم نے
بکریان لے لین لیکن ہمارے دلمین شبہ آیا کہ یہ مال حلال ہے یا نہین (ہمنے کہا جلدی مت کرو اسکے کہانے مین)
یہانتک کہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس پہونچین (اور آپ سے پوچھ لین) جب ہم لوٹے تو مین نے جو کیا تہا وہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا تو نہین جانتا تہا کہ سورہ فاتحہ منتر ہے (ہر ایک بیماری کا اسی لیے اسکو سورہ

شفا بھی کہتے ہیں) بانٹ لو ان بکریوں کو اور میرا بھی ایک حصہ اپنے ساتھ لگاؤ **ف** اس حدیث سے منتر کا جواز نکلا خصوصاً جب
آیات قرآنی سے ہو لیکن یہ ضرور ہے کہ منتر میں شرک اور کفر کے الفاظ نہ ہوں یا ایسے الفاظ جنکے معنی سمجھ میں آتے ہوں
کیونکہ شاید انکا معنے شرک اور کفر ہو اور حدیث سے یہ بھی نکلا کہ کتاب اللہ پڑھانے پر اسیطرح قرآن لکھنے پر اجرت لینا جائز ہے
حسن اور شعبی اور عکرمہ اور سعید اور مالک اور شافعی اور حنفیہ کا یہی قول ہے لیکن تعلیم قرآن پر یا قرآن کے منتر پر اجرت لینا
یہ بھی جائز ہے عطا اور ابی قلابہ اور مالک اور شافعی اور احمد اور ابو ثور کے نزدیک اور ابو حنیفہ نے کہا جائز نہیں ہے خلاصہ
میں ہے جو حنفیہ کی کتاب ہے کہ کسی عبادت پر اجرت لینا جائز نہیں جیسے تعلیم قرآن اور فقہ اور اذان اور وعظ اور حج پر لیکن
بلخ کے متاخرین مشائخ حنفیہ نے اس زمانہ میں اسکے جواز کا فتوی دیا ہے (انجاح) **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَہٗ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِہٖ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ
وَالصَّوَابُ ھُوَ اَبُو الْمُتَوَکِّلِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **بَابُ** الْاَجْرِ عَلٰی تَعْلِیْمِ الْقُرْاٰنِ قرآن کی تعلیم پر اجرت لینا
عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ عَلَّمْتُ نَاسًا مِّنْ اَھْلِ الصُّفَّۃِ الْقُرْاٰنَ وَالْکِتَابَۃَ فَاَھْدٰی اِلَیَّ رَجُلٌ مِّنْھُمْ قَوْسًا
فَقُلْتُ لَیْسَتْ بِمَالٍ وَّاَرْمِیْ عَنْھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْھَا فَقَالَ اِنْ
سَرَّکَ اَنْ تُطَوَّقَ بِھَا طَوْقًا مِّنْ نَّارٍ فَاقْبَلْھَا عبادہ بن صامت سے روایت ہے میں نے صفہ والوں میں سے (صفہ والے
وہ صحابہ جو مسجد کے سائبان میں رہا کرتے اُن کا گھر بار نہ تھا) کئی صحابہ کو قرآن سکھایا اور لکھنا سکھلایا پھر ان میں سے ایک
نے مجھے ایک کمان تحفہ بھیجی میں نے کہا کمان کچھ ایسا مال نہیں ہے اور میں اللہ کی راہ میں اس کمان سے تیر ماروں گا پھر میں نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا اگر تجھے اچھا معلوم ہو کہ اس کمان کے بدل انگار کا ایک طوق (قیامت
میں) تجکو پہنایا جاوے تو کمان قبول کر لے **ف** اس حدیث سے حنفیہ نے دلیل لی کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا درست نہیں
اور اہلحدیث کا بھی مذہب یہی ہے کہ قرآن کی تلاوت پر اجرت لینا درست ہے لیکن اسکی تعلیم پر اجرت لینا درست نہیں
تلاوت پر اجرت لینے کا جواز ابو سعید کی حدیث سے نکلتا ہے جو اوپر گذری اور بخاری نے اسکو ابن عباس سے نکالا اس میں
یہ ہے کہ لوگوں نے ابو سعید سے کہا تم نے اللہ کی کتاب پر اجرت لی لیکن آپ نے فرمایا سب سے زیادہ جس کے اجرت لینے کا حق
ہے وہ اللہ کی کتاب ہے اور احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے خارجہ کے چچا سے نکالا جب انہوں نے مجنون کا منتر کیا سورہ
فاتحہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اسکی اجرت لے لے قسم میری عمر کی لوگ تو جھوٹے منتر سے پیدا کرتے ہیں
تو نے تو سچے منتر کے کمایا اور تعلیم پر اجرت جائز نہ ہونیکی دلیل ایک عبادہ کی یہ حدیث ہے دوسرے اُبی کی حدیث جو آگے آتی
ہے تیسرے امام احمد نے نکالا عبد الرحمان بن شبل سے مرفوعاً کہ قرآن پڑھو اس میں غلو اور جفا مت کرو اور اس سے روٹی

ست کہا اور ربال ست ٹرپا اُسکے راوی صحیح کے راوی ہین بزار نے بہی اسکو نکالا اسکے کئی شاہد ہین چوتہی امام احمد اور ترمذی نے نکالا عمران بن حصین سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑہو اور اللہ سے مانگو قرآن کا بدلہ اسلیے کہ تمہارے بعد ایسے لوگ پیدا ہونگے جو لوگون سے مانگین گے قرآن کے بدل اور اس باب مین اور کئی حدیثین ہین (روضہ) عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ عَلَّمْتُ رَجُلًا الْقُرْاٰنَ فَاَهْدٰى اِلَيَّ قَوْسًا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنْ اَخَذْتَهَا اَخَذْتَ قَوْسًا مِنْ نَارٍ فَرَدَدْتُهَا ابی بن کعب سے روایت ہے مینے ایک شخص کو قرآن سکہلایا اس نے مجہے ایک کمان بہیجی مینے اسکا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا آپنے فرمایا اگر تونے یہ کمان لی تو دوزخ کی ایک کمان لی یہ سنکر مینے اُسکو پہیر دیا **ف** اسکو بیہقی نے بہی نکالا لیکن یہ حدیث منقطع ہے اور بعض راوی اسکے مجہول بہی ہین البتہ اسکا ایک شاہد ہے طبرانی کے پاس طفیل بن عمرو دوسی سے کہ ابی بن کعب نے مجہکو قرآن پڑہایا مینے انکو ایک کمان تحفہ بہیجی وہ صبح کو وہی کمان لٹکا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے آپنے فرمایا تو جہنم کی بہی ایسی ہی کمان لٹکا دے گا اگر یہ کمان قبول کریگا

بَابُ النَّهْيِ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ وَعَسْبِ الْفَحْلِ کتے کی قیمت اور زانیہ کی خرچی اور نجومی کی اجرت اور نر کی گدائی کی اجرت ان سب سے ممانعت کا بیان

عَنْ اَبِي مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ ابو مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا کتے کی قیمت اور رنڈی کی خرچی اور نجومی کی اجرت سے **ف** تو اہلحدیث کے نزدیک کتے کی بیع جائز نہین ہے مگر نسائی نے روایت کیا کہ آپنے منع کیا کتے کی قیمت سے مگر شکاری کتے کی یعنے اسکی قیمت جائز رکہی شافعی کا بہی یہی قول ہے کہ کتے کی بیع حرام ہے لیکن ابو حنیفہ اسکو جائز کہتے ہین (روضہ) اور نجومی شامل ہے رمال اور جفار اور پنڈت وغیرہ سب کو جو آیندہ کی بات بتلا دے

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَعَسْبِ الْفَحْلِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا کتے کی قیمت اور نر کے گدانے کی اجرت سے **ف** نر گہوڑا ہو یا اونٹ یا گدہا یا بیل یا بکرا وغیرہ مادیان سے جفتی کرانے کی اجرت لینا منع ہے البتہ اگر بلا شرط مادیان والا کچہ دیدے بطور سلوک کے تو اسکا لینا درست ہے اور نر کا عاریت دینا مستحب ہے اور ایک جماعت علما نے اسکی اجرت کی بہی اجازت دی ہے تاکہ نسل منقطع نہ ہو لیکن اکثر صحابہ اور فقہا اسکی حرمت کے قائل ہین ان احادیث کی رو سے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا بلی کی قیمت سے **ف** کیونکہ بلی بلا قیمت اکثر مقامون مین ملتی ہے اور اسکی نسل بہی بہت ہوتی ہے قیمت سے خریدنے کی ضرورت نہین ہوتی

لیکن اکثر علما کہتے ہین کہ یہ نہی تنزیہی ہے اور اگر بلی سے کوئی منفعت ہو تو اسکا بیچنا درست ہے اور اسکی قیمت حلال ہے اور ہماری زمانہ مین کابل کی بلیان ہندوستان مین فروخت کے لیے لاتے ہین اور لوگ ان کو قیمت دیکر مول لیتے ہین مگر ابو ہریرہ اور ایک جماعت تابعین سے یہ مروی ہے کہ بلی کی قیمت کسی حال مین لینا حلال نہین اور اہلحدیث کا بھی یہی مذہب ہے

باب كَسْبِ الْحَجَّامِ پچھنے لگانیوالی کی اجرت کا بیان **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَاَعْطَاهُ اَجْرَهُ تَفَرَّدَ بِهِ اَبُوْ اَبِيْ عُمَرَ وَحْدَهُ قَالَهُ ابْنُ مَاجَةَ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اور اسکی اجرت دی۔ ابن ماجہ نے کہا یہ حدیث سے متفرد ہوا ابن ابی عمر اکیلا **عن** عَلِيٍّ قَالَ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَنِيْ فَاَعْطَيْتُ الْحَجَّامَ اَجْرَهُ حضرت علی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اور مجھکو حکم کیا مینے پچھنے لگانے والیکو اسکی اجرت دی **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَاَعْطَى الْحَجَّامَ اَجْرَهُ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اور حجام کو اسکی اجرت دی **عن** اَبِيْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ ابو مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا حجامت (پچھنے لگانے) کی اجرت سے **عن** حَرَامِ بْنِ مُحَيِّصَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ فَنَهَاهُ عَنْهُ فَذَكَرَ لَهُ الْحَاجَةَ فَقَالَ اَعْلِفْهُ نَوَاضِحَكَ محیصہ سے روایت ہے انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا پچھنے لگانے والے کی اجرت کو آپنے انکو منع کیا اس سے انہون نے اسکی ضرورت بیان کی آپنے فرمایا اپنے پانی لانے کی اونٹون کو کھلا دے **ف** اس حدیث کو امام احمد اور ابوداود اور ترمذی نے بھی نکالا کہ محیصہ بن مسعود کا ایک غلام حجام تھا (یعنی پچھنے لگایا کرتا تھا) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محیصہ کو منع کیا اوسکی اجرت لینے سے انہون نے کہا مین یہ اجرت یتیمون کو کھلا دون جو میرے پاس ہین آپنے فرمایا نہین انہون نے کہا مین اسکو صدقہ کر دون آپنے فرمایا نہین پھر آپنے انکو اجازت دی کہ اپنے پانی لانیوالے اونٹون کا چارہ اس مین سے خریدا کرین اسکے راوی ثقہ ہین اور اس حدیث سے بھی یہ نکلتا ہے کہ حجام کی اجرت بالکل حرام نہین ہے ورنہ آپ اونٹون کو بھی کھلانے کی اجازت نہ دیتے اور انس اور ابن عباس کیحدیثین صحیحین مین موجود ہین کہ آپنے پچھنے لگوائے ابو طیبہ کے ہاتھ سے اور اسکو اناج کے دو صاع دلیے اور اسکے مالکون سے سفارش کی اونہون نے اسکا محصول ہلکا کر دیا ابن عباس کی حدیث مین ہے کہ اگر حجام کی اجرت حرام ہوتی تو آپ نہ دیتے اب اختلاف کیا ہے علمانے اس مین بعضون نے کہا اسکی اجرت حلال ہے جمہور کا یہی قول ہے اور بعض نے کہا حرام ہے بوجہ احادیث ابو مسعود اور ابوہریرہ اور رافع بن خدیج کے کہ منع کیا آپنے حجام کی اجرت سے اور حق

یہ ہے کہ حجام کی اجرت محض حرام نہیں ہے نہ حلال طیب بلکہ اس میں ایک نوع کی کراہت ہے اور اسکا صرف کرنا اپنے کھانے پینے یا دوسروں کے کھلانے پلانے یا صدقہ میں مناسب نہیں بلکہ جانوروں کی خوراک میں صرف کرنا بہتر ہے یا جو اسکی مثل ہو جیسے چراغ کی روشنی میں یا پاخانہ کی مرمت میں اور اس طریق سے دونوں طرف کی حدیثیں مطابق ہو جاتی ہیں اور تعارض نہیں رہتا (روضہ) **باب** مَا لَا يَحِلُّ بَيْعُهُ جن چیزوں کا بیچنا حلال نہیں ہے **عن** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْاَصْنَامِ فَقِيلَ لَهُ عِنْدَ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ فَاِنَّهُ يُدْهَنُ بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ قَالَ لَا هُنَّ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْهِمُ الشُّحُومَ فَاَجْمَلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَاَكَلُوا ثَمَنَهُ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سال مکہ فتح ہوا آپ اسوقت مکہ میں تھے بیشک اللہ اور اسکے رسول نے حرام کیا شراب اور مردار اور سوروں اور بتوں کے بیچنے کو لوگوں نے اسوقت عرض کیا یا رسول اللہ مردار کی چربی سے کشتیوں کو چکنا کرتے ہیں اور کھالوں کو اور لوگ اس سے روشنی کرتے ہیں (اور اسکی بتیاں بنا کر) آپ نے فرمایا نہیں (یعنے یہ بھی جائز نہیں) یہ سب چیزیں حرام ہیں پھر آپ نے فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی تباہ کرے یہود کو جب اللہ سبحانہ نے انپر چربیوں کو حرام کیا تو انہوں نے چربیوں کو گلایا اور اسکو بیچا اسکی قیمت کھائی **ف** ظاہر میں انہوں نے حیلہ شرعی کیا کہ چربی نہیں کھائی اور اس کی قیمت کھائی لیکن اللہ تبارک وتعالی دلوں کی بات کو جانتا ہے اور اسکے سامنے کوئی حیلہ چل نہیں سکتا بلکہ کچھ عجب ہے کہ حیلہ کرنیوالے کو اصل گناہ کے کرنیوالے سے زیادہ عذاب ہو کیونکہ اصل گناہ کرنیوالا نادم اور شرمسار ہوتا ہے اور اپنے گناہ پر اپنے آپ کو قصوروار سمجھتا ہے لیکن شرعی حیلے کرنے والے تو خوب غراتے ہیں اور گردن کی رگیں پھلاتے ہیں اور بحث کرنے پر مستعد ہوتے ہیں کہ ہمنے کوئی گناہ کی بات نہیں کی دوسری حدیث میں ہے کہ شراب کی وجہ سے اللہ تعالی نے دس آدمیوں پر لعنت کی نچوڑنے والے پر نچڑانیوالے پر پینے والے پر اٹھانیوالے پر جسکے لیے اٹھایا جاوے اسپر پلانیوالے پر بیچنے والے پر اسکی قیمت کھانیوالے پر خریدنے والے پر جسکے لیے خریدا جاوے اسپر ہائے افسوس اس زمانہ میں اسلام کا ایسا تنزل ہو گیا ہے کہ مسلمان حکومتوں میں علانیہ شراب اور سور اور مردار بکتا ہے اور دوسرا قہر یہ ہے کہ مسلمان خود شراب پیتے ہیں اور دوسروں کو پلاتے ہیں اور خدا اور رسول سے نہیں شرماتے اور نصاری کی دعوتوں میں انکو بے تکلف شراب پلاتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ شراب کا پلانیوالا بھی ملعون ہے جیسے پینے والا اور شراب کا خریدنیوالا بھی ملعون ہے اور جس دسترخوان یا میز پر شراب پیا جاوے وہاں پر کھانا حرام ہے گو خود نہ پیے ہائے

افسوس نصاریٰ جن کے مذہب میں شراب حلال تھا اب شراب کی قباحتوں اور مضرتوں کو دیکھکر اسکو چھوڑتے جاتے ہیں اور
مسلمان جنکے قرآن میں شراب صاف حرام ہے اور شراب سود اور قمار میں انکی شریعت میں کوئی فرق نہیں ہے شراب پینے
لگے ہیں اور اُمرا اور نوابوں کو تو پوچھیے نہیں شاید ہزار امیر میں ایک امیر یا نواب ایسا نکلیگا جو شراب نہ پیتا ہو اور پھر وہ
بھی خود نہ پیتا ہوگا تو انگریزوں کو دعوت میں ضرور شراب پلاتا ہوگا اور انکے ساتھ بیٹھکر کھاتا ہوگا لا حول ولا قوۃ یا
اللہ امام مہدی علیہ السلام کو جلد بھیج وہ ایسے کافروں اور فاسقوں کی کمر توڑیں اور دین محمدی کو از سر نو رونق اور تازگی
دیویں آمین یارب العالمین **عَنْ** اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ الْمُغَنِّیَاتِ وَعَنْ شِرَائِھِنَّ
وَعَنْ کَسْبِھِنَّ وَعَنْ اَکْلِ اَثْمَانِھِنَّ ابو امامہ سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا گانیوالی عورتوں کے بیچنے
سے اور اُنکے خریدنے سے اور انکی کمائی سے اور انکی قیمت کھانے سے **ف** اس حدیث کی اسناد میں گفتگو ہے اور اکثر علما
نے گانیوالی لونڈی کا بیچنا جائز رکھا ہے اور پوری بحث اسکی سماع کے باب میں ڈھونڈھنا چاہیے اور شاید اس حدیث میں
وہ لونڈیاں مراد ہوں جنکا پیشہ فحش ہو اور وہ اجرت پر گانے کو جاتی ہوں جیسے ہمارے زمانہ میں رنڈیاں اور کسبیاں
ہیں انکی کمائی تو بالاتفاق حرام ہے دوسرے صحیح حدیث سے کہ منع کیا آپنے زانیہ کی خرچی سے

باب مَاجَاءَ فِی النَّھْیِ عَنِ الْمُنَابَذَۃِ وَالْمُلَامَسَۃِ

منابذہ اور ملامسہ کی ممانعت **ف** منابذہ یہ ہے کہ بائع اپنا کپڑا مشتری کیطرف پھینکدے
اور مشتری بائع کیطرف اور تامل نکریں اور ہر ایک اُن میں سے یہ کہے یہ کپڑا اس کپڑے کے بدل ہے اور بعضوں نے کہا
منابذہ یہ ہے کہ بیع پوری ہوجاوے کپڑا پھینکنے سے نہ اُس شے کو دیکھیں نہ راضی ہوں اور ملامسہ یہ ہے کہ کپڑے کو چھوویں
نہ اُسکو کھولیں نہ اندر سے دیکھیں یا رات کو بیچیں صرف چھوکر ان دونوں بیعوں سے منع کیا کیونکہ ان میں دھوکا ہے اور یہ شرط
فاسد ہے کہ دیکھنے پر کسیکو اختیار نہ ہوگا فسخ بیع کا (روضہ) **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
عَنْ بَیْعَتَیْنِ عَنِ الْمُلَامَسَۃِ وَالْمُنَابَذَۃِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے منع کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو بیعوں
سے ایک ملامسہ سے دوسرے منابذہ سے **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الْمُلَامَسَۃِ
وَالْمُنَابَذَۃِ زَادَ سَھْلٌ قَالَ سُفْیَانُ الْمُلَامَسَۃُ اَنْ یَّلْمِسَ الرَّجُلُ بِیَدِہِ الشَّیْءَ وَلَا یَرَاہُ وَالْمُنَابَذَۃُ اَنْ یَّقُوْلَ اَلْقِ اِلَیَّ
مَا مَعَکَ وَاُلْقِیْ اِلَیْکَ مَا مَعِیَ ابوسعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا ملامسہ اور منابذہ
سے سہل نے زیادہ کیا کہ سفیان نے کہا ملامسہ یہ ہے کہ آدمی ایک چیز کو چھولے (بس بیع ہوجاوے) اسکو دیکھے نہیں اور
منابذہ یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے سے کہے جو تیرے پاس ہے وہ میری طرف پھینکدے اور جو میرے پاس ہے وہ میں تیری طرف
پھینکدیتا ہوں

باب لَا یَبِیْعُ الرَّجُلُ عَلٰی بَیْعِ اَخِیْہِ وَلَا یَسُوْمُ عَلٰی سَوْمِہٖ

کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر

بیع نہ کرے اور نہ اسکے نرخ پر نرخ کرے **ف** بیع پر بیع یہ ہے کہ مشتری سے کہے تو نے یہ چیز جو خریدی ہے پھیر دے میں
اس سے بہتر تجھ کو اسی دام میں دیتا ہوں شراء پر شراء یہ ہے کہ بائع سے کہے تو اپنی چیز پھیر لے میں اس سے زیادہ قیمت پر خرید
کر لوں گا نرخ پر نرخ یہ ہے کہ ایک آدمی ایک شے کو چکا رہا ہے اب دوسرا بھی جا کر اسکو چکانے لگے خود مول لینے کو یا
یا مشتری کو بہکانے کو یا یہ کہ وہ دام زیادہ بڑھا دے یہ سب امور منع ہوئے کیونکہ اپنے بھائی مسلمان کو نقصان دینا ہے
عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یبیع بعضکم علی بیع بعض ابن عمر رضی اللہ عنہما
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے (البتہ اگر بیع نہ ہو اور مشتری
اس بائع کے پاس سے چلا آوے تو اپنا مال بیچنے میں قباحت نہیں ہے) **عن** ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ و
سلم قال لا یبیع الرجل علی بیع اخیہ ولا یسوم علی سوم اخیہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اپنے بھائی کے نرخ چکانے پر نرخ نہ چکاوے
(البتہ اگر وہ چکا چکے اور عقد نہ ہو تو اسکی بعد چکانا درست ہے) **باب** ما جاء فی النہی عن النجش نجش کی ممانعت
ف وہ یہ ہے کہ بائع سے سازش کر کے مال کی قیمت بڑھا دے اور خریدنا منظور نہ ہو تا کہ دوسرے خریدار دھوکا کھا دیں اور
قیمت بڑھا دیں۔ ہمارے زمانہ میں ہراج (نیلام) میں اب اکثر لوگ ایسا کیا کرتے ہیں اور بے تکلف اس فعل کو گناہ
بھی نہیں سمجھتے انکو باب کی حدیثیں سنا دینا چاہیے **عن** ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی
عن النجش ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجش سے منع کیا (کیونکہ اس میں دوسرے بھائی مسلمان
کا نقصان ہے اور صریح فریب دینا ہے) **عن** ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تناجشوا ابوہریرہ
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نجش مت کرو **باب** النہی ان یبیع حاضر لباد شہر والا باہر والے
کا مال نہ بیچے **ف** اسکا مطلب یہ ہے کہ باہر والا مثلاً غلہ شہر میں لاوے اور اسکی نیت یہ ہو کہ آج کے نرخ سے بیچ ڈالے اس
میں شہر والوں کا فائدہ ہو انکو غلہ کی احتیاج ہو لیکن ایک شہر والا اسکو بہکاوے کہ تو اپنا مال ابھی نہ بیچ مجھ کو دیدے
میں مہنگی قیمت سے بیچ دوں گا تو اس سے منع کیا کیونکہ اس میں نقصان ہے عام لوگوں کا گو صرف ایک شخص کا فائدہ ہے
مگر یہ قاعدہ ہے کہ ایک شخص کی فائدے کے لیے عام نقصان جائز نہیں ہو سکتا صحیحین میں ہے انس سے کہ یہ منع ہوا ہمکو اگرچہ
شہر والا باہر والے کا سگا بھائی ہو اور علما کا اس پر اتفاق ہے **عن** ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال لا یبیع حاضر لباد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مت بیچے شہر والا
باہر والے کا مال (بلکہ اسکو خود بیچنے دے اگر وہ سستا بیچ ڈالے تو اسکو منع نہ کرے) **عن** جابر بن عبد اللہ ان

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقِ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ جابر بن عبداللہ سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہر والا باہر والے کا مال نہ بیچے اور چھوڑ دو لوگوں کو اللہ تعالیٰ ایک کو دوسرے
سے روزی دیتا ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ
مَا قَوْلُهُ حَاضِرٌ لِبَادٍ قَالَ لَا يَكُونُ لَهُ سِمْسَارًا ابن عباس سے روایت ہے آنحضرتؐ نے منع کیا اس سے کہ بستی والا باہر والے کی بیچے طاؤس نے
کہا میں نے ابن عباس سے اسکا مطلب پوچھا انہوں نے کہا بستی والا باہر والے کا دلال نہ بنے **باب النَّهْيِ عَنْ تَلَقِّي
الْجَلَبِ** باہر سے جو لوگ مال لا رہے ہوں انسے بستی میں آنے سے پیشتر جا کر ملنا منع ہے **ف** اس سے یہ غرض ہوتی
ہے کہ باہر والوں کو بستی کا نرخ معلوم نہیں ہوتا تو یہ پہلے سے جا کر ان سے مل کر ان کا مال سستے نرخ سے خرید کر لیتا ہے جب وہ
بستی میں آتے ہیں اور نرخ معلوم کرتے ہیں تو ان کو ندامت ہوتی ہے اسلیے منع ہوا کہ اس میں نقصان ہے باہر والے
سوداگروں کا اور شہر والوں کا بھی باہر والوں کا تو ظاہر ہے شہر والوں کا اسلیے کہ شاید جب وہ شہر میں آتے تو سستا بیچتے
اب اس شہر والے نے انکا مال لے لیا اسکو جلدی نہیں جانے کی یہ آہستہ آہستہ مہنگا بیچے گا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلَقَّوُا الْأَجْلَابَ فَمَنْ تَلَقَّى مِنْهُ شَيْئًا فَاشْتَرَى فَصَاحِبُهُ بِالْخِيَارِ إِذَا أَتَى السُّوقَ
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا باہر کی رسد مت ملو اگر کوئی ملے اور وہ مال
خرید لیوے (تو مال والے کو اختیار ہوگا جب بازار میں آوے چاہے بیع قائم رکھے چاہے فسخ کر ڈالے) عَنِ ابْنِ
عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَلَقِّي الْجَلَبِ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع
کیا رسد سے ملنے کو یعنے جو مال باہر سے آوے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنْ تَلَقِّي الْبُيُوعِ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا بیچنے والوں سے جا کر ملنے سے ۔
ف یہ حدیث صحیحین میں ہے اور موطا میں ہے ابوہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت ملو سواروں سے جا کر بیع
کے لیے اور تم میں سے ایک دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے اور نجش مت کرو اور بستی والا باہر والے کا مال نہ بیچے اور اونٹ اور
بکریوں کا دودھ تھنوں میں مت روک رکھو (تاکہ مشتری دھوکا کھاوے) **باب الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا**
جبتک بائع اور مشتری ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں (یعنے مجلس عقد نہ بدلے) تو ہر ایک کو اختیار ہے کہ بیع فسخ کر ڈالے
ف اگرچہ ایجاب اور قبول یعنے بعت اور اشتریت ہو چکا ہو اہلحدیث کا یہی مذہب ہے اور یہی قول ہے علی اور ابو برزہ
اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابوہریرہ اور تابعین میں سے شریح اور شعبی اور طاؤس اور عطا اور ابن ابی ملیکہ کا یہ بخاری
نے نقل کیا اور ابن منذر نے کہا سعید بن مسیب اور زہری اور ابن ابی ذئب کا اہل مدینہ میں سے یہی قول ہے اور

حسن بصری اور اوزاعی اور ابن جریج بھی اسیکے قائل ہین اور ابن حزم نے مبالغہ کیا اور کہا تابعین مین کوئی اسکا مخالف نہیں معلوم ہوتا سوا ابراہیم نخعی کے اور اس اختیار کو خیار مجلس کہتے ہین یعنے جبتک بائع اور مشتری بیع کے بعد اسی مقام مین رہین تو ہر ایک کو فسخ بیع کا اختیار ہے اگرچہ اختیار کی شرط نہ ہوئی ہو اور صاحب بحر نے کہا کہ شافعی اور احمد اور سحق اور ابو ثور کا بھی قول ہے لیکن حنفیہ اور مالکیہ یہ کہتے ہین کہ جب عقد ہوگیا یعنے ایجاب اور قبول تو فسخ کا اختیار نہ رہیگا الا اسصورت مین کہ اختیار کی شرط ہوئی ہو اور پہلا قول حق ہے یعنے اہلحدیث کا مذہب (ر ، وحید) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَبَایَعَ الرَّجُلَانِ فَکُلُّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا بِالْخِیَارِ مَا لَمْ یَتَفَرَّقَا وَکَانَا جَمِیْعًا اَوْ یُخَیِّرُ اَحَدُھُمَا الْاٰخَرَ فَاِنْ خَیَّرَ اَحَدُھُمَا الْاٰخَرَ فَتَبَایَعَا عَلٰی ذٰلِکَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَیْعُ وَاِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ اَنْ یَّتَبَایَعَا وَلَمْ یَتْرُکْ وَاحِدٌ مِّنْھُمَا الْبَیْعَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَیْعُ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو آدمی بیع اور شرا کرین تو ہر ایک کو اختیار ہے (بیع توڑ ڈالنے کا) جب تک دونون جدا نہ ہون یا ایک دوسرے کو اختیار نہ دیوے (مثلا یون کہے بیع کو اختیار کر) پھر اگر ایک نے دوسرے کو اختیار دیا اور انھون نے بیع کو اختیار کیا (یعنے بیع کا نفاذ چاہا) تو اب بیع واجب اور نافذ ہو گئی اسیطرح اگر بائع اور مشتری جدا ہوگئے اور انمین سے کسی نے بیع کو فسخ نہین کیا تب بھی بیع لازم ہوگئی **ف** حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ جدا ہونے سے بدنون کا جدا ہونا مراد ہے اور خود ابن عمر جو راوی ہین اس حدیث کے انھون نے بھی یہی معنے سمجھے تھے دوسرے روایت مین ہے کہ ابن عمرؓ جب کسی بیع کو پورا کرنا چاہتے تو عقد کے بعد چند قدم چلا کرتے تاکہ بیع لازم ہو جاوے اور اگر تفرق سے تفرق اقوال مراد ہوتا یعنے ایجاب اور قبول کا ہو جانا تو اس حدیث کا بیان کرنا ہی بیکار تھا اسلیے کہ جب تک ایجاب و قبول نہ ہون عقد بیع تمام ہی نہین ہوا تو وہ نافذ کیونکر ہوگا یہ صریح ظلم ہے حنفیہ کا کہ تمام صحابہ اور تابعین کے برخلاف ایک معنے نکالتے ہین اور صرف نخعی کی پیروی مین حق سے چشم پوشی کرتے ہین عَنْ اَبِیْ بَرْزَۃَ الْاَسْلَمِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ مَا لَمْ یَتَفَرَّقَا ابو برزہ اسلمی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بائع اور مشتری کو اختیار ہے جب تک جدا نہ ہون **ف** ایک دوسرے سے یعنے ایک دوسرے کے پاس سے چلا نہ جاوے اور اگر دونون کشتی مین ہون تو جبتک دونون ایک جا بیٹھے رہین اگرچہ کشتی کتنی ہی دور چلی جاوے اختیار باقی رہیگا اور حنفیہ نے جو تفرق اقوال سمجھا ہے یہ ایک نیا معنے ہے عرب مین اقوال کا تفرق کوئی چیز نہین ہے اور نہ صحابہ تفرق کے لفظ سے کبھی اقوال کا تفرق سمجھ سکتے تھے یہ ایک نئی بات دل سے نکالی ہوئی ہے جسکی لغت بھی مساعدت نہین کرتی عَنْ سَمُرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ

مالم یتفرقا سمرہ سے بھی ایسے ہی روایت ہی **باب** بَیعِ الخِیَارِ اختیار کی بیع **عن** جابر بن عبد اللہ قال اشتری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رجل من الاعراب حمل خبط فلما وجب البیع قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اختر فقال الاعرابی عمرک اللہ بیعا جابر بن عبد اللہ سے روایت ہی ان حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گنوار سے چارہ کا بوجھ خرید اجب بیع ہوچکی تو آپ نے گنوار سے فرمایا تجھکو اختیار ہے (خواہ بیع قائم رکھے یا فسخ کر ڈالے) گنوار نے کہا اللہ آپ کو عمر دیوے میں بیع کو اختیار کرتا ہوں **ف** ایسی صورت مین جب طرفین بیع کو اختیار کرلیں تو خیار مجلس باقی نرہے گا جیسے اوپر حدیث مین گذرا **عن** ابی سعید الخدری یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما البیع عن تراض ابو سعید خدری سے روایت ہی ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیع رضا مندی سے ہوتی ہے (بائع اور مشتری کے اگر ایک بھی ناراض ہو تو بیع نہ ہوگی) **باب** البیعان یختلفان اگر بائع اور مشتری خلاف کریں (ثمن مین یا مقدار مبیع مین) **عن** القاسم بن عبد الرحمن عن ابیہ ان عبد اللہ ابن مسعود باع من الاشعث بن قیس رقیقا من رقیق الامارۃ فاختلفا فی الثمن فقال ابن مسعود بعتک بعشرین الفا وقال الاشعث بن قیس انما اشتریت منک بعشرۃ الاف فقال عبد اللہ ان شئت حدثتک بحدیث سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ھاتہ قال فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا اختلف البیعان ولیس بینھما بینۃ والبیع قائم بعینہ فالقول ما قال البائع او یترادان البیع قال فانی اری ان ارد البیع فردہ عبد الرحمن سے روایت ہی عبد اللہ بن مسعود نے اشعث بن قیس کے ہاتھ ایک غلام بیچا امارت کے غلاموں میں سے پھر دونوں نے اختلاف کیا ثمن مین ابن مسعود نے کہا مینے بیس ہزار کو بیچا ہے اشعث نے کہا مین نے تو تم سے دس ہزار کو خریدا ہے عبد اللہ نے کہا اگر تو چاہے تو مین تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو مینے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اشعث نے کہا بیان کر و عبد اللہ نے کہا مینے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جب بائع اور مشتری اختلاف کریں اور کسی کے پاس گواہ نہ ہوں اور جس شے کی بیع ہوئی ہے وہ بطرح موجود ہو تو بائع کا قول مقبول ہوگا یا بیع کو فسخ کر ڈالیں گے اشعث نے کہا تو مین چاہتا ہوں بیع کو فسخ کروں عبد اللہ نے بیع کو فسخ کر لیا **ف** شافعی اور اہلحدیث کا عمل اسی حدیث کے موافق ہے کہ جب بائع اور مشتری مین اختلاف ہو قدر ثمن یا شرط خیار وغیرہ مین تو بائع کو قسم دیوینگے اور مشتری کو اختیار ہوگا خواہ بائع کی قسم کے موافق راضی ہوکر بیع قبول کرے خواہ خود قسم کھاوے اگر دونوں نے قسم کھائی اور راضی ہوگئے تو خیر ورنہ قاضی عقد بیع فسخ کردیگا اور حنفیہ کے نزدیک دونوں کو قسم دینگے اور بیع کو فسخ کرا دینگے اور جس نے گواہ پیش کیے اسکا

قول مقبول ہوگا اگر دونوں فی گواہ پیش کیے تو جس گواہی میں زیادت کا اثبات ہوگا وہ مقدم ہوگی اور اگر ثمن اور مبیع دونوں میں اختلاف ہو تو بائع کے گواہ ثمن میں مقدم ہونگے اور مشتری کے بیع میں واللہ اعلم **بَابُ** النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ وَعَنْ رِبْحِ مَا لَمْ يُضْمَنْ جو چیز تیرے پاس نہیں ہے اسکی بیع کی ممانعت اور جس چیز کا ضامن نہیں ہے اس کا نفع لینے کی ممانعت **عَنْ** حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ الرَّجُلُ يَسْأَلُنِي الْبَيْعَ وَلَيْسَ عِنْدِي فَأَبِيعُهُ قَالَ لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ حکیم بن حزام سے روایت ہے مینے عرض کیا یا رسول اللہ ایک آدمی مجھ سے ایک چیز کی بیع چاہتا ہے اور وہ میرے پاس نہیں ہے کیا میں اسکی بیع کر لوں پھر اس چیز کو کہیں سے لاکر مشتری کو دیدوں آپنے فرمایا جو چیز تیرے پاس نہیں ہے اسکو مت بیچ **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ وَلَا رِبْحُ مَا لَمْ يُضْمَنْ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چیز تیرے پاس نہیں ہے اسکی بیع حلال نہیں ہے اور نہ اس چیز کا نفع درست ہے جسکا تو ضامن نہیں ہے **ف** یعنی اگر وہ شے تلف ہو جاوے تو تیرا کچھ نقصان نہو ایسی شی کا نفع اٹھانا بھی درست نہیں یہ شرع کا ایک عام مسئلہ ہے کہ ہمیشہ نفع ضمان کے ساتھ ہے جو شخص کسی چیز کا ضامن ہے وہی اسکے نفع کا مستحق ہے اس سے ہزار ہا مسئلے نکلتے ہیں اور اسکی مثال یہ ہے کہ ابھی مشتری نے مبیع پر قبضہ نہیں کیا اور وہ شے مشتری کی ضمان میں داخل نہیں ہوئی اب مشتری اگر اسکو قبضے سے پہلے کسی اور کے ہاتھ بیچڈالے اور نفع کما دے تو یہ درست نہیں ہے **عَنْ** عَتَّابِ بْنِ أَسِيدٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَكَّةَ نَهَاهُ عَنْ شَفِّ مَا لَمْ يُضْمَنْ عتاب بن اسید سے روایت ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو مکہ کیطرف بھیجا تو منع کیا اس چیز کا نفع لینے سے جو ابھی ضمان میں نہیں آئی **بَابُ** إِذَا بَاعَ الْمُجِيزَانِ فَهُوَ لِلْأَوَّلِ جب دو مختار دو بیع کریں **ف** مثلاً سوکال اور وکیل دونوں علیحدہ علیحدہ بیع کریں یا دو شریکوں میں سے ہر شریک نے جدا گانہ ایک ہی مال کو بیچا اور ایک کی دوسرے کو خبر نہ تھی **عَنْ** عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَوْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ بَاعَ بَيْعًا مِنْ رَجُلَيْنِ فَهُوَ لِلْأَوَّلِ مِنْهُمَا عقبہ بن عامر یا سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک چیز دو آدمیوں کے ہاتھ بیچی تو جسکے ہاتھ پہلے بیچی اسکو وہ شے ملے گی **عَنْ** سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَاعَ الْمُجِيزَانِ فَهُوَ لِلْأَوَّلِ سمرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو اختیار والے ایک شے کی بیع کریں تو جس نے پہلے بیع کی اسکا اعتبار ہوگا **ف** اور دوسرے کی بیع لغو ہو جاوے گی **بَابُ** بَيْعِ الْعُرْبَانِ عربون کی ممانعت **ف** وہ یہ ہے کہ مشتری بائع کو ایک روپیہ یا زیادہ یا کم بیعانہ کے طور پر دیوے اور یہ شرط کرے کہ اگر یہ چیز میں نہ لونگا تو بیعانہ کا روپیہ بائع کا ہو جاوے گا شتری

کو واپس نہ ملیگا ہمارے زمانہ میں اسکو دہرت کہتے ہیں اور اسکا عام رواج ہو گیا ہے سرکاری معاملات میں اگر مشتری وہ معاملہ نکرے تو دہرت ضبط ہو جاتی ہے یہ صریح ظلم اور ناجائز اور خلاف شرع ہے **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا عربون کی بیع سے **ف** اسکو نکالا امام احمد اور نسائی اور ابوداؤد نے بھی اور اسکے معارض نہیں ہے وہ جو عبدالرزاق نے نکالا اپنی سند میں زید بن اسلم سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے بیع عربان سے آپنے اسکو جائز رکھا کیونکہ یہ روایت مرسل ہے اور اسکی اسناد میں ابراہیم بن ابی یحییٰ ضعیف ہے امام مالک نے موطا میں کہا بیع عربون جو ہم سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ آدمی ایک غلام یا ایک لونڈی خریدی یا ایک جانور کرایہ لے پھر بائع سے یا جانور کے مالک سے یہ کہے کہ میں تجھکو ایک دینار یا ایک درم یا اس سے زیادہ یا کم دیتا ہوں اس شرط پر کہ اگر میں یہ غلام یا لونڈی مول لے لونگا یا جانور کرایہ لونگا تو جو میں تجھے دیتا ہوں وہ زرِ ثمن یا کرایہ میں محسوب ہوگا اور اگر میں یہ غلام یا لونڈی نہ لوں یا جانور کرایہ پر نہ لوں تو جو میں دیتا ہوں وہ تیرا ہو جاویگا مفت **میں کہتا ہوں** اہل علم نے بھی کہا ہے منہاج میں ہے کہ عربون کی بیع صحیح نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ کوئی چیز خریدی اور کچھ روپیہ دیدیوے اس شرط پر کہ اگر وہ چیز لے لونگا تو یہ روپیہ ثمن میں محسوب ہونگے ورنہ وہ ہبہ ہونگے بائع کو۔ محلی نے کہا صحیح نہ ہونیکی وجہ یہ ہے کہ یہ بیع ہبہ اور ردِّ ہبہ دونوں شرط پر مشتمل ہے (روضہ) **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْعُرْبَانُ اَنْ يَّشْتَرِيَ الرَّجُلُ دَابَّةً بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَيُعْطِيَهٗ دِيْنَارَيْنِ عُرْبُوْنًا فَيَقُوْلُ اِنْ لَّمْ اَشْتَرِ الدَّابَّةَ فَالدِّيْنَارَانِ لَكَ وَقِيْلَ يَعْنِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَنْ يَّشْتَرِيَ الرَّجُلُ الشَّيْءَ فَيَدْفَعُ اِلَى الْبَائِعِ دِرْهَمًا اَوْ اَقَلَّ اَوْ اَكْثَرَ وَيَقُوْلُ اِنْ اَخَذْتُهٗ وَاِلَّا فَالدِّرْهَمُ لَكَ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عربان کی بیع سے ابوعبداللہ نے کہا عربان یہ ہے کہ آدمی ایک جانور سو دینار کو خریدی اس میں سے دو دینار بیعانہ کے طور پر دیوے اور کہے اگر میں یہ جانور نہ لونگا تو دو دینار تو لے لیجیو اور بعضوں نے کہا آدمی ایک شے خریدے پھر بائع کو ایک درم یا زیادہ یا کم دیوے اور کہے اگر میں نے یہ شے لی تو بہتر نہیں تو وہ درم جو دیا ہے تیرا ہے **بَابُ** النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ بیع حصاۃ اور بیع غرر سے ممانعت

ف بیع حصاۃ یہ ہے کہ آدمی کنکری پھینکے اور جس چیز پر وہ کنکری جا کر گرے اسکی بیع ہو جاوے یہ بیع جاہلیت میں مروج تھی اور بیع غرر یہ ہے کہ جس چیز کے ملنے یا نہ ملنے میں تردد ہو جیسے مچھلی دریا میں یا پرندہ ہوا میں اسکی بیع کرے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ وَعَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا غرر (دہوکے) کی بیع سے اور حصاۃ (کنکری) کی بیع سے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا بیع غرر سے **ف** امام احمد نے ابن مسعود سے نکالا مرفوعاً مت خرید و مچھلی کو پانی مین وہ غرر ہے اسکی اسناد مین یزید بن ابی زیاد ہی اور بیہقی نے اسکے موقوف ہونے کو ترجیح دی مسوی مین ہے امام مالک نے کہا غرر اور مخاطرہ مین یہ داخل ہے کہ آدمی کا غلام بہاگ گیا ہو یا جانور گم ہو گیا ہو اور اسکی قیمت پچاس دینار ہو ایک دوسرا شخص اس سے کہے مین اس غلام یا جانور کو بیس دینار مین تجہ سے خریدتا ہون اگر خریدار نے اسکو پایا تو بائع کو تیس دینار کا نقصان ہوا اگر نہ پایا تو خریدار کے بیس دینار گئے امام مالک نے کہا اس بیع مین ایک اور قباحت ہی وہ یہ کہ معلوم نہین اب اس غلام یا جانور کا کیا حال ہے اسکی قیمت بڑہ گئی ہے یا گہٹ گئی ہے اور یہ بڑہ خطرہ ہی امام مالک نے کہا ہمارے نزدیک یہ بہی مخاطرہ اور غرر مین داخل ہے کہ عورتون یا مادیان کے پیٹون مین جو بچے ہون انکو خریدے معلوم نہین بچہ ہوتا ہے یا نہین اگر ہووے تو برا ہوتا ہے یا اچہا پورا یا ادہورا نر یا مادہ ان مین سے ہر ایک کی قیمت جداگانہ ہے زیادہ اور کم انتہی (روضہ)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ شِرَاءِ مَا فِي بُطُونِ الْأَنْعَامِ وَضُرُوعِهَا وَضَرْبَةِ الْغَائِصِ جانورون کے پیٹ مین اور انکے تہنون مین جو ہے اسکی بیع کی ممانعت اور غوطہ مارنیوالا اپنا غوطہ بیچے یا شکاری اپنا ایک بار کا شکار یہ بہی منع ہے

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شِرَاءِ مَا فِي بُطُونِ الْأَنْعَامِ حَتّٰى تَضَعَ وَعَنْ مَا فِي ضُرُوعِهَا إِلَّا بِكَيْلٍ وَعَنْ شِرَاءِ الْعَبْدِ وَهُوَ آبِقٌ وَعَنْ شِرَاءِ الْمَغَانِمِ حَتّٰى تُقْسَمَ وَعَنْ شِرَاءِ الصَّدَقَاتِ حَتّٰى تُقْبَضَ وَعَنْ ضَرْبَةِ الْغَائِصِ ابو سعید خدری سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا جانورون کے پیٹون مین جو ہے اسکے خریدنے سے یہانتک کہ وہ جنین (جب جنین تو اب بچا کا بیچنا درست ہی) اور جو انکے تہنون مین ہے یہانتک کہ وہ ماپا جاوے (یعنے دودہ کو دوہ کر یا مین اسوقت بیچنا درست ہی) اور منع کیا بہاگے ہوئے غلام کے خریدنے سے اور غنیمت (لوٹ) کا مال خریدنے سے یہانتک کہ وہ تقسیم کیا جاوے (جب تقسیم ہو جاوے تو اب خریدنا درست ہے) اور منع کیا صدقات کے خریدنے سے جب تک وہ قبضہ مین آجاوین (صاحب صدقہ کے) اور منع کیا غوطہ مار کا ایک غوطہ خریدنے سے **ف** کہ ایک غوطہ مین جو نکلے کیونکہ اس مین دہوکا ہے یہ ترجمہ اسوقت ہی جب حدیث مین غائص ہو اور بعض نسخون مین قانص ہے تو یہ ترجمہ ہوگا کہ شکاری کا ایک ضرب یعنے ایک بار جال پہینکنے میں جو جانور آوین انکی بیع سے منع کیا کیونکہ اس مین بہی دہوکا ہے اور غنیمت کا مال تقسیم سے پہلے خریدنے کی ممانعت ابن عباس کی حدیث مین بہی وارد ہے اسکو نسائی نے نکالا اور ابوہریرہ کی حدیث مین اسکو احمد اور ابوداود نے نکالا

اور دوسری روایتوں میں میوہ کی بیع منع ہے جب تک کھانے کے لائق نہ ہو جاوے اور بالوں کی بیع جانور کی پیٹھ پر اور دودہ کی چھاتی میں اور گھی کی دودہ میں اسکو دارقطنی اور بیہقی نے ابن عباس سے نکالا لیکن اسکے اسناد میں عمرو بن فروخ ہے ثقہ کہا اسکو یحیی بن معین نے اور غرر کی حدیثیں انکو قوی کرتی ہیں کیونکہ ان سب میں غرر ہے (روضہ) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا حمل کا حمل بیچنے سے **ف** اسکو امام مسلم اور مالک نے بھی نکالا صحیحین میں ہے کہ جاہلیت والے اونٹ کا گوشت خریدتے تھے حمل کے حمل تک وہ یہ ہے کہ اونٹنی اپنا حمل جنے پھر اسکا بچہ حمل سے ہو وہ جنے تو آپ نے اس سے منع کیا (یعنی بوجہ جہالت میعاد کے) اور بعضوں نے کہا خود حمل کا حمل بیچنا مراد ہے اور بعضوں نے کہا اس کے بچے کا بچہ بیچنا اور ابو سعید کی حدیث میں جانوروں کے پیٹ میں جو ہو اسکا بیچنا منع ہے جیسے اوپر گزرا اسکو احمد اور بزار اور دارقطنی نے بھی نکالا لیکن اسکے اسناد میں شہر بن حوشب ہے اور وہ ضعیف ہے اور امام مالک نے سعید بن المسیب سے نکالا کہ حیوان میں ربا نہیں ہے بلکہ حیوان میں تین چیزیں منع ہیں ایک حمل دوسرے نطفہ تیسرے حمل کا حمل یعنے ان تینوں چیزوں کا بیچنا میں کہتا ہوں اہل علم کا اسپر اتفاق ہے امام محمد نے کہا یہ سب بیعیں مکروہ ہیں اور انکی بیع جائز نہیں کیونکہ وہ غرر ہیں ہمارے نزدیک اور منہاج میں ہے کہ منع کیا حضرت نے حمل کے حمل سے اور وہ کہا ہے بچہ کا بچہ اس طرح کہ خود اسکو بیچے یا اور کوئی چیز اس وعدہ پر بیچے کہ جب تک بچہ کا بچہ ہو (روضہ)

باب بَيْعِ الْمُزَايَدَةِ نیلام (ہراج) کا بیان

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهُ فَقَالَ لَكَ فِي بَيْتِكَ شَيْءٌ قَالَ بَلٰى حِلْسٌ نَلْبَسُ بَعْضَهُ وَنَبْسُطُ بَعْضَهُ وَقَدَحٌ نَشْرَبُ فِيْهِ الْمَاءَ قَالَ ائْتِنِي بِهِمَا قَالَ فَاَتَاهُ بِهِمَا فَاَخَذَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَشْتَرِي هٰذَيْنِ فَقَالَ رَجُلٌ اَنَا اٰخُذُهُمَا بِدِرْهَمٍ قَالَ مَنْ يَزِيْدُ عَلٰى دِرْهَمٍ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا قَالَ رَجُلٌ اَنَا اٰخُذُهُمَا بِدِرْهَمَيْنِ فَاَعْطَاهُمَا اِيَّاهُ وَاَخَذَ الدِّرْهَمَيْنِ فَاَعْطَاهُمَا الْاَنْصَارِيَّ وَقَالَ اشْتَرِ بِاَحَدِهِمَا طَعَامًا فَانْبِذْهُ اِلٰى اَهْلِكَ وَاشْتَرِ بِالْاٰخَرِ قَدُوْمًا فَأْتِنِي بِهٖ فَفَعَلَ فَاَخَذَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَدَّ فِيْهِ عُوْدًا بِيَدِهٖ وَقَالَ اذْهَبْ فَاحْتَطِبْ وَلَا اَرَاكَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَجَعَلَ يَحْتَطِبُ وَيَبِيْعُ فَجَاءَ وَقَدْ اَصَابَ عَشْرَةَ دَرَاهِمَ فَقَالَ اشْتَرِ بِبَعْضِهَا طَعَامًا وَبِبَعْضِهَا ثَوْبًا ثُمَّ قَالَ هٰذَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ اَنْ تَجِيْءَ وَالْمَسْاَلَةُ نُكْتَةٌ فِيْ وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّ الْمَسْاَلَةَ لَا تَصْلُحُ اِلَّا لِذِيْ فَقْرٍ مُدْقِعٍ اَوْ لِذِيْ غُرْمٍ مُفْظِعٍ اَوْ دَمٍ مُوْجِعٍ انس بن مالک سے روایت ہے ایک مرد انصاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا آپ سے سوال کرتا تھا آپ نے فرمایا تیرے گھر میں کوئی چیز ہے اس نے عرض کیا جی ہاں ایک کملی ہے جس میں سے ہم کچھ اوڑھتے ہیں اور کچھ بچھاتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس میں ہم پانی

بیٹھتے ہیں آپ نے فرمایا ان دونوں کو میرے پاس لے آؤ وہ گیا اور لیکر آیا آپ نے ان دونوں چیزوں کو لیا اپنے ہاتھ میں اور فرمایا کون مول لیتا ہے انکو ایک شخص بولا میں لیتا ہوں دونوں کو ایک درم کے بدل آپ نے فرمایا کون بڑھاتا ہے ایک درم پر دو بار فرمایا یا تین بار (یہی نیلام ہے یعنے بیع من یزید) ایک شخص بولا میں ان دونوں کو دو درم کے بدل لیتا ہوں آپ نے اس کو دیدیا ان دونوں چیزوں کو اور اس سے دو درم لیکر اس انصاری مرد کو دیے اور فرمایا ایک درم کا اناج خرید کر اپنے گھر والوں کو ڈالدے، اور دوسرے درم کا ایک کلہاڑا خرید اور میرے پاس لیکر آ اس نے ایسا ہی کیا آپ نے وہ کلہاڑا لیکر اس میں ایک لکڑی اپنے ہاتھ سے جمادی اور فرمایا جا اور لکڑیاں لا (جنگل سے اور بیچ) پندرہ دن تک میرے پاس مت آئیو وہ لکڑیاں لانے لگا اور بیچنے لگا پھر آیا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس) اور اسکے پاس دس درم تھے آپ نے فرمایا اب چند درم کا غلہ لے اور چند درم کا کپڑا پھر فرمایا یہ تیرے لیے بہتر ہے (یعنے اپنی محنت سے کمانا) اس سے کہ تو آوے اور سوال تیرے منہ پر داغ ہو قیامت کے دن بیشک سوال درست نہیں ہے مگر اسکو جو انتہا کا محتاج ہو یا سخت قرضدار ہو یا خون میں گرفتار ہو جو ستاوے **ف** یعنے کسیکا خون کیا اور مقتول کے وارث دیت پر راضی ہو گئے لیکن اسکے پاس روپیہ نہیں ہے اب مقتول کے وارث اسکو ستا رہے ہیں اور دیت کا تقاضا کر رہے ہیں تو اسکو سوال کرنا درست ہے تاکہ روپیہ جمع کرکے دیت ادا کرے اسیطرح سخت قرضداری سے یہ مطلب ہے کہ قرضہ اسکے مال سے زیادہ ہو اگر قرضہ مال کے برابر ہو تو وہ سخت نہیں ہے مال کو بیچ کر قرضداری ادا کرے اسیطرح انتہا کی محتاجی یہ ہے کہ ایک رات دن کی قوت اسکے پاس نہ ہو اور بعضوں نے کہا تین رات کی اور بعضوں نے کہا نصاب کی موافق اسکی پاس مال نہ ہو واللہ اعلم

باب الاقالۃ اقالہ یعنے بیع فسخ کرنے کا بیان **ف** جب بیع بشرط خیار ہو تو جس کو اختیار دیا گیا ہو اسکو فسخ کا اختیار حاصل ہوتا ہے اگر دونوں نے اختیار رکھا ہو تو دونوں کو اختیار ہوگا لیکن اگر اختیار کی مدت گذر جاوے یا اختیار کی شرط ہی نہ ہو تو اب بیع فسخ نہیں ہو سکتی الا اسصورت میں جب بائع اور مشتری دونوں راضی ہو جاویں اور دونوں ملکر بیع کو فسخ کریں تو یہ جب چاہیں ہو سکتا ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مشتری یا بائع ایک مدت کے بعد اپنا نقصان دیکھکر فسخ بیع چاہتا ہے لیکن دوسرے فریق کے وہ اختیار میں ہوتا ہے تو حدیث میں اسکی ترغیب دی کہ ایسی حالت میں بھی بیع کا فسخ کر دینا بہتر ہے اور ثواب ہے کیونکہ وہ احسان ہے مسلمان پر **عن** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اقال مسلما اقالہ اللہ عثرتہ یوم القیامۃ ترا ابو ہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کو اقالہ کر دیگا (یعنے فسخ بیع پر اسکے ساتھ راضی ہو جاویگا) تو اللہ تعالی اسکے گناہوں کا اقالہ کر دیگا قیامت کے دن (مسلمان کے ساتھ احسان کرنے کا

بدلہ اللہ تعالی قیامت کے دن اسکو دیگا) **باب مَنْ كَرِهَ اَنْ يُسَعِّرَ** نرخ مقرر کرنا منع ہے **ف** قدیم زمانون مین اور اگلی حکومتون مین یہ دستور تہا کہ جب غلہ کی گرانی ہوجاتی اور غربا شکایت کرتے تو ناعاقبت اندیش حکام غلہ کے بیوپاریون کو بلا کر ان کو مارتے پیٹتے سزائین دیتے اور ایک نرخ مقرر کر دیتے کہ اس سے کم ست بیچو وہ بیچارے جبراً و قہراً جان اور عزت کے ڈرسے اس نرخ پر بیچتے اور اپنا نقصان کرتے اس برے انتظام کا یہ اثر ہوتا کہ چند ہی روز مین بیوپاری غلہ منگانا چہوڑ دیتے اور سارا ملک کا ملک فاقون کے مارے ہلاک ہوجاتا اور قحط پہیل جاتا شرع مین بہی اس برے انتظام سے منع فرمایا سبحان اللہ شریعت کیا عمدہ قانون ہے جس مین دین اور دنیا دونون کی بہلائی ہے **عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ غَلَا السِّعْرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ غَلَا السِّعْرُ فَسَعِّرْ لَنَا فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ اِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ اَلْقٰى رَبِّيْ وَلَيْسَ اَحَدٌ يَطْلُبُنِيْ بِمَظْلِمَةٍ فِيْ دَمٍ وَلَا مَالٍ** انس بن مالک سے روایت ہے انہون نے کہا نرخ مہنگا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ نرخ مہنگا ہوگیا آپ ہمارے لیے نرخ مقرر کر دیجیے آپ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالی نرخ مقرر کرنیوالا ہے کبہی روک لیتا ہے کبہی چہوڑ دیتا ہے وہی روزی دینے والا ہے اور مین امید کرتا ہون کہ اللہ سے ملون اور اسوقت کوئی شخص مجہسے طالب نہو کسی ظلمہ کا جان یا مال مین **ف** یعنے نہ مالی نہ جانی کسیطرح کا ظلم مینے کسیپر کیا ہو حدیث مین اشارہ ہے کہ نرخ مقرر کرنا ایک مالی ظلم ہے بیوپاریون پر اور غلہ کے تاجرون پر اسحدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور دارمی اور بزار اور ابویعلے نے بہی نکالا اور ابن حبان اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا اور اس باب مین کئی حدیثین آئی ہین۔ ہدایہ مین ہے کہ بادشاہ وقت کو نرخ مقرر نہ کرنا چاہیے البتہ اگر غلہ کے بیوپاری عمداً بلا وجہ نرخ کو بہت گران کر دین اور قاضی عامہ خلائق کے حقوق کو بدون نرخ معین کرنے کے نہ بچا سکے تو اہل الرائے کے مشورے سے نرخ مقرر کرنے مین قباحت نہین **مترجم** کہتا ہے مین صاحب ہدایہ کی اس رائے کے مخالف ہون حدیث مین مطلق نرخ معین کرنے سے ممانعت ہے اور تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ حاکم نے جہان نرخ مین دخل دیا تو بڑی بڑی آفتین پڑگئین اور اخیر مین قحط کی شدت سے لوگ ہلاک ہوگئے پس کسی حال مین نرخ مقرر کرنا نہین چاہیے البتہ اگر یہ معلوم ہو کہ غلہ کے بیوپاری بلا وجہ غلہ کو مہنگا بیچتے ہین اور انکو مال سستا پڑتا ہے لیکن لوگون کو ستاتے ہین تو اسکا عمدہ علاج یہ ہے کہ حاکم اپنی طرف سے ایک غلہ کا تجارت خانہ کہول دیوے اور باہر سے غلہ منگوا کر تہوڑے نفع پر یا اصل لاگت پر لوگون کے ہاتہہ بیچے اسصورت مین بیوپاری خود بخود سستا کرینگے اگر نہ کرینگے تو رعایا کا نقصان نہین وہ حاکم کے تجارت خانہ

میں سخی علیہ لیجے اگر حاکم خود یہ نکر سکے تو چند خدا ترس رحم دل تاجرون کو ایسا کرنیکی ترغیب دیںے اور حکومت کی جانب سے انکی امداد کی جاوے **عن** ابی سعید قال غلا السعر علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا لو قومت یا رسول اللہ قال انی لا رجوا ان افارقکم ولا یطلبنی احد منکم بمظلمۃ ظلمتہ ابو سعید سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نرخ مہنگا ہوا لوگون نے کہا کاش آپ قیمت مقرر کردیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ میں تم سے جدا ہون اور کوئی مجھ سے مطالبہ نہ کرتا ہو کسی مظلمہ کا جو میں نے اسپر ظلم کیا ہو **باب** السماحۃ فی البیع خرید و فروخت میں آسانی کرنا **ف** یعنی ذری سی چیز یا قیمت کے لیے تقاضا اور سختی نہ کرنا اگر بائع ہو تو قیمت میں کچھ کم آوے جب بھی قبول کر لینا اگر مشتری ہو اور مال میں کچھ خفیف سا نقص ہو تو تکرار نہ کرنا لے لینا ماپ تول میں زیادہ جھگڑا نہ کرنا معین وزن یا ماپ سے کچھ زیادہ دیدینا غرض لوگون کا دل خوش رکھنا اور خلق کے ساتھ معاملہ کرنا بے وقوف سمجھتے ہیں کہ ایسے تاجر کو نقصان ہوگا اور اسکو بھولا نادان جانتے ہیں لیکن وہ خود جاہل ہیں انکو یہ معلوم ہی نہیں کہ جو کوئی تاجر ایسا ہوتا ہے تو تمام مشتری اسی کے پاس آتے ہیں اور اسیکا مال لیجاتے ہیں دوسری جگہہ اگر عمدہ اور کچھ سستا بھی ملے تو وہان سے نہیں لیتے اور خوش خلقی کی وجہ سے اسی تاجر کا فائدہ چاہتے ہیں چند ہی روز میں یہ تاجر بہت بڑھ جاتا ہے اور اسکی تجارت چمک جاتی ہے اور ایک خفیف نقصان کے عوض اسکو ہزارون لاکھون کا فائدہ حاصل ہوتا ہے غرض قربان شریعت اور صاحب شریعت کے جو حکم دیا ہے وہ ایک جوہر بیش بہا ہے جسکی قدر و منزلت وہی جانتے ہیں جنکو اللہ سبحانہ و تعالی نے عقل سلیم دی ہے **عن** عثمان بن عفان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادخل اللہ الجنۃ رجلا کان سھلا بائعا و مشتریا حضرت عثمان سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ جنت میں لیجاوے اس شخص کو جو نرم ہو بیچنے اور خریدنے کی حالت میں **عن** جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحم اللہ عبدا سمحا اذا باع سمحا اذا اشتری سمحا اذا اقتضی جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ رحم کرے اس بندے پر جو بہت بھلا ہو نرم ہو جب بیچے اور جب خریدے اور جب تقاضا کرے (کسیپر اپنے قرضے کا تو سہولت سے مانگے اگر وہ مہلت مانگے تو مہلت دیوے اگر واقعی وہ مفلس ہو تو معاف کر دیوے یا کچھ کم کر دیوے) **باب** السوم نرخ چکانا جائز ہے یعنے بائع ایک دام کہے اور مشتری اس سے کم کو مانگے) **عن** قیلۃ ام بنی انمار قالت اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض عمرہ عند المروۃ فقلت یا رسول اللہ انی امراۃ ابیع واشتری فاذا اردت ان ابتاع الشیء سمت بہ اقل مما ارید ثم زدت　　حتی ابلغ الذی ارید واذا اردت ان ابیع

الشَّئَ سُمْتُ بِہٖ اَکْثَرَ مِنَ الَّذِیْ اُرِیْدُ ثُمَّ وَضَعْتُ حَتّٰی اَبْلُغَ الَّذِیْ اُرِیْدُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلِیْ یَا قَیْلَۃُ اِذَا اَرَدْتِ اَنْ تَبْتَاعِیْ شَیْئًا فَاسْتَامِیْ بِہٖ الَّذِیْ تُرِیْدِیْنَ اُعْطِیْتِ اَوْ مُنِعْتِ فَقَالَ اِذَا اَرَدْتِ اَنْ تَبِیْعِیْ شَیْئًا فَاسْتَامِیْ بِہٖ الَّذِیْ تُرِیْدِیْنَ اُعْطِیْتِ اَوْ مُنِعْتِ قیلہ ام بنی انمار سے روایت ہے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی آپ کسی عمرے میں مروہ پہاڑ کے پاس اور میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں ایک عورت ہوں جو خرید و فروخت کرتی ہوں تو میں جب کوئی چیز خریدنا چاہتی ہوں اسکا مول پہلے اس سے بھی کم کہتی ہوں جتنے کو میں اسے لینا چاہتی ہوں پھر بڑہاتے بڑہاتے اپنے دل کے مول تک آجاتی ہوں اور جب میں کوئی چیز بیچتی ہوں تو پہلے قیمت اس سے زیادہ بیان کرتی ہوں جتنے کو میں اسے دینا چاہتی ہوں پھر کم کرتے کرتے اس مول پر آجاتی ہوں جتنے کو دینا چاہتی ہوں یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قیلہ الیسا مت کر اسلیے ممانعت تنزیہی ہے اور کمال تقوی کے طور پر ہے اور آگے کی حدیث سے اسکا جواز ثابت ہوتا ہے جب تو کوئی چیز خریدنا چاہے تو جتنے کو لینا چاہتی ہے وہ دام کہدے پھر بائع اتنے کو دیدے یا نہ دیوے اور جب تو کوئی چیز بیچنا چاہے تو ایک ہی دام کہدے جتنے کو تو دینا چاہتی ہے خواہ خریدار لیوے یا نہ لیوے **ف** یہ امر اعلے ہے اور کمال تقوی اور احتیاط ہے کہ تجارت میں ایک سخن ہو اور اس سے تجارت کی رونق بہت بڑہتی ہے اگرچہ مول تول کرنا بھی درست ہے اور ممکن ہے کہ ممانعت سے یہ مطلب ہو کہ اگر مشتری تیری اصل لاگت دریافت کرے تو اسوقت جھوٹ بولنا اور لاگت زیادہ بتانا جائز نہیں یہ بالاتفاق حرام ہے اور حدیث سے یہ بھی نکلا کہ عورتوں کو تجارت کرنا درست ہے اور غیر محرم سے بات چیت کرنا جائز ہے اگر کسی فساد کا ڈر نہ ہو کیونکہ تجارت میں بات چیت کی ضرورت پڑتی ہے **عن** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَۃٍ فَقَالَ لِیْ اَتَبِیْعُ نَاضِحَکَ ھٰذَا بِدِیْنَارٍ وَاللّٰہُ یَغْفِرُ لَکَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھُوَ نَاضِحُکُمْ اِذَا اَتَیْتُ الْمَدِیْنَۃَ قَالَ فَتَبِیْعُہٗ بِدِیْنَارَیْنِ وَاللّٰہُ یَغْفِرُ لَکَ قَالَ فَمَا زَالَ یَزِیْدُنِیْ دِیْنَارًا دِیْنَارًا وَیَقُوْلُ مَکَانَ کُلِّ دِیْنَارٍ وَاللّٰہُ یَغْفِرُ لَکَ حَتّٰی بَلَغَ عِشْرِیْنَ دِیْنَارًا فَلَمَّا اَتَیْتُ الْمَدِیْنَۃَ اَخَذْتُ بِرَاْسِ النَّاضِحِ فَاَتَیْتُ بِہٖ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا بِلَالُ اَعْطِہٖ مِنَ الْغَنِیْمَۃِ عِشْرِیْنَ دِیْنَارًا وَقَالَ انْطَلِقْ بِنَاضِحِکَ فَاذْھَبْ بِہٖ اِلٰی اَھْلِکَ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہا ایک جہاد میں آپ نے مجھ سے فرمایا تو اپنے پانی لانیکا اونٹ میرے ہاتھ بیچتا ہے ایک دینار کے بدلے اور اللہ تجھے بخشے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ اونٹ آپ کا ہے جب میں مدینہ پہونچ جاؤں آپ نے فرمایا اچہا دو دینار کو بیچتا ہے اللہ تجھے بخشے جابر نے کہا پھر آپ اسطرح سے ایک ایک دینار بڑہاتے رہے اور ہر بار

فرماتے رہے اللہ تجھے بخشے یہاں تک کہ بیس دینار تک پہونچ گو یا جابر کے بیس بار مغفرت کی دعا کی سبحان اللہ یہ ہے قسمت جابر کی آخر جب مدینہ میں آیا تو مین نے اس اونٹ کا سر تھاما اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لیکر آیا آپ نے فرمایا اے بلال جابر کو تھیلی میں سے بیس دینار دی اور مجھ سے فرمایا اپنا اونٹ بھی لے اپنے گھر والون پاس لیجا ف سبحان اللہ شفقت اور مہربانی کے قربان ایسے اخلاق سے صحابہ کو آپ سے عشق تھا جہان آپکا پسینہ گرتا وہان وہ خون بہا دیتے جان اور مال آپ پر نثار کرنا فخر جانتے حدیث سے یہ نکلا کہ ذبح کرنا درست ہے اور یہ بھی نکلا کہ اگر بائع ایک جانور کو بیچے اور کسی مقام تک اسپر سواری کرنے کی شرط کرلیوے تو جائز ہے امام احمد اور اہلحدیث کا یہی قول ہے اور حنفیہ اپنی عادت کے موافق اسکو ناجائز کہتے ہیں۔ اور یہ ذبح چکانا آپ کا بر سبیل شفقت تھا نہ بر سبیل تشدد اور سختی کیونکہ جابر تو ایک ہی دینار پر راضی ہو گئے تھے لیکن آپ نے بیس دیناروں تک بڑہایا اور مقصود جابر سے سلوک کرنا اور انکے لیے دعا کرنا تھا انکے باپ جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے اور دس نا کدخدا لڑکیان یعنے جابر کی بہنیں چھوڑ گئے تھے وہ بڑی تنگی میں مبتلا تھے اور بعضی روایتوں میں ہے کہ جابر جب لوٹ کر اپنے گھر میں آئے تو اپنے گھر والون سے اونٹ کے بیچنے کا ذکر کیا انہوں نے جابر کو ملامت کی کہ ایک ہی اونٹ گھر کے کام کے لیے تھا اسکو بھی تونے بیچ ڈالا لیکن جابر نے انکی بات پر خیال نہ کیا اور اپنے وعدے کی موافق اونٹ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آئے آپنے بیس دینار دیے اور اونٹ بھی فرمایا کہ اپنے گھر میں لے جاؤ شاید وحی سے یہ حال آپ کو معلوم ہو گیا ہو اور شاید محض حسن اخلاق ہو غرض قربان ایسے رحیم اور کریم پیمبر کے جو حسن ظاہری اور باطنی دونوں میں بے نظیر تھے ؎

یا رب صل وسلم دائما ابدا علی نبیک خیر الخلق کلھم

عن علی قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن السوم قبل طلوع الشمس وعن ذبح ذوات الدر حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نرخ چکانے سے سورج نکلنے سے پہلے (کیونکہ یہ وقت عبادت اور اللہ کے ذکر کا ہے) اور منع کیا دودھ والی بکری یا گائے کے کاٹنے سے ف اسلیے کہ دودھ سے زیادہ فائدہ ہے ہمیشہ غذا ملے گی اور گوشت اسکا دو تین روز ہی کام آوے گا البتہ اگر دودھ والا جانور بوڑہا ہو گیا اور اسکا دودھ بند ہو گیا تو کاٹنے میں مضائقہ نہیں باب ما جاء فی کراھیۃ الایمان فی الشراء والبیع خرید و فروخت میں قسم کھانے کی کراہت عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ لا یکلمھم اللہ عز وجل یوم القیامۃ ولا ینظر الیھم ولا یزکیھم ولھم عذاب الیم رجل علی فضل ماء بالفلاۃ یمنعہ ابن السبیل ورجل بایع رجلا سلعۃ بعد العصر فحلف باللہ لاخذھا بکذا

وَكَذَا فَصَّلَ قَالَ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا وَفَى لَهُ وَإِنْ لَمْ
يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ لَهُ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ
بات نہیں کرے گا قیامت کے دن نہ انکی طرف دیکھیگا نہ انکو پاک کریگا اور انکو دکھ کی مار ہے ایک تو وہ شخص جسکے پاس ایک
بے آب وگیاہ جنگل میں ضرورت سے زیادہ پانی ہے اور وہ اسکو روکتا ہے مسافر سے یعنے مسافر کو پینے کے لیے نہیں دیتا
اور اس جنگل میں دوسرا کوئی مقام پانی کا نہیں ہے کہ مسافر وہاں سے پی لیوے دوسرے وہ شخص جس نے اپنا مال عصر کی
نماز کے بعد بیچا اور اللہ کی قسم کھائی کہ اس نے اتنے کو لیا ہے پھر خریدار نے اسکی بات کو سچا جانا حالانکہ وہ سچ نہ تھی
تیسرے وہ شخص جسنے ایک امام سے بیعت کی صرف دنیا کے لیے اُس نے دنیا کا مال اسکو دیا تو اس نے بیعت پوری کی نہ دیا
تو بیعت پوری نہیں کی **ف** بلکہ امام کے مخالف ہو بیٹھا اور اس سے بغاوت اختیار کی اگرچہ جھوٹی قسم کھانا ہر وقت
گناہ ہے لیکن معلوم ہوا کہ عصر کے بعد اور بھی زیادہ سخت ہے **عَنْ** أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فَقُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ
اللَّهِ فَقَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا قَالَ الْمُسْبِلُ إِزَارَهُ وَالْمَنَّانُ عَطَاءَهُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ ابوذر
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ہیں ان سے اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا قیامت
کے دن نہ انکی طرف دیکھے گا نہ انکو پاک کرے گا اور ان کو دکھ کی مار ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں
بڑے نقصان میں پڑے اور تباہ ہوئے پھر آپ نے فرمایا وہ لوگ یہ ہیں جو کوئی اپنے ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکا دے
اور جو کوئی دیکر احسان جتاوے اور جو کوئی اپنے مال کو جھوٹی قسم کھا کر چلاوے **عَنْ** أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكُمْ وَالْحَلِفَ فِي الْبَيْعِ فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ ابوقتادہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بچو تم بیع میں قسم کھانے سے اسلیے کہ پہلے تو قسم سے مال چلتا ہے پھر برکت جاتی رہتی ہے

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ بَاعَ نَخْلًا مُؤَبَّرًا أَوْ عَبْدًا لَهُ مَالٌ جو شخص کھجور لگا یا کھجور کا درخت بیچے یا اس غلام کو
جسکے پاس مال ہو **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اشْتَرَى نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرَتُهَا
لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی تابیر
کیا ہوا کھجور کا درخت بیچے تو اسکا میوہ بائع کا ہوگا مگر جب خریدار میوہ لینے کی شرط کر لیوے **ف** تابیر کہتے ہیں
پیوند کرنا یعنے نر کا گابھ لیکر مادہ میں رکھنا جب پیوند کرتے ہیں تو درخت میں کھجور بہتر پیدا ہوتی ہے لہذا پیوند
کے بعد جو جھاڑ بیچا جاوے اسکا پھل بائع کو ملے گا اب آیندہ جو پھل پیدا ہو وہ مشتری کا ہوگا البتہ اگر مشتری شرط

کرے کہ پھل مین لونگا تو شرط کی موافق مشتری کو ملیگا بعضون نے کہا یہ حکم اسوقت ہے جب درخت مین میوہ نکل آیا ہو اگر میوہ
نہ نکلا ہو تو وہ مشتری ہی کا ہوگا **عن** ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنحوہ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **عن**
ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من باع نخلا قد ابرت فثمرتها للذی باعها الا ان یشترط المبتاع ومن ابتاع عبدا ولہ مال فمالہ
للذی باعہ الا ان یشترط المبتاع ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پیوند کیا ہوا کھجور کا درخت بیچے تو
اسکا پھل بائع کو ملیگا مگر جب مشتری شرط کرلیوے اور جو شخص ایک غلام خریدے وہ مالدار ہو تو اسکا مال بائع کا ہوگا مگر جب
مشتری شرط لیوے (کہ مال مین لونگا تو مال مشتری کو ملیگا) **ف** دوسرے مسئلہ مین کسیکا خلاف نہین ہے اور اختلاف
ہے ان کپڑون مین جو غلام لونڈی کے آنگ پر ہون بکتے وقت بعضون نے کہا وہ بھی بائع لے لیگا بعضون نے کہا صرف
ستر عورت کی موافق بیع مین داخل ہوگا **عن** ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من باع نخلا
وباع عبدا جمعھما ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **عن** عبادۃ بن الصامت قال قضی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بثمر النخل لمن ابرھا الا ان یشترط المبتاع وان مال المملوک لمن باعہ الا ان یشترط
المبتاع عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کا پھل اسکو دلایا جس نے درخت کو پیوند کیا اگر
جب مشتری شرط کرلے اور فرمایا کہ غلام کا مال بائع کا ہے مگر جب مشتری شرط کرے **باب** النھی عن بیع الثمار
قبل ان یبدو صلاحھا پھلون کی خوبی جب تک معلوم نہ ہوجاوے انکی بیع درختون پر صحیح نہین ہے **ف**
یعنی درخت پر جو پھل لگے ہون انکا بیچنا جائز نہین مگر جب کہ وہ پھل پکنے کے قریب ہوگئے ہون اور یقین ہوگیا ہو کہ
اب یہ میوہ آفت سے محفوظ رہا اور ضرور سلامتی کے ساتھ درخت سے اترے گا **عن** ابن عمر عن رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال لا تبیعوا الثمرۃ حتی یبدو صلاحھا نھی البائع والمشتری ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت بیچو میوے کو اسکی پکنے سے پہلی منع کیا آپنے بائع کو بیچنے سے اور مشتری
کو خریدنے سے **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تبیعوا الثمر حتی یبدو
صلاحہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت بیچو پھلون کو جب تک
انکی خوبی ظاہر نہ ہوجاوے **عن** جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن بیع الثمر حتی یبدو صلاحہ
جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا میوے کی بیع سے یہانتک کہ اسکی بھلائی
کھل جاوے **عن** انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن بیع الثمرۃ حتی تزھو وعن
بیع العنب حتی یسود وعن بیع الحب حتی یشتد انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

منع کیا پھل کی بیع سے یہانتک کہ وہ لال یا زرد ہو جاوے یا خوش رنگ ہو جاوے (مطلب یہ ہے کہ پکنے کے قریب گدر ہو جاوے) اور منع کیا انگور کی بیع سے یہانتک کہ وہ کالا ہو جاوے اور دانے کی بیع سے یہانتک کہ وہ سخت ہو جاوے **بَابُ بَيْعِ الثِّمَارِ سِنِيْنَ وَالْجَائِحَةِ** کئی برس کا میوہ بیچنا کیسا ہے اور آفت کا بیان **ف** مثلاً کوئی شخص اپنے باغ کا میوہ چار یا پانچ برس کے لیے کسی کے ہاتھ بیچے ایک معین قیمت پر تو یہ ناجائز ہے کیونکہ اس میں دھوکا ہے احتمال ہے کہ کچھ میوہ پیدا ہو یا پیدا ہو لیکن آفت آکر خراب ہو جاوے تو مشتری کا روپیہ ضائع ہوگا ہمارے زمانہ میں یہ بیع بہت رائج ہے اور مسلمان برابر بیعیں کرتے ہیں اور شرعی ممانعت کا خیال نہیں کرتے اللہ رحم کرے **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ السِّنِيْنَ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا کئی سال کے لیے بیع کرنے سے **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ ثَمَرًا فَاَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَلَا يَاْخُذْ مِنْ مَالِ اَخِيْهِ شَيْئًا عَلٰى مَا يَاْخُذُ اَحَدُكُمْ مَالَ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تو نے پھل بیچا پھر اس پر آفت آئی تو وہ اپنے بھائی (مشتری) کے مال میں سے کچھ نہ لیوے (بلکہ اسکی قیمت اسکو پھیر دیوے) آخر کس چیز کے بدلے میں سے کوئی اپنے بھائی مسلمان کا مال لیتا ہے **ف** اہلحدیث اور امام احمد نے اس حدیث پر عمل کیا ہے اور کہا ہے کہ میوے پر اگر آفت آجاوے ایسی کہ کل میوہ تلف ہو جاوے تو ساری قیمت بائع سے مشتری کو واپس دلائی جاوے گی اگرچہ یہ آفت مشتری کا قبضہ ہو جانے کے بعد آوے اور حنفیہ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ جب مشتری نے قبضہ کر لیا پھلوں پر اب کوئی آفت آئی تو مشتری کا نقصان ہوگا بائع سے کچھ نہیں لے سکتا اور حدیث میں وہ صورت مراد ہے جب پھل اسکے خوبی ظاہر ہونے سے پہلے بیچے جاویں اس صورت میں البتہ بائع کو دام پھیر دینا ہوں گے کیونکہ یہ بیع ہی جائز نہیں تھی **بَابُ الرُّجْحَانِ فِي الْوَزْنِ** جھکتا تولنا (یعنے کچھ زیادہ) **عَنْ** سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ جَلَبْتُ اَنَا وَمَخْرَفَةُ الْعَبْدِيُّ بَزًّا مِنْ هَجَرَ فَجَاءَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاوَمَنَا سَرَاوِيْلَ وَعِنْدَنَا وَزَّانٌ يَزِنُ بِالْاَجْرِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا وَزَّانُ زِنْ وَاَرْجِحْ سوید بن قیس سے روایت ہے میں اور مخرفہ عبدی دونو ہجر سے (ہجر ایک گاؤں ہے یمن میں اور بعضوں نے کہا شام میں اور بعضوں نے کہا تمام بحرین کا نام ہجر ہے) کپڑا لائے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے ایک پائجامہ چکایا اسوقت ہمارے پاس ایک تولنے والا تھا جو اجرت پر تولتا تھا آپ نے اس سے فرمایا اے تولنے والے تول اور جھکتا تول **عَنْ** مَالِكٍ اَبِيْ صَفْوَانَ بْنِ عُمَيْرَةَ قَالَ بِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجْلَ سَرَاوِيْلَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ فَوَزَنَ

لِّی فَاَرْجَحَ لِیْ ترجمہ مالک ابوصفوان سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ ایک پاجامہ بیچا ہجرت سے پہلے آپ نے میرے
لیے تولا (اسکی قیمت کو) اور جھکتا تولا **ف** ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ آپنے پائجامہ مول کیا اور ظاہر ہے کہ پہننے کے لیے
مول لیا لیکن کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے کہ آپنے پائجامہ پہنا اور ایک حدیث میں ہے کہ سب سے اول حضرت ابراہیم علیہ
السلام نے پائجامہ پہنا اور اللہ تعالی نے مجھ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کا حکم دیا اور جس روایت میں یہ ذکر ہے کہ آپنے پائجامہ
پہنا اسکو لوگوں نے موضوع کہا ہے (انجاح) **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اِذَا وَزَنْتُمْ فَارْجِحُوْا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تولو تو جھکا کر تولو **باب**
التَّوَقِّیْ فِی الْکَیْلِ وَالْوَزْنِ تول ماپ میں احتیاط کرنا **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ
کَانُوْا مِنْ اَخْبَثِ النَّاسِ کَیْلًا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ فَاَحْسَنُوا الْکَیْلَ بَعْدَ ذٰلِکَ ابن عباس سے روایت
ہے جب آنحضرت مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ والے سب سے برے تھے ماپ میں (یعنے کم تولتے تھے اور کم ماپتے تھے
جیسے دغاباز بنیے اس زمانہ میں کرتے ہیں) پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے یہ آیت اتاری خرابی ہے کم ماپنے والوں کے لیے اخیر تک
اسکے بعد اچھا ماپنے لگے **باب** النَّهْیِ عَنِ الْغِشِّ دھوکا دینے سے ممانعت **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رض قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ یَبِیْعُ طَعَامًا فَاَدْخَلَ یَدَہٗ فِیْہِ فَاِذَا هُوَ مَغْشُوْشٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص پر سے
گذرے جو اناج بیچ رہا تھا آپنے اپنا ہاتھ اسکے اندر ڈالا دیکھا تو وہ اندر سے تر ہے بگڑا ہوا ہے آپنے فرمایا جو کوئی فریب
کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے (یعنے مشتری کو دھوکا دیوے مال کا عیب چھپا دیوے لازم ہے کہ اگر مال میں کچھ عیب ہو تو مشتری
کو اسکی خبر کر دیوے اگر اسکا جی چاہے اسپر بھی تو خریدے یا نہ خریدے **عَنْ** اَبِی الْحَمْرَاءِ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِجَنَبَاتِ رَجُلٍ عِنْدَہٗ طَعَامٌ فِیْ وِعَاءٍ فَاَدْخَلَ یَدَہٗ فِیْهِ فَقَالَ لَعَلَّکَ غَشَشْتَ مَنْ غَشَّنَا
فَلَیْسَ مِنَّا ابوالحمراء سے روایت ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ ایک شخص کی بازو سے گذرے جسکی
پاس اناج تھا برتن میں آپنے اپنا ہاتھ اس اناج میں ڈالا اور فرمایا شاید تو نے اسکا عیب چھپایا جو کوئی ہم کو دھوکا دیوے
وہ ہم میں سے نہیں ہے **باب** النَّهْیِ عَنْ بَیْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ مَا لَمْ یُقْبَضْ اناج کا بیچنا اسپر قبضہ کرنے سے پہلے منع ہے **ف**
یعنے اناج ایک شخص نے خریدا ابھی اسکو ماپا اور تولا نہیں کہ دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالا یہ منع ہے **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا یَبِعْہُ حَتّٰی یَسْتَوْفِیَہٗ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جو کوئی اناج خریدے وہ اسکو بیچے نہیں جب تک اپنے قبضہ میں اسکو نہ لاوے **ف** یعنی اسکو ماپ تول نہ

لیوے **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ابتاع طعاما فلا یبیعہ حتی یستوفیہ قال ابوعوانۃ فی حدیثہ قال ابن عباس احسب کل شیء مثل الطعام ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اناج خریدے وہ اسکو نہ بیچے جبتک اسپر قبضہ نہ کرلیوے ابوعوانہ نے اپنی روایت میں کہا ابن عباس رضی نے کہا میں ہر چیز کو اناج کے مثل جانتا ہوں امام محمد نے کہا ہمارا یہی مذہب ہے کہ کسی چیز کی بیع قبضے سے پہلے درست نہیں لیکن ابوحنیفہ نے گھر اور زمین کی بیع قبضے سے پہلے جائز کہی ہے **عن** جابر قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع الطعام حتی یجری فیہ الصاعان صاع البائع وصاع المشتری جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اناج کی بیع سے جب تک اسمیں دونوں کے صاع نہ چلیں بائع اور مشتری کے **ف** بائع نے خریدتے وقت اپنی صاع سے اسکو ماپا ہو اور مشتری جب بیچے اسوقت اپنی صاع سے ماپے جب ماپ لیوے تو اب دوسرے کے ہاتھ بیچ سکتا ہے اس حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے نکالا لیکن اسکی اسناد میں ابن ابی لیلیٰ ہے اور ابوہریرہ سے بھی اس باب میں باسانید حسن او ضعیف مروی ہے اور جمہور کا یہی قول ہے اور امام احمد اور بخاری نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا جب تو خریدے تو ماپ اور جب بیچے تو ماپ اور مسلم نے جابر سے نکالا مرفوعاً کہ جب تو اناج خریدے تو اسکو مت بیچ جب تک اسپر قبضہ نہ کرے اور امام مسلم نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا اسباب کے بیچنے سے یہانتک کہ اسپر قبضہ کیا جاوے اور امام احمد نے حکیم بن حزام سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جب تو کوئی چیز خریدے تو اسکو مت بیچ جب تک اسپر قبضہ نہ کرلے اسکی اسناد میں علاء بن خالد واسطی ہے اور ابوداؤد اور دارقطنی اور حاکم اور ابن حبان نے نکالا زید بن ثابت سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا اسباب کے بیچنے سے جہاں وہ خریدا جاوے جبتک سوداگر اسکو اپنے ٹھکانوں میں نہ لیجاویں اور اس باب میں کئی حدیثیں ہیں اور جمہور کا یہی قول ہے حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ یہ حکم اناج سے خاص ہے کیونکہ اسکی اکثر حاجت ہوتی ہے اور اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے جب تک اسکو خرچ نہ کریں تو احتمال ہے کہ قبضے سے پہلے بائع اس میں کوئی تصرف کرے اب یہ اگر اسکو قبضے سے پہلے دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالے تو ایک قضیے کے بدل دو قضیے پیدا ہونگے اور بعضوں نے کہا ہر ایک مال منقولہ میں یہی حکم ہے اس لیے کہ اس میں گمان ہے تغیر اور عیب دار ہونیکا تو خصومت میں دوسری خصومت ہوگی اور ابن عباس رضی نے کہا میں تو ہر چیز کو اناج کے مثل جانتا ہوں اور قیاس کے موافق یہی ہے مسوی میں ہے کہ امام مالک نے کہا ہمارے نزدیک جسپر اجماع ہے اور اس میں خلاف نہیں ہے وہ یہ ہے کہ جب کسی شخص نے اناج خریدا گیہوں یا جو یا جوار یا باجرہ یا اور کوئی دانہ جن میں

زکوٰۃ واجب ہے یا سالن کی قسم میں سے کچھ خریدا جیسے تیل گھی شہد سرکہ پنیر دودھ شیرہ وغیرہ تو خریدار کو اسکا بیچنا درست نہیں جبتک اسپر قبضہ نہ کر لیوے اور شرح السنۃ میں ہے کہ اہل علم نے اتفاق کیا کہ جو شخص اناج خریدے اسکا بیچنا اسکو قبضے سے پہلے درست نہیں ہے اور اختلاف ہے اناج کے سوا اور چیزوں میں شافعی اور محمد نے کہا سب چیزوں کا یہی حکم ہے یہانتک کہ اسباب یا زمین اور مکان وغیرہ کا بھی کسی کی بیع قبضے سے پہلے درست نہیں ہے اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف نے کہا زمین اور مکان کی بیع قبضے سے پہلے درست ہے لیکن مال منقولہ کی درست نہیں اور امام مالک نے کہا اناج اور کھانے کی چیزوں کے سوا اور اسباب منقولہ کی بیع بھی قبضے سے پہلے درست ہے میں کہتا ہوں اگلے زمانہ میں لوگوں کو تحریری سندیں نقد روپیوں کی اور اناج کی ملتیں (حاکم کیطرف سے) اور وہ اسکو بیچ ڈالتے قبضہ کرنے سے پہلے اور خریدار کو وہ سند دیدیتے وہ وقت پر اناج یا روپے لیتا اور سندوں کی بیع کے یہی معنی ہیں انتہے (روضہ) **باب** بَيْعُ الْمُجَازَفَةِ ڈھیر لگا کر بیچنا **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَشْتَرِي الطَّعَامَ مِنَ الرُّكْبَانِ جِزَافًا فَنَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَبِيعَهُ حَتَّى نَنْقُلَهُ مِنْ مَكَانِهِ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے ہم سواروں سے اناج خریدتے ڈھیر کے ڈھیر (بغیر ماپے اور تولے) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو منع کیا پھر اسکے بیچنے سے جب تک کہ ہم اسکو اس جگہہ سے نہ ہٹا دیں (کیونکہ دوسری جگہہ لے جانا بھی اسپر قبضہ کرنا ہے) **عن** عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ كُنْتُ أَبِيعُ التَّمْرَ فِي السُّوقِ فَأَقُولُ كِلْتُ فِي وَسْقِي هَذَا كَذَا فَأَدْفَعُ أَوْسَاقَ التَّمْرِ بِكَيْلِهِ وَآخُذُ شِفِّي فَدَخَلَنِي مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِذَا سَمَّيْتَ الْكَيْلَ فَكِلْهُ عثمان بن عفان سے روایت ہے میں کھجور بیچتا تھا بازار میں پھر میں کہتا تھا (خریدار سے) میں نے اس بوجھ میں اتنے اتنے صاع ماپے ہیں اور اسی حساب سے کھجور کے بوجھ دیدیتا اور جو زائد ہوتا وہ نکال لیتا (یعنے مشتری میرے قول پر اعتماد کر لیتا تو جتنے صاع کھجور اسکو مطلوب ہوتے اس حساب سے بوجھ اوٹھا دیتا کیونکہ وہ میرے ماپے ہوئے تھے لہذا دوسری بار اسکے سامنے نہ ماپتا اور جو کھجور اُسکی فرمایش سے زیادہ ہوتی اتنے صاع ماپ کر بوجھ میں سے نکال لیتا) پھر مجھے اس میں کچھ شبہ معلوم ہوا تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا جب تو کہے کہ اس میں اتنے صاع ہیں تو اُسکو ماپ دے (مشتری کے سامنے) **باب** مَا يُرْجَى فِي كَيْلِ الطَّعَامِ مِنَ الْبَرَكَةِ اناج ماپنے میں برکت ہوتی ہے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ الْمَازِنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كِيلُوا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ عبد اللہ بن بسر مازنی سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اپنا اناج ماپو اس میں تمکو برکت ہوگی **عن** أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كِيلُوا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ ابو ایوب سے بھی ایسے ہی روایت ہے **باب** الْأَسْوَاقِ وَدُخُولِهَا بازاروں

کا اور بازارون مین جانیکا بیان عن ابی اسید حدثہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذھب الی سوق النبیط فنظر الیہ فقال لیس ھذا لکم بسوق ثم ذھب الی سوق فنظر الیہ فقال لیس ھذا لکم بسوق ثم رجع الی ھذا السوق فطاف فیہ ثم قال ھذا سوقکم فلا ینتقصن ولا یضربن علیہ خراج ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوق النبیط (ایک بازار کا نام تھا) مین گئے اسکو دیکھا تو فرمایا یہ بازار تمہارے لیے نہین ہے یعنے اس مین خرید فروخت نکرو کیونکہ وہان کے لوگ دغابازی کرتے ہون گے پھر دوسرے بازار مین گئے اور فرمایا یہ بازار بھی تمہارے لیے نہین ہے پھر اس بازار مین آئے اور اس مین پھرے بعد اسکے فرمایا یہ تمہاری بازار ہے (اس مین خرید فروخت تجارت کرو) تو اس مین مال کم نہ دیا جاویگا (جیسے اور بازارون مین کم تولتے ہین) اور اس بازار پر کوئی محصول مقرر نہوگا **ف** اسلیے کہ بازار مین حاکم اور امام کا کوئی حق نہین وہ رعایا کے لیے ہین پس بازار مین کوئی محصول قائم کرنا ظلم اور خلاف شرع ہے عن سلمان قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من غدا الی صلوۃ الصبح غدا برایۃ الایمان ومن غدا الی السوق غدا برایۃ ابلیس سلمان سے روایت ہے مینے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص صبح سویرے فجر کی نماز کے لیے جاوے وہ ایمان کا جھنڈا اٹھا کر گیا اور جو صبح سویرے بازار کو جاوے وہ شیطان کا جھنڈا لیکر گیا۔ **ف** طیبی نے کہا یہ تمثیل ہے اللہ کے گروہ اور شیطان کے گروہ کی صبحکو جو کوئی مسجد گیا اس نے ایمان کو بلند کیا اور دین کا شعار ظاہر کیا تو گویا ایمان کا جھنڈا اٹھایا اور جو بازار کو گیا اس نے دنیا کی فکر کی اور دین کو بالائے طاق رکھا یہ شیطان کا کام ہے تو گویا شیطان کا جھنڈا اٹھایا عن سالم بن عبد اللہ بن عمر عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من قال حین یدخل السوق لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر کلہ وھو علی کل شیء قدیر کتب اللہ لہ الف الف حسنۃ ومحی عنہ الف الف سیئۃ وبنی لہ بیتا فی الجنۃ حضرت عمر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بازار مین گھستے وقت یہ کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد یحیے ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر کلہ وھو علے کل شیء قدیر تو اللہ تعالی اسکے لیے ہزار ہزار نیکیان (یعنے دس لاکھ) لکھیگا اور ہزار ہزار برائیان اسکی مٹی جاوین گی اور اسکے لیے ایک گھر جنت مین بنا دیگا **ف** بازار مین اس دعا کا ثواب اسوجہ سے زیادہ ہوا کہ بازار دنیا مین مشغول ہونیکی جگہہ ہے اور اللہ سے غفلت کی تو اس جگہہ اللہ کو یاد رکھنا بڑے جوانمردون کا کام ہے فرمایا اللہ تعالے نے رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ دوسری روایت مین ہے کہ شیطان بازار مین اپنی کرسی

بچھاتا ہے اور لوگوں کو ٹہرکاتا ہے تو وہاں اسکی یاد کرنا گویا شیطان کو ذلیل کرنا ہے **باب** مَا يُرْجىٰ مِنَ الْبَرَكَةِ فِي الْبُكُورِ صبح سویرے برکت کا وقت ہے **عَنْ** صَخْرٍ الْغَامِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا قَالَ وَكَانَ اِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً اَوْجَيْشًا بَعَثَهُمْ فِي اَوَّلِ النَّهَارِ قَالَ وَكَانَ صَخْرٌ رَجُلًا تَاجِرًا فَكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهُ فِي اَوَّلِ النَّهَارِ فَاَثْرٰى وَكَثُرَ مَالُهُ صخر غامدی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا اللہ برکت دے میری امت کو صبح سویرے کے وقت اور آپ جب فوج کی ایک ٹکڑے یا لشکر کو روانہ کرتے تو سویرے اسکو بھیجتے راوی نے کہا صخر اسحدیث کے راوی سوداگر تھے وہ اپنا سوداگری کا مال سویرے روانہ کرتے آخر وہ امیر ہوگئے اور انکی دولت زیادہ ہوگئی **ف** سویرے سے یہ مراد ہے کہ شروع دن میں کرے صبح کی نماز کے بعد وقت برکت کا ہے جو کام اسوقت کریگا امید ہے کہ اس میں برکت ہوگی **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا يَوْمَ الْخَمِيسِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ برکت دے میری امت کو صبح کیوقت جمعرات کے دن **ف** جمعرات کا دن اور زیادہ مبارک ہے خصوصاً سفر کے لیے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ برکت دے میری امت کو صبح کیوقت میں **باب** بَيْعِ الْمُصَرَّاةِ مصراۃ کی بیع کا بیان **ف** مصراۃ وہ بکری جسکا دودہ ایک یا دو یا تین روز تک نہ دوہیں اسلیے کہ دودہ تھن میں جمع ہوجاوے اور مشتری دہوکا کہاکر زیادہ دام دیوے **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَاِنْ رَدَّهَا رَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ تَمْرٍ لَا سَمْرَاءَ يَعْنِي الْحِنْطَةَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مصراۃ جانور خریدا تو اسکو اختیار ہے تین روز تک اگر اسکو پھیر دیوے بائع کو تو ایک صاع کھجور کے ساتھ پھیرے دودہ کی قیمت میں خریدار نے لیا گیہوں کا دینا ضرور نہیں اسکو مسلم نے بھی نکالا اور صحیحین میں ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ اسکو اختیار ہے اگر چاہے تو اس جانور کو رکھ لیوے اور اگر ناراض ہو تو پھیر دیوے اور ایک صاع کھجور کا اسکے ساتھ دیوے)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ بَاعَ مُحَفَّلَةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَاِنْ رَدَّهَا رَدَّ مَعَهَا مِثْلَيْ لَبَنِهَا اَوْ قَالَ مِثْلَ لَبَنِهَا قَمْحًا عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو جو کوئی محفلہ (یعنے مصراۃ) بیچے تو خریدار کو اختیار ہے تین دن تک خواہ اسکو پھیر دیوے اور اسکے ساتھ اسکے دودہ کے دوچند یا برابر گیہوں دیوے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رض

أَنَّهُ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى الصَّادِقِ الْمَصْدُوقِ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ حَدَّثَنَا قَالَ بَيْعُ الْمُحَفَّلَاتِ خِلَابَةٌ وَلَا تَحِلُّ الْخِلَابَةُ لِمُسْلِمٍ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں گواہی دیتا ہوں سچے پیغمبر اور سچ کیے گئے پر یعنے حضرت ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپنے فرمایا محفلات کا بیچنا فریب ہے (یعنے ان جانوروں کا جنکے تھنوں میں دودھ روکا گیا ہو) اور مسلمان کو فریب کرنا درست نہیں ہے **ف** ابن عمر اور ابن مسعود دونوں کی حدیثوں کی اسناد ضعیف ہے اور صحیح اس باب میں ابوہریرہ کی حدیث ہے جو اوپر گذری روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور اہلحدیث اور شافعی نے اسی کے موافق حکم دیا ہے اور منہاج میں ہے کہ تصریہ حرام ہے اور مشتری کو اسیوقت اختیار ہوگا اور بعضوں نے کہا تین دن تک پھیرنے کا اختیار رہیگا اب اگر دودھ تلف ہو جانیکے بعد پھیرے تو جانور کے ساتھ ایک صاع کھجور کا بھی دیوے اور ایک صاع اور کسی اناج کا بھی کافی ہے اور اصح یہ ہے کہ دودھ زیادہ ہو یا کم صاع سے زیادہ دینا لازم نہ ہوگا اور شرح السنۃ میں ہے کہ ابوحنیفہ نے کہا مشتری کو تصریہ کی وجہ سے پھیر دینے کا اختیار نہ ہوگا اور جب اسنے دودھ دوہا تو مشتری عیب کیوجہ سے اسکو واپس نہیں کر سکتا لیکن ابن ابی لیلے اور ابو یوسف نے کہا کہ پھیر سکتا ہے اور دودھ کی قیمت بھی ادا کرے اور حجۃ میں ہے کہ بعض حنفیہ نے اس حدیث پر عمل نکرنے کے لیے ایک قاعدہ بنایا ہے وہ یہ کہ جس حدیث کا راوی فقیہ نہ ہو اگر وہ قیاس کے خلاف ہو تو اسپر عمل نہ کیا جاویگا اور یہ قاعدہ غلط ہونیکے سوا اس مقام میں چل بھی نہیں سکتا کیونکہ بخاری نے مصراۃ کی حدیث کو ابن مسعود سے نکالا اور ابن ماجہ نے ابن عمر سے اور ظاہر ہے کہ عبداللہ بن مسعود حنفیہ کے نزدیک سب صحابہ میں زیادہ فقیہ تھے اور عبداللہ بن عمر کے بھی فقیہ ہونے میں شبہ نہیں ابن قیم نے کہا حدیث محکم صریح اور صحیح کو حنفیہ نے اس مسئلہ میں قیاس سے ترک کیا ہے اور وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ حدیث اصول کے خلاف ہے حالانکہ اصول تو خود یہی ہیں قرآن اور حدیث اور اجماع امت اور قیاس صحیح جو موافق ہو کتاب اور سنت کے تو حدیث صحیح خود ایک بڑی اصل ہے اب یہ کہنا کیونکر صحیح ہوگا کہ اصل خود اصل کے مخالف ہے اور یہ کلام حنفیہ کا ابطل باطلات میں سے ہے اور درحقیقت دین کے اصول دو ہی ہیں ایک کتاب دوسری سنت اور تیسری اصل کوئی نہیں ہے اور کتاب اور سنت کے سوا جو چیزیں ہیں ان سب کو ان دونوں کی طرف پھیرنا چاہیے تو سنت یعنی حدیث تو قائم بالذات ہے اور قیاس اسکی فرع ہے تو اصل کو فرع سے کیونکر رد کریں گے اور امام احمد نے کہا قیاس تو یہ ہے کہ کسی اصل پر قیاس کیا جاوے جب کوئی اصل ہی کو گرا دے تو قیاس کاہے پر گریگا اور اوپر گذرا کہ مصراۃ کی حدیث قیاس کے موافق ہے اور شریعت میں کوئی حکم قیاس صحیح کے خلاف نہیں ہے البتہ قیاس باطل حدیث کے خلاف ہو سکتا ہے اور تعجب کی بات ہے کہ حنفیہ نے خلاف قیاس نبیذ سے وضو جائز ہونا قبول کیا ایک حدیث ضعیف کی وجہ سے اور بیان حدیث

مصراۃ کو رد کیا جو اس سے کہیں زیادہ صحیح ہے (روضہ مختصرا) مترجم کہتا ہے افسوس ہے کہ مولانا شاہ عبد الغنی صاحب مجددی رحمہ اللہ علیہ نے انجاح الحاجہ میں اس حدیث کے حاشیہ میں یہ لکھا کہ مصراۃ کا پھیر دینا یہی مذہب ہے شافعی اور مالک اور احمد اور ابو یوسف کا لیکن بعضوں نے کہا کہ اسی وقت جب تصریہ کا علم ہو مشتری کو پھیر دینے کا اختیار ہوگا اور بعضوں نے کہا دودھ دوہنے کے بعد اور بعضوں نے کہا تین دن تک اختیار رہیگا اور ابو حنیفہ اور اہل العراق نے یہ کہا کہ پھیر دینے کا اختیار مشتری کو نہ ہوگا جب تک شرط نہ ہو اسکی اور ایک صاع دودھ کی قیمت میں دینا جو حدیث میں ہے یہ قیاس صحیح کے برخلاف ہے کیونکہ کھجور دودھ کا مثل نہیں ہے نہ صورۃً نہ معنیً اور ہمارے نزدیک قاعدہ ہے کہ حدیث کا راوی اگرچہ حافظ اور عادل ہو لیکن فقیہ نہ ہو جیسے ابو ہریرہ اور انس ہیں تو اسکی روایت اگر قیاس کے موافق ہوگی تو اُس پر عمل کیا جاوے گا ورنہ وہ ترک کی جاوے گی انتہی مختصرا اور شاہ صاحب نے اس مقام میں حنفیہ کے ایک باطل قاعدے کی پیروی کی اور کھلم کھلا حدیث کو رد کیا اور حنفیہ کا قاعدہ نہ توڑا یہ ایک بڑی خطا ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خطا کو معاف فرماوے کوئی قاعدہ حدیث کے خلاف بن نہیں سکتا اور حدیث سب قاعدوں پر مقدم ہے اور لطف یہ کہ جو قاعدہ حنفیہ نے اپنے ذہن سے حدیث کو ترک کرنے کے لیے بیان کیا وہ بھی بیان نہیں چلتا کمال افسوس ہے کہ علما حنفیہ اس مقام میں چشم پوشی کر کے صرف اس قاعدے کو نقل کر دیتے ہیں اور اُس پر سکوت فرماتے ہیں اور یہ نہیں غور کرتے کہ اس حدیث کے راوی تو عبد اللہ بن مسعود بھی ہیں جو حنفیہ کے بڑے امام اور مقتدا اور اجلہ فقہا میں سے ہیں اور ان کے سوا ابن عمر بھی ہیں انکے فقیہ ہونے میں کسی کو شبہ نہیں اب اس قاعدے کو اگر مان بھی لیا جاوے جو محض ایک لغو ذہنی بات ہے جب بھی حدیث کا قبول کرنا لازم آتا ہے یا اللہ تو حنفیہ کے دل کی آنکھ کھولدے اور انکو فہم سلیم عطا فرما اور حدیث اور قرآن کی پیروی اور متابعت کی توفیق دے آمین یارب العلمین

باب الخراج بالضمان ہمیشہ فائدہ ہی کو ملے گا جو ضامن ہو یعنی اس شے کا جو ابدار ہو اگر تلف ہو تو اسکا نقصان ہو ایسے ہی شخص کو اس شے کا فائدہ ملنے کا حق ہوگا) **عن** عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی ان خراج العبد بضمانہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم کیا کہ غلام کی کمائی وہی لیگا جو اسکا ضامن ہو **ف** اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک غلام خریدا وہ کئی دن تک اسکے پاس رہا پھر عیب کیوجہ سے یا شرط خیار کی بنا پر اسکو واپس کر دیا تو جتنے دنوں وہ غلام خریدار کے پاس رہا اتنے دنوں کی کمائی خریدار ہی کی ہوگی اسلیے کہ خریدار ہی اسکا ضامن تھا ان دنوں میں اگر وہ غلام خریدار کے پاس ہلاک ہو جاتا تو اسی کا نقصان ہوتا بائع کا نقصان نہ ہوتا روضہ میں ہے کہ اس حدیث کو امام احمد اور اہل سنن اور شافعی اور ترمذی اور ابن حبان اور ابن جارود اور حاکم اور ابن قطان اور

ابن خزیمہ نے بھی نکالا اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا اور ایک روایت مین یہ صورت مسئلہ کی جو اوپر مذکور ہوئی صاف موجود ہے امام مالک نے
بھی اسی حدیث کے موافق حکم دیا ہے انتہے مختصرا **عن** عائشة ان رجلا اشترى عبدا فاستغله ثم وجد به عيبا فرده
فقال يا رسول الله انه قد استغل غلامي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الخراج بالضمان ام المومنین حضرت عائشہ
سے روایت ہے ایک شخص نے ایک غلام خریدا پھر اوس سے کام لیا اجرت پر بعد اسمین عیب پایا اور بائع کو پھیر دیا بائع بولا یا رسول اللہ اس شخص نے میرے غلام کو اجرت پہ
لگایا آپنے فرمایا کہ خراج یعنی فائدہ ضمان کیوجہ سے ہے یعنی تو وہ اجرت مشتری ہی کا حق ہے اسلیے کہ وہ ضامن تھا اس غلام کا اگر وہ غلام اس
کے پاس مرجاتا تو کیا اسکو تو دام پھیر دیتا **باب** عهدة الرقيق غلام لونڈی مین مشتری کو پھیر دینے کا اختیار کتنے
دن تک رہیگا **عن** سمرة بن جندب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عهدة الرقيق ثلاثة ايام
سمرہ بن جندب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا غلام کا اختیار تین دن تک ہے **ف** یعنے تین دن
تک اگر مشتری کوئی عیب پاوے تو پھیر دیوے یہ حدیث محمول ہے اس عیب پر جو فی الفور معلوم ہو سکتا ہے لیکن جو عیب
دیر مین معلوم ہوتے ہین انکے لیے کوئی مدت مقرر نہین ہے جیسے آگے آویگا **عن** عقبة بن عامر ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم قال لا عهدة بعد اربع عقبہ بن عامر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چار دن کے
بعد بائع ذمہ وار نہین ہے **باب** من باع عيبا فليبينه جو شخص عیب دار چیز بیچے تو اسکی عیب کو بیان کر دیوے
عن عقبة بن عامر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول المسلم اخو المسلم ولا يحل لمسلم
باع من اخيه بيعا فيه عيب الا بينه له عقبہ بن عامر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان
بھائی ہے دوسرے مسلمان کا اور کسی مسلمان کو درست نہین کہ اپنے بھائی کے ہاتھ کوئی عیب دار چیز بیچے جب تک کہ اسکا
عیب بیان نہ کر دیوے **ف** اب جب عیب بیان کر دیا اور مشتری اسپر بھی اسکو خریدے تو اسکو پھیرنے کا اختیار نہ ہوگا
اگر عیب بیان نکرے تو اختیار ہوگا جب عیب معلوم ہو تو اسکو پھیر دیوے اسحدیث کو دارقطنی اور حاکم اور طبرانی نے بھی نکالا
اور حافظ نے فتح مین کہا اسکا اسناد حسن ہے اور احمد اور ابن ماجہ اور حاکم نے مستدرک مین واثلہ بن اسقع سے بھی اسکا
مین نکالا لیکن اسکے اسناد مین ابو جعفر رازی اور ابو سباع ہے اور پہلے مین اختلاف ہے اور دوسرا مجہول ہے مترجم کہتا
ہے ابن ماجہ کے اسناد مین یہ لوگ نہین ہین لیکن بقیہ بن ولید ہے وہ بھی ضعیف ہے اور عدا کی حدیث اس باب مین آگے
آتی ہے اسکو ترمذی اور نسائی اور ابن الجارود اور بخاری نے تعلیقا نکالا اور موید ہے ان احادیث کی من غشنا
فليس منا جو صحیح مسلم مین ہے اور ان سب حدیثون سے نکلتا ہے کہ جب عیب بیان نکرے تو مشتری کو پھیر دینے کا اختیار
ہوگا مترجم کہتا ہے اس باب مین صاف حدیث حضرت عائشہ کی ہے جو اوپر گذری اس مین ہے ثم وجد به عيبا فرده اور

صاحب روضہ کو اس حدیث سے استدلال کرنا بہتر تھا کیونکہ اس میں خیار العیب کا ذکر موجود ہی **عن** واثلة بن الاسقع قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من باع عيبا لم يبينه لم يزل في مقت الله ولم تزل الملائكة تلعنه واثلہ بن اسقع سے روایت ہے میںنے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی عیب دار چیز بیچے اور اس کا عیب بیان نہ کرے تو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا غضب اسپر رہیگا اور ہمیشہ فرشتے اسپر لعنت کرتے رہیں گے **باب** النهي عن التفريق بين السبي قیدیوں کو جدا جدا بیچنے کی ممانعت **ف** اہلحدیث کے نزدیک یہ مسئلہ ہے کہ محارم میں تفریق کرنا جائز نہیں یعنے علاحدہ علاحدہ بیچنا کیونکہ اس میں انکو تکلیف ہوگی ایک دوسرے کی جدائی سے اور حنفیہ نے کہا کہ صغیر کو اسکے محرم سے جدا کرنا مکروہ ہے اور کبیر کو جدا کرنا جائز ہے اور شافعی کے نزدیک صغیر کی حد سات آٹھ برس تک ہے اور حنفیہ کے نزدیک احتلام تک اور امام احمد نے حدیث کے موافق کہا کہ بچہ اور اسکی ماں میں کبھی تفریق جائز نہیں ہے اگرچہ بچہ بڑا اور بالغ ہو جاوے **عن** عبد الله بن مسعود قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا اتي بالسبي اعطى اهل البيت جميعا كراهية ان يفرق بينهم عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب قیدی لائے جاتے جو محارم ہوتے تو ایک گھر کے لوگوں کو وہ سب دیدیتے کیونکہ آپ برا جانتے ان میں جدائی کرنے کو **عن** علي قال وهب لي رسول الله صلى الله عليه وسلم غلامين اخوين فبعت احدهما فقال ما فعل الغلامان قلت بعت احدهما قال رده حضرت علی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دو غلام جو بھائی بھائی تھے ہبہ کیے پھر میںنے اُنمیں سے ایک کو بیچڈالا آپنے پوچھا دونوں غلام کہاں گئے میں نے عرض کیا ایک کو میںنے بیچڈالا آپنے فرمایا اسکو پھیر لے **ف** دوسری روایت میں ہے پہونچ اور انکو پھیر لے اور مت بیچ انکو مگر ایک ساتھ اسکو نکالا امام احمد نے اور صحیح کہا اسکو ابن خزیمہ نے اور ابن الجارود اور حاکم اور ابن حبان وغیرہم نے اور ابوداؤد اور دارقطنی اور حاکم نے نکالا اور کہا صحیح ہے لیکن اوروں نے اس میں علت نکالی کہ وہ منقطع ہے حضرت علی سے کہ انہوں نے جدائی کی ایک لونڈی اور اسکے بچہ میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اس سے منع کیا اور بیع کو لوٹا دیا اور روضہ میں ہے کہ اسبابمیں کوئی حد نہیں ہیں اور بعضوں نے کہا یہ مسئلہ اجماعی ہے لیکن اس میں اعتراض ہے **عن** ابي موسى قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم من فرق بين الوالدة وولدها وبين الاخ وبين اخيه ابوموسی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی اوس پر جو جدائی کرے ماں اور اسکے بچہ میں یا بھائی بھائی میں **ف** اسکو دارقطنی نے بھی نکالا اور اسکے اسناد میں کوئی برائی نہیں ہے **باب** شراء الرقيق غلام لونڈی خریدنے کا بیان **عن** عبد المجيد بن وهب قال قال لي العداء بن خالد بن هوذة الا نقرئك كتابا كتبه لي

لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قلت بلی فاخرج لی کتابا فاذا فیہ ھذا ما اشتری العداء بن خالد بن ھوذۃ عن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشتری منہ عبدا او امۃ لا داء ولا غائلۃ ولا خبثۃ بیع المسلم للمسلم عبدالمجید بن وہب سے روایت ہے عداء بن خالد بن ہوذہ نے کہا کیا میں تجھ کو وہ کتاب پڑھ کر نہ سناؤں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لیے لکھی تھی میں نے کہا کیوں نہیں سناؤ انہوں نے ایک کتاب نکالی میں نے جو دیکھا تو اس میں یہ لکھا تھا یہ وہ ہے جو عداء بن خالد بن ہوذہ نے خرید اجمعہ اللہ کے رسول سے عداء نے ان سے ایک غلام خریدا یا ایک لونڈی خریدی اس میں نہ کوئی بیماری ہے نہ وہ چوری کا مال ہے اور نہ وہ حرام کا مال ہے مسلمان کی خرید مسلمان سے

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اشتری احدکم الجاریۃ فلیقل اللھم انی اسالک خیرھا وخیر ما جبلتھا علیہ واعوذبک من شرھا وشر ما جبلتھا علیہ ولیدع بالبرکۃ واذا اشتری احدکم بعیرا فلیاخذ بذروۃ سنامہ ولیدع بالبرکۃ ولیقل مثل ذلک عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے لونڈی خریدے تو کہے اللھم انی اسالک اخیر تک یعنے یا اللہ میں اسکی بھلائی چاہتا ہوں اور بھلائی اسکی جو تو نے اسکی خلقت میں رکھا ہے اور پناہ مانگتا ہوں میں اسکی برائی سے اور جو تو نے اسکی خلقت میں رکھا ہے اسکی برائی سے اور دعا کرے برکت کی اور جب تم میں سے کوئی اونٹ خریدے تو اسکی کوہان کا اونچا حصہ پکڑے اور برکت کی دعا کرے اور ایسا ہی کہے

باب الصرف وما لا یجوز متفاضلا یدا بید

بیع صرف کا بیان اور جن چیزوں کا نقد بھی کم و بیش بیچنا درست نہیں ان کا بیان (صرف کہتے ہیں سونے چاندی کی بیع کو سونے چاندی کے بدل

عن عمر بن الخطاب یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذھب بالذھب ربا الا ھاء وھاء والبر بالبر ربا الا ھاء وھاء والشعیر بالشعیر ربا الا ھاء وھاء والتمر بالتمر ربا الا ھاء وھاء حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سونا بیچنا سونے کے بدل سود ہے مگر نقدا نقد (یعنے اس ہاتھ دیا اُس ہاتھ لیا اگر ایک طرف میعاد ہوگی تو سود ہو جاوے گا اسی طرح اگر کم و بیش ہو گا جیسے دوسری روایتوں میں ہے) اور گیہوں بیچنا گیہوں کے بدل سود ہے مگر نقدا نقد اور جو کا بیچنا جو کے بدل سود ہے مگر نقدا نقد اور کھجور کا بیچنا کھجور کے بدل سود ہے مگر نقدا نقد ف اس روایت میں چار ہی چیزوں کا ذکر ہے لیکن ابو سعید کی حدیث جو صحیح میں ہے اس میں چھ چیزوں کا ذکر ہے باقی دو یہ ہیں چاندی اور نمک اور اس میں یوں ہے پھر جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا اوسنے سود دیا یا لیا اور دینے والا اور لینے والا دونوں برابر ہیں اب اختلاف کیا ہے علماء نے کہ ان

چھہ چیزون کے سوا اور چیزون مین بھی سود کا حکم ہے یا نہین تو اہل ظاہر اور چند محققین علمای حدیث جیسے امام شوکانی اور صاحب سبل السلام اور علامہ ابو الطیب نور اسم مرقدہ اسطرف گئے ہین کہ اور چیزون مین یہ حکم نہین ہی اور ان مین سود نہ ہوگا اگرچہ جنس ایک ہی ہو پس اور چیزون مین تفاضل اور نسیہ دونون جائز ہونگے جیسے چانول جوار باجرا چنے وغیرہ مین اگرچہ ایک جنس اپنی جنس ہی کے بدل بیچی جاوے اور فقہا مذاہب اور جمہور علما اسطرف گئے ہین کہ اور چیزون مین بھی سود ہے بشرطیکہ علت پائی جاوی اب علت مین اختلاف ہے بعض کہتے ہین علت قدر وجنس ہے یہ حنفیہ کا قول ہے بعض کہتے ہین طعم وثمنیت یہ شافعیہ کا قول ہے بعضے کہتے ہین طعم اور ادخار (رکھہ چھوڑنا) یہ مالکیہ کا قول ہے اور دلیل لیتے ہین یہ لوگ اُس سے جو دارقطنی اور بزار نے نکالا عبادہ اور انس سے اُس مین یہ ہے کہ جو چیز تولی جاوے یا ناپی جاوے جب اپنے نوع کے ساتھ بیچی جاوے تو یہی حکم ہے لیکن جب نوع مختلف ہو تو قباحت نہین اس حدیث کی اسناد مین ربیع بن صبیح ہے ثقہ کہا اسکو ابو زرعہ وغیرہ نے لیکن ضعیف کیا اسکو ایک جماعت نے اور دلیل لی انھون نے ابن عمر کی حدیث سے مزابنہ کے باب مین جو آگے آویگی اور سعید بن مسیب کی مرسل حدیث سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا گوشت کی بیع سے جانور کے بدل اسکو مالک نے موطا مین نکالا اور شافعی نے اور ابوداؤد نے مراسیل مین اور دارقطنی نے اسکو وصل کیا غرایب مین زہری سے انھون نے سہل بن سعد سے اور کہا یہ روایت ضعیف ہی اور صواب مرسل روایت ہی اور متابعت کی انکی ابن عبد البر نے اور اسکا ایک شاہد ہے ابن عمر سے اسکو بزار نے نکالا لیکن اسکی اسناد مین ثابت بن زہیر ضعیف ہے اور ابو امیہ کی روایت سے بھی اسکو نکالا لیکن ابو امیہ بھی ضعیف ہے اور اسکا ایک اور شاہد ہے قوی حسن سے انھون نے سمرہ سے اسکو حاکم اور بیہقی اور ابن خزیمہ نے نکالا (روضہ مختصرا) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ أَنَّ مُسْلِمَ بْنَ يَسَارٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَاهُ قَالَا جَمَعَ الْمَنْزِلُ بَيْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَمُعَاوِيَةَ إِمَّا فِي كَنِيسَةٍ وَإِمَّا فِي بِيعَةٍ فَحَدَّثَهُمْ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَرِقِ بِالْوَرِقِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ قَالَ أَحَدُهُمَا وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ وَلَمْ يَقُلْهُ الْآخَرُ وَأَمَرَنَا أَنْ نَبِيعَ الْبُرَّ بِالشَّعِيرِ وَالشَّعِيرَ بِالْبُرِّ يَدًا بِيَدٍ كَيْفَ شِئْنَا

مسلم بن یسار اور عبداللہ بن عبید سے روایت ہی انھون نے کہا عبادہ بن صامت اور معاویہ ایک گرجا مین یہود کے یا نصاری کے اکٹھے ہوئے تو عبادہ نے انسے حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع کیا چاندی کے بیچنے سے چاندی کے بدل اور سونے کے بیچنے سے سونے کے بدل اور گیہون کے بیچنے سے گیہون کے بدل اور جو کے بیچنے سے جو کے بدل اور کھجور کے بیچنے سے کھجور کے بدل اور ایک راوی نے کہا نمک کے بیچنے سے نمک کے بدل اور دوسرے نے اسکا ذکر نہین

کیا اور حکم کیا ہم کو کہ ہم گیہوں کو جو کے بدل بیچیں اور جو کو گیہوں کے بدل نقداً نقد جس طرح سے چاہیں یعنے برابر برابر یا کم و بیش
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالشَّعِیْرُ
بِالشَّعِیْرِ وَالْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ مِثْلًا بِمِثْلٍ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا چاندی کو بیچو چاندی کے بدل اور سونیکو سونیکے بدل اور جو کو جو کے بدل اور گیہوں کو گیہوں کے بدل لیکن برابر
(زیادہ کم لینا درست نہیں عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْزُقُنَا تَمْرًا مِنْ تَمْرِ الْجَمْعِ
فَنَسْتَبْدِلُ بِهِ تَمْرًا هُوَ اَطْیَبُ مِنْهُ وَنَزِیْدُ فِی السِّعْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَصْلُحُ صَاعُ تَمْرٍ
بِصَاعَیْنِ وَلَا دِرْهَمٌ بِدِرْهَمَیْنِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ وَالدِّیْنَارُ بِالدِّیْنَارِ لَا فَضْلَ بَیْنَهُمَا اِلَّا وَزْنًا ابوسعید سے
روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کی کھجور ہم کو دیتے (جمع ایک قسم ہے کھجور کی) ہم اسکو دیکر اسکے بدل اس سے
عمدہ کھجور لیتے اور اپنی کھجور زیادہ دیتے تب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک صاع کھجور کے بدل دو صاع
کھجور نہیں بیچنا چاہیے نہ ایک درم دو درم کے بدل درم کو درم کے بدل بیچنا اور دینار کو دینار کے بدل درست
نہیں مگر برابر تولکر زیادہ نہ ہوں ایک طرف (اور کم ایک طرف) بَابُ مَنْ قَالَ لَا رِبَا اِلَّا فِی النَّسِیْئَةِ
جو شخص کہتا ہے سود نہیں ہے مگر جب ایک طرف میعاد ہو اسکی دلیل ف اہلحدیث اور جمہور علما کا مذہب یہ ہے کہ
ان چھ چیزوں میں جنکا ذکر حدیث میں ہے جب ہر ایک اپنی جنس کے بدل بیچی جاوے تو اس میں کم و بیش اسیطرح
ایک طرف نسیہ یعنے میعاد ہونا دونو منع ہیں دونوں سود ہیں اور جب ان میں سے کوئی دوسری جنس کے بدل بیچی
جاوے جیسے چاندی سونیکے بدل یا گیہوں جو کے بدل تو کمی اور بیشی درست ہے لیکن نسیہ یعنے میعاد جائز نہیں
دونوں طرف نقداً نقد ہونی چاہییں اور ابن عمر اور ابن عباس کا یہ قول تھا کہ ہر حال میں صرف نسیہ حرام ہے
اور وہی ربا ہے لیکن کمی بیشی جائز ہے لیکن دوسری روایت سے ثابت ہے کہ ان دونوں نے اپنے قول سے رجوع کیا
ابوسعید کی حدیث سنکر اور جمہور کے موافق ہو گئے اب اسپر اجماع ہو گیا خلاف باقی نہیں رہا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ
قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِیْدٍ الْخُدْرِیَّ یَقُوْلُ الدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ وَالدِّیْنَارُ بِالدِّیْنَارِ فَقُلْتُ اِنِّیْ سَمِعْتُ ابْنَ
عَبَّاسٍ یَقُوْلُ غَیْرَ ذٰلِكَ قَالَ اَمَا اِنِّیْ لَقِیْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِیْ عَنْ هٰذَا الَّذِیْ تَقُوْلُ فِی
الصَّرْفِ شَیْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمْ شَیْءٌ وَجَدْتَهُ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ مَا
وَجَدْتُهُ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ وَلَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلٰکِنْ اَخْبَرَنِیْ اُسَامَةُ بْنُ زَیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا الرِّبَا فِی النَّسِیْئَةِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے ابوسعید خدری سے

سنا وہ کہتے تھے درم کو درم کے بدل اور دینار کو دینار کے بدل برابر بیچنا چاہیے تو میں نے کہا میں نے تو ابن عباس کو اور کچھ
کہتے سنا ابو سعید نے کہا میں تو ابن عباس سے ملا اور میں نے کہا تم بیان کرو مجھ سے جو تم صرف کے باب میں کہتے ہو کیا کچھ تم نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے یا اللہ کی کتاب میں پایا ہے انہوں نے کہا نہ میں نے اللہ کی کتاب میں پایا ہے نہ آن
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے لیکن اسامہ بن زید نے مجھ سے بیان کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ربا سود نہیں ہے مگر نسیہ میں **عن** ابی الجوزاء قال سمعته یامر بالصرف یعنی ابن عباس فیحدث ذلک
عنه ثم بلغنی انه رجع عن ذلک فلقیته بمکة فقلت انه بلغنی انک رجعت قال نعم انما کان ذلک رأیا منی
وهذا ابو سعید یحدث عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه نهی عن الصرف ابوالجوزاء سے روایت ہے میں نے سنا
ابن عباس صرف کے جواز کا حکم دیتے اور لوگ ان سے یہ حدیث روایت کرتے پھر مجھے خبر پہونچی کہ ابن عباس نے اس قول سے
رجوع کیا تو میں ان سے ملا مکہ میں میں نے کہا مجھے خبر پہونچی کہ تم نے اپنے قول سے رجوع کیا انہوں نے کہا ہاں میرا قول پہلے سے
تھا میری رائے ہے اب یہ ابوسعید حدیث سنتے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے منع کیا صرف سے
ف جب برابر برابر نہ ہو یا نقد انقد نہ ہو ابن عباس حدیث سنتے ہی اپنی رائے سے پھر گئے اور رائے کو ترک کیا حدیث
پر عمل کیا لیکن مقلد ہیں بے انصاف صحابہ کی پیروی نہیں کرتے اور ایک حدیث کیا متعدد حدیثیں سنکر بھی اپنے
مجتہد کا قول ترک نہیں کرتے حالانکہ ان کا مجتہد کبھی خطا کرتا ہے کبھی ثواب **باب** صرف الذهب بالورق سونے
کو اگر چاندی کے بدل بیچے **عن** عمر یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الذهب بالورق ربا الا هاء
وهاء قال ابوبکر بن ابی شیبة سمعت سفین یقول الذهب بالورق احفظوا حضرت عمر سے روایت ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے کا بیچنا چاندی کے بدل ربا ہے مگر جب نقد انقد ہو ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا میں نے سفین
سے سنا وہ کہتے تھے یہ جملہ یاد رکھو کہ سونے کا چاندی کے بدل بیچنا ربا ہے باوجود اختلاف جنس کے آپ نے اس کو بیچنا
ربا قرار دیا **عن** مالک بن اوس بن الحدثان قال اقبلت اقول من یصطرف الدراهم فقال طلحة بن عبید الله
وهو عند عمر بن الخطاب رض ارنا ذهبک ثم ائتنا اذا جاء خازننا نعطک ورقک فقال عمر کلا والله
لتعطینه ورقه او لتردن الیه ذهبه فان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الورق بالذهب ربا الا
هاء وهاء مالک بن اوس بن حدثان سے روایت ہے میں آیا یہ کہتا ہوا کون بیع صرف کرتا ہے دراہم کی یہ سنکر
طلحہ بن عبید نے کہا وہ حضرت عمر کے پاس بیٹھے تھے ہم کو اپنا سونا بتلا (اور دیجا) پھر ٹھہر کر آیو جب ہمارا روکڑیا
(خزانچی) آوے تو ہم تجھے دراہم دیں گے حضرت عمر نے کہا ہرگز نہیں قسم خدا کی یا تو اسکی چاندی (دراہم) دیدو نہیں

تو اسکا سونا پھیر دو اسلیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سونے کا بیچنا چاندی کے بدل بیاج ہے مگر جب نقد بنقد
نقد ہو **عن** محمد بن علی بن ابی طالب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدینار
بالدینار والدرہم بالدرہم لا فضل بینہما فمن کانت لہ حاجۃ بورق فلیصطرفہا بذہب ومن کانت لہ
حاجۃ بذہب فلیصطرفہا بالورق والصرف ہاء وہاء حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دینار کو دینار کے بدل بیچو اور درم کو درم کے بدل (ایک طرف زیادہ نہو دوسری طرف کم) اور جسکو چاندی
کی حاجت ہو وہ اسکو دیدے سونیکے عوض اور جسکو سونیکی حاجت ہو وہ چاندی کے بدل لیوے لیکن نقد انقد **باب**
اقتضاء الذہب من الورق والورق من الذہب سونیکے بدل چاندی لے لینا اور چاندی کے بدل سونا لے لینا
عن ابن عمر قال کنت ابیع الابل فکنت اخذ الذہب من الفضۃ والفضۃ من الذہب والدنانیر من
الدراہم والدراہم من الدنانیر فسألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اذا اخذت احدہما واعطیت
الآخر فلا تفارق صاحبک وبینک وبینہ لبس عبداللہ بن عمر سے روایت ہی میں اونٹ بیچا کرتا تھا پھر چاندی کے
بدل (جو قیمت میں ٹھیرتی) سونا لے لیتا اور سونیکے بدل چاندی لے لیتا اور روپیوں کے بدل اشرفیاں اور اشرفیوں کے
بدل روپیہ تو میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا آپنے فرمایا جب تو دونوں میں سے ایک لیوے (یعنے روپیہ
یا اشرفیاں) اور دوسرا دیوے تو مت جدا ہو اپنے صاحب سے اور کچھ معاملہ باقی ہو **ف** ملکہ حساب صاف کرکے جدا ہو
عن ابن عمر رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **باب** النہی عن کسر
الدراہم والدنانیر روپیہ اور اشرفیاں توڑنے کی ممانعت (یعنے توڑ کر انکا زیور بنانا یا اور کچھ کام میں لانا) **عن**
عبداللہ عن ابیہ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کسر سکۃ المسلمین الجائزۃ بینہم الا من
باس عبداللہ بن مسعود سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا مسلمانوں کا سکہ توڑنے سے جو رائج ہو (یعنے
چل رہا ہو) مگر کسی ضرورت سے **ف** جیسے وہ کھوٹا ہو تو توڑ ڈالنا چاہیے تاکہ کسی مسلمان کا نقصان نہ ہو اسیطرح کافروں
کا سکہ توڑنا یا مسلمانوں کا بھی جو چلتا نہ ہو درست ہے **باب** بیع الرطب بالتمر تر کھجور کو (تازی جسکو رطب کہتے
ہیں) سوکھی کھجور کے بدل بیچنا کیسا ہے **عن** زید ابی عیاش مولی لبنی زہرۃ اخبرہ انہ سال سعد بن
ابی وقاص عن اشتراء البیضاء بالسلت فقال لہ سعد ایتہما افضل قال البیضاء فنہانی عنہ وقال انی
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن اشتراء الرطب بالتمر فقال اینقص الرطب اذا یبس قالوا نعم
فنہی عن ذلک زید ابو عیاش نے سعد بن ابی وقاص سے پوچھا کہ سفید گیہوں جو کے بدل خریدنا کیسا ہے سعد نے کہا

دونون مین سے کون افضل ہے مین نے کہا سفید گیہون تو سعد نے منع کیا اس سے اور کہا مینے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے آپ سے پوچھا گیا تر کھجور کا خریدنا خشک کھجور کے بدل آپ نے فرمایا کیا تر کھجور کم ہو جاتی ہے (وزن مین) سو کہہ جانے سے
لوگون نے کہا ہان آپ نے منع کیا اُس سے **ف** اس حدیث پر عمل کیا تمام علماء نے جیسے شافعی اور مالک اور احمد اور ابو یوسف اور
محمد نے صرف ابو حنیفہ نے رطب کی بیع تمر کے بدل جائز رکھی برابر وزن کر کے اور یہ صریح مخالفت ہے حدیث کی اور بعضون نے کہا
کہ ابو حنیفہ نے کلام کیا اس حدیث مین اور کہا اسکا راوی زید ابو عیاش مجہول ہے اور ابو حنیفہ نے یہ دلیل لی کہ رطب تمر ہے یا
نہین اگر ہے تو اس حدیث سے التمر بالتمر مثلاً بمثل اُسکی بیع جائز ہے اگر نہین ہے تو اسی حدیث مین یہ فقرہ ہے اذا اختلفت الاصناف
فبیعو کیف شئتم جب بھی بیع جائز ہوگی اور بعضون نے کہا کہ ابو حنیفہ نے سعد کی حدیث کو محمول کیا اوپر بیع النسیئہ کے اور
رطب کی بیع تمر کے ساتھ جائز نہین ہے **مترجم** کہتا ہے یہ حدیث موطا مین موجود ہے اور اہلحدیث نے اسکو قبول کیا اور ابو
زید کی جہالت کو رفع کیا اور امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ نے اس سے کم درجہ کی حدیثون کو قبول کیا ہے اور قیاس کو ان کی وجہ
سے ترک کیا ہے پھر یہان بھی ویسا ہی کرنا چاہیے تھا ابن قیم نے کہا ابو حنیفہ کا یہ قیاس صریح مخالف ہے حدیث کے اور لطف
یہ ہے کہ قیاس صحیح بھی نہین ہے فاسد ہے ہم کہتے ہین کہ رطب تمر ہے لیکن رطب کی مساوات تمر کے ساتھ صرف وزن سے نہین
ہوسکتی اسلیے کہ رطب مین پانی بھی شریک ہے پس یہ بیع جائز نہ ہوگی جیسے کوئی بھیگی ہوئی گیہون کو سوکھی گیہون کے عوض
مین برابر بیچے تو حنفیہ بھی اسکو جائز نہین کہین گے اور یہان ایسا ہی موقع ہے اور اگر قیاس ابو حنیفہ کا صحیح ہوتا تو بھی حدیث
کے خلاف قبول کے لائق نہ تھا نہ کہ جب قیاس فاسد بھی ہو اور یہی وجہ ہے کہ ابو حنیفہ کی مخالفت کی انکے شاگردون نے
بھی اور افسوس ہے اون احناف پر کہ انصاف پر باوجود ان سب باتون کے پھر ابو حنیفہ ہی کے قول کو لیے جاتے ہین اور حدیث
کی تاویل کرتے ہین لیکن ابو حنیفہ کا قول رد نہین کرتے

باب المزابنة والمحاقلة مزابنہ اور محاقلہ کا بیان

ف مزابنہ کی تفسیر آگے آتی ہے اور محاقلہ یہ ہے کہ گیہون کا کھیت گیہون کے بدل بیچے یا چانول کا چانول کے بدل غرض اپنی
جنس کے ساتھ اور یہ منع ہوا کیونکہ اس مین احتمال ہے کمی بیشی کا اور بعضون نے کہا محاقلہ یہ ہے کہ نصف یا ثلث پیداوار
پر زمین کرایہ پر دینا جسکو بٹائی کہتے ہین لیکن بٹائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی تھی خیبر کے یہود کے ساتھ
لہذا یہان معنے اول مراد ہے

عن عبد اللّٰه بن عمر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المزابنة
والمزابنة ان يبيع الرجل تمر حائطه ان كانت نخلا بتمر كيلا وان كانت كرما ان يبيعه بزبيب كيلا وان
كانت زرعا ان يبيعه بكيل طعام نهى عن ذلك كله عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
منع کیا مزابنہ سے اور مزابنہ یہ ہے کہ آدمی اپنے باغ کی کھجور کو جو درختون پر ہو وے کھجور کے بدل اندازہ کر کے بیچے یا انگور

کو جو بیل پر ہو انگور کے بدل انداز کرکے بیچے اور اگر کھیتی ہو تو مزابنہ یہ ہے کہ درختوں پر جو اناج ہو اسکو اناج کے بدل انداز کرکے بیچے ان سب سے منع کیا **عن** جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن المحاقلۃ والمزابنۃ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا محاقلہ اور مزابنہ سے **عن** رافع بن خدیج قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المحاقلۃ والمزابنۃ رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا محاقلہ اور مزابنہ سے

باب بیع العرایا بخرصھا تمرا عرایا کا جواز **ف** عرایا بھی مزابنہ ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرایا کی اجازت دی مسکینوں کے فائدے اور آرام کیلیے اور عرایا جمع ہے عریہ کی اور وہ یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے باغ میں سے دو تین درخت کسی مسکین کو دیوے پھر اسکا آنا بار بار باغ میں نامناسب خیال کرکے ان درختوں کا میوہ خشک میوے کے بدل اس سے خرید لیوے اور ضرور ہے کہ یہ میوہ پانچ وسق سے کم ہو **عن** زید بن ثابت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رخص فی العرایا زید بن ثابت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رخصت دی عرایا میں **عن** زید بن ثابت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارخص فی بیع العریۃ بخرصھا تمرا قال یحیی العریۃ ان یشتری الرجل ثمر النخلات بطعام اھلہ رطبا بخرصھا تمرا زید بن ثابت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رخصت دی عریہ کی بیع میں اسکے برابر کھجور کے بدل بیچنے کی عریہ یہ ہے کہ ایک آدمی چند کھجوروں کے درخت خشک میوے کے بدل خریدے اپنے گھر والوں کے کھانیکو لیے **ف** نہ تجارت کیواسطے تو ضرور تا اسکو جائز رکھا احمد اور شافعی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم کی حدیث میں جابر سے یہ ہے کہ آپ نے اجازت دی عرایا کی کہ انداز کرکے ایک وسق یا دو وسق یا تین یا چار بیچیں اور بعض لوگوں نے عرایا کو بھی جائز نہیں رکھا ان پر یہ حدیثیں حجت ہیں امام محمد نے کہا ہم ان حدیثوں پر عمل کرتے ہیں جب عریہ پانچ وسق سے کم ہو (رد)

باب الحیوان بالحیوان نسیئۃ ایک جانور کو دوسرے جانور کے بدل اودھار بیچنا منع ہے **ف** یعنے جب اس جنس کا ہو جیسے اونٹ کو بیچے اونٹ کے بدل یا غلام کو غلام کے بدل لیکن اگر جنس مختلف ہو تو اودھار بھی درست ہے اور شافعی اور اکثر علماء کے نزدیک ہر طرح درست ہے اودھار ہو یا نقد ایک طرف زیادہ ہو تو بھی درست ہے جیسے ایک اونٹ دو اونٹ کے بدل اور شافعی نے باب کی حدیثوں کا یہ معنے کیا ہے کہ دونوں طرف اودھار ہو تو یہ منع ہے دوسری حدیث سے اودھار کی بیع اودھار سے اور موطا میں ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنا ایک اونٹ جسکو عصیفیر کہتے تھے بیس اونٹوں کے بدل بیچا ایک میعاد پر اور عبد اللہ بن عمر نے ایک اونٹنی خریدی سواری کی چار اونٹ کے بدل اس اقرار پر کہ وہ اونٹنی کے مالک کو ربذہ میں پہونچا دیے جاویں گے اور ابن شہاب سے پوچھا گیا کہ ایک جانور دو کے بدل

بیچین میعاد پر انہوں نے کہا کچہ قباحت نہین اور شافعی نے کہا ہر طرح یہ بیع جائز ہے خواہ وہ جانور حلال ہو یا حرام ایک کے بدل دو دے تب بہی درست ہے اور ابو حنیفہ نے کہا جائز نہین اور جانور کو جانور کے بدل اودہار بیچنا اس مین اختلاف ہے اروضہ عن سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيْئَةً سمرہ بن جندب سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا ایک جانور کو دوسرے جانور کے بدل اودہار بیچنے سے عن جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا بَاْسَ بِالْحَيَوَانِ وَاحِدًا بِاثْنَيْنِ يَدًا بِيَدٍ وَكَرِهَهُ نَسِيْئَةً جابر سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کچہ قباحت نہین اگر ایک جانور دو جانورون کے بدل بیچے لیکن نقدا نقد اور برا جانا آپ نے اودہار بیچنا **ف** احمد اور اصحاب سنن نے جابر سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام دو غلامون کے بدل خرید اسلم نے بہی اسکو نکالا اور مسلم نے انس سے نکالا کہ آپ نے صفیہ کے بدل دحیہ کلبی کو سات بردی دیے اور ابو داود نے ابن عمر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض لوگون کو اجازت دی اونٹ خریدنے کی صدقے کے جانورون کے وعدے پر تو وہ ایک اونٹ خریدتے صدقہ کے وعدے پر دو یا تین اونٹون کے بدل اسکی اسناد مین محمد بن اسحاق ہے اس مین کلام ہے حافظ نے فتح مین کہا اسکا اسناد قوی ہے اور حسن نے سمرہ سے نہین سنا تو ابن ماجہ کی روایت منقطع ہے (روضہ) **بَابُ** الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ مُتَفَاضِلًا يَدًا بِيَدٍ ایک جانور کو دو یا زیادہ جانورون کے بدل نقد بیچنا عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى صَفِيَّةَ بِسَبْعَةِ اَرْؤُسٍ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ مِنْ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ انس سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام المؤمنین صفیہ کو سات بردی دیکر مول لیا عبد الرحمن بن مہدی نے اپنی روایت مین کہا دحیہ کلبی سے مول لیا **ف** جب خیبر کے جنگ سے فراغت ہو چکی یہودی مرد اور عورت قید ہوئے تو ان مین حضرت صفیہ بہی تہین جو حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد مین بڑے خاندانی عورت تہین لیکن تقسیم کے وقت وہ دحیہ کلبی کے حصہ مین آئین لوگون نے آپ سے عرض کیا کہ صفیہ آپ کے لائق ہین آپ نے انکو بلا کر دیکھا اور دحیہ کو سات بردی دیکر صفیہ کو انسے لے لیا اور اپنے نکاح مین لائے **بَابُ** التَّغْلِيْظِ فِي الرِّبَا سود لینا سخت گناہ ہے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ عَلٰى قَوْمٍ بُطُوْنُهُمْ كَالْبُيُوْتِ فِيْهَا الْحَيَّاتُ تُرٰى مِنْ خَارِجِ بُطُوْنِهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرَائِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ اَكَلَةُ الرِّبَا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھکو معراج ہوا مین کچہ لوگون پر سے گذرا جنکے پیٹ مکانون کے مانند تہے ان مین سانپ باہر سے نظر آتے تہے مینے کہا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہین انہون نے کہا یہ سود خوار ہین اضعافا ابہ سود کہانا

اتنا بڑا گناہ ہے) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلرِّبَا سَبْعُوْنَ حُوْبًا اَیْسَرُھَا
اَنْ یَّنْکِحَ الرَّجُلُ اُمَّہٗ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود ستر گناہوں کا مجموعہ ہے
ان میں سے ادنیٰ گناہ ایسا ہی جیسے کوئی اپنی ماں سے نکاح کرے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
قَالَ الرِّبَا ثَلَاثَةٌ وَّسَبْعُوْنَ بَابًا عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سود کے تہتر باب ہیں
یعنے تہتر گناہوں کے برابر ہے عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اِنَّ اٰخِرَ مَا نَزَلَتْ اٰیَةُ الرِّبَا وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُبِضَ وَلَمْ یُفَسِّرْھَا لَنَا فَدَعُوا الرِّبَا وَالرِّیْبَةَ حضرت عمر سے روایت ہے انہوں نے کہا اخیر آیت سود کے حرمت
کی آیت اتری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوگئی آپ نے سود کی تفسیر بیان نہیں کی تو چھوڑ دو سود کو اور جس
میں سود کا شبہ ہو ف اگرچہ سود کی آیت کے بعد اور کئی آیتیں اتریں لیکن اسکو آخری کہا اس اعتبار سے کہ معاملات
کے باب میں اُسکے بعد کوئی آیت نہیں اتری اور غرض اس سے یہ ہے کہ سود کی آیت منسوخ نہیں ہے اسکا حکم قیامت
تک باقی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی تفسیر نہیں کی یعنے جیسا چاہیے ویسا کھول کر سود کا بیان نہیں
کیا چھ چیزوں کا بیان کر دیا کہ ان میں سود ہے سونا چاندی گیہوں نمک کھجور جو اور اور چیزوں کا بیان نہیں کیا کہ ان
میں بھی سود ہوتا ہے یا نہیں لیکن مجتہدوں نے اپنے اپنے قیاس کے موافق اور چیزوں میں بھی سود قرار دیا اب
جن چیزوں کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان کر دیا انمیں تو سود کی حرمت قطعی ہے کسی مسلمان کو اسکے پاس
پھٹکنا نہ چاہیے رہیں اور چیزیں جن میں اختلاف ہے تو تقویٰ یہ ہے کہ ان میں بھی سود کا پرہیز کرے لیکن اگر کوئی اسمیں
میں مبتلا ہو جاوے تو اللہ سے استغفار کرے اور حتی المقدور دوبارہ احتیاط رکھے اور یہ زمانہ ایسا ہے کہ اکثر لوگ
سود کھانے سے بچتے ہیں تو سود دینے میں گرفتار رہتے ہیں حالانکہ دونوں کا گناہ برابر ہے اللہ ہی اپنے بندوں کو
بچاوے تو ہو سکتا ہے ورنہ شیطان کے شر سے محفوظ رہنا بہت مشکل ہے یا اللہ بخشدے ہمارے گناہوں کو بال بال
ہم گنہگار ہیں اور تیری مغفرت کے خواستگار عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
لَعَنَ اٰکِلَ الرِّبٰوا وَمُوْکِلَہٗ وَشَاھِدَیْہِ وَکَاتِبَہٗ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
لعنت کی سود کھانیوالے پر اور کھلانے والے پر اور سود کے گواہوں پر اور سود کے لکھنے والے پر معاذ اللہ سے ملعونوں میں
عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَاْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی
مِنْھُمْ اَحَدٌ اِلَّا اٰکِلَ الرِّبٰوا فَمَنْ لَّمْ یَاْکُلْ اَصَابَہٗ مِنْ غُبَارِہٖ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آویگا کہ کوئی ان میں سے ایسا باقی نہ رہیگا جس نے سود نہ کھایا ہو

جو کوئی نہ کہاویگا تو اسکو بھی سود کا غبار لگ جاویگا **ف** یعنے سود کی ہوا اوڑے گی آندھی سود کی چلے گی کہ سارا زمانہ اس
مین گرفتار ہو جاویگا اگر شاذ و نادر کوئی سود کہانے سے محروم رہے گا تو اس آندھی کی گرد و غبار سے نہ بچیگا ضرور اُس پر پڑیگا یہ
زمانہ اب ہے **بعضے** متقی پرہیزگار لوگ ایسے ملتے ہین جو خود نہین کہاتے لیکن اپنی بیاہ شادی و دنیا کی ضرورتون مین سودی روپیہ
لیتے ہین یہ بھی گناہ مین ایسا ہی ہے جیسے سود کہانا بعضے اس سے بھی پرہیز کرتے ہین تو سودی روپیہ اورونکو دلا دیتے ہین
بعضے سود کے گواہ بن جاتے ہین بعضے سود کے فیصلے کرتے ہین اور پیٹ کو لیے یہ ظلمہ اپنے اوپر لیتے ہین غرض ایسے بندے
بہت کم ملین گے جو ان سب آفتون سے پاک ہون **عَنِ** ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحَدٌ اَكْثَرَ
مِنَ الرِّبَا اِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهِ اِلٰى قِلَّةٍ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بہت
سود کہاتا ہے تو اُسکا انجام یہ ہوتا ہے کہ اسکا مال گھٹ جاتا ہے **ف** وہ تو مال بڑہانے کے لیے زیادہ سود کہاتا ہے
لیکن غیب سے ایسی آفت اترتی ہے کہ مال مین برکت نہین رہتی بلکہ سب مال تباہ ہو کر آدمی مفلس بنجاتا ہے اس امر کا تجربہ
ہو چکا ہے مسلمان کو کبھی سود کہانے سے فلاح نہین ہوتا البتہ کافرون کا مال سود سے بڑہتا ہے تو وہ کافر ہین انکو
سود کی حرمت سے کیا غرض انکو تو پہلے ایمان لانے کا حکم ہے **بَابُ** السَّلَفِ فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّ وَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ
اِلٰى اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ ایک مقرر ماپ یا تول مین سلف یا سلم کرنا ایک معین مدت کے وعدے پر **ف** سلف اور سلم ایک ہے
اسکا معنے یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے شخص کو روپیہ تو نقد دیدے لیکن مال لینے کے لیے ایک میعاد مقرر کرے اہلحدیث کے
نزدیک اس مین دو ہی شرطین ہین ایک یہ کہ مسلم فیہ یعنے جس مال لینے کا وعدہ ہوا ہے اسکی کیفیت اور جنس اور قسم تصریح
کے ساتھ بیان کردیوے اگر تول ماپ کی چیز ہو تو تول یا ماپ صراحت سے مقرر کر دے جاوے مثلاً اس گیہون سفید اعلیٰ قسم
کی یا فلان کپڑا اس قسم کا اتنے گز دوسرے یہ کہ مال لینے کی میعاد معین ہو مثلاً ایک مہینہ دو مہینہ ایک سال اگر ان
شرطون مین سے کوئی شرط نہ ہو تو سلم فاسد ہوگی کیونکہ اس مین نزاع کی صورت پیدا ہوگی اور بعضون نے اور شرطین
بھی رکھی ہین لیکن انکی دلیل ذرا مشکل سے ملیگی اور شاید نہ ملے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ فِي التَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَقَالَ مَنْ اَسْلَفَ فِيْ تَمْرٍ فَلْيُسْلِفْ فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ
مَّعْلُوْمٍ اِلٰى اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے اور لوگ
(مدینہ والے) سلف کیا کرتے تہے کہجور مین دو سال اور تین سال کے وعدے پر آپنے فرمایا جو کوئی سلف کرے
کہجور مین تو معین ماپ مین کرے (مثلاً کہے کہ اتنے صاع یا اتنے وسق لونگا) اور معین تول مین اور معین میعاد تک
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ بَنِيْ فُلَانٍ اَسْلَمُوْا لِقَوْمٍ

مِنَ الْيَهُودِ وَإِنَّهُمْ قَدْ جَاعُوا فَأَخَافُ أَنْ يَرْتَدُّوا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عِنْدَهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ عِنْدِي كَذَا وَكَذَا لِشَيْءٍ قَدْ سَمَّاهُ أُرَاهُ قَالَ ثَلَاثُمِائَةِ دِينَارٍ بِسِعْرِ كَذَا وَكَذَا مِنْ حَائِطِ بَنِي فُلَانٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسِعْرِ كَذَا وَكَذَا إِلَى أَجَلِ كَذَا وَكَذَا وَلَيْسَ مِنْ حَائِطِ بَنِي فُلَانٍ عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ فلانی قوم کے لوگ جو یہودی تھے مسلمان ہوگئے ہیں لیکن وہ بھوک میں مبتلا ہیں (غلہ کھانے کو نہیں ملتا) تو مجھے ڈر ہے کہیں مرتد نہ ہو جاویں (اسلام سے پھر جاویں کیا کرینگے مرتے کیا نہ کرتے پیٹ بری بلا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکے پاس کچھ ہو وہ سلم کرے انسے یعنے سلم کے طور پر دیوے میں اسکو وعدہ پر غلہ ادا کرونگا) ایک یہودی بولا میرے پاس فلان فلان ہے اسکا نام اس نے لیا میں سمجھتا ہون اس نے کہا تین سو دینار ہیں میں اس نرخ سے غلہ لونگا فلان باغ یا کھیت میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نرخ تو قبول ہے مگر فلان باغ یا کھیت کی شرط نہیں **ف** کیونکہ احتمال ہے کہ اس باغ یا کھیت میں کچھ نہ پیدا ہو یا وہان کا غلہ تباہ ہو جاوے تو یہ شرط لغو ہے البتہ یہ شرط قبول ہے کہ اس نرخ سے اتنے کا غلہ فلان میعاد پر دینگے **عَنْ** أَبِي الْمُجَالِدِ قَالَ امْتَرَى عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ وَأَبُو بُرْدَةَ فِي السَّلَمِ فَأَرْسَلُونِي إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كُنَّا نُسْلِمُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَهْدِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ عِنْدَ قَوْمٍ مَا عِنْدَهُمْ فَسَأَلْتُ ابْنَ أَبْزَى فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ ابن ابی مجالد سے روایت ہے عبداللہ بن شداد اور ابو بردہ نے سلم میں جھگڑا کیا تو مجھکو بھیجا عبداللہ بن ابی اوفے پاس مینے انسے پوچھا انہون نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سلم کیا کرتے تھے اور ابوبکر اور عمر کے زمانہ میں گیہون اور جو اور انگور میں اور ایسے لوگون سے سلم کرتے جنکے پاس یہ مال اسوقت نہ ہوتے پھر مینے ابن ابی ابزی سے پوچھا انہون نے بھی ایسا ہی کہا

بَابُ مَنْ أَسْلَمَ فِي شَيْءٍ فَلَا يَصْرِفْهُ إِلَى غَيْرِهِ جو شخص ایک مال میں سلم کرے تو اسکے بدل دوسرا مال نہ بدلے یا اسکو قبضہ سے پہلے دوسرے کے ہاتھ نہ بیچے **عَنْ** أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَسْلَفْتَ فِي شَيْءٍ فَلَا تَصْرِفْهُ إِلَى غَيْرِهِ ابو سعید سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو کسی چیز میں سلف کرے تو اب دوسرا مال نہ ٹھیرا **ف** یعنے سلم فیہ کا بدلنا درست نہیں یا تو وہی مال لیوے جو ٹھیرایا یا اپنا راس المال واپس لیوے دارقطنی نے ابن عمر سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے اور اس پر اتفاق ہے اہلحدیث کا اور بعضون نے کہا مطلب یہ ہے کہ اس مال کو دوسرے کے ہاتھ نہ بیچے جبتک اسپر قبضہ نہ کرلے لیکن ابو سعید کے حدیث کے اسناد میں عطیہ بن سعید عوفی ہے

اس میں کلام ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ مِثْلَہٗ وَلَمْ یَذْکُرْ سَعْدًا ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **بَاب** اِذَا اَسْلَمَ فِیْ نَخْلٍ بِعَیْنِہٖ لَمْ یُطْلِعْ ایک شخص نے سلم کی ایک خاص کھجور کے درخت کی پھل پر اور اُس سال پھل نہ نکلا عَنِ النَّجْرَانِیِّ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اُسْلِمُ فِیْ نَخْلٍ قَبْلَ اَنْ یُّطْلِعَ قَالَ لَا قُلْتُ لِمَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا اَسْلَمَ فِیْ حَدِیْقَۃِ نَخْلٍ فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ یُّطْلِعَ النَّخْلُ فَلَمْ یُطْلِعِ النَّخْلُ شَیْئًا ذٰلِکَ الْعَامَ فَقَالَ الْمُشْتَرِیْ ھُوَ لِیْ حَتّٰی یُطْلِعَ وَقَالَ الْبَائِعُ اِنَّمَا بِعْتُکَ النَّخْلَ ھٰذِہِ السَّنَۃَ فَاخْتَصَمَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِلْبَائِعِ اَخَذَ مِنْ نَخْلِکَ شَیْئًا قَالَ لَا قَالَ فَبِمَا تَسْتَحِلُّ مَالَہٗ اُرْدُدْ عَلَیْہِ مَا اَخَذْتَ مِنْہُ وَلَا تُسْلِمُوْا فِیْ نَخْلٍ حَتّٰی یَبْدُوَ صَلَاحُہٗ نجرانی سے روایت ہے میں نے عبداللہ بن عمر سے کہا کیا میں سلم کروں ایک درخت کی کھجوروں میں انکے نکلنے سے پہلے انہوں نے کہا نہیں میں نے کہا کیوں انہوں نے کہا ایک شخص نے سلم کی تھی آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کھجور کے ایک باغ کے پھلوں میں پھل نکلنے سے پہلے پھر ایسا ہوا کہ اس سال کھجور نکلی نہیں خریدار نے کہا اب ان درختوں پر میرا علاقہ رہیگا جب تک انمیں کھجور نہ نکلے (اور میں کھجوریں لوں تو دوسرے سال تک میرا قبضہ رہیگا) اور بائع نے کہا میں نے تو اسی سال کی کھجور تیرے ہاتھ بیچی تھی (اب نہ نکلی تو تیری قسمت) آخر دونوں نے جھگڑا کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک آپ نے بائع سے فرمایا کہ خریدار نے تیرے درختوں میں سے کچھ پھل لیے وہ بولا نہیں آپ نے فرمایا پھر تو اسکا مال اپنے لیے کیسے حلال کرتا ہے جو تو نے اس سے لیا ہے وہ پھیر دے اور کھجوریں میں سلم نہ کرو (یعنے کسی خاص درخت کے پھلوں میں) جبتک ان پھلوں کی خوبی معلوم نہ ہو جاوے (یعنے انکی طیاری اور پختگی میں کوئی شک باقی نہ رہے) **بَاب** السَّلَمِ فِی الْحَیَوَانِ جانور میں سلم کرنے کا بیان **ف** ترمذی نے کہا جانور میں سلم کرنے میں اختلاف ہے اور بعضوں نے اسکو جائز رکھا ہے اور یہی قول ہے شافعی اور احمد اور اسحاق کا اور بعضوں نے جانوروں میں سلم کو مکروہ جانا ہے ثوری اور اہل کوفہ کا یہی مذہب ہے وہ کہتے ہیں جانور جانور میں بہت فرق ہوتا ہے تو اسکی صفت بیان کرنا کافی نہ ہوگا اور نزاع کا اندیشہ ہے عَنْ رَافِعٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسْتَسْلَفَ مِنْ رَجُلٍ بَکْرًا قَالَ اِذَا جَاءَتْ اِبِلُ الصَّدَقَۃِ قَضَیْنَاکَ فَلَمَّا قَدِمَتْ قَالَ یَا اَبَا رَافِعٍ اقْضِ ھٰذَا الرَّجُلَ بَکْرَہٗ فَلَمْ اَجِدْ اِلَّا رَبَاعِیًا فَصَاعِدًا فَاَخْبَرْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْطِہٖ فَاِنَّ خَیْرَ النَّاسِ اَحْسَنُھُمْ قَضَاءً ابورافع سے روایت ہے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے سلم کی ایک جوان اونٹ میں (یعنے ایک اونٹ اس سے قرض لیا) اور فرمایا جب صدقہ کے اونٹ آویں گے تو ہم تیرا اونٹ ادا کر دیں گے جب صدقہ کے اونٹ آئے تو آپ نے فرمایا اے ابو رافع اس شخص کا اونٹ ادا کر دے ابو رافع نے ڈھونڈا تو ویسا اونٹ نہیں پایا لیکن ایک رباعی

اونٹ پایا (جس نے سامنے کے چار دانت گرائے ہوں وہ بکر سے افضل ہوتا ہے آپ نے جو اونٹ لیا تھا وہ بکر تھا) ابو رافع نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا اسکو رباعی اونٹ ہی دیدے بہتر ہیں وہ لوگ جو قرض کو اچھا ادا کرتے ہیں **ف** اچھا ادا کرنے سے یہ غرض ہے کہ قرض جو مال لیا تھا اس سے افضل دیتے ہیں بغیر شرط کے اگر قرض سے بہتر یا زیادہ مال دیا جاوے تو مستحب ہے اور اسکا لینا درست ہے لیکن شرط کے ساتھ درست نہیں کیونکہ وہ ربا ہے۔ اس حدیث سے نکلا کہ سلم بلکہ قرض لینا بھی جانور کا درست ہے اوزاعی اور لیث اور مالک اور احمد اور اسحاق اور شافعی اور جمہور اہلحدیث کا یہی قول ہے لیکن ابو حنیفہ نے اسکو جائز نہیں کہا اور یہ حدیث انپر حجت ہے اسکو امام مسلم نے نکالا اپنی صحیح میں اور بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے بھی یہ قصہ روایت کیا اور تعجب ہے کہ حنفیہ اس حدیث کے مقابل قیاس کو پیش کرتے ہیں

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ يَقُولُ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ اقْضِنِي بَكْرِي فَأَعْطَاهُ بَعِيرًا مُسِنًّا فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا أَسَنُّ مِنْ بَعِيرِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ النَّاسِ خَيْرُهُمْ قَضَاءً۔ عرباض بن ساریہ سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا اتنے میں ایک گنوار آیا اور کہنے لگا میرا بکر (جوان اونٹ) ادا کیجیے آپ نے اسکو سن میں اس سے بڑا اونٹ دیدیا تو گنوار بولا یا رسول اللہ یہ تو بڑا ہے میرے اونٹ سے آپ نے فرمایا بہتر لوگ وہ ہیں جو وہ اپنا قرض اچھی طرح سے ادا کریں

باب الشَّرِكَةِ وَالْمُضَارَبَةِ

شرکت اور مضاربت کا بیان **ف** شرکت تو ظاہر ہے مضاربت یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو اپنا روپیہ دیوے وہ اسمیں محنت تجارت کرے اس شرط پر کہ نفع میں دونو کا حصہ ہوگا

عَنِ السَّائِبِ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتَ شَرِيكِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكُنْتَ خَيْرَ شَرِيكٍ كُنْتَ لَا تُدَارِينِي وَلَا تُمَارِينِي۔ سائب سے روایت ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ میرے شریک تھے جاہلیت کے زمانہ میں تو بہت عمدہ شریک تھے نہ تو آپ مجھ سے مقابلہ کرتے نہ جھگڑا کرتے **ف** اسکو نکالا ابوداؤد اور نسائی اور حاکم نے بھی اور کہا صحیح ہے ایک روایت میں ابوداؤد کے یوں ہے کہ سائب مخزومی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شریک تھے نبوت سے پہلے وہ آئے جس دن مکہ فتح ہوا اور کہا مرحبا میرے بھائی اور میرے شریک ایسے شریک کہ کبھی اونہوں نے مقابلہ کیا نہ جھگڑا اور اس حدیث کے اور بھی کئی طریق ہیں۔ سبحان اللہ آنحضرت صلعم کے اخلاق شروع فطرت سے ایسے تھے کہ تعلیم و تربیت اور ریاضت کے بعد بھی ویسے اخلاق حاصل ہونا مشکل ہے اور بخاری نے ابو المنہال سے نکالا کہ زید بن ارقم اور براء بن عازب دونوں شریک تھے ان دونوں نے چاندی خریدی نقد اور ادھار یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی آپ نے فرمایا جو نقد ہے وہ لے لو اور جو ادھار ہے وہ پھیر دو اور احمد اور ابوداؤد نے رویفع بن ثابت سے نکالا کہ ہم میں سے کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنے بھائی کا تیر

لیتا اس شرط پر کہ جو مال لوٹ میں آویگا نصف اسکو دیگا دوسری روایت میں ہے کہ ایک کا پیکان اور پر ہوتا اور ایک کی لکڑی
تیر میں اور نکالا اسکو دارقطنی اور بیہقی نے بھی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اشْتَرَكْتُ أَنَا وَسَعْدٌ وَعَمَّارٌ يَوْمَ بَدْرٍ فِيمَا نُصِيبُ
فَلَمْ أَجِئْ أَنَا وَعَمَّارٌ بِشَيْءٍ وَجَاءَ سَعْدٌ بِرَجُلَيْنِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے میں اور سعد اور عمار تینوں
شریک ہوئے بدر کے دن لوٹ کے مال میں یعنے جو لوٹ کر لاویں اس میں تینوں کا حصہ ہے تو مجھکو اور عمار کو کچھ نہ ملا اور سعد
دو آدمی کافروں سے پکڑ لائے عَنْ صُهَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ فِيهِنَّ
الْبَرَكَةُ الْبَيْعُ إِلَى أَجَلٍ وَالْمُقَارَضَةُ وَأَخْلَاطُ الْبُرِّ بِالشَّعِيرِ لِلْبَيْتِ لَا لِلْبَيْعِ صہیب سے روایت ہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین چیزوں میں برکت ہے ایک تو میعاد تک بیچنے میں دوسرے مضاربت میں جسکو مقارضہ اور قراض
بھی کہتے ہیں تیسرے گیہوں اور جو ملا دینا گھر میں کھانے کیلئے نہ بیچنے کیلئے **باب مَا لِلرَّجُلِ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ** آدمی کو اپنی اولاد
کے مال میں کیا درست ہے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ
كَسْبِكُمْ وَإِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر
جو تم کھاؤ وہ تمہاری کمائی ہے اور اولاد بھی تمہاری کمائی ہے عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ
لِي مَالًا وَوَلَدًا وَإِنَّ أَبِي يُرِيدُ أَنْ يَجْتَاحَ مَالِي فَقَالَ أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے ایک شخص
نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا مال ہے اور میری اولاد ہے اور میرا باپ چاہتا ہے کہ میرا مال اوڑا دے آپنے فرمایا تو اور تیرا مال
دونو تیرے باپ کے ہیں عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَبِي
اجْتَاحَ مَالِي فَقَالَ أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ
فَكُلُوا مِنْ أَمْوَالِكُمْ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا میرے
باپ نے میرا مال تباہ کر دیا (یعنے کھا گیا) آپنے فرمایا تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا اولاد تو تمہاری بہتر کمائی ہے تو انکا مال کھاؤ ف اس حدیث سے یہ نکلا کہ باپ اپنے بیٹے کے مال میں
تصرف کر سکتا ہے ضرورت کے موافق اور اگر ماں باپ بیٹے کا مال اوڑا بھی دیں تو بھی بیٹے کو لازم ہے کہ ماں باپ سے مقابلہ
نہ کرے اون سے سخت کلامی نہ کرے اسوقت کو یاد کرے جب ماں باپ نے محبت سے پالا پوسا گوہ موت کیا پھر کھلایا پلایا
پڑھایا لکھایا یہ سب احسانات ایسے ہیں کہ اگر ماں باپ کے کام میں بیٹے کا چمڑا بھی آوے تو انکا احسان ادا نہ ہو سکے اور یہ سمجھ
لے کہ ماں باپ ہی کی رضامندی پر اسکی نجات منحصر ہے اگر ماں باپ ناراض ہوئے تو دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہونگی
تجربہ سے معلوم ہوا کہ جن لڑکوں نے ماں باپ کو راضی رکھا انکو بڑی برکت حاصل ہوئی اور جب تک انہوں نے زندگی بسر

کی اور جنہوں نے ماں باپ کے ساتھ بدسلوکی کی وہ ہمیشہ دنیا میں جلتے اور کڑھتے ہی رہے اگر ماں باپ بیٹے کا روپیہ اڑا دیں تو کمال خوشی کرنا چاہیے کہ ہماری یہ قسمت کہاں تھی کہ ہمارا روپیہ ماں باپ کے کام آوے گویا روپیہ اپنے موقع پر صرف ہوا اور ماں باپ سے یوں کہنا چاہیے کہ روپیہ تو کیا میرا بدن اور میری جان بھی آپ ہی کی ہے آپ اگر چاہیں تو مجھ کو بھی بازار میں بیچ لیں میں آپکا غلام ہوں

باب مَا لِلْمَرْأَةِ مِنْ مَالِ زَوْجِهَا عورت اپنے خاوند کے مال میں کیا تصرف کر سکتی ہے **عن** عائشة قالت جاءت هند الى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله ان ابا سفيان رجل شحيح و لا يعطيني ما يكفيني و ولدي الا ما اخذت من ماله وهو لا يعلم فقال خذي ما يكفيك و ولدك بالمعروف ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ہندہ (ابوسفیان کی جورو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ ابوسفیان ایک حریص بخیل آدمی ہے اور مجھکو اپنا خرچ بھی نہیں دیتا جو مجھ کو اور میری اولاد کو کافی ہو مگر جو میں اسکے مال میں سے لے لوں اور اسکو خبر نہ ہو آپ نے فرمایا اچھا دستور کے موافق لے لے اسکے مال میں سے اتنا جو تجھکو اور تیرے بچہ کو کفایت کرے **ف** اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس شخص کا حق کسی مال میں نکلتا ہو اور وہ اسکو وصول نہ کر سکے تو جس پر اسکا حق ہو اسکے مال میں سے بغیر اسکی اجازت کے اپنے حق کے موافق وصول کر سکتا ہے طیبی نے کہا مالک اور ابوحنیفہ نے اسکو جائز نہیں رکھا **عن** عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا انفقت المرأة من بيت زوجها غير مفسدة كان لها اجرها وله مثله بما اكتسب ولها بما انفقت وللخازن مثل ذلك من غير ان ينقص من اجورهم شيئا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنے خاوند کے گھر میں سے خرچ کرے اور اسکی نیت بگاڑ کی نہ ہو (یعنے خاوند کا مال تباہ کرنے کی نیت نہ ہو بلکہ ضرورت کے موافق خرچ کرے) تو عورت کو ثواب ہوگا جو وہ اللہ کے واسطے دیگی) خاوند کو اس کی کمائی کیوجہ سے ثواب ہوگا اور عورت کو خرچ کرنے کی وجہ سے اور خزانچی کو بھی اتنا ہی ثواب ہوگا اور کسیکا ثواب کم نہ ہوگا **ف** اگرچہ عورت کو یا خادم کو اپنے خاوند اور آقا کا مال بغیر اسکی اجازت کے تصدق کرنا جائز نہیں ہے لیکن یہاں وہ مال مراد ہے جسکی خرچ کی عادتاً عورتوں کو اجازت دیجاتی ہے جیسے کھانے میں سے ایک روٹی فقیر کو دینا یا پیسوں میں سے ایک پیسہ کسی مسکین کو اور بعضوں نے کہا اہل حجاز اپنی عورتوں کو اجازت دیا کرتے تھے صدقہ اور مہمانی کی تو یہ حدیث ان سے خاص ہے اور بعضوں نے کہا مراد وہ مال ہے جو خاوند اپنی عورت کو اسکے خرچ کے لیے دیتا ہے اس میں سے تو عورت بالاتفاق خرچ کر سکتی ہے **عن** ابی امامة الباهلي يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تنفق المرأة من بيتها شيئا الا باذن زوجها قالوا يا

رَسُوْلَ اللّٰہِ وَلَا الطَّعَامَ قَالَ ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اَمْوَالِنَا ابوامامہ باہلی سے روایت ہے وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے عورت اپنے گھر میں سے کچھ خرچ نہ کرے بغیر اپنے خاوند کی اجازت کے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کھانا بھی کسی کو نہ دیوے آپ نے فرمایا کھانا تو ہمارے سب مالوں میں بہتر ہے (تو اس میں اجازت لینا اور زیادہ ضرور ہے) **باب** مَا لِلْعَبْدِ اَنْ یُّعْطِیَ وَیَتَصَدَّقَ غلام کو کیا دینا اور کیا صدقہ کرنا درست ہے **عن** اَنَسِ ابْنِ مَالِکٍ یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُجِیْبُ دَعْوَۃَ الْمَمْلُوْکِ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غلام کی دعوت بھی قبول کرتے تھے **ف** غلام کو بھی بغیر مالک کی اجازت کے مال کا خرچنا درست نہیں ہے مگر یہاں مراد وہ غلام ہے جسکو اسکے مالک کی اجازت ہوتی اور اس حدیث سے آپکا کمال تواضع ثابت ہوتا ہے **عن** عُمَیْرٍ مَوْلٰی اٰبِی اللَّحْمِ قَالَ کَانَ مَوْلَایَ یُعْطِیْنِی الشَّیْءَ فَاُطْعِمُ مِنْہُ فَمَنَعَنِیْ اَوْ قَالَ فَضَرَبَنِیْ فَسَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْسَاَلَہٗ فَقُلْتُ لَا اَنْتَہِیْ اَوْلَا اَدَعُہٗ فَقَالَ الْاَجْرُ بَیْنَکُمَا عمیر سے روایت ہے جو غلام تھے ابی اللحم کے کہ میرا مالک مجھکو کوئی چیز دیتا میں اس میں سے اوروں کو کھلاتا مالک نے مجھ کو اس سے منع کیا یا یوں کہا کہ مجھکو مارا میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا مالک نے آپ سے پوچھا میں نے عرض کیا مجھ سے تو یہ نہ ہو سکیگا کہ مسکین کو کھانا نہ دوں اسوقت آپ نے فرمایا تم دونوں کو ثواب ہوگا **ف** شاید اسکا مالک یہ خیال کرتا ہوگا کہ غلام کے صدقہ کرنے سے اسکو ثواب نہیں ہوتا تو آپ نے اسکا وہم دور کر دیا اور فرمایا دونوں کو ثواب ہے **باب** مَنْ مَرَّ عَلٰی مَاشِیَۃٍ اَوْ حَائِطٍ ھَلْ یُصِیْبُ مِنْہُ اگر کوئی شخص جانوروں کے گلہ یا باغ پر سے گذرے تو دودھ یا میوہ لے سکتا ہے حرمت اسکو کھانیکو لیے **عن** عَبَّادِ بْنِ شُرَحْبِیْلَ رَجُلٍ مِّنْ بَنِیْ غُبَرٍ قَالَ اَصَابَنَا عَامُ مَخْمَصَۃٍ فَاَتَیْتُ الْمَدِیْنَۃَ فَاَتَیْتُ حَائِطًا مِّنْ حِیْطَانِہَا فَاَخَذْتُ سُنْبُلًا فَفَرَکْتُہٗ وَاَکَلْتُہٗ وَجَعَلْتُہٗ فِیْ کِسَائِیْ فَجَاءَ صَاحِبُ الْحَائِطِ فَضَرَبَنِیْ وَاَخَذَ ثَوْبِیْ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ لِلرَّجُلِ مَا اَطْعَمْتَہٗ اِذْ کَانَ جَائِعًا اَوْسَاغِبًا وَلَا عَلَّمْتَہٗ اِذْ کَانَ جَاھِلًا فَاَمَرَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ اِلَیْہِ ثَوْبَہٗ وَاَمَرَ لَہٗ بِوَسْقٍ مِّنْ طَعَامٍ اَوْ نِصْفِ وَسْقٍ عبادہ بن شرحبیل سے روایت ہے جو بنی غبر کا ایک شخص تھا کہ ایک سال قحط ہوا تو میں مدینہ میں آیا وہاں ایک باغ پر پہونچا اسکے باغوں میں سے میں نے ایک بالی لی (اناج کی) اور اسکو ملکر کھایا اور تھوڑا سا اناج میں نے اپنے کمل میں ڈالا اتنے میں باغ کا مالک آیا اور مجھ مارا اور میرا کپڑا چھین لیا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا آپ سے بیان کیا آپ نے باغ والے سے فرمایا تو نے اس شخص کو کھانا نہیں کھلایا جب یہ بھوکا تھا اور نہ اسکو تعلیم دی (مسائل کی کہ غیر کا مال حلال نہیں) اگر وہ جاہل تھا (بلکہ ایکا

ایک ہی اسکو مار دیا اسکا کپڑا چھین لیا یہ اسلامی خلق کے برخلاف ہی پھر آپنے باغ والیکو حکم دیا اس نے میرا کپڑا پھیر دیا
اور آپنے میرے لیے ایک وسق یا آدھی وسق اناج کا حکم دیا عَنْ رَافِعِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ قَالَ كُنْتُ وَأَنَا غُلَامٌ
أَرْمِي نَخْلَنَا أَوْ قَالَ نَخْلَ الْأَنْصَارِ فَأُتِيَ بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا غُلَامُ وَقَالَ ابْنُ كَاسِبٍ يَا بُنَيَّ
لِمَ تَرْمِي النَّخْلَ قَالَ قُلْتُ آكُلُ قَالَ فَلَا تَرْمِ النَّخْلَ وَكُلْ مِمَّا سَقَطَ فِي أَسَافِلِهَا قَالَ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسِي وَقَالَ اللَّهُمَّ
أَشْبِعْ بَطْنَهُ رافع ابن عمرو غفاری سے روایت ہی مین اور ایک لڑکا دونون بچے مالک کہجور کے درختونپر ڈہیلے مارتے یعنے انصار کے
درختون پر آخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا آپنے فرمایا اے لڑکے یا یون فرمایا اے کاسب کے بیٹے تو
کیون ڈہیلے مارتا ہے کہجور کے درختونپر میںنے عرض کیا مین کہاتا ہون آپنے فرمایا مت مار درختون پر اور جو میوہ درخت کے
نیچے گرے اسکو کہا لے رافع نے کہا پہر آپنے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا یا اللہ اسکا پیٹ بہردے **ف** اس مین بہی
علما کا اختلاف ہی کہ جو میوہ درخت سے گرے اسکا کہا لینا بغیر مالک کی اجازت کے درست ہی یا نہین بعضون نے کہا ہر
ملک کا دستور علاحدہ ہے شاید مدینہ مین یہ دستور ہوگا کہ درخت سی جو میوہ گرے اسکے کہانیکی عام کو اجازت ہوگی اور
اس سے منع نہ کرتے ہونگے پس آپنے اسی دستور کے موافق اجازت دی عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ قَالَ إِذَا أَتَيْتَ عَلَى رَاعٍ فَنَادِهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَإِنْ أَجَابَكَ وَإِلَّا فَاشْرَبْ فِي غَيْرِ أَنْ تُفْسِدَ وَإِذَا
أَتَيْتَ عَلَى حَائِطِ بُسْتَانٍ فَنَادِ صَاحِبَ الْبُسْتَانِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنْ أَجَابَكَ وَإِلَّا فَكُلْ فِي أَنْ لَا تُفْسِدَ
ابوسعید سی روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تو کسی گلہ پر گائے یا بکریون کے گلہ پر) تو تین بار
اسکے چرواہے کو پکار اگر وہ جواب دیوے تو بہتر (اسکی اجازت سی دودہ لی) نہین تو تو اپنی حاجت کے موافق دودہ پی
لے زیادہ خراب مت کر اسیطرح جب تو کسی باغ پر پہونچے تو باغ والے کو تین بار آواز دے اگر وہ جواب دیوے تو بہتر
ورنہ اپنی بہوک کے موافق (میوہ توڑکر) کہالے لیکن زیادہ خراب مت کر عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ بِحَائِطٍ فَلْيَأْكُلْ وَلَا يَتَّخِذْ خُبْنَةً ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے باغ پر گذرے تو کہالیوے لیکن اپنے کپڑے مین ستا باندہ ہے
ف لے جانے کے لیے اکثر علما نے کہا ہے کہ یہ حدیثین کہ جن مین دودہ یا میوہ لینیکی اجازت ہے مالک کے بےاجازت
منسوخ ہین دوسری حدیثون سے جن مین مسلمان کا مال لینا بے اسکی اجازت کے حرام کیا ہے اور بعضون نے کہا یہ
حدیثین اُس حالت پر محمول ہین جب آدمی بہوک کے مارے بے تاب ہو یعنے مرنیکے قریب ہو مخمصہ کی حالت جیسی حالت
مین تو حرام حلال ہوجاتا ہے پہر میوہ یا دودہ بہی بے اجازت کہا لینا درست ہوگا لیکن یہ ضرور ہے کہ بقدر سد رمق

کھالیوے اور ضرورت سے زیادہ اسکا مال خراب نکرے نہ اپنی ساتھہ باندہ لاوے اور امام احمد اور اسحاق نے کہا کہ ہر مسلمان کو
جب غلہ یا باغ پر گذرے یہ حق حاصل ہے کہ مالک کو پکارے تین بار اگر وہ نہ بولے تو بقدر حاجت دودہ یا میوہ استعمال کرے
اور ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک اور جمہور علما اس سے منع کرتے ہین مگر جب حالت اضطرار ہو تو بقدر رفع ضرورت استعمال
جائز ہے اور طحاوی نے کہا یہ حدیثین اوائل اسلام کی ہین جب ضیافت وجب تھی بعد اسکے یہ حدیثین منسوخ ہو گئین
اور ضیافت کا وجوب جاتا رہا واللہ اعلم **باب** النَّهْيِ اَنْ يُصِيْبَ مِنْهَا شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِ صَاحِبِهَا اسکی ممانعت
کا بیان عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَامَ فَقَالَ لَا يَحْلِبَنَّ اَحَدُكُمْ مَاشِيَةَ
رَجُلٍ بِغَيْرِ اِذْنِهٖ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تُؤْتٰى مَشْرُبَتُهٗ فَيُكْسَرَ بَابُ خِزَانَتِهٖ فَيُنْتَثَلَ طَعَامُهٗ فَاِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ
ضُرُوْعُ مَوَاشِيْهِمْ اَطْعِمَاتِهِمْ فَلَا يَحْتَلِبَنَّ اَحَدُكُمْ مَاشِيَةَ امْرِئٍ بِغَيْرِ اِذْنِهٖ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا کوئی تم مین سے دوسرے کے جانور کا دودہ نہ دوہے بغیر اسکی اجازت کے کیا تم مین
سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ کوئی اسکے بالاخانے یا کوٹھری مین آوے پھر اسکے خزانہ کا دروازہ توڑے
اور اسکا غلہ نکال لیوے ایسا ہی جانورون کے تہن انکے مالکون کے خزانے ہین کھانے کے تو کوئی تم مین سے
دوسرے کے جانور کا دودہ نہ دوہے بغیر اسکی اجازت کے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ اِذْ رَاَيْنَا اِبِلًا مَصْرُوْرَةً بِعِضَاهِ الشَّجَرِ فَثُبْنَا اِلَيْهَا فَنَادَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعْنَا
اِلَيْهِ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْاِبِلَ لِاَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ هُوَ قُوْتُهُمْ وَيُمْنُهُمْ بَعْدَ اللّٰهِ اَيَسُرُّكُمْ لَوْ رَجَعْتُمْ اِلٰى مَزَاوِدِكُمْ فَوَجَدْتُمْ
مَا فِيْهَا قَدْ ذُهِبَ بِهٖ اَتَرَوْنَ ذٰلِكَ عَدْلًا قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنَّ هٰذَا كَذٰلِكَ قُلْنَا اَفَرَاَيْتَ اِنِ احْتَجْنَا اِلَى الطَّعَامِ
وَالشَّرَابِ فَقَالَ كُلْ وَلَا تَحْمِلْ وَاشْرَبْ وَلَا تَحْمِلْ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے ساتھ تھے سفر مین لیتے ہین ہمنے اونٹ دیکھے جنکے تہنون مین دودہ بھرا ہوا تھا کانٹون کے درختون مین تو ہم لپکے اونکی
طرف انکا دودہ پینے کے لیے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو آواز دی ہم لوٹ آئے آپکے پاس آپنے فرمایا یہ اونٹ
ایک مسلمان گہر والون کے ہین اسی مین انکی روزی ہے اور یہی انکا زور ہے اللہ کے بعد یعنے اصل تو زور اور قوت
اللہ کی عنایت کی سبب سے ہے لیکن بظاہر حال غذا سبب ہے زور اور توانائی کا کیا تم خوش ہوگے اس سے کہ تم اپنے
توشہ دانو کے پاس لوٹو اور دیکھو کہ ان مین کا کہانا کوئی لے گیا ہے کیا تم اسکو انصاف سمجھتے ہو لوگون نے عرض
کیا نہین آپنے فرمایا بس یہ بھی ایسا ہی ہے یعنے اونٹ اون لوگون کے توشہ دان ہین اور انکے تہنون مین ان
لوگون کا کہانا ہے ہمنے عرض کیا اگر ہم محتاج ہون کھانے اور پینے کے یعنے سخت ضرورت ہو تو اس حال مین

بھی ایسے جانوروں کا دودھ پینا درست ہے یا نہیں) آپ نے فرمایا (ایسی حالت میں) کھائے لیکن اٹھا نہیں سیطح لرکی
لیکن اٹھا نہیں **بَابُ اتِّخَاذِ الْمَاشِيَةِ** جانور رکھنا کیسا ہے **عَنْ** أُمِّ هَانِئٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَهَا اتَّخِذِي غَنَمًا فَإِنَّ فِيهَا بَرَكَةً ام ہانی سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے فرمایا تو بکریاں رکھ
اس میں برکت ہے **عَنْ** عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ يَرْفَعُهُ قَالَ الْإِبِلُ عِزٌّ لِأَهْلِهَا وَالْغَنَمُ بَرَكَةٌ وَالْخَيْرُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِي
الْخَيْلِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ عروہ بارقی سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اونٹوں کے رکھنے سے تو
عزور پیدا ہوتا ہے اور بکریاں رکھنے سے برکت ہوتی ہے اور گھوڑوں کی تو پیشانی میں بھلائی بندھی ہے قیامت
تک **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّاةُ مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّةِ عبد اللہ بن
عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بکری تو جنت کی جانوروں میں سے ہے **ف** اسکا گوشت بھی پاک
ہے اور کھانیکی چیز ہے حلال طیب ہے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْأَغْنِيَاءَ بِاتِّخَاذِ الْغَنَمِ وَأَمَرَ الْفُقَرَاءَ بِاتِّخَاذِ الدَّجَاجِ وَقَالَ عِنْدَ اتِّخَاذِ الْأَغْنِيَاءِ الدَّجَاجَ يَأْذَنُ اللّٰهُ بِهَلَاكِ
الْقُرَى ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالدار لوگوں کو بکریاں پالنے کا حکم دیا اور
محتاج لوگوں کو مرغیاں پالنے کا (کیونکہ مرغیوں سے انکی روٹی چل جاتی ہے انڈے ہوتے ہیں اور بچے) اور فرمایا جب
مالدار لوگ بھی مرغیاں پالیں تو اللہ حکم دیتا ہے اس بستی کے تباہ کرنے کا **ف** اس حدیث کو ابن عدی اور عقیلی نے بھی
نکالا ابن عباس سے لیکن یہ صحیح نہیں ہے اسکے اسناد میں علی بن عروہ ہے جو حدیث بناتا ہے بعضوں نے کہا یہ حدیث
موضوع ہے **أَبْوَابُ الْأَحْكَامِ** باب حکم اور فیصلے کے **ذِكْرُ الْقُضَاةِ** قاضیوں کا ذکر **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّينٍ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قاضی بنایا گیا لوگوں میں بغیر چھری کے ذبح کیا گیا **ف** یعنے بن مارے
اسکی موت ہوئی اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی اور دارقطنی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے
بھی نکالا ترمذی نے کہا حسن ہے ابن خزیمہ نے کہا صحیح ہے مطلب یہ ہے کہ قضا کا عہدہ بڑے خطرے اور مواخذے کا کام
ہے اور اس میں عاقبت کی خراب ہونیکا ڈر ہے مگر جسکو اللہ تعالی بچاوے اور اسیواسطے اگلے بزرگ لوگوں نے تکلیف
اور ذلت گوارا کی لیکن قضا کا عہدہ نہ لیا چنانچہ امام ابوحنیفہ کو منصور نے مارا اور قید کیا لیکن انہوں نے قاضی بننا
قبول نہ کیا اللہ تعالی انکو جزای خیر دیوے اور انکی برکات ہم پر اتارے **عَنْ** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَ الْقَضَاءَ وُكِلَ إِلَى نَفْسِهِ وَمَنْ جُبِرَ عَلَيْهِ نَزَلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَسَدَّدَهُ انس بن مالک سے

روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص قاضی ہونے کی درخواست کریگا وہ اپنے آپ کو سونپ دیا جاویگا (یعنے خدا کیطرف سے اسکی مدد نہ ہوگی) اور جسکو جبر سے قاضی بنایا جاویگا تو اسپر ایک فرشتہ اتریگا جو اسکو مضبوط کرے گا (قضا کے کاموں میں اور حق کی توفیق دیگا) **عن** عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تَبْعَثُنِي وَاَنَا شَابٌّ اَقْضِي بَيْنَهُمْ وَلَا اَدْرِي مَا الْقَضَاءُ قَالَ فَضَرَبَ بِيَدِهٖ فِي صَدْرِي ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ قَلْبَهٗ وَثَبِّتْ لِسَانَهٗ قَالَ فَمَا شَكَكْتُ بَعْدُ فِي قَضَاءٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ جناب امیر علی مرتضے سے روایت ہی آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو یمن کیطرف بھیجا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھکو بھیجتے ہیں حکومت پر اور میں جوان ہوں میں انکا فیصلہ کرونگا اور مجھکو معلوم نہ ہوگا کیونکر فیصلہ کرتے ہیں یہ سنکر آپنے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر مارا پھر فرمایا یا اللہ ہدایت کر اسکے دل کو اور مضبوط کردے اسکی زبان کو جناب امیر فرماتے ہیں کہ آپ کی اس دعا کی بعد مجھکو دو آدمیوں میں فیصلہ کرنے میں کبھی تردد نہیں ہوا **ف** اللہ جل جلالہ نے برکت دست مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جناب امیر کو علم لدنی عطا فرمایا یہانتک کہ ارشاد ہوا اقضاکم علی اور ارشاد ہوا انا مدینۃ العلم وعلی بابہا اور عرب میں مثل ہوگئی قضیۃ ولا ابا حسن لہا اور حضرت عمر سے منقول ہے لولا علی لہلک عمر غرض فضائل اور علوم جناب امیر مرتضوی کے بیشمار ہیں

بَابُ التَّغْلِيظِ فِي الْحَيْفِ وَالرِّشْوَةِ ظلم کرنے کی اور رشوت کھانیکی سزا **عن** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ حَاكِمٍ يَحْكُمُ بَيْنَ النَّاسِ اِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَلَكٌ اٰخِذٌ بِقَفَاهُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَاءِ فَاِنْ قَالَ اَلْقِهٖ اَلْقَاهُ فِي مَهْوَاةٍ اَرْبَعِينَ خَرِيفًا عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہی آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی حاکم ایسا نہیں جو حکم کرتا ہو لوگوں میں مگر وہ قیامت کے دن آویگا اور ایک فرشتہ اسکی گردن تھامے ہوگا پھر وہ فرشتہ اپنا سر اوٹھاویگا (اللہ جل جلالہ کا حکم اسکے بارہ میں حاصل کرنے کے لیے) اگر حکم ہوگا کہ اسکو پھینک دے تو پھینک دیگا اسکو ایک خندق میں جس میں چالیس برس تک وہ گرتا چلا جاویگا (معاذ اللہ اس خندق کی گہرائی اسقدر ہوگی کہ چالیس برس تک شے اسکی تہ تک پہونچیگی حالانکہ اوپر سے نیچے گرنے کی حرکت بہت تیز ہوتی ہے **ف** ترمذی نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چھوٹا سا پتھر اسکی مثل اور آپنے کھوپری کی مثل کی طرف اشارہ کیا چھوڑا جاوے آسمان سے زمین کی طرف حالانکہ ان دونوں کے درمیان پانچسو سال کا راہ ہی تو زمین پر رات سے پہلے پہونچ جاوے اور اگر یہی پتھر دوزخ کے زنجیر کے سر سے پھینکا جاوے تو چالیس سال رات دن چلا جاوے اس سے پہلے اسکے گہراؤ میں پہونچے) **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي اَوْفٰى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْقَاضِي مَا لَمْ يَجُرْ فَاِذَا جَارَ وَكَلَهٗ اِلٰى نَفْسِهٖ عبد اللہ بن ابی اوفے سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ جل جلالہ قاضی کے ساتھ ہی جب تک وہ ظلم نکرے جب

اسنے ظلم کیا اللہ اسکو چھوڑ دیتا ہے خود ہی کو سونپ دیتا ہے **عن** عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعنۃ اللہ علی الراشی والمرتشی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کی لعنت ہے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر **ف** رشوت لینے والے پر تو ظاہر ہے کہ وہ رشوت لیکر ضرور اس فریق کی رعایت کریگا جس سے رشوت کھاویگا اور رشوت دینے والے پر اسواسطے کہ وہ رشوت دیکر اسکو ظلم اور ناحق کرنے پر مائل کریگا بعض پچھلے علماء نے لکھا ہے کہ اگر اسکا مقدمہ حق ہو اور کوئی حاکم بغیر رشوت لیے حق فیصلہ نہ کرتا ہو تو ظلم کو دفع کرنے کے لیے اگر رشوت دیوے تو گنہگار نہ ہوگا لیکن حدیث مطلق ہے اور یہ پچھلے علما کا اجتہاد ہے پس ضرور ہے کہ رشوت دینے اور لینے دونو سے پرہیز کرے اسی طرح رشوت دلانے اور اسکی دلالی کرنے سے اور یہ سب امور باعث لعنت ہیں

باب الحاکم یجتہد فیصیب الحق

جو کوئی حاکم اجتہاد کرے پھر حق کو پہونچ جاوے **عن** عمرو بن العاص انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا حکم الحاکم فاجتہد فاصاب فلہ اجران واذا حکم فاجتہد فاخطأ فلہ اجر قال یزید فحدثت بہ ابا بکر بن عمرو بن حزم فقال ھکذا حدثنیہ ابو سلمۃ عن ابی ہریرۃ عمرو بن عاص سے روایت ہے انہوں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جب حاکم حکم کرے اور اجتہاد کرے اور اسکا اجتہاد ٹھیک ہو تو اسکو دو اجر ملینگے اور جب حکم کرے اور اجتہاد کرے اور خطا کرے تو اسکو ایک اجر ملیگا۔ یزید بن عبد اللہ نے کہا (جو اس حدیث کا راوی ہے محمد بن ابراہیم تیمی سے) کہ مینے یہ حدیث ابوبکر بن عمرو بن حزم سے بیان کی انہوں نے کہا مجھ سے ابو سلمہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسی روایت کی **عن** ابی ہاشم قال لولا حدیث ابن بریدۃ عن ابیہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال القضاۃ ثلثۃ اثنان فی النار وواحد فی الجنۃ رجل علم الحق فقضی بہ فھو فی الجنۃ ورجل قضی للناس علی جھل فھو فی النار ورجل جار فی الحکم فھو فی النار لقلنا ان القاضی اذا اجتہد فھو فی الجنۃ ابو ہاشم نے کہا اگر بریدہ کی حدیث نہ ہوتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قاضی تین طرح کے ہیں ان میں سے دو دوزخی ہیں اور ایک جنتی ایک وہ قاضی جس نے حق کو جانا اور حق فیصلہ کیا وہ جنتی ہے دوسرے وہ قاضی جس نے فیصلہ کیا جاہل رہکر وہ دوزخی ہے تیسرے وہ قاضی جس نے ظلم کیا حکم میں (یعنے علم رکھکر حق کے خلاف فیصلہ کیا) وہ دوزخی ہے تو ہم کہتے کہ قاضی جب اجتہاد کرے تو وہ جنتی ہے **ف** لیکن حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ صرف اجتہاد کافی نہیں ہے بلکہ حق کا علم یعنے یقین ضرور ہے علما کے نزدیک یہ حدیث تہدید و تشدد کے اوپر محمول ہے اور انہوں نے اتفاق کیا ہے اسپر کہ قضا کے لیے صرف اجتہاد یعنے غلبہ ظن کافی ہے اور اجتہاد تو ہمیشہ ظنی ہی ہوتا ہے کیونکہ اس میں خطا کا احتمال رہتا ہے اور دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ مجتہد اگر خطا بھی کرے گا تو اسکو ایک اجر ملیگا

عمرو بن عاص کی حدیث صحیحین مین موجود ہے اور ایک روایت مین یون ہے کہ اگر اجتہاد ٹھیک ہوگا تو اسکو دس اجر ملینگے اس حدیث
سے یہی نکلتا ہے کہ قاضی کا مجتہد ہونا ضرور ہے اور مقلد کا قاضی ہونا صحیح نہین ہے کیونکہ علم کا اطلاق نہین ہوتا مگر مجتہد
پر حق کا علم یعنے کتاب اور سنت کا علم اسیکو ہوتا ہے اور مقلد تو کتاب اور سنت اور دلیل سے بیخبر ہوتا ہے صرف اپنے امام
کا قول معلوم کر لیتا ہے اور مجتہد ہے اشباہ کا حکم کرے گا جو اسکو دکھلاوے مقلد تو اپنے امام کے کہنے کے مطابق حکم
کرے گا اور بریدہ کی اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی اور حاکم نے بھی نکالا اور کہا وہ صحیح ہے اور ابن حجر نے اس
حدیث کی کل طریقون کو ایک جداگانہ رسالہ مین جمع کیا اور قرآن مین ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون
والظالمون والفاسقون اور حکم بما انزل اللہ مجتہد ہی کی شان ہے نہ مقلد کی اور معاذ کی حدیث مین ہے کہ مین فیصلہ کرونگا
اللہ کی کتاب کے موافق اگر اس مین نہ ملیگا تو حدیث کے موافق اگر اس مین بھی نہ ملیگا تو اپنی رائے سے فیصلہ کرونگا یہ بھی
مجتہد ہی کی شان ہے مقلد تو نہ قرآن کو دیکھتا ہے نہ حدیث کو صرف درمختار اور کنز اور وقایہ پر عمل کرتا ہے اور اسکو یہ بھی خبر
نہین ہوتی کہ یہ حکم کتاب وسنت مین موجود بھی ہے یا نہین اور اگر مقلد دعوی کرے کہ اس نے اپنی رائے سے حکم دیا تو اس
کا یہ دعوی جھوٹ ہوگا کیونکہ وہ خود اقرار کرتا ہے کہ نہ وہ کتاب پہچانتا ہے نہ سنت اور سید علامہ محمد بن اسمعیل امیر نے ایک
مستقل رسالہ اجتہاد کے آسان ہونے کے باب مین لکھا ہے اور اہلحدیث کا مذہب یہی ہے کہ مقلد کا قاضی ہونا صحیح نہین ہے
(روضہ مختصرا) مترجم کہتا ہے ہمارے زمانہ مین چند بیوقوفون نے جنکو تمیز نہین ہے یہ دعوی کیا ہے کہ مجتہد ہونا اس زمانہ مین
محال ہے حالانکہ برعکس انکے دعوی کے ہم یہ کہتے ہین کہ مجتہد ہونا اس زمانہ مین بہت سہل ہے اور مجتہد ہونے کے لیے
منطق اور اصول اور کلام کی مشکل کتابین پڑھنے کی ضرورت نہین ہے صحابہ کرام ان علوم سے محض ناواقف
تھے اور صرف کتاب اور سنت کو کسیقدر جانتے تھے لیکن انکا اجتہاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلیم کیا اور انکو اپنی
رائے سے فیصلہ کرنے کی اجازت دی اب بھی مجتہد ہونا چاہے اسکو صرف قرآن کے احکام کی آیتین مع تفسیر اور دلیل
کے اور ناسخ اور منسوخ کی معرفت اور احکام کی حدیثین منضبط کر لینا کافی ہے اور جو حکم ان دونون مین نہ ملے اس مین
اپنی رائے کیموافق حکم دیوے ہمارے سید علامہ نے آیات احکام کی تفسیر مین ایک کتاب نیل المرام نہایت مختصر اور عمدہ
لکھی ہے قرآن کا علم اسکے پڑھ لینے سے پورا ہو جاتا ہے اور احکام کی حدیثین ضروری منتقی الاخبار مین ابن تیمیہ کے موجود
ہین اسیطرح تلخیص حافظ ابن حجر کی یہ بھی احادیث احکام مین ایک جامع کتاب ہے پھر جو کوئی نیل المرام اور تلخیص یا منتقی الاخبار
کو خوب یاد کر لیوے وہ کتاب اور سنت سے بخوبی واقف ہو سکتا ہے اور اسکا علم ان صحابہ کے برابر پہونچ جاتا ہے بلکہ زیادہ
ہو جاتا ہے جنکے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد جائز رکھا صرف اتنا اور ضرور ہے کہ صحابہ اہل زبان تھے اور انکو

نحو اور صرف اور لغت کی حاجت نہ تھی اگر یہ شخص عربی نہ ہو تو بقدر ضرورت علم عربیت اور لغت بھی حاصل کر لیوے اور اتنا اجتہاد
شرعی اور تقلید سے نکلنے کے لیے کافی ہے اب پچھلے فقیہوں نے جو اجتہاد کو ایک ہوّا (مہیب) بنا دیا ہے اور اسکو ایسا
مشکل کر دیا ہے کہ عمر بھر کی محنت میں بھی اسکا حاصل ہونا دشوار ہے یہ ان کی خود رائی اور کوتہ اندیشی ہے شارع علیہ السلام
نے اجتہاد کے لیے ان باتوں کی کبھی شرط نہیں کہی اور اگر اجتہاد ایسا کام ہو تو صحابہ یا تابعین میں کوئی مجتہد نہ ہو گا حالانکہ
یہ بالبداہت باطل ہے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جو کوئی اس زمانہ میں منتقی الاخبار یا تلخیص منضبط کر لیوے وہ علم حدیث میں اگلے
بعض اماموں سے زیادہ ہو گا جنکو یہ پچھلے علما مجتہد خیال کرتے ہیں امام ابو حنیفہ کی مرویات مرفوعہ کتب حدیث میں ڈیڑھ سو
سے زیادہ نہیں اور اکثر حدیثوں میں اُن سے سہو اور مسامحہ بھی ہوا ہے واللہ اعلم **باب** لَا يَحْكُمُ الْحَاكِمُ وَهُوَ غَضْبَانُ
حاکم غصے کی حالت میں حکم نہ کرے **عن** اَبِي بَكْرَةَ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا
يَقْضِي الْقَاضِي بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ قَالَ هِشَامٌ فِي حَدِيثِهِ لَا يَنْبَغِي لِلْحَاكِمِ اَنْ يَقْضِيَ بَيْنَ اثْنَيْنِ
وَهُوَ غَضْبَانُ ابو بکرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قاضی جب غصے ہو تو اسوقت دو آدمیوں میں
حکم نہ کرے ہشام نے یوں کہا کہ حاکم کو نہیں چاہیے کہ دو آدمیوں میں فیصلہ کرے جب وہ غصہ ہو **ف** یہ حدیث صحیحین
میں ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو غصے کی حالت میں زبیر کا فیصلہ کیا ایک انصاری کے ساتھ تو یہ خصوصیت
تھی آپ کی کیونکہ آپ معصوم تھے حالت غضب اور رضا دونوں میں اور ظاہر یہ ہے کہ ممانعت تحریمی ہے اسپر بھی
جمہور علما نے یہ کہا ہے کہ اگر کوئی غصہ کی حالت میں فیصلہ کرے اور وہ فیصلہ حق ہو تو صحیح ہو گا ابن قیم نے کہا مفتی
غصے یا بھوک یا قلق یا غم کی حالت میں نیند کے غلبہ میں یا پاخانے یا پیشاب کی حاجت میں فتوے نہ دیوے اسیطرح
جب دل اور طرف لگا ہوا ہو کیونکہ اس میں احتمال ہے خطا کا اسپر بھی اگر اسکا فتوی ان حالتوں میں صحیح ہو تو نافذ
ہو جاویگا اور امام احمد نے کہا اگر مقدمہ سننے سے پہلے غصہ ہو تو وہ حکم نافذ نہ ہو گا (روضہ مختصراً) **باب**
قَضِيَّةُ الْحَاكِمِ لَا تُحِلُّ حَرَامًا وَلَا تُحَرِّمُ حَلَالًا حاکم کے حکم کر دینے سے جو حرام ہے وہ حلال نہ ہو گا اور جو حلال ہے وہ
حرام نہ ہو گا **ف** یعنے قاضی کی قضا صرف ظاہراً نافذ ہو گی نہ ظاہراً اور باطناً دونوں جیسے حنفیہ نے گمان کیا ہے
عن اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ اِلَيَّ وَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَلَعَلَّ
بَعْضَكُمْ اَنْ يَكُونَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ وَاِنَّمَا اَقْضِي لَكُمْ عَلٰى نَحْوِ مِمَّا اَسْمَعُ مِنْكُمْ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ
حَقِّ اَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَاْخُذْهُ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ يَاْتِي بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تم میرے پاس جھگڑتے ہو اور میں تو آدمی ہوں اور غیب کی

بات نہیں جانتا) اور شاید تم میں سے کوئی دلیل بیان کرنے میں دوسرے سے بہتر ہو اور میں جیسا تم سے سنتا ہوں اسی کے موافق فیصلہ کر دیتا ہوں اب اگر میں کسی کو اسکے بھائی کا حق دلا دوں تو وہ اسکو نہ لیوے اس خیال سے کہ میں نے اسکو دلا دیا میں اسکو آگ کا ایک ٹکڑا دلاتا ہوں جسکو وہ لیکر آوے گا قیامت کے دن **ف** یہ حدیث صحیحین میں موجود ہے اور شافعی نے کہا اسپر اجماع ہے کہ حاکم کا حکم حرام کو حلال نہیں کر سکتا نووی نے کہا اب یہ قول کہ حاکم کا حکم ظاہرا اور باطنا دونوں طرح نافذ ہو جاتا ہے اس حدیث صحیح اور اجماع دونوں کے خلاف ہے اور حنفیہ نے جو ایسا کہا ان کے پاس اسکی کوئی دلیل نہیں ہے حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ قاضی کی قضا ظاہرا و باطنا دونوں طرح نافذ ہے پس اگر دو شخصوں نے جھوٹی گواہی دیدی کہ فلانے مرد نے اپنی عورت کو طلاق دیا ہے اور قاضی نے طلاق کا حکم دیدیا تو وہ عورت اپنے خاوند سے جدا ہو جاویگی اور دوسرے شخص کو اس سے نکاح کرنا جائز ہو جاویگا اگرچہ اسکو معلوم ہو کہ یہ گواہی جھوٹ دی تھی اور حقیقت میں اسکے خاوند نے اسکو طلاق نہیں دیا تھا سبحان اللہ یہ عجب مذہب اور عجب قول ہے جسکی قباحتیں بے شمار ہیں اب اس زمانہ میں جب جھوٹ کا رواج ہو گیا ہے ہر شخص دوسرے کا مال اور ناموس عدالت سے جھوٹا فیصلہ حاصل کر کے حلال کر لیگا اور بے فکری کے ساتھ مزے اڑایگا آخرت کا بھی دغدغہ نہ ہوگا میرے نزدیک حنفیہ کا یہ قول صریح غلط ہے اور حدیث صحیح اور اجماع کے مخالف ہے اور حنفیہ کو اس سے رجوع کرنا چاہیے اور اہلحدیث کی پیروی کرنا چاہیے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے سے کوئی چیز درست نہیں ہوئی تو اور کسی حاکم یا قاضی کی کیا حقیقت ہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ یَّكُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ فَمَنْ قَطَعْتُ لَهٗ مِنْ حَقِّ اَخِیْهِ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تو آدمی ہوں اور شاید تم میں سے کوئی اپنی دلیل بیان کرنے میں زیادہ ہوشیار ہو یعنے اسکی تقریر عمدہ اور فصیح ہو دوسرے کی نسبت) پھر میں جسکو اسکے بھائی کے حق میں سے کچھ دلا دوں تو میں اسکو انگار کا ایک ٹکڑا دلاتا ہوں **بَاب** مَنِ ادَّعٰی مَا لَیْسَ لَهٗ وَخَاصَمَ فِیْهِ جس شخص نے پرایا مال لے لیا اور اسکے لیے جھگڑا کیا **عَنْ** اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰی مَا لَیْسَ لَهٗ فَلَیْسَ مِنَّا وَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ ابوذر سے روایت ہے انہوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جس نے دعوی کیا اس مال کا جو اسکا نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لیوے **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعَانَ عَلٰی خُصُوْمَةٍ بِظُلْمٍ اَوْ یُعِیْنُ عَلٰی ظُلْمٍ لَمْ یَزَلْ فِیْ سَخَطِ اللّٰهِ حَتّٰی یَنْزِعَ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مدد کرے کسی نالش پر ظلم سے یا ظلم کی مدد کرے تو وہ اللہ تعالی کے غصے میں رہیگا یہانتک کہ اس سے نکل **ف** یعنے اس امر سے توبہ کرے اور اسکو

چھوڑ دیوے **باب** البینة علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ مدعی پر گواہ ہیں اور مدعی علیہ پر قسم ہے

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لو یعطی الناس بدعواھم ادعی ناس دماء رجال واموالھم ولکن الیمین علی المدعی علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر لوگوں کو ملجاتا جو وہ دعوے کرتے تو بعضے لوگ دوسروں کا مال اور انکی جانوں کا دعوی کر بیٹھتے (ناحق) لیکن مدعی علیہ کو قسم کھانا چاہیے **ف** جب مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں اگر قسم کھا لیوے تو دعوی سے بری ہو گیا نہیں تو دعوی کے موافق ادا کرے صحیحین میں یہ حدیث موجود ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کیا قسم کا مدعی علیہ پر اور بیہقی نے باسناد صحیح یوں نکالا البینة علی المدعی والیمین علی من انکر اور ابن حبان نے ابن عمر سے ایسا ہی نکالا اور ترمذی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے ایسا ہی اور جمہور علما کا یہی قول ہے لیکن امام مالک نے کہا کہ مدعی علیہ کو اسیوقت قسم دلائی جاوے گی جب اس سے اور مدعی سے کوئی معاملہ یا دادوستد ہو ورنہ ہر پاجی اور رذیل شخص بھلے آدمیوں پر دعوے کر کے ان سے قسم لیگا اور یہ قیاس ہے مقابلہ نص جو قبول کے لائق نہیں ہے (روضہ) **عن** الاشعث بن قیس قال کان بینی وبین رجل من الیھود ارض فجحدنی فقدمتہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل لک بینة قلت لا قال للیھودی احلف قلت اذا یحلف فیذھب بمالی فانزل اللہ سبحانہ ان الذین یشترون بعھد اللہ وایمانھم ثمنا قلیلا الی اخر الایة اشعث بن قیس سے روایت ہے میرے اور ایک یہودی کے درمیان ایک زمین مشترک تھی یہودی میرا حصہ مکر گیا میں اسکو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا آپ نے فرمایا تیرے پاس گواہ ہیں میں نے عرض کیا نہیں آپ نے یہودی سے فرمایا تو قسم کھا میں نے عرض کیا وہ تو قسم کھا لیگا اور میرا مال ہضم کر لیگا تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری جو لوگ اللہ کے عہد اور قسم کے بدل تھوڑا مال لیتے ہیں اخیر تک **باب** من حلف علی یمین فاجرة لیقتطع بھا مالا جو کوئی جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال مار لیوے

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حلف علی یمین وھو فیھا فاجر یقتطع بھا مال امرء مسلم لقی اللہ وھو علیہ غضبان عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے اور وہ جانتا ہے کہ یہ قسم جھوٹ ہے اور کسی مسلمان کا مال اسکی وجہ سے مار لیوے تو وہ اللہ تعالی سے ملیگا اور اللہ تعالی اس پر غصے ہوگا **ف** کیونکہ اس نے سخت قصور کیا ایک تو اپنے بھائی پر ظلم کیا اسکا مال ناحق مارا دوسرے اللہ کے نام کی بے حرمتی کی اسکا نام لیکر جھوٹ بولا معاذ اللہ جب وہ غصے ہو تو کہاں ٹھکانا ہے

عن ابی امامة الحارثی حدثہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یقتطع رجل حق

أَمْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَأَوْجَبَ لَهُ النَّارَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا قَالَ وَإِنْ كَانَ سِوَاكًا مِنْ أَرَاكٍ ابو امامہ حارثی سے روایت ہے اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے جو شخص قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مار لیوے تو اللہ تعالیٰ جنت کو اُس پر حرام کر دیگا اور دوزخ کو اُسکے لیے واجب کر دیگا ایک شخص لوگوں میں سے بولا یا رسول اللہ اگرچہ ذری سی چیز ہو آپ نے فرمایا اگرچہ پیلو کی ایک مسواک ہو **ف** مکہ ذری سی چیز کے لیے جھوٹی قسم کھانا اور زیادہ سخت ہے **بَابُ** الْيَمِينِ عِنْدَ مَقَاطِعِ الْحُقُوقِ قسم کہاں کھاوے **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِيَمِينٍ آثِمَةٍ عِنْدَ مِنْبَرِي هٰذَا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَلَوْ عَلَى سِوَاكٍ أَخْضَرَ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے جھوٹی میرے اس منبر کے پاس وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لیوے اگرچہ ایک ہری مسواک کے لیے قسم کھاوے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹی قسم متبرک مقام میں کھانا اور زیادہ سخت گناہ ہے اگرچہ ہر جگہ جھوٹی قسم کھانا خود ایک سخت گناہ ہے اور بعض علما نے یہ کہا ہے کہ مدعی کو اختیار ہے جہاں پر چاہے اور جن الفاظ سے چاہے مدعی علیہ سے قسم لے سکتا ہے اور بعضوں نے کہا صرف دار القضا میں قسم وہ بھی اللہ کے نام کی کھانا کافی ہے اس سے زیادہ کے لیے مدعی جبر نہیں کر سکتا **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْلِفُ عِنْدَ هٰذَا الْمِنْبَرِ عَبْدٌ وَلَا أَمَةٌ عَلَى يَمِينٍ آثِمَةٍ وَلَوْ عَلَى سِوَاكٍ رَطْبٍ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس منبر کے پاس کوئی غلام یا لونڈی (یعنے مرد یا عورت) جو جھوٹی قسم کھاوے اگرچہ ایک تازی مسواک کے لیے اسکے لیے دوزخ واجب ہو جاویگی **بَابُ** بِمَا يُسْتَحْلَفُ أَهْلُ الْكِتَابِ یہود اور نصاریٰ کو کیونکر قسم دیویں **عَنِ** الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا رَجُلًا مِنْ عُلَمَاءِ الْيَهُودِ فَقَالَ أَنْشُدُكَ بِالَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلَى مُوسَى براء بن عازب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک یہودی ملا پر دعویٰ کیا تو فرمایا میں تجھ کو قسم دیتا ہوں اس اللہ کی جس نے توراۃ اتاری موسیٰ علیہ السلام پر **ف** ایسا کہنے سے یہودی کے دل پر زیادہ اثر ہوتا ہے اور نصرانی سے یوں کہیں گے قسم کھا اس اللہ کی جس نے انجیل اتاری حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيَهُودِيَّيْنِ أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو یہودیوں سے میں تم دونوں کو قسم دیتا ہوں اس اللہ کی جس نے توراۃ اتاری حضرت موسیٰ علیہ السلام پر **بَابُ** الرَّجُلَانِ يَدَّعِيَانِ السِّلْعَةَ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ دو آدمی ایک چیز کا دعوے کرتے ہوں اور کسی کے پاس گواہ نہ ہوں **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّ

رَجُلَيْنِ ادَّعَيَا دَابَّةً وَّلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ فَأَمَرَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْتَهِمَا عَلَى الْيَمِينِ
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے دو شخصوں نے ایک جانور کا دعوی کیا اور کسی کے پاس گواہ نہ تھے آخر آپنے ان دونوں کو حکم دیا
کہ قرعہ ڈالیں اور جسکے نام قرعہ نکلے وہ قسم کھا کر وہ جانور لے لیوے **ف** صورت اسکی یہ ہے کہ جانور ایک تیسرے شخص کے
پاس ہو اور دو شخص اسکا دعوی کریں اور تیسرا شخص کہے کہ میں اصل مالک کو نہیں پہچانتا حضرت علی کا یہی قول ہے اور
شافعی کے نزدیک وہ جانور تیسرے کے پاس رہیگا اور ابو حنیفہ کے نزدیک دونوں مدعیوں کو آدھا آدھا بانٹ دیں گے اسیطرح
اگر دو شخص ایک چیز کا دعوی کریں اور دونوں گواہ قائم کریں اور کوئی وجہ ترجیح کی نہ ہو تو اس چیز کو آدھا آدھا بانٹ دیں گے ابوداؤد
اور حاکم اور بیہقی نے ابو موسی سے ایسا ہی نکالا کہ دو شخصوں نے ایک اونٹ کا دعوی کیا حضرت کے زمانہ میں اور دونوں
نے گواہ قائم کیے تو آپنے اُس اونٹ کو دونوں میں آدھوں آدہ بانٹ دیا اور ابن حبان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسا
ہی نکالا اور ابن ابی شیبہ نے تمیم بن طرفہ سے اور طبرانی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے **عَنْ** أَبِي مُوسَى أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَصَمَ إِلَيْهِ رَجُلَانِ بَيْنَهُمَا دَابَّةٌ وَلَيْسَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ فَجَعَلَهَا بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ ابو موسے
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو شخصوں نے جھگڑا کیا ایک جانور میں اور کسی کے پاس گواہ نہ تھا آپنے
اُسکو آدھوں آدہ بانٹ دیا دونوں کو **باب** مَنْ سُرِقَ لَهُ شَيْءٌ فَوَجَدَهُ فِي يَدِ رَجُلٍ اشْتَرَاهُ ایک شخص کی چیز چوری
گئی پھر ایک شخص کے پاس ملی جس نے اسکو خریدا **عَنْ** سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا ضَاعَ لِلرَّجُلِ مَتَاعٌ أَوْ سُرِقَ لَهُ مَتَاعٌ فَوَجَدَهُ فِي يَدِ رَجُلٍ يَبِيعُهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ وَيَرْجِعُ الْمُشْتَرِي عَلَى الْبَائِعِ
بِالثَّمَنِ سمرہ بن جندب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی کا کچھ مال جاتا رہے یا چوری جاوے پھر اسکو
ایک شخص کے پاس پاوے بیچتے ہوئے تو وہ اُس مال کا زیادہ حقدار ہے (یعنے اصل مالک جسکا مال چوری گیا تھا وہ اپنی
شے لے لیوے) اور جس نے اسکو خریدا وہ اپنے بیچنے والے سے قیمت پھیر لیوے **ف** اور وہ اپنے بیچنے والے سے
یہانتک کہ چور کا پتہ لگ جاوے اور وہ گرفتار ہو اگر جس سے اس نے مول لیا نہ ملے تو اسکا روپیہ گیا لیکن اصل مالک اپنی
شے لے لیوے گا **باب** الْحُكْمِ فِيمَا أَفْسَدَتِ الْمَوَاشِي جانور جو مال خراب کر دیں اسکا کیا حکم ہے **عَنِ** ابْنِ مُحَيِّصَةَ
الْأَنْصَارِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَاقَةً لِلْبَرَاءِ كَانَتْ ضَارِيَةً دَخَلَتْ فِي حَائِطِ قَوْمٍ فَأَفْسَدَتْ فِيهِ فَكُلِّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا فَقَضَى أَنَّ حِفْظَ الْأَمْوَالِ عَلَى أَهْلِهَا بِالنَّهَارِ وَعَلَى أَهْلِ الْمَوَاشِي مَا أَصَابَتْ مَوَاشِيهِمْ
بِاللَّيْلِ ابن محیصہ انصاری سے روایت ہے براء کی ایک سانڈنی تھی چنچل (یعنے شریر) وہ لوگوں کے باغ میں چلی گئی اور
انکا باغ خراب کیا پھر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا ذکر کیا آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ دن کو اپنے مالوں کی دیکھ

باغ یا کھیت ہی حفاظت مال والون کے ذمہ ہے اگر دن کو جانور نقصان کر دیوے تو جانور والے سے مواخذہ نہ ہوگا لیکن رات کو جو جانور نقصان کرین وہ جانور والون کو دینا ہوگا ف اسلیے کہ رات کو جانور والون کو چاہیے کہ اپنے جانور باندھکر رکھین جب انھون نے چھوڑ دیا اور کسیکا نقصان کیا انکو بھرنا پڑے گا عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ نَاقَةً لِآلِ الْبَرَاءِ اَفْسَدَتْ شَيْئًا فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ براء بن عازب سے روایت ہی براء کی ایک سانڈنی نے کسیکا مال بگاڑ دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا فیصلہ کر دیا جیسے اوپر گذرا

بَابُ الْحُكْمِ فِيْمَنْ كَسَرَ شَيْئًا

کوئی شخص کسیکی چیز توڑ ڈالے عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ سُوَاءَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ اَخْبِرِيْنِيْ عَنْ خُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اَوَمَا تَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَصْحَابِهِ فَصَنَعْتُ لَهُ طَعَامًا وَصَنَعَتْ لَهُ حَفْصَةُ طَعَامًا قَالَتْ فَسَبَقَتْنِيْ حَفْصَةُ فَقُلْتُ لِلْجَارِيَةِ انْطَلِقِيْ فَاَكْفِئِيْ قَصْعَتَهَا فَلَحِقَتْهَا وَقَدْ هَمَّتْ اَنْ تَضَعَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكْفَاَتْهَا فَانْكَسَرَتِ الْقَصْعَةُ وَانْتَشَرَ الطَّعَامُ قَالَتْ فَجَمَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا فِيْهَا مِنَ الطَّعَامِ عَلَى النَّطْعِ فَاَكَلُوْا ثُمَّ بَعَثَ بِقَصْعَتِيْ فَدَفَعَهَا اِلٰى حَفْصَةَ فَقَالَ خُذُوْا ظَرْفًا مَكَانَ ظَرْفِكُمْ وَكُلُوْا مَا فِيْهَا قَالَتْ فَمَا رَاَيْتُ ذٰلِكَ فِيْ وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بنی سوءہ کی ایک مرد سے روایت ہی مین نے حضرت عائشہ ام المومنین سے کہا مجھ سے بیان کرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا حال انہون نے کہا کیا تو نے قرآن مین نہین پڑھا وانک لعلی خلق عظیم یعنے تو بڑے اخلاق والا ہے پھر انہون نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تھے مینے آپکے لیے کھانا طیار کیا اور ام المومنین حفصہ نے بھی طیار کیا لیکن حفصہ مجھ سے پہلے کھانا لیکر آئین مینے اپنی چھوکری سے کہا جا اور حفصہ کا پیالہ کھانے کا اولٹ دے وہ گئی اور اُسنے اولٹنا چاہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اوسنے اولٹا تو پیالہ ٹوٹ گیا اور کھانا سب مین پھیل گیا حضرت عائشہ نے کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کھانا اس پیالہ مین تھا اسکو اکٹھا کیا دسترخوان پر اور سب لوگون نے کھایا پھر مینے اپنے کھانیکا پیالہ بھیجا آپ نے وہ پیالہ حفصہ کو دیدیا انکے پیالے کے عوض) اور فرمایا برتن لو اپنے برتن کے عوض اور جو کھانا اس مین ہے وہ کھالو حضرت عائشہ نے کہا پھر مینے اس بات کا کوئی اثر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک مین نہین پایا ف دوسری روایت مین ہے کہ آپنے فرمایا لوگون سے تمہاری ماں کو رشک ہوا اور کوئی ہوتا تو ضرور بڑی خفگی کرتا لیکن آپ کا علم وکرم سبحان اللہ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اِحْدٰى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاَرْسَلَتْ اُخْرٰى بِقَصْعَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتْ يَدَ الرَّسُوْلِ فَسَقَطَتِ الْقَصْعَةُ فَانْكَسَرَتْ فَاَخَذَ

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَسْرَتَيْنِ فَضَمَّ إِحْدَاهُمَا إِلَى الْأُخْرَى فَجَعَلَ يَجْمَعُ فِيهِمَا الطَّعَامَ وَيَقُولُ غَارَتْ أُمُّكُمْ كُلُوا فَأَكَلُوا حَتَّى جَاءَتْ بِقَصْعَتِهَا الَّتِي فِي بَيْتِهَا فَدَفَعَ الْقَصْعَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَى الرَّسُولِ وَتَرَكَ الْمَكْسُورَةَ فِي بَيْتِ الَّتِي كَسَرَتْهَا انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بی بیوں میں سے ایک بی بی کے پاس تھے (حضرت عائشہ پاس) اتنے میں ایک دوسری بی بی (حضرت حفصہ) نے آپ کو ایک پیالہ بھیجا کھانیکا پہلی بی بی نے (حفصہ سے) جو پیالہ لایا تھا اسکے ہاتھ پر مار اپیالہ گر گیا اور ٹوٹ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں ٹکڑوں کو پیالہ کے اٹھایا اور دونوں کو جوڑا اور کھانا اوٹھا کر اس میں کہتے تھے اور فرماتے تھے تمہاری ماں کو رشک ہوا کہ میری کھانے طیار ہونے سے پہلے اس بی بی نے کیوں کھانا بھیجدیا اب آپ ہی کھانا کھالیں گے اور میرا کھانا بیکار جاویگا کھانا کھا لو آپنے ان صحابہ سے فرمایا جو سوقت آپکے پاس حاضر تھے پھر پہلی بی بی (جنہوں نے پیالہ توڑا تھا) اپنے گھر سے ایک پیالہ لائیں آپنے ثابت پیالہ اس شخص کو دیدیا جو کھانا لیکر آیا تھا (دوسری بی بی حضرت حفصہ کے پاس سے) اور ٹوٹا ہوا پیالہ اس بی بی کے گھر میں رہنے دیا جس نے پیالہ توڑا تھا (یعنے حضرت عائشہ کے گھر میں) **بَابُ** الرَّجُلِ يَضَعُ خَشَبَةً عَلَى جِدَارِ جَارِهِ اپنے ہمسایہ کی دیوار میں لکڑیاں گاڑے تو کیا ہے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدَكُمْ جَارُهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِي جِدَارِهِ فَلَا يَمْنَعْهُ فَلَمَّا حَدَّثَهُمْ أَبُو هُرَيْرَةَ طَأْطَئُوا رُءُوسَهُمْ فَلَمَّا رَآهُمْ قَالَ مَا لِي أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِينَ وَاللّٰهِ لَأَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اسکو پہونچاتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک آپ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا ہمسایہ اسکی دیوار پر لکڑیاں رکھنے کی اجازت مانگے تو اس کو منع نکرے (بلکہ اجازت دیوے کیونکہ اس میں کوئی نقصان نہیں بلکہ فائدہ ہے کہ دیوار کی حفاظت ہوگی پانی سے جب وہ مکان بن جاویگا) جب ابو ہریرہ نے لوگوں سے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے اپنے سروں کو جھکا لیا ابو ہریرہ نے یہ دیکھکر کہا کیوں کیا ہوا میں دیکھتا ہوں تم اس حدیث سے مونہہ پھیرتے ہو اسکو سننا نہیں چاہتے (قسم خدا کی میں تو اس حدیث کو تمہاری مونڈھوں پر ماروں گا یعنے ہر وقت تمکو سناؤنگا یا تمہاری مونڈھوں کے بیچ میں اس حدیث کو لکھکر لگا دوں گا کہ ہر وقت ہر شخص دیکھے اور تم اسکو چھپا نہ سکو بعض روایتوں میں اکنافکم نون سے ہے یعنے تمہاری ہر طرف اس حدیث کو پھیلاؤں گا اب اختلاف ہے علما کا کہ یہ حکم یعنے ہمسایہ کو کڑیاں لگا لینے کی اجازت دینا استحباباً ہے یا وجوباً شافعی کے اس میں دو قول ہیں اور ابو حنیفہ کے نزدیک استحباباً ہے اور امام احمد اور اہلحدیث کے نزدیک وجوباً ہے اور یہی صحیح ہے **عَنْ** عِكْرِمَةَ بْنِ سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَخَوَيْنِ مِنْ بَنِي مُغِيرَةَ أَعْتَقَ أَحَدُهُمَا أَنْ لَا يَغْرِزَ خَشَبًا فِي جِدَارِهِ فَأَقْبَلَ مُجَمِّعُ بْنُ يَزِيدَ

فقالوا نشهد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يمنع احدكم جاره يغرز خشبة في جداره فقال يا اخي انك مقضي لك علي وقد حلفت فاجعل اسطوانا دون حائطي او جداري فاجعل عليه خشبك

ترجمہ عکرمہ بن سلمہ سے روایت ہے بنی مغیرہ کے دو بھائیوں میں سے ایک بھائی نے یہ شرط لگائی کہ اگر میری دیوار میں تو کڑیاں لگادے تو میرا غلام آزاد ہے پھر مجمع بن یزید اور انصار کے بہت آدمی آئے اور کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے اپنے ہمسائے کو منع نہ کرے اسکی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے یہ سنکر وہ بھائی (جس نے شرط لگائی تھی) دوسرے بھائی کو بولا بھائی تیرے موافق شرع کا فیصلہ نکلا لیکن میں نے قسم کھائی (کہ اگر تو میری دیوار میں کڑیاں لگادے تو میرا غلام آزاد ہے) اسلیے تو ایک ستون کھڑا کرے میری دیوار کے برابر اور اسپر کڑی رکھدے **ف** تاکہ تیرا کام نکل جاوے اور میرا نقصان نہ ہو ورنہ میرا غلام آزاد ہو جاویگا) **عن** ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يمنع احدكم جاره ان يغرز خشبة على جداره ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے اپنے ہمسائے کو نہ روکے اپنی دیوار میں لکڑیاں گاڑنے سے **باب** اذا تشاجروا في قدر الطريق اگر لوگ جھگڑا کریں سڑک یعنے رستے کے مقدار میں **عن** ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اجعلوا الطريق سبعة اذرع ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رستہ سات ہاتھ رکھو **ف** یہ وہاں ہے جب ایک زمین میں کئی لوگ رہتے ہوں اور رستہ کی مقدار پہلے سے معلوم نہ ہو اب اس میں جھگڑا کریں تو سات ہاتھ کے موافق راہ چھوڑ دینا چاہیے لیکن جو رستے پہلے سے بنے ہوئے ہیں اور انکے مقدار معلوم ہے ان میں کسیکو تصرف کرنے کا مثلاً عمارت بنانے کا اور رستہ کی زمین تنگ کر دینے کا اختیار نہیں ہے اور سات ہاتھ کا رستہ ضرورت کے لیے کافی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں صرف آدمی گھوڑے اونٹ راہ میں چلتے انکے لیے یہ مقدار کافی ہے ہمارے زمانہ میں بھی جب گاڑیاں اور بگھیاں بہت چلتی ہیں چھوٹے رستہ کے لیے جس میں مرور اور عبور بہت نہ ہو یہ مقدار کافی ہے لیکن بڑے رستے یعنے شارع عام کے لیے جہاں عبور بہت ہو اور گاڑیاں اور بگھیاں بہت چلتی ہوں اگر یہ مقدار کافی نہ ہو تو حاکم کو اختیار ہے جتنا رستہ ضرور معلوم ہو اسقدر معین کر دیوے **عن** ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اختلفتم في الطريق فاجعلوه سبعة اذرع ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم رستے میں اختلاف کرو تو اسکو سات ہاتھ کا کر دو **باب** من بنى في حقه ما يضر بجاره کوئی شخص اپنے ملک میں ایسا کام کرے جو اسکے ہمسایہ کو نقصان پہونچاتا ہو **ف** مثلاً ہمسائے کے مکان کیطرف ایک نیا دریچہ یا روشندان کھولے یا پرنالہ یا موری نکالے یا ایک بڑا

سنداس نباوی ان سب امور مین قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر ہمسائی کو اس سے نقصان ہوتا ہو تو یہ تصرف درست نہ ہوگا ورنہ درست ہے عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ عبادہ بن صامت سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ کسی کو نقصان پہونچانا جائز نہین خواہ ابتداءً پہونچاوے یا مقابلے طور پر عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ ابن عباس سے بھی ایسے ہی روایت ہے عَنْ اَبِيْ صِرْمَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ضَارَّ اَضَرَّ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ ابوصرمہ سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دوسرے کو نقصان پہونچاوے گا اور جو شخص کسی پر سختی کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر سختی کرے گا بَابُ الرَّجُلَانِ يَدَّعِيَانِ فِيْ خُصٍّ دو آدمی ایک جھونپڑی کا دعوی کرین عَنْ نِمْرَانَ بْنِ جَارِيَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ قَوْمًا اخْتَصَمُوْا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خُصٍّ كَانَ بَيْنَهُمْ فَبَعَثَ حُذَيْفَةَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ فَقَضٰى لِلَّذِيْنَ يَلِيْهِمُ الْقِمْطُ فَلَمَّا رَجَعَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَهٗ فَقَالَ اَصَبْتَ وَاَحْسَنْتَ نمران بن جاریہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ کچھ لوگون نے جھگڑا کیا ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک جھونپڑی مین (جسکو نرکل سے بناتے ہین یعنے سرکی سے) آپنے حذیفہ بن یمان کو بھیجا ان کا فیصلہ کرنے کے لیے انھون نے یہ فیصلہ کیا کہ جھونپڑا انکا ہے جن کے نزدیک رسی ہے جس سے وہ جھونپڑا باندھا جاتا ہے جب وہ لوٹے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس تو آپ سے بیان کیا آپنے فرمایا تو نے اچھا کیا اور ٹھیک کیا **ف** اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے دہشم راوی متروک ہے حذیفہ نے ظاہر قرینہ پر فیصلہ کیا اسی بنا پر علما نے کہا ہے کہ اگر دیوار مین نزاع ہو تو جسکی کڑیان اس پر لگی ہون اسیکی دیوار سمجھی جاوے گی یہ جب ہے کہ گواہ یا اور کوئی دستاویز نہ ہو اور اگر دونو کی لکڑیان لگی ہون تو مشترک سمجھی جاوے گی بَابُ مَنِ اشْتَرَطَ الْخَلَاصَ جس نے شرط لگائی خلاص کی عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا بِيْعَ الْبَيْعُ مِنْ رَجُلَيْنِ فَالْبَيْعُ لِلْاَوَّلِ قَالَ اَبُو الْوَلِيْدِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اِبْطَالُ الْخَلَاصِ سمرہ سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب مال بیچا جاوے دو شخصون کے ہاتھ تو جس نے پہلے خریدا اسکو ملیگا ابو الولید نے کہا جو راوی ہے اس حدیث کا کہ اس حدیث سے خلاص کی شرط باطل ہوتی ہے **ف** یعنے اگر دوسرے خریدار نے اپنے بائع سے یہ شرط لگائی تھی کہ جس طرح ممکن ہو سکے یہ مال چھڑا کر مجھکو دینا تو یہ شرط مفید نہ ہوگی اور بائع اسکے چھڑانے پر پہلے خریدار سے مجبور نہ کیا جاویگا اور صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ مثلاً ایک گھوڑا تھا زید کا تو زید نے اسکو عمرو کے ہاتھ بیچا اسکے بعد زید کے وکیل نے اسکو بکر کے ہاتھ بیچا اور بکر نے وکیل سے شرط کی کہ اس گھوڑے کو چھڑا کر میرے حوالہ کرنا تمھارے ذمہ پر ہے اُس نے قبول کیا جب بھی وہ گھوڑا عمرو ہی کو

ملیگا کیونکہ اس کی بیع اول تھی اور بکر کی بیع دوبارہ صحیح نہین ہے **باب القضاء بالقرعۃ** قرعہ ڈالکر فیصلہ کرنا **عن** عمران بن حصین ان رجلا کان لہ ستۃ مملوکین لیس لہ مال غیرھم فاعتقھم عند موتہ فجزاھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعتق اثنین وارق اربعۃ عمران بن حصین سے روایت ہی ایک شخص کے چھہ غلام تھے اُسکے پاس اور کچھ مال نہ تھا اوس نے مرتے وقت اُن سبھون کو آزاد کردیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انپر قرعہ ڈالا اور دو دو کے تین حصے کرکے) اور دو ان مین سے جن پر قرعہ نکلا آزاد ہوئے اور چار بدستور غلام رہے **ف** جب آدمی بیمار ہو تو اسکو چاہیے کہ وارثون کا خیال رکھے اور کل مال اپنا تقسیم نکرے اگر ایسا ہی ضرور ہو تو تہائی مال تک اللہ کی راہ مین دیوے اور دو تہائی وارثون کے لیے چھوڑ دیوے اگر کل مال کے تصدق کی وہ وصیت کرے تو یہ وصیت تہائی مال مین نافذ ہوگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا دو غلامون کو قرعہ ڈالکر آزاد کرایا اور قرعہ اسوجہ سے ڈالا کہ وہ جھگڑا نہ کرین اور چار بدستور غلام رہے وہ وارثون کے ملک مین آئے دوسری روایت مین ہے کہ حضرت نے اس شخص کے حق مین سخت کلمہ کہا یعنے اسکو برا فرمایا کہ اس نے وارثون کا خیال نہین رکھا **عن** ابی ھریرۃ ان رجلین تدارءا فی بیع لیس لواحد بینھما بینۃ فامرھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یستھما علی الیمین احبا ذلک ام کرھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی دو شخصون نے جھگڑا کیا ایک بیع مین ایک بولا مینے اسکو خریدا دوسرا بولا مین نے) اور کسی کے پاس گواہ نہ تھے آپنے ان دونون کو حکم دیا کہ قرعہ ڈالین اور جس کا نام قرعہ مین نکلے وہ قسم کھا کر اس چیز کو لیوے راضی ہون اس حکم سے یا ناراض ہون **عن** عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا سافر اقرع بین نسائہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر کرتے تو قرعہ ڈالتے اپنی بی بیون پر اور جسکا نام قرعہ مین نکلتا اس بی بی کو اپنے ساتھہ سفر مین لیجاتے **عن** زید بن ارقم قال اتی علی بن ابی طالب وھو بالیمن فی ثلاثۃ وقعوا علی امراۃ فی طھر واحد فسال اثنین فقال اتقران لھذا بالولد فقالا لا ثم سال اثنین فقال اتقران لھذا بالولد فقالا لا فجعل کلما سال اثنین اتقران لھذا بالولد قالا لا فاقرع بینھم والحق الولد بالذی اصابتہ القرعۃ وجعل علیہ ثلثی الدیۃ فذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فضحک حتی بدت نواجذہ زید بن ارقم سے روایت ہی حضرت علی مرتضے کے سامنے یمن مین ایک مقدمہ آیا تین شخصون نے ایک عورت سے صحبت کی تھی ایک طہر مین پھر اس عورت کو حمل رہا اور لڑکا پیدا ہوا اور تینون نے اس لڑکے کا دعوی کیا حضرت علی نے پہلے دو شخصون سے پوچھا تم اقرار کرتے ہو کہ یہ لڑکا تیسرے کا ہے انہون نے کہا نہین پھر دو کو الگ کیا اور ان سے پوچھا تم اقرار کرتے ہو کہ یہ لڑکا تیسرے کا ہے انہون نے کہا نہین اسیطرح جب دو

دوسری پوچھتے کہ تم اس لڑکے کو تیسرے کا کہتے ہو تو وہ انکار کرتے آخر انہوں نے قرعہ ڈالا ان سب پر اور جس کے نام قرعہ نکلا
لڑکا اسی کا ٹھیرایا اور دو تہائی دیت کی اسپر لازم کی اس فیصلے کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا آپ ہنسے یہانتک
کہ آپ کے اندر کے دانت نمود ہوے **ف** ہنسی کی یہ وجہ تھی کہ یہ فیصلہ عجیب طور کا تھا اور دو تہائی دیت کی اس سے اسلیے
دلوائی کہ بموجب دعوی کے اس لڑکے میں تینوں شریک تھے اب قرعہ جھگڑا طے کرنیکے لیے کیا نہ نسب ثابت کرنیکے لیے تو اس
شخص کو بچہ کی دو تہائی کا بدلہ دوسرے دعویداروں کو دینا پڑا۔ اور یہ حضرت علی کی رائے تھی لیکن ابوداؤد نے عمرو بن شعیب سے
نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسی صورت میں یہ حکم فرمایا کہ وہ بچہ اپنی ماں کے پاس رہیگا اور کسی سے اسکا نسب ثابت
نہ ہوگا نہ وہ کسی مرد کا ان دعویداروں میں سے وارث ہوگا **بابُ القِیَافَۃِ** قیافہ کا بیان **ف** قیافہ یہ ہے کہ اعضا
کی مناسبت کا علم جو باپ اور اسکی اولاد میں ہوتی ہے اور قیافہ کی ضرورت وہاں پڑتی ہے جہاں اور کوئی ثبوت نہ ہو
جیسے ایک لونڈی دو شخصوں میں مشترک ہو پھر اسکا بچہ پیدا ہوا اور دونوں شریک اس بچہ کا دعوی کریں تو قیافہ کے
رو سے بچہ ایک کو دلادیں گے اور وہ دوسرے کو لونڈی کے آدھی قیمت دیکر کل لونڈی اپنی کرے گا یہ امام شافعی کا قول
ہے اور حنفیہ کے نزدیک قیافہ کوئی شرعی حجت نہیں ہے اور اس سے نسب ثابت نہیں ہوسکتا لیکن وہ قرینہ ہے جو
دوسرے ثبوت کے ساتھ مدد دیتا ہے **عَنْ** عَائِشَۃَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ مَسْرُوْرًا
وَھُوَ یَقُوْلُ یَا عَائِشَۃُ اَلَمْ تَرَیْ اَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِیَّ دَخَلَ عَلَیَّ فَرَاٰی اُسَامَۃَ وَزَیْدًا عَلَیْھِمَا قَطِیْفَۃٌ قَدْ غَطَّیَا
رُءُوْسَھُمَا وَقَدْ بَدَتْ اَقْدَامُھُمَا فَقَالَ اِنَّ ھٰذِہِ الْاَقْدَامَ بَعْضُھَا مِنْ بَعْضٍ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن میرے پاس خوش خوش تشریف لائے اور فرماتے تھے اے
عائشہ تو نے نہیں دیکھا کہ مجزز مدلجی (ایک قیافہ کا جاننے والا تھا) میرے پاس آیا اس نے اسامہ اور زید بن حارثہ کو
دیکھا انہوں نے اپنے سر چھپائے تھے ایک چادر سے اور انکے پاؤں کھلے ہوئے تھے تو اس نے کہا یہ پاؤں ایک دوسرے
سے ملتے ہیں **ف** حضرت زید بن حارثہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متبنے گورے رنگ کے آدمی تھے انکے بیٹے اسامہ
سانولے رنگ کے تھے منافقوں نے یہ طوفان جوڑا کہ اسامہ زید کے بیٹے نہیں ہیں اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو کمال رنج تھا جب قیافہ شناس نے دونوں کے پاؤں دیکھکر ایک طرح کے بتلائے تو یقین ہوا کہ اسامہ زید ہی کے
بیٹے ہیں ہر چند پہلے بھی اسکا یقین تھا مگر قیافہ شناس کے کہنے سے اور زیادہ یقین ہوا منافقوں کا مونہہ کالا ہوا
اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خوشی حاصل ہوئی **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ قُرَیْشًا اَتَوْا امْرَاَۃً کَاھِنَۃً فَقَالُوْا لَھَا اَخْبِرِیْنَا
اَشْبَھُنَا اَثَرًا بِصَاحِبِ الْمَقَامِ فَقَالَتْ اِنْ اَنْتُمْ جَرَرْتُمْ کِسَاءً عَلٰی ھٰذِہِ السَّھْلَۃِ ثُمَّ مَشَیْتُمْ عَلَیْھَا اَنْبَأْتُکُمْ

قال فجروا کساءً ثم مشی الناس علیہا فابصرت اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت ھذا اقربکم الیہ شبہا ثم مکثوا بعد ذلک عشرین سنۃ او ماشاء اللہ ثم بعث اللہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم

ابن عباس سے روایت ہے قریش کے لوگ ایک کاہنہ (نجومی عورت) کے پاس گئے اور کہنے لگے ہمکو بتلا ہم لوگوں میں کون زیادہ مشابہ ہے مقام ابراہیم کے صاحب کے ساتھ (یعنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ) وہ بولی اگر تم ایک کملی لیکر اسکو کھینچو نرم زمین پر پھر اوسپر چلو (یا اُن سے) تو میں تم کو بتلاؤں گی۔ ابن عباس نے کہا اونہوں نے کملی کو پھرایا زمین پر (اس سے یہ غرض تھی کہ زمین کے نشان مٹ جاویں) پھر لوگ اسپر چلے اس عورت نے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کا نشان دیکھا اور بولی یہ شخص تم سب میں زیادہ مشابہ ہے حضرت ابراہیمؑ سے اوسکے بعد لوگ بیس برس تک ٹھیرے رہے یا جتنا اللہ نے چاہا پھر اللہ تبارک وتعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت عطا فرمائی **ف** معراج کی حدیث میں بھی ہے کہ میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور ان سے زیادہ مشابہ تمہارے صاحب ہیں آپنے اپنے تئیں فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں تھے اور آپ کی شریعت کو دوبارہ چلانے والے تھے جسکو مشرکین نے بگاڑ ڈالا تھا پس اللہ تعالے نے آپکو مشابہ بھی حضرت ابراہیمؑ کے پیدا کیا تھا دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیمؑ اللہ تعالی کے خلیل ہیں آپ اللہ تعالی کے حبیب تھے خلیل اور حبیب دونوں ایک ہی صورت اور سیرت پر پیدا ہوئی علیہما الصلوۃ والسلام

باب تخییر الصبی بین ابویہ بچے کو اختیار دینا کہ ماں باپ میں سے جسکے پاس رہنا چاہے رہے

عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیر غلاما بین ابیہ وامہ وقال یاغلام ھذہ امک وھذا ابوک

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار دیا ایک لڑکے کو کہ اپنے باپ پاس رہے یا ماں کے پاس اور فرمایا اے لڑکے یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے **ف** یہ امام شافعی کا مذہب ہے اور حنفیہ کے نزدیک جب تک لڑکا اپنے آپ کھانے اور پینے اور کپڑا پہننے اور استنجا کرنے کے لائق نہ ہوجاوے اس وقت تک ماں پاس رہے اور اس کے بعد باپ پاس خصاف نے سات برس کی عمر کا انداز کیا ہے اسکے لیے اور اسی پر فتوی ہے حنفیہ کے نزدیک

عن عبد الحمید بن سلمۃ عن ابیہ عن جدہ ان ابویہ اختصما الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم احدھما کافر والاخر مسلم فخیرہ فتوجہ الی الکافر فقال اللھم اھدہ فتوجہ الی المسلم فقضی لہ بہ

عبد الحمید بن سلمہ سے روایت ہے اُس نے اپنے باپ سے روایت کی اس نے دادا سے کہ ان کے ماں اور باپ دونوں نے جھگڑا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان میں سے ایک کافر تھا اور ایک مسلمان ہوگیا تھا تو انہوں نے توجہ کی کافر کیطرف (یعنے اسکے پاس جانا چاہا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی یا اللہ اسکو ہدایت کر پھر وہ مسلمان کیطرف گئے آپنے انہی

کے پاس ہے کا حکم دیا **باب الصلح** صلح کا بیان **عن** کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف عن ابیہ عن
جدہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الصلح جائز بین المسلمین الا صلحا حرم حلالا او
او احل حراما عمرو بن عوف سے روایت ہے میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے صلح جائز
ہے مسلمانوں میں مگر جس صلح سے حلال کو حرام کیا جاوے یا حرام کو حلال کیا جاوے **ف** یعنے خلاف شرع صلح جائز نہیں باقی
جس میں شرع کی مخالفت نہ ہو وہ صلح ہر طرح سے جائز ہے یہ حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی اور حاکم اور ابن حبان نے بھی
نکالا لیکن اسکی اسناد میں کثیر بن عبد اللہ ضعیف ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا لیکن انکا قول صواب نہیں ہے اور حافظ
ابن حجر نے کہا کہ شاید ترمذی نے اسکو اس اعتبار سے صحیح کہا کہ اس کے اور طریق بھی ہیں کیونکہ ابو داؤد اور حاکم نے اس
کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکالا حاکم نے کہا یہ بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے اور ابن حبان نے اسکو صحیح کہا اور ترمذی
نے کہا وہ حسن ہے اور حاکم نے اسکو انس سے بھی نکالا اور حضرت عائشہ سے اور دار قطنی نے بھی (روضہ) **باب**
الحجر علی من یفسد مالہ جو شخص اپنا مال تلف کرتا ہو تو اسپر حجر کرنا درست ہے **عن** انس بن مالک ان رجلا کان
فی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی عقدتہ ضعف وکان یبایع وان اهله اتوا النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقالوا یا رسول اللہ احجر علیہ فدعاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنهاہ عن ذلک فقال
یا رسول اللہ انی لا اصبر علی البیع فقال اذا بایعت فقل ها ولا خلابة انس بن مالک سے روایت ہے ایک
شخص تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسکی عقل میں فتور تھا وہ خرید و فروخت کیا کرتا تھا اور لوگ اسکو
ٹھگ لیتے آخر اسکے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اسپر حجر کر دیجیے
(حجر کے معنے روکنا اور یہاں مراد یہ ہے کہ حکم دیدیجیے اسکے ہاتھ کوئی نہ بیچے نہ اس سے خریدے نہ اور کوئی معاملہ کرے
اور جو معاملہ یہ خود کرے وہ باطل سمجھا جاوے) آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسکو بلا بھیجا اور خرید فروخت
سے اسکو منع کیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ خرید فروخت نہ کروں آپ نے فرمایا اچھا تو
جب خرید فروخت کرے تو یہ کہہ دیکھو فریب نہیں ہے **ف** یعنے مجھ کو دھوکا مت دو اگر فریب ثابت ہوگا تو معاملہ
فسخ کرنے کا مجھ کو اختیار رہوگا دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مجھکو اختیار ہے تین دن تک اسکو طبرانی
اور بیہقی نے نکالا **عن** محمد بن یحیی بن حبان قال هو جدی منقذ بن عمرو وکان رجلا قد اصابته
آمّة فی رأسه فکسرت لسانه وکان لا یدع علی ذلک التجارة وکان لا یزال یغبن فاتی النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فذکر ذلک له فقال له اذا انت بایعت فقل لا خلابة ثم انت فی کل سلعة ابتعتها

بِالْخِيَارِ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَإِنْ رَضِيتَ فَأَمْسِكْ وَإِنْ سَخِطْتَ فَارْدُدْهَا عَلَى صَاحِبِهَا محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت
ہے میرے دادا منقذ بن عمرو انکے سر مین ایک زخم ہوا تھا تو زبان انکی بگڑ گئی تھی اور عقل بھی خراب ہوگئی تھی اسپر بھی وہ سوداگری
نہین چھوڑتے تھے اور ہمیشہ ٹھگا جاتے آخر وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور اپنا حال بیان کیا آپنے فرمایا جب تو بیچے
تو یون کہہ فریب نہین ہے اور جس اسباب کو تو خریدے تو تین راتون تک تجھکو اختیار ہے (لوگون سے صلاح لے لے)
اگر راضی ہو تو رکھ لے اور اگر ناراض ہو تو پھیر دے اسکو مالک کو ف پس یہ اختیار خاص کر کے آپنے منقذ کو دیا تھا اگر کسی
کے عقل مین فتور ہو تو حاکم اسکو ایسا اختیار دے سکتا ہے اور اہلحدیث کے نزدیک مسرف اور بیوقوف پر حجر کرنا جائز ہے
اور شافعی نے مسند مین اور بیہقی نے عروہ بن الزبیر سے نکالا کہ حضرت علی نے عبداللہ بن جعفر پر حجر کرانا چاہا اور اکثر اہل علم اسیطرف
گئے ہین (روضہ مختصرا) باب تَفْلِيسِ الْمُعْدِمِ وَالْبَيْعِ عَلَيْهِ لِغُرَمَائِهِ جسکے پاس مال نہ رہے اور مفلس ہو
جاوے اسکا بیان عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ
فَلَمْ يَبْلُغْ ذَلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذَلِكَ
يَعْنِي الْغُرَمَاءَ ابوسعید خدری سے روایت ہے ایک شخص کو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین نقصان ہوا اس میوہ مین جو
اس نے مول لیا تھا اور بہت قرضدار ہوگیا آپنے فرمایا سب لوگ اسکو صدقہ دین لوگون نے اسکو صدقہ دیا جب بھی اسکا
قرض ادا نہین ہوا آخر آپنے اسکے قرضخواہون سے فرمایا پس جو تم کو مل گیا وہ لے لو اور اب کچھ نہین ملیگا ف کیونکہ
اب وہ مفلس ہوگیا تو قرضخواہون کو اس سے زیادہ کچھ نہین پہونچتا کہ اسکے پاس جو مال ہو وہ لے لین مگر مکان رہنے کا
اور ضروری کپڑا اور سردی کا کپڑا اور سدرمق کے موافق خوراک اسکی اور اسکے گھر والون کی یہ چیزین قرضہ مین نہین
لی جاوینگی (روضہ) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَعَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ مِنْ
غُرَمَائِهِ ثُمَّ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الْيَمَنِ فَقَالَ مُعَاذٌ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَخْلَصَنِي بِمَالِي ثُمَّ اسْتَعْمَلَنِي
جابر بن عبداللہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کا پیچھا چھڑایا قرضخواہون سے پھر انکو حاکم
کیا یمن کا معاذ نے کہا دیکھو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے مال سے مجھکو چھڑایا قرضخواہون سے پھر مجھکو حاکم
بنایا ف دارقطنی اور بیہقی اور حاکم نے کعب بن مالک سے نکالا اور کہا صحیح ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر
کیا معاذ پر ان کا مال اور اسکو بیچا قرض مین جو انپر تھا اور سعید بن منصور اور ابوداؤد اور عبدالرزاق نے عبدالرحمان بن
کعب بن مالک سے اسکو مرسلا نکالا اور کہا کہ معاذ سخی اور جوان آدمی تھے کسی چیز کو اپنے پاس نہ رکھتے اور ہمیشہ قرض

دار رہتے یہانتک کہ اُن کا سارا مال قرض میں غرق ہوگیا پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے
عرض کیا کہ آپ انکے قرضخواہوں کو سمجھا دیں اگر قرضخواہ اپنا قرضہ معاف کرتے تو معاذ کو معاف کر دیتے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی خاطر سے لیکن آنحضرت نے معاذ کا مال بیچا یہانتک کہ معاذ کھڑے ہوئے اور انکے پاس کوئی چیز نہیں رہی عبدالحق نے روایت
کیا کہ مرسل روایت زیادہ صحیح ہے اور ابن الطلاع نے احکام میں کہا کہ یہ حدیث ثابت ہے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ قرضخواہ
قرضدار کا سارا مال اپنے قرض میں بکوا سکتے ہیں لیکن یہ ثابت نہیں ہوا کہ قرضخواہوں نے معاذ کے پہننے کے کپڑے
بھی لے لیے جو انکے بدن پر تھے یا اُن کے مکان سے بھی انکو نکالدیا یا ضروری خوراک بھی انکی اور انکے گھر والوں کی لے
لی اسیواسطے اہلحدیث نے ان چیزوں کو مستثنی کیا انجاح میں ہے کہ اسکے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ کو یمن
کا حاکم کیا تاکہ ان کی مفلسی اور فقیری رفع ہو تو رعایت کی انکے حال کی لیکن حقوق الناس میں انکی رعایت نہیں کی

باب من وجد متاعه بعينه عند رجل قد أفلس ایک شخص مفلس ہوگیا اور کسی نے اپنا مال بجنسہ اسکے پاس پایا

عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من وجد متاعه بعينه عند رجل قد أفلس فهو أحق به من غيره ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے بجنسہ اپنا مال مفلس پاس پالیا تو وہ اس مال کا زیادہ حقدار ہے اوروں سے

عن أبي هريرة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال أيما رجل باع سلعة فأدرك سلعته بعينها عند رجل وقد أفلس ولم يكن قبض من ثمنها شيئا فهي له وإن كان قبض من ثمنها شيئا فهو أسوة للغرماء ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کچھ اسباب ایک شخص کے ہاتھ بیچا پھر اس اسباب کو بجنسہ بائع نے مشتری کے پاس پایا جب مشتری مفلس ہوگیا تھا اور بائع نے اس اسباب کی قیمت میں سے کچھ نہیں پایا تو وہ اسباب بائع کو ملجاوے گا اور اگر اسکی قیمت میں سے کچھ پاچکا ہے تو وہ اور قرضخواہوں کی مثل ہوگا **ف** یعنے اسکو بیچکر سب قرضخواہوں کا قرضہ سرشکن کے طور پر اس سے ادا کریں گے بائع کو بھی اپنے حصہ کے موافق ملے گا حدیث سے یہ نکلا کہ اگر مشتری نے اس اسباب میں کچھ تصرف کیا ہو یعنے اس حال پر باقی نہ رہا ہو جس بیع کے وقت پر تھا تب بھی وہ بائع کو نہ ملیگا بلکہ اسکو بیچکر سب قرضخواہوں کو حصہ رسد دیں گے بائع بھی اپنے حصہ کے موافق لیگا

عن أبي خلدة الزرقي وكان قاضيا بالمدينة قال جئنا أبا هريرة في صاحب لنا قد أفلس فقال هذا الذي قضى فيه النبي صلى الله عليه وسلم أيما رجل مات أو أفلس فصاحب المتاع أحق بمتاعه إذا وجده بعينه ابن خلدہ زرقی سے روایت ہے وہ قاضی تھے مدینہ میں انہوں نے کہا ہم ابوہریرہ کے پاس آئے ایک اپنی ساتھی کے باب میں جو مفلس ہوگیا تھا ابوہریرہ نے کہا

ایسے ہی شخص کے باب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ جو شخص مر جاوے یا مفلس ہو جاوے تو اسباب کا مالک
زیادہ حقدار ہے اپنے اسباب کا جب بجنسہ اسکو پاوے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَيُّمَا امْرِءٍ مَاتَ وَعِنْدَهٗ مَالُ امْرِءٍ بِعَيْنِهٖ اِقْتَضٰى مِنْهُ شَيْئًا اَوْ لَمْ يَقْتَضِ فَهُوَ اُسْوَةٌ لِّلْغُرَمَاءِ ابو ہریرہ سے روایت ہے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مر جاوے اور اسکے پاس کسیکا مال بجنسہ موجود ہو (جسطرح اُس نے لیا تھا اسی
طرح سے ہو) خواہ اُس نے اسکی قیمت پائی ہو کسیقدر یا بالکل نہ پائی ہو وہ ہر حال مین اور قرضخواہون کی مثل ہوگا۔
ف یہ اگلی حدیثون کے خلاف ہے اور احمد اور ابوداؤد نے سمرہ سے نکالا کہ جس نے اپنا اسباب بعینہ پایا کسی مفلس کے پاس
تو وہ اُسکا زیادہ حقدار ہے ابن حجر نے کہا اسکا اسناد حسن ہے لیکن حسن کے سماع مین سمرہ سے اختلاف ہے اور صحیحین مین
ابوہریرہ سے ایسے ہی روایت ہے اور نکالا اسکو امام مسلم اور امام احمد نے دوسرے طریقون سے بھی اور شافعی اور ابوداؤد
اور حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکالا اور صحیح کہا ہے کہ انہون نے ایک مفلس کے باب مین کہا مین اسکا وہ فیصلہ کرونگا
جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا جو شخص مفلس ہو جاوے یا مر جاوے پھر اپنا مال کوئی شخص بجنسہ اسکے پاس پاوے تو وہ اسکا
زیادہ حقدار ہے اور امام مالک نے موطا مین اور ابوداؤد نے ابوبکر بن عبدالرحمن سے نکالا مرسلاً کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا جو شخص کچھ مال بیچے پھر مشتری مفلس ہو جاوے اور بائع کو ثمن مین سے کچھ نہ ملے تو وہ اس مال کا زیادہ حقدار ہے
اور اگر مشتری مر جاوے تو بائع اور قرضخواہون کے مثل ہوگا ابوداؤد نے اسکو وصل کیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور
اسکی اسناد مین اسمٰعیل بن عیاش ہے لیکن اس نے اس حدیث کو زبیدی سے روایت کیا جو شامی ہے اور اسمٰعیل بن عیاش
قوی ہے اہل شام سے روایت کرنے مین مین کہتا ہون ابن ماجہ کی روایت مین متابعت کی اسمٰعیل بن عیاش کی یمان
بن عدی نے خیر مفلس کے باب مین تو سب حدیثین متفق ہین کہ صاحب مال اپنے مال کا زیادہ حقدار ہے جب بجنسہ پاوے
اسکو اسکی قیمت مین سے کچھ نہ پایا ہو اور مشتری کے مر جانے کی صورت مین روایات کا اختلاف ہے لیکن صحیح روایتون مین اسمر
مین یہی حکم ہے اور شافعی اور احمد اور اسحاق اور اہلحدیث نے انہی حدیثون کے موافق حکم دیا ہے لیکن ابوحنیفہ اور ابو
یوسف اور محمد اور زفر اور کوفہ کے فقہا نے کہا ہے کہ ہر حال مین بائع اور قرضخواہون کے مثل ہوگا اور مالک اور احمد نے
کہا کہ جب مشتری مر جاوے تو بائع قرضخواہون کے مثل ہوگا ہر حال مین شافعی نے کہا کہ بائع زیادہ حقدار ہوگا اور اگر
بائع نے ثمن مین سے کچھ پایا ہو تو جمہور کے نزدیک وہ برابر ہوگا اور قرضخواہون کے اور شافعی نے کہا کہ اس صورت مین
بھی بائع زیادہ حقدار ہوگا اور ابوحنیفہ کا مذہب اس باب مین احادیث صحیحہ کے صریح برخلاف ہے اور طحاوی نے جو توجیہ
کی ہے کہ یہ حدیث اس باب مین ہے جب کوئی اپنا غصب کیا ہوا مال یا مال مسروقہ یا مستعار یا امانت کسی مفلس کے شخص کے

باوجود یہ اسکی صریح غفلت ہے کیونکہ ابو ہریرہ کی کئی روایتوں میں ایمار جل باع ہے اور بیع کی تصریح موجود ہے (روضہ مع زیادۃ)

باب کراهیة الشهادة لمن لم یستشهد بغیر گواہی طلب کیے ہوئے خود بخود جاکر گواہی دینا **عن** عبد اللہ ابن مسعود سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الناس خیر قال قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یجیئ قوم تبدر شهادة احدهم یمینه ویمینه شهادته عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کون لوگ بہتر ہیں آپنے فرمایا میرے قرن (یعنے زمانہ کے بعضوں نے کہا قرن سو برس کا ہوتا ہے بعضوں نے کہا تیس برس کا) پھر جو لوگ انسے نزدیک ہوں پھر جو لوگ انسے نزدیک ہوں (یعنے تابعین اور تبع تابعین) پھر ایسے لوگ پیدا ہونگے جنکی گواہی قسم سے پہلے ہوگی اور قسم گواہی سے پہلے یعنی گواہی دینے پر ایسے حریص ہوں گے کہ کوئی قاعدہ انکا نہ ہوگا کبھی گواہی سے پہلے قسم کہانے کو مستعد ہونگے کبھی گواہی کے بعد قسم کہاویں گے مطلب یہ ہے کہ لوگ گواہی کو کچھ بڑی چیز خیال نہ کرینگے اور اس میں احتیاط نہ کریں گے بن بلائے ہی گواہی دینے کو حاضر ہوجاویں گے جیسے جہوٹے گواہ ہر عدالت اور ہر کچہری میں حاضر رہتے ہیں اور ہر وقت گواہی دینے کے لیے طیار رہتے ہیں حالانکہ گواہی دینا بڑے سوخذے کا کام ہے اور اس میں بڑی احتیاط لازم ہے ایسا نہ ہو کہ زبان سے کوئی جہوٹ کلمہ نکلجاوے اس حدیث سے یہ نکلا کہ بن بلائے گواہی میں جلدی کرنا بری بات ہے البتہ اگر کسیکا حق ڈوبتا ہو یا کوئی مارا جاتا ہو بے قصور یا اسکا مال تباہ ہوتا ہو یا عزت برباد ہوتی ہو اور کسی گواہ کو اصل حال معلوم ہو جسکی گواہی سے حق کہل جاوے اور وہ اس آفت سے محفوظ رہے تو وہ مستثنی ہے اور ایسی حالت میں بن بلائے جاکر گواہی دینا اور مسلمان کو بچانا لازم اور ضروری اور بڑا ثواب اور اجر ہے **عن** جابر بن سمرة قال خطبنا عمر بن الخطاب بالجابية فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قام فينا مثل مقامي فيكم فقال احفظوني في اصحابي ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يفشو الكذب حتى يشهد الرجل وما يستشهد ويحلف وما يستحلف جابر بن سمرہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمکو خطبہ سنایا جابیہ میں (جابیہ ایک بستی کا نام ہے شام میں) تو فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے ہم میں اسطرح جیسے میں تم میں کھڑا ہوں اور فرمایا خیال رکھو میرے اصحاب کا (یعنے ان کی عزت کرنا انکو ایذا نہ دینا میرے بعد) پھر ان لوگوں کا جو انکے بعد ہوں پھر ان لوگوں کا جو انکے بعد ہوں پھر انکے بعد جھوٹ پھیل جاویگا یہانتک کہ ایک آدمی گواہی دیگا اور کوئی اس سے گواہی نہ چاہے گا اور قسم کھاویگا اور کوئی اس سے قسم نہ چاہیگا

باب الرجل عنده الشهادة لا يعلم بها صاحبها ایک شخص کو ایک معاملہ معلوم ہے لیکن جسکا معاملہ ہے اسکو خبر

نہین عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِیِّ یَقُوْلُ اِنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ خَیْرُ الشُّهُوْدِ مَنْ اَدّٰی شَهَادَتَهٗ قَبْلَ اَنْ یُّسْاَلَهَا زید بن خالد جہنی سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بہتر گواہ وہ ہے جو پوچھنے سے پہلے گواہی دیوے ف مراد وہی حالت ہے جب ایک مسلمان کا حق ڈوبتا ہو گواہ نہ ہونے سے یا اسکا نقصان ہوتا ہو مال یا جان کا تو ایسی حالت مین بغیر اسکے بلائے ہوئے قاضی کے پاس جا کر گواہی دینا چاہیے اور یہ مستثنیٰ ہے اس حدیث سے جو اوپر گذری جیسے ابھی بیان ہو چکا

بَاب الْاِشْهَادِ عَلَی الدُّیُوْنِ قرض پر گواہ کرنا

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ تَلَا هٰذِهِ الْاٰیَةَ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی حَتّٰی بَلَغَ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُکُمْ بَعْضًا فَقَالَ هٰذِهٖ نَسَخَتْ مَا قَبْلَهَا ابو سعید خدری نے یہ آیت پڑھی اے ایمان والو جب تم قرض کا معاملہ کرو ایک میعاد تک تو اسکو لکھ لو اور آگے جا کر یہ ہے کہ اسپر گواہ کر لو دو اپنے مردون یا ایک مرد اور دو عورتون کو اور کہا ابو سعید نے کہ یہ آیت منسوخ ہے اس آیت سے فان امن بعضکم بعضا یعنے اگر تم مین سے کسی کو دوسرے کا اعتبار ہو تو جو امانت اسکو دیجاوے وہ ادا کرے ف اور بعض علما نے کہا کہ اگلی آیت منسوخ نہین ہے اسلیے کہ وہ حکم استحبابًا تھا نہ وجوبًا اور مستحب یہی ہے کہ جب قرض لیا جاوے تو اسکو لکھین اور گواہ کر لین کیونکہ زندگی کا اعتبار نہین ہے ایسا نہ ہو کہ دائن یا مدیون مر جاوے اور انکے وارثون مین جھگڑا ہو یا مدیون کے ذمہ قرض رہجاوے اسکی وارث ادا نکرین تو عاقبت کا مواخذہ رہے

بَاب مَنْ لَا یَجُوْزُ شَهَادَتُهٗ جسکی گواہی جائز نہین ہے

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجُوْزُ شَهَادَةُ خَائِنٍ وَلَا خَائِنَةٍ وَلَا مَحْدُوْدٍ فِی الْاِسْلَامِ وَلَا ذِیْ غِمْرٍ عَلٰی اَخِیْهِ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خائن (چور) کی گواہی جائز نہین ہے مرد ہو یا عورت اور نہ جسکو اسلام کی حالت مین حد پڑی ہو اور نہ عداوت (کینہ) والے کی اپنے بھائی پر ف جس سے وہ کینہ رکھتا ہو البتہ اگر اسکے فائدے کے لیے گواہی دیوے تو قبول ہوگی جب اسکا فسق معلوم نہ ہو اہل حدیث کے نزدیک شہادت اس شخص کی جو عادل نہ ہو مقبول نہین ہے اسلیے کہ قرآن مین ہے واشهدوا ذوی عدل منکم اور بحر مین ہے کہ اجماع ہے فاسق کی شہادت قبول نہ ہونے پر غرض یہ کہ شہادت مین ضرور ہے کہ شاہد مسلمان ہو آزاد ہو مکلف ہو یعنے عاقل بالغ ہو عادل ہو صاحب مروت ہو متہم نہ ہو اکثر کا یہی قول ہے اور شافعی نے کہا کہ ذمی کافر کی شہادت مطلقًا مقبول نہین ہے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ آپس مین ذمیون کی انکی شہادت ایک دوسرے پر درست ہے اسیطرح لڑکون کی شہادت مقبول نہین ہے مگر امام مالک نے کہا کہ جب لڑکے ایک دوسرے کو زخمی کرین تو انکی شہادت لی جاویگی ابن زبیر سے ایسا ہی منقول ہے لیکن ابن عباس سے اس کے

خلاف منقول ہے اور عادل کے یہ معنی ہین کہ کبائر سے بچتا ہو اور صغائر پر اصرار نکرتا ہو اور مروت سے یہ مراد ہے کہ صاحب حیا
اور ادب ہو تو اگر ایسے کام کرتا ہو جن سے لوگ حیا کرتے ہین تو اسکی شہادت مقبول نہوگی اور اسحدیث کو احمد اور ابو داؤد اور
بیہقی نے بھی نکالا ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ جو گھر مین پلتا ہو اسکی شہادت گھر والون کے فائدے کے لیے جائز
نہین ہے اور ترمذی اور دار قطنی اور بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایسا ہی نکالا اس مین یہ ہے کہ و
لا ظنین ولا قرابۃ یعنے متہم اور قرابت والے کی بھی شہادت درست نہین ہے لیکن اسکے اسناد مین یزید بن زیاد شامی
ضعیف ہے اور دار قطنی اور بیہقی نے ابن عمر سے ایسا ہی نکالا اسکے اسناد مین عبد الاعلی اور اسکا شیخ یحیے بن سعید
فارسی دونون ضعیف ہین اور ابو داؤد نے مراسیل مین طلحہ بن عبد اللہ سے نکالا مرفوعاً کہ دشمن اور متہم کی شہادت جائز
نہین ہے اور بیہقی نے اسکو اعرج سے نکالا مرسلاً کہ ذی الظنہ یعنے متہم اور ذی الحنۃ یعنے دشمن کی شہادت درست
نہین ہے اور حاکم نے اسکو متصلاً ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے نکالا لیکن حافظ نے کہا اسکے اسناد مین اعتراض
ہے اور غلام کی شہادت اپنے سید کے لیے اسیطرح باپ کی بیٹے کے لیے اور بیٹے کی باپ کے لیے یہ بھی جائز نہین ہے
اسیطرح ہر اس شاہد کی جسکو شہادت سے کچھ نفع ہوتا ہو مثلاً شفیع ایک گھر کے خرید ہونیکی گواہی دیوے یا مفلس کا
دائن اسکے دین کی دوسرے شخص پر گواہی دیوے اور بھائی کی شہادت بھائی کے لیے اسیطرح اور اقارب کی مقبول
ہے اور شوہر اور زوجہ کی شہادت مین اختلاف ہے ابو حنیفہ نے اسکو جائز نہین رکھا اور شافعی نے جائز رکھا اور جسپر حد
قذف پڑی ہو اسکی شہادت بھی جائز نہین ہے اور بعضون نے کہا جب وہ توبہ کر لیوے اور نیک ہو جاوے تو اسکی
گواہی مقبول ہوگی (روضہ مختصراً) **عن** اَبِی هُرَيْرَةَ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا
تَجُوزُ شَهَادَةُ بَدَوِيٍّ عَلٰى صَاحِبِ قَرْيَةٍ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جنگل مین رہنے والے کی شہادت بستی والے پر جائز نہین ہے **ف** اسکو ابو داؤد اور بیہقی نے بھی نکالا منذری نے
کہا اسکے راویون سے امام مسلم نے حجت لی اپنی صحیح مین اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جنگل والے اکثر جاہل اور بے تمیز ہوتے
ہین اور شہادت کو اچھی طرح یاد نہین رکھتے امام احمد اور اصحاب حدیث کا یہی قول ہے اور مالک سے بھی یہی منقول
ہے اور اکثر علما اسکے جواز کی طرف گئے ہین اور بعضون نے کہا کہ یہ حدیث محمول ہے اسحالت پر جب
جنگل کا رہنے والا مجہول العدالت ہو (روضہ) **مترجم** کہتا ہے سید علامہ نے روضہ مین اس توجیہ کو قوی کہا
ہے اور مین تو اسے ضعیف کہتا ہون کیونکہ مجہول العدالت کی گواہی مطلقاً مقبول نہین ہے جنگل کا رہنے والا
ہو یا بستی کا اور صحیح مذہب وہی ہے جو حدیث سے ثابت ہے اگرچہ حنفیہ اور شافعیہ اسکے خلاف ہین **باب**

اَلْقَضَاءِ بِالشَّاهِدِ وَالْيَمِيْنِ ایک مدعی اور گواہ کی قسم سے فیصلہ کرنا عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا قسم سے ایک گواہ کے ساتھ ف اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے نکالا اور اسکی راوی ثقہ ہین اور صحیح کہا اسکو ابوحاتم اور ابوزرعہ نے عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ جابر سے بھی ایسے ہی روایت ہے ف یہ امام جعفر صادق نے اپنے والد امام محمد باقر سے روایت کی اونھون نے جابر سے اسکو امام احمد اور ترمذی اور بیہقی نے بھی نکالا اور صحیح کہا اسکو ابوعوانہ اور ابن خزیمہ نے اور امام احمد اور دارقطنی نے نکالا امام جعفر صادق سے اونھون نے اپنے باپ سے انھون نے حضرت علی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گواہ کی گواہی پر فیصلہ کیا اور صاحب حق سے (یعنے مدعی سے) قسم لے لی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشَّاهِدِ وَالْيَمِيْنِ ابن عباس سے بھی ایسے ہی روایت ہے ف اسکو امام مسلم وغیرہ نے بھی نکالا اور یہ حدیث صحیح ہے عَنْ سُرَّقٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجَازَ شَهَادَةَ الرَّجُلِ وَيَمِيْنَ الطَّالِبِ سرق بن اسد جہنی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جائز رکھی ایک مرد کی شہادت مدعی کی قسم کے ساتھ ف اسکو امام احمد نے بھی نکالا اور اسکے راوی صحیح کے راوی ہین مگر سرق سے جو ایک شخص روایت کرتا ہے وہ مجہول ہے اور ابن جوزی نے تحقیق مین کہا کہ اس حدیث کے راوی بیس صحابیون سے زیادہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کیا اور جمہور صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے اور امام احمد اور شافعی اور مالک اور تمام اہلحدیث کا یہی مذہب ہے مگر ابوحنیفہ اور زید بن علی اور زہری اور نخعی اور ابن شبرمہ سے منقول ہے کہ ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ نہین ہوسکتا امام مالک نے موطا مین کہا سنت اسپر جاری ہے کہ ایک گواہ اور قسم سے فیصلہ کیا جاوے یعنے مدعی سے قسم لی جاوے اگر وہ قسم کہاوے تو اسکا دعوی ثابت ہوگیا اگر وہ قسم کہانے سے انکار کرے تو اب مدعی علیہ سے قسم لیوینگے اگر اس نے قسم کہالی تو مدعی کا دعوی ساقط ہوگیا اگر نکول کیا تو مدعی کا دعوے ثابت ہوگیا مگر یہ امر اموال کے دعوی مین ہوگا (یعنے ایک شاہد اور قسم پر فیصلہ کرنا) اور حدود اور نکاح اور طلاق اور عتاق اور قذف وغیرہ مین دو گواہ ضرور ہین اور امام مالک نے کہا بعض لوگ کہتے ہین (یعنے حنفیہ) کہ ایک شاہد اور قسم پر فیصلہ کرنا درست نہین کیونکہ قرآن مین اسکا ذکر نہین بلکہ یہ ذکر ہے اگر دو مرد نہ ہون تو ایک مرد اور دو عورتین ہون اور ان کا جواب یہ ہے کہ جب مدعی کے پاس گواہ ہی نہ ہون تو مدعی علیہ سے قسم لینا اور اگر قسم سے نکول کرے تو دعوی کا اسپر ثابت ہونا یہ کہان قرآن مین ہے جب وہ اسکو مانتا ہے تو ایک شاہد اور قسم بھی ماننا چاہیے دونو حدیث سے ثابت ہین اور اگلے لوگون نے برابر اسپر عمل کیا ہے اور عمر بن عبدالعزیز اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن اور سلیمان بن یسار اور سب تابعین

نے اسکا فتوی دیا انتہی مختصر امن الروضۃ مترجم کہتا ہی حنفیہ کا اصول کسیطرح ہماری سمجھ مین نہین آیا باوجود اس کے
کہ ہم تیس سال سے انکی فقہ کی کتابین دیکھتے ہین کہین تو وہ ایک حدیث سی جسکے راوی ایک یا دو ہی صحابہ ہوتے ہین کتاب اللہ
پر زیادت کے قائل ہو جاتے ہین اور دہینگا مشتی زور زبردستی ہی اسحدیث کو مشہور بنا دیتے ہین جیسے حدیث ناصیہ وغیرہ ہین اور
کہین وہ ایسی حدیث کو رد کرتے ہین جسکے راوی بیس پچیس صحابہ ہوتے ہین اور محدثین کے نزدیک وہ مشہور اور صحیح ہوتی
ہے لیکن مرغی کی ایک ہی ٹانگ وہ یہی کہی جاتے ہین کہ کتاب اللہ پر زیادت حدیث سی جائز نہین ہے کچھ عجب مذہب اور عجیب
طریق ہے اب یہ مسئلہ یمین مع الشاہد الواحد کا صحیح اور مشہور حدیث سی ثابت ہی اور اسکے راوی بیس صحابہ سے زائد ہین
اور صحابہ اور تابعین اسکے موافق عمل کرتے چلے آئے پہر کیا وجہ ہی کہ اوسپر عمل نہ کیا جاوی اور کتاب اللہ پر زیادت اس سے
جائز نہ ہو حالانکہ زیادت کوئی نسخ یا مخالفت نہین ہے بلکہ صرف یہ بات ہی کہ اللہ تعالی نے ایک بات اپنی کتاب مین بیان نہین
کی اسکے رسول نے اسکو بیان کر دیا جسکا ماننا نہایت ضروری اور لازم ہے اگر ایک راوی بہی ایکحدیث کا ہو لیکن وہ ثقہ ہو
اور حدیث صحیح ہو جاوے تو اس سے کتاب اللہ پر زیادت ہو سکتی ہے نہ کہ مشہور حدیث سی جسکے راوی بیس صحابہ سے زائد ہون
غرض جو منصف حنفیہ مین انکو اسباب مین حدیث پر چلنا چاہیے اور امام ابوحنیفہ کے اجتہاد کو چھوڑ دینا چاہیے اور اس مسئلہ
پر کیا منحصر ہے جہان کوئی حدیث صحیح مل گئی بس اب اجتہاد کو چہیر پر کہنا چاہیے وہ مجتہد صاحب اپنا جواب آپ دینگے
جب قیامت مین ان سے پوچھا جاوے گا لیکن ہم کیا جواب دین گے جب یہ سوال ہوگا کہ صحیح حدیث پر تم نے عمل کیون
نہین کیا یہی انصاف کا رستہ ہی اور یہی حق ہی گو بعض جاہل متعصب اسکو قبول نہ کرین وما علینا الا البلاغ **باب**
شَہَادَۃِ الزُّوْرِ جہوٹی گواہی کا بیان **عن** خُرَیْمِ بْنِ فَاتِکٍ الْاَسَدِیِّ قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ
فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ عُدِلَتْ شَہَادَۃُ الزُّوْرِ بِالْاِشْرَاکِ بِاللّٰہِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ تَلَا ہٰذِہِ الْاٰیَۃَ وَ
اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَاءَ لِلّٰہِ غَیْرَ مُشْرِکِیْنَ بِہٖ خریم بن فاتک اسدی سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
صبح کی نماز پڑہی جب فارغ ہوئے تو کہڑے ہوے اور فرمایا جہوٹی گواہی شرک باللہ کے برابر ہے تین بار یہ فرمایا (کیونکہ
شرک بہی ایک جہوٹی گواہی ہے جو مالک نہین ہے اسکو مالک بنانا اور مالک حقیقی کو چہوڑ دینا) پہر یہ آیت پڑہی واجتنبوا
قول الزور حنفاء للہ غیر مشرکین بہ یعنے جہوٹ بولنے سے بچو سیدہی چلو اللہ کے واسطے اسکے ساتہ شرک مت کرو **عن** ابْنِ عُمَرَ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَنْ تَزُوْلَ قَدَمَا شَاہِدِ الزُّوْرِ حَتّٰی یُوْجِبَ اللّٰہُ لَہُ النَّارَ ابن عمر سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہوٹے گواہ کے پاؤن نہین سرکین گے (قیامت کے دن) یہانتک کہ اللہ تعالی
اسکے لیے دوزخ کو واجب کریگا **باب** شَہَادَۃِ اَہْلِ الْکِتَابِ بَعْضِہِمْ عَلٰی بَعْضٍ اہل کتاب کی گواہی انہین مین ایک دوسرے کے

پر قبول ہوگی عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجَازَ شَهَادَةَ اَهْلِ الْكِتَابِ بَعْضِهِمْ عَلٰى بَعْضٍ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز رکھی اہل کتاب کی شہادت آپس میں ایک دوسرے پر ف کیونکہ وہ سب کافر ہیں اور کفر ایک ہی ملت ہے لیکن کافر کی شہادت مسلمان پر درست نہیں ہے اور نہ کافر کی شہادت سے مسلمان پر کوئی جرم ثابت کر سکتے ہیں نہ اسکو سزا دے سکتے ہیں افسوس ہے کہ یہ مسئلہ اتفاقی ہے اس میں کسی مجتہد کا خلاف نہیں ہے باوجود اسکے مسلمانوں کی حکومت میں یہ غضب دیکھا گیا ہے کہ کافروں کی گواہی مسلمانوں پر قبول کرتے ہیں اور مسلمانوں کو انکی گواہی سے سزا دیتے ہیں یہ صریح ظلم ہے جس سے آخرت میں بازپرس ہوگی اسکے سوا فاسق اور بدعتی اور بے مروت ڈاڑھی منڈے ہر ایک کی گواہی قبول کر لیتے ہیں اور عدالت کا لحاظ بالکل نہیں رکھتے اور یہی وجہ ہے کہ دنیا ظلم سے بھر گئی ہے جھوٹی نالشیں ہوتی ہیں اور وہ ثابت ہو جاتی ہیں خلق اللہ تباہ ہوتی ہے یا اللہ امام مہدی علیہ السلام کو جلد بھیج کہ وہ ایسے ظلموں کی بیخ کنی کریں اور ظالموں کی حکومت چھین لیویں آمین

اَبْوَابُ الصِّدَقَاتِ ابواب ہبہ کے بیان میں

بَابُ الرَّجُلِ يَنْحَلُ وَلَدَهُ آدمی اپنے بچہ کو کچھ دیوے عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ انْطَلَقَ بِهِ اَبُوْهُ يَحْمِلُهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْهَدْ اَنِّيْ قَدْ نَحَلْتُ النُّعْمَانَ مِنْ مَالِيْ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَكُلَّ بَنِيْكَ نَحَلْتَ مِثْلَ الَّذِيْ نَحَلْتَ النُّعْمَانَ قَالَ لَا قَالَ فَاَشْهِدْ عَلٰى هٰذَا غَيْرِيْ قَالَ اَلَيْسَ يَسُرُّكَ اَنْ يَكُوْنُوْا لَكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً قَالَ بَلٰى قَالَ فَلَا اِذًا نعمان بن بشیر سے روایت ہے ان کے باپ انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور عرض کیا آپ گواہ رہیے میں نے نعمان کو اپنے مال میں سے فلاں فلاں چیز دی ہے آپ نے فرمایا تو نے اپنے سب بیٹوں کو ایسی ہی چیزیں دیں جیسے نعمان کو دی ہیں اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو میرے سوا اور کسیکو اسپر گواہ کر لے کیا تجھے یہ بھلا نہیں لگتا کہ تیرے سب بیٹے تیرے ساتھ نیک سلوک کرنے میں برابر ہوں وہ بولا کیوں نہیں میں یہی چاہتا ہوں آپ نے فرمایا تو ایسا مت کر ف کہ ایک بیٹے کو دے اور اوروں کو محروم کرے جب ایسا کریگا تو اور بیٹوں کے دل میں تیرا بغض پیدا ہوگا اور وہ بڑے ہو کر تیرے ساتھ بھلائی نہ کرینگے بلکہ برائی کرینگے مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں نہیں گواہ ہوتا مگر حق پر اور امام احمد کی روایت میں ہے مجھکو مت گواہ کر ظلم پر اور تیرے بیٹوں کا تجھ پر یہ حق ہے کہ تو برابری کرے انکو دینے میں اور صحیحین کی روایت میں ہے کہ جو تو نے دیا ہے وہ پھیر لے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے اللہ سے ڈرو اور عدل کرو اپنی اولاد میں آخر میرے باپ نے رجوع کیا اس صدقہ میں اور احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے نکالا کہ عدل کرو اپنے بیٹوں میں تین بار یہ فرمایا اور طبرانی اور بیہقی اور سعید بن منصور نے نکالا کہ برابری کرو عطا میں اپنی اولاد میں اور اگر میں کسیکو زیادہ دلاتا تو لڑکیوں کو زیادہ دلاتا

کیونکہ وہ قادر نہین ہین کسب پر اسکی اسناد مین سعید بن یوسف ضعیف ہے حافظ نے فتح مین کہا اسکا اسناد اچھا ہے اور
ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ اولاد کو کم و بیش دینا ظلم ہے اور جس نے ایسا کیا تو رجوع کرے طاوس اور ثوری اور احمد اور
اسحاق اور بعض مالکیہ اسی کے قائل ہین اور جمہور کہتے ہین کہ برابری کرنا مستحب ہے اور شافعی اور ابو حنیفہ نے کہا کہ
برابری نہ کرنا مکروہ ہے لیکن تصرف نافذ ہو جاویگا اور ابو بکر نے حضرت عائشہ کو اور اولاد سے زیادہ دیا اور اہلحدیث
کہتے ہین کہ برابری کرنا واجب ہے اور ان احادیث سے یہی نکلا کہ والدین جو اپنی اولاد کو دیوین تو اس مین رجوع کرنا درست
ہے اسیطرح دادا اور دادی اور نانا نانی کو بھی لیکن انکے سوا اور لوگون کو رجوع کرنا ہبہ مین جائز نہین ہے کیونکہ
حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہبہ مین رجوع کرنیوالا ایسا ہے جیسے اپنی قے کو پھر کھانیوالا شافعی کا یہی قول ہے
اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ والد کو بھی رجوع جائز نہین جو اس نے اپنی اولاد کو ہبہ کیا اس مین امام ابن قیم نے اہلحدیث
کا مذہب ثابت کیا اور شافعی اور ابو حنیفہ پر رد کیا (روضہ مختصرا) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ أَبَاهُ نَحَلَهُ غُلَامًا
وَأَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشْهِدُهُ فَقَالَ أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ قَالَ لَا قَالَ فَارْدُدْهُ نعمان بن بشیر
سے روایت ہے انکے باپ نے انکو ایک غلام دیا پھر وہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے آپ کو گواہ کرنے کے لیے آپ
نے فرمایا تو نے اپنی سب اولاد کو ایسا ہی دیا ہے وہ بولا نہین آپنے فرمایا تو اسکو پھیر لے **باب** مَنْ أَعْطَى وَلَدَهُ
ثُمَّ رَجَعَ فِيهِ کسینے اپنی اولاد کو کچھ دیا پھر پھیر لیا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ يَرْفَعَانِ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يُعْطِيَ الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعَ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ ابن عباس
اور ابن عمر سے روایت ہے دونون نے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کسی شخص کو حلال نہین کہ دیکر
پھیر لیوے مگر باپ کو جو وہ اپنی اولاد کو دیوے **ف** اسکو امام احمد اور اصحاب سنن اور ترمذی اور ابن حبان اور
حاکم نے بھی نکالا ترمذی نے کہا یہ صحیح ہے اور ابو حنیفہ نے اس صحیح حدیث کا خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ باپ کو
بھی رجوع نہین جائز ہے جیسے اوپر گذرا عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَرْجِعُ أَحَدُكُمْ فِي هِبَتِهِ إِلَّا الْوَالِدَ مِنْ وَلَدِهِ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے ان حضرت صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہبہ مین کوئی رجوع نکرے مگر باپ جو ہبہ اپنی اولاد کو کرے (تو اس مین اگر چاہے تو رجوع کر سکتا
ہے) **باب** الْعُمْرَى عمر بھر کے لیے کوئی شے دینا **ف** خواہ اپنی حیات تک دیوے یا جسکو دیوے اسکی حیات
تک جاہلیت مین بہت رائج تھا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عُمْرَى فَمَنْ
أُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ ابو ہریرہ سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرے کوئی چیز نہین ہے اگر کوئی چیز عمرے

کے طور پر دیوی تو وہ اسی کی ملک ہو جاویگی جسکو دیوی **ف** صحیحین میں ہی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ عمری میراث ہوگی عمری والوں کے لیے ایک روایت میں ہے کہ عمری جائز ہے **عن** جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ اَعْمَرَ رَجُلًا عُمْرٰى لَهٗ وَلِعَقِبِهٖ فَقَدْ قَطَعَ قَوْلُهٗ حَقَّهٗ فِيْهَا وَهِيَ لِمَنْ اُعْمِرَ وَلِعَقِبِهٖ جابر سے روایت ہی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جس نے کسی کو عمری دیا وہ اُسیکا ہو جاویگا اور اسکے وارثوں کا اور اس نے عمری کہکر اپنا حق قطع کر دیا اب وہ جسکو عمری دیا گیا اوسیکا ہو گیا اور اسکے بعد اسکے وارثوں کا **ف** مسلم کی ایک روایت میں ہی جس نے عمری دیا تو وہ اُسیکا ہی جسکو دیا گیا زندہ اور مرنیکے بعد اور اسکے وارثوں کا **عن** زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ الْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ زید بن ثابت سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمری وارثوں دلایا **ف** مطلب یہ ہے کہ عمری دینے سے وہ شی ہمیشہ کے لیے دینے والے کے ملک سے نکلجاویگی اور اُسیکی ہو جاویگی جسکو عمرہ دیا گیا اسکے بعد اسکے وارثوں کو ملیگی اہلحدیث اور جمہور علما کا یہی قول ہے اور مسلم اور ابوداؤد اور احمد کی ایک روایت میں جو یہ مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس عمرے کو جائز رکھا وہ یہ ہے کہ عمری دینے والا یوں کہی یہ شے تیری ہی اور تیرے وارثوں کی لیکن اگر صرف اتنا کہے وہ تیری ہی جب تک تو جیے تو اسکے مرنے کے بعد وہ شے پھر دینے والے کے پاس آجاویگی تو یہ حدیث نہیں ہے بلکہ ابوسلمہ راوی کا کلام ہے اور اس روایت سے حجت صحیح نہیں ہے اور زید بن ثابت کی حدیث کو امام احمد اور ابوداؤد اور ابن حبان نے بھی نکالا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عمری کیا وہ اسی معمر لہ کی ہی اسکی زندگی اور موت دونو حالت میں اور رقبے مت کرو **باب** الرُّقْبٰى رقبی کا بیان **ف** رقبی یہ ہی کہ کوئی دوسرے سے کہے میں نے یہ مکان تجھے دیا اس شرط پر کہ اگر میں پہلے مرجاؤں تو مکان تیرا ہے اور اگر تو پہلے مرجاوی تو مکان میں لے لونگا۔ اس کا بھی حکم اہلحدیث اور شافعی اور احمد اور ابو یوسف کے نزدیک عمری کا سا ہی یعنے وہ شی اسکی ہو جاویگی جسکے لیے رقبی کیا گیا اور ابوحنیفہ اور محمد نے کہا رقبی باطل ہے اور رقبی اس کو اسلیے کہتے ہیں کہ اس میں ہر ایک منتظر رہتا ہی دوسرے کی موت کا رقب ترقب سے ہے یعنی انتظار کرنا **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا رُقْبٰى فَمَنْ اُرْقِبَ شَيْئًا فَهُوَ لَهٗ حَيَاتَهٗ وَمَمَاتَهٗ قَالَ وَالرُّقْبٰى اَنْ يَقُوْلَ هُوَ لِلْاٰخِرِ مِنِّيْ وَمِنْكَ مَوْتًا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رقبی کوئی چیز نہیں ہے جس نے رقبی کیا تو وہ شے اسی کی ہو جاوے گی جسکو رقبی دیا گیا اسکی زندگی اور موت دونوں حالت میں ہمادی نے کہا رقبی یہ ہے کہ کوئی دوسرے سے کہے یہ مکان یا گھوڑا یا اور کوئی شے ہم میں اور تم میں دونوں میں جو کوئی اخیر میں مرے اسکا ہے **عن**

جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعُمْرٰی جَائِزَۃٌ لِمَنْ اُعْمِرَھَا وَالرُّقْبٰی جَائِزَۃٌ لِمَنْ اُرْقِبَھَا جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عمرے جائز ہے اسکے لیے جس کو عمریٰ دیا جاوے اور رقبیٰ جائز ہے اسکے لیے جسکو رقبیٰ دیا جاوے **ف** یعنی دونوں صورتوں میں وہ شے دینے والے کے ملک سے نکلکر جسکو عمریٰ یا رقبیٰ کے طور پر دی گئی ہے اسی کی ہو جاویگی اور اسکے بعد اسکے وارثوں کو ملیگی امام احمد نے جابر سے نکالا کہ ایک انصاری نے اپنی ماں کو ایک باغ دیا اسکی زندگی تک پھر وہ مرگئی تو اسکی ماں کے بھائی آئے دعویٰ کرتے ہوئے باغ کا آپ نے اس باغ کو تقسیم کر دیا اُن میں **باب** الرُّجُوْعِ فِی الْھِبَۃِ ہبہ کر کے پھیر لینا کیسا ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مَثَلَ الَّذِیْ یَعُوْدُ فِیْ عَطِیَّتِہٖ کَمَثَلِ الْکَلْبِ اَکَلَ حَتّٰی اِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فِیْ قَیْئِہٖ فَاَکَلَہٗ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی مثال جو ہبہ کر کے پھیر لے ایسی ہے جیسے کتے کی کھاتا ہے پیٹ بھر کر پھر قے کرتا ہے پھر اس قے کو جا کر کھاتا ہے **ف** یہی مثال ہے اسکی جو دیکر پھر پھیر لینا چاہتا ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِیْ ھِبَتِہٖ کَالْعَائِدِ فِیْ قَیْئِہٖ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہبہ میں لوٹنے والا ایسا ہے جیسے اپنی قے میں لوٹنے والا عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَائِدُ فِیْ ھِبَتِہٖ کَالْکَلْبِ یَعُوْدُ فِیْ قَیْئِہٖ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے ہبہ میں لوٹنے والا کتے کیطرح ہے وہ قے کر کے پھر اسے کھانیکو جاتا ہے **ف** ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دیکر پھر پھیر لینا نہایت کمینہ پن اور دنائت اور خست ہے اور مروت کی خلاف ہے اور اکثر علماء رجوع کو حرام کہتے ہیں ہبہ میں مگر باپ کو رجوع جائز ہے اس میں جو اپنی اولاد کو ہبہ کرے جیسے اوپر گذرا **باب** مَنْ وَھَبَ ھِبَۃً رَجَاءَ ثَوَابِھَا جو کوئی ہبہ کرے عوض کی امید پر عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلرَّجُلُ اَحَقُّ بِھِبَتِہٖ مَا لَمْ یُثَبْ مِنْھَا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہبہ کرنے والا زیادہ حق رکھتا ہے شے موہوب کا جبتک اسکا عوض نہ پاوے **ف** ہبہ بالعوض تو حکماً بیع ہے اور ہبہ بلا عوض ہدیہ ہے لیکن ہبہ بلا عوض میں مطلقاً رجوع جائز نہیں اور ہبہ بالعوض میں جب تک واہب اسکا عوض نہ لیوے تو رجوع درست ہے لیکن عوض لے لینے کے بعد پھر رجوع درست نہیں **باب** عَطِیَّۃِ الْمَرْاَۃِ بِغَیْرِ اِذْنِ زَوْجِھَا عورت اپنی خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ (ہبہ) نہیں کر سکتی **ف** یعنے اپنے مال میں سے بھی اگر کسیکو عطیہ دینا چاہے تو خاوند سے اجازت لے لیوے اور یہ حکم بر سبیل استحباب کے ہے نہ وجوب

کے کیونکہ اکثر عورت اور خاوند کا مال ملا جلا ہوتا ہے لیکن اسپر بھی عورت اگر اپنے مال میں سے خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو عطیہ
دیوے تو نافذ ہوگا اسپر اکثر علما کا اجماع ہے اور یہ امر دوسری حدیثوں سے ثابت ہے **عن** عمرو بن شعیب عن ابیہ عن
جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی خطبۃ خطبہا لا یجوز لامرأۃ فی مالہا الا باذن زوجہا
اذا ھو ملک عصمتہا عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک خطبے میں کہ کسی عورت
کو اپنے مال میں تصرف کرنا جائز نہیں مگر اپنے خاوند کی اجازت سے جب وہ مالک ہو اسکی عصمت کا **ف** یعنے نکاح قائم
ہو یہ حکم بطریق مصلحت کے ہے کیونکہ اکثر عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں احتمال ہے کہ اپنا مال تلف کر دیویں اسپر بھی
جمہور علما کا قول یہی ہے کہ عورت کا تصرف اپنی ذات کے مال میں درست ہے گو خاوند کی اجازت نہو **عن** عبداللہ بن
یحیی رجل من ولد کعب بن مالک عن ابیہ عن جدہ ان جدتہ خیرۃ امرأۃ کعب بن مالک اتت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بحلی لہا فقالت انی تصدقت بہذا فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجوز
للمرأۃ فی مالہا الا باذن زوجہا فہل استاذنت کعبا قالت نعم فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی
کعب بن مالک فقال ہل اذنت لخیرۃ ان تتصدق بحلیہا فقال نعم فقبلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منہا
عبداللہ بن یحیے سے روایت ہے جو ایک شخص تھا کعب بن مالک کی اولاد میں سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی اوس نے دادا
سے کہ اسکی دادی خیرہ کعب بن مالک کی جورو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی کچھ اپنا زیور لیکر اور عرض کی
کہ میں اسکو تصدق کرتی ہوں آپنے فرمایا عورت کو اپنے مال میں تصدق کرنا جائز نہیں مگر اپنے خاوند کی اجازت سے تو نے
کعب سے اجازت لی ہے وہ بولی ہاں آپ نے کعب بن مالک سے پوچھوا بھیجا کیا تو نے خیرہ کو اجازت دی ہے اپنا زیور تصدق
کرنیکی وہ بولا جی ہاں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو قبول کر لیا خیرہ سے

ابواب الصدقات صدقوں کے باب

باب الرجوع فی الصدقۃ صدقہ دیکر رجوع کرنا **عن** عمر بن الخطاب رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
لا تعد فی صدقتک حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مت لوٹ صدقہ دیکر
عن عبداللہ بن العباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل الذی یتصدق ثم یرجع فی صدقتہ
مثل الکلب یقیئ ثم یرجع فیاکل قیئہ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس
شخص کی مثال جو صدقہ دیتا ہے پھر اس میں رجوع کرتا ہے کتے کی سی ہے وہ قے کرتا ہے پھر لوٹ کر اسکو کھاتا ہے

باب من تصدق بصدقۃ فوجدہا تباع ہل یشتریہا جو شخص صدقہ دیوے پھر صدقہ کا مال بکتا ہوا پاوے اور اسکو
خرید لیوے تو کیسا ہے **عن** عمر انہ تصدق بفرس علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فابصرہ صاحبہ

يَبِيعُهَا بِكَسْرٍ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَا تَبْتَعْ صَدَقَتَكَ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے ایک گھوڑا صدقہ دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پھر دیکھا تو جسکو صدقہ دیا تھا وہ اسکو بیچ رہا ہے کم و ہو بیچ وہ آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور آپ سے پوچھا آپنے فرمایا مت خرید صدقہ اپنا **ف** بعض علما نے کہا ہے یہ ممانعت تحریمی ہے اور اکثر نے کہا تنزیہی ہے **عَنْ** الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ أَنَّهُ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ يُقَالُ لَهُ غَمْرٌ أَوْ غَمْرَةُ فَرَأَى مُهْرًا أَوْ مُهْرَةً مِنْ أَفْلَائِهَا يُبَاعُ يُنْسَبُ إِلَى فَرَسِهِ فَنُهِيَ عَنْهَا زبیر بن عوام نے ایک گھوڑا دیا اللہ کی راہ میں جسکو غمر یا غمرہ کہتے تھے پھر دیکھا تو ایک بچھیرا یا بچھیری کو جو اسکی نسل میں سے تھی بیچ رہے تھے زبیر نے اسکو خریدنا چاہا لیکن) وہ منع کیے گئے اسکے خریدنے سے **ف** حالانکہ وہ صدقہ کا گھوڑا نہ تھا مگر اس کی اولاد کا بھی خریدنا مکروہ رکھا **باب** مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ ثُمَّ وَرِثَهَا ایک شخص نے ایک شے صدقہ دی پھر اسکا وارث ہو گیا **عَنْ** عَبْدِ اللهِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِجَارِيَةٍ وَإِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ آجَرَكِ اللهُ وَرَدَّ عَلَيْكِ الْمِيرَاثَ بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے اپنی ماں کو ایک لونڈی صدقہ میں دی تھی اب وہ مر گئی آپنے فرمایا اللہ نے تجھے ثواب دیا اور جو تو نے دیا تھا اسکو بھی پھیر دیا **ف** یعنی لونڈی ترکہ میں تیرے پاس آگئی معلوم ہوا کہ صدقہ کی چیز اگر میراث میں آجاوے تو اسکا لینا منع نہیں البتہ اسکو خریدنا منع ہے **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي أَعْطَيْتُ أُمِّي حَدِيقَةً لِي وَإِنَّهَا مَاتَتْ وَلَمْ تَتْرُكْ وَارِثًا غَيْرِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ صَدَقَتُكَ وَرَجَعَتْ عَلَيْكَ حَدِيقَتُكَ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا میں نے اپنی ماں کو ایک باغ دیا تھا اب وہ مر گئی اور میرے سوا کسی کو وارث نہیں چھوڑا آپنے فرمایا تیرے صدقہ کا ثواب تجھ کو ہو گیا اور تیرا باغ بھی تیرے پاس لوٹ آیا **باب** مَنْ وَقَفَ وقف کرنیکا بیان **ف** جس نے اپنے ملک اللہ کی راہ میں روک دی تو اس نے وقف کیا یہ صحیح ہے جمہور علما کے نزدیک اور ترمذی نے کہا ہم اس میں اختلاف نہیں پاتے صحابہ اور اگلے اہل علم میں کہ زمین کا وقف بھی درست ہے اور شریح سے اسکا انکار منقول ہے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ وقف لازم نہیں ہوتا اور تمام ابو حنیفہ کے اصحاب نے انکا خلاف کیا سوا زفر کے اور طحاوی نے ابو یوسف سے نقل کیا کہ اگر ابو حنیفہ کو وقف کی دلیل پہونچتی تو وہ اسکے قائل ہوتے اور قرطبی نے کہا کہ ابو حنیفہ کا قول اجماع کے خلاف ہے اسکی طرف التفات نہیں کیا جاویگا (روضہ) مترجم کہتا ہے ابو یوسف جو ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں خود اس بات کو مانتے ہیں کہ ابو حنیفہ کو

وقف کی دلیل نہین پہونچی یعنے وقف کی حدیثین اور تعجب ہے کہ حنفیہ اِسبات کو بعید جانتے ہین انکا اعتقاد یہی
کہ ابوحنیفہ کو کل حدیثین پہونچین تہین حالانکہ ابوحنیفہ کے زمانہ مین یہ امر محال تہا **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَصَابَ عُمَرُ
بْنُ الْخَطَّابِ اَرْضًا بِخَيْبَرَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَامَرَهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصَبْتُ مَالًا بِخَيْبَرَ
لَمْ اُصِبْ مَالًا قَطُّ هُوَ اَنْفَسُ عِنْدِيْ مِنْهُ فَمَا تَامُرُنِيْ بِهٖ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ اَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ
بِهَا قَالَ فَعَمِلَ بِهَا عُمَرُ عَلٰى اَنْ لَا يُبَاعَ اَصْلُهَا وَلَا يُوْهَبَ وَلَا يُوْرَثَ تَصَدَّقَ بِهَا لِلْفُقَرَاءِ وَفِي الْقُرْبٰى
وَفِي الرِّقَابِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَالضَّيْفِ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَلِيَهَا اَنْ يَاْكُلَهَا بِالْمَعْرُوْفِ اَوْ
يُطْعِمَ صَدِيْقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ ابن عمر سے روایت ہی حضرت عمر کو ایک زمین خیبر مین ملی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس آئے اور آپ سے مشورہ لیا انہون نے عرض کیا یا رسول اللہ خیبر مین مجہے ایسا مال ملا ہے کہ اتنا عمدہ مال میرے
نزدیک مجہہ کو کبہی نہین ملا تہا تو آپ کیا حکم کرتے ہین اسکے باب مین آپنے فرمایا اگر تو چاہے تو اصل زمین کو اپنے
ملک مین رہنے دی اور اسکو تصدق کر دی یعنے اسکے پہلون درمیوون اور منفعت کو راوی نے کہا حضرت عمر نے
ایسا ہی کیا کہ اصل زمین بیچی نہ جاوے نہ ہبہ کی جاوی نہ ترکہ مین آوے اور وہ صدقہ رہی فقیرون اور ناتے والون
اور بردون کو آزاد کرانے مین اور مجاہدین کے سامان کرنے مین اور مسافرون مین اور مہمانون مین اور جو اس
زمین کا متولی ہو وہ اس مین سے کہاوی دستور کے موافق یا کسی دوست کو کہلا دی لیکن اس مین سے دولت نہ جوڑے
ف یہ حدیث صحیحین مین موجود ہے اور نسائی اور ترمذی نے حضرت عثمان سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مدینہ مین آئے وہان شیرین پانی نہ تہا سوا بیر رومہ کے آپنے فرمایا کون بیر رومہ خرید کر اس مین سے خود بہی پانی لیوے
اور مسلمانون کو بہی لینے دی اسکو جنت مین اس سے اچہا ملیگا پہر مین نے اسکو خرید اپنے مال مین سے اور صحیحین مین
ہے کہ خالد نے اپنے زرہون کو اللہ کی راہ مین روک دیا تہا۔ اس سے یہ نکلا کہ وقف کرنیوالا بہی بقدر ضرورت
مثل اورون کے اپنی شئے موقوف سے فائدہ لے سکتا ہے (روضہ) **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْمِائَةَ سَهْمٍ الَّتِيْ بِخَيْبَرَ لَمْ اُصِبْ مَالًا قَطُّ هُوَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهَا وَقَدْ اَرَدْتُ اَنْ اَتَصَدَّقَ
بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْبِسْ اَصْلَهَا وَسَبِّلْ ثَمَرَتَهَا قَالَ ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ فَوَجَدْتُ هٰذَا
الْحَدِيْثَ فِيْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ فِيْ كِتَابِيْ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ فَذَكَرَ
نَحْوَهٗ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ سو حصے جو مجہہ کو خیبر مین ملے ہین مین نے ان سے
بہتر مال کبہی نہین پایا اور مین چاہتا ہون انکو صدقہ کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اصل چیز رہنے

دی یعنی اصل زمین اور اسکا میوہ وقف کر دی۔ ابن ابی عمر نے کہا مین نے اسحدیث کو اپنی کتاب مین ایک دوسرے مقام مین پایا
سفیان سے انہون نے عبداللہ سے انہون نے نافع سے انہون نے ابن عمر سے کہ حضرت عمر نے کہا پھر بیان کیا اسحدیث کو **باب**
الْعَارِيَةِ عاریت کا بیان **ف** یعنی مانگی چیز کا بیان **عن** شُرَحْبِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ شرحبیل بن مسلم سے روایت ہے مینے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے آپ فرماتے تھے مانگی ہوئی چیز ادا کی دی اور جو جانور دودہ پینے کے لیے دیا جاوے وہ پھیر دینا چاہیے **ف** عرب مین
اسکو منحہ کہتے ہین اہلحدیث اور ابو حنیفہ کا یہ قول ہے کہ امانت کی چیز اگر بغیر قصد اور خیانت کے امین پاس تلف ہو جاوے تو اسپر
ضمان نہ ہوگا اور عاریت کا بھی حکم امانت کا سا ہے اور دارقطنی نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے نکالا مرفوعاً کہ امین پر تاوان
نہین ہے اسکا اسناد ضعیف ہے اور ابوداود اور ترمذی اور حاکم نے ابوہریرہ سے نکالا کہ ادا کر امانت اسکو جو تیرے پاس امانت
رکھے اور مت خیانت کر اسکے مال مین جو تیرے مال مین خیانت کرے حاکم نے اسکو صحیح کہا اور ابن جوزی نے اسکو ابی بن کعب
سے اور بیہقی نے ابوامامہ سے بھی نکالا (روضہ) **عن** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ انس بن مالک سے روایت ہے مینے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے عاریت ادا کی جاوے اور منحہ پھیر دیا جاوے **عن** سَمُرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى الْيَدِ
مَا أَخَذَتْ حَتَّى تُؤَدِّيَهُ سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھ پر واجب ہے کہ جو وہ لیوے
اسکو پھیر دیوے **ف** اسکو احمد اور ابوداود اور ترمذی اور حاکم نے بھی نکالا لیکن حسن کے سماع مین سمرہ سے اختلاف ہے اور
امام احمد اور ابوداود اور نسائی اور حاکم نے روایت کیا صفوان بن امیہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان سے زرہین مانگین تو صفوان نے کہا آپ جبراً مانگتے ہین آپ نے فرمایا نہین عاریت کے طور پر جسکا ضمان واجب ہے اس
حدیث سے نکلتا ہے کہ عاریت کا ضمان لازم ہوگا مستعیر پر اور شاید یہ حدیث اُس حالت پر محمول ہو جب مستعیر کی غفلت
یا قصور کیوجہ سے وہ شے تلف ہو جاوے تو اسحالت مین بالاتفاق اسپر تاوان لازم ہوگا اور شافعی کے نزدیک ہر حالت
مین ضمان لازم ہوگا **باب** الْوَدِيعَةِ امانت کا بیان **عن** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أُودِعَ وَدِيعَةً فَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسنے کسی کے پاس امانت رکھائی تو اسپر تاوان نہین ہے **ف** اگر بے تقصیر اسکے تلف ہو جاوے
جیسے اوپر گذرا **باب** الْأَمِينِ يَتَّجِرُ فِيهِ فَيَرْبَحُ امین اگر امانت کے مال مین سوداگری کرے پھر نفع اٹھاوے **عن**
عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ دِينَارًا يَشْتَرِي لَهُ شَاةً فَاشْتَرَى لَهُ شَاتَيْنِ فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا

بِدِيْنَارٍ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدِيْنَارٍ وَشَاةٍ فَدَعَا لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ قَالَ فَكَانَ لَوِ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيْهِ عروہ بارقی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ایک دینار دیا ایک بکری خریدنے کو انہوں نے دو بکریاں خریدیں پھر ایک بکری کو ایک دینار کو بیچا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بکری لائے اور ایک دینار آپنے انکے لیے دعا کی برکت کی راوی نے کہا پھر آپ کی دعا کی برکت سے عروہ کا یہ حال ہو گیا کہ اگر وہ مٹی خریدتے تو اس میں فائدہ کماتے عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ الْبَارِقِيِّ قَالَ قَدِمَ جَلَبٌ فَأَعْطَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا فَذَكَرَ نَحْوَهُ عروہ بن ابی الجعد بارقی سے روایت ہے باہر سے جانور آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو ایک دینار دیا پھر بیان کیا وہی قصہ

بَابُ الْحَوَالَةِ حوالہ کا بیان ف حوالہ کہتے ہیں قرض اتارنے کو دوسرے پر مثلاً زید کا قرض عمرو پر تھا عمرو نے اسکا مقابلہ بکر سے کرا دیا اور بکر نے قبول کر لیا اب اگر بکر اس قرض کے دینے میں حیلہ و حوالہ کرے یا مفلس ہو جاوے تو زید کو پھر عمرو سے مطالبہ کا حق حاصل ہوگا (در رہبیہ) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّلْمُ مَطْلُ الْغَنِيِّ وَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا مالدار کو قرض ادا کرنے میں دیر کرنا ظلم ہے پھر جب تم میں سے کوئی مقابلہ دیا جاوے مالدار پر تو اسکو قبول کرے ف اور اسکا پیچھا کرے یہ حدیث صحیح میں ہے ایک روایت میں فلیحتل ہے یعنی حوالہ قبول کرے عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَإِذَا أُحِلْتَ عَلَى مَلِيءٍ فَاتْبَعْهُ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا مالدار کا دیر کرنا اپنا قرض ادا کرنے میں اور قرضخواہ کو ٹالنا ظلم ہے اور جب حوالہ دیا جاوے مالدار پر تو اسکو قبول کر لیوے ف یعنے اگر آدمی مفلس ہو اور روپیہ پاس نہ ہو تو قرض ادا کرنے میں مجبوری ہے لیکن پیسا ہوتے ہوئے لوگوں کا قرض نہ دینا اس میں دیر لگانا گناہ ہے اور ظلم ہے قرضخواہ پر گویا اسکا حق مارنا ہے اور ظلم ہے اپنے نفس پر بھی اسواسطے کہ زندگی کا اعتبار نہیں شاید مر جاوے اور قرضخواہ کا قرض رہجاوے اسلیے جب پیسا ہو تو فوراً قرض ادا کر دیوے اس حدیث کی اسناد میں اسمعیل بن توبہ ہے وہ سچا ہے اور باقی راوی صحیح کے راوی ہیں اور اسکو ترمذی اور امام احمد نے بھی نکالا

بَابُ الْكَفَالَةِ ضمانت کا بیان۔ ف جو شخص کسیکا مال ضامن ہو زندے کا یا مردیکا تو اسکو طلب کے وقت مال ادا کرنا چاہیے اور جسکا ضامن ہے اس سے وصول کر لیوے اگر اسکے حکم سے ضامن ہوا تھا اسیطرح جو حاضر ضامن ہو اسکو حاضر کرنا چاہیے اس شخص کو جس کا ضامن ہوا ہے نہیں تو اسکے ذمہ کا مال دینا ہوگا (در رہبیہ) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الزَّعِيْمُ غَارِمٌ وَالدَّيْنُ مَقْضِيٌّ ابو امامہ باہلی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ضامن جو اہدار ہو اور قرض کو ادا کرنا چاہیے **ف** اسکو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے بھی نکالا اور اسکی اسناد میں اسمعیل بن عیاش ہے لیکن وہ ثقہ ہو اہل شام سے روایت کرنے میں اور یہاں شرحبیل بن مسلم سے روایت ہو وہ شامی ہے اور ابن حزم علیہ الرحمۃ نے صواب نہیں کیا جو اس حدیث کو ضعیف کیا اور نسائی نے اسکو دو طریقوں سے نکالا ایک عامر و صالح کے طریق سے دوسرے حاتم بن حریث کے طریق سے دونوں نے ابو امامہ سے روایت کیا اور ابن حبان نے اسکو صحیح کہا حاتم کے طریق سے اور حاتم کو ثقہ کہا دارمی نے اور طبرانی نے اسکو نکالا سعید بن ابی سعید سے اس نے انس سے اور ابن عدی نے اسکو ابن عباس سے نکالا اور ضعیف کیا اسکو اسمعیل بن زیاد سکونی کیوجہ سے اور ابوموسی مدینی نے اسکو صحابہ میں نکالا سوید بن حبیلہ کے طریق سے دارقطنی نے کہا اسکا صحابی ہونا ثابت نہیں اور اسکی روایت مرسل ہے اور بعضوں نے کہا وہ صحابی ہے اور خطیب نے اسکو تخلیص میں نکالا ابن لہیعہ کے طریق سے اس نے عبداللہ بن حبان لیثی سے اس نے اس ایک شخص سے اور ابو قتادہ کی حدیث اس باب میں آگے آتی ہے اسکو بخاری نے بھی نکالا سلمہ بن اکوع سے اور ترمذی نے اور کہا صحیح ہے اور احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان اور دارقطنی اور حاکم نے جابر سے اور ایک روایت میں جابر کے یوں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو قتادہ سے فرمایا اللہ تعالی نے قرضخواہ کا حق دلا دیا اور میت اس سے بری ہو گیا ابو قتادہ نے عرض کیا جی ہاں جب آپ نے اسپر نماز پڑھی صحیح کہا اسکو ابن حبان اور حاکم نے اور نکالا اسکو احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور دارقطنی نے اور روضہ مختصرا **عن** ابن عباس ان رجلا لزم غریما لہ بعشرۃ دنانیر علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما عندی شیء اعطیکہ فقال لا واللہ لا افارقک حتی تقضینی او تاتینی بحمیل فجرہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کم تستنظرہ فقال شھرا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانا احمل لہ فجاءہ فی الوقت الذی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من این اصبت ھذا قال من معدن قال لا خیر فیھا وقضاھا عنہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہو ایک شخص نے اپنے قرضدار کا پیچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جسپر اسکے دس دینار نکلتے تھے قرضدار بولا میرے پاس کچھ نہیں جو میں تجھ کو دوں قرضخواہ بولا نہیں قسم خدا کی میں تجھ کو نہیں چھوڑوں گا یہانتک کہ میرا قرض ادا کرے یا کسی کو ضمانت دیوے آخر وہ اسکو کھینچکر لایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ نے فرمایا (قرضخواہ سے) تو اسکو کتنے دنوں تک مہلت دیتا ہے وہ بولا ایک مہینے کی آپ نے فرمایا تو میں اسکا ضامن ہوتا ہوں پھر قرضدار اپنے وقت پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اپنا قرضہ لیکر آیا آپ نے فرمایا یہ تو نے کہاں سے پایا وہ بولا ایک خزانے سے آپ نے فرمایا خزانہ میں بہتری نہیں (کیونکہ احتمال ہے کہ کسی دوسرے مسلمان کا

مال ہو) اور قرضخواہ کا قرض ادا کر دیا **عن** ابن قتادۃ عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی بجنازۃ لیصلی علیھا فقال صلوا علی صاحبکم فان علیہ دینا فقال ابو قتادۃ انا اتکفل بہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالوفاء قال بالوفاء وکان الذی علیہ ثمانیۃ عشر او تسعۃ عشر درھما ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جنازہ لایا گیا نماز پڑھنے کیو سطے آپ نے فرمایا نماز پڑھ لو اپنی ساتھی پر کیونکہ وہ قرضدار ہے ابو قتادہ نے عرض کیا مین اسکے قرض کا ضامن ہوتا ہون آپ نے فرمایا تو پورا قرض ادا کریگا ابو قتادہ رضی نے کہا پورا ادا کرونگا اس میت پر اٹھارہ یا اونیس درم قرض تہے **ف** معلوم ہوا قرض بری بلا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی وجہ سے نماز پڑھنے مین تامل کیا بعضون نے کہا آپ نے تنبیہ کے لیے ایسا کیا تا کہ دوسرے لوگ قرض کی ادائی کا خوب خیال رکھین قرض وہ بلا ہے کہ شہید کے سارے گناہ معاف ہوجاتی ہین پر قرض معاف نہین ہوتا وہ حق العباد ہے معاذ اللہ بعض علما نے کہا ہی کہ اس حدیث سی یہ نکلا کہ امام کو جائز ہے کہ بعض مردون پر جن سے گناہ سرزد ہوا ہو نماز نہ پڑہے اور لوگون کو ڈرانے کے لیے لیکن دوسرے لوگ نماز پڑھ لین حدیث سی یہ بھی نکلا کہ میت کی طرف سی ضمانت درست ہے اگرچہ اسنی قرض کے موافق مال نہ چھوڑا ہو اکثر اہل علم کا یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اگر قرض کے موافق اس نے مال نہ چھوڑا ہو تو ضمانت درست نہین **باب** من ادان دینا وھو ینوی قضاءہ جو شخص قرض لیوے ادا کرنے کی نیت سی **ف** باب کی حدیث مین قرض لینے کی فضیلت مذکور ہے اور مراد اس قرض سے وہ ہی جو اپنے یا اپنے مال بچون یا عزیزون کو ضروری خرچ کے لیے لیا جاوے یا اللہ کی راہ مین مسکینون اور طالب علمون اور مسافرون کو کھلانے کے لیے جو شخص ایسے باتون مین قرضدار ہوجاتا ہے اور اسکی نیت ادا کرنیکی ہوتی ہے تو اللہ تعالی ضرور اسکی مدد کرتا ہے اور اسکا قرض ادا کرا دیتا ہے اور بغیر ضرورت کے قرض لینا کسی نے جائز نہین رکہا اور ہمیشہ اہل اللہ اور نیک لوگ قرضداری سے ڈرتے رہی اور اس سے پناہ مانگتے رہی اور بعض اولیا سی جو قرض لینا اور قرضدار رہنا منقول ہے تو وہ بھی قرضہ تہا کہ انہون نے اپنے حظ نفس کے لیے نہین لیا تہا بلکہ غریبون کو دینے کے لیے اور مسکینون کو کھلانے کے لیے حضرت زبیر اور حضرت عمر قرضدار رہی برسے تہے مجدد الف ثانی افاض اللہ علینا من انوارہ وبرکاتہ فرماتے ہین کہ انکو کشف سی معلوم ہوا کہ جس قرض کا مواخذہ ہوتا ہے وہ وہی قرض ہے جو اپنے حظ نفس کے لیے یا بلا ضرورت یا ادا نکرنے کی نیت سے لیا جاوے لیکن جو شخص اللہ کی ذات مین فانی ہو وہ قرض بھی لیگا تو اللہ ہی کیو سطے اور اللہ تعالے اسکی ادا کی کوئی شکل ضرور نکالدے گا دنیا مین یا آخرت مین اسپر بھی عوام مسلمانون کو جیسے ہم لوگون کی حالت ہو قرض نہ لینا ہی بہتر ہے اگر امید ہووے تو اسکے رضامندی مین مال صرف کیا جاوے نہین تو تکلیف اوٹھانا اور قناعت

کرا بہتر ہے بقول سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ ۵ تمنائی گوشت مردن بہ ز تقاضائی زشت قصابان اور سب سے زیادہ برا قرض وہ ہے جو ہمارے زمانہ کے لوگ لیتے ہیں جس میں سود دیتے ہیں اور حرام میں مبتلا ہوتے ہیں سودی قرض کسی حال میں درست نہیں اگرچہ کیسی ہی شدید ضرورت ہو اور نہ سودی قرض لیکر اسکا کار خیر میں صرف کرنا کچھ اجر دے گا بلکہ اور عذاب ہونیکا ڈر ہے اسیطرح سے وہ قرض جو رسمی شادی بیاہ ساچق مہندی برات بسم اللہ خوانی وغیرہ کے لیے لیا جاتا ہے یا سوم چہلم وسم سالانہ کے لیے اول تو یہ سب چیزیں بدعت اور منع ہیں دوسرے قرضہ کا گناہ اور سود اخذہ تیسرے سود کا عذاب لاحول ولا قوۃ خسر الدنیا والاخرہ مسلمان کو قرض لینے کی کبھی ضرورت نہیں مگر اسی حال میں جب وہ یا اسکے بال بچے بھوک سے مرتے ہوں اسوقت بھی ضرورت کے موافق قرض لیوے اللہ اسکو ادا کرا دیگا رہا شادی بیاہ موت مٹی وغیرہ اس میں شرع کے موافق زیادہ خرچ ہے نہیں ہے کہ قرض کی حاجت پڑے صرف ایجاب اور قبول سے نکاح ہو جاتا ہے اور سوم چہلم وسم سالانہ ساچق مہندی برات کی ضرورت ہی نہیں بلکہ یہ سب کام منع ہیں پھر انکے واسطے قرض کیوں لیوے اگر ایسا ہی نکاح میں کچھ شیرینی وغیرہ کے منگانے کی ضرورت ہو تو تھوڑے پتاشے یا خرما کفایت کرتے ہیں باقی اگر حلال پیسا کسی کے پاس ہو تو زیور اور لباس اور ظروف اور کھانے میں صرف کرے لیکن آتشبازی اور ناچ رنگ روشنی بیفایدہ میں ایک حبہ بھی نہ لگا دے پیسے کا بیسہ خراب اور گناہ آخرت کا اور تکلیف دنیا کی الگ وبال لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۵

رسم دنیا کی بھلی ہو یا بری پھیر دے تو سب کی گردن پر چھری

عن ام المؤمنين ميمونة قال كانت تدان دينا فقال لها بعض اهلها لا تفعلي وانكر ذلك عليها قالت بلى اني سمعت نبيي وخليلي صلى الله عليه وسلم يقول ما من مسلم يدان دينا يعلم الله منه انه يريد اداءه الا اداه الله عنه في الدنيا ام المومنین میمونہ قرض لیا کرتی تھیں انکے بعض گھر والوں نے اس سے منع کیا اور اسکو برا جانا ام المومنین نے کہا ہاں میں نے اپنے نبی اور اپنے جانی دوست حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کوئی مسلمان ایسا نہیں جو قرض لیوے اور اللہ جانتا ہو کہ وہ اسکے ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے مگر اللہ تعالی اسکو ادا کرا دیگا دنیا ہی میں عن عبد الله بن جعفر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كان الله مع الدائن حتى يقضي دينه ما لم يكن فيما يكره الله قال فكان عبد الله بن جعفر يقول لخازنه اذهب فخذ لي بدين فاني اكره ان ابيت ليلة الا والله معي بعد الذي سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم عبد اللہ بن جعفر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے قرضدار کے ساتھ ہے یہاں تک کہ وہ اپنا قرض ادا کرے جب تک یہ قرضہ بری کاموں میں جنکو اللہ تعالی ناپسند کرتا ہے نہ ہو۔ راوی نے کہا عبد اللہ

عبداللہ بن جعفر اپنے خزانچی سے کہتے جا اور میرے لیے قرض لیکر آ کیونکہ میں برا جانتا ہوں کہ ایک رات گذاروں اور اللہ تعالے میرے ساتھ نہ ہو جب سے میں نے یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے **باب** مَنِ ادَّانَ دَيْنًا لَمْ يَنْوِ قَضَاءَهُ جس نے قرض لیا اور ادا کرنیکی نیت نہیں رکھتا **عن** صُهَيْبِ الْخَيْرِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ يَدِينُ دَيْنًا وَهُوَ مُجْمِعٌ اَنْ لَا يُوَفِّيَهُ اِيَّاهُ لَقِيَ اللّٰهَ سَارِقًا صہیب سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کچھ قرض لیوے اور اس کی نیت یہ ہو کہ اسکو ادا نہ کریگا تو وہ اللہ تعالے سے ملیگا چور ہو کر **عن** صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ دوسری روایت بھی صہیب سے ایسی ہی ہے **عن** اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ اِتْلَافَهَا اَتْلَفَهُ اللّٰهُ ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی لوگوں کا مال لیوے اسکو تباہ کرنے کو یعنی رکھا چھوڑا لینے کے بعد ادا کرنیکی نیت نہ ہو تو اللہ تعالی اسکو تباہ کریگا **باب** التَّشْدِيدِ فِي الدَّيْنِ قرض میں سختی کا بیان **عن** ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَنْ فَارَقَ الرُّوحُ الْجَسَدَ وَهُوَ بَرِيءٌ مِنْ ثَلَاثٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ مِنَ الْكِبْرِ وَالْغُلُولِ وَالدَّيْنِ ثوبان سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکی روح بدن سے جدا ہو اور وہ تین چیزوں سے پاک ہو تو جنت میں جاویگا تکبر اور چوری اور قرض سے **عن** اَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کی جان لٹکتی رہیگی اسکے قرضہ میں یہانتک کہ وہ ادا کیا جاوے **ف** لٹکتی رہیگی یعنے اسکو آرام نہ ملیگا یا جنت میں گھسنے نہ پاویگا **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دِينَارٌ اَوْ دِرْهَمٌ قُضِيَ مِنْ حَسَنَاتِهِ لَيْسَ ثَمَّ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مرجاوے اور اسپر دینار یا درم ہو تو اسکی نیکیاں اسکی بدلدیجاوینگی وہاں دینار اور درم نہیں ہے **باب** مَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضَيَاعًا فَعَلَى اللّٰهِ وَعَلٰى رَسُولِهِ جو شخص قرضہ یا بال بچے بے معاش چھوڑ جاوے تو وہ اللہ اور اسکے رسول پر ہے **ف** اول زمانہ اسلام میں جب مال کم تھا تو جو کوئی قرضدار مرتا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسپر نماز نہ پڑھتے صحابہ کو فرماتے وہ پڑھ لیتے پھر جب اللہ تعالی نے فتوحات دیں اور مال ہاتھ آیا تو آپنے یہ حکم دیا کہ اب جو کوئی مسلمان قرضدار مرے اسکا قرضہ میں ادا کرونگا اسیطرح جو بے معاش بال بچے چھوڑ جاوے ان کی بھی پرورش میرے ذمہ ہے قربان آپکی عنایت اور رحم اور کرم کے کہ جو بال چھوڑ جاوے

وہ تو وارثون کا ہی اور جو قرض چھوڑ جاوے وہ آپکے ذمہ ہے **عن** ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان
يقول اذا توفي المؤمن في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وعليه الدين فيسأل هل ترك لدينه من قضاء
فان قالوا نعم صلى عليه وان قالوا لا قال صلوا على صاحبكم فلما فتح الله على رسوله الفتوح قال انا
اولى بالمؤمنين من انفسهم فمن توفي وعليه دين فعلي قضاؤه ومن ترك مالا فهو لورثته ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب کوئی مومن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین مرتا تو آپ
پوچھتے کیا اس نے اتنا مال چھوڑا ہے کہ اسکا قرض ادا ہو جاوے اگر لوگ کہتے ہان چھوڑا ہے تو آپ اسپر نماز پڑھتے اور جو
کہتے نہین تو آپ فرماتے تم نماز پڑھ لو اپنے ساتھی پر پھر جب اللہ نے اپنے رسول کو فتح پر فتح دی تو آپ نے فرمایا مین مومنون
کو زیادہ چاہتا ہون انکی جانون سے تو جو کوئی مرجاوے اور قرضدار ہو مین اسکا قرض ادا کرون گا اور جو کوئی مال چھوڑ جاوے
تو وہ اسکے وارث لین گے (مال سے مجھکو غرض نہین وہ وارثون کا ہے) **عن** جابر قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم من ترك مالا فلورثته ومن ترك دينا او ضياعا فعلي والي وانا اولى بالمؤمنين جابر سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرضہ چھوڑ جاوے یا بال بچے جنکے تباہ ہونیکا ڈر ہو بے ساتھی سے تو ان
کا بوجھ مجھپر ہے اور وہ قرضہ میری طرف ہے اور جو کوئی مال چھوڑ جاوے وہ اسکے وارثون کو ملیگا مین بہت قریب ہون مومنون
کا **باب** انظار المعسر جب قرضدار محتاج ہو تو اسکو مہلت دینا **عن** ابی هريرة قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم من يسر على معسر يسر الله عليه في الدنيا والآخرة ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی محتاج پر آسانی کرے گا (اسکو مہلت دیگا تقاضا نہ کریگا) اللہ تعالی اوسپر آسانی کریگا
دنیا اور آخرت مین **عن** بريدة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من انظر معسرا كان له كل يوم صدقة
ومن انظره بعد حله كان له مثله في كل يوم صدقة بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مہلت دیگا محتاج کو اسکو ہر دن پیچھے ایک صدقہ کا ثواب ملیگا اور جو کوئی میعاد گذر جانے پر اسکو
مہلت دیگا تو اسکو ہر دن پیچھے کل قرض کے صدقہ کا ثواب ہوا رہیگا **عن** ابی اليسر صاحب النبي صلى الله
عليه وسلم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احب ان يظله الله في ظله فلينظر معسرا او ليضع له
ابو الیسر سے روایت ہے جو صحابی تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی چاہے کہ اللہ تعالی
اسکو اپنے سایہ مین رکھے تو وہ مہلت دیوے محتاج کو یا کچھ قرضہ معاف کر دیوے **عن** حذيفة عن النبي صلى الله
عليه وسلم ان رجلا مات فقيل له ما عملت فاما ذكر او ذكر قال اني كنت اتجوز في السكة

وَالنَّقْدِ وَانْظُرِ الْمُعْسِرَ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ اَنَا قَدْ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حذیفہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک شخص مرگیا اس سے پوچھا گیا تو نے کیا عمل کیا اس نے خود یاد
کیا یا اسکو یاد دلایا گیا (خدا کی طرف سے) کہ میں سکہ اور نقد میں چشم پوشی کرتا یعنے اگر کوئی بٹے کا روپیہ یا اشرفی بھی
مجھکو دیتا تو میں لے لیتا اپنا نقصان گوارا کرلیتا لیکن دوسرے پر سختی نہ کرتا) اور محتاج کو مہلت دیتا یہ سنکر اللہ تعالے
نے اسکو بخشدیا ابو مسعود نے کہا میں نے اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے **بَابُ** حُسْنِ الْمُطَالَبَةِ وَاَخْذِ
الْحَقِّ فِىْ عَفَافٍ مطالبہ نرمی کے ساتھ کرنا اور حق وصول کر نہیں بری کاموں سے بچنا **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ طَلَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِىْ عَفَافٍ وَافٍ اَوْ غَيْرِ وَافٍ ابن عمر
اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی حق طلب کرے تو عفاف (تقوی) کے
ساتھ اسکو طلب کرے خواہ اسکا حق پورا ادا ہو یا نہ ہو **ف** عفاف کے ساتھ طلب کرنا یہ ہے کہ طلب کرنے میں نرمی
اور شفقت کا لحاظ رکھے خلاف شرع سختی نہ کرے اور گالی گلوچ نہ بکے یا وہی مال لیوے جو حلال ہے حرام مال سے اپنا قرض
پورا نہ کرے **عَنْ** اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِصَاحِبِ الْحَقِّ خُذْ حَقَّكَ فِىْ عَفَافٍ
وَافٍ اَوْ غَيْرِ وَافٍ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاحب حق سے فرمایا
اپنا حق عفاف کے ساتھ لے پورا ہو یا نہ ہو **بَابُ** حُسْنِ الْقَضَاءِ عمدہ قرض ادا کرنا کیونکر ہے **عَنْ** اَبِىْ
هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ خَيْرَكُمْ اَوْ مِنْ خَيْرِكُمْ اَحَاسِنُكُمْ قَضَاءً ابوہریرہ
رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت نے فرمایا بہتر تم میں وہ شخص ہے یا بہتر لوگوں میں سے وہ شخص ہے جو قرض کو اچھی طرح
ادا کرے **ف** قرضکا اچھی طرح ادا کرنا یہ ہے کہ قرض کے مال سے اچھا مال دیوے یا کچھ زائد دیوے یا قرضخواہ کا
شکریہ ادا کرے قرض میں زائد ادا کرنا مستحب ہے اور یہ منع نہیں ہے منع وہ ہے جب زیادہ دینے کی شرط ہو وہ سود ہے
عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ رَبِيْعَةَ الْمَخْزُوْمِىِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْلَفَ مِنْهُ حِيْنَ غَزَا حُنَيْنًا ثَلٰثِيْنَ اَوْ اَرْبَعِيْنَ اَلْفًا فَلَمَّا قَدِمَ قَضَاهَا اِيَّاهُ ثُمَّ قَالَ
لَهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِىْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ اِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الْوَفَاءُ وَالْحَمْدُ
ابو ربیعہ مخزومی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حنین کا جہاد کیا تو انسے تیس ہزار یا چالیس ہزار قرض
لیے پھر جب وہاں سے لوٹ کر آئے تو انکا روپیہ ادا کیا بعد اسکے آپ نے فرمایا اللہ برکت دیوے تیرے گھر والوں اور تیرے
مال میں قرض حسنہ کا بدلہ یہ ہے کہ پورا قرض ادا کرے اور جس سے قرض لیا ہے اسکا شکریہ کرے اور اسکے لیے

دعا کرے اور قرضخواہ اسوقت یوں کہے تو نے میرا حق پورا دیا اللہ تیرا حق پورا دیوے ۔ **بَابٌ لِصَاحِبِ الْحَقِّ سُلْطَانٌ**
قرضخواہ کو سخت بات کہنے کا حق ہے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ يَطْلُبُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَيْنٍ اَوْ
بِحَقٍّ فَتَكَلَّمَ بِبَعْضِ الْكَلَامِ فَهَمَّ صَحَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَهْ اِنَّ صَاحِبَ الدَّيْنِ لَهُ سُلْطَانٌ عَلٰى صَاحِبِهٖ حَتّٰى يَقْضِيَهٗ ۔ ابن عباس سے روایت ہے ایک شخص آیا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا قرض یا حق مانگنے کو تو اس نے کوئی بات (سخت) کہی (اس شخص کا نام زید تھا اور سخت بات
اس نے یہ کہی تھی کہ اے بنی مطلب تم حیلہ و حوالہ بہت کرتے ہو قرض کے ادا کرنے میں نکالا اسکو طبرانی اور حاکم اور ابن حبان
اور بیہقی نے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے قصد کیا اسکو سزا دینے کا آپ نے فرمایا ٹھیر جس کا قرض آتا ہے اسکو
حکومت ہے اپنے قرضدار پر یہاں تک کہ وہ اپنا قرض ادا کرے **ف** حکومت سے یہ مطلب ہے کہ سختی کے ساتھ بھی اس سے
مانگ سکتا ہے تقاضا کر سکتا ہے لیکن یہ جب ہے کہ قرضدار بلا ضرورت ٹالتا ہو اگر اسکے پاس واقعی کچھ نہ ہو اور وہ سچا
عذر کرے تو پھر زبان درازی اور تقاضا درست نہیں ہے اس حدیث سے آنحضرت کا کمال خلق معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی ثابت
ہوتا ہے کہ آپ سچے پیغمبر تھے اگر اور دنیا کے حاکموں کیطرح ہوتے تو اسکو مار کر نکلوا دیتے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم **عَنْ**
اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَاضَاهُ دَيْنًا كَانَ عَلَيْهِ فَاشْتَدَّ
عَلَيْهِ حَتّٰى قَالَ لَهٗ اُحَرِّجُ عَلَيْكَ اِلَّا قَضَيْتَنِيْ فَانْتَهَرَهٗ اَصْحَابُهٗ وَقَالُوْا وَيْحَكَ تَدْرِيْ مَنْ تُكَلِّمُ قَالَ اِنِّيْ
اَطْلُبُ حَقِّيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا مَعَ صَاحِبِ الْحَقِّ كُنْتُمْ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰى خَوْلَةَ بِنْتِ قَيْسٍ
فَقَالَ لَهَا اِنْ كَانَ عِنْدَكِ تَمْرٌ فَاَقْرِضِيْنَا حَتّٰى يَاْتِيَنَا تَمْرُنَا فَنَقْضِيَكِ فَقَالَتْ نَعَمْ بِاَبِيْ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
قَالَ فَاَقْرَضَتْهُ فَقَضَى الْاَعْرَابِيَّ وَاَطْعَمَهٗ فَقَالَ اَوْفَيْتَ اَوْفَى اللّٰهُ لَكَ فَقَالَ اُولٰئِكَ خِيَارُ النَّاسِ اِنَّهٗ لَا قُدِّسَتْ
اُمَّةٌ لَا يَاْخُذُ الضَّعِيْفُ فِيْهَا حَقَّهٗ غَيْرَ مُتَعْتَعٍ ۔ ابو سعید خدری سے روایت ہے ایک گنوار آیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
پاس آپ سے تقاضا کرتا تھا اپنے قرض کا جو آپ کے اوپر تھا اس نے سختی کی یہاں تک کہ بولا میں آپکو تنگ کرونگا نہیں
تو میرا قرض ادا کر دیجیے یہ سنکر آپکے اصحاب نے اسکو جھڑکا اور کہنے لگے اری افسوس تو نہیں جانتا کس سے یہ باتیں کرتا
ہے وہ بولا میں اپنا حق مانگتا ہوں آپ نے فرمایا بھلا تم قرضخواہ کی طرفداری کیوں نہیں کرتے پھر آپ نے خولہ بنت
قیس کے پاس کسیکو بھیجا اور کہلا بھیجا اگر تیرے پاس کھجور ہو تو مجھکو قرض دے یہاں تک کہ ہماری کھجور آوے تو ہم
تجھکو ادا کر دینگے وہ بولی ہاں میرے پاس کھجور ہے میرا باپ آپ پہ صدقے یا رسول اللہ راوی نے کہا پھر خولہ نے
آپ کو کھجور قرض دی آپ نے گنوار کے قرض کو ادا کیا اور اسکو کھانا کھلایا وہ بولا آپ نے میرا حق پورا دیا اللہ آپکو

پورا اداوی آپ نے فرمایا وہی بہتر لوگ ہین کبھی پاک نہ ہوگی وہ امت جسمین ناتوان اپنا حق نہ لے سکے بغیر تکلیف کے **ف** سبحان اللہ کیا عدل و انصاف تہا آپ کا کہ اپنی صحابہ کو بہی یہ فرمایا کہ تم قرضخواہ کی مدد کرو میری رعایت کیون کرتے ہو حق کا خیال اس سے زیادہ کیا ہوگا یہ ایک کہلی دلیل ہے آپ کی نبوت کی سوا نبی کے دوسرے سے ایسا عدل و انصاف ہونا ممکن نہین دوسری روایت مین ہے کہ پہر وہ گنوار جو کافر تہا مسلمان ہوگیا اور کہنے لگا مین نے آپ سے زیادہ صابر نہین دیکہا **باب الحبس فی الدین والملازمۃ** قرض کی علت مین قید کرنا اور قرضدار کا پیچہا کرنا اسکے ساتہہ رہنا **عن** عمرو بن الشرید عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لی الواجد یحل عرضہ وعقوبتہ قال علی الطنافسی یعنی عرضہ شکایتہ وعقوبتہ سجنہ شرید سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو قرض ادا کرنے کی طاقت ہو اور وہ دیر لگاوے ادا کرنے مین تو اسکی عزت حلال ہو گئی اور اسکو تکلیف دینا درست ہوگیا علی طنافسی نے کہا عزت حلال ہونے کے یہ معنی ہین کہ قرضخواہ کو اس کی شکایت کرنا درست ہوگیا اور تکلیف درست ہونے سے یہ مراد ہے کہ اسکا قید کرنا درست ہوگیا **عن** الہرماس بن حبیب عن ابیہ عن جدہ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بغریم لی فقال الزمہ ثم مر بی اخر النہار فقال ما فعل اسیرک یا اخا بنی تمیم ہرماس بن صہیب سے روایت ہے اس نے اپنے باپ سے اس نے دادا سے کہ مین آیا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس اپنے ایک قرضدار کو لیکر آپ نے فرمایا اسکے ساتہہ رہ (جہان جہان یہ جاوے اسکو ملازمت کہتے ہین) پہر آپ اخیر دن مین مجہہ پر سے گذرے اور فرمایا تیرا قیدی کہان ہے اے بنی تمیم کے بہائی **عن** عبد اللہ بن کعب بن مالک عن ابیہ انہ تقاضی ابن ابی حدرد دینا لہ علیہ فی المسجد حتی ارتفعت اصواتہما حتی سمعہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو فی بیتہ فخرج الیہما فنادی کعبا فقال لبیک یا رسول اللہ قال دع من دینک ہذا واومی بیدہ الی الشطر فقال قد فعلت قال قم فاقضہ کعب بن مالک سے روایت ہے کہ ابن حدرد پر انہون نے اپنے قرض کا تقاضا کیا مسجد نبوی مین یہان تک کہ دونون کی آوازین بلند ہوئین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو سنا آپ اپنے گہر مین تہے (جو مسجد سے ملا ہوا تہا) آخر آپ برآمد ہوئے اندونون کے پاس اور کعب کو پکارا وہ بولا حاضر ہون یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اپنے قرض مین سے اتنا چہوڑ دے اور ہاتہہ سے اشارہ کیا یعنی آدہا قرض چہوڑ دے (معاف کردے) کعب نے کہا مینے معاف کیا آپ نے ابن ابی حدرد سے فرمایا اوٹہہ اسکا قرض ادا کر **باب القرض** قرض دینے کا ثواب **عن** قیس بن رومی قال کان سلیمان بن اذنان یقرض علقمۃ الف درہم الی عطائہ فلما خرج عطاؤہ تقاضاہا منہ واشتد علیہ فقضاہ فکان علقمۃ غضب فمکث

أَشْهُرًا ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ أَقْرِضْنِي أَلْفَ دِرْهَمٍ إِلَى عَطَائِي قَالَ نَعَمْ وَكَرَامَةً يَا أُمَّ عُتْبَةَ هَلُمِّي تِلْكَ الْخَرِيطَةَ الْمَخْتُومَةَ الَّتِي عِنْدَكِ فَجَاءَتْ بِهَا فَقَالَ أَمَا وَاللَّهِ إِنَّهَا لَدَرَاهِمُكَ الَّتِي قَضَيْتَنِي مَا حَرَّكْتُ مِنْهَا دِرْهَمًا وَاحِدًا قَالَ فَلِلَّهِ أَبُوكَ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ بِي قَالَ مَا سَمِعْتُ مِنْكَ قَالَ مَا سَمِعْتَ مِنِّي قَالَ سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُقْرِضُ مُسْلِمًا قَرْضًا مَرَّتَيْنِ إِلَّا كَانَ كَصَدَقَتِهَا مَرَّةً قَالَ كَذَلِكَ أَنْبَأَنِي ابْنُ مَسْعُودٍ قیس بن رومی سے روایت ہے سلیمان بن اذنان علقمہ کو ہزار درم قرض دیتے تھے انکی تنخواہ وصول ہونے تک جب انکی تنخواہ نکلی تو سلیمان نے تقاضا کیا اور سخت تقاضا کیا تو علقمہ نے اسکا قرض ادا کر دیا مگر ایسا معلوم ہوا کہ علقمہ غصے ہوئے پھر کئی مہینے تک علقمہ ٹھیرے رہے بعد اسکے سلیمان کے پاس آئے اور کہنے لگے ہزار درم مجھ کو قرض دو میری تنخواہ کے وعدے پر سلیمان نے کہا بہت خوب بڑی خوشی سے اور پکارا ای ام عتبہ وہ تھیلی لا جس پر مہر کی ہوئی تیرے پاس ہے وہ لیکر آئی سلیمان نے کہا دیکھو یہ وہی درم ہیں جو تمنے مجھ کو ادا کیے تھے مینے اس میں سے ایک درم بھی صرف نہیں کیا علقمہ نے کہا تیرا باپ بڑا ہے (یہ ایک کلمہ تعریف کا ہے عرب میں) پھر تونے میرے سے ایسا کیوں کیا (یعنے جب تجھکو روپیوں کی ضرورت نہ تھی اور تونے لیکر اسی طرح رکھ چھوڑے تو پھر مجھ پر اتنا سخت تقاضا کیوں کیا) سلیمان نے کہا اس حدیث کی وجہ سے جو میں نے تجھ سے سنی علقمہ نے کہا وہ کونسی حدیث تونے مجھ سے سنی سلیمان نے کہا میں نے تجھ سے سنا تو حدیث روایت کرتا تھا ابن مسعود سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہیں جو دو بارہ قرض دیوے مگر اسکو ایکبار اتنے مال کے صدقہ کا ثواب ہوگا علقمہ نے کہا مجھ سے ابن مسعود نے ایسا ہی بیان کیا **ف** تو ہر بار قرض میں آدہی صدقہ کا ثواب ہے دو بارہ قرض دیوے تو گویا اتنا کل مال صدقہ دیا اسوجہ سے سلیمان نے سخت تقاضا کر کے اپنا قرض وصول کر لیا تاکہ علقمہ کو دو بارہ قرض لینے کی ضرورت ہو اور انکا ثواب زیادہ ہو سبحان اللہ اگلے لوگ ثواب کے کیسے عاشق اور کیسے طالب تھے آگے حدیث میں ہے کہ قرض میں صدقہ سے زیادہ ثواب ہے یہ حدیث بظاہر اسکے مخالف ہے اور ممکن ہے کہ یہ حدیث مطلق قرض میں ہو اور وہ اس قرض میں جس میں مدیون پر تقاضا نہ کرے یا جب سخت ضرورت کیوقت دیوے واللہ اعلم **عَنْ** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ مَكْتُوبًا الصَّدَقَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَا بَالُ الْقَرْضِ أَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ لِأَنَّ السَّائِلَ يَسْأَلُ وَعِنْدَهُ وَالْمُسْتَقْرِضُ لَا يَسْتَقْرِضُ إِلَّا مِنْ حَاجَةٍ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھکو معراج ہوا مینے جنت کے دروازے پر یہ لکھا دیکھا صدقہ میں دس گنا ثواب ہے اور قرض میں اٹھارہ گنا مینے کہا

اے جبریل کیا سبب ہے جو قرض دینا صدقہ سے افضل ہے انھوں نے کہا اسوجہ سے کہ مانگنے والا مانگتا ہے اور اسکے پاس ہوتا ہے (رکھا نیکو) اور قرض لینے والا قرض نہیں مانگتا مگر ضرورت سے **ف** یعنی سائل بعضے حریص بھی ہوتے ہیں کہ مال رکھکر سوال کرتے ہیں اور خدا سے نہیں شرماتے لیکن قرض کوئی بے ضرورت نہیں لیتا یہ اگلی زمانے میں تھا اب تو معاذ اللہ ایسے لوگ نکلے ہیں کہ قرض بھی بے ضرورت مانگتے ہیں اور انکی نیت دوسرے کا مال ہضم کرنے کی اور اپنے پاس مال جوڑ نیکی ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں قرض حسنہ کا باب بند ہوگیا ہے الا ماشاء اللہ اگر لوگ برابر قرض ادا کریں تو دینے والے ضرور دیویں مگر بیچارے دینے والے کیا کریں وہ سمجھتے ہیں کہ قیامت تک وصول نہ ہوگا **عن** يحيى بن ابي اسحاق الهنائي قال سألت انسا الرجل منا يقرض اخاه المال فيهدي له قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اقرض احدكم قرضا فاهدي له او حمله على الدابة فلا يركبها ولا يقبله الا ان يكون جرى بينه وبينه قبل ذلك يحيى بن ابی اسحاق ھنائی سے روایت ہے

میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کوئی شخص ہم میں سے اپنے بھائی مسلمان کو قرض دیتا ہے پھر قرض لینے والا اسکو تحفہ بھیجتا ہے انس نے کہا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے کسیکو قرض دیوے پھر وہ اسکو تحفہ بھیجے یا جانور پر سوار کرے تو اسکو سوار ہونا نہ چاہیے نہ تحفہ لینا البتہ جب پہلے سے ایسی باتیں ہوتی رہتی ہوں **ف** یعنے قرض دینے سے پہلے بھی اسکے پاس سے حصہ آیا کرتا ہو یا سواری وہ دیا کرتا ہو تو اب بھی اسکا قبول کرنا درست ہے اور جو قرض کے پہلے اسکی رسم نہ تھی تو یقیناً اسکا سبب قرض ہوگا اور ہماری شریعت میں قرض دیکر منفعت اٹھانا درست نہیں ہے حدیث کا اسناد ضعیف ہے یحییٰ بن ابی اسحاق ہنائی مجہول ہے اور عتبہ بن حمید ضبی کو امام احمد نے ضعیف کیا اور اس سے اسمعیل بن عیاش روایت کرتا ہے وہ بھی ضعیف ہے اور بخاری نے تاریخ میں نکالا انس سے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی کسی کو قرض دیوے تو اسکا تحفہ نہ لیوے اور بیہقی نے ابن مسعود اور ابی بن کعب اور عبداللہ بن سلام اور ابن عباس سے سنن کبرے میں نکالا کہ ان سبھوں نے کہا جس قرض سے منفعت ہو وہ سود ہے یعنے سود کی قسموں میں سے ایک قسم ہے اور بیہقی نے معرفہ میں فضالہ بن عبید سے موقوفاً ایسا ہی روایت کیا اور بخاری نے ابو بردہ بن ابی موسی سے نکالا کہ میں مدینہ میں آیا تو عبداللہ بن سلام سے ملا انھوں نے کہا تو ایسے ملک میں ہے جہاں سود جاری ہے تو جب تیرا حق کسیپر ہو وہ تجھ کو گھانس کا ایک گھٹا یا جو کا یا قت کا بھیجے تو مت لے اسکو وہ ربا ہے اور حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں حضرت علی سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس قرض سے جس سے منفعت حاصل

سو اور ایک روایت میں ہی جس قرض سے منفعت حاصل ہو وہ ربا ہے اور اسکے اسناد میں سوار بن مصعب متروک ہے اور
موطا میں ابن عمر سے مروی ہے کہ جاہلیت میں ربا یہی تھا کہ ایک شخص کا قرض دوسرے پر آتا پھر قرضخواہ قرضدار سے
کہتا جب میعاد گذر جاتی کہ تو ادا کرتا ہے یا سود دیتا ہے اگر وہ سود دیتا تو وہ میعاد بڑھا دیتا ان سب حادیث اور آثار
سے یہ نکلتا ہے کہ ہمارے زمانہ میں جو قرض دیکر اسپر فیصدی منفعت کی شرط ٹھیرا لیتے ہیں مثلاً ایک روپیہ فیصدی
یا دو روپیہ فیصدی یا آٹھ آنہ فیصدی یہ ربا ہے اور حرام ہے اور تمام علما کا اسپر اتفاق ہے اور اسصورت میں پر امیسری
نوٹون کا اور بنک اور ریلوی شیرس کا سود لینا بالکل حرام ہوگا لیکن بعض متاخرین احناف نے اسکو جائز رکھا ہے
اس بنا پر کہ یہ سود نصاری سے لیا جاتا ہے دار الحرب میں اور ہدایہ میں اس باب میں ایک حدیث لایا ہے کہ سود نہیں ہے
درمیان مسلمان اور حربی کے دار الحرب میں اور قرار دیا ہے اس امر کو کہ حربی کا مال محفوظ نہیں ہے تو جس طریق سے اسکو مسلمان
لے لیوے وہ درست ہوگا اگرچہ سود ہی کے نام سے لیوے اور ہم کہتے ہیں کہ سود کی حرمت کی حدیثیں اور آیتیں مطلق
ہیں اور یہ کیا غضب کی بات ہے کہ حنفیہ بہت سے مسائل میں صحیح اور مشہور حدیثوں سے کتاب اللہ کی تخصیص جائز نہیں رکھتے
جیسے یمین مع الشاہد الواحد کے باب میں ابھی گذرا اور یہاں ایک باطل حدیث سے جسکا کہیں پتہ نہیں ہے کتاب اللہ
اور احادیث مشہورہ کی تخصیص جائز کر لیتے ہیں ہم کو تو اب تک یہ حدیث کسی کتاب میں نہیں ملی نہ صحیح طریق سے نہ ضعیف
طریق سے اور زیلعی اور حافظ نے کہا کہ حدیث غریب ہے اور غالباً کسی تابعی سے یہ قول مروی ہو تو تابعی کا قول کوئی حجت نہیں
ہے نہ احناف کے نزدیک نہ اہلحدیث کے نزدیک اور جو حجت بھی ہو تو اس سے کتاب اللہ کی تخصیص نہیں ہو سکتی پھر سود
کھانا مطلقاً حرام ہوگا خواہ ذمی سے لیا جاوے یا مسلمان سے یا حربی سے دار الاسلام میں لیا جاوے یا دار الحرب میں
اور ایک مشکل اور ان علما کو پیش آویگی وہ یہ کہ ہندوستان کو دار الحرب ثابت کرنا پڑیگا اور اس میں بہت اختلاف ہے
علما کا کہ جو ملک ایکمرتبہ دار الاسلام ہو جاوے وہ پھر دار الحرب ہو سکتا ہے یا نہیں اور دار الحرب کے لیے یہ بھی ضرور ہے
کہ وہاں شعائر اسلام سے ممانعت کی جاتی ہو جیسے اذان نماز روزہ وغیرہ سے اور ہندوستان میں ان عبادات کی
کوئی مزاحمت نہیں ہوتی بلکہ مسلمان بڑی آزادی کے ساتھ اپنے عبادات مذہبی بجا لاتے ہیں البتہ اس میں شک
نہیں ہے کہ ہندوستان میں حدود شرعیہ جاری نہیں ہیں جیسے حد خمر یا حد زنا یا حد قذف اور علانیہ فسق اور فجور اور
فواحش اور شرب خمر کا ارتکاب ہوتا ہے تو ہم یہ کہیں گے کہ حدود شرعیہ تو اس زمانہ میں کسی مسلمانی سلطنت میں جاری
نہیں ہیں نہ روم نہ ایران نہ افغانستان نہ بخارا نہ عرب میں بلکہ حرمین شریفین میں بھی حدود شرعیہ جاری نہیں ہیں پھر
ان ملکوں کو بھی دار الحرب کہنا پڑے گا اور دنیا سے دار الاسلام کا وجود اٹھ جاویگا الا ماشاء اللہ نجد یا اسمیں بھی بعض قطعات

ایسے نکلیں جہاں شرع شریف کے کل احکام اور حدود جاری ہوں اس حالت کو دیکھکر مسلمان جتنا افسوس کریں اور جس قدر روویں اور پیٹیں وہ سب کم ہے کہ اونہوں نے اپنی اپنی حکومتوں میں بھی شرع کو بالائے طاق رکھدیا بھلا نصاری کی حکومت میں تو مجبوری ہے اور اب امید بھی نہیں ہے کہ کسی مسلمانی سلطنت میں پھر حدود اور احکام شرعیہ پورے طور سے جاری کیے جاویں بلکہ جو احکام شرعیہ باقی رہگئے ہیں وہ بھی روز بروز اُٹھتے اور موقوف ہوتے جاتے ہیں اور ان کے بدل نصاری کے قوانین اور آداب جاری کیے جاتی ہیں لاحول و لاقوۃ الا باللہ تو امام مہدی علیہ السلام کو جلد بھیج کہ ایک بار پھر اسلام کا بول بالا دیکھ لیں اور بدعتیں تباہ اور برباد کیے جاویں اور نام کے مسلمان یا سچے مسلمان ہو جاویں یا انکی تلوار سے قتل کیے جاویں خیر اب اصل مطلب میں ہم بحث کرتے ہیں اتنی بات تو صحیح ہے کہ قرض دیکر جو منفعت لی جاوے وہ اگرچہ باجماع علما اور فقہا سود ہے اور کسی اگلے عالم نے اس باب میں خلاف نہیں کیا مگر ہم کو کوئی مرفوع صحیح حدیث اسکی حرمت میں نہیں ملتی جتنی احادیث حرمت ربا میں وارد ہیں وہ سب ربای بیع میں ہیں اور اہلحدیث نے بھی ربا کے باب میں صرف ربای بیع کا ذکر کیا ہے اور قرض کی منفعت کو ربا کے باب میں بیان نہیں کیا بلکہ قرض کے باب میں جدا گانہ اس مسئلہ کو لکھا ہے اس سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ قرض کی منفعت کی حرمت قطعی نہیں ہے ربا کی مثل اور کیونکر قطعی ہو سکتی ہے جب اسمیں کوئی حدیث مرفوع بھی صحیح نہو ابن ماجہ نے جو حدیث انس کی روایت کی اس میں تین ضعیف ہیں اور حارث بن ابی اسامہ نے جو حضرت علی کی حدیث نکالی اس میں سوار بن مصعب متروک ہے اب نہیں ہے مگر موقوف آثار صحابہ اور تابعین کے ان سے حرمت قطعی ثابت ہونا دشوار ہے البتہ اس میں شک نہیں کہ شبہ ربا کا اس میں قوی ہے اور حضرت عمر نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذر گئے اور ربا کا بیان تفصیل سے نہیں کیا تو بچو تم ربا سے اور جس میں ربا کا شبہ ہو اور یہ شبہ مضبوط ہوتا ہے علمائے سلف کے اجماع سے کیونکہ ان سبھوں نے اجماع کیا کہ دین میں زیادت کی شرط ربا ہے اور ابن عمر سے ثابت ہے انہوں نے کہا کہ جاہلیت کا ربا یہی تھا اور حجۃ الوداع کی جو حدیث ہے وہ صحیح ہے اس میں یہ ہے کہ جاہلیت کا کل ربا موضوع ہے یعنی لغو کر دیا گیا اور باطل کر دیا گیا اور اول جو ربا میں لغو کرتا ہوں وہ ابا ربا عباس بن مطلب کا مگر اس میں تصریح نہیں ہے کہ یہ ربا دین کا تھا جائز ہے کہ ربای بیع ہو اگرچہ ظاہر تبادر ربای دین ہے کیونکہ وعدہ اکثر ربای دین میں ہوتا ہے نہ ربای بیع میں پر مخالف یہ کہہ سکتا ہے کہ بیع بھی کبھی میعاد پر ہوا کرتی ہے اور جاہلیت میں یہ بیع جاری ہوگی پھر اس احتمال کے باطل کرنے کے لیے کوئی دلیل چاہیے اور قرآن مجید میں جو یہ آیت ہے وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ اور لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً اس میں بھی ربا دین کی تصریح نہیں ہے اور ربا سے بیع پر یہ آیتیں منطبق ہو سکتی ہیں اور بڑا قرینہ اسکا کہ قرآن میں ربا سے مراد ربای بیع ہے یہ آیت ہے ق

قَالُوا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا کیونکہ مماثلت بیع کی ربا ہی بیع میں ہے نہ ربای دین میں یعنے مماثلت کامل اگرچہ ایک نوع کی مماثلت ربای دین کو بھی بیع سے ہو سکتی ہے اور دوسرا بڑا قرینہ یہ ہے کہ تمام اہلحدیث نے اپنی اپنی کتابوں میں جیسے بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور مشکوۃ وغیرہ میں ربا کے باب میں صرف ربای بیع کو ذکر کیا ہے نہ ربائی دین کو یہانتک کہ شوکانی نے بھی نیل الاوطار اور دررہبیہ میں ربای دین کو ربا کے باب میں بیان نہیں کیا بلکہ قرض کے باب میں وہاں بھی یوں لکھا ہے لَا یَجُوْزُ اَنْ یَجُرَّ الْقَرْضُ لِلْمُقْرِضِ نفعًا اور بعضوں نے اسکو بصیغہ کراہت لکھا ہے ان باتوں سے نکلتا ہے کہ جس ربا کی حرمت قطعاً منصوص ہے وہ ربائے بیع ہے اور ربائے دین کی حرمت قیاس سے ثابت ہوئی ہے یا احادیث ضعیفہ یا موقوفہ سے اور ظاہر ہے کہ قیاس سے یا احادیث ضعیفہ اور موقوفہ سے حرمت قطعی ثابت نہیں ہو سکتی اگر مخالف یہ کہے کہ اجماع ایک دلیل قطعی ہے اور کل علماء نے اجماع کیا اسکی حرمت پر اور اسکے ربا ہونے پر تو یہ کہنا بیشک صحیح ہوگا مگر مقابل فریق یہ کہیگا کہ اجماع کی سند کیا ہے اور دوسرے اجماع کا حجت قطعی ہونا یہ کہاں سے ثابت ہوا متعدد مسائل میں امام ہمام ابن تیمیہ اور شوکانی اور ابن حزم وغیرہم سے اجماع کی مخالفت منقول ہے اور شوکانی نے کہا کہ اجماع کا دعوی ان دعووں میں سے ہے جس سے حق کے طلبگار کو ڈرنا نہیں چاہیے اور اگر ربائے دین حقیقۃً ربا ہوتا اور اسکی حرمت قطعی ہوتی تو اہل جوامع اور مسانید اور سنن اور فقہ اس ربا کو ربا ہی کے باب میں بیان کرتے مخالفین یوں جواب دینگے کہ اہل حدیث نے جو ربا کے باب میں ربائے بیع کو ذکر کیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ ربا کا باب وہ کتاب البیع کے تحت میں لائے ہیں پس وہاں وہی حدیثیں بیان کرنا مناسب تھیں جو ربا بیع سے متعلق تھیں اور بعض علمائے سلف نے اجماع کا خلاف کیا ہے لیکن اس صورت میں جب اجماع کے خلاف کوئی عمدہ دلیل صحیح حدیث سے ملی ہے اور یہاں کون سی حدیث ہے جس سے ربای دین کی اباحت ثابت ہو بلکہ قرناً بعد قرن اور عصراً بعد عصرہم دیکھتے ہیں کہ ربا کا اطلاق دونوں پر برابر ہوتا رہا ہے بلکہ ربائے دین بھی زیادہ شائع ہے عوام کے نزدیک اور ہر ایک اسکو سود کہتا ہے اب احادیث صحیحہ میں جو ربائے دین کی حرمت مروی نہیں ہوئی تو اسوجہ سے کہ وہ کھلم کھلا ربا تھا جس میں کسیکو شک نہ تھی اس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ اسکے بیان کیطرف نہ کی البتہ ربای بیع میں خفا تھی اور بعض لوگ اسکو بیع سمجھتے تھے اور ربا نہیں جانتے تھے تو آپنے اسکو کھول کر بیان کر دیا اور اس سے ڈرایا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال آب ایک اور بات سن لینا چاہیے وہ یہ کہ ریلوی شیرس یا اور تجارتی کمپنیوں کی شیرس (حصے) جن میں معین نفع دینے کی شرط ہو مضاربت کی ایک قسم ہے اسیطرح سے پرامیسری نوٹ کو بھی خیال کرنا چاہیے کیونکہ ان سب میں اصل مال واپس نہیں مل سکتا اگر دین ہوتا تو اصل روپیہ کی واپسی کا ان میں اقرار ہوتا لیکن مضاربت میں جب نفع معین کر لیا

جاوے تو وہ مضاربت فاسد ہو جاتی ہے اور مضاربت فاسدہ میں صرف اصل مال رب المال کو ملنا چاہیے اور نفع جو ہوگا وہ ایک
مال مکروہ ہوگا اور مشتبہ گو حقیقۃً اور قطعاً حرام نہ ہو کیونکہ وہ حقیقۃً ربا ہی دین میں نہیں ہے پس اس وجہ سے بھی ان چیزوں کی منفعت
کی قطعی حرمت میں شک ہو گیا ہے اور یہ مال مشتبہ ہے اور بیشک تقوی تو یہی ہے کہ اس سے احتراز کیا جاوے اور جو مال
ان ذرائع سے بطور نفع حاصل ہوا اسکو حلال طیب نہیں کہہ سکتے یہ جو ہماری رائے میں فکر کے بعد آیا وہ ہمنے اس مقام
میں لکھا لیکن میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی گمراہی اور لغزش سے اور دعا کرتا ہوں خدای کریم سے کہ وہ سب مسلمانوں کو تقوی
اور کسب حلال کی توفیق دیوے اور ربا اور شبہ ربا دونوں سے بچاوے آمین یارب العالمین **باب** اداء الدین
عن المیت میت کیطرف سے قرض ادا کرنے کا بیان **عن** سعد بن الاطول ان اخاہ مات وترک ثلثمائۃ درھما
وترک عیالا فاردت ان انفقھا علی عیالہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اخاک محتبس بدینہ
فاقض عنہ فقال یا رسول اللہ قد ادیت عنہ الا دینارین ادعتھما امراۃ ولیس لھا بینۃ قال فاعطھا
فانھا محقۃ سعد بن اطول سے روایت ہے انکے بھائی مر گئے اور تین سو درم چھوڑ گئے اور بال بچے بھی چھوڑے تو میں نے
چاہا کہ ان درموں کو انکے بال بچوں پر صرف کروں لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرا بھائی قید
ہے اپنے قرض میں تو ادا کر قرض اسکا سعد نے کہا یا رسول اللہ میں نے سب قرض اسکا ادا کر دیا مگر دو دینار جن کا
ایک عورت نے دعوی کیا پر گواہ نہیں لائی تو میں نے اسکو نہیں دیے آپ نے فرمایا اسکو بھی دیدے وہ عورت
سچی ہے (شاید آپکو یہ وحی سے معلوم ہوا ہوگا یا پہلے سے معلوم ہوگا) **عن** جابر بن عبد اللہ ان اباہ توفی
وترک علیہ ثلثین وسقا لرجل من الیھود فاستنظرہ جابر بن عبد اللہ فابی ان ینظرہ فکلم جابر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیشفع لہ الیہ فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکلم الیھودی لیاخذ
ثمر نخلہ بالذی لہ علیہ فابی علیہ فکلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فابی ان ینظرہ فدخل رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم النخل فمشی فیھا ثم قال لجابر جد لہ فاوف الذی لہ فجدلہ بعد ما رجع رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ثلثین وسقا وفضل لہ اثنا عشر وسقا فجاء جابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیخبرہ
بالذی کان فوجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غائبا فلما انصرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جاءہ فاخبرہ انہ قد اوفاہ واخبرہ بالفضل الذی فضل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبر
بذلک عمر بن الخطاب فذھب جابر الی عمر فاخبرہ فقال لہ عمر لقد علمت حین مشی فیھا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لیبارکن اللہ فیھا جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے ان کے باپ مر گئے اور تیس وسق کھجور کے قرض

چھوڑ گئے اپنے اوپر ایک یہودی کے جابر بن عبداللہ نے اس یہودی سے مہلت مانگی اس نے انکار کیا مہلت دینے سے جابر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا تاکہ آپ سفارش کریں اس یہودی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس یہودی کے پاس گئے اور اس سے فرمایا کہ تو اپنے قرضے کے بدل جابر کے درختوں پر جو کھجور ہے وہ لے لے اٹکل کے طور پر (لیکن یہودی نے نہ مانا کیونکہ یہ کھجور تیس وسق اسکے قرض سے کم تھی ایک وسق ساٹھ صاع کی ہوتی ہے) پھر آپ نے اس سے فرمایا (جابر کو مہلت دیدو کچھ دنوں کے لیے) اس نے مہلت دینے سے بھی انکار کیا آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان درختوں میں تشریف لے گئے اور انکے بیچ میں چلے اور جابر سے فرمایا تو کاٹ ان کھجوروں کو اور یہودی کا جو قرض ہے وہ پورا ادا کر یہ فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ آئے اور کھجور کاٹی گئی آپ کے لوٹ آنے کے بعد تو وہ تیس وسق نکلی اور بارہ وسق زیادہ ہوئی یہ آپ کی دعا کی برکت تھی یہودی کو ندامت ہوئی کاش اسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے کے موافق کل کھجور اٹکل کے طور پر لے لی ہوتی (جابر رضی اللہ عنہ یہ حال دیکھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ کر آئے آپ کو خبر کرنے کے لیے لیکن آنحضرت کو نہ پایا جب آپ لوٹ کر آئے تو جابر رضی اللہ عنہ نے آپ سے بیان کیا کہ انہوں نے یہودی کا پورا قرض ادا کر دیا اور اس قدر کھجور زیادہ بچ رہی آپ نے فرمایا یہ قصہ عمر سے بیان کر جابر گئے اور ان سے بیان کیا حضرت عمر نے کہا میں تو سمجھا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درختوں کے بیچ میں چلے کہ اللہ تعالیٰ ضرور ان میں برکت دیگا **ف** یہ ایک کھلا معجزہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عرب لوگوں کو کھجور کا اندازہ کرنے میں بڑا دخل ہوتا ہے اگر وہ کھجور تیس وسق سے زیادہ کیا بلکہ تیس وسق بھی ہوتے تو جابر اتنا نہ گھبراتے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سفارش کراتے اس یہودی پاس نہ وہ یہودی ساری باغ کی کھجور اپنے قرضہ کے عوض میں لینے سے انکار کرتا وہ کھجور تیس وسق سے بہت کم تھی پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے اس میں ایسی برکت ہوئی کہ قرض کا قرض ادا ہو گیا اور بارہ وسق اور بچ رہے اس قسم کے معجزے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی مقاموں میں ظاہر ہوئے ہیں کہ تھوڑا سا کھانا یا پانی بہت سے آدمیوں کو کافی ہو گیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی یہ معجزہ ظاہر ہوا ہے جو انجیل شریف میں مذکور ہے کہ کئی روٹیاں چار ہزار آدمیوں کو کافی ہو گئیں اور کئی ٹوکرے ان روٹیوں کے بچے ہوئے ٹکڑوں سے بھرے گئے اور ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں کئی اولیا سے اس قسم کی کرامتیں منقول ہیں اور یہ امر خلاف عقل نہیں ہے صرف اجزا کا زیادہ ہو جانا ہے اور یہ خدا کی تعالیٰ کی قدرت کے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں **باب** ثَلَاثٌ مَنْ اَدَّانَ فِيهِنَّ قَضَى اللّٰهُ عَنْهُ جو کوئی تین باتوں میں قرضدار ہو جاوے تو اللہ تعالیٰ اسکا قرض ادا کرادیگا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الدَّيْنَ يُقْتَصُّ مِنْ صَاحِبِهِ يَوْمَ

مروی ہی اور ترمذی اور احمد اور نسائی نے اسکو ابن عباس سے بھی نکالا اور ترمذی نے کہا وہ صحیح ہے ار روضہ) عَنْ
اَنَسٍ قَالَ لَقَدْ رَهَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعَهُ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَخَذَ لِاَهْلِهِ مِنْهُ شَعِيْرًا
انس سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس گرو رکھی مدینہ مین اور اس سے اپنے گھر والو
کے لیے جو لیے عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَدِرْعُهُ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِطَعَامٍ
اسماء بنت یزید سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی اور آپ کی زرہ گرو تھی ایک یہودی پاس
غلہ کے عوض مین عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ وَدِرْعُهُ رَهْنٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِثَلَاثِيْنَ
صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ ابن عباس سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا اور آپ کی زرہ گرو تھی ایک
یہودی پاس تیس صاع جو پر بَابٌ اَلرَّهْنُ مَرْكُوْبٌ وَمَحْلُوْبٌ رہن کے جانور پر سواری کرنا اور اسکا دودہ
دوہنا مرتہن کو درست ہی عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلظَّهْرُ يُرْكَبُ اِذَا كَانَ
مَرْهُوْنًا وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَعَلَى الَّذِيْ يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ نَفَقَتُهُ ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ
سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر جانور گرو ہو (جیسے گھوڑا اونٹ وغیرہ) تو مرتہن اسپر سوار ہووے اور
دودہ والا جانور اگر گرو ہو تو مرتہن اسکا دودہ پیے مگر اسصورت مین مرتہن پر اس جانور کی خوراک وغیرہ کا خرچ ہوگا +
ف یہ حدیث صحیح ہے اسکو امام بخاری نے بھی نکالا اور امام احمد اور اسحاق اور لیث اور حسن وغیرہم کا یہی قول
ہے اور اہلحدیث کا بھی یہی مذہب ہے کہ مرتہن جانور کی خوراک اور خرچ کے بدل اسپر سواری کرسکتا ہے اسکا دودہ
لے سکتا ہے ابن قیم نے کہا یہی صواب ہے لیکن شافعی اور ابوحنیفہ اور مالک اس کے خلاف کہتے ہین کہ مرتہن کو شے
مرہون سے کسی قسم کا فائدہ لینا جائز نہین بلکہ جو فائدہ ہو وہ راہن کا ہے اور خرچ بھی اسی کو کرنا ہوگا اور حدیث انکی
مذہب کو رد کرتی ہے ابن قیم نے کہا ان لوگون کا قول برخلاف حدیث کے فاسد ہی اور کبھی راہن غائب ہوتا
ہے اور مرتہن کو اس سے خرچ لینا دشوار ہوجاتا ہے اور کبھی خرچ راہن سے لینے کے لیے حاکم کے پاس جانے کی تکلیف
کرنا پڑتی ہے اور رہن کا اثبات اور راہن کا غائب ہونا اور خرچ کی مقدار کا ثابت کرنا اور اسکا حساب لکھنا اور جب
تک یہ کام ہون کبھی دودہ والے جانور کا دودہ تلف ہوا کرتا ہے یہ سب قباحتین حدیث کے خلاف رای دینے سے پڑتی
ہین حدیث مین جو قاعدہ مذکور ہے اس سے کیسی آسانی ہے کہ مرتہن جانور پر سواری کرے اس سے فائدہ لیوے اسکا
دودہ پیے اور اسکے بدل اس جانور کا خرچ اپنے پاس سے دیوے اور اگر حدیث نہ ہوتی تب بھی قیاس کے موافق
یہی حکم تہا نہ وہ حکم جو ان لوگون نے دیا ہے انتہے مختصرا مین کہتا ہون حنفیہ شافعیہ یہ کہتے ہین کہ دوسری حدیث

مین ہے جس قرض سے منفعت ہو وہ ربا ہے اور مرتہن نے جب شے مرہون سے نفع لیا تو گویا قرض سے نفع اٹھایا اور اسکا جواب یہ ہے
کہ اول تو یہ حدیث ضعیف ہے جیسے اوپر بیان ہوا دوسرے یہ حدیث عام ہے اور ابوہریرہ کی حدیث خاص ہے پس اس عام
مین سے اس خاص کو نکال لین گے جیسے کوئی بلا شرط کے قرض ادا کرنے مین زائد یا عمدہ مال دیوے یہ درست ہے مخالفین
کے نزدیک بھی بوجہ دوسری احادیث کے تیسرے یہ کہ مرتہن نے جو یہ منفعت اٹھائی تو قرض سے نہین اٹھائی بلکہ اسپر جو خرچ
کیا اسکے بدل دوسری دلیل حنفیہ شافعیہ کی یہ ہے کہ ابوہریرہ کی حدیث مین ہے لہ غنمہ وعلیہ غرمہ یعنے شی مرہون کا حاصل
اور نفع راہن کا ہے اور اسپر اسکا ضمان ہے یہ آگے آویگی اور جواب یہ ہے کہ حکم اس حدیث کے خلاف نہین ہے کیونکہ دودھ
اور سواری بیشک راہن کا حق تھی مگر مرتہن کو خوراک کے بدل اسکا حق ہوگیا اور شافعی نے کہا کہ غنمہ سے مراد زیادت ہے
شے مرہون مین جیسے جانور موٹا ہو جاوے یا اسکو بچہ پیدا ہون وہ تو بالاتفاق راہن کے ہونگے **مترجم** کہتا ہے جب
جانور کی خوراک اور خبرگیری کے بدل مرتہن کو اسکے دودھ کا استعمال اور سوار ہونا درست ہوا تو مکان کی صفائی اور مرمت
اور درستی اور روشنی کے بدل مرتہن کو مکان مرہونہ مین رہنا بھی درست ہوگا اور یہی قیاس ہے اہل حدیث کے نزدیک
گو فقہا اسکو جائز نہین کہتے **باب** لا یغلق الرھن جب راہن شی مرہون کو چھڑانا چاہے تو مرتہن اسکو روک
نہین سکتا عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یغلق الرھن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رہن روکی نہ جاویگی **ف** شافعی اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی اور ابن
حبان کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ رہن روکی نہ جاویگی اسکے صاحب سے جس نے اسکو رہن رکھا اسکو اسکا محاصل
ملیگا اور اسی پر اسکا ضمان ہے دارقطنی نے کہا اسکا اسناد حسن ہے اور حافظ نے بلوغ المرام مین کہا کہ اسکے راوی
ثقہ ہین مگر محفوظ ابوداؤد وغیرہ کے نزدیک اسکا ارسال ہے اور رہن روکنے سے یہ مطلب ہے کہ راہن نے جب اسکو معین
میعاد پر نہ چھڑایا تو مرتہن اس شے کو اپنا سمجھے یہ نہین ہو سکتا جب راہن زر رہن ادا کرے تو مرتہن کو وہ شی حوالہ کرنا پڑیگا
اگرچہ میعاد کے بعد یا اس سے پہلے دیوے اور عبدالرزاق نے معمر سے نکالا کہ رہن کا روکنا یہ ہے کہ راہن مرتہن سے
یہ شرط لگا دے کہ اگر مین تیرا روپیہ فلان وقت تک نہ دون تو رہن تیرے ملک ہو جاویگا یہ شرط باطل ہے اور ہر وقت
راہن روپیہ دیکر اپنی شے لے سکتا ہے امام محمد نے کہا ہمارا یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہ بھی اسیکے قائل ہین اور
حدیث سے یہ نکلا کہ اگر شے مرہون مرتہن کے پاس تلف ہو جاوے تو مرتہن کا کچھ نقصان نہ ہوگا راہن کا نقصان ہوگا اور
اسکو کل زر رہن ادا کرنا ہوگا امام شافعی اور اہلحدیث کا یہی مذہب ہے (روضہ مختصرا) **باب** اجر الاجراء مزدوری
کا بیان **ف** اجارہ یعنے کسی کو مزدوری محنت پر رکھنا درست ہے قرآن شریف سے اسکا جواز ثابت ہے یا ابت استاجرہ

ان خیر من استاجرت القوی الامین اور جو کام شرع کے روسے جائز ہے اسپر اجارہ درست ہی اور اجرت معینہ دینا ہوگی اگر اجرت معین نہ ہو تو اس عمل کے واقفین کے نزدیک جو اجرت واجبی ہو وہ دینا ہوگی (دررسا) **عن** اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَۃٌ اَنَا خَصْمُھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ کُنْتُ خَصْمَہٗ خَصَمْتُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ رَجُلٌ اَعْطٰی بِیْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَکَلَ ثَمَنَہٗ وَرَجُلٌ اسْتَاجَرَ اَجِیْرًا فَاسْتَوْفٰی مِنْہُ وَلَمْ یُوْفِہٖ اَجْرَہٗ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیون کا مین دشمن ہونگا قیامت کے دن اور جسکا مین دشمن ہونگا تو مین اسپر غالب ہون گا قیامت کے دن ایک تو وہ جو اللہ تعالی کا نام لیکر عہد دیوے پہر اس مین دغا کرے دوسرے وہ جو آزاد شخص کو اپنا غلام ظاہر کرکے بیچے پہر اسکی قیمت کہاوے تیسرے وہ جو ایک مزدور مقرر کرے اور اس سے کام لیوے پہر اسکی مزدوری نہ دیوے **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْطُوا الْاَجِیْرَ اَجْرَہٗ قَبْلَ اَنْ یَّجِفَّ عَرَقُہٗ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مزدور کو اسکی مزدوری دیدو اسکا پسینا سوکہنے سے پہلے **ف** مطلب یہ ہے کہ محنت ختم ہوتی ہے اسکی اجرت دیدو یہ نہیں کہ اجرت دینے مین تو حیلہ حوالہ کرے اور کام لے لیوے **باب** اِجَارَۃُ الْاَجِیْرِ عَلٰی طَعَامِ بَطْنِہٖ صرف پیٹ کی روٹی پر نوکر رکہنا **عن** عُتْبَۃَ بْنِ النُّدَّرِ یَقُوْلُ کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَرَاَ طٰسٓمٓ حَتّٰی اِذَا بَلَغَ قِصَّۃَ مُوْسٰی قَالَ اِنَّ مُوْسٰی اٰجَرَ نَفْسَہٗ ثَمَانِیَ سِنِیْنَ اَوْ عَشْرًا عَلٰی عِفَّۃِ فَرْجِہٖ وَطَعَامِ بَطْنِہٖ عتبہ بن الندر سے روایت ہے ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تہے اتنے مین آپ نے سورہ طسم پڑہی یہانتک کہ حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کے قصے پر پہونچے تو فرمایا کہ حضرت موسے نے اپنے تئین مزدوری پر دیا آٹھ یا دس برس تک اس شرط پر کہ وہ اپنی شرمگاہ کو روکے رہین گے اور پیٹ کو روٹی لین گے **ف** جب حضرت موسی علیہ السلام مصر سے بہاگ کر مدین مین پہونچے تو وہان حضرت شعیب علیہ السلام کے نوکر ہوئے اقرار یہ تہا کہ آٹھ یا دس برس تک انکی خدمت کرین عفت کے ساتھ یعنے ان کے بیٹیون پر جو جوان تہین دست درازی نکرین اور کہانا پیٹ بہر کر کہاوین مدت کے بعد ایک بیٹی کا نکاح ان سے کر دیا جاویگا یہ قصہ قرآن شریف مین تفصیل سے مذکور ہے اور توریت شریف مین بہی **عن** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ کُنْتُ یَتِیْمًا وَھَاجَرْتُ مِسْکِیْنًا وَکُنْتُ اَجِیْرًا لِابْنَۃِ غَزْوَانَ بِطَعَامِ بَطْنِیْ وَعُقْبَۃِ رِجْلِیْ اَحْطِبُ لَھُمْ اِذَا نَزَلُوْا وَاَحْدُوْ لَھُمْ اِذَا رَکِبُوْا فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الدِّیْنَ قِوَامًا وَجَعَلَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ اِمَامًا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مین بڑا ہوا یتیمی کی حالت مین اور جب مین نے (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس) ہجرت کی اسوقت مین مسکین محتاج تہا اور نوکر تہا غزوان کی بیٹی کا صرف پیٹ کی روٹی پر اور باری باری اونٹ پر چڑہنے پر مین لوگون کے لیے لکڑیان چنتا تہا

جب وہ اترتے اور جانوروں کو ہانکا کرچلاتا جب وہ سوار ہوتے تو شکر ہے اس اللہ کا جس نے دین کو مضبوط کیا اور ابو ہریرہ کو دین کا پیشوا بنا دیا **ف** یہ ابو ہریرہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر بیان کرنے کے لیے کہا نہ فخر اور غرور کی راہ سے اور بہت بزرگوں سے اس قسم کے کلمات منقول ہیں جن میں انہوں نے اپنی تعریف کی ہے لیکن انکی نیت یہی تھی کہ شکرانہ الٰہی ظاہر کریں اور قرآن میں ہے واما بنعمۃ ربک فحدث یعنے اپنے رب کی عنایت بیان کر اور ممانعت اُس تعریف اور خودستائی کی ہے جو تکبر اور غرور اور فخر کی راہ سے ہو اور ابو ہریرہ لوگوں کے پیشوا تھے وہ تھی جتنی حدیثیں انہوں نے روایت کی ہیں اتنی کسی نے نہیں کیں پس لوگ علم دین میں انکی طرف رجوع ہوتے اور انکی شاگردی کرتے یا ابو ہریرہ نے امامت سے کسی ملک کی خلافت اور نیابت مراد لی ہو یہ بھی ابو ہریرہ کو حاصل ہوئی تھی **بندہ مترجم** کہتا ہے کہ اللہ جل جلالہ کے احسانات اس بندے پر بھی بہت ہیں میں محض گمنام اور محتاج اور بے ہنر تھا اللہ تعالیٰ نے علم دین عطا فرمایا اور طریقہ اہلحدیث اور مال اور اولاد بنین اور بنات دیے اور سب سے عمدہ اور بڑا احسان میرے مالک کا مجھ پر یہ ہے کہ اس نے رفع ذکر کیا میرا بوجہ تراجم کتب حدیث کے تمام اکناف اور اطراف ہند بلکہ دوسری ولایات میں بھی میرا نام مشہور کیا حدیث شریف کی خدمت کی وجہ سے اور مقبول کیا میری تصانیف اور تالیف اور تراجم کو وغیر ذالک من الوف نعم اللہ سبحانہ علیّ والحمد للہ حمداً کثیراً غیر متناہ ولا محدود **بَابُ** الرَّجُلِ يَسْتَقِي كُلَّ دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ وَيَشْتَرِطُ جَلْدَةً آدمی ایک ڈول ایک ایک کھجور کے بدل کھینچے اور عمدہ کھجور کی شرط کرے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَصَابَ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصَاصَةٌ فَبَلَغَ ذَلِكَ عَلِيًّا فَخَرَجَ يَلْتَمِسُ عَمَلًا يُصِيبُ فِيهِ شَيْئًا لِيُقِيتَ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى بُسْتَانًا لِرَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ فَاسْتَقَى لَهُ سَبْعَةَ عَشَرَ دَلْوًا كُلُّ دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ فَخَيَّرَهُ الْيَهُودِيُّ مِنْ تَمْرِهِ سَبْعَ عَشْرَةَ عَجْوَةً فَجَاءَ بِهَا إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بار بھوک لگی (اور کھانے کو کچھ نہ تھا) یہ خبر حضرت علی کو پہنچی وہ نکلے کچھ کام کی تلاش میں کہ کام کر کر کچھ پیدا کر کے لاویں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکایت رفع کریں یعنے آپکو کھلا دیں آخر وہ ایک یہودی کے باغ پر آئے (اس یہودی نے پکارا اے اعرابی محنت کرتا ہے حضرت علی نے کہا ہاں) پھر سترہ ڈول پانی کے اس کے لیے کھینچے ہر ایک ڈول ایک کھجور کے بدل پھر یہودی نے انکو اختیار دیا کہ اسکی کھجوروں میں سے سترہ عجوہ (ایک قسم کی عمدہ کھجور ہے) کھجوریں چن لیویں حضرت علیؓ وہ کھجوریں لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے (اور آپ کو کھلائیں) **ف** سبحان اللہ نہے قسمت حضرت علی مرتضےٰ کی کاش ہم بھی اسوقت ہوتے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کر کے یہ سعادت حاصل کرتے **عَنْ** أَبِي حَيَّةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ أَدْلُو الدَّلْوَ بِتَمْرَةٍ

وَاشْتَرَطَ اَنَّهَا جَلِدَةٌ حضرت علی سے روایت ہے میں ڈول نکالتا تھا ہر ڈول ایک کھجور کے بدل اور یہ شرط کرتا تھا کہ اچھی صاف عمدہ کھجور لوں گا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِیْ اَرٰی لَوْنَكَ مُنْكَفِئًا قَالَ الْخَمْصُ فَانْطَلَقَ الْاَنْصَارِیُّ اِلٰی رَحْلِهٖ فَلَمْ یَجِدْ فِیْ رَحْلِهٖ شَیْئًا فَخَرَجَ یَطْلُبُ فَاِذَا هُوَ بِیَهُوْدِیٍّ یَسْقِیْ نَخْلًا فَقَالَ الْاَنْصَارِیُّ لِلْیَهُوْدِیِّ اَسْقِیْ نَخْلَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ كُلُّ دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ وَاشْتَرَطَ الْاَنْصَارِیُّ اَنْ لَّا یَاْخُذَ خَدِرَةً وَّلَا تَارِزَةً وَّلَا حَشَفَةً وَّلَا یَاْخُذَ اِلَّا جَلِدَةً فَاسْتَقٰی بِنَحْوٍ مِّنْ صَاعَیْنِ فَجَاءَ بِهٖ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے ایک مرد انصاری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ کیا وجہ ہے میں آپ کا رنگ بدلا ہوا پاتا ہوں آپ نے فرمایا بھوک سے یہ سنکر وہ انصاری اپنے ٹھکانے میں گیا وہاں کچھ نہیں پایا باہر نکلا کچھ کام ڈھونڈنے کے لیے دیکھا تو ایک یہودی اپنی کھجوروں کو پانی دے رہا ہے انصاری نے اس سے کہا میں تیرے درختوں کو سینچ دوں وہ بولا اچھا انصاری نے شرط کی کہ میں مزدوری میں کالی کھجور اور سوکھی اور خراب نہیں لونگا بلکہ اچھی عمدہ ہی کھجور لوں گا آخر اس نے سینچا اور دو صاع کے قریب کھجوریں حاصل کیں (اجرت میں) اور اسکو لیکر آیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس **ف** ساری دنیا سے زیادہ چہیتے اور محبوب مالک کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اگر آپ چاہتے تو سونے اور چاندی کے پہاڑ آپ کو دیے جاتے لیکن آپ نے یہی پسند کیا کہ کبھی کھاویں کبھی بھوکے رہیں اور دنیا میں ہمیشہ تکلیف ہی کے ساتھ بسر کی **بَابُ** الْمُزَارَعَةِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ تہائی یا چوتھائی پیداوار پر مزارعت کرنا وہ یہ ہے کہ زمین ایک کی ہو وہ دوسرے کو سپرد کرے کہ وہ اس میں محنت کرے اور اسکو جوتے اور بووے اور جو کچھ پیدا ہو اس میں سے ایک حصہ زمین کا مالک لیوے اور ایک حصہ کاشتکار یعنی محنت کرنیوالا اس زمانہ میں اسکو بٹائی کہتے ہیں یہ جائز ہے اکثر علما کے نزدیک جیسے اہلحدیث اور صاحبین اور احمد اور اسحاق وغیرہم اور ابوحنیفہ نے اس سے منع کیا ہے اور دلیل لی رافع بن خدیج کی حدیث سے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ ابتدا میں ہوگا بعد اسکے آپ نے اجازت دی کیونکہ آنحضرت نے خود خیبر والوں سے بٹائی کی تھی جیسے اوپر اسکا قصہ گذر چکا عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَقَالَ اِنَّمَا یَزْرَعُ ثَلٰثَةٌ رَجُلٌ لَّهٗ اَرْضٌ فَهُوَ یَزْرَعُهَا وَرَجُلٌ مُّنِحَ اَرْضًا فَهُوَ یَزْرَعُ مَا مُنِحَ وَرَجُلٌ اسْتَكْرٰی اَرْضًا بِذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ رافع بن خدیج سے روایت ہے منع کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے (ان دونوں کا بیان کتاب البیع میں گذر چکا) اور فرمایا کھیتی تین آدمی کریں ایک تو وہ جس کی خود زمین ہو وہ اپنی زمین میں کھیتی کرے دوسرے وہ جسکو زمین ہبہ کی جاوے یا مستعار دیجاوے وہ

اور اس میں کھیتی کرے تیسرے وہ جو زمین کو کرایہ پر لیوے سونے یا چاندی کے بدل اجرت سے نقدی ٹھیرا کر کہتے ہیں اب اکثر ملکوں میں یہی معمول ہے اور بٹائی موقوف ہوتی جاتی ہے) **ف** اس حدیث میں محاقلہ سے مزارعت مراد ہے اور اسکی تفسیر اوپر گذر چکی ہے **عن** ابن عمر یقول کنا نخابر ولا نری بذلک باسا حتی سمعنا رافع بن خدیج یقول نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنہ فترکناہ لقولہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے ہم مزارعت کیا کرتے تھے اور اس میں کوئی برائی نہیں پاتے تھے یہانتک کہ ہم نے رافع بن خدیج کی حدیث سنی کہ منع کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے تو ہمنے اسکو چھوڑ دیا انکے کہنے سے **ف** مگر ابن عباس وغیرہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ممانعت برسبیل تنزیہ تھی اخلاقاً نہ بطور حرمت کے کیونکہ آپ کا مطلب تھا کہ اپنے بھائی مسلمان کو کھیتی کے لیے مفت زمین دینا چاہیے اس سے بٹائی کرنا کیا ضرور ہے عرب میں زمین کی کمی نہیں پس جسقدر اپنے سے ہو سکے اس میں خود زراعت کرے اور جو بچ رہے وہ اپنے بھائی مسلمان کو عاریت کے طور پر دیوے تاکہ ثواب حاصل ہو اور اس صورت میں ابو حنیفہ کا استدلال اس حدیث سے باقی نہ رہیگا **عن** جابر بن عبد اللہ یقول کانت لرجال منا فضول ارضین یواجرونھا علی الثلث والربع فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ فضول ارضین فلیزرعھا او لیزرعھا اخاہ فان ابی فلیمسک ارضہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے ہم میں سے کئی آدمیوں کے پاس بیکار زمینیں تھیں تو وہ ان کو بٹائی پر دیا کرتے تہائی اور چوتھائی پیداوار پر پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکے پاس خالی بیکار زمینیں ہوں (جن میں وہ خود کھیتی نہ کر سکے) تو ان میں یا تو خود کھیتی کرے یا اپنے بھائی کو کھیتی کے لیے دیوے اگر وہ اس میں کھیتی نہ کرے تو اپنی زمین پڑی رہنے دے لیکن بٹائی پر نہ دیوے **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ ارض فلیزرعھا او لیمنحھا اخاہ فان ابی فلیمسک ارضہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس زمین ہو وہ اس میں خود کھیتی کرے یا اپنے بھائی کو مفت دیوے اگر وہ نہ لیوے تو اپنی زمین خالی رہنے دیوے **ف** یہ حدیثیں شاید ابتداے اسلام کی ہیں کیونکہ سونے اور چاندی کے بدل تو زمین کرایہ دینا سب کے نزدیک درست ہے اور ان حدیثوں میں اس سے بھی منع کیا گیا ہے

باب کراء الارض زمین کا کرایہ پر دینا

عن ابن عمر انہ کان یکری ارضا لہ مزارعا فاتاہ انسان فاخبرہ عن رافع بن خدیج ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن کراء المزارع فذھب ابن عمر وذھبت معہ حتی اتاہ بالبلاط فسالہ عن ذلک فاخبرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن کراء المزارع فترک عبد اللہ

کِرَاءَهَا ابن عمر سے روایت ہے وہ اپنی زمین کے کھیت کرائے پر دیا کرتے پھر ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے حدیث بیان کی رافع بن خدیج سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا کھیتوں کو کرایہ پر دینے سے تو ابن عمر گئے میں بھی ان کے ساتھ گیا یہاں تک کہ بلاط (ایک مقام ہے مدینہ میں مسجد نبوی کے پاس) میں رافع کے پاس آئے اور ان سے یہ حدیث پوچھی انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا کھیتوں کو کرایہ پر دینے سے آخر ابن عمر نے اپنے کھیتوں کا کرایہ پر دینا چھوڑ دیا **ف** یہ رافع کی اگلی روایت کے خلاف ہے اس میں بٹائی سے منع کیا ہے لیکن سونے چاندی کے بدل زمین کا کرایہ پر دینا درست بیان ہوا ہے اور اس روایت میں مطلقاً کرایہ پر دینے سے ممانعت ہے اسیواسطے اہلحدیث نے رافع کی حدیث کو ترک کیا کیونکہ وہ مضطرب ہے **عن** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيُزْرِعْهَا وَلَا يُوَاجِرْهَا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو خطبہ سنایا تو فرمایا جس کے پاس زمین ہو وہ اس میں خود کھیتی کرے یا کھیتی کرنے کے لیے دوسرے کو دے لیکن کرائے پر نہ چلاوے **عن** اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُحَاقَلَةُ اسْتِكْرَاءُ الْاَرْضِ ابو سعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا محاقلہ سے اور محاقلہ یہی ہے کرایہ دینا زمین کا **باب** الرُّخْصَةِ فِيْ كِرَاءِ الْاَرْضِ الْبَيْضَاءِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خالی زمین کو جس میں کھیتی نہ ہو کرایہ پر دینے کی اجازت سونے چاندی کے بدل **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ لَمَّا سَمِعَ اِكْثَارَ النَّاسِ فِيْ كِرَاءِ الْاَرْضِ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا مَنَحَهَا اَحَدُكُمْ اَخَاهُ وَلَمْ يَنْهَ عَنْ كِرَائِهَا ابن عباس سے روایت ہے انہوں نے جب سنا لوگ بہت گفتگو کرتے ہیں زمین کے کرایہ دینے میں تو انہوں نے کہا سبحان اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تو یوں فرمایا کیوں تم میں سے کسی نے اپنی زمین مفت نہ دی اپنے بھائی کو لیکن آپ نے منع نہیں کیا کرایہ پر دینے سے **ف** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رافع کو دھوکا ہوا حدیث کا مطلب سمجھنے میں **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يَمْنَحَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ اَرْضَهٗ خَيْرٌ لَهٗ مِنْ اَنْ يَاْخُذَ عَلَيْهَا كَذَا وَكَذَا لِشَيْءٍ مَعْلُوْمٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ الْحَقْلُ وَهُوَ بِلِسَانِ الْاَنْصَارِ الْمُحَاقَلَةُ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو اپنی زمین مفت دیوے تو بہتر ہے اس سے کہ اس پر یہ اجرت لیوے ابن عباس نے کہا اسکو حقل کہتے ہیں انصار کے محاورے میں اسکو محاقلہ کہتے ہیں **عن** حَنْظَلَةَ ابْنِ قَيْسٍ قَالَ سَاَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا نُكْرِى الْاَرْضَ عَلٰى اَنَّ لَكَ مَا اَخْرَجَتْ هٰذِهٖ وَلِيْ مَا اَخْرَجَتْ هٰذِهٖ فَنُهِيْنَا اَنْ نُكْرِيَهَا بِمَا اَخْرَجَتْ وَلَمْ نُنْهَ اَنْ نُكْرِيَ الْاَرْضَ بِالْوَرِقِ حنظلہ بن قیس سے روایت ہے میں نے

رافع بن خدیج سے پوچھا انہوں نے کہا ہم زمین کو کرایہ پر دیا کرتے تھے اس شرط پر کہ جو اس میں سے نکلے اس جگہ وہ ہمارا ہو اور جو اس جگہ نکلے وہ تیرا ہو پھر منع کیے گئے ہم پیداوار پر اسکو کرایہ دینے سے اور چاندی کے بدل کرایہ دینے سے ہمکو (یعنے نزارعت کو ۱۲) ممانعت نہین ہوئی **ف** یہ اور یہی مضمون ہے جو رافع کی حدیث مین ہے بیشک بٹائی مین یہ شرط تو بالاتفاق درست نہین ہے کہ فلان مقام کی پیداوار ہم لین گے فلان مقام کی تم لیجیو کیونکہ اس مین دہوکا ہے شاید اس مقام مین کچھ پیدا ہی نہ ہو اور احتمال ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بٹائی سے منع کیا ہو اور رافع مطلق بٹائی کی ممانعت سمجھے

باب مَا يُكْرَهُ مِنَ الْمُزَارَعَةِ جو مزارعت مکروہ ہے اسکا بیان **عن** رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَمِّهِ ظُهَيْرٍ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا رَافِقًا فَقُلْتُ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ حَقٌّ فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُونَ بِمَحَاقِلِكُمْ قُلْنَا نُوَاجِرُهَا عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالْأَوْسُقِ مِنَ الْبُرِّ وَالشَّعِيرِ فَقَالَ فَلَا تَفْعَلُوا ازْرَعُوهَا أَوْ أَزْرِعُوهَا رافع بن خدیج اپنے چچا ظہیر سے نقل کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو منع کیا ایک کام سے جو ہمارے موافق تہا رافع نے کہا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ حق ہے انہوں نے کہا آپ نے فرمایا تم کیا کرتے ہو اپنے کہیتون کو ہمنے عرض کیا ہم انکو کرایہ دیتے ہین تہائی اور چوتہائی پیداوار پر اور چند وسق پر گیہون یا جو کے آپ نے فرمایا ایسا مت کرو یا تو خود اس مین کہیتی کرو یا دوسرے کو کہیتی کرنے کو دو **عن** رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ كَانَ أَحَدُنَا إِذَا اسْتَغْنَى عَنْ أَرْضِهِ أَعْطَاهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ وَاشْتَرَطَ ثَلَاثَ جَدَاوِلَ وَالْقُصَارَةَ وَمَا سَقَى الرَّبِيعُ وَكَانَ الْعَيْشُ إِذْ ذَاكَ شَدِيدًا وَكَانَ يَعْمَلُ فِيهَا بِالْحَدِيدِ وَبِمَا شَاءَ اللَّهُ وَيُصِيبُ مِنْهَا مَنْفَعَةً فَأَتَانَا رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاكُمْ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَكُمْ نَافِعًا وَطَاعَةُ اللَّهِ وَطَاعَةُ رَسُولِهِ أَنْفَعُ لَكُمْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَاكُمْ عَنِ الْحَقْلِ وَيَقُولُ مَنِ اسْتَغْنَى عَنْ أَرْضِهِ فَلْيَمْنَحْهَا أَخَاهُ أَوْ لِيَدَعْ رافع بن خدیج سے روایت ہے ہم مین سے کوئی جب اپنی زمین سے بے پرواہ ہوتا تو اسکو تہائی یا چوتہائی یا نصف پیداوار پر دیتا اور تین نالیون کی شرط کر لیتا کہ وہان کی پیداوار مین لونگا اور بہوسا مین لونگا اور ربیع کے پانی سے جو پیدا ہو وہ مین لون گا اور اسوقت مین لوگون کی گذران مشکل سے ہوتی وہ زمین مین محنت کرتا لوہے سے اور جسطرح اللہ کو منظور ہوتا پہر اس مین سے فائدہ حاصل کرتا آخر رافع بن خدیج ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمکو منع کرتے ہین ایک کام سے جس مین تمہارا فائدہ تہا لیکن اللہ کے رسول کی اطاعت مین تمہارا زیادہ فائدہ ہے بیشک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منع کرتے ہین تم کو حقل سے اور فرماتے ہین جو کوئی بے پرواہ

ہو اپنی زمین سے (یعنے خود اس میں کھیتی نہ کرے) تو وہ اپنے بھائی کو مفت وہ زمین دیوے یا خالی پڑی رہنے دے **عن** عُروَۃَ بنِ الزُّبَیرِ قَالَ قَالَ زَیدُ بنُ ثَابِتٍ یَغفِرُ اللّٰہُ لِرَافِعِ بنِ خَدِیجٍ وَاللّٰہِ اَعلَمُ بِالحَدِیثِ مِنہُ اَنَا اِنَّمَا اَتیٰ رَجُلَانِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَقَدِ اقتَتَلَا فَقَالَ اِن کَانَ ھٰذَا شَانُکُم فَلَا تُکرُوا المَزَارِعَ فَسَمِعَ رَافِعٌ قَولَہُ فَلَا تُکرُوا المَزَارِعَ عروہ بن الزبیر سے روایت ہے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ بخشے رافع بن خدیج کو قسم خدا کی میں اس حدیث کو ان سے زیادہ جانتا ہوں دو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے وہ لڑ لیے تھے آپ نے فرمایا اگر تمہارا یہ حال ہے تو کھیتوں کو کرایہ پر مت دیا کرو (یعنے بٹائی مت کیا کرو) پھر رافع نے اتنا ہی جملہ سن لیا کہ کھیتوں کو کرایہ پر مت دیا کرو **ف** اور مطلق اسکی ممانعت روایت کرنے لگے حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشروط فرمایا تھا کہ اگر جھگڑا کرتے ہو تو بٹائی مت کیا کرو

باب الرُّخصَۃِ فِی المُزَارَعَۃِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ تہائی یا چوتھائی پیداوار پر بٹائی کرنے کی اجازت **عن** عَمرِو بنِ دِینَارٍ قَالَ قُلتُ لِطَاؤُسٍ یَا اَبَا عَبدِ الرَّحمٰنِ لَو تَرَکتَ ھٰذِہِ المُخَابَرَۃَ فَاِنَّھُم یَزعُمُونَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ نَھیٰ عَنہُ قَالَ اَی عَمرُو اِنِّی اُعِینُھُم وَاُعطِیھِم وَاِنَّ مُعَاذَ بنَ جَبَلٍ اَخَذَ النَّاسَ عَلَیھَا عِندَنَا وَاِنَّ اَعلَمَھُم یَعنِی ابنَ عَبَّاسٍ اَخبَرَنِی اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ لَم یَنہَ عَنھَا وَلٰکِن قَالَ لَاَن یَمنَحَ اَحَدُکُم اَخَاہُ خَیرٌ لَہُ مِن اَن یَاخُذَ عَلَیھَا اَجرًا مَعلُومًا عمرو بن دینار سے روایت ہے میں نے طاؤس سے کہا (جو بڑے فقیہ تھے ابن عباس کے شاگرد) اے ابو عبدالرحمان کاش تم اس تجارت کو (یعنے بٹائی کو) چھوڑ دو کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا اونھوں نے کہا میں لوگوں کی مدد کرتا ہوں ان کو دیتا ہوں اور معاذ بن جبل نے لوگوں سے یہ معاملہ کیا ہمارے نزدیک اور صحابہ میں بڑے عالم یعنے ابن عباس نے مجھ کو خبر دی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع نہیں کیا بلکہ یوں فرمایا اگر کوئی تم میں سے اپنے بھائی کو زمین یوں ہی دیوے بغیر کرایہ کے تو وہ بہتر ہے اسکے لیے اس سے کہ زمین کا ایک معین کرایہ لیوے **عن** طَاؤُسٍ اَنَّ مُعَاذَ بنَ جَبَلٍ اَکرَی الاَرضَ عَلٰی عَھدِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَاَبِی بَکرٍ وَعُمَرَ وَعُثمَانَ عَلَی الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ فَھُوَ یُعمَلُ بِہٖ اِلٰی یَومِکَ ھٰذَا طاؤس سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل نے کرایہ دیا زمین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اور ابو بکر اور عمر اور عثمان کے زمانہ میں تہائی اور چوتھائی پیداوار پر اور آج تک ایسا عمل جاری ہے **عن** طَاؤُسٍ قَالَ قَالَ ابنُ عَبَّاسٍ اِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ لَاَن یَمنَحَ اَحَدُکُمُ اَخَاہُ الاَرضَ خَیرٌ لَہُ مِن اَن یَاخُذَ خَرَاجًا مَعلُومًا طاؤس سے روایت ہے ابن عباس نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو مفت زمین دیوے (مستعار طور پر کھیتی کرنے کو

لیں) تو وہ بہتر ہے اس سے کہ اس سے معین درہم (محصول) لیوے **باب** استکراء الارض بالطعام غلہ کے بدل زمین کرایہ دینا **عن** رافع بن خدیج قال کنا نحاقل علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فزعم ان بعض عمومتی اتاھم فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ ارض فلا یکریھا بطعام مسمی رافع بن خدیج سے روایت ہے ہم محاقلہ کیا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں پھر ہمارے چچاؤں میں سے کوئی آیا اور کہنے لگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس زمین ہو وہ اسکو غلہ کے بدل کرایہ نہ دیوے **باب** من زرع فی ارض قوم بغیر اذنھم جو شخص دوسرے کی زمین میں بغیر اسکی اجازت کے کھیتی کرے **عن** رافع بن خدیج قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من زرع فی ارض قوم بغیر اذنھم فلیس لہ من الزرع شئ و ترد علیہ نفقتہ رافع بن خدیج سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی دوسرے کی زمین میں بغیر اسکی اجازت کے کھیتی کرے تو اسکو اس کھیتی میں سے کچھ نہ ملیگا (بلکہ کھیتی زمین کے مالک کو دلا دینگے) اور کھیتی کرنیوالے کو اسکا خرچ (اور محنت کا بدل) دلا دینگے **باب** معاملۃ النخیل والکرم کھجور اور انگور کا معاملہ (یعنے بٹائی پر) **عن** ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عامل اھل خیبر بالشطر مما یخرج من ثمر او زرع ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر والوں سے معاملہ کیا نصف پیداوار پر میوے یا اناج کی **ف** یہ حدیث عمدہ دلیل ہے مزارعت اور مساقات کے جواز پر اور یہی قول ہے علی اور ابن مسعود اور سعد اور زبیر اور اسامہ اور ابن عمر اور معاذ اور خباب کا یہی مذہب ہے لیث اور طاؤس اور ابن ابی لیلے اور اوزاعی اور ثوری اور ابو یوسف اور محمد اور احمد کا جیسے اوپر گذرا **عن** ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطی خیبر اھلھا علی النصف نخلھا وارضھا ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر والوں کو زمین دی نصف پیداوار پر کھجور کے اور اناج کے **عن** انس بن مالک قال لما افتتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر اعطاھا علی النصف انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کیا تو نصف پیداوار پر اسکو دیا **باب** تلقیح النخل کھجور میں پیوند لگانا (نر کا گابہ مادہ میں) اس سے میوہ خوب پیدا ہوتا ہے **عن** موسی ابن طلحۃ بن عبید اللہ یحدث عن ابیہ قال مررت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی نخل فرای قوما یلقحون النخل فقال ما یصنع ھؤلاء قال یاخذون من الذکر فیجعلونہ فی الانثی قال ما اظن ذلک یغنی شیئا فبلغھم فترکوہ فنزلوا عنھا فبلغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انما ھو الظن ان کان یغنی شیئا فاصنعوہ فانما انا بشر مثلکم وان الظن یخطئ ویصیب ولکن ما قلت لکم قال اللہ فلن اکذب

عبید اللہ طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گذرا کھجوروں کے درختوں میں تو آپ نے کچھ لوگوں کو دیکھا وہ پیوند لگا رہے تھے کھجور کا آپ نے فرمایا یہ کیا کرتے ہیں لوگوں نے عرض کیا نر کا گابہ لیکر مادہ میں ڈالتے ہیں آپ نے فرمایا میں سمجھتا ہوں اس سے کچھ فائدہ نہیں یہ خبر انکو پہونچی انہوں نے پیوند لگانا چھوڑ دیا تو کھجور کم پیدا ہوئی پھر یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچی آپ نے فرمایا یہ میرا گمان تھا (یعنے مینے اپنی رائے سے یہ حکم دیا تھا کچھ حکم الہی نہ تھا) اگر اس کام میں فائدہ ہو تو اسکو کرو میں تو ایک آدمی ہوں تمہاری طرح اور گمان میں (یعنے رائے میں کبھی غلطی ہوتی ہے کبھی وہ صحیح ہوتا ہے لیکن جو میں تم سے یہ کہوں کہ اللہ تعالی نے ایسا فرمایا وہ صحیح ہے اس میں غلطی نہیں ہو سکتی) اسلیے کہ میں اللہ پر کبھی جھوٹ نہیں باندھوں گا **ف** جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو نبی معصوم اور مفترض الطاعۃ اور اشرف عباد اللہ اور افضل خلق اللہ تھے یہ فرمایا کہ میری رائے کبھی غلط ہوتی ہے کبھی صحیح تو اور کسی مجتہد یا عالم یا مولوی کی کیا حقیقت رہی جو ہمیشہ اسکی رائے صحیح ہوا کرے اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن باتوں میں وحی نہیں ہوتی تھی اپنی رائے سے بھی حکم دیتے پھر اگر وہ رائے غلط ہوتی تو اللہ تعالے ضرور آپ کو مطلع کر دیتا تو یہ ممکن نہیں کہ آپ ہمیشہ غلط رائے پر قائم رہیں مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تم خوب جانتے ہو اپنے دنیا کے کام (یعنے وہ کام دنیا کے جن میں حکم الہی کچھ نہیں اترا اور جن دنیا کے کاموں میں شرع حکم دے چکی ہے جیسے بیع و شرا طلاق نکاح وغیرہ ان میں شرع کے موافق چلنا ضرور ہے اسکو یاد رکھنا چاہیے کیونکہ اس زمانہ میں بعضے شیاطین دجال کے گروہ ایسے پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے کل دنیا کے کاموں میں شریعت کو مطلقاً چھوڑ دیا اور اپنی خواہش نفس کے موافق چلنا جائز رکھا ہے یہ نرا مغالطہ ہے اللہ بچاوے **عن** عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سمع اصواتا فقال ما ھذا الصوت قالوا النخل یؤبرونہ فقال لو لم یفعلوا لصلح فلم یؤبروا عامئذ فصار شیصا فذکروا ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان کان شیئا من امر دنیاکم فشانکم بہ وان کان من امور دینکم فالی ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ آوازیں سنیں تو فرمایا یہ کیسی آوازیں ہیں لوگوں نے عرض کیا کھجوروں کے درختوں میں پیوند لگاتے ہیں آپ نے فرمایا اگر اسکو نکریں تو اچھا ہو انہوں نے اس سال پیوند نہیں لگایا تو کھجور خراب ہو گئی آخر لوگوں نے اسکا ذکر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا تمہاری دنیا کا جو کام ہو اسکو تم جانو اور جو دین کا کام ہو وہ میرے سے متعلق ہے

باب المسلمون شرکاء فی ثلاث مسلمان تین باتوں میں شریک ہیں (یعنے ہر ایک کو ان سے مفت فائدہ لینا درست ہے) **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسلمون

شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ فِي الْمَاءِ وَالْكَلَإِ وَالنَّارِ وَثَمَنُهُ حَرَامٌ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ يَعْنِي الْمَاءَ الْجَارِي ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان شریک ہین تین چیزون مین پانی اور گھانس اور انگار مین اور ان چیزون کی قیمت لینا حرام ہے ۔ ابو سعید نے کہا مراد جاری پانی ہے ف جیسے دریا یا چشمہ کا اسکا روکنا کسی مسلمان سے نادرست اور حرام ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے اس کے اسناد مین عبد اللہ بن خراش ہے وہ متروک ہے اور ابن السکن نے اسکو صحیح کہا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ لَا يُمْنَعْنَ الْمَاءُ وَالْكَلَأُ وَالنَّارُ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین چیزین روکی نہین جاوینگی ایک پانی دوسرے گھانس تیسرے انگار ف حافظ نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ قَالَ الْمَاءُ وَالْمِلْحُ وَالنَّارُ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا الْمَاءُ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَمَا بَالُ الْمِلْحِ وَالنَّارِ قَالَ يَا حُمَيْرَاءُ مَنْ أَعْطَى نَارًا فَكَأَنَّمَا تَصَدَّقَ بِجَمِيعِ مَا أَنْضَجَتْ تِلْكَ النَّارُ وَمَنْ أَعْطَى مِلْحًا فَكَأَنَّمَا تَصَدَّقَ بِجَمِيعِ مَا طَيَّبَتْ تِلْكَ الْمِلْحُ وَمَنْ سَقَى مُسْلِمًا شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ حَيْثُ يُوجَدُ الْمَاءُ فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَ رَقَبَةً وَمَنْ سَقَى مُسْلِمًا شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ حَيْثُ لَا يُوجَدُ الْمَاءُ فَكَأَنَّمَا أَحْيَاهَا حضرت عائشہ سے روایت ہے انہون نے کہا یا رسول اللہ کون سی چیز ہے جسکا روکنا درست نہین آپنے فرمایا پانی اور نمک اور انگار مین نے عرض کیا یا رسول اللہ پانی کو تو ہم نے پہچانا لیکن نمک اور انگار کا روکنا کیون منع ہے آپنے فرمایا اے حمیرا (یہ لقب ہے حضرت عائشہ کا تصغیر ہے حمراء کی یعنی لال رنگ والی) جسنے انگار دی اس نے گویا صدقہ دیا وہ سب کھانا جو اس انگار سے پکیگا اور جسنے کسی مسلمان کو ایک گھونٹ پانی کا پلایا جہان پانی ملتا ہے تو گویا اس نے ایک بردہ آزاد کیا اور جسنے مسلمان کو ایک گھونٹ پانی پلایا جہان پانی نہین ملتا تو گویا اس نے اسکو جلا دیا ف اس حدیث کی اسناد مین علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے اور احمد اور ابو داؤد نے ابو خراش سے نکالا اس نے بعض صحابہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان شریک ہین تین چیزون مین پانی اور گھانس اور انگارین اور ابو نعیم نے اسکو صحابہ مین نکالا ابو خراش کے حال مین اور اس شخص کا ذکر نہین کیا جس سے ابو خراش نے روایت کی اور ابو حاتم سے پوچھا گیا اس حدیث کو انہون نے کہا ابو خراش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہین پایا لیکن حافظ نے کہا اسکے راوی ثقہ ہین اور خطیب نے حضرت عمر سے ایسا ہی نکالا اس مین نمک زیادہ ہے اور اسکی اسناد مین عبد الحکیم بن میسرہ ضعیف ہے اور طبرانی نے اسکو حسن طریق سے نکالا زید بن جبیر سے اس نے ابن عمر سے اور اسکا ایک اور طریق ہے طبرانی کے پاس اور ابو داؤد نے اسکو نکالا بہیسہ سے اس نے باپ سے اپنے اور طبرانی نے انس رضی اللہ تعالے عنہ سے

نکالا کہ دو چیزیں ہیں جنکا روکنا درست نہیں پانی اور انگار کا اور عقیلی نے ضعفا میں اسکو عبد اللہ بن سرجس سے نکالا اور یہ سب روایتیں ملکر حدیث صحیح کے درجہ کو پہونچ جاتی ہیں اور اس سے حجت قائم ہوتی ہے اور جو پانی ایک خاص مقام میں جمع کیا گیا ہو وہ بالاجماع احادیث سے مستثنیٰ ہے اور حجت میں یہ ہے کہ اگر یہ چیزیں مملوک ہوں تو بھی ان کو مفت دینے کی تاکید ہے استحباباً اور اگر مملوک نہ ہوں تب انکا روکنا کسی حال میں جائز نہیں (روضہ مع زیادۃ) شوکانی نے کہا حضرت عائشہ کی یہ حدیث جس میں پانی پلانے کا ذکر ہے ابن عدی نے نکالی اور اسکے اسناد میں ایک متہم ہے اور ایک متروک **باب** اِقْطَاعِ الْاَنْهَارِ وَالْعُيُوْنِ نہروں اور چشموں کا مقطعہ دینا **عن** اَبْيَضَ بْنِ حَمَّالٍ اَنَّهٗ اسْتَقْطَعَ الْمِلْحَ الَّذِيْ يُقَالُ لَهٗ مِلْحُ سَدِّ مَارِبٍ فَقَطَعَهٗ لَهٗ ثُمَّ اِنَّ الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ التَّمِيْمِيَّ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ قَدْ وَرَدْتُ الْمِلْحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَهِيَ اَرْضٌ لَيْسَ بِهَا مَاءٌ وَمَنْ وَرَدَهٗ اَخَذَهٗ وَهُوَ مِثْلُ الْمَاءِ الْعِدِّ فَاسْتَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْيَضَ بْنَ حَمَّالٍ فِيْ قَطِيْعَتِهٖ فِي الْمِلْحِ فَقَالَ قَدْ اَقَلْتُكَ مِنْهُ عَلٰى اَنْ تَجْعَلَهٗ مِنِّيْ صَدَقَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ مِنْكَ صَدَقَةٌ وَهُوَ مِثْلُ الْمَاءِ الْعِدِّ مَنْ وَرَدَهٗ اَخَذَهٗ قَالَ وَهُوَ الْيَوْمَ عَلٰى ذٰلِكَ مَنْ وَرَدَهٗ اَخَذَهٗ قَالَ فَقَطَعَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْضًا وَنَخْلًا بِالْجُرْفِ جُرْفِ مُرَادٍ مَكَانَهٗ حِيْنَ اَقَالَهٗ مِنْهُ ابیض بن حمال سے روایت ہے انہوں نے مقطعہ لیا اس نمک کا جسکو سد مارب کا نمک کہتے ہیں (مارب ایک بستی ہے یمن میں کہتے ہیں بلقیس وہیں تھی) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو مقطعہ دیدیا کہ انکے سوا کوئی اور وہ نمک لینے نہ پاوے اور وہ لیکر اپنے اختیار سے اسکو بیچیں) پھر اقرع بن حابس تمیمی آپکے پاس آئے اور عرض کیا میں اس نمک پر گیا تھا جاہلیت کے زمانہ میں وہاں پانی نہیں ہے اور جو کوئی وہاں جاتا ہے نمک لے لیتا ہے وہ جاری پانی کیطرح کبھی بند نہیں ہوتا یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا مقطعہ فسخ کرنا چاہا جو ابیض کے ساتھ کیا تھا ابیض نے کہا میں نے یہ اجارہ فسخ کیا اس شرط پر کہ آپ اوسکو میری طرف سے صدقہ کریں (جسکا جی چاہے وہ وہاں سے نمک لیوے) آپنے فرمایا اچھا وہ تیری طرف سے صدقہ ہے اور وہ مثل جاری پانی کے ہے جو وہاں جاوے وہ اسکو لیوے ابیض نے کہا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو مقطعہ دیا زمین کا اور کھجور کے درختوں کا جرف میں (وہ ایک مقام ہے) جرف مراد میں اس مقطعہ کے عوض جو آپنے فسخ کر ڈالا **باب** النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ پانی بیچنے کی ممانعت **عن** اَبِي الْمِنْهَالِ سَمِعْتُ اِيَاسَ بْنَ عَبْدٍ الْمُزَنِيَّ وَرَاٰى نَاسًا يَبِيْعُوْنَ الْمَاءَ فَقَالَ لَا تَبِيْعُوا الْمَاءَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُّبَاعَ الْمَاءُ ابو منہال سے روایت ہے میں نے ایاس بن عبد مزنی سے سنا انہوں نے

نے بعضے لوگوں کو دیکھا جو پانی بیچ رہے تو کہا پانی مت بیچو اسلیے کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپنے منع فرمایا پانی بیچنے سے **ف** یہ جب ہے کہ پانی کسی قدرتی دریا یا چشمہ مین بہرا ہو تو وہ کسی کے ملک نہین اسکا بیچنا ناجائز ہے لیکن اگر کوئی پانی بہر کر لاوے اور گھڑے یا مشک مین رکھے تو اسکا استعمال درست نہین ہے بغیر اسکی اجازت کی اور اسکا بیچنا درست ہی کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کو بیر رومہ کے خریدنے کے لیے فرمایا اور آپنے ایک عورت سے پانی لیا جو اونٹ پر لائی تہی پہر اسکو قیمت دلائی لوگون سے **عن** جابرٍ قَالَ نَھَی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ فَضْلِ الْمَاءِ جابر سے روایت ہی منع کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پانی کے بیچنے سے جو اپنی حاجت سے زیادہ ہو **ف** بلکہ لوگون کو مفت دینا چاہیے یہی اخلاق اور مروت کا شیوہ ہے **باب** النَّھْیِ عَنْ مَنْعِ فَضْلِ الْمَاءِ لِیُمْنَعَ بِہِ الْکَلَأُ جو پانی اپنی حاجت سے زیادہ ہو اس سے روکنا اسلیے کہ وہان کی گہانس رکی رہی منع ہے **ف** اسکا مطلب یہ ہے کہ مثلا ایک شخص کسی چشمہ یا وادی کے پانی پر قابض ہوا اور وہان کسیکے جانورون کو پانی پینے نہ دیوے مگر اجرت سے اور اس سے یہ غرض ہو کہ جو کوئی اپنے جانور وہان چرانے لاوے تو ضرور اُسکا پانی خریدے گا کسلیے کہ وہان اور کہین پانی نہین ہے پس پانی کے بہانے گویا اس نے وہان کی گہانس بہی بیچی تو یہ منع ہے کیونکہ گہانس جنگل کی مباح ہے اور ہر ایک مسلمان کو اپنے جانور اس مین چرانے کا حق ہے اس حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ جنگل کی گہانس پر حکومت کرنا اور لوگون کو وہان اپنے جانور چرانے سے روکنا یا وہان کی گہانس بیچنا یا اسکا مقطعہ دینا یہ سب منع ہے اور افسوس ہے کہ ہماری زمانہ کے مسلمان حاکم اور نواب بہی جنگل کی گہانس بیچتے ہین اور اس سے عام لوگون کو روکتے ہین لاحول ولاقوۃ **عن** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَمْنَعُ اَحَدُکُمْ فَضْلَ مَاءٍ لِیَمْنَعَ بِہِ الْکَلَأَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی تم مین سے اس پانی کو جو حاجت سے زیادہ ہو نہ بیچے اس غرض سے کہ وہان کی گہانس رکی رہی **ف** یہ حدیث صحیحین مین ہے اور مسلم کی ایک روایت مین یون ہے حاجت سے زیادہ جو پانی ہو وہ بیچا نہ جاوے گا اسواسطے کہ گہانس بیچی جاوے اور بخاری کی ایک روایت مین یہ ہے مت بیچو وہ پانی جو ضرورت سے زیادہ ہے اس غرض سے کہ گہانس کو روکو اور اس باب مین کئی حدیثین وارد ہین اور وضہ **عن** عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ وَلَا یُمْنَعُ نَقْعُ الْبِئْرِ ام المومنین جناب عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ضرورت سے زیادہ جو پانی ہو وہ بیچا نہ جاوے اور کنوئی مین جو پانی بچ رہے اس سے کسیکو نہ روکا جاوے۔ **ف** اس لیے کہ اس مین اپنا نقصان نہین اور دوسرے مسلمان کا فائدہ ہے کنوان پانی نکالنے سے اور زیادہ

صاف ہوتا ہے اور اسکا پانی عمدہ ہوتا ہے اور اس مین اور تازہ پانی بھر آتا ہے اور بعضون نے کہا جو پانی اپنی ضرورت سے زیادہ ہو اُسکا بیچنا جب منع ہے جبکوئی اسکو پینا چاہے یا اپنے جانورون کو پلانا چاہے (لیکن) اگر باغ یا درختون کو سینچنا چاہے تو اسکا بیچنا درست ہے اور کنوے کا پانی بھی روکنا درست نہین اس سے جو اسکو پینا چاہے یا اپنے جانورون کو پلانا چاہے اور موطا مین عمرہ بنت عبد الرحمان سے مرفوعاً مروی ہے کہ کنوے مین جو پانی بچ رہے اس سے نہ روکا جاوے مین کہتا ہون اہل علم کا یہی قول ہے امام محمد نے موطا مین کہا ہمارا یہی قول ہے کہ جس کے پاس کنوان ہو وہ لوگون کو اسکا پانی پینے سے منع نہ کرے لیکن درخت سینچنے سے منع کر سکتا ہے اور ابو حنیفہ اور ہمارے اکثر فقہا کا یہی قول ہے اور سنہاج مین ہے کہ زرعت کے لیے بھی جو پانی ضرورت سے زیادہ ہو اسکا روکنا درست نہین (روضہ مختصراً) **باب**

الشِّرْبِ مِنَ الْاَوْدِيَةِ وَمِقْدَارِ حَبْسِ الْمَاءِ کھیت اور باغ مین پانی لینے کا بیان اور کہانتک پانی لینا چاہیے -

عن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِيْ يَسْقُوْنَ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ فَاَبٰى عَلَيْهِ فَاخْتَصَمَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَاءَ اِلٰى جَارِكَ فَغَضِبَ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ يَا زُبَيْرُ اسْقِ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَى الْجَدْرِ قَالَ فَقَالَ الزُّبَيْرُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَحْسِبُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْ ذٰلِكَ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا عبد اللہ بن زبیر سے روایت ہے ایک انصاری مرد نے جھگڑا کیا حضرت زبیر سے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک نہر کے پانی مین جو حرہ مین تھی (حرہ کالی پتھریلی زمین مدینہ کی) اور اس سے کھجور کے درختون کو سینچتے تھے تو انصاری نے کہا (زبیر سے) پانی کو چھوڑ دو وہ بہتا رہے (حضرت زبیر کا کھیت نہر کی طرف تھا اونچا اسکے بعد انصاری کا تھا) زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ نہ مانا آخر دونون نے جھگڑا کیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آپ نے فرمایا اے زبیر تم اپنے درختون کو سینچ لو پانی کو روک کر پھر پانی کو چھوڑ دو اپنے ہمسایہ کیطرف یہ سنکر انصاری غصہ ہوا اور کہنے لگا (معاذ اللہ) ہان زبیر تو آپ کی پھوپھی کے بیٹے تھے اسواسطے آپ نے یہ حکم دیا جس مین زبیر کی رعایت ہے) آپکے مبارک چہرے کا رنگ بدل گیا پھر آپ نے فرمایا اے زبیر اپنے درختون کو سینچ لے پھر پانی کو روک لے یہانتک کہ مینڈون تک بھر جاوے (بعد اسکے ہمسایہ کی طرف چھوڑ دے یہی قاعدے کا فیصلہ ہے جس مین رعایت نہین لیکن پہلے آپ نے رحم وکرم سے انصاری پر شفقت کرنے کا حکم دیا جب اس نے بیوقوفی

سے ناشکری کی اور بے ادبی کی بات کہہ بیٹھا تو آپ نے شفقت کو ترک کیا اور انصاف کا حکم دیدیا یہ اسکی سزا تھی) عبد اللہ نے کہا زبیر نے کہا قسم خدا کی میں سمجھتا ہوں یہ آیت اسی مقدمہ میں اتری ہے فلا وربک لا یومنون اخیر تک یعنے قسم تیرے رب کی ہرگز وہ مسلمان نہ ہونگے (یعنے مومن سچے مسلمان) یہانتک کہ اپنے جھگڑوں میں تجھ کو حاکم بناویں پھر جو تو حکم دیوے اس سے انکا دل تنگ نہ ہو اور اسکو پوری طرح سے مان لیویں **ف** اس انصاری کا نام حاطب تھا یا کچھ اور بعضوں نے کہا وہ منافق تھا لیکن یہ صحیح نہیں وہ مسلمان تھا مگر کچا مسلمان یہ نہ سمجھا کہ نبی کی شان نہیں ہے کہ فیصلے میں اپنے عزیز یا رشتہ دار کی رعایت کریں اگر وقع میں کوئی اپنے اختیار سے ایسا کلمہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کہہ بیٹھے تو وہ کافر ہو جاویگا لیکن یہاں احتمال ہے کہ غصے کی حالت میں بے اختیار اسکو سونہ سے ایسا نکل گیا جس سے اس نے استغفار اور توبہ کیا ہوگا اس آیت کی روسے ہرگز وہ شخص مومن نہیں ہو سکتا جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم سے ذرا بھی ناراض یا دل تنگ ہو یا جو آپکے حکم اور فیصلے پر کسی اور کا حکم اور فیصلہ مقدم رکھے اور اس میں ڈرہے ان مقلدین کیواسطے جو اپنے اپنے مجتہدوں اور اماموں کے خلاف جب احادیث سنتے ہیں تو انسے دل تنگ اور ناراض ہوتے ہیں اور حدیث کی ان کتابوں کو جن میں ان کے مجتہد کے خلاف زیادہ حدیثیں ہیں پسند نہیں کرتے انکا درجہ اس حد تک پہونچ جاتا ہے کہ ایمان سے خارج اور معاذ اللہ کافر ہو جاویں۔ ہمارے انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کل حدیثیں اور آپ کی حدیث کی کل کتابیں ہمارے سر اور آنکھوں پر ہیں اور آپ کی ہر ایک حدیث پر جو صحیح ہو چلنا اور عمل کرنا عین ہدایت اور سعادت اور خوش نصیبی ہے اگرچہ ساری زمانہ کے مجتہد اور ملا سب ملکر اسکے خلاف ہو جاویں باللہ العظیم ہماری دل کی تو حالت یہ ہے کہ جب حدیث صحیح ہمکو ملجاوے تو اسکے مخالف قول کو نجاست سے بھی زیادہ ہماری نظر میں بے وقعت ہو جاتا ہے گو اس قول کا قائل کتنا ہی بڑا شخص ہو بڑے یا چھوٹے اس امت میں مجتہد ہوں یا امام غوث ہوں یا قطب ولی ہوں یا درویش سب آپکے نزدیک ہمارے ادنیٰ ترین غلاموں اور خادموں کی مثل ہیں اور یہ جتنے غوث یا قطب یا مجتہد یا امام ہوئے ہیں سب آپ ہی کی جوتیوں کے تصدق سے اور آپ ہی کی پیروی اور غلامی اور کفش برداری کے سبب سے سارا جہان تصدق آپ کی کلام کے اور ساری فقہ کی کتابیں قربان ایک حدیث کے حدیث پر ہمارا جان و مال نثار حدیث کی ہم غلام اور تابعدار قیامت تک ہم حدیث کو چھوڑنے والے نہیں کسی کی رائے کو ہم حدیث کی خلاف ماننے والے نہیں ہم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں نہ ابو حنیفہ اور شافعی پر اگر عمر بھر کوئی یہ نہ پہچانے کہ ابو حنیفہ کون تھے کہاں پیدا ہوئے تھے اور شافعی کون تھے کہاں پیدا ہوئے تھے لیکن حدیث و قرآن کو مانے اور اس پر چلے

تو اسکا ایمان کامل ہوگا اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سب ایسے ہی تھے پس ہمکو بھی انہی کی راہ پر رہنے دو اور ہمارے دشمن مت بنو اہلحدیث کو برا مت کہو ورنہ ہمارا کچھ نہیں جاوے گا تمہارا ہی مونہہ کالا ہوگا اور ایمان مٹی میں مل جاویگا اور قیامت کے دن جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے ناراض ہونگے تو ابو حنیفہ اور شافعی تو اور زیادہ تمہارے مونہہ پر تھوکیں گے اور تمہاری صورت سے بیزار ہوں گے وکفی باللہ شہیدا عن ثعلبۃ بن ابی مالک قال قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سیل مھزور الاعلی فوق الاسفل یسقی الاعلی الی الکعبین ثم یرسل الی من ھو اسفل منہ ثعلبہ بن ابی مالک سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہزور ایک وادی کا نام ہے اس کی نالی میں یہ حکم دیا کہ جسکا کھیت اونچا ہے وہ پہلے سینچ لیوے اور ٹخنوں تک پانی اپنے کھیت میں بھر کیوے پھر پانی کو چھوڑ دے اس کی طرف جسکا کھیت اس سے نیچا ہے ف وہ بھی اپنے کھیت میں اتنا ہی پانی بھر کر تیسرے کی طرف چھوڑ دے جو اس سے نشیب میں ہو اسیطرح اخیر کھیت تک عمل کیا جاوے اسحدیث کو ابوداؤد نے بھی نکالا عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی فی سیل مھزور ان یمسک حتی یبلغ الکعبین ثم یرسل الماء عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہزور کے نالے میں یہ فیصلہ کیا کہ پانی کو ہر شخص اپنے کھیت میں روک لیوے ٹخنوں تک پھر چھوڑ دیوے ف اسکو ابوداؤد نے بھی نکالا حافظ نے فتح میں کہا اسکا اسناد حسن ہے اور اسکو حاکم نے بھی مستدرک میں نکالا حضرت عائشہؓ سے اور کہا صحیح ہے اور دارقطنی نے اس میں علت نکالی کہ وہ موقوف ہے عن عبادۃ بن الصامت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی فی شرب النخل من السیل ان الاعلی فالاعلی یشرب قبل الاسفل ویترک الماء الی الکعبین ثم یرسل الماء الی الاسفل الذی یلیہ وکذلک حتی تنقضی الحوائط او یفنی الماء عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کھجور کے درختوں کو سینچنے کا نالے سے اسطرح پر کہ اوپر کے باغ والا پہلے پانی لیوے اور اپنے باغ میں ٹخنوں تک پانی بھر لیوے پھر اسکو چھوڑ دے نیچے والی کیطرف جو اس سے متصل ہے اسیطرح ہوتا رہے یہانتک کہ باغات ختم ہو جاویں یا پانی ختم ہو جاوے ف اسکو بیہقی اور طبرانی نے بھی نکالا امام محمد نے کہا ہمارا عمل نہیں حدیثوں پر ہے کیونکہ مدینہ والوں کا قاعدہ یہی تھا اور ہر ایک گروہ جو قاعدہ ٹھہرالیویں نہروں اور نالوں سے پانی لینے کا اسی پر انکو چلنا لازم ہوگا اور عبدالرزاق نے ابو حاتم قرظی سے ایسا ہی نکالا باب قسمۃ الماء پانی کی تقسیم عن کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف المزنی عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبدا الخیل یوم وردھا عوف

مزنی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب گھوڑے پانی پلانیکو لائے جاویں تو آگے آگے لائے جاوین
ف تاکہ لوگوں کو ایذا نہ ہو انکی لاتوں سے کیونکہ ایک گھوڑا جب دوسرے گھوڑے کے قریب جاتا ہے تو اکثر شرارت
کرتا ہے اور بعضوں نے حدیث مین ابتداء پڑھا ہے یعنے سب جانوروں سے پہلے گھوڑوں کو پانی پلاوین کیونکہ گھوڑا اشرف
ہے اور جانوروں سے وہ جہاد مین کام آتا ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ قَسْمٍ
قُسِمَ فِی الْجَاہِلِیَّۃِ فَھُوَ عَلٰی مَا قُسِمَ وَکُلُّ قَسْمٍ اَدْرَکَہُ الْاِسْلَامُ فَھُوَ عَلٰی قَسْمِ الْاِسْلَامِ ابن عباس سے
روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تقسیم جاہلیت کے زمانہ مین ٹھہر چکی ہے (یعنے ہو چکی ہے) وہ تو اسلام
مین اسی حال پر رہے گی اور جو تقسیم ابھی نہین ہوئی تو وہ اسلام کے قاعدوں کے موافق ہوگی باب حَرِیْمِ
الْبِئْرِ کنوے کے حریم کا بیان ف حریم یعنے احاطہ مطلب یہ ہے کہ کنوا کوئی کھودے تو اسکے اردگرد کتنے دور تک
اسکا علاقہ ہوگا یعنے جانور بٹھلانے کے لیے انکو پانی پلانے کے لیے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَفَرَ بِئْرًا فَلَہٗ اَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا عَطَنًا لِمَاشِیَتِہٖ عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کنواں کھودے تو اسکے گرد چالیس ہاتھ تک اسکو جا ملیگی اپنے جانوروں
کو پانی پلانے اور بٹھلانے کے لیے ف یعنے کنوے کے ہر جانب چالیس ہاتھ تک اسکا علاقہ ہوگا کیونکہ عادۃً
اتنی جا جانوروں کے لیے کافی ہو جاتی ہے اور بعضوں نے کہا یہ مطلب ہے کہ کنوے کی گہرائی چالیس ہاتھ ہو اگر
اس سے زیادہ ہو تو اتنے ہی ہاتھ ہر طرف جا ملیگی اور یہ دوسری حدیث سے نکلتا ہے جو آگے آویگی بعض جاہل
حنفیوں نے جنکو علم حدیث مین بالکل دخل نہین ہے اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ دہ در دہ حوض نجس نہ ہوگا جب
اس مین نجاست پڑ جاوے حالانکہ یہ مضمون بالکل اس حدیث سے نکل نہین سکتا اور اگر کوئی دھینگا مشتی
سے اسکو نکالے بھی تو لازم آتا ہے کہ حنفیہ چہل در چہل حوض کی شرط کرین نہ دہ در دہ کی کیونکہ اس حدیث مین
ہر طرف چالیس ہاتھ بیان ہوئے ہین عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
حَرِیْمُ الْبِئْرِ مَدُّ رِشَائِھَا ابو سعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کنوے کا
حریم (احاطہ) اوتنا ہی ہوگا جتنی رسی اس مین لگی باب حَرِیْمِ الشَّجَرِ درخت کا احاطہ کتنا ہوگا عَنْ
عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی فِی النَّخْلَۃِ وَالنَّخْلَتَیْنِ وَالثَّلٰثَۃِ لِلرَّجُلِ فِی
النَّخْلِ فَیَخْتَلِفُوْنَ فِیْ حُقُوْقِ ذٰلِکَ فَقَضٰی اَنَّ لِکُلِّ نَخْلَۃٍ مِنْ اُوْلٰئِکَ مِنَ الْاَسْفَلِ مَبْلَغَ جَرِیْدِھَا حَرِیْمٌ
لَھَا عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کھجور کے ایک اور دو اور تین درختوں مین

جو ایک شخص کے ہوں کھجور کے باغ میں پھر وہاں کے لوگ اختلاف کریں اسکے حق میں کہ کتنی زمین پر اسکا حق ہے اسطرح سے فیصلہ کیا کہ ہر درخت پیچھے اتنی زمین ملے گی جہاں تک اسکی ڈالیاں پھیلی ہوئی ہیں وہی اس درخت کا احاطہ ہوگا عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حریم النخلۃ مد جریدھا ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں تک کھجور کی شاخیں پھیلیں اتنا ہی اسکا احاطہ ہوگا **باب** من باع عقارا ولم یجعل ثمنہ فی مثلہ جو شخص زمین یا باغ یا مکان بیچ ڈالے اور دوسری زمین یا باغ یا مکان خرید نہ کرے عن سعید بن حریث قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من باع دارا او عقارا فلم یجعل ثمنہ فی مثلہ کان قمن ان لا یبارک فیہ سعید بن حریث سے روایت ہے میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جس نے گھر یا عقار (عقار کہتے ہیں غیر منقولہ جائداد کو جیسے کھیت باغ مکان مقطعہ جاگیر وغیرہ) بیچا پھر اسکی قیمت سے دوسرا گھر یا عقار نہ خریدا تو وہ اسکے لائق ہے کہ اسکو برکت نہ ہو **ف** سبحان اللہ یہ حدیث دنیاداروں کے لیے بڑی نصیحت ہے نقد پیسا ہمیشہ صرف ہو جاتا ہے کبھی چوری جاتا ہے یا لٹ جاتا ہے برخلاف جائداد غیر منقولہ یعنے عقار کی تو آپ نے مکروہ جانا جائداد بیچنے کو جب اسکے بدل دوسری جائداد نہ خریدے کیونکہ نقد پیسا رکھنے سے تو یہی بہتر تھا کہ جائداد اپنے پاس رہنے دیتا عن سعید بن حریث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ دوسری روایت بھی سعید سے ایسی ہی ہے عن حذیفۃ بن الیمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من باع دارا ولم یجعل ثمنھا فی مثلھا لم یبارک لہ فیھا حذیفہ بن یمان سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے گھر بیچا پھر اسکی قیمت سے دوسرا گھر مول نہیں لیا تو اسکو برکت نہ ہوگی **ف** ملکہ نقد پیسا اوٹھا اٹھا کر برابر ہو جاویگا ایک سے ہنسے کا ٹھیکرا بھی ہاتھ سے جاتا رہیگا **ابواب** الشفعۃ شفعہ کے باب

ف شفعہ کہتے ہیں اس حق کو جو شریک کو حاصل ہوتا ہے جائداد بیچتے وقت اور وہ حق یہ ہے کہ جو قیمت دوسرا خریدار دیتا ہے وہ قیمت دیکر اس جائداد کو خود لے لیوے **باب** من باع رباعا فلیؤذن شریکہ جو شخص کوئی جائداد غیر منقولہ بیچے تو اپنے شریک کو اگر شریک ہو خبر کر دیوے بیع کی عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ نخل او ارض فلا یبیعھا حتی یعرضھا علی شریکہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس شخص کا کھجور کا باغ ہو یا زمین (یعنے جائداد غیر منقولہ اور اسکو بیچنا چاہے) تو اسکو نہ بیچے جب تک اپنے شریک پر پیش نہ کرے عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان لہ ارض فاراد بیعھا فلیعرضھا علی جارہ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکے پاس زمین ہو وہ اسکو بیچنا چاہے تو

پہلے اپنے ہمسایہ سے کہے **ف** مراد وہ ہمسایہ ہے جو اس زمین میں یا اسکی راہ میں شریک ہو کیونکہ صرف ہمسایہ کو حق شفعہ نہیں ہے اہل حدیث کے نزدیک جبتک وہ شریک نہ ہو **باب** الشُّفْعَةِ بِالْجِوَارِ ہمسائگی کی وجہ سے شفعہ کا بیان

عن جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْجَارُ اَحَقُّ بِشُفْعَۃِ جَارِہٖ یُنْتَظَرُ بِہَا وَاِنْ کَانَ غَائِبًا اِذَا کَانَ طَرِیْقُہُمَا وَاحِدًا جابر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمسایہ زیادہ حقدار ہے اپنے ہمسایہ کے شفعہ کا اسکا انتظار کیا جاویگا اگر وہ غائب ہو جب دونوں ہمسایوں کا راستہ ایک ہو **ف** یعنے راستہ میں شریک ہوں تو شفعہ کا سبب صرف شرکت ہے خواہ اصل جائداد میں ہو یا اسکی راہ میں یا اسکے اور کسی حق میں مثلاً پانی کی راہ میں اور بحر میں حضرت علی اور عثمان اور عمر اور سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار اور عمر بن عبد العزیز اور ربیعہ اور مالک اور شافعی اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور عبید اللہ بن حسن اور امامیہ کا قول یہی لکھا ہے اور ابو حنیفہ رح اور انکے اصحاب اور ثوری اور ابن ابی لیلی اور ابن سیرین کا یہ مذہب ہے کہ صرف ہمسائگی سے بھی حق شفعہ ثابت ہوتا ہے اور دلیل لی انہوں نے جابر کی اس حدیث سے اور ہم کہتے ہیں کہ اس میں یہ قید ہے کہ جب ان دونوں کا ایک راستہ ہو اور اس سے صاف یہ بات نکلتی ہے کہ اگر راہ ایک نہ ہو تو صرف ہمسائگی سے یہ حق نہ ہوگا پس یہ حدیث دلیل ہوئی مخالفین کی نہ انکی اور دلیل لی انہوں نے اس حدیث سے الجار احق بسقبہ جو آگے آتی ہے یہ حدیث صحیحین میں موجود ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ مراد وہی جار ہے جو شرکت رکھتا ہے جائداد یا اسکے کسی حق میں اور اسکی دلیل یہ ہے کہ جابر اور ابوہریرہ کی صحیح حدیثوں میں ہے کہ آپنے فرمایا جب جائداد تقسیم ہو جاوے اور حدیں معین ہو جاویں تو اب شفعہ نہیں ہے اور شوکانی نے دررِ بہیہ میں اہل حدیث کا مذہب وہی قرار دیا ہے جو شافعی اور احمد کا قول ہے **عن** اَبِیْ رَافِعٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِہٖ ابو رافع سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمسایہ زیادہ حق رکھتا ہے اپنی نزدیکی کا **عن** الشَّرِیْدِ بْنِ سُوَیْدٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرْضٌ لَیْسَ فِیْہَا لِاَحَدٍ قَسْمٌ وَلَا شِرْکٌ اِلَّا الْجِوَارُ قَالَ اَلْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِہٖ شرید بن سوید سے روایت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک زمین ہے جس میں کسیکا حصہ نہیں ہے اور نہ کوئی شریک ہو مگر ہمسایہ ہے آپنے فرمایا ہمسایہ زیادہ حق رکھتا ہے اپنے نزدیک ہونیکی وجہ سے **ف** یہ حدیث ابو حنیفہ کی دلیل ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے دونوں طرف کی حدیثوں میں یوں جمع کیا ہے کہ شفعہ دو قسم ہے ایک تو وہ کہ مالک پر اسکو پیش کرنا شفیع پر واجب ہے اور اگر وہ لینا چاہے تو بالجبر اوسکو دینا پڑے گا یہ تو شریک کے لیے ہے اور ایک شفعہ وہ ہے کہ فیما بینہ وبین اللہ اسکو اسکو شفیع پر عرض کرنا چاہیے لیکن اگر وہ اسکو نہ دینا چاہے تو قضاءً اسپر جبر نہ کیا جاوے گا یہ جار کے لیے ہے **باب** اِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ

فَلَا شُفْعَۃَ جب حدود معین ہو جاویں (جائداد تقسیم ہو کر) تو اب شفعہ نہیں ہے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی بِالشُّفْعَۃِ فِیْمَا لَمْ یُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ فَلَا شُفْعَۃَ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شفعہ کا حکم فرمایا اس جائداد میں جو تقسیم نہ کی جاوے اور جب حدیں پڑ جاویں (اور تقسیم
ہو جاوے) تو اب شفعہ نہیں ہے ف یہ حدیث اہلحدیث اور شافعی کی دلیل ہے اب جو جائداد تقسیم کے قابل ہی نہیں
ہے جیسے حمام یا چکی پانی کی تو اس میں شفعہ نہیں ہے صحیح قول پر اور موطا میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ شفعہ نہیں ہے کنوے اور شہد کی چھتوں میں عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَہٗ قَالَ
اَبُوْ عَاصِمٍ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ مُرْسَلٌ وَاَبُوْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ مُتَّصِلٌ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت
دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے ابو عاصم نے کہا سعید بن مسیب کی روایت مرسل ہے اور ابو سلمہ کی ابو ہریرہ رضی سے
متصل ہے عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلشَّرِیْکُ اَحَقُّ بِسَقَبِہٖ مَا کَانَ ابو رافع
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شریک زیادہ حقدار ہے اپنی نزدیکی کی وجہ سے کوئی چیز ہو عَنْ
جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ اِنَّمَا جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَۃَ فِیْ کُلِّ مَا لَمْ یُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ
الْحُدُوْدُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَۃَ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
شفعہ مقرر کیا ہر جائداد میں جو تقسیم نہ ہوئی ہو پھر جب حدیں پڑ جاویں اور رستے جدا ہو جاویں تو اب شفعہ نہیں ہے
ف اس حدیث کو بخاری نے بھی نکالا اسکا اسناد صحیح ہے اور مسلم نے جابر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے حکم دیا شفعہ کا ہر مشترک چیز میں جو تقسیم نہ ہوئی ہو اور بیہقی نے ابن عباس سے نکالا مرفوعاً کہ شفعہ ہر چیز
میں ہے اور اسکے راوی ثقہ ہیں مگر علت نکالی ہے اس میں مرسل ہونے کی اور طحاوی نے جابر سے ایسا ہی نکالا
اس کا اسناد کچھ برا نہیں ہے (روضہ) بَابُ طَلَبِ الشُّفْعَۃِ شفعہ کی درخواست شفیع کی طرف سے عَنِ ابْنِ
عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلشُّفْعَۃُ کَحَلِّ الْعِقَالِ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شفعہ ایسا ہے جیسے گرہ کھولنا ف یہ حدیث ابو حنیفہ کی دلیل ہے ان کے نزدیک شفیع
کو جب بیع کی خبر پہنچے تو فوراً اسکو طلب کرنا چاہیے اور فقہ احناف میں یوں ہے کہ مجلس علم میں طلب کا کرنا کافی
ہے اگرچہ وہ مجلس دیر تک رہے پس احناف کے نزدیک اگر شفیع فوراً یا اس مجلس میں شفعہ کی طلب نہ کرے تو اسکا حق
باطل ہو جاتا ہے اور اہلحدیث کے نزدیک دیر کرنے سے حق شفعہ باطل نہیں ہوتا کیونکہ شفعہ کی حدیثیں مطلق ہیں
وہ کہتے ہیں ابن عمر کی یہ حدیث حجت لینے کے لائق نہیں ہے اسکے اسناد میں محمد بن عبد الرحمان بیلمانی ہے

ہے اور وہ نہایت ضعیف ہے اور ابن حبان نے کہا کہ اس حدیث کی کچھ اصل نہیں ہے اور ابو زرعہ نے کہا وہ منکر ہے اور بیہقی
نے کہا وہ ثابت نہیں ہے **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا شفعۃ لشریک علی شریک
اذا سبقہ بالشراء ولا لصغیر ولا لغائب ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شفعہ شریک کو شریک پر نہیں
ہے جب وہ اس سے پہلے خرید کر چکا ہو (یعنے ایک جائداد میں زید اور عمرو اور بکر شریک تھے بکر نے اپنا حصہ زید کے ہاتھ
بیچ ڈالا تو عمرو کو زید پر شفعہ کا دعوی نہ ہوگا کیونکہ زید غیر نہیں ہے بلکہ اس جائداد کا ایک شریک پہلے سے ہے) اور نہ کم
سن (نابالغ) کو اور نہ غائب کو **ف** اس حدیث کی اسناد میں بھی وہی محمد بن عبد الرحمان بیلمانی ہے اور یہ حدیث
حجت لینے کے لائق نہیں ہے اور علما نے اسپر عمل نہیں کیا بلکہ شریک کے دوسرے شریک کے مقابل بھی حق شفعہ ہے اور
جائداد دونوں میں تقسیم ہو گی اسیطرح جب شفیع صغیر یا غائب ہو تب بھی اسکو حق شفعہ ہے اور اوپر جابر کی حدیث میں گذرا
کہ ہمسایہ کا انتظار کیا جاویگا اگر وہ غائب ہو ابن عدی اور ابن حبان نے کہا کہ بیلمانی متہم ہے حدیث بنانے کے
ساتھ اور محمد بن حارث بھی اگر وہ زیادہ بن ربیع بصری کا بیٹا ہے تو ضعیف ہے بہر حال یہ حدیث کچھ نہیں ہے اور تعجب
ہے سید علامہ سے کہ انہوں نے روضہ میں ابن عمر کی اگلی روایت اور اس روایت کو ملا کر ایک حدیث کر دیا ہے اور
تصرف کیا ہے اسکے الفاظ میں اور شاید انہوں نے اس مقام میں ابن ماجہ کو نہیں دیکھا **ابواب اللقطۃ** باب لقطہ
کے بیان میں **ف** لقطہ کہتے ہیں پڑی چیز کو جو کہیں ملے **باب** ضالۃ الابل والبقر والغنم اونٹ اور گائے
اور بکری کے لقطہ کا بیان **عن** عبد اللہ بن الشخیر عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضالۃ
المسلم حرق النار عبد اللہ بن الشخیر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان کی گمی ہوئی چیز
دوزخ کی جلن ہے **ف** یعنے جو کوئی اسکو نہ بتلا دے نہیں بلکہ چھپا رکھے اسکے ہضم کرنے کی نیت سے **عن** المنذر
بن جریر قال کنت مع ابی بالبوازیج فراحت البقر فرأی بقرۃ انکرھا فقال ما ھذہ قالوا بقرۃ لحقت
بالبقر قال فامر بھا فطردت حتی توارت ثم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یؤوی
الضالۃ الا ضال منذر بن جریر سے روایت ہے میں اپنے باپ کے ساتھ تھا بوازیج میں (ایک شہر کا نام ہے تکریت
کے پاس) تو ایک گائے نکلی انہوں نے اسکو نئی گائے سمجھا یعنے کسی دوسرے کی تو پوچھا یہ گائے کیسی ہے لوگوں نے
کہا کسی کی گائے ہے جو ہماری گایوں کے ساتھ آگئی انہوں نے حکم دیا وہ ہنکا کر نکالی گئی یہانتک کہ نظر سے
غائب ہوگئی پھر کہا کہ میں نے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے گمی ہوئی چیز کو وہی جگہہ
دیگا جو گمراہ ہوگا **ف** مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے جب تک اسکو نہ بتلا دے اگر بتلانے اور پہچوانے کے لیے

گمی ہوئی چیز لیوی تو برا نہیں ہے اہلحدیث کی نزدیک ہر ایک گم ہوا جانور لی لینا اور پکڑ لینا درست ہی سوا اونٹ کی کیونکہ اونٹ تلف نہیں ہو سکتا وہ پہرتا رہتا ہے یہانتک کہ اسکا مالک آوے وہ لے لے اور یہ مضمون آگے کی حدیث مین آتا ہے

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ فَغَضِبَ وَاحْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ فَقَالَ مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا الْحِذَاءُ وَالسِّقَاءُ تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا وَسُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ وَسُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا وَعَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنِ اعْتُرِفَتْ وَإِلَّا فَاخْلِطْهَا بِمَالِكَ

زید بن خالد جہنی سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا گما ہوا اونٹ لینا چاہیے یا نہین) آپ غصہ ہوئے اور آپکی گال لال ہو گئے فرمایا تجھکو اونٹ سی کیا کام اسکے ساتھ اسکا جوتا ہے اور مشک ہے (اسکا پیٹ جس مین پانی بہر رکھتا ہے کئی روز کے لیی اور پانی کا محتاج نہین ہوتا) وہ خود پانی پر جاتا ہی درختوں مین سے کہاتا رہتا ہے یہانتک کہ اسکا مالک آکر اسکو لے لیتا ہے اور آپ پوچھے گئے گمی ہوئی بکری سے تو فرمایا اسکو لے لے کیونکہ وہ یا تیری ہے یا تیرے بہائی کی یا بہیڑیے کی (وہ اسکو کہا لیگا اگر کوئی اس کی حفاظت نہ کرے گا) اور پوچھے گئے آپ لقطہ (پڑی ہوئی چیز سے) تو فرمایا اسکی تہیلی اور بندہن کو پہچان رکھہ (یعنے اپنے دلمین اسکے نشان اور حال یاد رکھہ) اور ایک سال تک لوگون سے پوچھتا رہ (جہان لوگ جمع ہوتے ہون بازار مین یا مسجد مین وہان پکار کر کہتا رہے کہ مینے ایک چیز پائی ہے جو کوئی اسکا پتہ بتلاوے اسکو مین دون گا) پہر اگر اسکا مالک آجاوے تو خیر ورنہ اپنے مال مین اسکو شریک کرے

بَابُ اللُّقَطَةِ

پڑی ہوئی چیز کا بیان

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَجَدَ لُقَطَةً فَلْيُشْهِدْ ذَا عَدْلٍ أَوْ ذَوِي عَدْلٍ ثُمَّ لَا يُغَيِّرْهُ وَلَا يَكْتُمْ فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا وَإِلَّا فَهُوَ مَالُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

عیاض بن حمار سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی لقطہ پاوے تو دو نیک شخصون کو اس پر گواہ کر لیوے پہر نہ اسکو بدلے نہ چہپاوے اگر اسکا مالک آجاوے تو وہ اسکا زیادہ حقدار ہے اور نہیں تو وہ اللہ کا مال ہے جسکو چاہتا ہے اپنے بندون مین سے دیتا ہے **ف** اسکو نکالا احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان نے بہی اور صحیحین مین زید بن خالد کی حدیث مین ہے کہ آپ پوچھے گئے چاندی اور سونے کے لقطہ سے تو فرمایا اسکا تہیلہ اور سر بندہن پہچان لے پہر ایک سال تک اسکو پوچھتا رہ اگر کوئی اسکو نہ پہچانے تو اسکو خرچ کر ڈال لیکن وہ امانت ہوگی تیرے پاس جب اسکا مالک آوے اگرچہ ایک زمانہ کے بعد تو اسکو ادا کر اور باقی وہی مضمون ہے جو ابن ماجہ کی روایت مین گذرا

زید سے عن سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ زَيْدِ بْنِ صُوحَانَ وَسَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْعُذَيْبِ الْتَقَطْتُ سَوْطًا فَقَالَا لِي أَلْقِهِ فَأَبَيْتُ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ أَتَيْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ أَصَبْتَ الْتَقَطْتُ مِائَةَ دِينَارٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا يَعْرِفُهَا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ عَرِّفْهَا فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا يَعْرِفُهَا فَقَالَ اعْرِفْ وِعَاءَهَا وَوِكَاءَهَا وَعَدَدَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ مَنْ يَعْرِفُهَا وَإِلَّا فَهِيَ كَسَبِيلِ مَالِكَ سوید بن غفلہ سے روایت ہے میں زید بن صوحان اور سلمان بن ربیعہ کے ساتھ نکلا جب ہم عذیب میں پہونچے تو میں نے ایک کوڑا پایا ان دونوں نے مجھ سے کہا اسکو ڈالدے میں نے نہ مانا جب ہم مدینہ میں پہونچے تو میں ابی بن کعب کے پاس گیا اور ان سے بیان کیا انہوں نے کہا میں نے سو اشرفیاں پائیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پھر آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا اسکو پوچھ لوگوں سے میں پوچھا کیا لیکن کسیکو نہ پایا جو انکو پہچانتا تب آپ نے فرمایا اسکا سر بندھن اور تھیلہ یاد رکھ پھر ایک سال تک پوچھ اگر اسکا پہچاننے والا آیا تو خیر ورنہ وہ تیرے مال کیطرح ہے ف مسلم کی روایت میں ہے ورنہ اس سے فائدہ اٹھا اور احمد اور اصحاب سنن نے نکالا کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلعم اگر لقطہ آباد ویرانہ میں ملے آپ نے فرمایا ایک سال تک اسکو پوچھتا رہ اگر اس کا ڈھونڈ ہنے والا ملا تو اسکو دیدے ورنہ وہ تیرا ہے اُس نے کہا اگر ویرانے میں لقطہ ملے آپ نے فرمایا اس میں اور رکاز میں پانچواں حصہ بیت المال میں دینا چاہیے باقی پانیوالے کا ہے اور جمہور کا یہ قول ہے کہ ایک سال سے زیادہ پوچھنا ضرور نہیں اور ابی کی ایک روایت سے جو بخاری میں ہے یہ نکلتا ہے کہ ایک سال کے بعد بھی پوچھنا ضرور ہے اس میں یوں ہے میں نے ایک تھیلی پائی سو دینار کی تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا آپ نے فرمایا ایک سال تک اسکو پوچھتا رہ میں پوچھتا رہا لیکن کوئی اسکا پہچاننے والا نہیں ملا پھر میں دوسرے بار آپ پاس آیا آپ نے فرمایا ایک سال تک اسکو پوچھتا رہ جب بھی میں نے کوئی اسکا پہچاننے والا نہ پایا پھر میں آپ پاس آیا تیسری بار آپ نے فرمایا اسکی تھیلی اور شمار اور سر بندھن کو یاد رکھ اگر اسکا مالک آوے تو خیر ورنہ اس سے فائدہ اوٹھا میں نے اسکو خرچ کیا پھر اس کے مالک سے مکہ میں ملا اب اختلاف ہے حدیث کی حافظوں کا اس روایت میں بعضوں نے کہا ایک سال رجو زیادت اس میں مذکور ہے یہ غلطی ہے راوی کی ابن حزم رحمہ نے ایسا ہی یقین کیا اور ابن جوزی نے کہا سلمہ نے اس میں خطا کی اور بعضوں نے کہا ایک سال پر بڑھانا استحباباً ہے بطور ورع اور تقوے کے اور اگر لقطہ حقیر ہو تو اسکا خرچ کرنا بغیر پوچھنے کے بھی درست ہے کیونکہ حضرت علی کی حدیث میں ہے کہ میں نے ایک دینار پایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے زمانہ مین اور انہون نے اسکو خرچ کیا بغیر پوچھے ہوئے پہر اسکا مالک آیا تو اسکو ادا کیا اور بعضون نے کہا کہ حقیر شے کے پوچھنے
کی کوئی میعاد مقرر نہین جب تک مناسب سمجھے پوچھے (روضہ) **عَنْ** زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنِ اعْتُرِفَتْ فَأَدِّهَا فَإِنْ لَمْ تُعْتَرَفْ فَاعْرِفْ عِفَاصَهَا
وَوِعَاءَهَا ثُمَّ كُلْهَا فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ زید بن خالد جہنی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پوچھے گئے لقطہ سے آپنے فرمایا ایک سال تک اسکو بتلا اگر کوئی اسکو پہچانے تو اسکو دیدے اگر کوئی نہ پہچانے
تو اسکی تھیلی اور بندھن یاد رکھہ اور اسکو خرچ کرے پہر اگر اسکا مالک آوے تو اسکو ادا کر **ف** مکہ مین جو لقطہ
ملے اسکو اور زیادہ دریافت کرنا چاہیے کیونکہ حدیث مین ہے کہ مکہ کا لقطہ درست نہین مگر اسکے لیے جو اوسکو دریافت
کرے اور احمد اور ابو داؤد نے جابر سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو رخصت دی چھڑی اور کوڑا اور
رسی اور اسکے مانند چیزون مین جب وہ پڑی ہوئی ملین کہ آدمی اس سے نفع اٹھاوے لیکن اسکی اسناد مین مغیرہ
بن زیاد ہے اس مین کلام ہے اور ثقہ کہا اسکو وکیع اور ابن معین اور ابن عدی نے اور صحیحین مین ہے انس
سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور پائی راہ مین تو فرمایا اگر مجھکو یہ ڈر نہ ہوتا کہ شاید صدقہ کی ہو تو
مین اسکو کھا لیتا اور احمد اور طبرانی اور بیہقی نے یعلے بن مرہ سے نکالا کہ جس نے حقیر لقطہ اٹھایا جیسے رسی
یا درہم وغیرہ تو وہ اسکو تین دن تک پوچھے اگر اس سے زیادہ چاہے تو چھہ دن تک پوچھے طبرانی نے زیادہ
کیا پہر اگر مالک آجاوے تو خیر ورنہ اسکو صدقہ دیدیوے اسکی اسناد مین عمر بن عبد اللہ بن یعلے ضعیف ہے اور عبد الرزاق
نے ابو سعید سے نکالا کہ حضرت علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دینار لائے جسکو انہون نے بازار
مین پایا تھا آپنے فرمایا تین دن تک اسکے مالک کو پوچھ بارہ انہون نے پوچھا کوئی نہین پایا جو اسکو پہچانے
جب آپنے فرمایا اب اسکو کھا ڈال (یعنے خرچ کرے) اگر لقطہ کھانے کی چیز ہو جیسے روٹی میوہ وغیرہ) تو
اسکو پوچھنا ضرور نہین فورًا اسکا کھا لینا درست ہے **باب** الْتِقَاطِ مَا أَخْرَجَ الْجُرَذُ چوہا بل مین سے جو مال
نکالے تو اسکا لینا درست ہے **عَنِ** الْمِقْدَادِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ إِلَى الْبَقِيعِ وَهُوَ الْمَقْبَرَةُ لِحَاجَتِهِ
وَكَانَ النَّاسُ لَا يَذْهَبُ أَحَدُهُمْ فِي حَاجَتِهِ إِلَّا فِي الْيَوْمَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فَإِنَّمَا يَبْعَرُ كَمَا تَبْعَرُ الْإِبِلُ ثُمَّ
دَخَلَ خَرِبَةً فَبَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ لِحَاجَتِهِ إِذْ رَأَى جُرَذًا أَخْرَجَ مِنْ جُحْرٍ دِينَارًا ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ آخَرَ حَتَّى
أَخْرَجَ سَبْعَةَ عَشَرَ دِينَارًا ثُمَّ أَخْرَجَ طَرَفَ خِرْقَةٍ حَمْرَاءَ قَالَ الْمِقْدَادُ فَسَلَلْتُ الْخِرْقَةَ فَوَجَدْتُ فِيهَا
دِينَارًا فَتَمَّتْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ دِينَارًا فَخَرَجْتُ بِهَا حَتَّى أَتَيْتُ بِهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ

خبرها فقالت خذ صدقتها يا رسول الله قال ارجع بها لا صدقة فيها بارك الله لك فيها ثم قال
لعلك اتبعت يدك في الجحر قلت لا والذي اكرمك بالحق قال فلم يفن آخرها حتى مات مقداد بن
عمرو سے روایت ہے وہ ایک دن بقیع کیطرف گئے حاجت کے لیے وہ مقبرہ ہے مدینہ کا اور اس زمانہ میں لوگ حاجت کے لیے
دو دو تین تین دن کے بعد جاتے اور مینگنیاں پھرتے جیسے اونٹ پھرتا ہے (کیونکہ کھانا کم کھاتے تو پاخانہ بھی
کم آتا اور خشک آتا) اخیر وہ ایک ویرانے میں گئے اور حاجت کے لیے بیٹھے اتنے میں ایک چوہے کو دیکھا اس نے سوراخ
میں سے ایک دینار نکالا پھر بل میں گھس گیا اور ایک اور نکالا یہانتک کہ سترہ دینار نکالے بعد اسکے ایک سرخ
کپڑے کا چیتھڑا نکالا مقداد نے کہا میں نے اس چیتھڑے کو اٹھایا تو اس میں بھی ایک دینار تھا اخیر سب اٹھارہ
دینار میں نے لیے اور نکالا یہانتک کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ سے یہ حال بیان کیا اور عرض کیا
کہ اسکی زکوٰۃ آپ لے لیجیے یا رسول اللہ آپنے فرمایا تو لیجا اس میں زکوٰۃ نہیں ہے اللہ تجھے برکت دیوے ان دیناروں
میں پھر فرمایا شاید تو نے اپنا ہاتھ ڈالا بل میں مقداد نے کہا نہیں قسم ہے اسکی جس نے آپکو عزت دی سچائی کے
ساتھ راوی نے کہا پھر ان دیناروں میں سے اخیر دینار ختم نہیں ہوا یہانتک کہ مقداد مر گئے **ف** اللہ تعالیٰ
نے آپکی دعا کو قبول کیا اور مقداد کو ان دیناروں میں ایسی برکت دی کہ عمر بھر تک ان میں سے کھاتے رہے اور
وہ دینار جب ختم ہوئے انکی عمر بھی ختم ہو گئی یہ جو آپنے فرمایا کہ شاید تو نے سوراخ میں ہاتھ ڈالا یہ اسلیے کہ مقداد کو آپنے ڈرایا مال کے
لیے حرص کرنے سے اور اس کے لیے کوشش کرنے سے دوسری حدیث میں ہے کہ جو مال تیرے پاس آوے اور تو
اسکی انتظار میں نہ ہو تو اسکو مانگے تو اسکو لے لے اور جو نہ آوے تو اسکے پیچھے مت لگ **باب** من اصاب
رکازا جو شخص رکاز پاوے **ف** رکاز کہتے ہیں کان کو اور بعضوں نے کہا کافروں کا دفینہ **عن** ابی ھریرۃ
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في الركاز الخمس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکاز میں پانچواں حصہ ہے **ف** جو بیت المال میں داخل کیا جاوے گا
باقی سب پانیوالے کا ہے **عن** ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في الركاز الخمس
ترجمہ وہی جو اوپر گذرا یہ ابن عباس کی روایت ہے **عن** ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال كان
فيمن كان قبلكم رجل اشترى عقارا فوجد فيها جرة من ذهب فقال اشتريت منك الارض
ولم اشتر منك الذهب فقال الرجل انما بعتك الارض بما فيها فتحاكما الى رجل فقال الكما
ولد فقال احدهما لي غلام وقال الاخر لي جارية قال فانكحا الغلام الجارية ولينفقا على انفسهما

مِثْلُهُ وَلْيَتَصَدَّقَا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے جو لوگ تھے ان میں سے ایک شخص نے ایک زمین مول لی پھر اس میں سونے کا ایک گھڑا پایا خریدار نے بائع سے کہا میں نے تو تجھ سے زمین خریدی تھی اور سونا نہیں خریدا (اب یہ سونا تیرا ہے تو لے لے) بائع بولا میں نے تو زمین اور جو کچھ اس میں تھا سو تیرے ہاتھ بیچ ڈالی (اب یہ گھڑا تیرا ہے تو ہی رکھ) خیر دونوں لڑتے ہوئے ایک شخص کے پاس گئے اس نے کہا تم دونو کی اولاد ہے ایک نے کہا میرا ایک لڑکا ہے دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے وہ شخص بولا اچھا اس لڑکے کا نکاح اس لڑکی سے کردو اور دولہا دولہن اس مال کو لیویں اور اپنے اوپر خرچ کریں اور صدقہ بھی دیں

اَبْوَابُ الْعِتْقِ

باب آزادی کے

بَابُ الْمُدَبَّرِ

مدبر کا بیان **ف** مدبر وہ بردہ ہے جسکو مالک نے اپنے مرنے کے بعد آزاد کیا ہو مثلاً یوں کہے جب میں مر جاؤں تو تو آزاد ہے **عَنْ** جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَاعَ الْمُدَبَّرَ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدبر کو بیچا **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَبَّرَ رَجُلٌ مِنَّا غُلَامًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَاعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَرَاهُ ابْنُ النَّحَّامِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَدِيٍّ جابر بن عبداللہ رضے اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے ہم میں سے ایک غلام کو مدبر کیا اور اس کے پاس دوسرا کچھ مال نہ تھا آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو بیچا پھر اسکو خریدا ابن النحام نے جو بنی عدی میں سے ایک شخص تھا **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُدَبَّرُ مِنَ الثُّلُثِ قَالَ ابْنُ مَاجَةَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ يَعْنِي ابْنَ اَبِي شَيْبَةَ يَقُوْلُ هٰذَا خَطَاٌ يَعْنِي حَدِيْثَ الْمُدَبَّرُ مِنَ الثُّلُثِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهُ اَصْلٌ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مدبر میت کی تہائی مال میں سے آزاد ہوگا (جس قدر ہو خواہ کل یا جزو) حافظ ابن ماجہ نے کہا میں نے عثمان بن ابی شیبہ سے سنا وہ کہتے تھے یہ حدیث خطا ہے یعنے مدبر کی تہائی مال میں سے آزاد ہونیکی) ابو عبداللہ نے کہا اس حدیث کی کچھ اصل نہیں ہے **ف** جابر کی حدیث صحیحین میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر کو بیچا اور نعیم بن النحام نے اسکو مول کیا اور ابن عمر کی حدیث کو دار قطنی نے اور بیہقی نے بھی نکالا مرفوعاً اور موقوفاً ایک روایت میں دار قطنی کے یوں ہے کہ مدبر نہ بیچا جاوے گا نہ ہبہ کیا جاویگا اور وہ ثلث مال میں سے آزاد ہوگا لیکن اسکے اسناد میں عبیدہ بن حسان منکر الحدیث ہے اور ابن ماجہ کے اسناد میں علی بن ظبیان ہے وہ بھی ضعیف ہے اور نووی نے کہا کہ جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ مدبر نہ بیچا جاوے گا اور اسکی بیع جائز نہیں ابو حنیفہ بھی یہی کہتے ہیں اور شافعی اور اہلحدیث کا یہ قول ہے کہ جب مالک محتاج ہو تو مدبر کو بیچ سکتا ہے مدبیل جابر کی حدیث کے جو اوپر گذری اور اگر لونڈی کو مدبر کرے

باب اُمّھاتِ الاَولادِ (ام ولد کا بیان وہ لونڈی جسکی اولاد ہو مالک سے) تو اس سے وطی کرنا بالاجماع درست ہے

عن ابنِ عبّاسٍ قال قال رسولُ اللہِ صلَّی اللہُ علیہِ وسلَّمَ ایُّما رجلٍ وَلَدَت اَمَتُہٗ مِنہُ فھی مُعتَقَۃٌ عن دُبُرٍ مِّنہُ ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی لونڈی اپنے مالک سے جنے تو وہ مالک کے مرنے کے بعد آزاد ہو جاویگی ف اسکو نکالا امام احمد اور حاکم اور بیہقی نے لیکن اسکی اسناد مین حسین بن عبد اللہ ہاشمی ہے اور وہ ضعیف ہے

عن ابنِ عبّاسٍ قال ذُکِرَت اُمُّ ابراھیمَ عندَ رسولِ اللہِ صلَّی اللہُ علیہِ وسلَّمَ فقال اَعتَقَھا وَلَدُھا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے حضرت ابراہیم کی والدہ کا ذکر آیا (یعنے حضرت ماریہ قبطیہ کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم تھین) آپ نے فرمایا اسکو آزاد کر دیا ابراہیم نے ف اسکی اسناد مین بھی وہی حسین بن عبد اللہ ہے

عن جابرِ بنِ عبدِ اللہِ یقولُ کُنّا نَبیعُ سَرارِیَنا واُمّھاتِ اَولادِنا والنّبیُّ صلَّی اللہُ علیہِ وسلَّمَ فینا حیٌّ لا نَری بذٰلکَ بأساً جابر بن عبد اللہ نے کہا ہم اپنی لونڈیون کو اور ام ولد لونڈیون کو بیچا کرتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں موجود تھے اور ہم کوئی قباحت اس مین نہین پاتے تھے ف اس حدیث کا اسناد نہایت عمدہ اور صحیح ہے اور دارقطنی اور بیہقی نے ابن عباسؓ سے نکالا کہ ام ولد آزاد ہے اگرچہ اسکا بچہ ناقص الخلقت ہو اسکا بھی اسناد ضعیف ہو اور بیہقی نے عبید اللہ بن ابی جعفر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم کی والدہ سے فرمایا تجھ کو آزاد کر دیا تیرے بچے نے اسکی اسناد مین ابن لہیعہ ہے اور وہ معضل بھی ہے اور ابن حزم نے کہا ابن عباس سے یہ روایت صحیح ہوئی ایسے اسناد سے جس مین ثقہ ہین اور قطنی نے نکالا ابن عمر سے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امہات اولاد کی بیع سے اور فرمایا نہ وہ بکین گی نہ ہبہ ہونگی نہ ترکہ مین آوینگی جب تک انکا مالک زندہ رہے اسنے فائدہ اٹھاوے اور جب وہ مرجاوے تو وہ آزاد ہونگے اور امام مالک نے موطا مین اسکو موقوفاً نکالا ابن عمر پر اور بیہقی نے اسکو دونون طرح نکالا موقوفاً اور مرفوعاً اور اسیطرح دارقطنی نے بھی پس یہ سب روایتین گو ہر ایک کا ان مین سے اسناد قوی نہین ہے مگر ملکر حجت ہو جاتی ہین اور اہلحدیث اور ابو حنیفہ کا یہی قول ہے کہ ام ولد کی بیع درست نہین اور وہ مالک کے مرنے کے بعد آزاد ہے اور جن لوگون نے اسکو جائز رکھا انہون نے دلیل لی جابر کی حدیث سے اسکو ابو داؤد اور بیہقی نے بھی نکالا ابو داؤد کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ جب حضرت عمرؓ کا زمانہ ہوا تو انہون نے ہمکو منع کیا ام ولد کے بیچنے سے ہم نے چھوڑ دیا اور اسکو نکالا احمد اور ابن حبان اور حاکم نے بھی اس مین یہ نہین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسکی اطلاع تھی اور صحابہ مین اس مسئلہ مین اختلاف تھا جو مشہور

ہے تمتع حرام کہتا ہے اہلحدیث اور حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ جابر کو نسخ کی خبر نہیں ہوئی پہلے ام ولد کی بیع جائز ہوگی پھر آپ نے
اس سے منع کیا ہوگا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس سے منع کیا جیسے جابر نے متعہ کے باب میں بھی ایسی ہی
روایت کی ہے کہ ہم متعہ کرتے رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر کی شروع خلافت میں پھر عمرؓ نے اس سے
منع کیا حالانکہ متعہ کی حلت بالاجماع الا ماشاء اللہ منسوخ ہے اور جابر کو اسکے نسخ پر اطلاع نہیں ہوئی اسیطرح اس
ممانعت کی بھی جابر کو خبر نہیں ہوئی ہوگی **باب** الْمُكَاتَبِ مکاتب کا بیان **ف** مکاتب وہ بردہ جس سے مالک
کہے تو اتنا مال ادا کرے تو تو آزاد ہے **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ
كُلُّهُمْ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَوْنُهُ الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الْأَدَاءَ وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ
التَّعَفُّفَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ہیں ان سب کی مدد
کرنا اللہ تعالیٰ کو ضرور ہے ایک تو وہ جو جہاد کرتا ہو اللہ کی راہ میں کافروں سے لڑتا ہو دین کی ترقی کے لیے نہ دنیا
کے واسطے) دوسرے جو مکاتب ہو اور قصد رکھتا ہو بدل کتابت ادا کرنے کا تیسرے جو نکاح کرنا چاہتا ہو زنا سے محفوظ
رہنے کے لیے **عن** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَيُّمَا عَبْدٍ كُوتِبَ عَلَى مِائَةِ أُوقِيَّةٍ فَأَدَّاهَا إِلَّا عَشْرَ أَوَاقِيَّ فَهُوَ رَقِيقٌ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت
ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو غلام مکاتب کیا جاوے سو اوقیہ پر (ایک اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے) پھر وہ
سب ادا کر دے مگر دس اوقیہ اسکے ذمہ رہجاویں تو وہ غلام ہی رہیگا **ف** جب تک کل بدل کتابت ادا نہ کرے اس
حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم نے بھی روایت کیا اور کہا صحیح ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یوں
ہے کہ مکاتب غلام ہے جبتک اسپر ایک درم بھی باقی رہے مسوی میں ہے کہ اکثر اہل علم کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہ
کا بھی یہی مذہب ہے لیکن شوکانی نے دررہیہ میں اہل حدیث کا مذہب یہ قائم کیا ہے کہ مکاتب جب کل مال ادا کر دیوے تب
پورا آزاد ہوجاویگا اور جو مال کا ایک حصہ ادا کرے تو اسیقدر حصہ اس میں سے آزاد ہوگا اور دلیل انکی حدیث ہے
ابن عباسؓ کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مکاتب جتنا بدل کتابت ادا کر چکا ہو اتنے کی دیت آزاد
کی ہوگی اور باقی کی دیت غلام کی ہوگی نکالا اسکو احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی نے اور احمد اور ابوداؤد
نے حضرت علیؓ سے بھی ایسا ہی نکالا اور ممکن ہے عبداللہ بن عمرو بن عاص کی حدیث کی تاویل کہ یہ ان احکام
میں ہے جن میں تفریق نہیں ہوسکتی **عن** أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا
كَانَ لِإِحْدَاكُنَّ مُكَاتَبٌ وَكَانَ عِنْدَهُ مَا يُؤَدِّي فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے آنحضرت صلے

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے پاس مکاتب ہو اور اسکے پاس اتنا مال ہو جو اسکے بدل کتابت کو کافی ہو تو اس سے پردہ کرے **ف** یہ حکم احتیاطی ہے اور بعضوں نے کہا خاص ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج سے اور غیر عورتوں میں یہ حکم ہے کہ جب مکاتب بدل کتابت ادا کر دیوے اسوقت اس سے پردہ کریں حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اپنے غلام سے عورت کو پردہ کرنا ضرور نہیں گو وہ جوان بالغ ہو کیونکہ قرآن میں ہے وما ملکت ایمانھن اور اہلحدیث اور شافعی کا بھی قول ہے کہ غلام اپنے مالکہ کا محرم ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک پردہ کرنا چاہیے **عن** عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم ان بريرة اتتها وهي مكاتبة قد كاتبها اهلها على تسع اواق فقالت لها ان شاء اهلك عددت لهم عدة واحدة وكان الولاء لي قال فاتت اهلها فذكرت ذلك لهم فابوا الا ان تشترط الولاء لهم فذكرت عائشة ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال افعلي قال فقام النبي صلى الله عليه وسلم فخطب الناس فحمد الله واثنى عليه ثم قال ما بال رجال يشترطون شروطا ليست في كتاب الله كل شرط ليس في كتاب الله فهو باطل وان كان مائة شرط كتاب الله احق وشرط الله اوثق والولاء لمن اعتق ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے بریرہ انکے پاس آئی وہ مکاتبہ تھی اسکے مالکوں نے اسکو مکاتب کیا تھا نو اوقیہ پر تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا اگر تیرے مالک چاہیں تو میں انکو نو اوقیہ یک مشت دیدیتی ہوں مگر تیری ولاء (یعنے حق میراث) میں لونگی بریرہ اپنے مالکوں کے پاس آئی اور ان سے بیان کیا انہوں نے نہ مانا مگر اس شرط پر کہ ولاء وہ خود لیں گے یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا تو ولاء کی شرط انہی کے لیے کرلے (اور بریرہ کا روپیہ ادا کرکے اسکو آزاد کردے اس شرط سے ہوتا ہی کیا ہے ولاء اوسی کو ملتی ہے جو بردے کو آزاد کرے پس ہر طرح ولاء تیرا حق ہے) حضرت عائشہ نے کہا پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطبہ سنایا اللہ کی تعریف اور ستایش کی پھر فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں جو شرط اللہ کی کتاب میں نہیں ہے وہ باطل ہے اگرچہ سو شرطیں ہوں یعنے سو بار اسکی شرط لگا اللہ کی کتاب پر چلنا زیادہ ضرور ہے اور اللہ کی شرط یہ ہے کہ ولاء اسکو ملیگی جو آزاد کرے **ف** اس حدیث سے یہ نکلا کہ مکاتب جب بدل کتابت کی ادا سے عاجز ہو جاوے تو وہ پھر غلام ہو جاتا ہے اور اسکی بیع درست ہو جاتی ہے اور بریرہ کا یہی حال ہوا تھا جب تو حضرت عائشہ نے اسکو خرید کرکے آزاد کیا اور بعض لوگوں نے مکاتب کی بھی بیع جائز رکھی ہے ان میں سے ہیں عطا اور نخعی اور احمد اور ابن مسعود اور ربیعہ اور ابوحنیفہ اور شافعی اور مالک نے کہا اسکی بیع جائز نہیں مگر جب وہ بدل کتابت کے ادا کرنے سے عاجز ہو جاوے اور بعضوں نے کہا اسکی بیع آزاد کرنے کے لیے درست ہے لیکن خدمت کے لیے

ہیے درست نہین (یعنی) **باب العتق** آزاد کرنے کا ثواب **عن** شرحبیل بن السمط قال قلت لکعب یا کعب بن مرۃ حدثنا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واحذر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من اعتق امرأ مسلما کان فکاکہ من النار یجزی کل عظم منہ بکل عظم منہ ومن اعتق امرأتین مسلمتین کانتا فکاکہ من النار یجزی بکل عظمین منھما عظم منہ شرحبیل بن سمط سے روایت ہے مین نے کعب سے کہا اے کعب بن مرہ ہمسے حدیث بیان کرو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور احتیاط رکھو انہون نے کہا مینے سنا ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی شخص مسلمان مرد کو آزاد کرے وہ اسکا فدیہ ہوگا دوزخ سے اسکی ہر ہڈی اسکی ہر ہڈی کے بدل اور جو کوئی دو مسلمان عورتون کو آزاد کرے وہ دونون اسکی فدیہ ہونگی دوزخ سے ان دونون کی دو دو ہڈیان اسکی ایک ہڈی کے مقابل (کیونکہ دو عورتین ایک مرد کے برابر ہین **عن** ابی ذر قال قلت یا رسول اللہ ای الرقاب افضل قال انفسھا عند اھلھا واغلاھا ثمنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کونسا بردہ آزاد کرنا افضل ہے آپنے فرمایا جو بہت پسند ہو اسکے مالکون کو اور اس کی قیمت بہت گران ہو **ف** اس حدیث سے نکلا کہ اللہ کی راہ مین ہمیشہ عمدہ اور قیمتی چیز دینا بہتر ہے کیونکہ وہ شہنشاہ بے پروا ہے اسکو کسی چیز کی پرواہ نہین اور ادب یہی ہے کہ ایسے بادشاہ کی درگاہ مین اسکے نام پر وہی چیز دیوین جو نہایت محبوب اور مرغوب اور قیمتی ہون لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون **باب** من ملک ذا رحم محرم فھو حر جو شخص اپنے محرم ناتے والے کا مالک ہوجاوے (جیسے باپ بیٹا بہن بھائی دادا نانا دادی نانی خالہ پھوپھی وغیرہ کا) تو وہ آزاد ہوجاوے گا (اسکے ملک مین آتے ہی) **عن** سمرۃ بن جندب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من ملک ذا رحم محرم فھو حر سمرہ بن جندب سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے محرم ناتے والیکا مالک ہوجاوے تو وہ ازاد ہوجاوے گا **ف** اسکو نکالا احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے بھی اور حسن کی روایت ہے سمرہ سے اسکی سماع مین اختلاف ہے علی بن مدینی نے کہا یہ حدیث منکر ہے اور بخاری نے کہا صحیح نہین ہے **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ملک ذا رحم محرم فھو حر ابن عمر سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص محرم ناتے والے کا مالک ہوجاوے وہ آزاد ہوجاویگا **ف** اسکو نسائی اور ترمذی اور حاکم نے بھی نکالا اور یہ روایت ہے حمزہ کی ثوری سے انہون نے ابن دینار سے انہون نے ابن عمر سے نسائی نے کہا یہ حدیث منکر ہے اور ہم نہین جانتے اسکو سفیان سے کسی نے روایت کیا ہو سوا حمزہ اور ترمذی نے کہا حمزہ کی متابعت نہین ہوئی اس روایت

پر لیکن حمزہ کو ثقہ کہا ابن معین وغیرہ نے اور صحیحین میں اس سے روایت کی اور ضمرہ کی اس روایت کو بھی علامہ ابن حزم اور عبدالحق اور ابن قطان نے صحیح کہا اور ابوداؤد اور نسائی نے حضرت عمرؓ سے موقوفاً ایسا ہی نکالا لیکن وہ منقطع ہے کیونکہ قتادہ نے حضرت عمر سے نہیں سنا اور اکثر اہل علم کا قول یہی ہے کہ جو کوئی ناتے والے محرم کا مالک ہو جاوے تو وہ آزاد ہو جاویگا اور یہی مذہب ہے ابوحنیفہ اور انکے اصحاب اور احمد اور اہلحدیث کا اور شافعی اور ایک جماعت علماء نے کہا کہ اولاد اور باپ اور ماں آزاد ہونگے اور لوگ آزاد نہ ہونگے اور مالک نے کہا بھائی بھی آزاد ہو جاوینگے اور یہ خلاف نہیں ہے ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ کی حدیث کے جسکو امام مسلم نے نکالا کہ بیٹا باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا مگر جب اس کو غلام پاوے اور خرید کر کے آزاد کرے کیونکہ آزاد کرنے سے یہاں یہی مطلب ہے کہ اسکو خریدے اور خریدنا اسکا یہی آزاد کرنا ہے اور ظاہریہ نے اسی حدیث سے دلیل لیکر کہا ہے کہ کوئی ناتے والا محرم خریدنے سے آزاد نہ ہوگا (روضہ) **باب**

مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَاشْتَرَطَ خِدْمَتَهُ جو شخص ایک غلام کو آزاد کر دیوے لیکن اس سے شرط لگا لیوے خدمت کی *

عَنْ سَفِينَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَانِ قَالَ أَعْتَقَتْنِي أُمُّ سَلَمَةَ وَاشْتَرَطَتْ عَلَيَّ أَنْ أَخْدِمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَاشَ سفینہ بن ابی عبدالرحمان سے روایت ہے ام سلمہ نے مجھ کو آزاد کیا اور یہ شرط لگائی مجھ سے کہ میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کروں آپ کی زندگی تک **ف** اہلحدیث کا مذہب اسی حدیث کے موافق ہے اور اسکو نکالا احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے بھی اور کہا اسکے اسناد میں کوئی برائی نہیں اور حاکم نے بھی اسکو نکالا لیکن اسکی اسناد میں سعید بن جمہان ہے ابن معین نے اسکو ثقہ کہا اور ابوحاتم نے کہا اس سے حجت نہ لی جاویگی (روضہ)

باب مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ ایک غلام مشترک ہو اور ایک شریک اپنا حصہ آزاد کر دیوے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ أَوْ شِقْصًا فَعَلَيْهِ خَلَاصُهُ مِنْ مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ اسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ فِي قِيمَتِهِ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنا حصہ کسی بردے میں آزاد کر دیوے تو اگر وہ مالدار ہو (یعنے آزاد کرنے والا) تو باقی حصوں کو بھی چھڑانا اسکو لازم ہوگا (دوسرے شریکوں کو دام دیکر) اور جو مالدار نہ ہو تو اس بردے سے مزدوری کرا دیں گے اپنی باقی قیمت ادا کرنے کے لیے لیکن اسپر طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالیں گے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو نکالا بخاری اور مسلم نے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ أُقِيمَ عَلَيْهِ بِقِيمَةِ عَدْلٍ فَأَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ إِنْ كَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ ابن عمر سے روایت ہے آن حضرت

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنا حصہ آزاد کر دیوے کسی غلام مین تو اب اسکی قیمت ایک عادل شخص لگا دیگا اور
کل شریکون کو انکے حصون کی قیمت آزاد کرنے والے کو دینا ہوگی اگر اوسکے پاس اتنا مال ہو یعنے غلام کی قیمت کے
موافق تو پورا غلام اسکی طرف سے آزاد ہو جاوے گا نہین تو جس قدر حصہ اسکا آزاد ہوا اتنا آزاد ہوا **ف** اب
باقی حصون کے لیے اس سے محنت لین گے جیسے اوپر کی حدیث مین ہے یہ حدیث بھی صحیحین مین موجود ہے اور احمد اور
نسائی نے ابو الملیح سے نکالا انہون نے اپنے باپ سے کہ ایک شخص نے اپنا حصہ غلام مین آزاد کر دیا پھر یہ مقدمہ آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا آپ نے اس غلام کا چھڑانا آزاد کرنے والے کے مال سے لازم کیا اور فرمایا
اللہ کا کوئی شریک نہین ہے اور امام احمد نے اسماعیل بن امیہ سے اونہون نے اپنے باپ سے انہون نے دادا سے نکالا
کہ ان کا غلام تھا ایک طہمان نامی یا ذکوان تو انکے دادا نے اپنا آدھا حصہ اس غلام مین آزاد کر دیا پھر یہ مقدمہ
آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا آپ نے فرمایا آزاد ہوگا اپنی آزادی کے حصے مین اور غلام رہے گا اپنی غلامی
کے حصے مین تو وہ خدمت کرتا تھا اپنے مالک کے یہانتک کہ مر گیا۔ اسکے راوی ثقہ ہین اور طبرانی نے بھی اسکو نکالا اب
علما نے اختلاف کیا ہے اس مین کہ ایک حصے کے آزاد ہوتے ہی آیا کل غلام آزاد ہو جاویگا یا جب دوسرے حصون کی
قیمت اور شریکون کو مل جاوے اوسوقت پورا آزاد ہوگا (روضہ) **باب** مَنْ اَعْتَقَ عَبْدًا وَّلَهٗ مَالٌ جو
کوئی ایک غلام کو آزاد کرے اور اسکے پاس مال ہو **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
اَعْتَقَ عَبْدًا وَلَهٗ مَالٌ فَمَالُ الْعَبْدِ لَهٗ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ السَّيِّدُ مَالَهٗ فَيَكُوْنُ لَهٗ وَقَالَ ابْنُ لَهِيْعَةَ اِلَّا
اَنْ يَّسْتَثْنِيَهُ السَّيِّدُ ابن عمر سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص غلام آزاد کرے اور اس
غلام کے پاس مال ہو تو وہ مال غلام ہی کا ہوگا مگر یہ کہ مولی آزاد کرتے وقت یون کہدیوے کہ مال میرا ہے تو مال
مولی کو ملجاوے گا ابن لہیعہ کی روایت مین یون ہے مگر یہ کہ مولی استثنا کر دیوے مال کا **ف** یعنے یون
کہہ دیوے کہ اس شرط پر آزاد کرتا ہون کہ مال میرا ہے تو مال مولی کو ملیگا ظاہر یہ کا عمل اسی حدیث کے موافق ہے
کہ آزاد کرتے وقت جو مال غلام کے پاس ہو وہ غلام ہی کا ہوگا اور جمہور علما نے اسکی مخالفت کی ہے اور کہا
ہے کہ غلام کسی چیز کا مالک نہین ہوتا تو اسکا مال مولی کا ہے اور حسن اور عطا اور نخعی اور مالک اور اہلحدیث ظاہر
کے موافق ہین **عَنْ** عُمَيْرٍ وَهُوَ مَوْلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ لَهٗ يَا عُمَيْرُ اِنِّيْ اَعْتَقْتُكَ عِتْقًا هَنِيْئًا
اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَيُّمَا رَجُلٍ اَعْتَقَ غُلَامًا وَلَمْ يُسَمِّ مَالَهٗ فَالْمَالُ لَهٗ
فَاَخْبِرْنِيْ مَا مَالُكَ عمیر سے روایت ہے جو مولی (غلام آزاد) تھے ابن مسعودؓ کے کہ ابن مسعودؓ نے ان سے کہا اے

اے عمیر میں تجھکو آزاد کرتا ہوں آرام اور رحمت کے ساتھ میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جس شخص نے اپنی غلام کو آزاد کیا اور اسکے مال کا ذکر نہیں کیا تو وہ مال غلام ہی کو ملے گا تو مجھکو بتلا دے تیرے پاس کیا مال ہے **عن** اسحاق بن ابراھیم قال قال عبد اللہ بن مسعود لجدی فذکر نحوہ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا

باب عتق ولد الزنا ولد الزنا کی آزادی کا بیان **عن** میمونۃ بنت سعد مولاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان رسول اللہ سئل عن ولد الزنا فقال نعلان اجاھد فیھما خیر من ان اعتق ولد الزنا

میمونہ بنت سعد سے روایت ہے جو لونڈی تھیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا ولد الزنا کی آزادی کو آپ نے فرمایا دو جوتیاں جنکو میں پہنکر جہاد کروں ولد الزنا کو آزاد کرنے سے بہتر ہیں **ف** حالانکہ ولد الزنا کا کوئی قصور نہیں قصور اسکے ماں باپ کا ہے مگر ان کے فعل کی نحوست نے اس تک اثر کیا یہانتک کہ لوگوں نے ولد الزنا کی امامت نماز میں بھی مکروہ رکھی ہے **باب** من اراد عتق رجل وامرأتہ فلیبدا بالرجل جو شخص میاں بی بی دونوں کو آزاد کرنا چاہے تو پہلے میاں کو آزاد کرے **ف** اس میں یہ حکمت ہے کہ جب میاں پہلے آزاد ہو جاوے گا تو عورت کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار نہ رہیگا اگر عورت پہلے آزاد کی جاوے گی تو احتمال ہے کہ وہ نکاح فسخ کر ڈالے تو خاوند کو رنج اور ملال ہو جیسے بریرہ نے اپنے خاوند کے ساتھ کیا تھا۔ اگر دونوں کو ایک ساتھ ہی آزاد کر دیوے تو بھی یہ اندیشہ نہ ہوگا **عن** عائشۃ انھا کان لھا غلام وجاریۃ زوج فقالت یا رسول اللہ انی اریدُ ان اعتقھما فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اعتقتہما فابدئی بالرجل قبل المرأۃ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انکے پاس ایک غلام تھا اور ایک لونڈی دونوں میاں بی بی تھے انھوں نے کہا یا رسول اللہ میں ان دونوں کو آزاد کرنا چاہتی ہوں آپ نے فرمایا اگر تو ان کو آزاد کرے تو پہلے مرد کو آزاد کر پھر عورت کو **ابواب** الحدود باب حدوں کے بیان میں **ف** حدود وہ سزائیں جو شریعت میں بعض گناہوں پر مقرر کی گئی ہیں جیسے زنا کی سزا پتھروں سے مار ڈالنا یا سو کوڑے لگانا اور چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا اور شراب پینے کی سزا جوتوں اور کوڑوں سے مارنا اور تہمت لگانے کی سزا اسی کوڑے مارنا رہزنی کی سزا قتل یا سولی یا ہاتھ پاؤں کاٹنا یا قید کرنا یا جلاوطن کرنا۔

باب لا یحل دم امرئ مسلم الا فی ثلاث مسلمان کا قتل درست نہیں مگر تین وجہوں میں ایک وجہ سے **عن** ابی امامۃ بن سھل بن حنیف ان عثمان بن عفان اشرف علیھم فسمعھم وھم یذکرون القتل فقال انھم لیتواعدونی بالقتل فلم یقتلونی وقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

لَا یَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ اِلَّا فِیْ اِحْدٰی ثَلَاثٍ رَجُلٌ زَنَا وَھُوَ مُحْصَنٌ فَرُجِمَ اَوْ رَجُلٌ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ رَجُلٌ اِرْتَدَّ بَعْدَ اِسْلَامِہٖ فَوَ اللّٰہِ مَا زَنَیْتُ فِیْ جَاھِلِیَّۃٍ وَلَا فِیْ اِسْلَامٍ وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا مُسْلِمَۃً وَلَا ارْتَدَدْتُ مُنْذُ اَسْلَمْتُ ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے روایت ہے حضرت عثمان (جب باغیوں نے انکو گھیر لیا تھا) اوپر برآمد ہوئے اور انکی باتین سنین وہ حضرت عثمان کو قتل کیا چاہتے تھے تو انہون نے کہا یہ لوگ مجھے دہمکی دیتے ہین قتل کی تو کیون مجھکو قتل کرتے ہین حالانکہ مین نے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے مسلمان آدمی کا خون کرنا درست نہین مگر تین باتون مین ایک بات کے سبب سے ایک تو وہ شخص جو محصن ہو کر زنا کرے وہ رجم (سنگسار) کیا جاویگا دوسرے وہ جو ناحق کسیکو قتل کرے (وہ قصاص مین مارا جاویگا) تیسرے وہ جو اسلام لاکر پہر مرتد ہو جاوے تو قسم خدا کی مینے کبھی زنا نہین کی نہ جاہلیت کے زمانہ مین نہ اسلام لانے کے بعد اور نہ مین نے کسی مسلمان کو مارا اور نہ مین مرتد ہوا اسلام لانے کے بعد **ف** یہ حضرت عثمان نے حجت قائم کی ان باغیان بیرحم پر جو آپ کے قتل کے درپے تھے لیکن انہون نے اس حجت کا کوئی جواب نہین دیا اور بڑی بیرحمی کے ساتھہ گھر مین گہسکر آپ کو قتل کیا اسوقت آپ روزہ دار تھے اور تلاوت قرآن مین مصروف تھے انا للہ وانا الیہ راجعون **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ وَھُوَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ یَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَّا اَحَدَ ثَلَاثَۃٍ نَفْسٍ بِالنَّفْسِ وَالثَّیِّبُ الزَّانِیْ وَالتَّارِکُ لِدِیْنِہٖ اَلْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَۃِ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمان آدمی کا خون کرنا حلال نہین ہے جو گواہی دیتا ہو اس بات کی کہ اللہ کے سوا دوسرا کوئی سچا خدا نہین ہے اور مین اللہ کا رسول ہون **ف** پس جہان توحید اور رسالت کو مانا وہ محمدی ہو گیا اب اسکا قتل کرنا درست ٹہیرا اگرچہ وہ اور مسائل جزئیہ مین کتنا ہی اختلاف رکہتا ہو افسوس ہے کہ مسلمانون نے اس عمدہ قانون کو بالائے طاق رکہکر آپس ہی مین ہنگامہ کارزار گرم کیا اور لگے مسلمان مسلمانون ہی کو مارنے اور انکی بعض جاہل ملا اور مولوی جنکو خدا غارت کرے لگے فتوے دینے کہ فلان مسلمان اس مسئلہ مین خلاف کرنے سے کافر اور مرتد اور واجب القتل ہو گیا حالانکہ حدیث صحیح سے صاف یہ ثابت ہے کہ جو توحید اور رسالت کو مانتا ہو وہ محمدی ہے اسکا قتل کرنا کسی طرح درست نہین اب اگر یہ کہین کہ حضرت ابوبکر نے مانعین زکوۃ پر جہاد کیا تہا حالانکہ وہ توحید اور رسالت کو مانتے تھے تو اسکا جواب یہ ہے کہ زکوۃ رکن اسلام ہے اور اسکے ساتھہ ہی ابوبکر او صحابہ نے اعتراض کیا تہا جب انہون نے ان لوگون سے لڑنا چاہا تہا لیکن ابوبکر امام اور خلیفہ وقت تھے اور انکی اطاعت بموجب حدیث نبوی واجب تہی اور انہون نے دلیل لی دوسری آیات واحادیث سے اب ایسا امام اور خلیفہ مفترض الطاعت کون ہے جس کے ماتحت

ہو کر تم مسلمانوں سے لڑتے ہو اور انکو ستاتے ہو اور بات بات پر مار کوٹ اور زدوضرب اور سب وشتم کا ارتکاب کرتے ہو
بھلا رفع یدین کرنا یا نہ کرنا آمین پکار کر یا آہستہ کہنا ہاتھ زیر ناف یا سینے پر باندھنا یہ بھی ایسی چیزیں ہیں جنکے لیے مسلمانو
سے فتنہ اور فساد اور انکی عزت اور جان پر صدمہ پہونچایا جاوے ارے احمق ذرا تو غور کرو یہ تو سب طرح ہماری شریعت
میں جائز ہے اور ہر ایک طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے پھر کیا تم سنت نبوی پر عمل کرنیوالوں کو مارنا
چاہتے ہو تمہاری بھی مثل وہی ہے جو قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی تھی لاحول ولا قوۃ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے بس اب بھی اے مسلمانوں اس نکتہ کو سمجھ جاؤ
اور سب محمدی شیعہ ہوں یا سنی حنفی ہوں یا شافعی مقلد ہوں یا اہلحدیث ملکر ایک ہو جاؤ اور آپس میں محبت اور اتفاق
سے بسر کرو اور اپنی کوشش ملکر اسلام کی ترقی میں صرف کرو اور اسلام کے دشمنوں سے ملکر مقابلہ کرو اور آپس میں
شیر وشکر کیطرح رہو اب کہانتک مخالفین کو اپنے اوپر ہنساؤگے اور خوش کروگے جب تم آمین یا رفع یدین پر لڑتے ہو تو
نصاری اور یہود تمہاری حماقت پر ہنستے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں خدا کرے مسلمانوں میں اس سے بھی زیادہ
تعصب اور اختلاف اور پھوٹ اور نفاق پھیلے خدا کرے ان میں دو آدمی بھی ملکر نہ رہیں برخلاف مسلمانوں کے نصاری
میں متعدد فرقہ ہیں اور ہر ایک دوسرے کو ناری خیال کرتا ہے پر عیسی کے ماننے کی وجہ سے سب ایک رہتے ہیں اور غیر
مذہب والوں سے مقابلہ کرتے وقت سب ایک دوسرے کے مددگار اور معاون رہتے ہیں تم بھی ایسا ہی کرو اور جو کوئی حضرت
محمد کو سچا رسول اور خاتم الانبیاء جانے اسکو اپنا بھائی سمجھو گو اور مسئلوں میں اختلاف کرتا رہے ف مگر تین باتوں
میں ایک بات کی وجہ سے یا تو قصاص میں یعنے جان کے عوض یا ثیب ہوکر زنا کرے یا جو اپنا دین چھوڑ دیوے اور
مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو جاوے **باب المرتد عن دینہ** دین سے پھر جانیوالا **عن** ابن عباس قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بدل دینہ فاقتلوہ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا دین بدلے (یعنے اسلام لانے کے بعد پھر کفر اختیار کرے) اسکو قتل کرو **ف** یہ حدیث
صحیح ہے اسکو بخاری نے بھی نکالا اور ابو موسی کی حدیث صحیحین میں ہے کہ معاذ بن جبل انکے پاس گئے یمن میں تو
ایک شخص بندھا ہوا تھا انہوں نے پوچھا یہ کون ہے ابو موسی نے کہا یہودی تھا پھر مسلمان ہو گیا اب پھر یہودی ہو گیا معاذ
نے کہا میں نہیں بیٹھوں گا جبتک قتل نہ کیا جاوے اللہ اور اسکے رسول کے حکم کے موافق اور مرتد عام ہے مرد ہو
یا عورت وہ قتل کے لائق ہے اور ابو حنیفہ نے کہا عورت کو قتل نہیں کرینگے بلکہ قید کرینگے یہانتک کہ پھر مسلمان
ہو جاوے اور فقہائے نے کہا ہے کہ مرتد کو پہلے جو اسلام میں شبہ ہوا ہو اسکا جواب دیکر اسکے شبہ کو صاف کر دینگے اور تین

دن تک قید کر رکھیں گے اگر اس پر بھی مسلمان نہ ہو تو اسکو قتل کریں گے **عن** بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقبل اللہ من مشرک اشرک بعد ما اسلم عملا حتی یفارق المشرکین
الی المسلمین بہز بن حکیم نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی
اس مشرک سے جو اسلام لاوے پھر شرک کرنے لگے کوئی عمل قبول نہیں کرتا یہانتک کہ مشرکوں سے جدا ہو کر مسلمانوں کے
جماعت میں ملجاوے **ف** یعنے دار الکفر سے ہجرت کرکے دار الاسلام میں آجاوے مراد دار الکفر سے جہاں
مسلمان اسلام کے ارکان اور عبادات بجا نہ لاسکیں ایسی جگہ سے ہجرت کرنا فرض ہے اور بعضوں نے کہا مسلمانوں
کی جماعت میں شریک ہونے سے یہ غرض ہے کہ کافروں کی رسوم اور عادات چھوڑ دیوے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے من
تشبہ بقوم فھو منھم **باب** اقامة الحدود حدوں کا قائم کرنا **عن** ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال اقامة حد من حدود اللہ خیر من مطر اربعین لیلة فی بلاد اللہ عز وجل ابن عمر سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کی حدوں میں سے ایک حد قائم کرنا چالیس دن تک پانی برسنے سے
بہتر ہے اللہ کے شہروں میں **ف** جیسے پانی برسنے سے ملک کی آبادی ہوتی ہے رعایا کی زندگی ایسی ہے حدیں قائم کرنے سے مجرمین کو سزا ہوتی ہے لوگوں کی
جان و مال محفوظ رہتے ہیں خلق خدا کو راحت ہوتی ہے **عن** ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حد یعمل
بہ فی الارض خیر لاھل الارض من ان یمطروا اربعین صباحا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو حد زمین میں جاری کی جاوے وہ بہتر ہے زمین والوں کے لیے چالیس دن تک بارش
ہونے سے **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جحد آیة من القرآن فقد حل
ضرب عنقہ ومن قال لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ فلا سبیل لاحد
علیہ الا ان یصیب حدا فیقام علیہ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن
کی ایک آیت کا انکار کرے (یعنے اسکو اللہ تبارک وتعالی کا کلام نہ سمجھے) اسکی گردن مارنا درست ہو گیا (کیونکہ جب
اس نے قرآن کو نہ مانا تو گویا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو بھی نہ مانا) اور جس شخص نے کہا اللہ کے سوا کوئی سچا
معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد اسکے بندے ہیں اور اسکا پیام پہونچانیوالے تو اب
اسپر زیادتی کرنے کا (یعنے اسکو ستانیکا) کوئی رستہ باقی نہیں رہا مگر جب وہ حد کا کوئی کام کرے تو اسکو حد لگائی
جاوے گی **عن** عبادة بن الصامت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقیموا حدود اللہ فی القریب
والبعید ولا تاخذکم فی اللہ لومة لائم عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اسکی حدون کو قائم کرو ہر شخص مین خواہ وہ ناتے والا ہو نزدیک یا دور اور اللہ کے کام مین کسیکی ملامت یا عیب جوئی کا خیال نہ کرو

بَابُ مَنْ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْحَدُّ

جسپر حد واجب نہین ہے

عَنْ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ يَقُولُ عُرِضْنَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَكَانَ مَنْ اَنْبَتَ قُتِلَ وَمَنْ لَمْ يُنْبِتْ خُلِّيَ سَبِيلُهٗ فَكُنْتُ فِيْمَنْ لَمْ يُنْبِتْ فَخُلِّيَ سَبِيْلِيْ عطیہ قرظی سے روایت ہی ہم پیش کیے گیے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے قریظہ کے دن (یعنے جس دن بنی قریظہ کہ یہودی سب مارے گئے) توجس کے زیر ناف کے بال اوگ آئے تھے وہ قتل کیا گیا اور جس کے نہین اوگے تھے وہ چھوڑ دیا گیا (نابالغ سمجھ کر) تو مین اُن لوگوں مین تھا جو چھوڑ دیے گئے

عَنْ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ يَقُولُ فَهَا اَنَا ذَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ عطیہ قرظی سے روایت ہی انہون نے کہا اب مین تم لوگون مین موجود ہون

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عُرِضْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ وَاَنَا ابْنُ اَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْنِيْ وَعُرِضْتُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَاَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَاَجَازَنِيْ قَالَ نَافِعٌ فَحَدَّثْتُ بِهٖ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِيْ خِلَافَتِهٖ فَقَالَ هٰذَا فَصْلُ مَا بَيْنَ الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ ابن عمر سے روایت ہی انہون نے کہا مین پیش کیا گیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احد کے دن اور مین چودہ برس کا تہا (مجاہدین مین شریک کرنے کے لیے) تو آپ نے مجہ کو منظور نہ کیا پہر مین پیش کیا گیا آپ پر خندق کے دن اس وقت مین پندرہ برس کا تہا تو آپنے میرے تئین منظور کر لیا نافع نے کہا مینے یہ حدیث عمر بن عبد العزیز سے بیان کی جب وہ خلیفہ تہے انہون نے کہا بس یہی حد ہے بالغ اور نابالغ کی ف بلوغ کی کئی نشانیان ہین زیر ناف کی بال اوگ آنا احتلام ہونا پندرہ برس کی عمر ہو جانا ہر ایک کو علما نے اختیار کیا ہے

بَابُ السَّتْرِ عَلَى الْمُؤْمِنِ وَدَفْعِ الْحُدُوْدِ بِالشُّبُهَاتِ

مسلمان کا عیب ڈہانکنا اور حدود کا شبہون سے دفع ہو جانا

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ابو ہریرہ سے روایت ہی آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کا عیب ڈہانکے گا اللہ اُسکا عیب ڈہانکے گا دنیا اور آخرت مین

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِدْفَعُوا الْحُدُوْدَ مَا وَجَدْتُمْ لَهٗ مَدْفَعًا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دفع کرو تم حدون کو جہانتک تم دفع کرنے کا کوئی طریقہ پاؤ ف یعنے حاکم تک مقدمہ پہنچانے سے پہلے اسکو چہپا ڈالو اس سے کہدو توبہ اور استغفار کرلے اور خاموش ہو رہے یا مراد یہ ہے کہ حاکم کو چاہیے کہ جب وجہ ثبوت کامل ہو اور کوئی شبہ نہ رہے اُسوقت حد کا حکم دیوے ورنہ حد کو ساقط کردے اگر ذرا سا بھی شبہ ہو یا مراد یہ ہے کہ جب مجرم حد کے قابل حاکم کے سامنے آوے اور جرم کا اقرار کرے تو حاکم اسکو

تعلیم کرے اس طرح سے مثلاً زنا کے جرم میں کہے شاید تو نے بوسہ لیا ہوگا یا مساس کیا ہوگا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَتَرَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ سَتَرَ اللهُ عَوْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ كَشَفَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ كَشَفَ اللهُ عَوْرَتَهُ حَتَّى يَفْضَحَهُ بِهَا فِي بَيْتِهِ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی مسلمان کی شرم کی بات چھپاوے اللہ اسکی شرم چھپاوے گا قیامت کے دن اور جو کوئی اپنے بھائی مسلمان کی شرم کی بات کھولے اللہ اسکی شرم کو کھولے گا یہاں تک کہ اسکو ذلیل کرے گا اسکے گھر میں

ف یہ امر مجرب ہے چاہ کن را چاہ در پیش جو کوئی اپنے بھائی مسلمان کا عیب فاش کرتا ہے اسکو ذلیل کرنے کے لیے وہ اس سے بڑھکر عیب میں گرفتار رہتا ہے اور اس سے بڑھکر ذلیل اور خوار ہوتا ہے اللہ بچاوے باب

الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُودِ حدوں میں شفاعت کرنیکا بیان عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا وَمَنْ يَجْتَرِئُ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا هَلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ سَمِعْتُ اللَّيْثَ ابْنَ سَعْدٍ يَقُولُ قَدْ أَعَاذَهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تَسْرِقَ وَكُلُّ مُسْلِمٍ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَقُولَ هٰذَا حضرت عائشہ سے روایت ہے مخزوم کی ایک عورت نے (فاطمہ بنت اسود بن عبد الاسد جو مخزومیہ قرشیہ تھیں) چوری کی قریش کے لوگ اسکی وجہ سے سخت فکرمند ہوئے (انہوں نے چاہا کہ اسکا ہاتھ نہ کاٹا جاوے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معاف کر دیں) انہوں نے کہا اس عورت کی باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کون عرض کرے لوگوں نے کہا اتنی جرات کوئی نہیں کر سکتا سوا اسامہ بن زید کے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہیتے (محبوب) ہیں آخر اسامہ نے اسکی باب میں آپ سے عرض کی آپ نے فرمایا کیا تو اللہ کی حدوں میں سے ایک حد میں سفارش کرتا ہے پھر آپ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطبہ سنایا آپ نے فرمایا اے لوگو اگلے لوگ تو اسی وجہ سے تباہ ہوئے اور ان میں جب کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسکو چھوڑ دیتے اور جب کوئی غریب چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اور قسم خدا کی میں تو اگر فاطمہ محمد کی بیٹی چوری کرے تو اسکا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں اسبحان اللہ انصاف اسیکا نام ہے) محمد بن رمح نے کہا (جو اس حدیث کا راوی ہے) اللہ جل جلالہ نے حضرت فاطمہ

کو اس سے محفوظ رکھا ہے کہ وہ چوری کریں اور ہر مسلمان کو ایسا ہی کہنا چاہیے **ف** یعنے آپ کا یہ ارشاد کہ اگر فاطمہ
چوری کرے بالفرض و التقدیر ہے ورنہ حضرت فاطمہ کی شان اس سے بڑی ہے کہ وہ ایسے گناہوں میں مبتلا ہوں
وہ معصومہ مطہرہ تھیں بنص قرآنی انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا **عن** عَائِشَۃَ بِنْتِ
مَسْعُوْدِ بْنِ الاَسْوَدِ عَنْ اَبِیْھَا قَالَ لَمَّا سَرَقَتِ الْمَرْأَۃُ تِلْکَ الْقَطِیْفَۃَ مِنْ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ اَعْظَمْنَا ذٰلِکَ وَکَانَتِ امْرَأَۃً مِّنْ قُرَیْشٍ فَجِئْنَا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نُکَلِّمُہٗ وَقُلْنَا نَحْنُ
نَفْدِیْھَا بِاَرْبَعِیْنَ اُوْقِیَّۃً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَطْھُرُ خَیْرٌ لَّھَا فَلَمَّا سَمِعْنَا لِیْنَ قَوْلِ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَیْنَا اُسَامَۃَ فَقُلْنَا کَلِّمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰی
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذٰلِکَ قَامَ خَطِیْبًا فَقَالَ مَا اِکْثَارُکُمْ عَلَیَّ فِیْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَعَ
عَلٰی اَمَۃٍ مِّنْ اِمَاءِ اللّٰہِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ کَانَتْ فَاطِمَۃُ ابْنَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ نَزَلَتْ بِالَّذِیْ نَزَلَتْ بِہٖ لَقَطَعَ
مُحَمَّدٌ یَدَھَا عائشہ بنت مسعود بن الاسود نے اپنے باپ سے روایت کی کہ جب اس عورت یعنے فاطمہ بنت اسود نے
چادر چرائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے تو ہم کو اس مقدمہ کی بڑی فکر ہوئی اور وہ عورت قریش میں سے تھی
تو ہم آئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آپ سے عرض کرنے کو اور ہمنے عرض کیا کہ ہم عورت کے قصور کے بدلے چالیس
اوقیہ (چاندی یعنے ایک ہزار چھ سو درم) دیتے ہیں آپ نے فرمایا اس عورت کا پاک ہو جانا اس گناہ سے (حد قائم کرکے)
بہتر ہے اسکے لیے جب ہمنے آپ کا کلام نرم اور ملائم دیکھا تو ہم اسامہ پاس آئے اور ہمنے کہا تم آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم سے عرض کرو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دیکھا کہ اسامہ انکی سفارش کرتے ہیں تو آپ کھڑے ہوئے
خطبہ سنانے کو اور فرمایا کیا حال ہے تمہارا تم بہت کوشش کرتے ہو میرے پاس اللہ عزوجل کی ایک حد میں جو اللہ
تعالیٰ کی ایک لونڈی پر پڑے گی قسم اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اگر فاطمہ محمد کی بیٹی ایسا کام کرے جو
اس عورت نے کیا ہے البتہ محمد صلعم اسکا ہاتھ کاٹ ڈالیں **باب** حَدِّ الزِّنَا زنا کی حد کا بیان **عن** اَبِیْ
ھُرَیْرَۃَ وَزَیْدِ بْنِ خَالِدٍ وَشِبْلٍ قَالُوْا کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَتَاہُ رَجُلٌ فَقَالَ اَنْشُدُکَ
اللّٰہَ لَمَّا قَضَیْتَ بَیْنَنَا بِکِتَابِ اللّٰہِ فَقَالَ خَصْمُہٗ وَکَانَ اَفْقَہَ مِنْہُ اقْضِ بَیْنَنَا بِکِتَابِ اللّٰہِ وَائْذَنْ
لِیْ حَتّٰی اَقُوْلَ قَالَ قُلْ قَالَ اِنَّ ابْنِیْ کَانَ عَسِیْفًا عَلٰی ھٰذَا وَاِنَّہٗ زَنٰی بِامْرَاَتِہٖ فَافْتَدَیْتُ مِنْہُ
بِمِائَۃِ شَاۃٍ وَّخَادِمٍ فَسَاَلْتُ رِجَالًا مِّنْ اَھْلِ الْعِلْمِ فَاُخْبِرْتُ اَنَّ عَلَی ابْنِیْ جَلْدَ مِائَۃٍ وَّتَغْرِیْبَ عَامٍ وَّاَنَّ
عَلَی امْرَاَۃِ ھٰذَا الرَّجْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاَقْضِیَنَّ بَیْنَکُمَا بِکِتَابِ

اللهِ اَلْمِائَةُ الشَّاةُ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ إِلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا قَالَ هِشَامٌ فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد اور شبل سے روایت ہے ان سبھوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا میں آپ کو قسم دیتا ہوں اللہ کی آپ ہمارا فیصلہ اللہ ہی نہ دعاۓ کی کتاب کے موافق کر دیجیے اسکا دشمن (یعنے فریق ثانی) بولا وہ اس سے زیادہ سمجھدار تھا آپ ہمارا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کر دیجیے اور مجھے اجازت دیجیے تاکہ میں بیان کروں (مقدمہ کا حال) آپنے فرمایا اچھا بیان کر وہ بولا میرا بیٹا اسکے پاس نوکر تھا اس نے زنا کی اسکی عورت سے مینے اسکا فدیہ دیا سو بکریاں اور ایک غلام لیکن مین نے کئی علم والوں سے پوچھا انہوں نے مجھسے بیان کیا کہ تیرے بیٹے پر سو کوڑے ہیں اور ایک برس تک جلاوطنی اور اسکی عورت کو سنگسار کرنا چاہیے تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے میں تمہارا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کرونگا سو بکریاں اور غلام تو تو اپنے واپس لے اور تیرے بیٹے کو سو کوڑے پڑینگے اور ایک برس تک جلاوطن ہوگا اور اے انس تو صبح کو اس دوسرے شخص کی عورت کے پاس جا اگر وہ اقرار کرے زنا کا تو اسکو سنگسار کر ہشام نے کہا صبح کو انس اُسکے پاس گئے اس نے زنا کا اقرار کیا انہوں نے اُسکو سنگسار کیا **ف** عورت تو محصنہ تھی یعنے اسکا نکاح ہو چکا تھا تو وہ سنگسار کی گئی اور لڑکا محصن نہ ہوگا اس وجہ سے اُسکو کوڑے لگاۓ گئے یہ حدیث صحیح میں موجود ہے **عن** عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوا عَنِّي خُذُوا عَنِّي قَدْ جَعَلَ اللهُ لَهُنَّ سَبِيلًا اَلْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ سَنَةٍ وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین کا حکم مجھسے حاصل کرو اللہ تعالی نے عورتوں کے لیے ایک راہ نکالی (جیسے پہلے فرمایا تھا زنا کے باب میں کہ ان کو قید رکھو گھروں میں یہانتک کہ اللہ تعالی اُنکے لیے راہ نکالے) بکر جب بکر سے زنا کرے تو اسکو کوڑے پڑیں سو اور سال بھر کے لیے جلاوطن کیا جاوے اور ثیب جب ثیب سے زنا کرے تو اسکو سو کوڑے لگاویں پھر سنگسار کریں **ف** یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے اور اہلحدیث کا مذہب یہی ہے کہ زانی غیر محصن کو سو کوڑے مارنا اور ایک سال کے لیے جلاوطن کرنا چاہیے اور دوسرے علما بھی اسپر متفق ہیں سوا اہل کوفہ کے وہ کہتے ہیں جلاوطن کرنا ضرور نہیں اور ابن منذر نے کہا کہ جلاوطن کرنے پر تمام خلفاۓ راشدین کا اتفاق ہے تو گویا اجماع ہو گیا اسپر اور ظاہر یہ ہے کہ عورت بھی جلاوطن کیجاوے لیکن مالک اور شافعی نے کہا کہ عورت جلاوطن نہ کی جاوے اب جو زانی محصن ہو

یا زانیہ محصن اسکو سو کوڑے ماریں پھر رجم کریں اور جو کوڑے نہ ماریں صرف رجم کردیں تو بھی ہو سکتا ہے کیونکہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے انس کو اس عورت کو رجم کا حکم دیا اور کوڑے مارنے کو نہیں فرمایا اور آپ نے رجم کیا ماعز
اسلمی اور غامدیہ اور یہود کو اور کبھی کوڑے نہیں مارے اسیطرح شیخین نے اپنی خلافت مین صرف رجم کیا کوڑے نہین مارے
بعضوں نے کہا عبادہ کی حدیث مین جو حکم ہے یہ منسوخ ہے اور یہ صحیح نہین کیونکہ اس مین حوالہ ہے اس آیت کا جو سورۂ
نسا مین ہے اور سورۂ نسا اخیر مین اتری اور حق یہ ہے کہ امام کو اسباب مین اختیار ہے خواہ کوڑے لگا کر رجم کرے
خواہ رجم ہی پر قناعت کرے **باب** مَنْ وَقَعَ عَلٰى جَارِيَةِ امْرَأَتِهٖ جو کوئی اپنی جورو کی لونڈی سے صحبت
کرے **عن** حَبِيْبِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ اُتِيَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ بِرَجُلٍ غَشِيَ جَارِيَةَ امْرَأَتِهٖ فَقَالَ لَا اَقْضِيْ فِيْهَا اِلَّا
بِقَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ كَانَتْ اَحَلَّتْهَا لَهٗ جَلَدْتُهٗ مِائَةً وَاِنْ لَمْ تَكُنْ اَذِنَتْ لَهٗ
رَجَمْتُهٗ حبیب بن سالم سے روایت ہے نعمان بن بشیر پاس ایک شخص لایا گیا جس نے زنا کی تھی اپنی جورو کی لونڈی سے
انھوں نے کہا مین تو اسکا وہی فیصلہ کرون گا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اگر عورت نے اس لونڈی کو
حلال کردیا تھا مرد کے لیے تو اسکو سو کوڑے مارون گا ورنہ سنگسار کرون گا **ف** یہ مخالف ہے دوسری حدیث کی جو آگی
آتی ہے اور اکثر علما اسکے خلاف ہین اور کہتے ہین کہ جورو کی لونڈی سے اگر کوئی جماع کرے تو اسکو حد نہ پڑے گی
کیونکہ اکثر جورو مرد کے املاک مخلوط ہوتے ہین اور ایک دوسرے کے ملک سے فائدہ اٹھاتا ہے تو شبہ پڑ گیا اور حدود
شبہات سے دفع ہو جاتے ہین اور احتمال ہے کہ نعمان کو اس فتوی مین دھوکا ہوا ہو **عن** سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُفِعَ اِلَيْهِ رَجُلٌ وَطِئَ جَارِيَةَ امْرَأَتِهٖ فَلَمْ يَحُدَّهٗ سلمہ بن محبق سے روایت
ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے اپنی جورو کی لونڈی سے وطی کی تھی آپ نے
اسکو حد نہین ماری **باب** الرَّجْمِ سنگسار کرنا **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رض لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ
يَطُوْلَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتّٰى يَقُوْلَ قَائِلٌ مَا اَجِدُ الرَّجْمَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ مِّنْ فَرَائِضِ
اللّٰهِ اَلَا وَاِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ اِذَا اَحْصَنَ الرَّجُلُ وَقَامَتِ الْبَيِّنَةُ اَوْ كَانَ حَمْلٌ اَوِ اعْتِرَافٌ وَقَدْ قَرَأْتُهَا
اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا اَلْبَتَّةَ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ ابن
عباس سے روایت ہے حضرت عمر نے کہا مین ڈرتا ہون کہ زمانہ زیادہ گذر جاوے اور کوئی کہنے والا کہے کہ مین اللہ کی
کتاب مین رجم (سنگسار کرنا) نہین پاتا ہون پھر گمراہ ہو جاوین اللہ کے فرضون مین سے ایک فرض ترک کرکے
آگاہ ہو کہ رجم حق ہے جب مرد محصن ہو اور گواہ قائم ہو جاوین یا حمل ہو یا اقرار کرے زنا کا اور مین نے رجم کی آیت

کوپڑھا ہے اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا یعنے جب بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت زنا کریں اور بوڑھے سے وہی مراد ہے جو محصن ہو یعنے اسکا نکاح ہوچکا ہو زنا کریں تو انکو رجم کرو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور ہمنے آپکے بعد رجم کیا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ زَنَيْتُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ اِنِّيْ قَدْ زَنَيْتُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ اِنِّيْ قَدْ زَنَيْتُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ قَدْ زَنَيْتُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ حَتّٰى اَقَرَّ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَاَمَرَ بِهٖ اَنْ يُرْجَمَ فَلَمَّا اَصَابَتْهُ الْحِجَارَةُ اَدْبَرَ يَشْتَدُّ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ بِيَدِهٖ لَحْيُ جَمَلٍ فَضَرَبَهٗ فَصَرَعَهٗ فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرَارُهٗ حِيْنَ مَسَّتْهُ الْحِجَارَةُ قَالَ فَهَلَّا تَرَكْتُمُوْهُ ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے ماعز بن مالک رضی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا مینے زنا کی آپنے انکی طرف سے مونہہ پھیر لیا پھر انہوں نے کہا مینے زنا کی آپنے ان کیطرف سے مونہہ پھیر لیا پھر انہوں نے کہا مین نے زنا کی آپنے مونہہ پھیر لیا یہانتک کہ چار بار انہوں نے اقرار کیا زنا کا جب آپنے حکم دیا انکے سنگسار کرنیکا جب انکو پتھروں کی چوٹ لگی تو پیٹھ موڑکر بھاگے ایک شخص نے ان کو پایا اسکے ہاتھ مین اونٹ کی جبڑے کی ہڈی تھی اس سے مارکر انکو گرادیا یہ قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا گیا کہ وہ بھاگے جب انکو پتھر پڑے آپنے فرمایا پھر تم نے انکو چھوڑ کیون نہ دیا ف تاکہ ان سے پھر دریافت کرتے شاید وہ اپنے اقرار کو جھوٹا کہتے اور حد ساقط ہوجاتی اہلحدیث کا یہ مذہب ہے کہ زنا کا اقرار ایک بار کرنا کافی ہے حد کے لیے اور ابوحنیفہ کے نزدیک چار بار اقرار کرنا ضرور ہے کیونکہ ہر اقرار قائم مقام ایک گواہی کے ہے اور ہر بار امام کو چاہیے کہ اسکی طرف التفات نکرے بلکہ یون کہے شاید تونے بوسہ لیا ہوگا یا مساس کیا ہوگا ایک روایت مین ہے کہ آپنے ماعز سے فرمایا کیا تجھہ کو جنون ہے اہلحدیث کہتے ہین کہ آپنے ماعز سے چار بار اقرار کرایا مضبوطی کے لیے اس خیال سے کہ کہین انکو جنون نہو اور دوسری ایک حدیث مین گذرا اے انس صبح کو جا اس عورت پاس اگر وہ اقرار کرے تو اس کو رجم کر اس مین یہ نہین ہے کہ چار بار اقرار کرے اور صحیح مسلم مین ہے کہ آپنے غامدیہ کو رجم کیا اوس نے بھی ایک ہی بار اقرار کیا تھا اور ابوداؤد اور نسائی نے مجاج سے نکالا کہ آپنے ایک کو رجم کیا جس نے ایک بار اقرار کیا تھا اور یہودی اور یہودیہ کا رجم آگے مذکور ہوگا اس مین بھی چار بار اقرار کا ذکر نہین ہے اور موافق ہین اہلحدیث کے ایک بار اقرار کافی ہونے مین ابوبکر اور عمر اور حسن بصری اور مالک اور حماد اور ابوثور اور بتی اور شافعی لیکن جمہور چار بار اقرار کرنا ضرور سمجھتے ہین (درر حسنہ) اور جب زنا اقرار سے ثابت ہو تو اگر رجوع کرے اقرار سے تو حد ساقط ہوجاویگی اور یہی قول ہے اہلحدیث اور شافعیہ اور حنفیہ کا اور بعضوں کے نزدیک رجوع سے ساقط نہ ہوگی

یہی قول ہے ابن ابی لیلے اور نبی اور ابو ثور کا اور ایک روایت ایسی ہے مالک اور شافعی سے ابو داؤد اور نسائی کی
روایت میں ہے کہ جب ماعز کو پتھروں کی چوٹ لگی تو لگے چلانے اور کہنے لگے لوگو مجھکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس پھیرے چلو میری قوم نے مجھکو دھوکا دیا انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے نہیں مارینگے لیکن ہم نے
انکو نہ چھوڑا یہانتک کہ مار ڈالا جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا
تمنے اسکو کیوں نہ چھوڑ دیا اور میرے پاس کیوں نہ لیکر آئے **عن** عمران بن الحصين ان امرأة اتت النبي
صلى الله عليه وسلم فاعترفت بالزنا فامر بها فشكت عليها ثيابها ثم رجمها ثم صلى عليها عمران
بن حصین سے روایت ہے ایک عورت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے اقرار کیا زنا کا آپ نے حکم دیا اسکے
کپڑے اسپر جکڑ دیے گئے (تاکہ رجم کے وقت اسکا ستر نہ کھلے) پھر آپ نے اسکو رجم کیا بعد اسکے اوپر نماز پڑھی (جنازہ
کی) **ف** بعضوں نے اسکے حق میں کچھ برا کلمہ کہا تو آپ نے فرمایا اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ساری مدینہ والوں کو
بانٹ دیجاوے تو ان کو کافی ہوجاوے بیشک عورت اس زمانہ کی تمام عابدوں اور زاہدوں سے درجہ میں زیادہ
تھی کہ آنحضرت کے سامنے گناہ کا اقرار کیا سزا پائی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے مشرف ہوئی اللہ
اسکی درجہ بلند کرے اور اسکی طفیل سے ہم گنہگاروں کی مغفرت کرے **باب** رجم اليهودي واليهودية
یہودی مرد اور یہودی عورت کے رجم کا بیان **عن** ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم رجم يهوديين انا
فيمن رجمهما فلقد رأيته وانه يسترها من الحجارة ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے رجم کیا دو یہودیوں کو میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اسکو رجم کیا میں نے دیکھا وہ یہودی عورت کو بچاتا
تھا پتھروں سے (آپ آڑ ہوجاتا) اور اسکے بدل خود پتھر کھاتا **عن** جابر بن سمرة ان النبي صلى الله عليه
وسلم رجم يهوديا ويهودية جابر بن سمرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ایک یہودی
مرد اور ایک یہودی عورت کو **عن** البراء بن عازب قال مر النبي صلى الله عليه وسلم بيهودي محمم
مجلود فدعاهم فقال هكذا تجدون في كتابكم حد الزاني قالوا نعم فدعا رجلا من علمائهم
فقال انشدك بالله الذي انزل التوراة على موسى هكذا تجدون حد الزاني قال لا ولولا انك
نشدتني لم اخبرك نجد حد الزاني في كتابنا الرجم ولكنه كثر في اشرافنا الرجم فكنا اذا اخذنا
الشريف تركناه وكنا اذا اخذنا الضعيف اقمنا عليه الحد فقلنا تعالوا فلنجتمع على شيء نقيمه
على الشريف والوضيع فاجتمعنا على التحميم والجلد مكان الرجم فقال النبي صلى الله عليه وسلم

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَوَّلُ مَنْ اَحْیَا اَمْرَكَ اِذْ اَمَاتُوْہُ وَاَمَرَ بِہٖ فَرُجِمَ براء بن عازب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک یہودی پر سے گذرے جسکا سونہہ کالا کیا گیا تہا اور اسکو کوڑے مارے گئے تہے تب آپنے یہودیون کو بلایا اور فرمایا کیا تم اپنی کتاب (توراۃ شریف) مین زانی کی حد یہی پاتے ہو انہون نے کہا ہان پہر آپنے دو شخصون کو یہود کے عالمون مین سے بلایا اور فرمایا مین تجہہ کو قسم دیتا ہون اُس اللہ کی جس نے توراۃ اتاری حضرت موسیٰؑ پر کیا تم زانی کی حد یہی پاتے ہو اُس نے کہا نہین اور اگر آپ مجہکو قسم نہ دیتے تو مین آپسے یہ نہ کہتا بلکہ ہم اپنی کتاب مین زانی کی حد سنگسار کرنا پاتے ہین لیکن زنا بہت ہو گئی ہمارے اشراف لوگون مین تو ہم جب کسی شریف کو زنا مین پکڑتے اسکو چہوڑ دیتے اور جب کسی ناتوان ضعیف کو پکڑتے اسکو سنگسار کرتے آخر ہمنے کہا لوگون سے آؤ اور ہم ایک کام پر اتفاق کرین جسکو ہم جاری کرین شریف اور کمینہ سب پر تو ہمنے اتفاق کیا سونہہ کالا کرنے پر اور کوڑے لگانے پر سنگسار کرنے کے بدل (اور اللہ کا حکم چہوڑ دیا) یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا یا اللہ مین سب سے اول تیرے حکم کو زندہ کرتا ہون جسکو انہون نے مار ڈالا تہا (یعنے موقوف کر دیا تہا) پہر آپنے حکم دیا وہ یہودی رجم کیا گیا

بَابُ مَنْ اَظْھَرَ الْفَاحِشَۃَ کوئی عورت فاحشہ معلوم ہو لیکن قاعدے سے زنا ثابت نہو

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کُنْتُ رَاجِمًا اَحَدًا بِغَیْرِ بَیِّنَۃٍ لَرَجَمْتُ فُلَانَۃَ فَقَدْ ظَھَرَ فِیْھَا الرِّیْبَۃُ فِیْ مَنْطِقِھَا وَھَیْئَتِھَا وَمَنْ یَدْخُلُ عَلَیْھَا ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مین کسیکو رجم کرتا بغیر گواہون کے تو فلانی عورت کو رجم کرتا اسکی بات اور شکل سے اوسکا فحش ظاہر ہوتا ہے اور اسکے پاس جو لوگ آیا کرتے ہین اُس سے **ف** معلوم ہوا کہ اگر قرائن سے کسی عورت کا فاحشہ ہونا معلوم ہو تو بہی زنا کی حد اوسکو مار نہین سکتے جب تک قاعدے سے اقرار یا چار آدمیون کی گواہی سے اسپر ثبوت نہو البتہ حاکم اسلام کو یہ اختیار ہے کہ ایسی فاحشہ عورتون کا دوسرا کوئی بندوبست کرے یا ان کو بستی سے نکالدیوے **عَنِ** الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ ذَکَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنَیْنِ فَقَالَ لَہٗ ابْنُ شَدَّادٍ ھِیَ الَّتِیْ قَالَ لَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کُنْتُ رَاجِمًا اَحَدًا بِغَیْرِ بَیِّنَۃٍ لَرَجَمْتُھَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تِلْكَ امْرَأَۃٌ اَعْلَنَتْ قاسم بن محمد سے روایت ہے ابن عباس نے دو لعان کرنیوالون کا ذکر کیا ابن شداد نے کہا یہ وہی عورت تہی جسکے باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مین کسیکو بغیر گواہ کے رجم کرتا تو اسکو رجم کرتا ابن عباس نے کہا (نہین) وہ تو علانیہ فاحشہ تہی

بَابُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ جو کوئی لواطت کرے (لونڈے بازی)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ وَجَدْتُّمُوْہُ یَعْمَلُ

عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهٖ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا جسکو تم پاؤ حضرت لوط علیہ السلام کی امت کا کام کرتے ہوئے تو مار ڈالو فاعل و مفعول دونو کو **ف** اس
کو نکالا امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی نے ابن حجر نے کہا اسکے راوی ثقہ ہین مگر اس مین اختلاف
ہے **عن** اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِيْ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ قَالَ ارْجُمُوا
الْاَعْلٰى وَالْاَسْفَلَ ارْجُمُوْهُمَا جَمِيْعًا ابوہریرہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی
کے باب مین جو لواطت کرے کہ اوپر والے اور نیچے والے دونون کو مار ڈالو دونون کو سنگسار کرو **ف** اس کا
اسناد ضعیف ہے **عن** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ
عَلٰى اُمَّتِيْ عَمَلُ قَوْمِ لُوْطٍ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
سب سے جس چیز کا مین خوف کرتا ہون میری امت پر وہ قوم لوط کا عمل ہے **ف** یہ خوف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صحیح نکلا
یہ بری بلا جیسے مسلمانون مین شائع ہے اتنی اور قومون مین نہین اور مسلمانون مین سب سے زیادہ یہ بلا ایران مین اور
افغانستان مین ہے اور ہندوستان مین ، اسپور مین بہت ہی عرب کے ملک مین اللہ تعالے کے فضل سے اب
تک یہ بلا بہت کم ہے الا ماشاء اللہ یہ امت مرحومہ ہے ورنہ اللہ تعالی کا عذاب قوم لوطؑ کی طرح اس امت پر بھی
اوترتا ابن الطلاع نے احکام مین کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لواطت مین رجم ثابت نہین ہے بلکہ
قتل ثابت ہی فاعل اور مفعول دونون کا ابن عباس اور ابوہریرہ کی روایتون مین اور بیہقی نے حضرت علی سے نکالا کہ
انہون نے ایک لوطی کو رجم کیا شافعی نے کہا ہمارا یہی قول ہے کہ وہ رجم کیا جاوے محصن ہو یا غیر محصن اور بیہقی نے نکالا
کہ ابوبکر نے ایک مفعول کے لیے لوگون کو جمع کیا حضرت علی نے بہت سخت رائے دی اور کہا اس گناہ کو کسی امت نے نہین
کیا سوا ایک امت کی تو ہم سمجھتے ہین کہ اسکو انگار سے جلا دین اور ابوداؤد نے ابن عباس سے نکالا کہ لوطی رجم کیا
جاوے اور بیہقی نے ابن عباس سے نکالا کہ اونچی مکان سے اوندھا گرایا جاوے پھر پتھرون سے کچلا جاوے اہل
حدیث کا یہ مذہب ہی کہ فاعل اور مفعول یہ دونون کو قتل کرین اگرچہ محصن نہ ہون بشرطیکہ مفعول پر جبر نہ ہوا ہو
اور صاحب شفا نے اجماع صحابہ کا اسپر نقل کیا ہے اور بغوی نے شعبی اور زہری اور مالک اور احمد اور اسحاق سے
نقل کیا کہ وہ رجم کیا جاوے گا محصن ہو یا غیر محصن اور منذری نے کہا کہ لوطی کو جلایا ابوبکر اور علی اور ابن زبیر
اور ہشام نے اور شافعی نے کہا اگر محصن ہو تو رجم کیا جاوے نہین تو کوڑے مارین اور جلا وطن کرین حد زنا
کیطرح اور ابوحنیفہ نے کہا امام جو مناسب سمجھے سزا دیوے لیکن رجم نہ ہوگا نہ کوڑے پڑین گے (روضہ مختصرا)

باب مَنْ اَتٰی ذَاتَ مَحْرَمٍ وَمَنْ اَتٰی بَھِیْمَةً جو شخص محرم سے جماع کرے یا جانور سے **ف** محرم سے مثلاً ماں بہن بیٹی سے اور جانور عام ہے شامل ہے اونٹ اور گائے اور بکری کو اور گدہے اور مرغی وغیرہ کو **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ وَقَعَ عَلٰی ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوْہُ وَمَنْ وَقَعَ عَلٰی بَھِیْمَةٍ فَاقْتُلُوْہُ وَاقْتُلُوا الْبَھِیْمَةَ ابن عباس سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جماع کرے محرم عورت سے تو اسکو قتل کرو اور جو کوئی جماع کرے چار پائے سے اسکو مار ڈالو اور چار پائے کو بھی **ف** اس حدیث کو امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے بھی نکالا اور علماء نے کہا ہے کہ جو کوئی چار پایہ یا اور کسی جانور سے جماع کرے وہ تعزیر دیا جاوے لیکن اسکو قتل نہیں کرینگے اور اس حدیث میں قتل تشدد کے طور سے ہے تاکہ لوگ ایسا فعل نہ کریں کیونکہ ترمذی اور ابو داؤد نے ابو رزین سے نکالا کہ ابن عباس نے کہا جو کوئی جانور سے جماع کرے اسپر حد نہیں ہے اور کہا کہ یہ حدیث پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے اور اسی پر عمل ہے اہل علم کا اور ابو یعلی موصلی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے ایسا ہی نکالا یعنے جو کوئی جانور سے جماع کرے اسکو قتل کرو اور جانور کو بھی لیکن اسکے اسناد میں عبد الغفار ہے وہ ضعیف ہے اور جانور سے جماع کرنا بالاجماع حرام ہے لیکن اختلاف ہے کہ اسپر حد پڑے گی یا نہیں اور محرم سے جماع کرنے سے یہ مراد ہے کہ محرم سے نکاح کر کے اس سے جماع کرے کیونکہ اگر صرف جماع کرے گا تو وہ زنا ہے اس میں حد زنا لگاویں گے جلد یا رجم اور بعضوں نے کہا ہر حال میں اسکو رجم کرینگے محصن ہو یا غیر محصن کیونکہ یہ حدیث مطلق ہے اور اگر نکاح کر کے کوئی محرم سے جماع کرے تو اس صورت میں بھی اسکو مار ڈالیں گے خواہ رجم کرینگے یعنے اسپر حد ہوگی یہی قول ہے شافعی اور اہلحدیث کا اور ابو حنیفہ نے کہا اگر محرم سے کوئی نکاح کر کے صحبت کرے تو اسپر زنا کی حد نہ ہوگی لیکن اسکو تعزیر دیجاوے گی اور دوسری حدیث میں ہے کہ آں حضرت نے حکم دیا ایک شخص کا سر لانے کا جس نے اپنے باپ کی جورو سے نکاح کیا تھا **باب** اِقَامَةِ الْحُدُوْدِ عَلَی الْاِمَاءِ لونڈیوں پر حد قائم کرنا **عن** اَبِیْ ھُرَیْرَةَ وَزَیْدِ بْنِ خَالِدٍ وَشِبْلٍ قَالُوْا کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَہُ رَجُلٌ عَنِ الْاَمَةِ تَزْنِیْ قَبْلَ اَنْ تُحْصَنَ فَقَالَ اجْلِدُوْھَا فَاِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْھَا ثُمَّ قَالَ فِی الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ فَبِیْعُوْھَا وَلَوْ بِحَبْلٍ شَعَرٍ ابو ہریرہ اور زید بن خالد اور شبل سے روایت ہے ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے اتنے میں ایک شخص نے آپ سے پوچھا اس لونڈی کو جو زنا کرے محصن ہونے سے پہلے آپ نے فرمایا اسکو کوڑے مار پھر اگر زنا کرے تو پھر کوڑے مار پھر تیسرے بار یا چوتھی بار میں فرمایا اسکو بیچ ڈال اگرچہ بالوں کی ایک رسی کے بدل **ف** یعنے جو قیمت آوے اس قیمت سے بیچ ڈال یہ حدیث صحیح ہے اسکو روایت کیا بخاری اور مسلم نے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ غلام اور لونڈی

کو اسکا مالک بھی حد زنا مار سکتا ہی اہلحدیث اور شافعی کا یہ قول ہے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ حاکم کے سوا اور کوئی
حد نہیں مار سکتا **عَنْ** عَائِشَۃَ حَدَّثَتْھَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا زَنَتِ الْاَمَۃُ فَاجْلِدُوْھَا
فَاِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْھَا فَاِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْھَا فَاِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْھَا ثُمَّ بِیْعُوْھَا وَلَوْ بِضَفِیْرٍ وَالضَّفِیْرُ
الْحَبْلُ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لونڈی زنا کرے
تو اسکو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو اسکو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو اسکو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو اسکو کوڑے مارو پھر اسکو بیچ ڈالو اگرچہ
ایک رسی کے بدلے بھی **باب** حَدِّ الْقَذْفِ حد قذف کا بیان **ف** جو کوئی شخص دوسرے کو زنا کی تہمت لگاوے
اسپر حد قذف پڑیگی یعنے اسی کوڑے یہ قرآن شریف سے ثابت ہے والذین یرمون المحصنات اخیر تک اور غلام
لونڈی کو چالیس کوڑے پڑینگے اکثر کے نزدیک اور بعضوں کے نزدیک جیسے ابن مسعود اور لیث اور زہری اور اوزاعی
اور عمر بن عبد العزیز اور علامہ ابن حزم ہیں انکو بھی اسی ہی کوڑے پڑینگے کیونکہ آیت مطلق ہے اسیطرح اگر غلام لونڈی
کو کوئی زنا کی تہمت لگادے تو اسکو چالیس کوڑے پڑینگے امام مالک نے عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت کیا انہوں نے
عمر بن خطاب اور عثمان اور خلفا کا زمانہ پایا کسی نے غلام کو حد قذف میں چالیس کوڑوں سے زیادہ نہیں مارے
(ارواہ) **عَنْ** عَائِشَۃَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَ عُذْرِیْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَذَکَرَ
ذٰلِکَ وَتَلَا الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا نَزَلَ اَمَرَ بِرَجُلَیْنِ وَامْرَاَۃٍ فَضُرِبُوْا حَدَّھُمْ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہے جب قرآن شریف میں میری پاکی اتری (اس جھوٹی تہمت سے جو انپر لگائی گئی تھی صفوان بن معطل کے
ساتھ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور وہ آیتیں پڑھیں جب منبر سے اترے تو حکم کیا دو مردوں
(مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت) کو اور ایک عورت (حمنہ بنت جحش) کو حد لگائی گئی **ف** اگرچہ اس تہمت
کے بانی مبانی منافقین تھے لیکن آپنے انکو حد نہیں ماری اسلیے کہ حد پاک کرنے کے لیے ہے اور منافق تو پاک نہیں
ہو سکتے وہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہینگے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ
الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ یَا مُخَنَّثُ فَاجْلِدُوْہُ عِشْرِیْنَ وَاِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ یَا لُوْطِیُّ فَاجْلِدُوْہُ عِشْرِیْنَ ابن عباس
رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مرد دوسرے مرد کو کہے اے مخنث
تو اسکو بیس کوڑے مارو اسیطرح جب ایک مرد دوسرے مرد کو کہے اے لوطی تب بھی بیس کوڑے مارو **ف** یہ تعزیر کے طور
پر ہے ہدایہ میں ہے جب کوئی کسیکو فاسق یا کافر یا خبیث یا سارق کہے تب بھی تعزیر دیجاویگی اور اگر گدھا یا سور
کہے تو تعزیر نہ ہوگی اور بعضوں نے کہا اس میں بھی تعزیر ہوگی اور تعزیر کی مقدار میں امام کو اختیار ہے **باب**

حَدِّ السَّکْرَانِ شرابی متوالی کی حد کا بیان عَنْ عُمَیْرِ بْنِ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ مَا کُنْتُ اُدِیْ مَنْ
اَقَمْتُ عَلَیْهِ الْحَدَّ اِلَّا شَارِبَ الْخَمْرِ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَسُنَّ فِیْهِ شَیْئًا اِنَّمَا هُوَ شَیْءٌ
جَعَلْنَاهُ نَحْنُ عمیر بن سعید سے روایت ہے حضرت علی نے کہا میں جسپر حد قائم کرون (قذف یا زنا وغیرہ کی) پھر وہ مرجاوے
تو میں اسکی دیت ندون گا اسلیے کہ یہ حد بحکم شرع ہے) مگر شراب پینے والے پر اگر مین حد قائم کرون اور وہ مرجاوے
تو دیت دونگا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مین کوئی حد مقرر نہین کی بلکہ ہم لوگون نے اسکی حد ٹھیرائی
ف یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے روایت کیا عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَضْرِبُ فِی الْخَمْرِ بِالنِّعَالِ وَالْجَرِیْدِ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
شراب پینے مین جوتون اور ڈالیون سے مارتے ف بخاری اور مسلم نے اسکو نکالا اتنا زیادہ ہے کہ ابو بکر نے اس
مین چالیس کوڑے مارے عَنْ حُصَیْنِ بْنِ الْمُنْذِرِ قَالَ لَمَّا جِیْءَ بِالْوَلِیْدِ بْنِ عُقْبَةَ اِلٰی عُثْمَانَ قَدْ شَهِدُوْا
عَلَیْهِ قَالَ لِعَلِیٍّ دُوْنَكَ ابْنَ عَمِّكَ فَاَقِمْ عَلَیْهِ الْحَدَّ فَجَلَدَهُ عَلِیٌّ وَقَالَ جَلَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ اَرْبَعِیْنَ وَجَلَدَ اَبُوْ بَکْرٍ اَرْبَعِیْنَ وَجَلَدَ عُمَرُ ثَمَانِیْنَ وَکُلٌّ سُنَّةٌ حصین بن منذر سے روایت ہے جب ولید
بن عقبہ (بن ابی معیط) کو حضرت عثمان پاس لیکر آئے ف وہ بہائی تہا اخیافی حضرت عثمان کا اور عامل تہا
کوفہ کا ان کی خلافت مین اس نے لوگون کو صبح کی نماز چار رکعتین پڑہائی اور بولا اور زیادہ کرون عبد اللہ بن مسعود نے
کہا ہم ہمیشہ زیادتی ہی مین رہے جب سے تو حاکم ہوا یہ عقبہ بن ابی معیط کا بیٹا تہا جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ
آلہ وسلم پر اونٹنی کا بچہ دان لا کر ڈالدیا تہا جب آپ سجدے مین تہے اور باپ کا اثر اس مین باقی تہا گو مسلمان
ہوگیا تہا شراب پی اور نشے مین نماز پڑہائی آخر لوگون کی شکایت پر معزول ہوکر مدینہ مین حضرت عثمان پاس حاضر
کیا گیا ف اور لوگون نے اسپر گواہی دی کہ اس نے شراب پیا تہا) تو حضرت عثمان نے حضرت علی سے کہا اٹہو اور
اپنے چچا کے بیٹے پر حد قائم کرو (چچا کا بیٹا اسلیے کہا کہ وہ بنی امیہ مین سے تہا اور بنی امیہ اور بنی ہاشم ایک جد
یعنے عبد مناف مین جا کر ملجاتے ہین) اخیر حضرت علی نے اسکو کوڑے مارے اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
چالیس کوڑے ماری اور ابو بکر نے بہی چالیس مارے اور عمر نے اسی کوڑے مارے اور سب سنت ہین ف اہلحدیث
کا مذہب یہ ہے کہ شرابی کی حد کوئی معین نہین امام کو اختیار ہے خواہ چالیس کوڑے لگاوے کم یا زیادہ خواہ جوتون سے
مارے صحیح مسلم مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی تہی آپ نے اسکو
ڈالی سے مارا چالیس مارون کے قریب راوی نے کہا ابو بکر نے بہی ایسا ہی کیا جب عمر کا زمانہ ہوا تو انہون نے

لوگوں کی رای لی عبد الرحمان نے کہا سب حدون مین (جو قرآن مین وارد ہین) ہلکی حد قذف ہی اُس مین اسی کوڑے ہیں پہر حضرت عمر نے شراب مین بہی اسی کوڑے مارنیکا حکم دیا اور بخاری نے نکالا عقبہ بن حارث سے کہ نعمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے گئے آپ نے فرمایا جو لوگ گہر مین تہے انکو کہ مارو اسکو تو مین نے بہی مارا اسکو جوتون اور چھڑیون سے اور سائب بن یزید سے نکالا کہ شراب پینیوالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین اور ابوبکر کی خلافت مین اور شروع عمر کی خلافت مین لایا جاتا ہم کھڑے ہوتے اور مارتے اسکو اپنے ہاتہون اور جوتون اور چادرون سے یہانتک کہ حضرت عمر نے شروع خلافت مین اس مین چالیس کوڑے لگائے جب لوگون نے زیادہ شراب پینا شروع کیا تو انہون نے اسی کوڑے لگائے اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے بہی ایسا ہی نکالا اور اسباب مین کئی حدیثین ہین ان سب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب پینے کی حد مقرر نہین کی اور جیسا مناسب ہوتا ویسا آپ عمل کرتے اور ایک روایت مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تہوڑی مٹی لی اور شرابی کے مونہہ پر ڈالدی (روضہ مختصرا) **باب** مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ مِرَارًا جو کوئی کئی بار شراب پیے **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ فَإِنْ عَادَ فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی متوالا ہوجاوے تو اسکو کوڑے مار پہر اگر ایسا کرے تو اسکو کوڑے مارو پہر اگر ایسا کرے تو اسکو کوڑے مار پہر اگر ایسا کرے چوتہی بار مین فرمایا تو اسکی گردن مارو **ف** یہ حدیث صحیح ہے لیکن منسوخ ہے باتفاق ائمہ اربعہ اور اہلحدیث کا اور نسخ اسکا اس روایت سے ہے جو اوپر گذری کہ مسلمان قتل نہ کیا جاوے گا مگر تین باتون مین سے ایک بات کی وجہ سے جنیر تک اور ترمذی اور نسائی نے جابر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شراب پیے اسکو کوڑے مارو پہر اگر چوتہی بار پیے تو اسکو آپ نے مارا لیکن قتل نہین کیا اور ابوداؤد اور ترمذی نے ایسا ہی نکالا قبیصہ بن ذویب سے اور اس مین یہ ہے کہ پہر چوتہی بار وہ شخص (جس نے شراب پی تہی) لایا گیا آپ نے اسکو کوڑے مارے اور قتل کو اٹھا دیا اور امام احمد کی روایت مین ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک متوالا چوتہی بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا آپ نے اسکو چہوڑ دیا (یعنے کوڑے مار کر قتل نہین کیا) **عن** مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا شَرِبُوا الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُمْ ثُمَّ إِذَا شَرِبُوا فَاجْلِدُوهُمْ ثُمَّ إِذَا شَرِبُوا فَاجْلِدُوهُمْ ثُمَّ إِذَا شَرِبُوا فَاقْتُلُوهُمْ معاویہ بن ابی سفیان سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ جب شراب پیوین تو ان کو کوڑے لگاؤ پہر اگر شراب پیوین تو پہر کوڑے

مار و پھر پیویں تو پھر مارو (چوتھی بار فرمایا) پھر جب پیویں تو انکو جان سے مار ڈالو ف اس حدیث کا مضمون وہی ہے جو ابو ہریرہ کی گذشتہ حدیث کا مضمون ہے اور جب وہ باتفاق ائمہ اربعہ اور اہلحدیث کی منسوخ ہے تو یہ بھی منسوخ ہے کیونکہ یہ دونوں حدیثیں گویا ایک حدیث ہیں **باب** اَلْكَبِيْرِ وَالْمَرِيْضِ يَجِبُ عَلَيْهِ الْحَدُّ بوڑھے اور بیمار کو حد مارنا **عن** سَعِيْدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ كَانَ بَيْنَ اَبْيَاتِنَا رَجُلٌ مُخْدَجٌ ضَعِيْفٌ فَلَمْ يُرَعْ اِلَّا وَهُوَ عَلٰى اَمَةٍ مِّنْ اِمَاءِ الدَّارِ يَخْبُثُ بِهَا فَرَفَعَ شَانَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اجْلِدُوْهُ ضَرْبَ مِائَةِ سَوْطٍ قَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هُوَ اَضْعَفُ مِنْ ذٰلِكَ لَوْ ضَرَبْنَاهُ مِائَةَ سَوْطٍ مَاتَ قَالَ فَخُذُوْا لَهُ عِثْكَالًا فِيْهِ مِائَةُ شِمْرَاخٍ فَاضْرِبُوْهُ ضَرْبَةً وَاحِدَةً سعید بن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ہمارے گھروں میں ایک شخص رہتا تھا ناقص الخلقت دوسری روایت میں ہے ضعیف ناتوان پھر اسنے لوگوں کو نہیں ڈرایا مگر اسوقت جب وہ گھر کی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی پر سوار تھا اس کے ساتھ برا کام کر رہا تھا اسکا یہ حال سعد بن عبادہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپنے فرمایا اسکو سو کوڑے مارو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ بہت ناتوان ہے اگر ہم اسکو سو کوڑے ماریں گے تو وہ مر جاویگا آپنے فرمایا اچھا ایک خوشہ لو کھجور کا جسپر سو شاخیں ہوں اور ایک مار اسکی لگا دو ف تو گویا سو مار ماریں یہ عنایت ہے اللہ جل جلالہ کی اپنے ضعیف بندوں پر اس حدیث کو امام احمد اور بیہقی نے نکالا اور دارقطنی نے اسکو روایت کیا فلیح سے انہوں نے ابو سالم سے انہوں نے سہل بن سعد سے اور طبرانی نے اسکو نکالا ابو امامہ بن سہل سے اور ابو داؤد نے ایک مرد انصاری سے اور نسائی نے ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے انہوں نے اپنے باپ سے اور اس حدیث کا اسناد حسن ہے اور مسلم نے حضرت علی سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لونڈی نے زنا کی تو آپنے مجھکو حکم دیا اسکو کوڑے مارنیکا میں اسکے پاس آیا دیکھا تو وہ ابھی جنی تھی میں ڈرا کہیں کوڑے لگانے سے وہ مر جاوے میں نے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا آپنے فرمایا اچھا اسکو چھوڑ دے یہانتک کہ نفاس سے پاک ہو جاوے اور اس حدیث اور پہلی حدیث میں جمع یوں کیا ہے کہ جب کسی بیمار کے اچھے ہو جانیکی امید ہو تو حد مارنے میں توقف کریں یہانتک کہ وہ اچھا ہو جاوے اور جو اسکے اچھا ہونیکی امید نہ ہو تو حد ماریں جیسے سعد کی روایت میں ہے (روضہ) **عن** سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ سعد بن عبادہ سے ایسے ہی روایت ہے **باب** مَنْ شَهَرَ السِّلَاحَ جو کوئی مسلمان پر ہتھیار اٹھاوے **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا ابو ہریرہ سے روایت ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہم پر ہتیار اوٹھاوے وہ ہم مین سے نہین ہے **ف** یہ بڑی وعید ہی اسکے لیے جو مسلمان پر ہتیار اٹھاوے ہم مین سے نہین ہے یعنے کافر ہو گیا اکثر علمانے کہا ہے کہ مسلمانون کے اخلاق مین سے اسکو کچھ حصہ نہین ہے **عن** ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حمل علینا السلاح فلیس منا ابن عمر سے بہی ایسی ہی روایت ہے **عن** ابی موسی الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شہر علینا السلاح فلیس منا ابو موسی اشعری سے بہی ایسے ہی روایت ہی **باب** من حارب وسعی فی الارض فسادا جو شخص لڑائی کرے اور ملک مین فساد پہیلاوے **عن** انس بن مالک ان ناسا من عرینۃ قدموا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاجتووا المدینۃ فقال لو خرجتم الی ذود لنا فشربتم من البانہا وابوالہا ففعلوا فارتدوا عن الاسلام وقتلوا راعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واستاقوا ذودہ فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی طلبہم فجیء بہم فقطع ایدیہم وارجلہم وسمر اعینہم وترکہم بالحرۃ حتی ماتوا انس بن مالک سے روایت ہی عرینہ (ایک قبیلہ ہے) کے کچہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین آئے تو انکو مدینہ منورہ کی ہوا موافق نہ آئی آپنے فرمایا کاش تم ہمارے اونٹون مین (صدقہ کے جو شہر سے باہر رہا کرتے) چلے جاؤ اور انکا دودہ اور موت پیو **ف** امام محمد رحمہ اللہ نے اسی حدیث سے دلیل لی کہ حلال جانور کا موت پاک ہی اور امام مالک اور احمد اور اہل حدیث کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف کہتے ہین وہ نجس ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی سے ان کی تندرستی اونٹ کی موت سے دریافت کی اور دوا کے لیے اسکے پینے کا حکم دیا مگر اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اگر اونٹ کا موت حرام اور نجس ہوتا تو آپ علاج کے لیے بہی اسکے پینے کا حکم نہ فرماتے کیونکہ دوسری حدیث مین ہے کہ اللہ تعالے نے تمہاری شفا اس چیز مین نہین رکہی جسکو تم پر حرام کیا **ف** خیر انہون نے ایسا ہی کیا (جب وہ اچہے ہو گئے) تو اسلام سے پہر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو مار ڈالا اور اونٹون کو بہی ہنکالے گئے آپنے انکے پکڑنے کے لیے لوگون کو بہیجا وہ لائے گئے آپنے انکے ہاتہ اور پاؤن کاٹے اور انکی آنکہون مین سلائی پہیری اور انکو حرہ (جلتی زمین مدینہ کی) مین ڈالدیا یہانتک کہ وہ مر گئے **ف** یہ جزا اچہی تہی اس شخص کے جو دین حق سے پہر جاوے اور احسان کے بدل برائی کرے بندگان خدا کو ناحق مارے اور مسلمانون کا مال لوٹ کر لیجاوے قرآن شریف مین ان لوگون کی سزا یہ آئی ہے کہ قتل کیے جاوین یا سولی دیے جاوین یا ان کے ایکطرف کی ہاتہ دوسری طرف کے پاؤن کاٹے جاوین یا جلا وطن (یا قید) کیے جاوین یہ دنیا مین انکی رسوائی ہے اور آخرت مین ان کو

دکہہ کی مار ہے اور اکثر اہل علم اسکے قائل ہین کہ یہ آیت عام ہے مسلمانون اور کافرون دونون کے باب مین اتری البتہ اگر کافر کفر کی حالت مین ایسا کرے پہر پکڑے جانے سے پہلے مسلمان ہوجاوے تو اسکی جان بچ جاویگی یا پکڑے جانے کے بعد بہی تب بہی بچ جاویگی اور شافعی نے کہا کہ اسکو قتل کرین گے اور غسل دینگے اور نماز پڑہینگے (جب مسلمان ہو گیا ہو) پہر تین دن تک سولی پر رہنے دین گے پہر اتار کر دفن کرینگے اور بعضون نے کہا زندہ سولی پر چڑہا دین گے پہر برچہی سے مارین گے یہانتک کہ مرجاوے اور ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ نے کہا ڈاکو پر نہ نماز پڑہین گے نہ اسکو غسل دینگے اور حنفیہ نے کہا کہ نفی من الارض سے آیت مین قید کرنا مراد ہے اور شافعی نے کہا امام کو اختیار ہے قید کرے یا جلاوطن کرے یا سزا کے لیے پکڑ منگاوے یہ سب نفی من الارض ہے اور اہلحدیث کا یہ قول ہے کہ جو سزائین اوپر مذکور ہوئین امام کو اختیار ہے ان مین سے جونسی سزا چاہے وہ دیوے اگرچہ وہ شہر مین رہزنی کرے جب اس نے ملک مین فساد پہیلنے کے لیے کوشش کی ہو اور یہ آیت اتری انہین عرینہ کے لوگون مین جنہون نے رہزنی کی تہی اور وہ جو ابن عباس سے منقول ہے جسکو شافعی نے مسند مین نکالا کہ رہزن لوگ اگر قتل کرین اور مال لے لین تو وہ قتل کیے جاوین گے اور سولی دیئے جاوین گے اور جب قتل کرین لیکن مال نہ لین تو صرف قتل کیے جاوین گے سولی نہ دیے جاوین گے اور جب مال لے لین لیکن قتل نہ کرین تو انکی ہاتہہ اور پاؤن کاٹے جاوین گے اور جب مسافرون کو دہمکادین نہ قتل کرین نہ مال لین تو جلاوطن کیے جاوین گے تو یہ ابن عباس کا اجتہاد ہے جو دوسرون پر حجت نہین ہوسکتا علاوہ اسکے اسکی اسناد مین ابن ابی یحیی ہے وہ بہت ضعیف ہے ایسے راوی سے حجت نہین ہوسکتے اور وہ جو ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ آیت مشرکون کے باب مین اتری نکالا اسکو ابوداؤد اور نسائی نے اسکا جواب یہ ہے کہ آیت عرینہ والون کے باب مین اتری اور وہ اسلام لاچکی تہی اور اگر ابن عباس کا قول مان لیا جاوے تب بہی ہم کہین گے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا اور لفظ عام ہے شامل ہے مشرک اور مسلمان دونو کو اور اس کی اسناد مین بہی علی بن حسین بن واقد ضعیف ہے اور اہلحدیث کے مذہب کے موافق ہین ایک جماعت سلف جیسے حسن بصری اور ابن مسیب اور مجاہد اور عمدہ طریق وہی ہے جو اللہ کی کتاب کی پیروی کی جاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا کہ آپ نے عرینہ کے لوگون کے ساتہہ ان مین سے ایک سزا پر عمل کیا یعنے ہاتہہ پاؤن کاٹنے پر یہ بخاری اور مسلم نے نکالا انس رضی اللہ عنہ سے (روضہ مختصراً) **عن** عائشة ان قوما اغاروا على لقاح رسول الله صلى الله عليه وسلم فقطع النبي صلى الله عليه وسلم ايديهم وارجلهم وسمل اعينهم

حضرت عائشہ سے روایت ہے کچہہ لوگون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دودہ کے جانور لوٹ لیے آپ نے ان کے

ہاتھ اور پاؤں کاٹے اور انکی آنکھوں میں سلائی پھیری **ف** دوسری روایت میں ہے کہ وہ پیاس کے مارے تڑپتے رہے
لیکن کسی نے انکو پانی نہیں دیا یہانتک کہ وہ مرگئے یہ آنکھیں پھوڑنا اور پانی نہ دینا تشدد کے لیے تھا اسلیے کہ انہوں نے
کئی گناہ کیے تھے ارتداد قتل نہب اموال ناشکری وغیرہ بعضوں نے کہا یہ قصاصًا تھا کیونکہ انہوں نے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے چرواہے کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا غرض بدکار اور بدفعل اور بے رحم اور ظالم پر ہرگز رحم نہ کرنا چاہیے اور
اسکو ہمیشہ سخت سزا دینا چاہیے تاکہ عامہ خلائق تکلیف سے محفوظ رہیں اور یہ عین رحم وکرم ہے عامہ خلائق پر کہ ظالم
کو سخت سزا دیجاوے اور ظالم پر رحم کرنا ظلم ہے غریب رعایا پر ؎ نکوئی با بدان کردن چنان ست * کہ بد کردن
بجائے نیک مردان * بعضوں نے کہا یہ واقعہ آیت محاربہ اترنے سے پہلے کا ہے بعضوں نے کہا پانی نہ دینا یہ آپ کے بلا
اطلاع ہوا تھا واللہ اعلم **باب** مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ جو شخص اپنا مال (ظالم سے) بچانے میں مارا
جاوے وہ شہید ہے (اسیطرح اپنے جان یا عزت کے بچانے میں یا اپنے بال بچے جورو کی جان بچانے یا عزت کے بچانے
میں ایک ظالم کے ہاتھ سے) **عَنْ** سَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ
قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص
اپنے مال کے لیے مارا جاوے وہ شہید ہے **ف** یعنے اسکو شہید کا درجہ ملیگا یہ جب ہے کہ ظالم ظلم سے اسکا مال لینا
چاہتا ہو اور وہ بچاوے اور مارا جاوے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أُتِيَ عِنْدَ
مَالِهِ فَقُوْتِلَ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيْدٌ ابن عمر سے روایت ہے جو شخص اپنے مال پاس آوے پھر کوئی اس سے لڑے
اور وہ بھی لڑے اور مارا جاوے تو وہ شہید ہے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ أُرِيْدَ مَالُهُ ظُلْمًا فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيْدٌ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا جسکا مال ظلم سے لینے کا ارادہ کیا جاوے پھر وہ (اسکے بچانے میں) مارا جاوے تو وہ شہید ہے **باب**
حَدِّ السَّارِقِ چور کی حد کا بیان **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ
السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لعنت کرے اللہ چور پر وہ ایک انڈا چوراتا ہے اسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہے ایک رسی چراتا
ہے اسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو نکالا بخاری اور مسلم نے اعمش نے کہا انڈے سے مراد بیاز
خود ہے سر کا اور رسی سے مراد وہ رسی ہے جسکی قیمت کئی درہم ہوں اور نصاب سرقہ کا بیان آگے آویگا **عَنْ**
ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مِجَنٍّ قِيْمَتُهُ ثَلٰثَةُ دَرَاهِمَ ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت

ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کاٹا (چور کا) ایک ڈھال چرانے میں جسکی قیمت تین درم تھی **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو نکالا بخاری اور مسلم نے **عن** عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقطع الید الا فی ربع دینار فصاعدا ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھ نہ کاٹا جاویگا (چور کا) مگر ربع دینار یا زیادہ میں **ف** یہی حدیث ہے اسکو نکالا بخاری اور مسلم نے مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نہ کاٹا جاوے چور کا ہاتھ مگر چوتھائی دینار یا زیادہ میں اور امام احمد کی ایک روایت میں ہے ربع دینار میں ہاتھ کاٹو اور اس سے کم میں نہ کاٹو **عن** عامر بن سعد عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال تقطع ید السارق فی ثمن المجن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ڈھال کی قیمت میں چور کا ہاتھ کاٹا جاوے **ف** ڈھال کی قیمت تین درم تھی جیسے صحیحین میں ابن عمر سے روایت ہے اور ربع دینار بھی اُن دنوں میں تین درہم کے برابر تھا اور دینار کی قیمت بارہ درم تھی اور جمہور علمائے سلف اور خلف اور اہل حدیث کا یہی قول ہے کہ چوری کا نصاب ربع دینار یعنے تین درم ہیں ان احادیث صحیحہ کے رو سے اور ابو حنیفہ نے صحیح حدیثوں کو چھوڑ کر ضعیف اور متروک روایات کو لیکر یہ اختیار کیا ہے کہ چوری کا نصاب دس درم ہیں

باب تعلیق الید فی العنق چور کا ہاتھ کاٹکر اسکی گردن میں لٹکا دینا **عن** ابن محیریز قال سألت فضالۃ بن عبید عن تعلیق الید فی العنق فقال السنۃ قطع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ید رجل ثم علقها فی عنقہ ابن محیریز نے کہا میں نے فضالہ بن عبید سے پوچھا گردن میں ہاتھ لٹکانا کیسا ہے انہوں نے کہا سنت ہے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا جس نے چوری کی تھی ہاتھ کاٹا پھر اسکی گردن میں لٹکا دیا **ف** اسکو نکالا اہل سنن نے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے لیکن اسکی اسناد میں حجاج بن ارطاۃ ہے نسائی نے کہا اسکی روایت سے حجت نہ لی جاویگی اور ہاتھ لٹکانے سے یہ غرض ہے کہ اور لوگ دیکھیں اور چور کی تشہیر ہو اور پہچانیں کہ ظلم سے اسکا ہاتھ نہیں کاٹا گیا بلکہ چوری کی علت میں (روضہ)

باب السارق یعترف چور کے اقرار کا بیان **عن** عبد الرحمان بن ثعلبۃ الانصاری عن ابیہ ان عمرو بن سمرۃ بن حبیب بن عبد شمس جاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی سرقت جملا لبنی فلان فطهرنی فارسل الیهم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا انا افتقدنا جملا لنا فامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقطعت یدہ قال ثعلبۃ انا انظر الیہ حین وقعت یدہ وھو یقول الحمد للہ الذی طهرنی منک اردت ان تدخلی جسدی النار ثعلبہ انصاری سے روایت ہے کہ عمرو بن سمرہ

بن حبیب بن عبد شمس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یارسول اللہ میں نے فلان لوگون کا ایک اونٹ چرایا تو مجھکو پاک کر دیجیے رہا ہتہ کاٹ کر سبحان اللہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالے عنہم کا ایمان) آپنے ان لوگون پاس کسیکو بھیجا انہون نے کہا بیشک ہمارا ایک اونٹ کھو گیا ہے تب آپ نے حکم دیا اور عمرو بن سمرہ کا ہاتہہ کاٹا گیا ثعلبہ نے کہا مین سوقت دیکھہ رہا تہا جب اُس کا ہاتہہ کٹ کر گرا تو وہ کہتا تہا شکر ہے اللہ سبحانہ وتعالی کا جس نے مجھے پاک کیا تجہہ سے تو چاہتا تہا کہ میرا سارا بدن دوزخ مین لیجاوے ف یہ عمرو نے اپنے ہاتہہ سے کہا سبحان اللہ صحابہ کے چور (جیسے عمرو) اور زانی (جیسے ماعز اسلمی) اور زانیہ (جیسے غامدیہ) اس زمانہ کی بزرگون اور پیر اور مرشد ون سے قوت ایمان مین بڑہکر تہو اللہ تبارک وتعالے نے انکا گناہ معاف کر دیا اور ان کو بڑے بڑے درجہ ملین گے تو یہ کیوجہ سے الحدیث کہا چور کا ایک بار اقرار کرنا کافی ہے اور آپنے ڈہال کے چور کا اور صفوان کی چادر کی چور کا ہاتہہ کٹوایا اور یہ منقول نہین ہوا کہ آپنے دو بار اقرار کرنے کا انکو حکم کیا ہو اور وہ جو ایک روایت مین ہے کہ آپنے ایک چور سے فرمایا جس نے چوری کا اقرار کیا تہا مین نہین سمجہتا تو نے چوری کی ہو اس نے کہا نہین مینے چوری کی دو یا تین بار تو یہ مضبوطی کے لیے آپنے پوچہا اسیطرح اس حدیث مین جو ہے کہ آپنے اونٹ کی مالکون سے دریافت کرا بہیجا اور احتمال ہے کہ آپنے یہ خیال کیا ہو شاید یہ شخص دیوانہ ہو تو واقعہ کو خوب تحقیق کر لیا اور مالکیہ اور شافعیہ اور حنفیہ یہی کہتے ہین کہ چور کا ایک بار اقرار کافی ہے اور ابن ابی لیلے اور امام احمد سے منقول ہے کہ دو بار اقرار کرنا چاہیے (روضہ مع الزیادہ) **باب** العَبْدِ يَسْرِقُ غلام اگر چوری کرے ۔

عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَرَقَ الْعَبْدُ فَبِيعُوهُ وَلَوْ بِنَشٍّ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا غلام اگر چوری کرے تو اسکو بیچڈالو اگرچہ آدہے اوقیہ کو یعنے بیس درم کو بکے ف کیونکہ چوری کی عادت بری ہے اور بڑا عیب ہے تو جسقدر قیمت آوی وہی بہت ہی علما کا اتفاق ہے اسپر کہ غلام اور لونڈی جب چوری کرین انکا بہی ہاتہہ کاٹا جاوے **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَقِيقَ الْخُمُسِ سَرَقَ مِنَ الْخُمُسِ فَرُفِعَ ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقْطَعْهُ وَقَالَ مَالُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ سَرَقَ بَعْضُهُ بَعْضًا ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے ایک غلام تہا خمس کے غلامون مین (وہ پانچوان حصہ جو مال غنیمت مین سے بیت المال مین لیا جاتا ہے) اس نے کچہہ چرایا خمس کے مال مین سے یہ قصہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا آپنے فرمایا اللہ کا مال ہے اور چرایا بہی اللہ کے مال کو ف تو آپنے اسکا ہاتہہ نہ کاٹا کیونکہ وہ مال محفوظ نہ تہا اور بعضون نے کہا اس مصلحت سے کہ یہ واقعہ دار الحرب مین ہوا

آپ ڈر ہی کہیں وہ غلام مرتد ہو کر کافروں سے ملجاوے **باب الخائن والمنتہب والمختلس** امانت میں خیانت کرنے والے اور لوٹ لینے والے اور اُچک لے جانے والے کا ہاتھ نہ کاٹا جاویگا (بلکہ ایسے لوگوں کو دوسری کوئی سزا دیں گے)

عن جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یقطع الخائن والمنتہب ولا المختلس جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خائن (امانت میں خیانت کرنیوالا) اور لوٹ لینے والا (علانیہ) اور اُچک لے جانے والا ان لوگوں کا ہاتھ کاٹا جاوے گا **ف** اسکو نکالا امام احمد اور اصحاب سنن اور حاکم اور بیہقی اور ابن حبان نے ترمذی نے کہا صحیح ہے اور طبرانی نے انس بن مالک سے بھی ایسا ہی نکالا اور یہی مذہب ہے علما کا (روضہ) **عن** ابراہیم بن عبد الرحمان بن عوف عن ابیہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیس علی المختلس قطع عبد الرحمان بن عوف سے روایت ہے مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اوچک لے جانے والیکا ہاتھ نہ کاٹا جاوے گا **ف** اس حدیث کا اسناد صحیح ہے اور جو شخص جیب کترکر مال لے جاوے اسکا ہاتھ کاٹا جاوے گا کیونکہ چوری کی تعریف اسپر صادق آتی ہے ❊

باب لا تقطع فی ثمر ولا کثر پھل اور گابھہ کی چوری میں ہاتھ نہ کاٹا جاوے گا **عن** رافع بن خدیج قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا قطع فی ثمر ولا کثر رافع بن خدیج سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھ نہ کاٹا جاویگا پھل میں نہ کھجور کے گابھہ میں **ف** جو اندر سے سفید سفید نکلتا ہے اس حدیث کو احمد اور اہل سنن اور حاکم اور بیہقی نے بھی نکالا حاکم نے کہا وہ صحیح ہے اور ابوحنیفہ کا یہی قول ہے کہ کھجور اور میوہ فواکہ ترکاریوں کی چوری میں قطع نہیں ہے اسیطرح لکڑی یا گھانس کی چوری میں اور شافعی نے کہا اگر یہ چیزیں محفوظ اور محرز ہوں جیسے باغ یا مکان میں ہوں اور باغ کی چار دیواری ہو تو ہاتھ کاٹا جاویگا اور کہا کہ مدینہ میں کھجور کے باغوں کے گرد اکثر میں حصار نہ ہوتا تو وہ محرز نہ ہوتے اس لیے آپنے فرمایا کہ ان کی چوری میں ہاتھ نہ کاٹا جاوے گا اور واضح کرتی ہے اس مطلب کو عمرو بن شعیب کی حدیث جو آگے آویگی اور یہ روایت کہ حضرت عثمان نے ترنج کی چوری میں ہاتھ کاٹا اور حرز یہ ہے کہ مال محفوظ ہو تو گھانس کی گری حرز ہے گھانس کا اور اصطبل حرز ہے جانوروں کا اور تھان حرز ہے بکریوں کا اور کھلیان حرز ہے غلہ کا (روضہ مختصرا) اہلحدیث کا مذہب یہ ہے کہ میوہ اور پھل اور کھجور کے گابھہ کی چوری میں قطع نہیں ہے جب تک یہ چیزیں محفوظ مقام میں سوکھنے کے لیے نہ رکھی جاویں یعنے جرین میں مگر شرط یہ ہے کہ چور اس میوے یا پھل کو صرف کھالے اور گود میں بھر کر نہ لیجاوے اگر گود میں بھر کرلے جاوے تو اسکو دوگنی قیمت اسکی دینا ہوگی اور تھوڑی مار بھی پڑے گی سزا کے لیے

باب مَنْ سَرَقَ مِنَ الْحِرْزِ (حرز میں سے چرانے کا بیان) **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ نَامَ فِي الْمَسْجِدِ وَتَوَسَّدَ رِدَائَهُ فَاُخِذَ مِنْ تَحْتِ رَاْسِهِ فَجَاءَ بِسَارِقِهِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُقْطَعَ فَقَالَ صَفْوَانُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ اُرِدْ هٰذَا رِدَائِيْ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا قَبْلَ اَنْ تَاْتِيَنِيْ بِهِ صفوان مسجد میں سو گئے اور انھوں نے اپنی چادر سر کے تلے رکھہ لی ایک شخص نے چادر انکے سر کے نیچے سے نکال لی وہ اسکو پکڑ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لیکر گئے آپنے حکم کیا اسکا ہاتھہ کاٹنے کا صفوان نے عرض کیا یارسول اللہ میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ اسکا ہاتھہ کاٹا جاوے یعنے یہ سمجھ کر اسکو نہیں لایا تھا کہ آپ اسکا ہاتھہ کاٹنے کا حکم دیوینگے بلکہ کوئی اور ہلکی سزا دیوینگے) میری چادر اسپر صدقہ ہے آپنے فرمایا اگر ایسا تجھہ کو منظور تھا (یعنے چادر اسکو معاف کر دینا) تو میرے پاس لانے سے پہلے تونے کیوں نہ کیا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں یا صحرا میں کوئی مال کا محافظ ہو تو وہ محرز ہے اسکی چرانے میں ہاتھہ کاٹا جاویگا اور اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور مالک نے موطا میں اور شافعی اور حاکم نے بھی نکالا اور کہا صحیح ہے اور اکثر اہل علم اسطرف گئے ہیں کہ قطع کے لیے حرز (یعنے مال کا محفوظ ہونا) ضرور ہے اور امام احمد اور اسحاق اور علماء حدیث میں سے ایک طائفہ کا یہ قول ہے کہ حرز شرط نہیں ہے اور شوکانی نے ورر میں حرز کو شرط رکھا ہے اور امام احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے ابن عمر سے نکالا کہ آنحضرت نے ایک چور کا ہاتھہ کاٹا جس نے ایک ٹوپی چرائی عورتوں کے سائبان میں سے (مسجد میں سے) اسکی قیمت تین درم تھی اور مسلم نے اسکی مانند نکالا (روضہ) **عن** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَجُلًا مِنْ مُزَيْنَةَ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الثِّمَارِ فَقَالَ مَا اُخِذَ فِي اَكْمَامِهِ فَاحْتُمِلَ فَثَمَنُهُ وَمِثْلُهُ مَعَهُ وَمَا كَانَ فِي الْجِرَانِ فَفِيْهِ الْقَطْعُ اِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ وَاِنْ اَكَلَ وَلَمْ يَاْخُذْ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَالَ الشَّاةُ الْحَرِيْسَةُ مِنْهُنَّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ثَمَنُهَا وَمِثْلُهُ مَعَهُ وَالنَّكَالُ وَمَا كَانَ فِي الْمُرَاحِ فَفِيْهِ الْقَطْعُ اِذَا كَانَ مَا يَاْخُذُ مِنْ ذٰلِكَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے مزینہ کے (ایک قبیلہ ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا پھلوں کو آپنے فرمایا جو کوئی پھلوں کو انکے خوشوں میں (درختوں پر) سے لی جاوے اوٹھا کر تو اسپر دگنی قیمت انکی لازم ہوگی اور جو پھل سوکھنے کے لیے جران (کھلیان) میں ڈالی جاویں انکے چرانے میں ہاتھہ کاٹا جاوے گا جب ڈھال کی قیمت تک (تین درم تک) انکی قیمت پہونچ جاوے اور اگر کوئی پھلوں میں سے کھالے لیکن لیجاوے نہیں تو اسپر کچھہ نہیں ہے (نہ ہاتھہ کاٹا جاویگا نہ جرمانہ دینا ہوگا) وہ شخص بولا یارسول اللہ اگر کوئی بکری حراست میں سے

لی جاوی (یعنی چراگاہ میں سے) آپ نے فرمایا دونی قیمت دیوے اور سزا بھی پاوے (جو امام مناسب سمجھے) اور جو کوئی بکری
تھان میں سے (جہان رات کو جانور آرام پاتے ہین) لی جاوے تو اسکا ہاتھ کاٹا جاویگا جب اسکی قیمت ڈھال کے قیمت
کو پہونچ جاوے **ف** اس حدیث کو ابوداؤد اور امام احمد اور نسائی اور حاکم اور ترمذی نے بھی نکالا حاکم نے کہا
وہ صحیح ہے ترمذی نے کہا وہ حسن ہے ابوداؤد کی روایت میں ہے جو کوئی پھلون کو منہ مین ڈال لیوے اور گود مین بھر کر نہ
لیجاوے اسپر کچھ نہیں ہے اور جو اٹھا کر لیجاوے اُسپر دوگنی قیمت ہے اور مار ہے سزا کے لیے اہلحدیث کا عمل اسی حدیث پر
ہے **باب** تلقین السارق چور کو تعلیم دینا **عن** ابی امیۃ حدثتہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی
بلص فاعترف اعترافا ولم یوجد معہ المتاع فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اخالک سرقت قال
بلی ثم قال ما اخالک سرقت قال بلی فامر بہ فقطع قال قل استغفر اللہ واتوب الیہ قال استغفر
اللہ واتوب الیہ قال اللہم تب علیہ مرتین ابوامیہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس ایک چور لایا
گیا اس نے چوری کا اقرار کیا لیکن اسکے پاس کچھ مال نہ تھا (چوری کا) آپ نے فرمایا مین سمجھتا ہون تو نے چوری نہیں
کی وہ بولا نہیں مین نے چوری کی ہے پھر آپ نے فرمایا مین سمجھتا ہون تو نے چوری نہین کی وہ بولا نہین مینے چوری
کی ہے تب آپ نے حکم دیا اسکا ہاتھ کاٹا گیا آپ نے فرمایا کہہ مین اللہ تعالے سے مغفرت چاہتا ہون (اس گناہ کی) اور
توبہ کرتا ہون اسکیطرف وہ بولا مین اللہ سے مغفرت چاہتا ہون اور توبہ کرتا ہون اسکے طرف آپ نے فرمایا یا اللہ
معاف کردے اسکو دوبار یہی فرمایا **ف** اہلحدیث نے کہا کہ جب چور کے پاس چوری کا مال نہ ہو لیکن وہ اقرار کرے
چوری کا تو حاکم کو اسیطرح سے اسکی تلقین مستحب ہے کہ تو نے چوری نہ کی ہوگی اور عطا سے مروی ہے کہ اگلے لوگون کے
پاس جب چور آتا تو وہ اس سے کہتے کیا تو نے چوری کی کہہ مینے نہیں کی اور نام لیا ابوبکر اور عمر کا اسکو نکالا عبدالرزاق
نے اور اسباب مین جماعت صحابہ سے مروی ہے (روضہ) **باب** المستکرہ جو شخص جبر کیا جاوے حد کے کام پر جیسے
عورت سے بالجبر زنا کی جاوے **عن** عبد الجبار بن وائل عن ابیہ قال استکرھت امراۃ علی عھد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدرا عنھا الحد واقامہ علی الذی اصابھا ولم یذکر انہ جعل لھا مھرا
وائل بن حجر سے روایت ہے ایک عورت پر جبر کیا گیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین آپ نے اسکو حد نہ ماری
اور جس شخص نے اس سے جبرا یہ کام کیا تھا اسکو حد ماری اور یہ نہیں بیان کیا اس حدیث مین کہ آپ نے اس عورت کو کچھ
مہر دلایا یا نہین **ف** اس حدیث پر اکثر علما کا اتفاق ہے کہ جو کوئی جبر سے حد کا کام کرے اسکو حد نہین پڑیگی
باب النہی عن اقامۃ الحدود فی المسجد مسجد مین حد قائم کرنا منع ہے **عن** ابن عباس ان رسول اللہ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُقَامُ الْحُدُوْدُ فِی الْمَسَاجِدِ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد کے اندر حد نہ قائم کی جاوے **ف** کیونکہ وہ چیخے گا چلائیگا اور مسجدین آواز بلند کرنا منع ہے اور بعضون نے کہا مسجد کے نجس ہونیکا ڈر ہے اسکے خون وغیرہ سے اور حضرت عمر اور حضرت علی سے مروی ہے کہ جسپر حد لازم ہوتی اسکو مسجد سے باہر لیجا کر حد لگاتے اور غرض یہ ہے کہ مسجد ذکر الٰہی اور وعظ ونصیحت اور تلاوت قرآن اور نماز اور حکم اور فیصلے کے لیے موضوع ہے مار پیٹ اور سزا مسجد کے اندر مناسب نہین **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ جَلْدِ الْحَدِّ فِی الْمَسَاجِدِ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا مسجدون مین حد لگانے سے **بَابُ** التَّعْزِیْرِ تعزیر یعنے سزا کا بیان **ف** جن قصورون مین شرع مین کوئی حد مقرر نہین ان مین تعزیر دیجاتی ہے امام اور حاکم کو اختیار ہے کہ جسطرح سے چاہے سزا یعنے تعزیر دیوے حبس کے ساتھ یا ضرب کے ساتھ لیکن یہ ضرور ہے کہ تعزیر مین دس کوڑوان سے زیادہ نہ ماری جاوین اہلحدیث کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک ۳۹ کوڑون تک مار سکتے ہین **عَنْ** اَبِیْ بُرْدَۃَ بْنِ نِیَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ لَا یُجْلَدُ اَحَدٌ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ اِلَّا فِیْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰہِ ابو بردہ بن نیار سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کسیکو دس کوڑے دلے سے زیادہ نہ پڑینگے مگر اللہ کی کسی حد مین **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے نکالا اور حنفیہ نے اسکا خلاف کیا بغیر کسی عمدہ دلیل کے اور اُن کا یہ دعوی کہ یہ حدیث منسوخ ہے بے سند ہے اسکا ناسخ کون ہے اگر صحابہ کے آثار نقل کرین تو انکی سند دیکھنا چاہیے اگر سند صحیح بھی ہو تب بھی اُسنے حدیث منسوخ نہین ہوسکتی بلکہ احتمال ہے کہ یہ حدیث انکو نہ پہونچی ہو **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُعَزِّرُوْا فَوْقَ عَشْرَۃِ اَسْوَاطٍ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مت مارو دس کوڑون سے زیادہ **ف** کسی جرم کی سزا مین جس مین حد مقرر نہین اسحدیث کی اسناد مین دو شخص ضعیف ہین سمعیل بن عیاش اور عباد بن کثیر اور احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی اور حاکم نے بہز بن حکیم سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قید کیا ایک شخص کو تہمت مین ایک دن رات تک اور حضرت عمر نے حکم دیا خالد بن ولید کو انکے عمامہ سے باندھنے کا اور اوپر سرقہ کے باب مین گذرا کہ آپنے فرمایا اور بار سزا کی (روضہ) **بَابُ** الْحَدُّ کَفَّارَۃٌ حد کفارہ ہو گناہ کی **عَنْ** عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصَابَ مِنْکُمْ حَدًّا فَعُجِّلَتْ لَہٗ عُقُوْبَتُہٗ فَھُوَ کَفَّارَتُہٗ وَاِلَّا فَاَمْرُہٗ اِلَی اللّٰہِ عبادہ بن

صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم مین سے حد کا کوئی کام کرے پھر اسکو حد ہو جاوے تو وہی اسکا کفارہ ہی اور نہین تو اسکا اختیار اللہ سبحانہ و تعالی کو ہی **عن** علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اصاب فی الدنیا ذنبا فعوقب به فالله اعدل من ان يثنی عقوبته على عبده ومن اذنب ذنبا فی الدنیا فستره الله عليه فالله اكرم ان يعود فی شیء قد عفا عنه حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا مین گناہ کرے پھر اسکی سزا دیجاوے اسکو (یعنے حد) تو اللہ تعالی اس سے زیادہ عادل ہے کہ دوبار سزا دیوے اپنی بندیکو اور جو شخص دنیا مین گناہ کرے پھر اللہ تعالی اسکا گناہ ڈھانپ لیوے تو اسکا کرم اس سے زیادہ ہی کہ دوبارہ اسکا مواخذہ کری جسکو ایک بار معاف کر چکا **ف** یہ حدیث صحیح ہین اور ان سے یہ نکلتا ہے کہ حد سے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے محققین علما کا یہی قول ہے لیکن بعض علما نے کہا کہ حد سے گناہ معاف نہین ہوتا بلکہ گناہ کی معافی کے لیے توبہ درکار ہے اور اسکی کئی دلیلین ہین ایک یہ کہ محاربہ مین اللہ تعالی نے فرمایا ذالک لهم خزی فی الدنیا ولهم فی الاخرة عذاب اليم یعنے حد دنیا کی رسوائی ہے اور آخرت مین انکو دکھہ کی مار ہی دوسرے یہ کہ ایک روایت مین ہے مین نہین جانتا حدین کفارہ ہین یا نہین تیسرے یہ کہ ابو امیہ مخزومی کی حدیث مین گذرا کہ آپ نے چور سے فرمایا جب اس کا ہاتھ کاٹا گیا اللہ تعالے سے استغفار اور توبہ کر اللہ اعلم

باب الرجل يجد مع امراته رجلا مرد اپنی عورت کے پاس اجنبی مرد پاوی **عن** ابی هريرة ان سعد بن عبادة الانصاری قال يا رسول الله الرجل يجد مع امراته رجلا ايقتله قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا قال سعد بلى والذی اكرمك بالحق فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اسمعوا ما يقول سيدكم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی سعد بن عبادہ انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر مرد اپنی عورت کے پاس ایک غیر مرد پاوی کیا اسکو قتل کرے آپ نے فرمایا نہین سعد نے عرض کیا کیون نہین قسم اسکی جس نے آپ کو عزت دی سچائی کے ساتھ آپ نے فرمایا (انصار سے) دیکھو تمہارا سردار کیا کہتا ہے **ف** دوسری روایت مین ہی مین اس سے زیادہ غیرت رکھتا ہون اور اللہ تعالی مجھسے زیادہ غیرت رکھتا ہے آپ کا مطلب یہ تھا کہ سعد کا یہ کہنا بظاہر غیرت کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے مگر مجھہ کو اس سے زیادہ غیرت ہی اور اللہ تعالی کو مجھ سے بھی زیادہ غیرت ہے اسپر بھی اللہ تعالی نے جو شریعت کا حکم اتارا اسی پر چلنا بہتر ہے اور اختلاف ہی علما کا کہ کوئی شخص اگر اپنی عورت کے پاس غیر مرد کو پاوے تو اسکا مار ڈالنا درست ہی یا نہین یہ اختلاف اسصورت مین ہے جب اس مرد کو عورت سے برا کام کرتے دیکھے اور جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ اگر کوئی غیر مرد کو اپنی عورت کے ساتھ

یا کرا سکو قتل کرے تو وہ بھی قصاصاً قتل کیا جاویگا مگر جب گواہ قائم کرے زنا پر یا مقتول کے وارث اسکا اقرار کرین

عن سلمة بن المحبق قال قيل لابي ثابت سعد بن عبادة حين نزلت اية الحدود وكان رجلا غيورا ارأيت لو انك وجدت مع امرأتك رجلا اي شيء كنت تصنع قال كنت ضاربهما بالسيف انتظر حتى اجيء باربعة الى ما ذاك قد قضى حاجته وذهب او اقول رأيت كذا وكذا فتضربوني الحد ولا تقبلوا لي شهادة ابدا قال فذكر ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال كفى بالسيف شاهدا ثم قال لا اني اخاف ان يتتابع في ذلك السكران والغيران قال ابو عبد الله يعني ابن ماجة سمعت ابا زرعة يقول هذا حديث علي بن محمد الطنافسي وفاتني منه

سلمہ بن محبق سے روایت ہی ابو ثابت سعد بن عبادہ سے کہا گیا جب حدون کی آیتین اترین اور وہ غیرت دار آدمی تہے اب تم کیا کروگے اگر اپنے عورت کے ساتھ کسی غیر مرد کو پاؤگے انہون نے کہا مین دونون کو تلوار سے مارون گا کیا مین انتظار کرتا رہون کہ چار گواہون کو لیکر آؤن اس شخص کے لیے جو برا کام کر رہا ہے) اور وہ اپنا کام پورا کرکے چلدیا ہو یا مین لوگون سے کہون کہ فلان شخص کو مینے ایسا کام کرتے دیکہا وہ مجھکو حد قذف لگادین اور پہر میری گواہی کبہی قبول نکرین پہر سعد نے یہہ قصہ انحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا آپنے فرمایا تلوار کی گواہی کافی ہے (یعنے جب عورت اور مرد بری کام مین مصروف ہون تو ان دونون کو مار ڈالے انکا اسحالت مین مارا جانا ہی عمدہ ثبوت ہی خاوند کے بیان کا) پہر فرمایا نہین (یعنے مین قتل کی اجازت نہین دیتا) مین ڈرتا ہون متوالے اور غیرت والی ایسا برابر کرنے لگین کہ لوگون کے خون کرین جب ان سی مواخذہ ہو تو یہ کہین کہ میری عورت کے ساتھ برے کام مین مصروف تہا حالانکہ اس مرد نے برا کام نہ کیا ہو تو آپنے اجازت ندی قتل کی اس صورت مین جب کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ غیر مرد کو برے کام مین دیکھے پس اگر کوئی قتل کرے تو وہ قصاصاً قتل کیا جاوے گا لیکن اگر اپنے بیان مین سچا ہوگا تو آخرت مین اس سے مواخذہ نہ ہوگا **ف** ابن ماجہ نے کہا مین نے ابو زرعہ سے سنا وہ کہتے تہے یہ روایت ہی علی بن محمد طنافسی کی اور مجہے اس مین سے کچہ جاتی رہی

باب من تزوج امرأة ابيه من بعده

جو کوئی اپنے باپ کی جورو سے نکاح کرے باپ کے مرنے کے بعد

عن البراء بن عازب قال مر بي خالي سماه هشيم في حديثه الحرث بن عمرو وقد عقد له النبي صلى الله عليه وسلم لواء فقلت له اين تريد فقال بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم الى رجل تزوج امراة ابيه من بعده فامرني ان اضرب عنقه

براء بن عازب سے روایت ہی میرے سامنے سی میرے ماموں گذرے ہشیم راوی نے انکے ماموں کا نام بیان کیا حارث

بن عمرو) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو ایک جھنڈا باندھ دیا تھا تو میں نے ان سے پوچھا تم کہاں جاتے ہو انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک شخص کے پاس بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اسکی جورو سے (یعنے سوتیلی ماں سے) نکاح کر لیا آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اسکی گردن ماروں **ف** یہ حدیث رد کرتی ہے ابوحنیفہ کے مذہب کو کیونکہ انکے نزدیک جب کوئی محرم سے نکاح کرے تو اسکو حد نہ پڑیگی لیکن تعزیر ہوگی اور ممکن ہے جواب ابوحنیفہ کیطرف سے کہ یہ قتل تعزیراً تھا نہ حداً اور شافعی اور مالک اور احمد سب کے نزدیک اسصورت میں حد پڑیگی

عن مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ وَأُصَفِّيَ مَالَهُ قرہ سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو بھیجا ایک شخص کے پاس جس نے اپنے باپ کی جورو سے نکاح کر لیا تھا کہ میں اسکی گردن ماروں اور اسکا مال سب لے لوں **ف** اس حدیث سے نکلا کہ ہماری شریعت میں تعزیر مالی درست ہے اور اوپر سرقہ کے باب میں گذر چکا کہ آپ نے فرمایا اس سے دگنی قیمت لی جاویگی اور بعضوں نے کہا یہ شخص مرتد ہو گیا تھا تو آپ نے اسکے قتل کا حکم دیا اسلیے کہ حد زنا میں مال ضبط نہیں ہوتا

باب مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ جس نے اپنے باپ کے سوا دوسرے کو باپ بنایا یا اپنے مولےٰ کے سوا دوسرے کو مولیٰ ظاہر کیا

عن ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ انْتَسَبَ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ابن عباس سے روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا نسب لگاوے اپنے باپ کے سوا اور کسی سے اور جو کوئی (غلام لونڈی) اپنا مولی بتاوے کسی اور کو سوا اپنے مولی کے اسپر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی

عن سَعْدٍ وَأَبِي بَكْرَةَ وَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يَقُولُ سَمِعَتْ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ سعد اور ابوبکرہ دونوں سے روایت ہے ہر ایک نے یوں کہا کہ میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص اپنے باپ کے سوا اور کسیکا بیٹا بنے اور وہ جانتا ہے کہ جسکا بیٹا بنا ہے وہ اسکا باپ نہیں ہے تو اسپر جنت حرام ہوگی **ف** یہ تشدداً فرمایا کیونکہ مسلمان ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہ سکتا یا مراد وہ ہے جو اس کام کو درست سمجھے وہ کافر ہو جاوے گا

عن عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے باپ کے سوا اور کسیکا بیٹا بنے وہ جنت کی خوشبو

نہ سونگھے گا حالانکہ جنت کی خوشبو پانسو برس کی راہ سے آتی ہے **باب** مَنْ نَفَى رَجُلًا مِنْ قَبِيلَتِهِ جو شخص کسی شخص کو اسکے قبیلے سے نکالے **عن** الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَفْدِ كِنْدَةَ وَلَا يَرَوْنِي إِلَّا أَفْضَلَهُمْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَسْتُمْ مِنَّا فَقَالَ نَحْنُ بَنُو النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ لَا نَقْفُو أُمَّنَا وَلَا نَنْتَفِي مِنْ أَبِينَا قَالَ فَكَانَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ يَقُولُ لَا أُوتَى بِرَجُلٍ نَفَى رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ مِنَ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ إِلَّا جَلَدْتُهُ الْحَدَّ اشعث بن قیس سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا کندہ کے لوگوں میں (کندہ ایک قبیلہ ہے یمن میں اسکے جد اعلےٰ کا نام ثور بن عفیر تھا اس نے اپنے باپ کو رنج دیا اور باپ سے علاحدہ ہوکر اپنے ننہیال سے جا ملا اسوجہ سے کندہ اسکا لقب ہوا کند اور تکنید رنج دینا) وے مجھے اپنے میں افضل سمجھتے تھے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ہم میں سے نہیں ہیں آپ نے فرمایا ہم نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں (جو جد اعلےٰ تھا قریش کا) اور ہم اپنی ماں کو تہمت نہیں لگاتے (غیر قبیلہ میں شریک ہوکر) اور اپنے باپ سے علاحدہ نہیں ہوتے راوی نے کہا تو اشعث بن قیس کہتے تھے میرے پاس جب کوئی ایسا شخص آوے گا جو کسی قریشی کو کہے تو نضر بن کنانہ کی اولاد نہیں تو میں اسکو حد قذف ماروں گا **ف** اسلیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قریش نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں **باب** الْمُخَنَّثِينَ ہیجڑوں کا بیان **ف** ہیجڑے اور زنانہ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو جو قدرتی انکے اعضا میں نرمی ہوتی ہے اور نامرد ہوتے ہیں انپر کچھ ملامت نہیں ہے دوسرے جو بناکر نامرد کیے جاتے ہیں یعنی ان کے عضو تناسل کاٹے جاتے ہیں یہ ملعون ہیں دوسری حدیث سے **عن** صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ عَمْرُو بْنُ قُرَّةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ قَدْ كَتَبَ عَلَيَّ الشِّقْوَةَ فَمَا أُرَانِي أُرْزَقُ إِلَّا مِنْ دُفِّي بِكَفِّي فَأْذَنْ لِي فِي الْغِنَاءِ فِي غَيْرِ فَاحِشَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا آذَنُ لَكَ وَلَا كَرَامَةَ وَلَا نُعْمَةَ عَيْنٍ كَذَبْتَ أَيْ عَدُوَّ اللَّهِ لَقَدْ رَزَقَكَ اللَّهُ طَيِّبًا حَلَالًا فَاخْتَرْتَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْكَ مِنْ رِزْقِهِ مَكَانَ مَا أَحَلَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَكَ مِنْ حَلَالِهِ وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ إِلَيْكَ لَفَعَلْتُ بِكَ وَفَعَلْتُ قُمْ عَنِّي وَتُبْ إِلَى اللَّهِ أَمَا إِنَّكَ إِنْ فَعَلْتَ بَعْدَ التَّقْدِمَةِ إِلَيْكَ ضَرَبْتُكَ ضَرْبًا وَجِيعًا وَحَلَقْتُ رَأْسَكَ مُثْلَةً وَنَفَيْتُكَ مِنْ أَهْلِكَ وَأَحْلَلْتُ سَلَبَكَ نُهْبَةً لِفِتْيَانِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَقَامَ عَمْرٌو وَبِهِ مِنَ الشَّرِّ وَالْخِزْيِ مَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَؤُلَاءِ الْعُصَاةُ مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ بِغَيْرِ تَوْبَةٍ حَشَرَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا كَانَ فِي الدُّنْيَا مُخَنَّثًا عُرْيَانًا لَا يَسْتَتِرُ مِنَ النَّاسِ بِهُدْبَةٍ كُلَّمَا قَامَ صُرِعَ صفوان بن امیہ سے روایت ہے ہم آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے اتنے میں عمرو بن قرہ آپکے پاس آیا اور بولا یا رسول اللہ بے شک اللہ تعالی نے میرے اوپر بدبختی لکھی تو مجھکو روزی کی کوئی راہ نہیں بتلائی مگر یہ کہ اپنے ہاتھ سے دف بجا کر روٹی پیدا کروں تو مجھکو اجازت دیجیے گانے کی صرف بغیر فسق اور فجور کے (یعنے اور کوئی برا کام نہیں کرونگا) آپ نے فرمایا میں تجھے اجازت نہیں دونگا اور تجھے عزت نہیں دونگا اجازت دیکر نہ تیری آنکھ ٹھنڈی کرونگا جھوٹ بولتا ہے تو اے اللہ کے دشمن اللہ تبارک وتعالی نے تجھکو حلال طیب روزی دی لیکن تو نے وہ روزی اختیار کی جسکو اوسنے حرام کیا تجھپر حلال کے بدل اور اگر میں پہلے تجھکو اس کام سے منع کر چکا ہوتا تو میں تجھکو سزا دیتا اور ضرور سزا دیتا اٹھہ میرے پاس سے دور ہو اور توبہ کر اللہ تعالے کیطرف اور خبردار رہ اگر پھر تو نے یہ کام کیا جسکو میں تجھکو منع کر چکا تو میں تجھکو ماروں گا دکھکی مار اور تیرا سر مونڈ ڈالونگا مثلہ کرونگا (مثلہ کے معنے ناک کان کاٹنا وہ تو منع ہے ہماری شرع میں لیکن سر منڈا کر مثلہ کرنا جائز ہے) اور تجھکو نکلوا دونگا تیرے لوگوں میں سے اور تیرا سامان (لباس وغیرہ) حلال کر دونگا (یعنے لٹوا دونگا مدینہ کے جوانوں کو یہ سنکر عمرو کھڑا ہوا اور اسکو ایسی ذلت اور رسوائی ہوئی کہ اللہ تعالی ہی جانتا ہے جب پیٹھ موڑ کر چلا تو آپ نے فرمایا یہی لوگ پاپی (گنہ گار) ہیں جو ان میں سے بغیر توبہ کیے مر جاوے اللہ تعالی اسکو اسیطرح حشر کرے گا جیسے وہ دنیا میں تھا مخنث (زنانہ) ننگا لوگوں سے اپنا ستر نہیں چھپا دیگا اپنی عادت کے موافق (ایک روایت میں ہدبۃ ہے یا موصدہ ہی یعنے کپڑے کے کنارے سی اور یہ ترجمہ اسصورت میں ہے جب ہدبہ ہو جب کھڑا ہوگا تو گر پڑے گا ف جیسے دنیا میں نازو نخرے سی ایسا کیا کرتا آخرت میں عذاب کے طور پر اسکا یہ حال ہوگا اور یہجو فرمایا کہ وہ ننگا حشر کیا جاویگا تو اسمیں یہ شبہ ہوتا ہی کہ دوسری حدیث میں ہے کہ تم سب ننگے پاؤں ننگے بدن حشر کیے جاؤگے تو مخنث کی کیا خصوصیت رہی اور اسکا جواب ممکن ہے اسطرح کہ گو سب لوگ ننگے حشر ہونگے مگر اللہ تعالی قدرتی لباس سے سبکے ستر ڈھانک دیگا الا مخنث کا ستر کھلا رہیگا کیونکہ وہ دنیا میں بھی اپنا ستر کھولتا اور شرم نہ کرتا اس حدیث سے کئی باتیں نکلیں ایک یہ کہ مخنث کا گانا اور دف بجانا یہ بھی حلال پیشہ نہیں ہے اگرچہ وہ فحش نہ کرا دے دوسرے یہ کہ مخنث کا گانا اور بجانا سننا درست نہیں ہے اسلیے کہ مخنث کو دیکھہ کر گناہ کی رغبت ہوتی ہے اور جب مخنث کا گانا سننا درست نہ ہوا تو فوحش جوان عورتوں کا گانا سننا بطریق اولے درست نہ ہوگا تیسرے یہ کہ مباح فعل میں جب گناہ کا ڈر ہو تو وہ ناجائز ہو جاتا ہے صرف دف بجانا اور گانا دوسری حدیثوں سے مباح ہے مگر مخنث کو دست و زبان سے آپنے منع فرمایا چوتھے یہ کہ اہل معاصی اور فواحش کا سر مونڈنا اور اسکو ذلیل کرنا درست ہے حاکم کے لیے پانچویں یہ کہ سر مونڈ کر مثلہ

کرنا حرام ہشانہ نہین ہے چھٹی یہ کہ اہل معاصی کا مال لٹا دینا درست ہی ساتوین یہ کہ جرمانہ مالی ہماری شریعت مین جائز ہے اور اوپر سرقہ کے باب مین گذرا کہ دوگنی قیمت دیوی اور آپنے اسکی مال کی ضبطی کا حکم دیا جسنے اپنے باپ کی جورو سے نکاح کر لیا تھا یہ بھی اوپر گذر چکا بعضون نے گمان کیا کہ ہماری شریعت مین تعزیر بالمال درست نہین ہے آٹھوین یہ کہ حاکم اسلام کو روکنا چاہیے مخنثون اور فواحش عورتون کو گانے اور بجانے کے پیشے سو گروہ مخنث نہ کراوین کیونکہ انکا گانا بجانا ذریعہ ہے فحش کا واللہ اعلم عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَیْهَا فَسَمِعَ مُخَنَّثًا وَهُوَ يَقُولُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي اُمَيَّةَ اِنْ يَفْتَحِ اللّٰهُ الطَّائِفَ غَدًا دَلَلْتُكَ عَلَى امْرَاَةٍ تُقْبِلُ بِاَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہی آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے پاس گئے وہان ایک مخنث کو دیکھا وہ عبداللہ بن ابی امیہ سے کہہ رہا تھا اگر اللہ تعالی کل طائف کو فتح کرادیوے تو مین تجھہ کو ایک عورت بتلاؤن گا جو سامنے آتی ہے چار بٹون سے اور جب پیٹھ موڑتی ہی تو آٹھ بٹون سے (وہی چار بٹین دونو طرف سی آٹھ بٹین معلوم ہوتی ہین غرض یہ ہے کہ وہ عورت موٹی اور پر گوشت ہے عرب لوگ ایسی عورتون کو پسند کرتے تھے) یہ سنکر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انکو نکالو اپنے گھرون سے

ف یعنے مخنثون کو پہلے اس مخنث کو حضرت بی بی ام سلمہ نے یہ سمجھکر اجازت دی ہوگی کہ وہ غیر اولی الاربہ مین سے ہی یعنے ان لوگون مین ہی جنکو عورتون کا خیال نہین ہوتا جیسے کمیرے بھنگی سقا وغیرہ جب آپنے دیکھا کہ وہ عورتون کی خوبی اور برائی کو سمجھتا ہے تو اسکی نکالنے کا حکم دیا اس مخنث کا نام ہیت تھا بعضون نے کہا یہ مدینہ سے ہی نکالدیا گیا شہر کے باہر رہا کرتا حضرت عمر نے اپنی خلافت مین سنا کہ وہ بہت بوڑھا ہوگیا ہے اور روٹیون سے محتاج ہی تو ہفتہ مین ایک بار اسکو اجازت دی شہر مین آنیکی کہ بھیک مانگ لیکر چلا جایا کرے ۔

اَبْوَابُ الدِّيَاتِ باب قتل اور قصاص اور دیت کے احکام کے **بَابُ التَّغْلِيظِ فِي قَتْلِ مُسْلِمٍ ظُلْمًا** مسلمان کو ناحق قتل کرنا کتنا بڑا گناہ ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے جس چیز کا فیصلہ کیا جاویگا قیامت کے دن وہ خون کا ہوگا ف یعنے خون کا فیصلہ سب سے پہلے کیا جاویگا اور قاتل کو سزا دیجاوے گی جس نے ظلم سے قتل کیا ہو سکو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا لِاَنَّهُ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ظلم سے مارا جاوے

اسکا گناہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کو ہوتا ہے جس نے دنیا میں سب سے پہلے قتل نکالا ف دنیا میں سب سے پہلے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو ناحق مارا اسد تعالیٰ ہر ناحق قتل کے عذاب کا ایک حصہ اسپر کیے گا یہی حکم ہے بری بات نکالنیوالے پر قیامت تک اسکو عذاب بڑھتا جاوے گا اور جو کوئی اچھی بات جاری کرے اسکو قیامت تک ثواب ہوتا رہیگا **عن** عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول ما یقضی بین الناس یوم القیامۃ فی الدماء عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اول جس کا فیصلہ کیا جاویگا لوگوں میں قیامت کے دن وہ خون ہوگا **عن** عقبۃ بن عامر الجھنی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لقی اللہ لا یشرک بہ شیئا لم یتند بدم حرام دخل الجنۃ عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ سے ملے اور اس نے شرک نہ کیا ہو نہ خون ناحق تو وہ جنت میں جاویگا **عن** البراء بن عازب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لزوال الدنیا اھون علی اللہ من قتل مؤمن بغیر حق براء بن عازب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا البتہ دنیا کا بگڑ جانا اللہ تعالیٰ پر آسان ہے ایک مومن کو ناحق قتل کرنے سے (معاذ اللہ مومن کا ناحق خون اللہ تعالیٰ کو ساری دنیا کے تباہ ہوجانے سے زیادہ ناگوار ہے) **عن** ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اعان علی قتل مؤمن بشطر کلمۃ لقی اللہ عز وجل مکتوب بین عینیہ آیس من رحمۃ اللہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مومن کو قتل کرنے میں مدد کرے ایک آدھی بات کہکر (یعنے ایک کلمہ بھی کہکر) تو وہ اللہ جل جلالہ سے اس حال میں ملیگا کہ اسکی پیشانی پر لکھا ہوگا یہ مایوس ہے اسکی رحمت سے

باب ھل لقاتل مؤمن توبۃ کیا مومن کو قتل کرنے والے کی توبہ قبول ہے یا نہیں

عن سالم بن ابی الجعد قال سئل ابن عباس عمن قتل مؤمنا متعمدا ثم تاب وامن وعمل صالحا ثم اھتدی قال ویحہ وانی لہ الھدی سمعت نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم یقول یجیء القاتل والمقتول یوم القیمۃ متعلق برأس صاحبہ یقول رب سل ھذا لم قتلنی واللہ لقد انزلھا اللہ عز وجل علی نبیکم ثم ما نسخھا بعد ما انزلھا سالم بن ابی الجعد سے روایت ہے ابن عباس سے پوچھا گیا وہ شخص جو مومن کو قتل کرے عمداً پھر توبہ کرے اور ایمان لاوے اور نیک عمل کرے اور ہدایت کی راہ اختیار کرے انہوں نے کہا افسوس وہ کہاں سے ہدایت کی راہ پاسکتا ہے میں نے سنا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے قاتل قیامت کے دن آویگا اور مقتول اس کے سر سے لٹکا ہوگا وہ کہے گا اے رب پوچھ اس سے اس نے کیوں مجھکو کیوں قتل کیا

قسم خدا کی اللہ تعالیٰ نے قتل ناحق کی آیت کو اتارا ومن یقتل مومنا متعمدا اخیر تک تمہارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر پھر اسکو منسوخ نہیں کیا جب سے اتارا ف اس آیت میں یہ ہے جو کوئی مومن کو عمداً قتل کرے تو اسکا بدلہ جہنم ہے وہ ہمیشہ اس میں رہے گا اور اللہ تعالیٰ اس پر غصہ ہوا اور اس پر لعنت کی اور اسکے لیے بڑا عذاب طیار کیا۔ ابن عباس اور معتزلہ اور خوارج کا یہی قول ہے کہ قاتل مومن کی توبہ مقبول نہیں اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہیگا اور جمہور اہلسنت کا یہ مذہب ہے کہ وہ گناہ کبیرہ ہے بلکہ اکبر الکبائر ہے اس میں کچھ شک نہیں لیکن مرتکب کبیرہ کا فر نہیں ہوتا بدلیل اور اور آیات اور احادیث کی تو ایکدن اسکو ضرور جہنم سے خلاصی ہوگی گو مدت دراز کے بعد سہی اور آیت میں خلود سے مکث طویل یعنے بہت دنوں تک رہنا مراد ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِعَتْہُ اُذُنَایَ وَوَعَاہُ قَلْبِیْ اِنَّ عَبْدًا قَتَلَ تِسْعَۃً وَّتِسْعِیْنَ نَفْسًا ثُمَّ عُرِضَتْ لَہُ التَّوْبَۃُ فَسَأَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَھْلِ الْاَرْضِ فَدُلَّ عَلٰی رَجُلٍ فَاَتَاہُ فَقَالَ اِنِّیْ قَتَلْتُ تِسْعَۃً وَّتِسْعِیْنَ نَفْسًا فَھَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَۃٍ قَالَ بَعْدَ تِسْعَۃٍ وَّتِسْعِیْنَ نَفْسًا قَالَ فَانْتَضٰی سَیْفَہٗ فَقَتَلَہٗ فَاَکْمَلَ بِہِ الْمِائَۃَ ثُمَّ عُرِضَتْ لَہُ التَّوْبَۃُ فَسَأَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَھْلِ الْاَرْضِ فَدُلَّ عَلٰی رَجُلٍ فَاَتَاہُ فَقَالَ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِائَۃَ نَفْسٍ فَھَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَۃٍ قَالَ فَقَالَ وَیْحَکَ وَمَنْ یَحُوْلُ بَیْنَکَ وَبَیْنَ التَّوْبَۃِ اُخْرُجْ مِنَ الْقَرْیَۃِ الْخَبِیْثَۃِ الَّتِیْ اَنْتَ فِیْھَا اِلَی الْقَرْیَۃِ الصَّالِحَۃِ قَرْیَۃِ کَذَا وَکَذَا فَاعْبُدْ رَبَّکَ فِیْھَا فَخَرَجَ یُرِیْدُ الْقَرْیَۃَ الصَّالِحَۃَ فَعَرَضَ لَہٗ اَجَلُہٗ فِی الطَّرِیْقِ فَاخْتَصَمَتْ فِیْہِ مَلَائِکَۃُ الرَّحْمَۃِ وَمَلَائِکَۃُ الْعَذَابِ قَالَ اِبْلِیْسُ اَنَا اَوْلٰی بِہٖ اِنَّہٗ لَمْ یَعْصِنِیْ سَاعَۃً قَطُّ قَالَ فَقَالَتْ مَلَائِکَۃُ الرَّحْمَۃِ اِنَّہٗ خَرَجَ تَائِبًا قَالَ ھَمَّامٌ فَحَدَّثَنِیْ حُمَیْدُ الطَّوِیْلُ عَنْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ فَبَعَثَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ مَلَکًا فَاخْتَصَمُوْا اِلَیْہِ ثُمَّ رَجَعُوْا فَقَالَ انْظُرُوْا اَیُّ الْقَرْیَتَیْنِ کَانَتْ اَقْرَبَ فَاَلْحِقُوْہُ بِاَھْلِھَا قَالَ قَتَادَۃُ فَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ لَمَّا حَضَرَہُ الْمَوْتُ احْتَفَزَ بِنَفْسِہٖ فَقَرُبَ مِنَ الْقَرْیَۃِ الصَّالِحَۃِ وَبَاعَدَ مِنْہُ الْقَرْیَۃَ الْخَبِیْثَۃَ فَاَلْحَقُوْہُ بِاَھْلِ الْقَرْیَۃِ الصَّالِحَۃِ ابو سعید خدری سے روایت ہے انہوں نے کہا کیا میں تم سے بیان نہ کروں اس بات کو جو میں نے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے سنی ہے میرے دونوں کانوں نے اسکو سنا اور میرے دل نے اسکو یاد رکھا ایک شخص تھا (اگلے زمانہ میں) اس نے ننانوے ۹۹ آدمیوں کو قتل کیا (ناحق) اب اسکو توبہ کا خیال آیا اور اس نے دریافت کیا کہ ساری زمین میں کون بڑا عالم ہے لوگوں نے بتلایا کہ فلاں شخص سب سے بڑا عالم ہے ایہ شخص اسکے پاس گیا اور کہا میں نے ننانوے ۹۹ آدمیوں کو قتل کیا ہے کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے وہ بولا واہ ننانوے

آدمیون کو مار کر اب توبہ کرتا ہے اس شخص نے (مایوس ہو کر) اپنی تلوار کھینچی اور اس عالم کو بھی مار کر سو خون پورے
کر دیے پھر اسکو توبہ کا خیال آیا اس نے دریافت کیا اب زمین مین بڑا عالم کون ہے لوگون نے بتلایا وہ اسکے پاس گیا اور
کہا کہ مین نے سو خون ناحق کیے ہین کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے وہ بولا افسوس ہے تجھ پر بھلا توبہ کو کون روک
سکتا ہے لیکن تو اس ناپاک بستی سے (جہان تو نے اتنے سخت گناہ کیے) نکل جا اور فلانی نیک بستی مین جا (اس بستی کا نام
لیا) وہان جا کر اپنے مالک کی عبادت کر وہ شخص اس بستی کو جانے کی نیت سے نکلا راہ مین اسکی موت آن پہونچی اور
رحمت کے فرشتون اور عذاب کے فرشتون نے اسکی باب مین جھگڑا کیا شیطان نے کہا (اس شخص کی نسبت مجھ سے زیادہ
ہے اپنے مین اسکا زیادہ حقدار ہون) اس نے ایک ساعت بھی میری نافرمانی نہین کی اور رحمت کے فرشتون نے
کہا (وہ توبہ کر کے نکلا تھا اور رحمت کا مستحق ہوا صدقے اپنے مالک کے رحمت و عنایت کے اگر وہ ایسا نہ کرے
تو بندون کا کہان ٹھکانا لگے) ہمام نے کہا جو راوی ہے اس حدیث کا مجھ سے حمید طویل نے حدیث بیان کی بکر بن
عبداللہ سے اس نے ابو رافع سے کہ جب رحمت کے فرشتون اور عذاب کے فرشتون مین ایسا جھگڑا ہونے لگا) تو اللہ
جل جلالہ نے ایک فرشتے کو (انکا فیصلہ کرنے کیلیے) بھیجا دونون طرف کے فرشتے اسکی طرف رجوع ہوئے اس نے کہا
دیکھو وہ شخص کس بستی سے زیادہ نزدیک ہو کر مرا ہے (آیا گناہ کی بستی سے جہان سے نکلا تھا یا نیک بستی سے
جہان جاتا تھا) جس بستی سے نزدیک ہو اسکے لوگون مین اسکو شریک کرو قتادہ نے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا)
مجھ سے حسن بصری نے بیان کیا کہ جب اس شخص کو موت آن پہونچی تو گھسٹ گھسٹ کر (یا محنت کر کے) وہ نیک بستی
سے قریب ہو گیا اور بری بستی سے دور ہو گیا آخر فرشتون نے اسکو نیک بستی کے لوگون مین شریک کیا **ف** اور نیکون
مین وہ شخص لکھا گیا سبحان اللہ اگر مالک کے رحم و کرم کو دیکھو تو امید ایسی بڑھ جاتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی گناہ گار کو عذاب
نہ کریگا اگر اسکے غضب اور عدل اور قہر کیطرف خیال کرو تو اپنے عملون کا حال دیکھکر خوف ایسا طاری ہوتا ہے کہ معاذ اللہ
ایمان اسیکا نام ہے کہ آدمی خوف اور رجا کے بیچ مین رہے اگر خوف ایسا غالب ہوا کہ امید بالکل جاتی رہے تب بھی
آدمی گمراہ ہو گیا اگر امید ایسی غالب ہوئی کہ خوف بالکل جاتا رہا جب بھی اہل ہدایت اور اہل سنت مین سے باہر ہو گیا اس
حدیث سے یہ نکلا کہ گناہ کو کسیقدر ہون پر آدمی کو توبہ کا خیال نہ چھوڑنا چاہیے اور گناہون کیوجہ سے اللہ جل جلالہ کے
رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہیے وہ ارحم الراحمین بندہ نواز ہے اور اسکا ارشاد ہے رحمتی سبقت علی غضبی اور آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین مغفرتک ارجی عندی من عملی اور یہ بھی نکلا کہ قاتل مومن کی توبہ قبول ہو سکتی ہے گو اس
مین شک نہین کہ قتل مومن سخت بڑا گناہ ہے اور قاتل مومن کی جزا یہی ہے کہ اسپر عذاب الہی اترے دنیا یا آخرت یا دونون

مین حجاج بن یوسف ثقفی جو ایک ظالم مشہور تھا اور جس نے کئی ہزار صلحا اور نیک بندون کو ناحق قتل کروایا تھا جب مرنے
لگا تو کہتا تھا یا اللہ بخشدے مجھ کو اسلیے کہ لوگ کہتے ہین تو مجھکو نہین بخشیگا یہ کلام اس کا کسی نے امام حسن بصری رح
سے نقل کیا انہون نے کہا عسے یعنے کچھ عجب نہین اگر اللہ تعالی اسکو بخشدیوے مگر اسحدیث اور ایسی اور حدیثون کیوجہ سے
جن سے امید کو ترقی ہوتی ہے یہ کوئی نہ سمجھے کہ گناہ ضرور بخشدیا جاویگا پھر گناہ سے بچنا کیا ضرور ہے کیونکہ گناہ پر عذاب
تو وعدہ الٰہی سے معلوم ہو چکا ہے اب مغفرت وہ مالک کے اختیار مین ہے بندے کو ہرگز معلوم نہین ہو سکتا کہ اسکی توبہ قبول
ہوئی یا نہین اور اسکی مغفرت ہوگی یا نہین پس ایسے موہوم خیال پر گناہ کا ارتکاب کر بیٹھنا اور اللہ جل جلالہ کی مغفرت
پر تکیہ کر لینا بڑی حماقت اور سفاہت ہے ہر وقت گناہ سے بچتا رہے خصوصاً حقوق العباد سے اگر کبھی کوئی گناہ شامت
نفس سے سرزد ہو جاوے تو اس سے توبہ کرے دل و جان سے اپنے مالک کے سامنے گڑگڑاوے اور رووے اور عہد کرے کہ
پھر ایسا گناہ نہ کرونگا تو کیا عجب ہے کہ مالک اسکا گناہ بخشدیوے وہ غفور اور رحیم ہے۔ ایک بار مین نے مولانا
فضل رحمان صاحب نقشبندی دام فیوضہ سے اپنے گناہون کی کثرت کی شکایت کی آپ نے یہ آیت پڑھی قُلْ يَا عِبَادِيَ
الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ
الرَّحِيمُ یعنے کہدے اے محمد لے میرے بندو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ تعالی سب گناہون کو بخش سکتا ہے
وہ بخشنے والا مہربان ہے یا اللہ تو اسحدیث اور اس آیت کی برکت سے ہمارے گناہون کو بخشدے اور اپنے نیک بندون
کے تصدق سے ہمکو آتش دوزخ اور عذاب قبر اور عذاب حشر اور ہر ایک آفت اور تکلیف سے بچالے آمین یا رب العالمین
عَنْ هَمَّامٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ دوسری روایت بھی ایسے ہی ہی **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو امام مسلم نے بھی نکالا۔

بَابُ مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِالْخِيَارِ بَيْنَ إِحْدَى ثَلَاثٍ جسکا کوئی عزیز مارا جاوے تو اسکی وارث کو اختیار
ہے تین باتون مین سے ایک بات کا عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
أُصِيبَ بِدَمٍ أَوْ خَبْلٍ وَالْخَبْلُ الْجِرَاحُ فَهُوَ بِالْخِيَارِ بَيْنَ إِحْدَى ثَلَاثٍ فَإِنْ أَرَادَ الرَّابِعَةَ فَخُذُوا عَلَى
يَدَيْهِ أَنْ يَقْتُلَ أَوْ يَعْفُوَ أَوْ يَأْخُذَ الدِّيَةَ فَمَنْ فَعَلَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَعَادَ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا
أَبَدًا ابو شریح خزاعی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا خون کیا جاوے یا وہ زخمی
کیا جاوے تو اسکو (یا اسکے وارث کو) اختیار ہے تین باتون مین سے کوئی ایک بات کرنے کا اگر وہ چوتھی بات
کرنا چاہے تو اسکو روکو وہ تین باتین یہ ہین یا تو قصاصاً قاتل کو قتل کرے یا معاف کر دیوے یا دیت لیوے اب
جب ان باتون مین سے کوئی ایک بات کر لیوے پھر کوئی چوتھی بات زیادتی کی کرے تو اسکی لیے دوزخ کی آگ ہے

ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیگا **ف** اسکو نکالا احمد اور ابوداؤد نے بھی اور اسکی اسناد میں سفیان بن ابی العوجا ہے
اس میں کلام ہے اور محمد بن اسحاق بھی ہے اس نے عن عن سے روایت کی ہے **عن** اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قُتِلَ لَہٗ قَتِیْلٌ فَھُوَ بِخَیْرِ النَّظَرَیْنِ اِمَّا اَنْ یَّقْتُلَ وَاِمَّا اَنْ یَّفْدِیَ ابوہریرہ رضی
اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکا کوئی عزیز مارا جاوے تو اسکو اختیار ہے دو باتوں
میں سے جو بھلی لگے وہ کرے یا تو قصاصاً قاتل کو قتل کرے یا فدیہ لیوے **ف** یعنے دیت اور ایک اور تیسری بات ہے
کہ معاف کر دیوے یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا اور ابن مسعود سے بھی ایسا ہی مروی ہے صحیحیہ
وغیرہ میں اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہ سے بھی ایسے ہی روایت ہے اور بخاری نے ابن عباس سے نکالا کہ بنی اسرائیل میں
قصاص تھا لیکن دیت نہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کتب علیکم القصاص فی القتلی اخیر تک اور قرآن میں
ہے ولکم فی القصاص حیوۃ غرض ان آیات اور احادیث سے قصاص ثابت ہے اور اسپر اجماع ہے علماء کا **باب**
مَنْ قَتَلَ عَمَدًا فَرَضُوْا بِالدِّیَۃِ ایک شخص نے عمداً قتل کیا پھر مقتول کے وارث دیت پر راضی ہو گئے۔
عن زَیْدِ بْنِ ضُمَیْرَۃَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ وَعَمِّیْ وَکَانَا شَھِدَا حُنَیْنًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَا
صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّھْرَ ثُمَّ جَلَسَ تَحْتَ شَجَرَۃٍ فَقَامَ اِلَیْہِ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ وَھُوَ
سَیِّدُ خِنْدِفٍ یَرُدُّ عَنْ دَمِ مُحَلِّمِ بْنِ جَثَّامَۃَ وَقَامَ عُیَیْنَۃُ بْنُ حِصْنٍ یَطْلُبُ بِدَمِ عَامِرِ بْنِ الْاَضْبَطِ وَکَانَ
اَشْجَعِیًّا فَقَالَ لَھُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ تَقْبَلُوْنَ الدِّیَۃَ فَاَبَوْا فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ لَیْثٍ یُقَالُ لَہٗ مُکَیْتِلٌ
فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ مَا شَبَّھْتُ ھٰذَا الْقَتِیْلَ فِیْ غُرَّۃِ الْاِسْلَامِ اِلَّا کَغَنَمٍ وَرَدَتْ
فَرُمِیَتْ فَنَفَرَ اٰخِرُھَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَکُمْ خَمْسُوْنَ فِیْ سَفَرِنَا وَخَمْسُوْنَ اِذَا رَجَعْنَا فَقَبِلُوا
الدِّیَۃَ زید بن ضمیرہ سے روایت ہے میرے باپ اور چچا نے روایت کیا وہ دونو جنگ حنین میں موجود تھے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اون دونو نے کہا آپ نے ظہر کی نماز پڑہی پھر آپ ایک درخت کے تلے بیٹھے تو اقرع بن
حابس آپکی طرف اُٹھ گئے اور وہ سردار تھے قبیلہ خندف کے اور رد کرتے تھے قصاص کو محلم بن جثامہ سے
ف محلم بن جثامہ نے عامر بن اضبط کو جو قبیلہ اشجع میں سے تھے مار ڈالا تھا تو اقرع کہتے تھے محلم سے قصاص
نہ لیا جاوے اور عیینہ قصاص پر زور دیتے تھے **ف** اور عیینہ عامر بن اضبط کی خون کا دعویٰ کرتے تھے وہ
اشجعی تھے آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے فرمایا تم دیت قبول کرتے ہو انہوں نے انکار کیا پھر ایک شخص بنی
لیث میں سے کھڑا ہوا جسکو مکیتل کہتے تھے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم خدا کی یہ قتل اسلام کو غلبہ کی حالت

مین مشابہ ہین ان بکریون کے جو پانی پینے کو آئین پہر ہانکا گیا ان کا پہلا گروہ تو بہاگا اسکی وجہ سے پچہلا گروہ بہی انکا
ف اس تشبیہ سے یہ غرض ہے کہ اگر آپ اس مقدمہ کا بندوبست نکرتے تو اس سے بہت بڑا دوسرا فساد اوٹہہ کہڑا
ہوتا مسلمان آپس مین لڑنے لگتے تو اس کا بندوبست ایسا ہوا جیسے بکریون کا گلہ پانی پینے کو چلا لیکن آگے
کی بکریون کو مار کر وہان سے ہٹا دیا گیا تو پیچہے کی بہی بکریان بہاگ گئین اگر نہ مارتا تو پہر سب چلی آتین اسیطرح
اگر آپ اس مقدمہ کا بندوبست نکرتے تو دوسرے لوگ بہی اس مین شریک ہوجاتے اور فساد عظیم ہوتا ف آخر
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم پچاس اونٹ (دیت کے) تو ہمارے اس سفر کی ہی حالت مین لے لو اور
پچاس جب لینا جب ہم مدینہ کو پہونچین پہر انہون نے دیت قبول کرلی عن عمرو بن شعیب عن ابیہ
عن جدہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من قتل عمدا دفع الی اولیاء القتیل فان
شاءوا قتلوہ وان شاءوا اخذوا الدیۃ وذلک ثلثون حقۃ وثلثون جذعۃ واربعون خلفۃ
وذلک عقل العمد وما صولحوا علیہ فہو لہم وذلک تشدید العقل عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت
ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص عمداً قتل کرے وہ مقتول کے وارثون کے حوالے کردیا
جاوے گا خواہ اسکو قتل کرین خواہ دیت لیوین اور دیت تیس حقہ (تین برس کا جو چوتہے مین لگا ہو) ہونگی اور
تیس جذعہ (چار برس کا جو پانچوین مین لگا ہو) اور چالیس حاملہ اونٹنیان ہونگی اور قتل عمد کی دیت یہی ہے اور جو
صلح سے ٹہیر جاوے وہ مقتول کے وارثون کو ملیگا لیکن دیت کا سخت کرنا یہی ہے ف کہ سو اونٹون مین چالیس
حاملہ اونٹنیان ہون اور دیت مغلظہ کا بیان آگے آتا ہے

باب دیۃ شبہ العمد

شبہ عمد مین دیت
مغلظہ ہے ف قتل یا عمداً ہے یا خطأ امام مالک کا یہی قول ہے اور شافعی اور اہلحدیث نے کہا کہ ایک قتل اور
ہے جسکو شبہ عمد بہی کہتے ہین اور امام مالک کے نزدیک وہ قتل خطا مین داخل ہے پس حقیقت دو ہی قسمین ہوئین
خیر قتل عمد تو یہ ہے کہ کوئی دوسرے کو عمداً یعنے بارادہ قتل کسی ہتیار سے یا ایسے بہاری پتہر یا لکڑی سے مارے
جس سے آدمی اکثر مرجاتا ہے اور قتل خطا یہ ہے کہ انسان مارنا اور کسیکو چاہتا تہا لیکن ہتیار دوسرے کسی کو
لگ گیا بلاارادہ یا آدمی کو دور سے جانور سمجہ کر مارا یا کنوان کہودا اس مین کوئی گر کر مرگیا اور شبہ عمد جسکو
خطا بہی کہتے ہین یہ ہے کہ انسان ایسے چہوٹی لکڑی یا چہوٹے پتہر سے کسیکو عمداً ماری جس سے آدمی مرتا نہین
لیکن وہ مرجاوے اسیکا بیان اس باب مین ہے اس مین دیت مغلظہ واجب ہوگی اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اگر کوئی
بہاری پتہر یا موٹی لٹہ سے بہی کسیکو عمداً مارے جس سے اکثر آدمی مرجاتا ہے تو وہ بہی شبہ عمد ہے اس پر

قصاص واجب ہوگا لیکن جمہور علماء انکے خلاف مین ہین **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَتِيْلُ الْخَطَاءِ شِبْهُ الْعَمْدِ قَتِيْلُ السَّوْطِ وَالْعَصَا مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ أَرْبَعُوْنَ مِنْهَا خَلِفَةٌ فِي بُطُوْنِهَا أَوْلَادُهَا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شبہ عمد یعنے خطا کا مقتول وہ ہے جو کوڑے یا لکڑی (یعنے چھڑی چھوٹی لکڑی) سے مارا جاوے (عمداً) اسمین سو اونٹ دیت کی ہین ان اونٹون مین چالیس حاملہ اونٹنیاں ہون جنکے پیٹ مین انکی اولاد ہو **ف** اصل دیت سو اونٹ یا سو گائین یا دو ہزار بکریاں یا ہزار دینار یا بارہ ہزار درم ہین یا دو سو جوڑی کپڑے کے لیکن بعض جرمون مین یہ دیت سخت کی جاتی ہے اسکو دیت مغلظہ کہتے ہین وہ یہ ہے کہ سو اونٹون مین چالیس حاملہ اونٹنیاں ہون اور عقبہ بن اوس کی روایت مین جسکو احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور بخاری نے تاریخ مین بھی نکالا ایسا ہی ہے اور بیان کیا بخاری نے راویون کا اختلاف اس حدیث مین اور دارقطنی نے اور امام احمد نے اور ابوداؤد نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شبہ عمد کی دیت مغلظہ ہے قتل عمد کی دیت کی طرح لیکن شبہ عمد مین قصاص نہ ہوگا وہ یہ ہے کہ شیطان کود آوے لوگون مین اور خون ہو جاوے نہ عداوت ہو نہ کوئی ہتیار اوٹھاوے (بلکہ لات گھونسی یا چھڑی یا کوڑا مارنے سے کوئی مر جاوے) اور جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ قتل تین قسم پر ہے عمد اور خطا اور شبہ عمد تو عمد مین تو قصاص ہے اور خطا مین دیت ہے اور شبہ عمد مین وہ یہ ہے کہ اس چیز سے عمداً مارے بہ نیت قتل جس سے آدمی عادۃً نہین مرتا جیسے چھڑی کوڑا سوئی وغیرہ دیت مغلظہ ہے یعنے سو اونٹ جن مین چالیس حاملہ اونٹنیاں ہون اور یہی مذہب ہے زید بن علی اور شافعیہ اور احمد اور اسحاق اور اصحاب حدیث کا اور مالک اور لیث نے کہا کہ قتل دو ہی قسم ہے عمد یا خطا اور قتل خطا وہ ہے جو کسی سبب سے ہو جاوے (جیسے کنوان کھودے اس مین کوئی گر جاوے) یا قاتل غیر مکلف ہو یا اسکی نیت قتل کی نہ ہو یا اس چیز سے قتل کرے جس سے عادۃً آدمی نہین مرتا اور قتل عمد وہ ہے جو اسکے سوا ہو اور صاحب بحر نے کہا کہ اسپر اجماع ہے حالانکہ جمہور کا مذہب اسکے خلاف ہے (روضہ مع تصرف) **عن** عُقْبَةَ بْنِ أَوْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ عقبہ بن اوس نے عبداللہ بن عمرو سے ایسے ہی روایت کی ہے **ف** اسکو نکالا احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور بخاری نے تاریخ مین اس مین عقبہ نے ایک صحابی سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھا جس دن مکہ فتح ہوا آپنے فرمایا خطا عمد کا مقتول وہ ہے جو لکڑی یا کوڑے یا پتھر سے مارا جاوے اس مین دیت مغلظہ ہے سو اونٹ چالیس ان مین سے ثنیہ بازل تک اور سب حاملہ **عن** ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ عَلَى دَرَجِ الْكَعْبَةِ

تحمد اللہ واثنیٰ علیہ فقال الحمد للہ الذی صدق وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ الا ان قتیل الخطاء قتیل السوط والعصا فیہ مائۃ من الابل منہا اربعون خلفۃ فی بطونہا اولادہا الا ان کل ماثرۃ کانت فی الجاھلیۃ ودم تحت قدمی ھاتین الا ما کان من سدانۃ البیت وسقایۃ الحاج الا انی قد امضیتہما لاھلہما کما کانا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسدن مکہ فتح ہوا تو کعبہ کی سیڑھیون پر کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف کی اسکی ثنا بیان کی پھر فرمایا شکر ہے اللہ کا جس نے اپنے وعدہ کو سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور کافرون کے گروہون کو اس نے اکیلے شکست دی آگاہ رہو خطا کا مقتول کوڑے اور چھڑی سے جو مارا جاوے وہ ہے اس مین سو اونٹ لازم ہین (دیت کے) ان مین چالیس حاملہ اونٹنیان ہون جنکے پیٹون مین بچے ہون انکے آگاہ رہو جاہلیت کی زمانہ کی ہر رسم اور جاہلیت کی زمانے مین جو خون ہوا وہ سب میرے اندونون پاؤن کے تلے ہین (یعنے وہ سب لغو ہوگئے ان مین سے کسیکا اعتبار نہ رہا اسیطرح کفر کے وقت کی کل رسمین اور عادتین بھی مٹ گئین) مگر بیت اللہ کیخدمت (جیسے جاروب کشی صفائی روشنی وغیرہ) اور حاجیون کو پانی پلانا مین ان دو باتون کو قائم رکھتا ہون انہی کے لیے جنکو پہلے یہ دونو کام سپرد تھے

باب دیۃ الخطاء قتل خطا کی دیت کا بیان **عن** ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ جعل الدیۃ اثنی عشر الفا ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت کی بارہ ہزار درم مقرر کیے **ف** حب بنی عدی کا ایک شخص مارا گیا نکالا او سکو ابوداؤد نے اور ترمذی نے بھی اسکو نکالا مرفوعًا اور مرسلاً **عن** عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قتل خطاً فدیتہ من الابل ثلثون بنت مخاض وثلثون ابنۃ لبون وثلثون حقۃ وعشرۃ بنی لبون وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقومہا علی اھل القری اربعمائۃ دینار او عدلہا من الورق ویقومہا علی ازمان الابل اذا غلت رفع فی قیمتہا واذا ھانت نقص من قیمتہا علی نحو الزمان ما کان فبلغ قیمتہا علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین اربع مائۃ دینار الی ثمان مائۃ دینار او عدلہا من الورق ثمانیۃ الاف درھم وقضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من کان عقلہ فی البقر علی اھل البقر مائتی بقرۃ ومن کان عقلہ فی الشاء علی اھل الشاء الفی شاۃ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خطا سے مارا جاوے اسکی دیت تیس اونٹنیان ایک ایک سال کی ہین جو دوسرے سال مین لگی ہون اور تیس اونٹنیان دو دو

سال کی ہوں جو تیسرے سال میں لگی ہوں اور تیس اونٹنیاں تین تین سال کی ہوں جو چوتھے سال میں لگی ہوں اور دس دو دو برس کے اونٹ ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیت کی قیمت گاؤں والوں پر چار سو دینار لگاتے یا اتنے ہی قیمت کی چاندی اور دیت کی قیمت اونٹوں کے نرخ پر لگاتے جب اونٹ گران ہوتے تو دیت بھی زیادہ ہوتی اور جب اونٹ ارزان ہوتے تو دیت بھی کم ہو جاتی جیسا نرخ بدلتا تو آنحضرت صلی کے زمانہ میں دیت کی قیمت چار سو دینار سے آٹھ سو دینار تک پہونچی اور اسکے برابر چاندی میں سے آٹھ ہزار درم ہوتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی حکم دیا کہ گائے بیل والوں سے دیت میں دو سو گائیں لیجاویں اور بکری والوں سے دو ہزار بکریاں **ف** یہ حدیث ضعیف ہے اسکے اسناد میں محمد بن راشد دمشقی مکحولی ہے اور اس میں کلام کیا بہت لوگوں نے لیکن ثقہ کہا اسکو ایک جماعت نے اور نکالا اسکو احمد اور ابو داؤد نے بھی اور نسائی نے بھی اور روضہ **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِي دِيَةِ الْخَطَإِ عِشْرُونَ حِقَّةً وَعِشْرُونَ جَذَعَةً وَعِشْرُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَعِشْرُونَ بِنْتَ لَبُونٍ وَعِشْرُونَ بَنِي مَخَاضٍ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قتل خطا کی دیت بیس اونٹنیاں ہیں تین تین برس کی جو چوتھے میں لگی ہوں اور بیس اونٹنیاں ہیں چار چار برس کی جو پانچویں میں لگی ہوں اور بیس اونٹنیاں ہیں ایک ایک برس کی جو دوسرے میں لگی ہوں اور بیس اونٹنیاں ہیں دو دو برس کی جو تیسرے میں لگی ہوں اور بیس اونٹ ہیں ایک ایک سال کے جو دوسرے میں لگی ہوں **ف** یہ حدیث ضعیف ہے اسکے اسناد میں حجاج بن ارطاۃ ہے اور زید بن جبیر میں بھی لوگوں نے کلام کیا ہے **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَعَلَ الدِّيَةَ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا قَالَ وَذٰلِكَ قَوْلُہُ وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللّٰہُ وَرَسُولُہُ مِنْ فَضْلِہِ قَالَ بِأَخْذِهِمُ الدِّيَةَ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیت کو بارہ ہزار درم مقرر کیے اور یہ جو آیت ہے وما نقموا الا ان اغناہم اللہ ورسولہ من فضلہ یعنے کافر غصے نہیں ہوئے اپنر مگر اس بات سے کہ اللہ اور رسول نے انکو مالدار کر دیا اپنے فضل سے اسکا مطلب یہی ہے کہ مالدار کر دیا دیت لیکر **ف** ایک شخص تھا جلاس پہلے وہ منافق تھا اسکا مولی مارا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو دیت دلائی وہ مالدار ہو گیا پھر اس نے نفاق سے توبہ کی اور سچا مومن ہوا تب منافق اسپر غصے ہوئے پھر یہ آیت اتری اور عمرو بن حزم کی حدیث میں ہے کہ جان کی دیت سو اونٹ ہیں یہ حدیث صحیح ہے اور ابو داؤد نے مسنداً اور مرسلاً جابر سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ والوں پر دیت مقرر کی سو اونٹ اور گائے والوں پر سو گائیں اور بکری والوں پر دو ہزار بکریاں اور کپڑے والوں پر دو سو جوڑے اور ابو داؤد

نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے نکالا جیسے اوپر گذرا اس میں یہ زیادہ ہے کہ اہل کتاب کی دیت مسلمان کی دیت کی آدھی مقرر کی اور ایسا ہی عمل ہوتا رہا یہانتک کہ حضرت عمر خلیفہ ہوئے اونہوں نے سونے والوں پر ہزار دینار دیت کو مقرر کیے اور چاندی والوں پہ بارہ ہزار درم اور گائے والوں پر دو سو گائیں اور بکری والوں پر دو ہزار بکریاں اور کپڑے والوں پہ دو ہزار جوڑے اور موطا میں ہے کہ حضرت عمر نے دیت کی قیمت لگائی تو سونے والوں پر ہزار دینار مقرر کیے اور چاندی والوں پر بارہ ہزار درم امام مالک نے کہا سونے والے شام اور مصر کے لوگ ہیں اور چاندی والے عراق کے لوگ اور ابو حنیفہ نے کہا کہ دیت سو اونٹ ہیں یا ہزار دینار یا دس ہزار درم اور صاحبین نے کہا وہی جو حضرت عمر نے ٹھہرایا (روضہ) لمعات میں ہے کہ دیت خطا کی وہی ہے جو ابن مسعود کی حدیث میں مروی ہے لیکن شافعی نے بجائے بیس ایک ایک سال کے اونٹوں کو دو دو سال کے بیس اونٹ رکھے ہیں اور یہ حدیث ان پر حجت ہے **بَابُ الدِّيَةِ عَلَى الْعَاقِلَةِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عَاقِلَةٌ فَفِي بَيْتِ الْمَالِ** دیت عاقلہ پر (یعنے قاتل پر اور قاتل کے کنبے والوں پر اور برادری والوں پر) واجب ہوگی اگر کسی کا عاقلہ نہ ہو (اور قاتل کے پاس مال نہ ہو دیت کے موافق) تو بیت المال میں سے دیت دیجاوے گی **عَنِ** الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالدِّيَةِ عَلَى الْعَاقِلَةِ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیت کا فیصلہ کیا قاتل کے عاقلہ پر **عَنِ** الْمِقْدَامِ الشَّامِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ أَعْقِلُ عَنْهُ وَأَرِثُهُ وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ يَعْقِلُ عَنْهُ وَيَرِثُهُ مقداد شامی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکا کوئی وارث نہیں اسکا میں وارث ہوں میں اسکی طرف سے دیت دوں گا اور اسکا ترکہ بھی میں لونگا اور ماموں وارث ہے اسکا جسکا اور کوئی وارث (جو ماموں پر مقدم ہے) نہ ہو وہ اپنے بھانجے کی طرف سے دیت دیگا اور اسکا وارث بھی ہوگا **بَابُ** مَنْ حَالَ بَيْنَ وَلِيِّ الْمَقْتُولِ وَبَيْنَ الْقَوَدِ وَالدِّيَةِ جو مقتول کے وارثوں کو قصاص یا دیت نہ لینے دے اسکا گناہ **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قُتِلَ فِي عِمِّيَّةٍ أَوْ عَصَبِيَّةٍ بِحَجَرٍ أَوْ سَوْطٍ أَوْ عَصًى فَعَلَيْهِ عَقْلُ الْخَطَاءِ وَمَنْ قَتَلَ عَمْدًا فَهُوَ قَوَدٌ وَمَنْ حَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اندھا دھند فساد میں مارا جاوے یا تعصب کیوجہ سے پتھر یا لکڑی سے یا کوڑے سے تو اسکی دیت لازم ہوگی جیسے قتل خطا میں ہے اور جو عمداً مارا جاوے تو قاتل پر قصاص ہوگا اور جو شخص حائل ہو دیت یا قصاص میں تو اسپر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں

کی اور اُسکا نہ نفل قبول ہوگا نہ فرض ف یہی حکم ہے ہر ایک شخص کا جو انصاف اور شرع کی بات سے روکے
اور اس میں خلل ڈالے وہ ملعون ہے اُسکا نماز روزہ سب بے فائدہ ہے اور اندھا دھند فساد سے یہ مطلب ہے کہ اسکا قاتل
معلوم نہ ہو یا قتل کی کوئی وجہ نہ ہو یا کوئی اپنے لوگوں کیطرفداری کرتا ہو اُس میں مارا جاوے یہ عصبیت ہے
تعصب بھی اسی سے نکلا ہے مطلب یہ ہے کہ ہتیار سے نہ مارا جاوے عمداً بلکہ چھوٹے پتھر یا چھڑی سے یا کوڑے سے
مارا جاوے تو اس میں دیت ہی ہوگی قصاص نہوگا جیسے اوپر گذرا **باب** ما لا قود فیہ جس میں قصاص
نہیں ہے **عن** نمران بن جاریۃ عن ابیہ ان رجلا ضرب رجلا علی ساعدہ بالسیف فقطعہا من غیر
مفصل فاستعدی علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فامر لہ بالدیۃ فقال یا رسول اللہ انی ارید القصاص
فقال خذ الدیۃ بارک اللہ لک فیہا ولم یقض لہ بالقصاص نمران بن جاریہ سے روایت ہے انہوں نے اپنے
باپ سے روایت کی کہ ایک شخص نے دوسرے کی بانہہ پر تلوار سے مارا اسکی بانہہ کٹ گئی لیکن جوڑ سے نہیں کٹی پھر
مجروح نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فریاد کی آپنے اسکو دیت دلائی وہ بولا میں قصاص چاہتا ہوں
یا رسول اللہ آپنے فرمایا دیت لے لے اللہ تجھے برکت دیوے اور قصاص کا فیصلہ اُسکے لیے نہیں کیا ف جن
زخموں میں برابری ہو سکے تو قصاص کا حکم دیا جاوے گا مثلاً کوئی عضو جوڑ سے کاٹ ڈالے تو کاٹنے والے
کا بھی وہی عضو جوڑ سے کاٹا جاویگا اور جن زخموں میں برابری نہ ہو سکے تو ان میں قصاص کا حکم نہ ہوگا
بلکہ دیت دلائی جاوینگی **عن** العباس بن عبد المطلب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا قود فی المامومۃ ولا الجائفۃ ولا المنقلۃ عباس بن عبد المطلب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا جو زخم بھیجے تک پہونچ جاوے یا پیٹ تک یا جس سے ہڈی ٹوٹ کر سرک جاوے تو اس میں قصاص
نہ ہوگا ف اسلیے کہ ان زخموں میں مساواۃ مشکل ہے البتہ ناک کان زبان کاٹنے میں یا آنکھ پھوڑنے میں
یا اُنگلی کاٹنے میں جوڑ پر سے یا ذکر یا انثیین کاٹنے میں قصاص لیا جاویگا (روضہ) اسیطرح دانت توڑنے
میں یہ تو قرآن شریف ہی میں موجود ہے **باب** الجارح یفتدی بالقود اگر قصاص کے بدل زخمی کرنے
والا کچھ فدیہ دیوے اور مجروح راضی ہو جاوے تو درست ہے **عن** عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بعث ابا جہم بن حذیفۃ مصدقا فلاجہ رجل فی صدقتہ فضربہ ابو جہم فشجہ فاتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا
القود یا رسول اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکم کذا وکذا فلم یرضوا فقال لکم کذا وکذا فرضوا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انی خاطب علی الناس ومخبرہم برضاکم قالوا نعم فخطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان ہؤلاء اللیثیین

أَتَوْنِي يُرِيدُونَ الْقَوَدَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِمْ كَذَا وَكَذَا أَرَضِيتُمْ قَالُوا لَا فَهَمَّ بِهِمُ الْمُهَاجِرُونَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكُفُّوا فَكَفُّوا ثُمَّ دَعَاهُمْ فَزَادَهُمْ فَقَالَ أَرَضِيتُمْ قَالُوا نَعَمْ قَالَ إِنِّي خَاطِبٌ عَلَى النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ بِرِضَاكُمْ قَالُوا نَعَمْ فَخَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أَرَضِيتُمْ قَالُوا نَعَمْ قَالَ ابْنُ مَاجَةَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى يَقُولُ تَفَرَّدَ بِهَذَا مَعْمَرٌ لَا أَعْلَمُ رَوَاهُ غَيْرُهُ حضرت عائشہ

سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوجہم بن حذیفہ کو مصدق مقرر کرکے بھیجا (مصدق وہ جو لوگوں سے زکوٰۃ تحصیل کرتا ہے) ان سے ایک شخص نے جھگڑا کیا ابوجہم نے اسکو مارا اسکا سر پھوٹ گیا اور اسکے لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے ہم قصاص چاہتے ہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تم اسقدر اس قدر مال قبول کرو وہ راضی نہیں ہوئے پھر آپ نے فرمایا اچھا اتنا اتنا مال لو تب وہ راضی ہوئے آپ نے فرمایا میں لوگوں کو خطبہ سناؤں اور تمہاری رضامندی کی خبر کردوں انہوں نے کہا بہت اچھا پھر آپ نے خطبہ سنایا اور فرمایا یہ لیث کے لوگ میرے پاس آئے اور قصاص چاہتے تھے میں نے ان سے کہا اتنا اتنا مال لے لو کیا تم اسپر راضی ہو وہ بولے ہم راضی نہیں ہیں (اسوقت اپنے اقرار سے پھر گئے اس خیال سے کہ آپ اور زیادہ دینگے) مہاجرین نے قصد کیا انکو سزا دینے کا آپ نے حکم دیا کہ خاموش ہو رہیں وہ خاموش ہو رہے پھر آپ نے ان لوگوں کو بلایا اور کچھ زیادہ دینے کا اقرار کیا اور فرمایا کیا تم راضی ہو وہ بولے جی ہاں آپ نے فرمایا میں لوگوں کو خطبہ سناؤں اور تمہاری راضی ہونے کی خبر انکو کردوں انہوں نے کہا جی ہاں پھر آپ نے خطبہ سنایا اور پوچھا کیا تم راضی ہو انہوں نے کہا جی ہاں ابن ماجہ نے کہا میں نے محمد بن یحییٰ سے سنا وہ کہتے تھے اس حدیث کو اکیلے معمر ہی نے روایت کیا میں نہیں جانتا اس کے سوا کسی اور نے بھی اسکو روایت کیا ہو **ف** آپ خطبہ میں انکے رضامندی اسلیے بیان فرماتے تھے کہ لوگ گواہ ہو جاویں اور پھر وہ اپنے اقرار سے مکر نہ سکیں چونکہ آپ کو ان کی صداقت پر بھروسا نہ تھا اور ایسا ہوا بھی پہلے بار وہ راضی ہو کر پھر خطبہ کے وقت کہنے لگے ہم راضی نہیں ہوئے

باب دِيَةِ الْجَنِينِ پیٹ کے بچہ کی دیت کا بیان **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنِينِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ فَقَالَ الَّذِي قُضِيَ عَلَيْهِ أَنَعْقِلُ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ وَلَا صَاحَ وَلَا اسْتَهَلَّ وَمِثْلُ ذَلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هَذَا لَيَقُولُ بِقَوْلِ شَاعِرٍ فِيهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیٹ کے بچہ میں حکم دیا ایک غلام یا ایک لونڈی کا تو جس شخص سے آپ نے یہ دیت دلائی (جب اس بچہ کے رشتہ دار عورت نے

بنی لحیان کی ایک عورت کو مارا اور اسکا بچہ مردہ ہو کر نکل پڑا) وہ بولا کیا ہم دیت دیویں اسکی جس نے نہ پیا نہ کھایا نہ وہ
رویا نہ چلایا اور ایسا بچہ تو لغو ہے (یعنے ہدر ہے اسکی دیت دینا کیا ضرور ہے) آپ نے فرمایا یہ تو شاعروں کا کلام کرتا
ہے (مسجع اور قافیہ دار) پیٹ کے بچہ میں ایک غلام ہے یا ایک لونڈی **ف** یہ جب ہے کہ پیٹ ہی سے مردہ نکلے اور جو
زندہ پیدا ہو لیکن مار کے اثر سے پھر مر جاوے تو اس میں دیت یا قصاص واجب ہوگا (وحیدی) دوسری روایت میں ہے
یہ تو کاہنوں کا سا کلام کرتا ہے عرب میں کاہن لوگ جو آئندہ کی بات بتلانے کا دعوی کرتے ایسی ہی مقفا اور
مسجع باتیں کہا کرتے غرض آپ نے اس شخص کی برائی کی کہ شرع کے احکام کے مقابل شاعری کرنا بڑی حماقت ہے **عن**
الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ اسْتَشَارَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ النَّاسَ فِي إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ يَعْنِي سِقْطَهَا فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ
شُعْبَةَ شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِيهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ فَقَالَ عُمَرُ ائْتِنِي بِمَنْ يَشْهَدُ
مَعَكَ فَشَهِدَ مَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مسور بن مخرمہ سے روایت ہے حضرت عمر نے لوگوں سے مشورہ لیا عورت کے بچے
میں (جو پیٹ سے گر جاوے کسی کی مار سے) مغیرہ بن شعبہ نے کہا میں موجود تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اس میں حکم دیا ایک غلام یا ایک لونڈی کا حضرت عمر نے کہا ایک گواہ اپنے ساتھ اور لاؤ جو تمہارے ساتھ گواہی دیوے
(کہ یہ حدیث صحیح ہے) پھر محمد بن مسلمہ نے ان کے ساتھ گواہی دی **ف** یہ حضرت عمر نے زیادہ مضبوطی کے لیے کیا ورنہ
مغیرہ سچے تھے اور خبر واحد حجت ہے جب وہ ثقہ ہو **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض أَنَّهُ نَشَدَ النَّاسَ
قَضَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ يَعْنِي فِي الْجَنِينِ فَقَامَ حَمَلُ بْنُ مَالِكِ بْنِ النَّابِغَةِ فَقَالَ كُنْتُ
بَيْنَ امْرَأَتَيْنِ لِي فَضَرَبَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِمِسْطَحٍ فَقَتَلَتْهَا وَقَتَلَتْ جَنِينَهَا فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنِينِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ وَأَنْ تُقْتَلَ بِهَا ابن عباس سے روایت ہے حضرت عمر نے تلاش کیا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیٹ کے بچے میں کیا حکم دیا ہے
پھر حمل بن مالک بن نابغہ اٹھا اور کہنے لگا میں موجود تھا میری دو جوروؤں میں سے ایک نے دوسری کو مارا خیمہ کی
لکڑی سے تو وہ مر گئی اور اسکے پیٹ کا بچہ بھی مر گیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا پیٹ کے بچہ میں
ایک غلام کا اور عورت کو قتل کرنے کا دوسری عورت کے قصاص میں **ف** کیونکہ جرم دو تھے ایک عورت کا قتل
دوسرے اسکے بچہ کا سو ہر ایک کی سزا الگ الگ دلائی **باب** الْمِيرَاثِ مِنَ الدِّيَةِ دیت میں ترکہ ہوگا **عن**
سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ الدِّيَةُ لِلْعَاقِلَةِ وَلَا تَرِثُ الْمَرْأَةُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا شَيْئًا حَتَّى كَتَبَ
إِلَيْهِ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَّثَ امْرَأَةَ أَشْيَمَ الضِّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر کہتے تھے دیت عاقلہ پر ہے اور جورو اپنے خاوند کی دیت مین سے حصہ نہ پاوے گی یہان
تک کہ ضحاک بن سفیان نے انکو لکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشیم ضبابی کی جورو کو ترکہ دلایا اسکے
خاوند کی دیت مین سے **ف** پہلے حضرت عمر کی رائے حدیث کے خلاف تھی جب انکو حدیث پہونچی تو اسیوقت اپنی رائے
سے رجوع کیا یہی حال تھا تمام صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور تمام علمائے صالحین کا پر اس زمانہ مین بعضے
نام کے مسلمان ایسے نکلے ہین کہ اگر ایک حدیث نہین دس صحیح حدیثین بھی انکو پہونچاؤ تب بھی قیاس اور رائے کی
تقلید نہین چھوڑتے **عَنْ** عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى لِحَمَلِ بْنِ مَالِكٍ الْهُذَلِيِّ
اللِّحْيَانِيِّ بِمِيرَاثِهِ مِنِ امْرَأَتِهِ الَّتِي قَتَلَتْهَا امْرَأَتُهُ الْأُخْرَى عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے حمل بن مالک ہذلی لحیانی کو میراث دلائی اسکی جورو کی دیت مین سے جسکو اسکی دوسری جورو نے مار ڈالا
تھا **باب** دِيَةِ الْكَافِرِ کافر کی دیت کا بیان **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى أَنَّ عَقْلَ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ نِصْفُ عَقْلِ الْمُسْلِمِينَ وَهُمُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى عبداللہ بن
عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ دیت یہودی اور نصرانی کی مسلمان کے آدھی ہے
ف اسکو نکالا احمد اور نسائی اور ترمذی اور ابن الجارود نے ترمذی نے کہا حسن ہے ابن الجارود نے کہا صحیح
ہے اور ابن حزم نے عقبہ سے نکالا مرفوعا کہ مجوسی کی دیت آٹھ سو درم ہین اور نکالا اسکو طحاوی اور بیہقی اور ابن عدی نے
اسکے اسناد مین ابن لہیعہ ضعیف ہے اور شافعی اور دارقطنی اور بیہقی نے سعید بن المسیب سے نکالا کہ حضرت عمر یہودی
اور نصرانی کی دیت چار ہزار دلاتے تھے اور مجوسی کی آٹھ سو درم امام مالک کا یہی قول ہے کہ ذمی کی دیت مسلمان
کے آدھی ہے اور یہی مذہب ہے اہلحدیث کا اور شافعی کے نزدیک چار ہزار درم ہین اور منہاج مین انسے منقول ہے
کہ یہودی اور نصرانی کی دیت تہائی ہے مسلمان کی اور مجوسی کی دیت دسوین حصہ کی دو تہائیان ہین محلی نے کہا
عمر اور عثمان اور ابن مسعود کا یہی قول ہے اور بحر مین ہے زید بن علی اور ابو حنیفہ سے کہ مجوسی کی دیت مثل ذمی کے ہے
اور ثوری اور زہری اور زید بن علی اور ابو حنیفہ کا یہ قول ہے کہ ذمی کی دیت مثل مسلمان کے ہے اور امام احمد سے
منقول ہے کہ اگر عمدا مارا جاوے تو مثل مسلمان کے ہے ورنہ نصف ہے اور ترمذی نے روایت کیا کہ کافر کی دیت
مسلمان کے آدھی ہے اور یہ شامل ہے تمام کافرون کو ابن قیم نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور اہلحدیث ایسی حدیثون کو صحیح
بھی کہتے ہین اور ابو داؤد نے نکالا کہ دیت کی قیمت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین آٹھ سو دینار تھے اور آٹھ
ہزار درم اور اہل کتاب کی دیت مسلمانون کے نصف تھی جب حضرت عمر کا زمانہ آیا تو انہون نے مسلمان کی دیت کو

بڑھا دیا اور کافر کی دیت وہی ہے جو تھی یعنے ہزار درم جیسے شافعی کا قول ہے) **باب القاتل لا یرث** قاتل وارث نہیں ہوتا **عن** ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال القاتل لا یرث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قاتل وارث نہیں ہوتا **ف** یہ اسکے جرم کی سزا ہے اکثر لوگ اپنی مورثون کو مار ڈالتے ہین ان کا ترکہ لینے کے لیے تو شریعت نے قاتل کو ترکہ ہی سے محروم کر دیا تاکہ کوئی ایسا جرم نہ کرے **عن** عمرو بن شعیب ان ابا قتادۃ رجل من بنی مدلج قتل ابنہ فاخذ منہ عمر مائۃ من الابل ثلثین حقۃ وثلثین جذعۃ واربعین خلفۃ فقال این اخو المقتول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیس لقاتل میراث عمرو بن شعیب سے روایت ہے ابو قتادہ ایک شخص تھا بنی مدلج مین اس نے اپنے بیٹے کو مار ڈالا تو حضرت عمر نے اس سے سو اونٹ لیے دیت کے تیس حقہ اور تیس جذعہ اور چالیس حاملہ اونٹنیاں اور کہا مقتول کا بھائی کہان ہے (اسکو یہ سب مال دلا دیا اور باپ محروم رہا) مین نے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے قاتل کو میراث نہین ملیگی **باب عقل المرأۃ علی عصبتھا ومیراثھا لولدھا** عورت کی دیت اسکی عصبات پر واجب ہوگی (جو اس کے باپ کے خاندان سے ہون) اور اسکی میراث اسکی اولاد کو ملیگی **عن** عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یعقل المرأۃ عصبتھا من کانوا ولا یرثوا منھا شیئا الا ما فضل عن ورثتھا وان قتلت فعقلھا بین ورثتھا فھم یقتلون قاتلھا عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت پر جو دیت واجب ہو وہ اسکے عصبات ادا کرین (ددھیال والے) جتنے لوگ ہون اور وہ دیت کے وارث نہ ہون گے مگر اس حصے کے جو عورت کے وارثون سے بچ رہے اور اگر عورت قتل کی جاوے تو اسکی دیت اسکے وارثون کو ملیگی اور وہی اسکے قاتل سے قصاص لین گے **عن** جابر قال جعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدیۃ علی العاقلۃ القاتلۃ فقالت عاقلۃ المقتولۃ یا رسول اللہ میراثھا لنا قال لا میراثھا لزوجھا وولدھا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت دلائی قاتلہ کی عاقلہ سے تو مقتولہ کے عاقلہ نے کہا یا رسول اللہ اسکی میراث ہم کو ملیگی (جب دیت ہم ہی سے لی جاتی ہے) آپ نے فرمایا نہین میراث اسکی خاوند اور اسکے لڑکے کو ملیگی **باب القصاص فی السن** دانت مین قصاص کا بیان **عن** انس قال کسرت الربیع عمۃ انس ثنیۃ جاریۃ فطلبوا العفو فابوا فعرضوا علیھم الارش فابوا فاتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فامر بالقصاص فقال انس بن النضر یا رسول اللہ تکسر

ثَنِیَّۃَ الرُّبَیِّعِ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَا تُکْسَرُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَنَسُ کِتَابُ اللّٰہِ الْقِصَاصُ قَالَ فَرَضِیَ الْقَوْمُ فَعَفَوْا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ انس سے روایت ہی ربیع نے جو انس کی پوپہی ہین ایک لڑکے کا دانت توڑ ڈالا پہر ربیع کے لوگون نے معافی مانگی لیکن لڑکے کے لوگ معافی پر راضی نہین ہوئے پہر ربیع کے لوگون نے دیت دینا چاہا انہون نے دیت لینے سے بہی انکار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے آپنے قصاص کا حکم دیا انس بن نضر نے کہا یا رسول اللہ کیا ربیع کا دانت توڑا جاویگا قسم اسکی جسنے آپکو سچائی کے ساتھ بہیجا اسکا دانت نہ توڑا جاویگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے انس اللہ کی کتاب قصاص کا حکم کرتی ہے یہ سنکر لڑکے کے لوگ راضی ہوگئے اور انہون نے معاف کردیا (اللہ نے انکے دلون کو پہیر دیا) اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ پاک کے بعض بندے ایسے مین جو اللہ کے بہروسے پر قسم کہا بیٹھین تو اللہ تعالی انکو سچا کردیوے (جیسے انس بن نضر کو سچا کیا)

بَابُ دِیَۃِ الْاَسْنَانِ دانتون کی دیت کا بیان **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَسْنَانُ سَوَاءٌ الثَّنِیَّۃُ وَالضِّرْسُ سَوَاءٌ ابن عباس سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دانت سب برابر ہین (دیت مین) سامنے کے دانت اور ڈاڑہین برابر ہین **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَضٰی فِی السِّنِّ خَمْسًا مِّنَ الْاِبِلِ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دانت کی دیت مین پانچ اونٹون کا فیصلہ کیا **ف** اگر خطا سے دانت توڑا جاوے یا عمد سے لیکن دیت پر رضامندی ہوجاوے اور سب دانت برابر ہین اور اس پر علما کا اتفاق ہے اسحدیث کو ابوداؤد نے بہی نکالا

بَابُ دِیَۃِ الْاَصَابِعِ انگلیون کی دیت کا بیان **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ھٰذِہٖ وَھٰذِہٖ سَوَاءٌ یَعْنِی الْخِنْصَرَ وَالْبِنْصَرَ وَالْاِبْھَامَ ابن عباس سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اور یہ (دونون دیت مین) برابر ہین مراد لیا آپنے انگوٹہے اور چھنگلیا کو **ف** اگرچہ انگوٹہے مین دو ہی جوڑ ہین اور چھنگلیا مین تین جوڑ ہین مطلب یہ ہے کہ ہر ایک انگلی کی دیت یکسان ہی یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری نے بہی نکالا **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَصَابِعُ سَوَاءٌ کُلُّھُنَّ فِیْھِنَّ عَشْرٌ عَشْرٌ مِّنَ الْاِبِلِ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انگلیان سب برابر ہین ہر ایک انگلی مین دس دس اونٹ دینا ہونگے **ف** یعنے دیت کا دسوان حصہ ہر ایک انگلی مین واجب ہوگا یہ قیاس کے بہی موافق ہے کیونکہ انگلیان ہاتہہ اور پاؤن کی دس دس

ہیں اگر کوئی دسوں انگلیوں کو کاٹ ڈالے تو پوری دیت لازم ہوگی۔ اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے بھی
نکالا اور ترمذی نے نکالا ابن عباس سے اور کہا صحیح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہات کی انگلیاں
اور پاؤں کی سب برابر ہیں ہر ایک انگلی میں دس اونٹ ہیں **عن** ابی موسی الاشعری عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال الاصابع سواء ابوموسی اشعری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انگلیاں سب برابر
ہیں **ف** اسکو احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان نے بھی نکالا **باب** الموضحۃ اس زخم کا بیان جو ہڈی
کو کھول دیوے لیکن توڑے نہیں (عربی میں اسکو موضحہ کہتے ہیں) **عن** عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی المواضح خمس خمس من الابل عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک موضحہ میں پانچ پانچ اونٹ ہیں **باب** من عض رجلا فنزع یدہ
فندر ثنایاہ (ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ کاٹا دانتوں سے) اس نے اپنا ہاتھ کھینچا اسکے دانت نکل پڑے
تو کیا حکم ہے **عن** یعلی وسلمۃ ابنی امیۃ قالا خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ تبوک
ومعنا صاحب لنا فاقتتل ھو ورجل آخر ونحن بالطریق قال فعض الرجل ید صاحبہ فجذب
صاحبہ یدہ من فیہ فطرح ثنیتہ فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلتمس عقل ثنیتہ فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعمد احدکم الی اخیہ فیعضہ کعضاض الفحل ثم یاتی یلتمس العقل
لا عقل لہا قال فابطلہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلی اور سلمہ بن امیہ سے روایت ہے ہم آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے غزوہ تبوک میں اور ہمارے ساتھ ایک آدمی تھا اس سے اور ایک شخص سے
لڑائی ہوئی اور ہم راہ میں تھے تو ایک نے دوسرے کا ہاتھ کاٹا اس نے اپنا ہاتھ گھسیٹا تو دوسرے کا دانت نکلکر
گر پڑا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اپنے دانت کی دیت مانگتا تھا آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی
اپنے بھائی کو کاٹتا ہے نر جانور کی طرح پھر آتا ہے دیت مانگنے کو کچھ دیت نہیں ہے اسکے لیے اور آپ نے اسکی
دانت کو لغو کر دیا **ف** اسلیے کہ اسکا دانت اسی کی قصور سے ٹوٹا نہ وہ کاٹتا نہ دوسرا ہاتھ اپنا کھینچتا اور جب
اس نے کاٹا تو وہ بیچارہ کیا کرتا آخر ہاتھ چھڑانا ضرور تھا **عن** عمران بن حصین ان رجلا عض رجلا علی
ذراعہ فنزع یدہ فوقعت ثنیتہ فرفع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فابطلہا وقال یقضم احدکم
کما یقضم الفحل عمران بن حصین سے روایت ہے ایک شخص نے دوسرے کی بانہہ کو کاٹا اس نے اپنا ہاتھ
کھینچا کاٹنے والے کا دانت گر گیا پھر یہ مقدمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا آپ نے اسکو لغو کر دیا اور فرمایا تم

ہین ایک نرجانور کی طرح کاٹتا ہے **باب لا یُقتلُ مُسلمٌ بِکافِرٍ** کافر کے بدل مسلمان مارا نہ جاویگا **عن**
اَبِی جُحیفۃَ قالَ قُلتُ لِعَلِیِّ بنِ اَبِی طالِبٍ هل عِندکُم شیٌٔ مِنَ العِلمِ لیسَ عِندَ النّاسِ قالَ لا واللّٰهِ ما عِندَنا
اِلّا ما عِندَ النّاسِ اِلّا اَن یَرزُقَ اللّٰهُ رجُلًا فهمًا فِی القُرآنِ اَو ما فِی هٰذِهِ الصَّحِیفۃِ فِیها الدِّیاتُ عن رسُولِ
اللّٰهِ صلَّی اللّٰهُ علیهِ وسلَّمَ واَن لا یُقتلُ مُسلمٌ بِکافِرٍ ابوجحیفہ سے روایت ہے مین نے حضرت علی سے کہا کیا تمہارے
پاس کوئی ایسا علم ہے جو اور لوگون کے پاس نہین ہے (یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمکو خاص کوئی علم سکھلایا
تہا جو اورون کو نہین بتلایا جیسے حضرات امامیہ اور شیعہ خیال کرتے ہین) انہون نے کہا نہین قسم خدا کی ہمارے پاس وہی
علم ہے جو اور لوگون کے پاس ہے صرف اتنی بات ہے کہ اللہ تبارک وتعالی بعضے اپنے بندون کو قرآن مین ایک سمجھ
دیتا ہے (جو ہر شخص کو نہین ہوتی اور وہ اس سمجھ کی وجہ سے قرآن سے بہت باتین نکالتا ہے جو عام لوگون کو معلوم نہین
ہوتین یہ کوئی نیا علم نہین ہے بلکہ ذہن کی تیزی اور سمجھ ہے) اور چند باتین ہین جو اس کتاب مین ہین (جو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص مجھکو بتلائین اس کتاب مین دیتون کا بیان تہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اور یہ
تہا کہ مسلمان کافر کے بدل نہ مارا جاوے **ف** یہ صحیح حدیث ہے اسکو بخاری نے بہی نکالا انکی روایت مین یون ہے کہ ابو
جحیفہ نے کہا کیا تمہارے پاس کچہ وحی ہے جو قرآن مجید مین نہین ہے (یعنے سوا موجودہ قرآن مین جو سب لوگون کے پاس
ہے اس سے بہی شیعون کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہین کہ یہ قرآن پورا نہین ہے اس مین چند سورتین غائب ہین اور پورا
قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی کے پاس تہا پہر ہر ایک امام کے پاس آتا رہا یہانتک کہ امام مہدی کے پاس
آیا وہ غائب ہین جب ظاہر ہونگے تو دنیا مین پورا قرآن پہیلیگا معاذ اللہ یہ سب انکا جہوٹ اور خرافات ہین) حضرت علی نے
کہا نہین قسم اسکی جسنے دانہ کو چیرا اور جان کو پیدا کیا اخیرتک اور علماء نے اسپر اجماع کیا کہ مسلمان کافر حربی کے
بدل نہ مارا جاویگا اور ایسا ہی کافر ذمی کے بدل بہی جمہور کے نزدیک اور اہل حدیث کا بہی یہی مذہب ہے لیکن ابوحنیفہ
کے نزدیک مسلمان ذمی کافر کے بدل قتل کیا جاویگا اور انکی حجت ضعیف ہے اور روضہ مین جو ابوحنیفہ کا مذہب جمہور
کے موافق لکہا ہے یہ صریح غفلت ہے اور مالک نے کہا کہ اگر مسلمان فریب سے ذمی کافر کو مار ڈالے تو وہ قتل کیا جاویگا
اور شافعی نے کہا کہ کسی حال مین قتل نہ کیا جاوے گا اور وہی قول ہے اہلحدیث کا اور یہی صحیح ہے اور صحیح حدیثین
علی اور عبداللہ بن عمر کی اسکو مؤید ہین **عن** عمرِو بنِ شُعیبٍ عن اَبِیهِ عن جدِّهِ قالَ قالَ رسُولُ اللّٰهِ صلَّی
اللّٰهُ علیهِ وسلَّمَ لا یُقتلُ مُسلمٌ بِکافِرٍ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
مسلمان کافر کے بدل قتل نہ کیا جاوے گا **عن** ابنِ عبّاسٍ عنِ النّبیِّ صلَّی اللّٰهُ علیهِ وسلَّمَ قالَ لا یُقتلُ مُؤمنٌ

بکافر ولا ذو عهد في عهده ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کافر کے بدل قتل نہ
کیا جاویگا اور نہ وہ کافر قتل کیا جاوے گا جس سے عہد کیا جاوے اپنے عہد مین **ف** یعنے عہد کیا جاوے اسکی حفاظت
اور امن کا کیونکہ دین اسلام مین عہد شکنی کسی حال مین جائز نہین **باب** لا يقتل الوالد بولده باپ اپنی اولاد
کے بدل قتل نہ کیا جاوے گا **ف** مگر دوسری سزا جو امام مناسب سمجھے دے سکتا ہے اور مالکؒ کہتے ہین اگر اولاد کو ذبح
کرے تو قتل کیا جاوے گا اور اولاد اگر باپ کو قتل کرے تو قتل کیے جاوین گے اسپر سب کا اتفاق ہے **عن**
ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يقتل بالولد الوالد ابن عباس سے روایت ہے آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اولاد کے بدل والد قتل نہ کیا جاویگا **عن** عمر بن الخطاب قال سمعت رسول
الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يقتل الوالد بالولد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ
اللہ علیہ وسلم سے مین نے سنا آپ فرماتے تھے والد اپنی اولاد کے بدل قتل نہ کیا جاویگا **ف** اسکو نکالا ترمذی نے
بھی لیکن اسکی اسناد مین حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے اور احمد اور بیہقی اور دارقطنی نے اسکو دوسرے طریق سے نکالا اس
کے راوی ثقہ ہین اور ترمذی نے سراقہ سے بھی ایسا ہی نکالا اسکی اسناد مین ضعف ہے اور ابن عباس سے بھی نکالا
(روضہ) **باب** هل يقتل الحر بالعبد آزاد غلام کے بدل مارا جاویگا یا نہین **ف** غلام تو آزاد کے
بدل بالاتفاق مارا جاوے گا لیکن آزاد غلام کے بدل اس مین اختلاف ہے حنفیہ اور سعید بن المسیب اور شعبی اور نخعی
اور قتادہ اور ثوری سے یہ منقول ہے کہ وہ قتل کیا جاویگا اور دوسرون کے نزدیک آزاد غلام کے بدل قتل نہ
کیا جاویگا یہ اختلاف جب ہے کہ مقتول خود قاتل کا غلام نہ ہو بلکہ دوسرے کسی کا لیکن اگر قاتل کا غلام ہو تو بالاتفاق مولے
اپنے غلام لونڈی کے عوض مین قتل نہ ہوگا بحر مین اسپر اجماع نقل کیا ہے لیکن نخعی سے اسکا خلاف منقول
ہے اور بعض تابعین سے یہ ترمذی نے روایت کیا **عن** سمرة بن جندب قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم من قتل عبده قتلناه ومن جدع عبده جدعناه سمرہ بن جندب سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے غلام کو قتل کریگا ہم اسکو قتل کرینگے اور جو کوئی اسکے ناک کان کاٹے ہم اسکے ناک
کان کاٹین گے **ف** یہ دلیل ہے نخعی اور بعض تابعین کی جنکے نزدیک غلام اور مولی مین قصاص لازم آتا ہے اور
جب اپنے غلام کے مارنے مین قصاص ہوا تو دوسرے کا غلام مارنے مین بطریق اولی قصاص ہوگا اور جمہور علماء
کہتے ہین کہ یہ حدیث ضعیف ہے حسن نے سمرہ سے نہین سنا اور منسوخ ہے اور قرآن مین ہے کہ آزاد آزاد کے بدل قتل
ہوگا اور غلام غلام کے بدل اور غلام ملک ہے مولی کا اور مولی ہی اسکا وارث ہے تو طالب قصاص کون ہوگا اور

ممکن ہے کہ حدیث منسوخ نہ ہو بلکہ تعزیراً آپ نے قتل کرنے کو فرمایا ہو تا کہ لوگ اپنے غلام لونڈی کے قتل سے بچتے رہیں
عن علی و عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قتل رجل عبدہ عمدا متعمدا فجلدہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم مائۃ ونفاہ سنۃ ومحا سہمہ من المسلمین حضرت علی اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے ایک شخص نے اپنے غلام کو قصداً مار ڈالا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو سو کوڑے لگائے اور
ایک سال کے لیے اسکو جلا وطن کر دیا اور اسکا حصہ مسلمانوں کے حصوں میں سے نکالدیا ف اور اس سے قصاص نہیں
لیا اور ایک یہ وہ اسکو آزاد کرنے کا حکم دیا یہ دارقطنی نے نکالا اور اس سے دلیل لی جمہور علما نے مگر یہ حدیث ضعیف ہے
اسکے اسناد میں اسمٰعیل بن عیاش ہے اور بیہقی اور ابن عدی نے عمر رض سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
غلام کا قصاص اسکے مالک سے نہ لیا جاویگا اور نہ اولاد کا والد سے اس کے اسناد میں عمرو بن عیسیٰ ہے اسکی منکر الحدیث
ہے اور دارقطنی اور بیہقی نے ابن عباس سے نکالا مرفوعاً کہ آزاد غلام کے بدل قتل نہ کیا جاویگا اسکی اسناد میں کئی متروک
ہیں اور بیہقی نے حضرت علی سے نکالا سنت یہ ہے کہ آزاد نہ مارا جاوے غلام کے بدل اسکے اسناد میں جابر جعفی متروک ہے اور
بیہقی اور ابن ماجہ نے حضرت علی سے ایسا ہی نکالا اور یہ سب حدیثیں ملکر قوی ہو جاتی ہیں باب یقاد من القاتل
کما قتل جسطرح قاتل نے قتل کیا اسیطرح قصاص لینا ف شافعی اور اہلحدیث کا یہی قول ہے کہ ولی مقتول کو اختیار
ہے جسطرح قاتل نے مقتول کو قتل کیا اسی طرح سے اسکو قتل کرے یا صرف تلوار سے گردن اڑا دے اور ابو حنیفہ نے اس
میں اختلاف کیا ہے وہ کہتے ہیں قصاص نہیں ہے مگر تلوار سے انکی دلیل آگے آتی ہے عن انس بن مالک ان
یہودیا رضخ راس امرأۃ بین حجرین فقتلہا فرضخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راسہ بین حجرین
انس بن مالک سے روایت ہے ایک یہودی نے ایک عورت کا سر کچلا دو پتھروں کے بیچ میں اور اسکو مار ڈالا تو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس یہودی کا سر کچلا دو پتھروں میں ف اس حدیث سے نکلا کہ بڑے پتھر سے اگر کوئی مارے
جس سے آدمی مر جاتا ہے تو اس میں قصاص واجب ہوتا ہے تو وہ قتل عمد ہے اس میں قصاص واجب ہوگا جیسے اوپر
گذرا اور اکثر علما کا یہی قول ہے جیسے مالک اور احمد اور شافعی اور ابو یوسف اور محمد کا اور ابو حنیفہ کے نزدیک شبہ
عمد ہے اس میں قصاص نہ ہوگا عن انس بن مالک ان یہودیا قتل جاریۃ علی اوضاح لہا فقال لہا
اقتلک فلان فاشارت براسہا ان لا ثم سألہا الثانیۃ فاشارت براسہا ان لا ثم سألہا الثالثۃ
فاشارت براسہا ان نعم فقتلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین حجرین انس بن مالک سے روایت ہے ایک
یہودی نے ایک لڑکی کو مار ڈالا اسکا زیور لینے کے لیے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لڑکی سے پوچھا وہ

ابہی زندہ تہیے) کیا تجہے فلان شخص نے مارا اس نے اشارے سے کہا نہین پہر آپ نے دوسری بار پوچہا اس نے اشارہ کیا نہین پہر آپ نے تیسری بار پوچہا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا ہان پہر آپ نے اس یہودی کو قتل کیا دو پتہرون سے **ف** اسوجہ سے کہ یہودی نے اقرار کیا جرم کا جب پکڑا گیا اور صرف مقتول کا قول کہ مجہہ کو فلان نے قتل کیا ثبوت جرم کے لیے کافی نہین ہے اگر مجرم انکار کرے اکثر علما رکا یہی قول ہے اور امام مالک سے ایک روایت مین کافی ہے **باب** لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّیْفِ قصاص نہین ہے مگر تلوار سے **ف** یعنی جب مقتول کا ولی اسطرح سے مارنا چاہے جسطرح سے قاتل نے مارا تہا یا وہ طرح ہے معلوم نہ ہو تو قاتل کو تلوار ہی سے قتل کرین گے یعنے اسکی گردن اوڑا دینگے اور دوسرے کوئی طرح سے نہ مارینگے شرع محمدی کا یہی حکم ہے لیکن افسوس ہے کہ اس زمانہ مین بعض عربون نے برخلاف شرع قاتل کا بندوق سے مارنا اختیار کیا ہے اور بعض مسلمانون نے نصاری کیطرح پہانسی دینا شروع کیا ہے بعضون نے سولی دینا **عَنْ** النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّیْفِ نعمان بن بشیر سے روایت ہے ان حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قصاص نہین ہے مگر تلوار سے **عَنْ** اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّیْفِ ابی بکرہ سے بہی ایسے ہی روایت ہے **بَابُ** لَا یَجْنِیْ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ ہر ایک قصور کا مواخذہ اسی سے ہوگا **ف** یہی شرع کا حکم ہے اور یہی قانون عدالت کا یعنے یہ ہوگا کہ باپ کے جرم مین بیٹا پکڑا جاوے یا بیٹے کی جرم مین باپ جیسے ظالم لوگ کیا کرتے ہین۔ عرب مین جاہلیت کے زمانہ مین یہ دستور تہا کہ جب ایک شخص نے کسیکو مار ڈالا تو مقتول کے قبیلے والے اسکے بدل قاتل کے قبیلے مین سے ایک شخصکو مار ڈالتے خواہ وہ قاتل ہوتا یا نہ ہوتا یہ صریح بے انصافی اور بے غیرتی ہے اور افسوس ہے کہ اس زمانہ مین پہر عربستان مین دیہاتی لوگون مین سے شرع محمدی اوٹہ گئی ہے اور جاہلیت کے قاعدے جاری ہو رہے ہین اور عرب کے عالم اور مولوی اپنے گہرون مین بیٹہے ہوئے اچہے کہانے کہاتے ہین اور عیش کرتے ہین نہ ان جاہلون کو خدا رسول کی بات بتلاتے ہین نہ ہر گانون مین جا کر وعظ و نصیحت کرتے ہین نہ اللہ و رسول کا حکم پہونچاتے ہین یہ عالم اور مولوی قیامت کے دن پکڑے جاوینگے مولویون کو لازم ہے کہ ہمیشہ مسلمانون کی بستیون اور دیہات کا دورہ کرتے رہین اور دین کے ضروری اعتقادات اور مسائل نماز روزہ کے زبانی عوام کو سمجہاتے اور سکہلاتے رہین یہ انکا اصلی کام ہے کیونکہ ہر ایک شخص علم حاصل نہین کر سکتا اور بغیر بتائے کوئی ادنی بات بہی معلوم نہین ہو سکتی یہ بہی ایک بڑی غلطی ہے کہ ہم دین کی کہلی بات کو بہی کہلے اور واضح اور مشہور سمجہہ کر اپنے بچون کو اوسکی تعلیم نہ کرین بغیر بتلائے نہ کہلے بات معلوم ہو سکتی ہے نہ پوشیدہ ہمارے زمانہ مین اسکا تجربہ اکثر مقامون مین ہو چکا ہے مسلمانون کے کئی بڑے

لڑکون سے جو سارا قرآن پڑہ گئے تھے اور اردو اور فارسی بہی یہ پوچہا گیا کہ بہلا قرآن کس کا کلام ہے اور کسپر اترا ہے تو وہ حیران اور خاموش رہ گئے بعضون نے کہا مولویون پر اترا ہوگا لاحول ولا قوۃ اسکا سبب یہی تہا کہ ان کو والدین اور استادون نے قرآن تو طوطی کیطرح پڑہا دیا مگر دین کے ضروری اعتقاد اور مسائل انکو تعلیم نہین کیے یہ سمجہ کر کہ یہ باتین تو سب کو معلوم ہین لاحول ولا قوۃ عن سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ لَا يَجْنِي وَالِدٌ عَلَى وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ عَلَى وَالِدِهِ عمرو بن احوص سے روایت ہے مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے حجۃ الوداع مین آگاہ رہو جو قصور کرے گا وہ اپنی ذات ہی پر کریگا (یعنے اسکا مواخذہ اسی سے ہوگا) اور باپ کے قصور مین بیٹا نہ پکڑا جاوے گا نہ بیٹے کے قصور مین باپ عن طَارِقٍ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ يَقُولُ أَلَا لَا تَجْنِي أُمٌّ عَلَى وَلَدٍ أَلَا لَا تَجْنِي أُمٌّ عَلَى وَلَدٍ طارق محاربی سے روایت ہے مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپنے اپنے دونون ہاتہہ اٹہائے یہانتک کہ آپکے بغلون کی سفیدی مینے دیکہی آپ فرماتے تہے آگاہ رہو مان کے قصور مین بچہ نہ پکڑا جاویگا اور بچے کے قصور مین مان نہ پکڑی جاوے گی عن الْخَشْخَاشِ الْعَنْبَرِيِّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِي ابْنِي فَقَالَ لَا تُجْنَى عَلَيْهِ وَلَا يُجْنَى عَلَيْكَ خشخاش عنبری سے روایت ہے مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور میرے ساتہ میرا بیٹا تہا آپنے فرمایا تیرے قصور مین وہ نہین پکڑا جاویگا اور تو اسکے قصور مین نہین پکڑا جاوے گا عن أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْنِي نَفْسٌ عَلَى الْأُخْرَى اسامہ بن شریک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی نفس دوسرے نفس کے قصور مین نہ پوچہا جاویگا (یہی دنیا کا بہی حال ہے اور آخرت کا بہی حال ہے لا تزر وازرۃ وزر اخری اپنے اپنے اعمال اونکا یا حال)

باب الجبار

کسی چیز مین نہ دیت ہے نہ قصاص یعنے وہ ہدر اور لغو ہے عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے زبان جانور کا زخمی کرنا لغو ہے (یعنے بے زبان جانور کسیکو مارے یا زخمی کرے تو اسکا قصاص کسی سے نہ لیا جاویگا نہ کسیپر اوسکی دیت لازم ہوگی) اور کان مین کوئی مر جاوے تو لغو ہے اور کنوئے مین کوئی مر جاوے تو وہ لغو ہے **ف** یہ جب ہے کہ کنوان کوئی اپنے ملک مین کہودے یا مباح زمین مین اگر راہ مین کوئی کنوان کہودے اور کوئی اس مین گر پڑے یا دوسرے کے ملک مین تو کہودنیوالا پکڑا جاویگا یہ حدیث

صحیح ہے عَنْ کَثِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْعَجْمَاءُ جُرْحُھَا جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ کثیر بن عبداللہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں کنوئیں کا ذکر نہیں ہے عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَعْدِنَ جُبَارٌ وَالْبِئْرَ جُبَارٌ وَالْعَجْمَاءَ جَرْحُھَا جُبَارٌ وَالْعَجْمَاءُ الْبَھِیْمَۃُ مِنَ الْاَنْعَامِ وَغَیْرِھَا وَالْجُبَارُ ھُوَ الْھَدَرُ الَّذِیْ لَا یُغَرَّمُ عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کان لغو ہے اور کنواں لغو ہے اور بے زبان جانور لغو ہے یعنی اس میں تاوان نہیں ہے اگر کسی کو ان چیزوں سے نقصان پہونچے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلنَّارُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آگ لغو ہے (اگر بےقصور کے پھیل جاوے اور کسی کی جان یا مال کو اس سے نقصان پہونچے) اور کنواں لغو ہے بَابُ الْقَسَامَۃِ قسامت کا بیان ف قسامت اسوقت ہوتی ہے جب ایک شخص مقتول ملے اور مقتول کا وارث کسی ایک شخص پر یا ایک جماعت پر اسکے قتل کا دعوے کرے اور حاکم کو اس شخص یا ان لوگوں پر جن پر وارث دعوی کرتا ہے گمان معلوم ہو جیسے عداوت کا ہونا یا اور کوئی سبب یا قتل کا ایک ہی گواہ ہوتا تو پہلے مدعی کو قسم دینگے پچاس بار اگر وہ قسم نہ کھاوے تو مدعی علیہ یا مدعی علیہم کو پچاس قسمیں دینگے انکار قتل پر اور قسامت میں دیت مغلظہ واجب ہوگی اگر حاکم کو گمان کی کوئی وجہ نہ ہو تو مدعی علیہ کا قول قسم سے مان لیا جاوے گا جیسے اور دعاوی میں یہ شافعی کا مذہب ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک قسامت میں مدعی کو قسم نہ دینگے بلکہ مدعی علیہ کو انہوں نے کہا جب کسی مقتول کو پاویں کسی محلہ میں تو حاکم اس محلے کے پچاس نیک اور معتبر آدمیوں کو انتخاب کرکے ان سے قسم لیوے کہ ہمنے اسکو نہیں مارا نہ ہم اوسکے قاتل کو پہچانتے ہیں اگر قسم کھالیویں تو ان سے مواخذہ نہ ہوگا ورنہ انکو دیت مقتول کی ادا کرنی ہوگی (روضہ ملخصاً)

عَنْ سَھْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَۃَ اَنَّہٗ اَخْبَرَہٗ عَنْ رِجَالٍ مِّنْ کُبَرَاءِ قَوْمِہٖ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ سَھْلٍ وَمُحَیِّصَۃَ خَرَجَا اِلٰی خَیْبَرَ مِنْ جَھْدٍ اَصَابَھُمْ فَاُتِیَ مُحَیِّصَۃُ فَاَخْبَرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ سَھْلٍ قَدْ قُتِلَ وَاُلْقِیَ فِیْ فَقِیْرٍ اَوْ عَیْنٍ بِخَیْبَرَ فَاَتٰی یَھُوْدَ فَقَالَ اَنْتُمْ وَاللّٰہِ قَتَلْتُمُوْہُ قَالُوْا وَاللّٰہِ مَا قَتَلْنَاہُ ثُمَّ اَقْبَلَ حَتّٰی قَدِمَ عَلٰی قَوْمِہٖ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَھُمْ ثُمَّ اَقْبَلَ ھُوَ وَاَخُوْہُ حُوَیِّصَۃُ وَھُوَ اَکْبَرُ مِنْہُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَھْلٍ فَذَھَبَ مُحَیِّصَۃُ یَتَکَلَّمُ وَھُوَ الَّذِیْ کَانَ بِخَیْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِمُحَیِّصَۃَ کَبِّرْ کَبِّرْ یُرِیْدُ السِّنَّ فَتَکَلَّمَ حُوَیِّصَۃُ ثُمَّ تَکَلَّمَ مُحَیِّصَۃُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

إِمَّا أَنْ تَدُوا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ تُؤْذِنُوا بِحَرْبٍ فَكَتَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ فَكَتَبُوا إِنَّا وَاللّٰهِ مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ تَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ قَالُوا لَا قَالَ فَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُودُ قَالُوا لَيْسُوا بِمُسْلِمِينَ فَوَدَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ نَاقَةٍ حَتَّى أُدْخِلَتْ عَلَيْهِمُ الدَّارَ قَالَ سَهْلٌ فَلَقَدْ رَكَضَتْنِي مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے انہوں نے اپنی قوم کے کئی بڑے آدمیوں سے سنا کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ دونوں خیبر کی طرف نکلے (وہاں کے لوگ یہودی تھے اور مسلمانوں کے دشمن تھے) تکلیف کی وجہ سے جو انکو تھی (یعنے محتاجی کے سبب سے) پھر محیصہ لوگوں کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ عبداللہ بن سہل مار گئیے اور ایک گڑھے یا چشمہ میں خیبر کے انکی لاش ڈالدی گئی یہ سنکر محیصہ یہودیوں کے پاس گئے اور کہنے لگے قسم خدا کی تم نے اسکو مارا ہے اونہوں نے کہا قسم خدا کی ہمنے اسکو نہیں مارا بعد اسکے محیصہ (خیبر سے) آئے اپنی قوم کے پاس اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا تو محیصہ اور انکا بھائی حویصہ جو اُن سے بڑا تھا اور عبدالرحمان بن سہل یہ تینوں (آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس) آئے اور محیصہ نے بات کرنا چاہا جو خیبر میں (عبداللہ بن سہل کے ساتھ) گئے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسے فرمایا بڑے کا لحاظ کر بڑے کا لحاظ کر مطلب آپ کا یہ تھا کہ حویصہ کو جو تجھ سے عمر میں بڑا ہے بات کرنے دے آخر حویصہ نے بات کی اسکے بعد محیصہ نے تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا تو یہودی تمہارے مقتول کی دیت دیویں نہیں تو انکو اطلاع کردینا چاہیے لڑائی کی (یعنے جنگ کے نوٹس انکو دینا چاہیے) پھر آپنے یہودیوں کو اس باب میں لکھا اونہوں نے جواب میں لکھا کہ قسم خدا کی ہمنے اسکو نہیں مارا اب آپنے حویصہ اور محیصہ اور عبدالرحمان سے فرمایا تم حلف کرتے ہو کہ اُسکو یہودیوں نے مارا اور اپنے ساتھی کا خون انپر ثابت کردیتے ہو حلف سے اونہوں نے کہا نہیں آپنے فرمایا اچھا تو پھر یہودی حلف کرینگے انہوں نے کہا وہ مسلمان نہیں ہیں (جھوٹی قسم کھالینگے آخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن سہل کی دیت (اسکے وارثوں کو) اپنے پاس سے (یا بیت المال میں سے) دی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ کے وارثوں کے سو اونٹنیاں بھیجیں وہ انکے گھر میں اندر پہونچادی گئیں سہل نے کہا ان میں سے ایک لال اونٹنی نے مجھہ کو لات ماری ف یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ جب قاتل کا پتہ نہ لگے تو مقتول کی دیت بیت المال میں سے دی جاویگی اور مسلم نے ایک صحابی سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قسامت کو باقی رکھا اُس طریقہ پر

جیسے جاہلیت کے زمانہ مین رائج تہا اور جاہلیت مین یہی طریقہ تہا کہ مقتول کے مدعی علیہم مین سے لوگون کو چنتے پہر انکو اختیار
دیتے چاہین وہ قسم کہالیوین چاہین دیت ادا کرین جیسے اُس قسامت مین ہوا جو بنی ہاشم مین ہوئی اسکو بخاری اور نسائی
نے نکالا ابن عباس سے اسکا قصہ طول ہے اس مین یہ ہے کہ قاتل معین تہا اور ابوطالب نے اس سے کہا تین باتون مین
سے ایک بات اختیار کر یا تو دیت کے سو اونٹ دے کیونکہ تو نے ہمارے ساتہی کو قتل کیا اور چاہے تیری قوم مین سے
پچاس آدمی حلف کرین کہ تو نے اسکو نہین مارا اگر تو ان دونون باتون سے انکار کرے تو ہم تجہکو قتل کرین گے پہر وہ اپنی
قوم کے پاس گیا ان سے بیان کیا انہون نے کہا ہم قسم کہاتے ہین اخیر تک ابن عباس نے کہا انہون نے قسم کہائی
پہر ایک سال کے اندر ان مین سے کوئی باقی نہ رہا اور وضہ مین ہے کہ علماء نے اختلاف کیا کیفیت قسامت مین اور
سب قومون مین زیادہ قریب طرف حق کے اہلحدیث کا قول ہے کہ جب قاتل ایک معین جماعت مین سے ہو تو اس مین سے
ولی مقتول لوگون کو چنکر پچاس قسمین دیوے اگر وہ قسمین کہالین تو بری ہو گئے ورنہ انکو دیت دینا ہو گی انتہے مختصراً

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ حُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ ابْنَيْ مَسْعُودٍ وَعَبْدَ اللَّهِ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَيْ
سَهْلٍ خَرَجُوا يَمْتَارُونَ بِخَيْبَرَ فَعُدِيَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقُتِلَ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ تُقْسِمُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نُقْسِمُ وَلَمْ نَشْهَدْ قَالَ فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ قَالُوا يَا
رَسُولَ اللَّهِ إِذًا تَقْتُلُنَا قَالَ فَوَدَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے
روایت ہے کہ حویصہ اور محیصہ دونو مسعود کے بیٹے اور عبداللہ اور عبدالرحمان دونون سہل کے بیٹے نکلے لڑتے ہوئے خیبر
کیطرف تو عبداللہ پر زیادتی ہوئی وہ مارے گئے پہر بیان کیا گیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے
فرمایا تم قسم کہاتے ہو اور اپنے ساتہی کا خون ثابت کرتے ہو انہون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کیونکر قسم کہاوین
اور قتل کے وقت ہم موجود نہ تہے آپ نے فرمایا تو یہود (قسم کہاکر) اپنی برارت کرین گے تم سے انہون نے عرض
کیا ایسا ہو گا تو یہود ہم کو مار ڈالین گے (اور قسم کہا لیا کرین گے) آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کی دیت
اپنے پاس سے دی **ف** اس مین شافعی کی دلیل ہے کہ قسامت مین پہلے اولیاء مقتول کو حلف دیئے جاوینگے اور یہی
قول ہے مالک اور احمد کا اگر وہ قسم نہ کہاوین تو اہل محلہ کو قسم کہانا پڑے گی اور ابوحنیفہ اور ثوری کے نزدیک اہل
محلہ ہی کو قسم کہلا دین گے کیونکہ حدیث مین ہے کہ مدعی پر گواہ ہین اور منکر پر قسم ہے اور عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ
نے سعید بن المسیب سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے یہود کو قسم دی قسامت مین اور انہی سے
دیت دلائی کیونکہ مقتول انہی مین تہا اور احمد اور بیہقی نے ابو سعید سے نکالا کہ دو گانون کے بیچ مین ایک

مقتول ہوا آپ نے دونون طرف انہی کا حکم دیا وہ ایک گانون سے زیادہ قریب نکلا ایک بالشت کی موافق آپ نے
اسکی دیت انہی سے دلوائی بیہقی نے کہا متفرد ہوا اسکے ساتھ ابو اسرائیل عطیہ سے اور دونو حجت کی لائق نہین
ہین **باب** مَنْ مَثَّلَ بِعَبْدِهِ فَهُوَ حُرٌّ جو شخص اپنے غلام کا کوئی عضو کاٹے تو وہ آزاد ہو جاوے گا
(یہ سزا ہے اسکے مالک پر کہ پھر غلام کو ایسی ایذا نہ دیوے) **عَنْ** سَلَمَةَ بْنِ رَوْحِ بْنِ زِنْبَاعٍ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ قَدِمَ
عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَخْصَى غُلَامًا لَهُ فَأَعْتَقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُثْلَةِ سلمہ
بن روح بن زنباع سے روایت ہے اس نے اپنے دادا سے روایت کی کہ وہ آنحضرت کے پاس آیا اس نے اپنے ایک
غلام کو خصی کیا تھا (یعنے اسکے خصیے نکال ڈالے تھے) تو آپ نے اس غلام کو آزاد کر دیا مثلہ کی وجہ سے (مثلہ یہی
ہے ناک کان کاٹنا یا اور کوئی عضو) **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَارِخًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ قَالَ سَيِّدِي رَآنِي أُقَبِّلُ
جَارِيَةً لَهُ فَجَبَّ مَذَاكِيرِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ بِالرَّجُلِ فَطُلِبَ فَلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ فَقَالَ
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبْ فَأَنْتَ حُرٌّ قَالَ عَلَى مَنْ نُصْرَتِي يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ يَقُولُ أَرَأَيْتَ
إِنِ اسْتَرَقَّنِي مَوْلَايَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ أَوْ مُسْلِمٍ عبد اللہ بن عمرو بن
عاص سے روایت ہے ایک شخص آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلاتا ہوا آپ نے فرمایا کیا ہوا تجھ کو وہ
بولا میرے مالک نے دیکھا مین اسکی ایک لونڈی کو بوسہ دے رہا تھا تو اس نے میرا ذکر کٹوا ڈالا آپ نے فرمایا اسکے مالک
کو بلاؤ لوگون نے ڈھونڈا لیکن وہ نہین ملا آپ نے غلام سے فرمایا جا تو آزاد ہے وہ بولا میری مدد کون کریگا یا رسول
اللہ یعنے اگر میرا مالک مجھ کو پھر غلام بنا لیوے آپ نے فرمایا ہر مومن یا ہر مسلمان پر تیری مدد لازم ہے **ف** ان
دونو حدیثون سے یہ نکلا کہ اگر کوئی اپنے غلام یا لونڈی کو سخت ایذا دیوے مثلاً اسکا کوئی عضو کاٹے یا اسکا بدن
جلا دے تو حاکم اسکو آزاد کر سکتا ہے اور اس کے مالک کو جو سزا مناسب سمجھے وہ دے سکتا ہے اور ایک حدیث مین
گذرا کہ جو کوئی اپنے غلام کا ناک کان کاٹے ہم اسکا ناک کان کاٹین گے **باب** أَعَفُّ النَّاسِ قِتْلَةً أَهْلُ
الْإِيمَانِ سب قاتلون مین عمدہ وہ ہین جو اہل ایمان ہین **ف** کیونکہ اہل ایمان ناحق اور بیجا طور سے قتل نہین
کرتے بلکہ اچھی طور سے حق پر قتل کرتے ہین جیسے جہاد یا حد یا قصاص مین اور ممکن ہے کہ قتل عام ہو جانور سے
بھی ذبح کو شامل ہو یعنے جانور کو بھی بری طرح سے تکلیف دیکر نہین مارتے بلکہ تیز چھری سے اللہ کا نام لیکر کاٹتے
ہین **عَنْ** عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَعَفِّ النَّاسِ قِتْلَةً

أَهْلِ الْاِیمَانِ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمدہ اور پاک قتل کرنے والا ایمان والے ہیں *

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ اِنَّ اَعَفَّ النَّاسِ قِتْلَةً اَهْلُ الْاِیْمَانِ ترجمہ وہی جو اوپر گزرا

بَابُ اَلْمُسْلِمُوْنَ تَتَکَافَاُ دِمَاؤُهُمْ مسلمانوں کے خون برابر ہیں (یعنے ایک مسلمان کو دوسرے پر کچھ فوقیت نہیں ہے)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ تَتَکَافَاُ دِمَاؤُهُمْ وَهُمْ یَدٌ عَلٰی مَنْ سِوَاهُمْ یَسْعٰی بِذِمَّتِهِمْ اَدْنَاهُمْ وَیَرُدُّ عَلٰی اَقْصَاهُمْ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کے خون برابر ہیں اور وہ ایک ہاتھ کی مثل ہیں اپنے مخالفوں پر (یعنے کافروں کے مقابلہ میں سب مسلمان ایک ہیں) اور ان میں کا ادنے شخص بھی امان دے سکتا ہے (کسی کافر کو اور سب مسلمانوں کو اسکی امان قبول کرنا ہوگا) اور لڑائی میں دوسرے دور والا مسلمان بھی لوٹ میں شریک ہوگا **ف** اسکا مطلب یہ ہے کہ مثلاً ایک لشکر لڑائی کے لیے نکلا کچھ آگے کچھ پیچھے اب آگے والوں کو کچھ مال ملا تو پیچھے والے بھی گو ان سے دور ہوں اس میں شریک ہونگے اسلیے کہ وہ انکی مدد کے لیے آرہے تھے تو گویا انہی کے ساتھ تھے **عَنْ** مَعْقِلِ ابْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُوْنَ یَدٌ عَلٰی مَنْ سِوَاهُمْ وَتَتَکَافَاُ دِمَاؤُهُمْ معقل بن یسار سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان ایک ہاتھ ہیں اپنے سوا دوسرے مذہب والوں پر اور انکے خون برابر ہیں **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدُ الْمُسْلِمِیْنَ عَلٰی مَنْ سِوَاهُمْ تَتَکَافَاُ دِمَاؤُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ وَیُجِیْرُ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ اَدْنَاهُمْ وَیَرُدُّ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ اَقْصَاهُمْ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کا ہاتھ اپنے سوا دوسری قوم والوں پر ہے (یعنے انہی سے یکدل ہو کر لڑیں آپس میں نہ لڑیں) اور انکے خون اور مال برابر ہیں اور ان میں کا ادنے دور والا دوسروں کی طرف سے امان دے سکتا ہے **بَابُ** مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا جو کوئی ذمی کافر جسکو امن دی ہو دار الاسلام میں اسکو مار ڈالے اسکا گناہ **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ یَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاِنَّ رِیْحَهَا لَیُوْجَدُ مِنْ مَسِیْرَةِ اَرْبَعِیْنَ عَامًا عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کسی ذمی کو مار ڈالے تو وہ جنت کی بو نہیں سونگھے گا اور جنت کی بو چالیس برس کی راہ سے آتی ہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ فَلَا یَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاِنَّ رِیْحَهَا لَیُوْجَدُ مِنْ مَسِیْرَةِ سَبْعِیْنَ عَامًا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا جو شخص کسی ذمی کو مار ڈالے جسکو اللہ اور اسکے رسول نے پناہ دی ہو تو وہ بہشت کی خوشبو نہ سونگھیگا اور اسکی خوشبو ستر برس کی راہ سے آتی ہے (یعنے جنت سے بالکل دور رہیگا اس میں جانا تو درکنار اسکی خوشبو سونگھنا بھی اسکو نصیب نہ ہوگا) **باب** مَنْ اٰمَنَ رَجُلًا عَلٰی دَمِهٖ فَقَتَلَهٗ ایک شخص کو امان دیکر پھر مار ڈالنا کیسا ہے۔

عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ شَدَّادٍ الْقِتْبَانِیِّ قَالَ لَوْلَا كَلِمَةٌ سَمِعْتُهَا مِنْ عَمْرِو بْنِ الْحَمِقِ الْخُزَاعِیِّ لَمَشَيْتُ فِيْمَا بَيْنَ رَأْسِ الْمُخْتَارِ وَجَسَدِهٖ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰمَنَ رَجُلًا عَلٰی دَمِهٖ فَقَتَلَهٗ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ لِوَاءَ غَدْرٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رفاعہ بن شداد قتبانی نے کہا اگر وہ حدیث نہ ہوتی جو میںنے عمرو بن حمق خزاعی سے سنی تو میں مختار کے سر اور دھڑ کے بیچ میں چلتا (یعنے مختار کا سر بدن سے جدا کرتا) میںنے سنا عمرو بن عمرو بن حمق خزاعی سے وہ کہتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسیکو امان دیوے جان کی پھر اسکو قتل کرے تو قیامت کے دن فریب کا جھنڈا اوٹھاویگا **ف** تاکہ اسکا دغاباز ہونا ہر ایک خاص و عام کو معلوم ہو دوسری حدیث میں ہے کہ ہر ایک دغاباز کا ایک جھنڈا ہوگا قیامت کے دن یہ مختار عبیدہ ثقفی کا بیٹا تھا جس نے قاتلان جناب امام حسین علیہ السلام سے عوض لیا اور عبید اللہ بن زیاد ملعون اور اور خبیثوں کو جو امام کے خون میں شریک تھے چن چن کر مارا مسلمانوں کو خوش کیا لیکن اخیر میں یہ مختار مذہب مختار سے پھر گیا اور لگا گمراہی کی باتیں کرنے یہانتک کہ نبوت کا بھی دعوے کیا آخر مصعب بن زبیر کے ہاتھ سے مارا گیا **عَنْ** رِفَاعَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى الْمُخْتَارِ فِیْ قَصْرِهٖ فَقَالَ قَامَ جِبْرَئِيْلُ مِنْ عِنْدِیَ السَّاعَةَ فَمَا مَنَعَنِیْ مِنْ ضَرْبِ عُنُقِهٖ اِلَّا حَدِيْثٌ سَمِعْتُهٗ مِنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا اٰمَنَكَ الرَّجُلُ عَلٰی دَمِهٖ فَلَا تَقْتُلْهُ فَذَاكَ الَّذِیْ مَنَعَنِیْ مِنْهُ رفاعہ سے روایت ہے میں مختار پاس اسکے محل میں گیا وہ کہنے لگا ابھی جبرئیل علیہ السلام میرے پاس سے اوٹھ کر گئے ہیں تو مجھے نہ روکا کسی چیز نے اسکی گردن مارنے سے مگر اس حدیث نے جو میں نے سلیمان بن صرد سے سنی انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جبکوئی شخص جان کی امان تجھ سے لیوے تو پھر اسکو مت مار اسی حدیث نے مجھکو روکا اسکے قتل سے **باب** الْعَفْوِ عَنِ الْقَاتِلِ قاتل کو معاف کردینا **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَتَلَ رَجُلٌ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُفِعَ ذٰلِكَ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَفَعَهٗ اِلٰی وَلِیِّ الْمَقْتُوْلِ فَقَالَ الْقَاتِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتُّ قَتْلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْوَلِیِّ اَمَا اِنَّهٗ اِنْ كَانَ صَادِقًا ثُمَّ قَتَلْتَهٗ دَخَلْتَ النَّارَ قَالَ فَخَلّٰی سَبِيْلَهٗ قَالَ وَكَانَ مَكْتُوْفًا بِنِسْعَةٍ فَخَرَجَ يَجُرُّ نِسْعَتَهٗ فَسُمِّیَ ذَا النِّسْعَةِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے ایک شخص نے خون کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسکا مقدمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا آپنے اسکو مقتول کے وارث کے حوالہ کر دیا قاتل نے کہا یا رسول اللہ قسم خدا کی مینے اسکو قتل کی نیت سے نہیں مارا تھا تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مقتول کے وارث سے فرمایا اگر یہ سچا ہے اور تونے اسکو قتل کیا تو تو دوزخ میں جاویگا۔ راوی نے کہا مقتول کے وارث نے اسکو چھوڑ دیا وہ ایک رسی سے مشکین بندھا ہوا تھا تو نکلا اپنی رسی گھسیٹتا ہوا آخر اسکا نام رسی والا ہو گیا عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَتٰی رَجُلٌ بِقَاتِلِ وَلِيِّهٖ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْفُ فَاَبٰی فَقَالَ خُذْ اَرْشًا فَاَبٰی قَالَ فَاذْهَبْ فَاقْتُلْهُ فَاِنَّكَ مِثْلُهٗ قَالَ فَلَحِقَ بِهٖ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ اُقْتُلْهُ فَاِنَّكَ مِثْلُهٗ فَخَلّٰی سَبِيْلَهٗ قَالَ فَرُئِيَ يَجُرُّ نِسْعَتَهٗ ذَاهِبًا اِلٰی اَهْلِهٖ قَالَ كَاَنَّهٗ قَدْ كَانَ اَوْثَقَهٗ قَالَ اَبُوْ عُمَيْرٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ قَالَ ابْنُ شَوْذَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقٰسِمِ فَلَيْسَ لِاَحَدٍ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقُوْلَ اُقْتُلْهُ فَاِنَّكَ مِثْلُهٗ قَالَ ابْنُ مَاجَةَ هٰذَا حَدِيْثُ الرَّمْلِيِّيْنَ لَيْسَ اِلَّا عِنْدَهُمْ انس بن مالک سے روایت ہے ایک شخص اپنے عزیز کے قاتل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس لایا آپنے اس سے فرمایا یعنے مقتول کے وارث سے اسکو معاف کر دے اسنے نہ مانا آپنے فرمایا اچھا دیت لے لے اسنے نہ مانا تب آپنے فرمایا جا اسکو قتل کر تو بھی اسکے مانند ہے ف یعنے اب وہ اور تو برابر ہو گیا کیونکہ قتل کے عوض تونے بھی اسکو قتل کیا اور بعضوں نے کہا اس قتل میں شبہ تھا جیسے اگلی حدیث میں گذرا کہ قاتل نے کہا مینے قتل کی نیت سے اسکو نہیں مارا تو دیانۃً قصاص لازم نہیں آتا اگرچہ قضاءً لازم آتا ہے جب ہتیار یا کسی ایسی چیز سے مارے جس سے عادۃً آدمی مر جاتا ہے یہ قتل عمد ہے اگرچہ قاتل کی نیت قتل کی نہ ہو کیونکہ اگر اس میں نیت کا اعتبار رکھیں تو ہر شخص قتل عمد کا ارتکاب کرے گا اور کہیگا میری نیت قتل کی نہ تھی اور بعضوں نے کہا کہ اس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صلاح نہ مانی اگرچہ آپ کا فرمانا بطور سفارش کے تھا نہ حکم کے لیکن بہر حال آپ کا ارشاد ماننا چاہیے اس میں دین اور دنیا دونوں کا فائدہ ہے اور آپکے ارشاد کا خلاف کرنا بڑی کم بختی اور بدنصیبی ہے اسلیے آپنے فرمایا کہ تو بھی اسی کی مثل ہے یعنی جیسے وہ خیر سے محروم ہوا تو بھی محروم ہوا اور بعضوں نے کہا اس سے یہ مراد ہے کہ تو بھی سخت دل اور بے رحم ہے قاتل کی طرح کسلیے کہ مقتول تو مارا گیا اب قاتل کو مارنے میں بھی تو مقتول زندہ نہیں ہو سکتا ایسی حالت میں اسیر رحم ہی کرنا اور عفو کر دینا بہتر ہے ف راوی نے کہا ایک شخص مقتول کے وارث پاس گیا اور اس سے بولا کہ آن

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اسکو مار تو بھی اسی کی مثل ہے یہ سنکر اس نے قاتل کو چھوڑ دیا راوی نے کہا لوگوں نے دیکھا وہ اپنی رسی گھسیٹتا ہوا چلا اپنے گھر والوں کی طرف شاید مقتول کے وارث نے اسکو باندھا تھا ابو عمیر نے اپنی روایت میں کہا ابن شوذب نے عبدالرحمن سے روایت کیا انہوں نے قاسم سے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اب کسیکو جائز نہیں مقتول کے وارث سے یوں کہنا کہ قتل کر اسکو تو بھی اسکی مثل ہے اسلیے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصل حال سے واقف تھے اور آپ کے ارشاد کی تعمیل ضرور تھی یہ بات اور کسی میں نہیں ہے اور قصاص لینا شرع کے رو سے جائز ہے ابن ماجہ نے کہا یہ حدیث رملہ والوں کی ہے اور انکے سوا اور لوگوں پاس نہیں ہے **بَابُ الْعَفْوِ فِي الْقِصَاصِ** قصاص میں عفو کر دینا **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا رُفِعَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ فِيْهِ الْقِصَاصُ اِلَّا اَمَرَ فِيْهِ بِالْعَفْوِ انس بن مالک سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس جبکوئی قصاص کا مقدمہ آیا آپ نے معافی کا حکم دیا (سفارش کے طور پر کیونکہ عفو بہتر ہے انتقام سے) **عَنْ** اَبِي الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ يُصَابُ بِشَيْءٍ مِنْ جَسَدِهٖ فَيَتَصَدَّقُ بِهٖ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهٖ دَرَجَةً اَوْ حَطَّ عَنْهُ بِهٖ خَطِيْئَةً سَمِعَتْهُ اُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي ابو الدرداء سے روایت ہے میں نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اسکے بدن کو کچھ صدمہ پہونچے پھر وہ معاف کر دے (صدمہ دینے والیکو اس سے قصاص نہ لیوے) تو اللہ ایک درجہ اسکا بلند کریگا یا ایک گناہ اسکا معاف کر دیگا یہ میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا **بَابُ الْحَامِلِ يَجِبُ عَلَيْهَا الْقَوَدُ** اگر حاملہ عورت پر قصاص لازم ہو۔ **عَنْ** مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَاَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَشَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْاَةُ اِذَا قَتَلَتْ عَمْدًا لَا تُقْتَلُ حَتّٰى تَضَعَ مَا فِيْ بَطْنِهَا اِنْ كَانَتْ حَامِلًا وَحَتّٰى تُكَفِّلَ وَلَدَهَا وَاِنْ زَنَتْ لَمْ تُرْجَمْ حَتّٰى تَضَعَ مَا فِيْ بَطْنِهَا وَحَتّٰى تُكَفِّلَ وَلَدَهَا معاذ بن جبل اور ابو عبیدہ بن جراح اور عبادہ بن صامت اور شداد بن اوس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت جب قتل عمد کرے تو وہ قتل نہ کی جاویگی (قصاص میں) اگر حاملہ ہو جب تک زچگی سے فراغت نہ پاوے اور اسکے بچہ کی کفالت نہ کیجاوے گی اسیطرح اگر زنا کرے تو رجم نہ کی جاوے گی جب تک زچگی فراغت نہ پاوے اور بچہ کی کفالت نہ کی جاوے **ف** یعنے بچہ کے پلنے کی صورت پیدا نہ ہو جاوے مثلا اور کوئی اس کا عزیز بچہ کی پرورش اپنے ذمہ لیوے یا کوئی شخص گو غیر سہی یا بچہ اس لائق ہو جاوے کہ آپ کھانے پینے لگے اسکی وجہ یہ ہے کہ بچہ کا کچھ قصور نہیں ہے پھر اگر حاملہ عورت کو ماریں یا سنگسار کریں تو بچہ کا مفت خون ہوگا۔

اَبْوَابُ الْوَصَايَا وصیتوں کے باب **وصیت** وہ ہے جو مرتے وقت انسان بات کرتا ہے **وَهَلْ اَوْصٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا شَاةً وَلَا بَعِيْرًا وَلَا اَوْصٰى بِشَيْءٍ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی دینار (اشرفی) چھوڑا نہ درم نہ بکری نہ اونٹ اور نہ وصیت کی کسی چیز کی **ف** یعنے دنیا کے متعلق کیونکہ آپنے دنیا کا مال چھوڑا ہی نہیں اور فرمایا جو میں چھوڑ جاؤں وہ میری بی بیوں اور عامل کی اجرت سے جو بچے وہ صدقہ ہے سبحان اللہ حبیب آپ دنیا سے صاف رہکر دنیا میں آئے تھے ویسے ہی دنیا سے صاف دنیا سے تشریف بھی لیگئے البتہ دین کے متعلق آپنے وصیت کی ہے جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ وفات کے وقت بھی آپ یہ فرمارہے تھے کہ نماز کا خیال رکھو اور غلام لونڈی کا اور ایک روایت میں ہے کہ آپنے وصیت کی وفود کی خاطرداری کرنے کے لیے اور ایک روایت میں ہے کہ آپنے وصیت کی مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکالدینے کے لیے اور محال ہے کہ آپ اور مومنین کو تو ترغیب دیں وصیت کی اور خود وصیت نفرماتی آپ نے وصیت کی اللہ کی یعنے قرآن پر چلنے اور اہل بیت کی محبت رکھنے کی **عَنْ** طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى اَوْصٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ قَالَ لَا قُلْتُ فَكَيْفَ اَمَرَ الْمُسْلِمِيْنَ بِالْوَصِيَّةِ قَالَ اَوْصٰى بِكِتَابِ اللّٰهِ قَالَ مَالِكٌ وَقَالَ طَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ قَالَ الْهُزَيْلُ بْنُ شُرَحْبِيْلَ اَبُوْبَكْرٍ كَانَ يَتَاَمَّرُ عَلٰى وَصِيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَّ اَبُوْبَكْرٍ اَنَّهُ وَجَدَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدًا فَخَزَمَ اَنْفَهُ بِخِزَامٍ طلحہ بن مصرف سے روایت ہے میں نے عبد اللہ بن ابی اوفے سے کہا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی چیز کی وصیت کی اونہوں نے کہا نہیں میں نے کہا تو پھر آپنے مسلمانوں کو وصیت کا کیسے حکم کیا (اور خود وصیت نکی) انہوں نے کہا آپنے وصیت کی اسکی کتاب کی (قرآن پر چلنے کی اور اہل بیت سے محبت رکھنے کی) مالک نے کہا طلحہ بن مصرف نے کہا ہزیل بن شرحبیل نے کہا بھلا ابو بکر صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصی پر حکومت کر سکتے تھے ابو بکر کا تو یہ حال تھا اگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی حکم پاتے (خلافت کے باب میں) تو تابعدار اونٹنی کیطرح اپنے ناک میں اسکی نکیل کر لیتے **ف** یعنے اس حکم پر سب سے پہلے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ چلتے اسکے بعد اور لوگ کیونکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سب صحابہ سے زیادہ عاشق صادق تھے اور مطیع فرمان تھے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابو بکر رض کے ساتھ یہ گمان کبھی نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی اور کو خلیفہ کرنے کے لیے فرمایا ہو اور وہ آپ خلافت کر بیٹھیں بلکہ ابوبکر کو تو خلافت کی رغبت
ہی نہ تھی جب سقیفہ میں صلاح ومشورہ ہوا تو ابوبکر نے یہ رائے دی کہ دو آدمیوں میں سے ایک سے بیعت کر لو یا عمر بن
خطاب سے یا ابو عبیدہ بن الجراح سے اور اپنا نام ہی نہ لیا لیکن حضرت عمر نے زبردستی ان سے بیعت کی اس پر اور صحابہ نے
بھی بیعت کر لی آسمان گر پڑے اور زمین پھٹ جاوے ان بے ایمانوں پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جان
نثار جانباز عاشق صادق صحابہ پر طوفان جوڑتے ہیں اور معاذ اللہ یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے صراحتاً حضرت علی مرتضے کو اپنے بعد خلیفہ بنایا تھا اور صحابہ اسکو جانتے تھے لیکن عمداً انہوں نے حضرت
علی کا حق دبا دیا اور ابوبکر کو خلیفہ بنایا سبحانک ہذا بہتان عظیم اگر صراحت تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا
بھی یہ اشارہ فرمایا ہوتا کہ آپکے بعد علی خلیفہ ہیں تو تمام صحابہ جان و دل سے اسکی اطاعت کرتے اور حضرت علی کو اسی
وقت خلیفہ بناتے بلکہ خلافت کے لیے مشورہ ہی نہ کرتے کیونکہ جو امر منصوص ہو اس میں صلاح اور مشورے کی کیا حاجت
ہے اگر بالفرض حضرت ابوبکر صدیق نے اس حکم کے خلاف بھی کیا ہوتا تو انصاری لوگ جنکی جماعت بہت تھی کاہیکو
ابوبکر کی خلافت قبول کرتے بلکہ حدیث پر چلنے کے لیے انکو مجبور کرتے وہ تو حدیث کے ایسے ماننے والے تھے کہ جب
ابوبکر نے یہ حدیث سنائی کہ امام قریش میں سے ہیں تو انہوں نے اپنی امامت کا دعوی چھوڑ دیا پھر وہ دوسرے کی امامت
حدیث کے خلاف کیسے مانتے اور سب سے زیادہ تعجب یہ ہے کہ بنی ہاشم اور خود جناب علی مرتضے ابوبکر کی خلافت کیسے تسلیم
کرتے اور ان سے بیعت کیوں کرتے منہ کالا ہو انکا جو جناب علی مرتضے شیر بیشہ شجاعت کو ایسا کم جرأت اور بزدل
جانتے ہیں کہ اپنا واجبی حق بھی نہ لے سکے معاذ اللہ یہ سب دروغ بیفروغ ہے چند بے ایمان روافض کا جنکو دین سے
سروکار نہیں اور اپنی طرح صحابہ کو بھی سمجھتے ہیں ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک * کجا عیسے کجا دجال ناپاک *

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَتْ عَامَّةُ وَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ
وَهُوَ يُغَرْغِرُ بِنَفْسِهِ الصَّلٰوةَ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
اکثر وصیت یہ تھی وفات کے قریب جب آپ کی سانس اٹک رہی تھی کہ خیال رکھو نماز کا اور غلام لونڈی کا عَنْ
عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ جناب
علی مرتضے سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری کلام یہ تھا خیال رکھو نماز کا اور اپنے بردوں
کا ف یعنے نماز کو اپنے وقت پر پڑھو شرائط اور اداب کے ساتھ بے وقت مت پڑھو اور اس میں درست کرو
اور بردوں کا خیال رکھو یعنے غلام لونڈی کا کہ انپر ظلم مت کرو انکی طاقت سے زیادہ ان سے کام نہ لو انکو

کہانے پینے کی تکلیف نہ دو جو لوگ نماز کا خیال نہیں کرتے اسکو قضا کردیتے ہین یا جلدی بغیر خشوع اور خضوع کے پڑھ لیتے ہین یا طہارت مین احتیاط نہین کرتے یا اپنی لونڈی غلامون پر ستم کرتے ہین وہ کاہیکے مسلمان ہین جب آپ کی آخری وصیت کا بہی انکو خیال نہین ہے **باب** الحث علی الوصیۃ وصیت کرنیکی ترغیب **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما حق امرئ مسلم ان یبیت لیلتین و له شئ یوصی فیہ الا و وصیتہ مکتوبۃ عندہ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو یہ بات لائق نہین ہے کہ وہ دو راتین سطرح سے کاٹے کہ اسکی وصیت لکہی ہوئی اسکو پاس نہ ہو جب اسکے پاس ایسی چیز ہو جو وصیت کرنے کے قابل ہو **ف** یعنے اسکے پاس مال ہو جسکے لیے وصیت کی ضرورت ہو یا کسی کی امانت ہو تو ضرور ہے کہ ہمیشہ وصیت لکھکر یا لکہوا کر اپنے پاس رکہا کرے ایسا نہ ہو کہ موت آجاوے اور وصیت کی مہلت نہ ملے اور لوگون کے حقوق اپنے ذمہ رہجاوین یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری نے بہی اخراج کیا اور عطا اور زہری اور ابو مجلز اور طلحہ بن مصرف وغیرہم کا یہ قول ہے کہ وصیت واجب ہے اور بیہقی نے شافعی کا قدیم قول ایسا ہی نقل کیا ہے اور یہی مذہب ہے اسحاق اور داؤد اور ابن ابی عوانہ اور ابن جریر کا اور جمہور علما نے یہ کہا ہے کہ وصیت مستحب ہے واجب نہین ہے لیکن یہ حدیث اسکو رد کرتی ہے اور جب کسی پاس ایسا مال ہو جس مین وصیت کی ضرورت ہو تو اسکو وصیت کرنا واجب ہے اہلحدیث کا یہی مذہب ہے **عن** انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المحروم من حرم وصیتہ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محروم وہ ہے جو وصیت سے محروم رہے **عن** جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات علی وصیۃ مات علی سبیل وسنۃ ومات علی تقی و شہادۃ ومات مغفورا لہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص وصیت کرکے وہ تو راہ پر سنت کے موافق اور پرہیزگاری کے ساتھ مرا اور شہید ہوا اور اسکی مغفرت ہوگی **ف** اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے اور شہادت سے مراد یہ ہے کہ اسکو شہید کا سا ثواب ملیگا یا شہادت سے مراد گواہی ہے یعنے ملائکہ گواہی دینگے اسکے ایمان اور تقوی کی دوسری روایت مین ہے کہ جو لوگ وصیت کرتے ہین موت کے وقت وہ تو بات کرتے ہین برزخ مین اور اموات کی ساتھ اور جو وصیت نہین کرتے وہ بات نہین کرسکتے غرض بہتر یہ ہے کہ ہر مسلمان مرتے وقت کچھ نہ کچھ وصیت کرے اگر مال وغیرہ نہ ہو تو پرہیزگاری اور تقوی ہی کی وصیت کرے اپنے عزیزون یا دوستون یا عامہ مومنین کو تاکہ وصیت کا ثواب ملجاوے **عن** ابن عمر

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ وَلَهُ شَيْءٌ يُوصِي بِهِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرتؐ نے فرمایا مسلمان کو بات لایق نہیں ہے وہ دو راتین اسطرح کاٹے کہ اسکی وصیت لکھی ہوئی اسکے پاس نہو جب اسکے پاس ایسی چیز ہو جو وصیت کرنیکے قابل ہو **بَابُ الْحَيْفِ فِي الْوَصِيَّةِ** وصیت مین ظلم کرنیکا بیان ہے **ف** ظلم یہ ہے کہ سارا مال یا ثلث سے زیادہ مرتیوقت صدقہ کرے گویا وارثون کا حق ڈبایا یا کسی وارث کے لیے وصیت کرے تاکہ اسکو اور وارثون سے زیادہ ترکہ ملے اور یہ وصیت صحیح نہوگی اور ثلث مال سے زیادہ مین وصیت نافذ نہوگی **عَنْ** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَرَّ مِنْ مِيرَاثِ وَارِثِهِ قَطَعَ اللّٰهُ مِيرَاثَهُ مِنَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے وارث کو ترکہ دلانے سے بہاگے (یعنے مرتیوقت ایسی تدبیرین کرے کہ وارثون کو ترکہ نہ ملے) تو اللہ تعالی قیامت کے دن جنت کی میراث اسکو نہ دیگا **ف** مومنین جنت کے وارث یعنی مستحق ہین فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی نے اولئک ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْخَيْرِ سَبْعِينَ سَنَةً فَإِذَا أَوْصَى حَافَ فِي وَصِيَّتِهِ فَيُخْتَمُ لَهُ بِشَرِّ عَمَلِهِ فَيَدْخُلُ النَّارَ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الشَّرِّ سَبْعِينَ سَنَةً فَيَعْدِلُ فِي وَصِيَّتِهِ فَيُخْتَمُ لَهُ بِخَيْرِ عَمَلِهِ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ إِلَى قَوْلِهِ عَذَابٌ مُهِينٌ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آدمی ستر برس تک نیک عمل کرتا ہے (ابوداؤد اور ترمذی کی روایت مین ساٹھہ برس ہین) پہر وصیت کے وقت اپنی وصیت مین ظلم کرتا ہے تو اسکا خاتمہ برا ہوتا ہے آخر وہ دوزخ مین جاتا ہے اور ایک آدمی ستر برس تک برے کام کرتا ہے لیکن اپنی وصیت مین انصاف کرتا ہے اسکا خاتمہ نیک ہوتا ہے وہ جنت مین جاتا ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم چاہو تو اس آیت کو پڑہو تلک حدود اللہ فلا تعتدوہا عذاب مہین تک **ف** یعنے وصیت کے باب مین اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ اللہ سبحانہ تعالی کی حدین ہین ان مین زیادتی ست کرو اور جو کوئی ان مین ظلم اور زیادتی کرے گا وہ دوزخ مین ہمیشہ رہیگا اسکو ذلت کا عذاب ہے ابوداؤد اور ترمذی کی روایت مین ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے یہ آیت پڑہی من بعد وصیۃ یوصی بہا او دین غیر مضار وصیۃ من اللہ وذلک الفوز العظیم تک یہ دو نو آیتین ایک ہی مقام مین سورہ نسا مین ہین پوری عبارت قرآن شریف کی یون ہے مین بعد وصیۃ یوصی بہا او دین غیر مضار وصیۃ من اللہ واللہ علیم حلیم تلک حدود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنت تجری من تحتہا الانہار خلدین فیہا وذلک الفوز العظیم

ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالداً فیہا ولہ عذاب مہین اس حدیث کے اسناد مین شہر بن حوشب ہے
اس مین کلام ہے لیکن ثقہ کہا اسکو احمد بن حنبل اور یحیی بن معین نے اور سعید بن منصور نے باسناد صحیح موقوفاً ابن
عباس سے نکالا کہ وصیت مین ضرر دینا کبیرہ گناہون مین سے ہے اور نسائی نے اسکو مرفوعاً نکالا ایک اسناد سے
جسکے راوی ثقہ ہین اور ایک جماعت آئمہ کا یہ قول ہے کہ جس وصیت مین ضرر ہو وہ صحیح نہوگی اہلحدیث کا یہی مذہب
ہے عن معٰویۃ بن قرۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حضرتہ الوفاۃ فاوصی و
کانت وصیتہ علی کتاب اللہ کانت کفارۃ لما ترک من زکوتہ وحیاتہ قرہ سے روایت ہے ان حضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکو موت آوے وہ وصیت کرے اور اسکی وصیت اللہ کی کتاب کے موافق ہو تو وہ کفارہ
ہوگی اس زکوۃ کی جو اس نے زندگی مین نہین دی ف اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے باب النھی عن
الامساک فی الحیوۃ والتبذیر عند الموت۔ زندگی مین بخیلی اور مرتے وقت فضول خرچی سے ممانعت عن
ابی ھریرۃ رض قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ نبئنی ماحق الناس
منی بحسن الصحبۃ فقال نعم وابیک لتنبأن امک قال ثم من قال ثم امک قال ثم من قال
ثم امک قال ثم من قال ثم ابوک قال نبئنی یارسول اللہ عن مالی کیف اتصدق فیہ قال نعم
واللہ لتنبأن تصدق وانت صحیح شحیح تامل العیش وتخاف الفقر ولا تمھل حتی اذا بلغت نفسک
ھھنا قلت مالی لفلان ومالی لفلان وھو لھم وان کرھت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک
شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یارسول اللہ مجھ سے بیان فرمایئے سب لوگون مین کس
کی صحبت کا حق مجھپر زیادہ ہے آپنے فرمایا قسم تیرے باپکی البتہ تو اسکی خبر دیا جاوے گا (یعنے مین تجھ سے یہ بیان
کرونگا) تیری ماں کا وہ بولا پھر کسکا آپنے فرمایا پھر تیری ماں کا وہ بولا پھر کسکا آپنے فرمایا پھر تیری ماں کا وہ بولا
پھر کسکا آپنے فرمایا پھر تیرے باپ کا پھر اس نے کہا یارسول اللہ مجھ سے بیان فرمایئے مین اپنے مال مین کیونکر صدقہ دون
آپنے فرمایا ہان قسم خدا کی تو اسکی خبر دیا جاویگا تو صدقہ دے جب تو تندرست ہو اور مال کی تجھ کو حرص ہو اور تو زندگی
کی توقع رکھتا ہو اور محتاجی سے ڈرتا ہو اور ایسا مت کر کہ صدقہ مین دیر کرتا رہے جب تیری سانس یہانتک آجاوے
(یعنے مرنے لگے) اسوقت تو کہے میرا یہ مال فلانے کا ہے اور یہ فلانے کا ہے اسوقت تو وہ مال وارثون کا ہوگیا
گو تجھ کو برا لگے ف یعنے مرتیوقت وہ تیرا مال کہان ہی رہا جو تو کہتا ہے یہ میرا مال فلانے کو دینا فلانے کو دینا جب آدمی بیمار
ہوا اور موت قریب آن پہونچی تو دو تہائی مال پر وارثون کا حق ہوگیا اب ایک تہائی پر اختیار رہ گیا اور اس

مین جو چاہے وہ کرے لیکن ایک تہائی سے زیادہ اگر صدقہ دیگا تو وہ صحیح نہ ہوگا اس حدیث سے یہ بہی نکلا کہ عادت کے طور پر غیر خدا کی قسم کہانا منع نہیں ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے باپ کی قسم کہائی اور بعضون نے کہا یہہ حدیث ممانعت سے پہلے کی ہے پہر آپنے منع فرمایا باپ دادون کی قسم کہانے سے جیسے اوپر گذر چکا حدیث سے یہ بہی نکلا کہ ان کے ساتھہ باپ سے تین حصے زیادہ سلوک کرنا چاہیے کیونکہ ماں کا حق سب پر مقدم ہے ماں نے بچہ کے پالنے مین جتنی تکلیف اٹہائی ہے اوتنی باپ نے نہین اٹہائی گو باپ کا حق بہی بہت بڑا ہے عَنْ بُسْرِ بْنِ جَحَّاشٍ الْقُرَشِيِّ قَالَ بَزَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كَفِّهِ ثُمَّ وَضَعَ إِصْبَعَهُ السَّبَّابَةَ وَقَالَ يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنَّى تُعْجِزُنِي ابْنَ آدَمَ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ مِثْلِ هٰذِهِ فَإِذَا بَلَغَتْ نَفْسُكَ هٰذِهِ وَأَشَارَ إِلَى حَلْقِهِ قُلْتَ أَتَصَدَّقُ وَأَنَّى أَوَانُ الصَّدَقَةِ بسر بن جحاش قرشی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ہتیلی مین تہوکا پہر اپنے کلمہ کی انگلی اسپر رکہی اور فرمایا کہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے آدم کا بیٹا مجہکو کیسے عاجز کرسکتا ہے اور مین نے تجہہ کو ایسی ہی چیز سے (یعنے منی سے جو تہوک کیطرح ہوتی ہے) بنایا پہر جب تیری سانس یہانتک آتی ہے اور اشارہ کیا آپنے اپنے حلق کیطرف (یعنے مرتیوقت) تو تو کہتا ہے مین صدقہ کرتا ہون اور وقت صدقہ کا وقت کہان رہا **ف** ملکہ صدقہ کا عمدہ وقت وہ ہے جب آدمی صحیح اور تندرست ہو اور اسکو مال کی احتیاج ہو بہت دنون تک جینے کی توقع ہو لیکن ان سب باتون کے ساتہہ اللہ پر بہروسا کرے اور اپنا عمدہ مال اسکی راہ مین تصدق کرے **بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ** تہائی مال مین سے وصیت کرنے کا بیان عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَرِضْتُ عَامَ الْفَتْحِ حَتّٰى أَشْفَيْتُ عَلَى الْمَوْتِ فَعَادَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَيْ رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَتِي أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي قَالَ لَا قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے مین جس سال مکہ فتح ہوا بیمار ہوا یہانتک کہ موت کے قریب ہوگیا تو آنحضرت صلعم میری عیادت کو تشریف لائے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم میرے پاس بہت مال ہے اور میرا کوئی وارث نہین سوا ایک بیٹی (دختر) کے تو مین اپنا دو تہائی مال صدقہ کردون آپنے فرمایا نہین مینے عرض کیا آدہا مال آپنے فرمایا نہین مینے عرض کیا تہائی مال آپنے فرمایا ہان تہائی اور تہائی بہی بہت ہے (اگر اس سے بہی کم صدقہ کرے تو بہتر ہے) اگر تو اپنے وارثون کو مالدار چہوڑ جاوے تو وہ بہتر ہے اس سے کہ تو انکو محتاج چہوڑ جاوے وہ لوگون کے سامنے ہاتہہ پہیلاتے پہرین **ف** مانگنے کے لیے معلوم ہوا کہ وصیت تہائی

مال سے زیادہ مین نافذ نہ ہوگی اور دو تہائی وارثون کو ملیگا اگرچہ وصیت تہائی سے زیادہ یا کل مال کی ہو اور جمہور علما کا یہی قول ہے لیکن اگر موصی کا کوئی وارث نہ ہو تو ثلث مال سے زیادہ کی وصیت درست ہے حنفیہ اور اسحاق اور شریک اور احمد کا ایک روایت مین یہی قول ہے اور علی اور ابن مسعود سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا اور احمد اور ابو داؤد نے ابو زید انصاری سے نکالا کہ ایک شخص نے مرتے وقت اپنے چھہ غلامون کو آزاد کر دیا اور انکے سوا اور کچھ مال اسکے پاس نہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان غلامون مین قرعہ ڈالا اور دو کو ان مین سے آزاد کر دیا اور چار کو غلام رکھا اور ابو داؤد کی ایک روایت میں یون ہے کہ آپ نے فرمایا اگر مین پہلے سے موجود ہوتا اسکے دفن کے وقت تو وہ مسلمانون کے مقبرے مین دفن نہ کیا جاتا اور مسلم نے اسکو عمران بن حصین سے نکالا اس مین یہ ہے کہ اسکے وارث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہ حال بیان کیا آپ نے فرمایا کیا اس نے ایسا کیا اگر ہم اسکا یہ حال جانتے تو اسپر نماز نہ پڑھتے ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ ثلث مال سے زیادہ وصیت کرنی گناہ ہے کیونکہ اس مین وارثون کی حق تلفی ہے (روضہ) **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَصَدَّقَ عَلَيْكُمْ عِنْدَ وَفَاتِكُمْ بِثُلُثِ أَمْوَالِكُمْ زِيَادَةً لَكُمْ فِي أَعْمَالِكُمْ ابو ہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے تمپر صدقہ کیا تمہاری وفات کے وقت تمہارے تہائی مال کو (یعنے تہائی مال پر تمہارا اختیار قائم رکھا) تاکہ تمہارے اعمال زیادہ ہون **ف** اس تہائی مین صدقہ کرکے اپنا ثواب بڑہاؤ **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ آدَمَ اثْنَتَانِ لَمْ تَكُنْ لَكَ وَاحِدَةٌ مِنْهُمَا جَعَلْتُ لَكَ نَصِيبًا مِنْ مَالِكَ حِينَ أَخَذْتُ بِكَظَمِكَ لِأُطَهِّرَكَ بِهِ وَأُزَكِّيَكَ وَصَلَاةُ عِبَادِي عَلَيْكَ بَعْدَ انْقِضَاءِ أَجَلِكَ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے آدم کے بیٹے دو باتین مینے تجھکو دین جن مین تیرا حق کچھ نہ تھا یعنے ایک بات مین بھی ان مین سے تیرا حق نہ تھا ایک تو تیرے مال مین سے تیرے لیے ایک حصہ رکھا جب مین تیری سانس کو روکون اسلیے کہ مین تجھکو پاک کرون اور صاف کرون دوسرے میرے بندے جو تجھپر نماز پڑہین تیری موت کے بعد اسکا بھی ثواب تجھکو دیا اسی طرح قیامت تک جو میرے بندے تیرے لیے دعا کرتے ہین اور ممکن ہے کہ صلوۃ سے نماز جنازہ مراد نہ ہو بلکہ دعا اور استغفار جو میت کیلیے مومنین کرین قیامت تک وہ مراد ہو حدیث سے یہ نکلا کہ میت کو دعا اور استغفار سے ثواب اور فائدہ حاصل ہوتا ہے اسپر اہل سنت کا اتفاق ہے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَدِدْتُ أَنَّ النَّاسَ غَضُّوا مِنَ الثُّلُثِ إِلَى الرُّبُعِ لِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الثُّلُثُ كَبِيرٌ أَوْ كَثِيرٌ ابن عباس سے روایت ہے

انہوں نے کہا مین پسند کرتا ہون کہ لوگ وصیت مین تہائی مال سے بھی کم کرین کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثلث بہت ہی یا ثلث بڑا ہے **ف** اسکو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا اہلحدیث کا یہی مذہب ہے کہ ثلث سے قریب تک وصیت کرنا چاہیے یعنی ثلث کے اندر ہی **باب** لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ وارث کے لیے وصیت درست نہیں ہے **عن** عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَهُمْ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَإِنَّ رَاحِلَتَهُ لَتَقْصَعُ بِجِرَّتِهَا وَإِنَّ لُغَامَهَا لَيَسِيلُ بَيْنَ كَتِفَيَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ قَسَمَ لِكُلِّ وَارِثٍ نَصِيبَهُ مِنَ الْمِيرَاثِ فَلَا يَجُوزُ لِوَارِثٍ وَصِيَّةٌ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَمَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ أَوْ قَالَ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ عمرو بن خارجہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگون کو خطبہ سنایا اسوقت آپ اپنی اونٹنی پر تھے اور وہ جگالی کر رہی تھی اسکا لعاب میرے دونون مونڈھون کے بیچ مین بہ رہا تھا آپنے فرمایا اللہ جل جلالہ نے ہر وارث کو اسکا حصہ بانٹ دیا ترکہ مین سے اب کسی وارث کے لیے وصیت کرنا درست نہین ہے **ف** پہلے شروع اسلام مین یہ حکم تھا کہ جب کوئی مرنے لگے اور اسکے پاس مال ہو تو وہ اپنے مان باپ اور ناتے والون کے لیے وصیت کرے اور وصیت کے موافق اسکا مال تقسیم کیا جاوے پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے ترکہ کی آیتین اوتارین اور ہر ایک وارث کا حصہ مقرر کردیا اب وارث کے لیے وصیت کرنا جائز نہین رہا کیونکہ اس مین دوسرے وارثون کا نقصان ہوگا البتہ اجنبی شخص کے لیے یا جسکو ترکہ مین سے کچھ حصہ نہ ملتا ہو موجودہ وارثون کے سبب سے وصیت کرنا درست ہے وہ بھی تہائی مال مین سے **ف** اور بچہ اسکو ملیگا جسکے نکاح یا ملک مین اسکی مان ہو (یعنے خاوند یا مولی کو) اور زنا کرنے والے کے لیے پتھر مین اور جو شخص سوا اپنے باپ کے کسی اور کا بیٹا بنے یا اپنے مالک کے سوا دوسرے کسیکا غلام بنے تو اسپر لعنت ہے اللہ تعالی اور فرشتون اور سب لوگون کی نہ اسکا نفل قبول ہوگا نہ فرض یا یون فرمایا کہ نہ فرض قبول ہوگا نہ نفل **ف** اس حدیث کو احمد اور نسائی اور ترمذی نے بھی نکالا ابو امامہ سے اور کہا حسن ہے لیکن اسکی اسناد مین اسمعیل بن عیاش ہے وہ آگے آویگی اور اسکے اسناد مین شہر بن حوشب ہے اس مین کلام ہے لیکن ثقہ کہا اسکو احمد اور ابن معین نے اور دارقطنی نے اسکو ابن عباس سے نکالا حافظ نے کہا اسکے راوی ثقہ ہین اور دارقطنی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے نکالا کہ وارث کے لیے وصیت صحیح نہین ہے مگر جب دوسرے وارث اسکو جائز رکھین تلخیص مین ہے کہ اسکا اسناد واہی ہے اور دارقطنی نے جابر اور علی سے بھی ایسا ہی نکالا اور شافعی نے کہا یہ حدیث متواتر ہے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس سال مکہ فتح ہوا یہ فرمایا کہ وارث کے لیے وصیت نہیں ہے نقل کیا اسکو بہت ائمہ اور اہل علم نے اہل مغازی وغیرہم میں سے تو یہ حدیث خاص کر دیگی اس آیت کو من بعد وصیة یوصی بہا او دین اور جمہور علما کا یہی قول ہے اور موطا میں ہے کہ اس میں اختلاف نہیں کہ وارث کے لیے وصیت درست نہیں ہے مگر جب دوسرے وارث اسکو قبول کرلیں اور یہی مذہب ہے العالم کا (روضہ) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیِّ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ خُطْبَتِہٖ عَامَ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَعْطٰی کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ فَلَا وَصِیَّۃَ لِوَارِثٍ ابوامامہ باہلی سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے حجۃ الوداع کے خطبے میں بیشک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہر ایک حق والے کا حق دلا دیا اب وارث کے لیے وصیت نہیں ہے **ف** اس کے اسناد میں اسمعیل بن عیاش ہے مگر وہ ثقہ ہے اہل شام سے روایت کرنے میں اور یہاں تو شرحبیل بن مسلم سے اس نے روایت کی ہے جو اہل شام میں سے ہے اور حسن کہا اسکو حافظ نے بھی جیسے ترمذی نے اسکو حسن کہا عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ اِنِّیْ لَتَحْتَ نَاقَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسِیْلُ عَلَیَّ لُعَابُہَا فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَعْطٰی کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ اَلَا لَا وَصِیَّۃَ لِوَارِثٍ انس بن مالک سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹنی کے نیچے کھڑا ہوا تھا اسکا لعاب مجھ پر بہ رہا تھا میں نے سنا آپ فرماتے تھے بیشک اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کو اسکا حق دلا دیا اب کسی وارث کے لیے وصیت نہیں **بَابُ الدَّیْنِ قَبْلَ الْوَصِیَّۃِ** قرض وصیت پر مقدم ہے **ف** یعنی میت کے مال میں سے تجہیز وتکفین کے بعد جو بچ رہے گا پہلے اس میں سے قرض ادا کرینگے پھر جو قرض سے بچ رہے اسکی تہائی میں سے وصیت نافذ کریں گے پھر جو بچ رہے یعنی دو تہائی وہ وارثوں کو دلا دیں گے اس پر سب علماء کا اتفاق ہے عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالدَّیْنِ قَبْلَ الْوَصِیَّۃِ وَاَنْتُمْ تَقْرَءُوْنَہَا مِنْ بَعْدِ وَصِیَّۃٍ تُوْصُوْنَ بِہَا اَوْ دَیْنٍ وَاِنَّ اَعْیَانَ بَنِی الْاُمِّ لَیَتَوَارَثُوْنَ دُوْنَ بَنِی الْعَلَّاتِ حضرت علی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرض کو وصیت سے پہلے رکھا اور تم قرآن میں یوں پڑھتے ہو من بعد وصیة یوصی بہا او دین (تو قرآن میں پہلے وصیت کا لفظ ہے لیکن یہ حدیث کے خلاف نہیں ہے کیونکہ پہلے ذکر کرنے سے یہ ضرور نہیں کہ اسکا حکم بھی پہلے ہو) اور ماں اور باپ دونوں کے بیٹے (یعنے حقیقی بھائی) وارث ہونگے اور علاتی بھائی وارث نہ ہونگے **ف** یعنے جب کوئی مرجاوے اور سگے بھائی بہن بھی چھوڑے اور علاتی یعنے سوتیلے بھی جنکے ماں جدا ہو لیکن باپ ایک ہی ہو تو سگوں کو ترکہ ملیگا اور سوتیلے محروم ہونگے اس مسئلہ کی پوری تفصیل علم فرائض میں ہے

اور یہ حدیث ضعیف ہے اسکی اسناد مین حارث اعور ہے شعبی نے اسکو کذاب کہا ہے لیکن احمد نے دوسری حدیث سعید سے نکال لینی اس مین یہ ہے کہ ان کا بھائی مر گیا اسنے تین سو درم چھوڑے اور عیال تو مین نے چاہا وہ درم اس کے عیال پر صرف کرون آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرا بھائی قید ہے اپنے قرض مین وہ ادا کر مین نے عرض کیا یا رسول اللہ سب مین نے ادا کر دیا مگر دو دینار باقی ہین جنکا دعوی ایک عورت کرتی ہے اور اسکی پاس گواہ نہین ہین آپنے فرمایا اسکو ادا کر دے وہ سچی ہے یہ حدیث اس کتاب مین بھی اوپر گذر چکی ہے باب من مات ولم یوص هل یتصدق عنه کوئی شخص مر جاوے اور وصیت نہ کرے تو اسکی طرف سے صدقہ دیا گیا ہے۔

عن ابی هریرة ان رجلا سأل رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ان ابی مات وترك مالا ولم یوص فهل یکفر عنه ان تصدقت عنه قال نعم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی ایک مرد نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میرا باپ مر گیا اور اسنے مال چھوڑا اور وصیت نہین کی کیا اسکے گناہون کی معافی ہوگی اگر مین اسکیطرف سے خیرات کرون فرمایا ہان عن عائشة ان رجلا اتی النبی صلی الله علیه وسلم فقال ان امی افتلتت نفسها ولم توص وانی اظنها لو تکلمت لتصدقت فلها اجر ان تصدقت عنها ولی اجر فقال نعم ام المومنین عائشہ سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میری مان کا ناگہان دم نکل گیا اس نے وصیت نہین کی اور مین سمجھتا ہون اگر وہ بات کر سکتی تو صدقہ کرتی اب اسکو ثواب ہوگا اگر مین اسکیطرف سے صدقہ کرون اور مجھکو بھی ثواب ہوگا یا نہین آپنے فرمایا ہان یعنے دونون کو ثواب ہوگا اس حدیث سے یہ نکلا کہ میت کو صدقہ کا ثواب پہونچتا ہے اہل سنت نے اسپر اتفاق کیا باب قوله ومن کان فقیرا فلیأکل بالمعروف اس آیت کی تفسیر کہ جو کوئی محتاج ہو وہ یتیم کے مال مین سے دستور کے موافق کھاوے عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال جاء رجل الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال لا اجد شیئا ولیس لی مال ولی یتیم له مال قال کل من مال یتیمك غیر مسرف ولا متأثل مالا قال واحسبه قال ولا تقی مالك بماله عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہی ایک شخص آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور عرض کیا میرے پاس کچھ نہین ہے نہ مال ہے البتہ ایک یتیم میری پرورش مین ہی اسکا مال ہے آپنے فرمایا اپنے یتیم کے مال مین سے کہا لیکن اسراف مت کرنا اپنے لیے اس مین سے مال جوڑ راوی نے کہا مین سمجھتا ہون آپنے یہ بھی فرمایا کہ یتیم کے مال کو اپنے مال کا بچاؤ مت بنا ف مثلا کسینے تجھسے قرض مانگا تو یتیم کا مال دیدیا اور اپنے مال کو رکھ چھوڑا یہ جائز

نہین غرض یہ کہ یتیم کے مال مین اسقدر تصرف اس شخصکو درست ہے جو یتیم کی پرورش کرتا ہو اور بالکل محتاج ہو کہ ضرورت کے موافق اُس مین سے کہا لیوی لیکن مال کا برباد کرنا اور اسراف کرنا یا ضرورت سے زیادہ اسکو اٹہانا کسیطرح درست نہین ہے اور ہر حال مین بہتر یہی ہے کہ اگر محتاج بہی ہو تو محنت کر کے اس مین سے کہا دے اور یتیم کے مال کو محفوظ رکہے صرف یتیم پر ضرورت کے موافق اٹہا دے قرآن شریف مین ہے کہ جو یتیمون کا مال ناحق کہاتے ہین وہ انگار اپنے پیٹ مین بہرتے ہین **ابواب** الفرائض فرائض یعنے ترکون کے ابواب **باب** الحث علی تعلیم الفرائض علم فرائض حاصل کرنے کی ترغیب **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا ھریرۃ تعلموا الفرائض وعلموھا فانہ نصف العلم وھو ینسی وھو اول شیء ینزع من امتی ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوہریرہ فرائض کا علم سیکہو اور سکہلاؤ وہ شریعت کے علم کا آدہا حصہ ہے (کیونکہ اس مین بہت تفصیل ہے اور بہت مسائل ہین اور اس مین حاجت ہے ذہن ثاقب اور رائے صائب کی اور حاجت ہے علم حساب کی) اور وہ علم بہلا دیا جاویگا اور سب سے پہلی میری امت سے چہین لیا جاویگا **ف** یعنے قیامت کے قریب جب لوگ علم دین حاصل کرنا چہوڑ دین گے تو فرائض کے علم مین سب سے پہلے ناواقف ہو جاوینگے پہر اور علم بہی اسکے جاتے رہین گے **باب** فرائض الصلب اولاد کے حصون کا بیان **عن** جابر بن عبد اللہ قال جاءت امراۃ سعد بن الربیع بابنتی سعد الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ھاتان ابنتا سعد قتل معک یوم احد وان عمھما اخذ جمیع ما ترک ابوھما وان المراۃ لا تنکح الا علی مالھا فسکت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی انزلت آیۃ المیراث فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخا سعد بن الربیع فقال اعط ابنتی سعد ثلثی مالہ واعط امراتہ الثمن وخذ انت ما بقی جابر بن عبداللہ سے روایت ہے سعد بن ربیع کی عورت سعد کے دونو بیٹیون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائی اور کہنے لگی یا رسول اللہ یہ دونون بیٹیاں ہین سعد کی جو آپکے ساتھ مارے گئے احد کی لڑائی مین اور انکے چچا نے جو کچھ مال انکے باپ نے چھوڑا تھا وہ لے لیا اور لڑکی کا نکاح جب ہی ہوتا ہے جب اسکی پاس مال ہو (زیور وغیرہ ہو ورنہ اسکے نکاح مین لوگ رغبت نہین کرتے اب دنیاداروں کا یہی حال ہے) یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو رہے یہانتک کہ میراث کی آیت اتری (یعنی یوصیکم اللہ فی اولادکم اخیر تک) پہر آپنے سعد بن ربیع کے بہائی کو بلایا اور فرمایا ان دونو بیٹیون کو دو تہائی مال دیدے اور سعد کی جورو کو آٹھوان حصہ دے اور باقی جو بچے وہ تو لے **ف**

کل مال کے ۲۴ حصے ہوں گے ۱۶ دونوں بیٹیوں کے اور تین حصے باپ کے اور ۵ بھائی کو ملیں گے **عن** الہزیل بن شرحبیل قال جاء رجل الی ابی موسی الاشعری وسلمان بن ربیعۃ الباھلی فسالھما عن ابنۃ وابنۃ ابن واخت لاب وام فقالا للابنۃ النصف وما بقی فللاخت وائت ابن مسعود فسیتابعنا فاتی الرجل ابن مسعود فسالہ واخبرہ بما قالا فقال عبد اللہ قد ضللت اذا وما انا من المھتدین ولکنی ساقضی بما قضی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للابنۃ النصف ولابنۃ الابن السدس تکملۃ الثلثین وما بقی فللاخت ہذیل بن شرحبیل سے روایت ہے ایک شخص ابوموسے اشعری اور سلمان بن ربیعہ پاس آیا اور ان دونوں سے پوچھا اگر ایک شخص مرجاوے اور ایک بیٹی ایک پوتی ایک سگی بہن چھوڑ جاوے تو کیونکر تقسیم ہوگی دونوں نے کہا نصف مال دختر کو ملیگا اور باقی سگی بہن کو لیکن تو عبد اللہ بن مسعود پاس جا ان سے بھی پوچھ وہ بھی ہمارے ساتھ ہوجاوینگے (اس جواب میں) پھر وہ شخص ابن مسعود پاس گیا اور ان سے بھی پوچھا اور جو جواب ابو موسی اور سلمان نے دیا تھا وہ بیان کیا ابن مسعود نے کہا اگر میں ایسا حکم دوں تو گمراہ ہوگیا اور راہ پانیوالوں میں سے نرہا لیکن میں وہ حکم دونگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے دختر کو آدھا مال ملیگا اور پوتی کو چھٹا حصہ دو ثلث پوری کرنے کیلئے اور جو باقی رہا یعنے ایک ثلث وہ بہن کو ملیگا **ف** تو مسئلہ ۶ سے ہوگا تین بیٹی کو اور ایک پوتی کو اور دو بہن کو ملینگے اسکی وجہ یہ ہے کہ جب ایک دختر کے ساتھ پوتیاں ہوں یا ایک ہی پوتی ہو تو نصف بیٹی کو ملکر دو ثلث کا تکملہ پوتیوں پر برابر تقسیم ہوجاوے گا اور بہنیں بیٹی کے ساتھ عصبہ ہوجاتی ہیں یعنے بیٹیوں کے حصے سے جو بچ رہے وہ بہنوں کو ملتا ہے یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری نے بھی نکالا دوسری روایت میں یوں ہے کہ جب ابو موسے نے ابن مسعود کا یہ جواب سنا تو کہا کہ مجھ سے کوئی مسئلہ مت پوچھو جب تک یہ عالم تم میں موجود ہے اور جمہور علما اس فتوی میں ابن مسعودؓ کے ساتھ ہیں لیکن ابن عباس کا یہ قول ہے کہ بیٹی کے ہوتے بہن محروم ہوجاتی ہے کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا ان امرؤ ہلک لیس لہ ولد ولہ اخت اور ولد عام ہے شامل ہے بیٹا اور بیٹی دونوں کو تو معلوم ہوا کہ بہن دونوں سے محروم ہوجاتی ہے جمہور یہ کہتے ہیں کہ ولد سے یہاں بیٹا مراد ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ آگے یوں فرمایا وھو یرثہا ان لم یکن لہا ولد اور بہن بالاجماع ولد سے بیٹا مراد ہے کیونکہ دختر بھائی کو محروم نہیں کرسکتی اجماعا **باب** فرایض الجد دادا کا حصہ کیا ہے **عن** معقل بن یسار المزنی قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی بفریضۃ فیھا جد فاعطاہ ثلثا او سدسا معقل بن یسار مزنی سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس ایک ترکہ کا مقدمہ آیا جس میں دادا تھا تو آپنے دادا کو ثلث

دلایا یا سدس **ف** احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے عمران بن حصین سے یون نکالا کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرا پوتا مرگیا تو مجھکو اسکے ترکے مین سے کیا ملیگا آپنے فرمایا چھٹا حصہ جب وہ پیٹھ موڑ کر
چلا آپنے اُسکو بلایا اور فرمایا ایک چھٹا حصہ اور تجھکو ملیگا جب وہ پیٹھ موڑ کر چلا اسکو بلایا اور فرمایا ایک چھٹا حصہ
سلوک کے طور سے ہے (یعنے اصل میراث تیری صرف سدس ہے اور ایک سدس اور بصورت خاص کیوجہ سے تجھکو ملا
ہے) اور احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے حضرت عمر سے نکالا کہ اونھون نے دادا کا حصہ پوچھا تو معقل اٹھا اور بولا کہ
آنحضرت صلعم نے اُسکو سدس دلایا حضرت عمر نے کہا کن وارثون کے ساتھ معقل نے کہا مجھکو معلوم نہین حضرت عمر
نے کہا پھر کیا فائدہ یہ منقطع ہے حسن بصری نے حضرت عمر سے نہین سُنا اور بخاری اور مسلم نے حسن کی روایت
معقل سے نکالی اور دادا کے باب مین صحابہ اور علماء مابعد کا بہت اختلاف ہے بعضون نے دادا کو باپ کے مثل کیا
ہے اور کبھی اسکو ثلث دلایا ہے کبھی سدس کبھی عصبہ کہا ہے بعضون نے ہمیشہ اُسکے لیے سدس کہا ہے اسی
طرح اختلاف ہے کہ دادا کے ہوتے ہوئے بھائی بہن کو ترکہ ملیگا یا نہین تو ایک جماعت صحابہ جیسے علی اور ابن مسعود
اور زید بن ثابت کا یہ قول ہے کہ وہ مقاسمہ کریگا بھائیون کے ساتھ اور بعضون نے کہا بھائی بہن دادا کی وجہ
سے محروم ہون گے جیسے باپ سے محروم ہوتے ہین (والتفصیل فی کتب الفرائض) **عن** مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَضَى
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَدٍّ كَانَ فِينَا بِالسُّدُسِ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کیا ہم مین دادے کو سدس دینے کا **باب** مِيرَاثِ الْجَدَّةِ

دادی اور نانی کے حصے کا بیان **عن** ابْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا
فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ وَمَا عَلِمْتُ لَكِ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
شَيْئًا فَارْجِعِي حَتَّى أَسْأَلَ النَّاسَ فَسَأَلَ النَّاسَ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حَضَرْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهَا السُّدُسَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيُّ
فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَأَنْفَذَهُ لَهَا أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الْأُخْرَى مِنْ قِبَلِ
الْأَبِ إِلَى عُمَرَ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ وَمَا كَانَ الْقَضَاءُ الَّذِي قُضِيَ
بِهِ إِلَّا لِغَيْرِكِ وَمَا أَنَا بِزَائِدٍ فِي الْفَرَائِضِ شَيْئًا وَلَكِنْ هُوَ ذَاكَ السُّدُسُ فَإِنِ اجْتَمَعْتُمَا فِيهِ فَهُوَ
بَيْنَكُمَا وَأَيَّتُكُمَا خَلَتْ بِهِ فَهُوَ لَهَا قبیصہ بن ذویب سے روایت ہے نانی آئی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ پاس اپنا ترکہ مانگنے کو ابوبکر نے کہا اللہ کی کتاب مین تو تیرا کوئی حصہ مذکور نہین اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کیحدیث مین مجھکو تیرا حصہ کچھ معلوم ہوتا ہے تو لوٹ جا یہانتک کہ مین لوگون سے پوچھون پہر انہون نے لوگون
سے پوچھا تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا مین موجود تہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو چھٹا حصہ دلایا ابو بکر نے کہا اور
بہی کوئی تیرے ساتھ گواہ ہی اسبات کا اسوقت محمد بن مسلمہ انصاری اٹھے اور جیسا مغیرہ نے کہا تہا ویسا ہی کہا
تب ابو بکر نے یہ حکم جاری کر دیا نانی کے لیے پہر دوسری عورت آئی جو دادی تہی میت کی اپنا ترکہ مانگنے کو حضرت
عمر کے پاس حضرت عمر نے کہا اللہ کی کتاب مین تو تیرا کچھ حصہ نہین ہے اور جو فیصلہ پیشتر ہو چکا ہے وہ تیرے لیے نہین
ہوا بلکہ نانی کے لیے ہوا ہے اور مین فرائض مین اپنی طرف سے کچھ بڑہا نہین سکتا لیکن وہی چھٹا حصہ ہے اگر دادی
اور نانی دونون ہون تو دونو اس چھٹے حصے کو آدہون آدہ بانٹ لین اور نہین تو ان دونوین سے جو ہو وہ چھٹا
حصہ لیوے **ف** حافظ نے کہا اس حدیث کا اسناد صحیح ہے کیونکہ اسکے راوی ثقہ ہین مگر مرسل ہی اسلیے کہ
قبیصہ کا سماع ابو بکر صدیق سے صحیح نہین ہی اور یہ نہین ہو سکتا کہ قبیصہ اس قصے کے وقت حاضر ہو یہ ابن عبد البر
نے کہا اور اختلاف ہی اسکے سنہ ولادت مین صحیح یہ ہے کہ وہ فتح مکہ کے سال مین پیدا ہوا پہر اس قصہ مین کیونکر
شریک ہو سکتا ہے یہ قیاس سے بعید معلوم ہوتا ہے اور عبد اللہ بن احمد نے مسند مین اور ابن مندہ نے مستخرج
مین اور طبرانی نے کبیر مین عبادہ بن صامت سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دادی اور نانی
دونون کو ایک سدس دلایا آدہون آدہ اور یہ منقطع ہے اسحاق بن یحیی نے عبادہ سے نہین سُنا اور ابو داؤد اور
نسائی نے بریدہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دادی اور نانی کو سدس دلایا جب ماں نہ ہو اور صحیح
کہا اسکو ابن سکن نے اور ابن خزیمہ اور ابن الجارود نے اور قوی کیا اسکو ابن عدی نے اور اسکے اسناد مین عبید اللہ
عتکی ہے اس مین اختلاف ہے اور دار قطنی نے عبد الرحمان بن زید سے نکالا مرسلا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے تین دادیون اور نانیون کو سدس دلایا دو ان مین سے دادیان تہین اور ایک نانی اور ابو داؤد نے
اسکو مراسیل مین نکالا ابراہیم نخعی سے اور بیہقی نے حسن سے مرسلاً اور دار قطنی نے اسکو کئی طریق سے زید بن ثابت
سے نکالا اور ابن عباس سے اور آثار بہی مروی ہین بحر مین ہے کہ دادیون اور نانیون کا حصہ سدس ہے اگرچہ زیادہ
ہون جب درجہ مین برابر ہون اور نانی اور دادی درجہ مین برابر ہین اگر اختلاف ہو درجہ مین تو دور والی نزدیک
والی سے محروم ہوگی اور ماں کیوجہ سے دادی اور نانی دونو محروم ہونگی اور باپ کیوجہ سے دادی محروم ہوگی
نانی محروم نہوگی (روضہ) اور عمر اور ابن مسعود اور ابو موسی سے منقول ہے کہ دادی باپ کے ساتھ حصہ پاویگی
اور شریح اور حسن اور ابن سیرین نے اسکو اختیار کیا ہے لمعات) **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَّثَ جَدَّةً سُدُسًا ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دادی کو چھٹا حصہ دلایا۔ **باب** مِيرَاثِ اَهْلِ الْاِسْلَامِ مِنْ اَهْلِ الشِّرْكِ مسلمان مشرکون کے وارث نہ ہونگے

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَفَعَهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ اسامہ بن زید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کافر کا وارث نہین ہوگا اور نہ کافر مسلمان کا **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا اور کافر تو بالاجماع مسلمان کا وارث نہ ہوگا اور مسلمان کافر کا وارث نہ ہوگا اکثر علماء کے نزدیک اور روضہ مین کہا کہ اسپر بھی اجماع ہے مین کہتا ہون معاذ بن جبل اور معاویہ اور سعید بن المسیب اور مسروق وغیرہم سے یہ منقول ہے کہ مسلمان کافر کا وارث ہوگا اور اسکی دلیل یہ ہے کہ آپ نے فرمایا اسلام بلند ہوتا ہے لیکن اسلام پر دوسرا دین بلند نہین ہوتا اور جمہور کہتے ہین کہ اس حدیث کو ترکے سے کچھ علاقہ نہین ہے اور انکی دلیل اسامہ کی حدیث ہے اور ابن عمرو کی **عَنْ** اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَتَنْزِلُ فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ قَالَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيْلٌ مِنْ رِبَاعٍ اَوْ دُوْرٍ وَكَانَ وَرِثَ اَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ وَلَمْ يَرِثْ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ شَيْئًا لِاَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ وَكَانَ عَقِيْلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ فَكَانَ عُمَرُ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ يَقُوْلُ لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ وَقَالَ اُسَامَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ اسامہ بن زید سے روایت ہے انہون نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ اپنے گھر مین اترین گے مکہ مین آپ نے فرمایا بھلا عقیل نے کوئی گھر یا ٹھکانا ہمارے لیے چھوڑا ہے (بلکہ سب بیچ کھایا) اور عقیل ابوطالب کے وارث ہوئے تھے اور طالب اور جعفر اور علی نے ابوطالب کا کچھ ترکہ نہین پایا کیونکہ یہ دونو مسلمان تھے اور عقیل اور طالب (جب ابوطالب مرے تھے) اسوقت کافر تھے تو اسیوجہ سے حضرت عمر کہا کرتے مومن کافر کا وارث نہ ہوگا اور اسامہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کافر کا وارث نہوگا نہ کافر مسلمان کا **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَوَارَثُ اَهْلُ مِلَّتَيْنِ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو مذہب والے (جیسے کافر اور مسلمان) ایک دوسرے کے وارث نہ ہونگے **ف** اسکو نکالا احمد اور ابوداؤد اور دارقطنی اور ابن السکن نے بھی **باب** مِيرَاثِ الْوَلَاءِ ولا کی میراث کا بیان (جو آزاد کرنیوالے کو ملتی ہے اپنی لونڈی غلام سے) **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ تَزَوَّجَ رِئَابُ بْنُ حُذَيْفَةَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ سَهْمٍ اُمَّ وَائِلٍ بِنْتَ مَعْمَرٍ الْجُمَحِيَّةَ فَوَلَدَتْ لَهُ ثَلَاثَةً فَتُوُفِّيَتْ اُمُّهُمْ فَوَرِثَهَا

بنو ھا رباعھا ولاء موالیھا فخرج بھم عمرو بن العاص الی الشام فماتوا فی طاعون عمواس فورثھم عمرو وکان عصبتھم فلما رجع عمرو بن العاص جاء بنو معمر یخاصمونہ فی ولاء اختھم الی عمر فقال عمر اقضی بینکم بما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمعتہ یقول ما احرز الولد او الوالد فھو لعصبتہ من کان قال فقضی لنا بہ وکتب لنا بہ کتابا فیہ شھادۃ عبد الرحمان بن عوف وزید بن ثابت وآخر حتی اذا استخلف عبد الملک بن مروان توفی مولی لھا وترک الفی دینار فبلغنی ان ذلک القضاء قد غیر فخاصموا الی ھشام بن اسمعیل فرفعنا الی عبد الملک فاتیناہ بکتاب عمر فقال ان کنت لاری ان ھذا من القضاء الذی لا یشک فیہ وما کنت اری ان امر اھل المدینۃ بلغ ھذا ان یشکوا فی ھذا القضاء فقضی لنا فیہ فلم نزل فیہ بعد عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہی کہ رباب بن حذیفہ بن سعید بن سہم نے ام وائل بنت معمر جمحیہ سے نکاح کیا اور تین اولادین اس سے پیدا ہوئین پھر انکی ماں مر گئی تو اسکے بیٹے اپنی ماں کی زمین اور ولاء کے وارث ہوئے پھر عمرو بن عاص انکو لیکر شام کے ملک مین گئے وہان وہ عمواس کے طاعون مین (حضرت عمر کی خلافت مین شام مین آیا تہا اس مین بہت آدمی مر گئے تھے) مر گئے تو عمرو بن عاص انکا وارث ہوا وہ انکا عصبہ تہا جب عمرو لوٹ کر آئے تو معمر کے بیٹے ان سے جہگڑنے آئے اپنی بہن (ام وائل) کی ولاء کے لیے حضرت عمرؓ کے پاس حضرت عمرؓ نے کہا مین تمہارا فیصلہ کرون گا اسطرح سے جو مین نے سنا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مینے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو ولاء کہ اولاد یا باپ حاصل کرے وہ اُسکے عصبہ کو ملیگی خواہ کوئی ہو عبداللہ بن عمرو نے کہا تو حضرت عمرؓ نے ولاء کا فیصلہ ہمارے لیے کر دیا اور ایک کتاب لکھدی اس مین گواہی تہی عبد الرحمان بن عوف اور زید بن ثابت کی اور ایک اور شخص کی جب عبد الملک بن مروان خلیفہ ہوا تو ام وائل کا ایک غلام آزاد کیا ہوا مرا اور دو ہزار دینار چھوڑ گیا مجھے خبر پہونچی کہ وہ فیصلہ (جو حضرت عمرؓ نے کیا تہا) بدل دیا گیا آخر اسکا جہگڑا کیا ہشام بن اسمعیل کے پاس اس نے ہمکو عبد الملک کے پاس بہیجا ہم اسکے پاس حضرت عمرؓ کی کتاب لیکر آئے تب عبد الملک نے کہا مین سمجھتا تہا کہ یہ ایسا مسئلہ ہی جس مین کسیکو شک نہ ہوگا اور مین نہین سمجھتا تہا کہ اب مدینہ والون کا یہ حال ہو گیا ہے کہ ایسے مسئلہ مین بہی وہ شک اور اختلاف کرین گے پھر عبد الملک نے ہماری موافق ہی فیصلہ کیا اور برابر ہم اس میراث پر قابض رہے **ف** ولاء کا یہ قاعدہ ہے کہ اس غلام یا لونڈی کے ذوی الفروض سے جو بچ رہیگا وہ آزاد کرنے والے کو ملیگا اگر ذوی الفروض مین سے کوئی نہ ہو اور نہ قریب عصبات

مین سے تو کل مال آزاد کرنے والے کو ملجاوے گا اور جب ایک مرتبہ ام وائل کے غلامون کی ولا اسکی بیٹیون کی وجہ سے
سسرال والون مین آگئی تو وہ اب کبھی پھر ام وائل کے خاندان مین جانے والی نہین جیسے حضرت عمرؓ نے فیصلہ کیا۔
عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ مَوْلًى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَعَ مِنْ نَخْلَةٍ فَمَاتَ وَتَرَكَ مَالًا وَلَمْ يَتْرُكْ وَلَدًا
وَلَا حَمِيْمًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطُوْا مِيْرَاثَهٗ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ قَرْيَتِهٖ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک مولے (غلام آزاد) کھجور کے درخت پر سے گرا اور مر گیا اور مال چھوڑ گیا نہ
اسکا کوئی بیٹا بیٹی تھا نہ ناتے والا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسکی میراث اسکی گانو والون مین سے کسیکو
دیدو **ف** حالانکہ یہ میراث آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی مگر پیمبر نہ کسی کی وارث ہوتے ہین نہ اسکا کوئی
وارث ہوتا ہے اسلیے آپنے میراث نلی اور بیت المال مین ایسی میراث رکھنے کے لیے امام کو اختیار ہے آپنے یہی
مناسب سمجھا کہ اسکی بستی والے اسکے مال سے فائدہ اوٹھاوین عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ بِنْتِ حَمْزَةَ قَالَ مُحَمَّدٌ
يَعْنِي ابْنَ اَبِي لَيْلٰى وَهِيَ اُخْتُ ابْنِ شَدَّادٍ لِاُمِّهٖ قَالَتْ مَاتَ مَوْلَايَ وَتَرَكَ ابْنَةً فَقَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَهٗ بَيْنِيْ وَبَيْنَ ابْنَتِهٖ فَجَعَلَ لِيَ النِّصْفَ وَلَهَا النِّصْفَ عبد اللہ بن شداد سے روایت
ہے انہون نے حمزہ کی بیٹی سے روایت کی محمد بن ابی لیلے نے کہا وہ اخیافی بہن تھین عبد اللہ بن شداد کی انہون نے
کہا میرا ایک مولی (غلام آزاد) مر گیا اور اپنی بیٹی (دختر) چھوڑ گیا تو آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکا مال تقسیم کیا
مجھکو آدہا دلایا اور اسکی بیٹی کو آدہا دلایا **بَابُ الْكَلَالَةِ** کلالہ کا بیان **ف** کلالہ کا لفظ قرآن شریف
مین دو آیتون مین آیا ہے ان مین سے ایک آیت جاڑے مین اوتری وان کان رجل یورث کلالۃ اخیر تک اور دوسری
گرمی مین یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ اخیر تک اور کلالہ کے معنون مین اختلاف ہے اکثر کا یہ قول ہے صحابہ
اور تابعین اور علمار مین سے کہ کلالہ وہ ہے جسکی اولاد نہ ہو نہ باپ اور بعضون نے کہا جسکی اولاد نہ ہو کیونکہ آیہ
صیف مین یہی مضمون ہے ان امرؤ ہلک لیس لہ ولد بعضون نے کہا ولد بیان عام ہے شامل ہے والد کو بھی
کیونکہ شروع آیت میراث سے یہ نکلتا ہے کہ بھائی بہن باپ کے ہوتے محروم ہین اور یہان بہن کو نصف حصہ دلایا
تو معلوم ہوا کہ کلالہ وہی ہے جس کا باپ بھی نہ ہو اولاد بھی نہ ہو بہر حال کلالہ کا معنے مجمل رہگیا اور صحابہ کو اسکی
تفصیل پوچھنے کا موقع نہین ملا جیسے حضرت عمر سے منقول ہے عَنْ مَعْدَانَ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ اَنَّ عُمَرَ
ابْنَ الْخَطَّابِ قَامَ خَطِيْبًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ خَطَبَهُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا
اَدَعُ بَعْدِيْ شَيْئًا هُوَ اَهَمُّ اِلَيَّ مِنْ اَمْرِ الْكَلَالَةِ وَقَدْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا اَغْلَظَ

لِی فِی شَیْءٍ مَا اَغْلَظَ لِی فِیْہِ حَتّٰی طَعَنَ بِاِصْبَعِہٖ فِی جَنْبِی اَوْفِی صَدْرِی ثُمَّ قَالَ یَا عُمَرُ تَکْفِیْکَ اٰیَۃُ الصَّیْفِ الَّتِی نَزَلَتْ فِی اٰخِرِ سُوْرَۃِ النِّسَآءِ معدان بن طلحہ سے روایت ہے حضرت عمر خطبہ پڑھتے کو کھڑے ہوئے جمعہ کے دن یا لوگوں کو خطبہ سنایا جمعہ کے دن تو اسد جل جلالہ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا کہ قسم خدا کی مین اپنے بعد کوئی چیز کلالہ سے مشکل زیادہ نہین چھوڑتا ہوں اپنے نزدیک اور مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اسکو آپ نے سختی سے جواب دیا کہ ویسی سختی کسی بات مین آپ نے مجھپر نہین کی یہانتک کہ اپنی انگلی سے ٹہونسا مارا میری پسلی یا سینہ مین پہر فرمایا اے عمر تجھکو بس نہین ہے وہ آیت جو اخیر سورہ نسا مین گرمی کے دنون مین اتری **عن** عُمَرَ بْنِ شُرَحْبِیْلَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثَلَاثٌ لَاَنْ یَکُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیَّنَہُنَّ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْہَا اَلْکَلَالَۃُ وَالرِّبَا وَالْخِلَافَۃُ مرہ بن شرحبیل نے کہا حضرت عمر نے کہا تین باتین ہیں اگر ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو بیان فرما دیتے (تفصیل کے ساتھ) تو مجھے زیادہ پسند تہا ساری دنیا سے اور جو دنیا مین ہے اس سے ایک کلالہ دوسرے ربا تیسری خلافت **ف** حقیقت مین ان تینون مسئلون کو آپ مجمل چھوڑ گئے اور ربا کی علت اور سبب مین اختلاف ہوا مجتہدون کا اور خلافت مین بہی اختلاف ہوا یہانتک کہ روافض نے انکار کیا شیخین اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہم کی خلافت کا اور اسوجہ سے بہت لوگ گمراہ ہو گئے اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہول کر بیان فرما دیتے کہ میرے بعد فلان شخص خلیفہ ہے تو یہ اختلاف ہی نہ ہوتا مگر آپ تابع تہے حکم الٰہی کے اور مرضی الٰہی یہی تہی کہ خلافت کا حکم مجمل رہے اور صحابہ اپنی رائے سے جسکو مناسب سمجہین اپنا حاکم بنا دین اسمین دین و دنیا کے فائدے تہے اور یہی حقتعالی کو منظور تہا کہ یہ چارون شخص خلافت سے فائدہ اٹہا وین اور ایسا ہی ہوا اگر سب سے پہلے جناب علی مرتضے خلیفہ ہو جاتے تو ان تینون کو بالکل خلافت نہ ملتی پس جو کچھ ہوا وہی اچھا ہوا مرضی ہوئے ازہمہ اولے اور تعجب ہوتا ہے کہ صحابہ نے تو اپنی اتفاق رائے سے ایک کو خلیفہ بنا لیا اور اسکی اطاعت قبول کی اور اسکے سایہ عاطفت مین دین کی ترقی مین مصروف رہے لیکن لنکے گذر جانے کے بعد چند بیوقوف ایسے پیدا ہوئے کہ اس خلافت کو ناحق سمجہنے لگے کہو تمکو کیا غرض تم اپنے زمانہ کی فکر کرو اگلی زمانہ مین جو ہوا وہ اچہا ہوا انکی خلافت سے تمکو کیا نقصان ہو سکتا ہے **عن** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ مَرِضْتُ فَاَتَانِی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُنِی ھُوَ وَاَبُوْبَکْرٍ مَعَہٗ وَھُمَا مَاشِیَانِ وَقَدْ اُغْمِیَ عَلَیَّ فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَبَّ عَلَیَّ مِنْ وَضُوْئِہٖ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ اَصْنَعُ کَیْفَ اَقْضِی فِی مَالِی حَتّٰی نَزَلَتْ اٰیَۃُ الْمِیْرَاثِ فِی

اٰخرِ النِّسَاءِ وَ اِنْ کَانَ رَجُلٌ یُّوْرَثُ کَلٰلَۃً الایۃ وَیَسْتَفْتُوْنَکَ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلٰلَۃِ الایۃ جابر بن عبداللہ نے کہا میں بیمار ہوا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر صدیق کو لیے ہوئے پیدل میرے عیادت کو تشریف لائے میں اسوقت بیہوش تہا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا اور وضو کا بچا ہوا پانی مجھپر ڈالا مجھے ہوش آگیا میںنے عرض کیا یا رسول اللہ میں کیا کروں کیونکر فیصلہ کروں اپنے مال کا یہانتک کہ میراث کی آیت اتری اخیر سورہ نسا میں وان کان رجل یورث کلالۃ ویستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ

باب میراث القاتل

قاتل کو میراث نہ ملیگی عن ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال القاتل لا یرث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قاتل وارث نہوگا **ف** اسکا جسکو وہ قتل کرے اسکو ترمذی نے بہی نکالا لیکن اسکے اسناد میں اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ ہے اور وہ ضعیف ہے اور ابوداؤد اور نسائی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے ایسا ہی نکالا اس میں علت نکالی دارقطنی نے اور قوی کیا اسکو ابن عبدالبر نے اور مالک اور احمد اور نسائی اور شافعی اور عبدالرزاق اور بیہقی نے حضرت عمر سے نکالا میںنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے قاتل کو میراث نہیں ہے اس روایت میں انقطاع ہے اور دارقطنی نے ابن عباس سے ایسا ہی نکالا مرفوعًا اسکی اسناد میں کثیر بن مسلم ضعیف ہے اور بیہقی نے اس لفظ سے کہ جو کوئی کسی قتیل کو قتل کرے وہ اسکا وارث نہوگا اگرچہ اسکا وارث سوا اسکے اور کوئی نہ ہو دوسری روایت میں ہے اگرچہ اسکا باپ یا بیٹا ہو اسکی اسناد میں عمرو بن برق ضعیف ہے اور یہ سب روایتیں ملکر حدیث قوی ہوجاتی ہے عام ہے کہ قتل عمدًا ہو یا خطأً شافعی اور ابوحنیفہ اور اہلحدیث اور اکثر علما کا یہی قول ہے لیکن مالک اور نخعی کے نزدیک قتل خطا میں وارث ہوگا مال کا نہ دیت کا اور رد کرتے ہیں اس حدیث کو طبرانی کی روایت کہ عمر بن شبیہ نے اپنی بی بی کو خطا سے مارا آپنے فرمایا کہ دیت دے اور تو اس کا وارث نہوگا اور بیہقی نے نکالا کہ عدی حزامی کی دو بی بیاں تہیں وہ لڑیں عدی نے ان میں سے ایک کو مارا وہ مرگئی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے تو آپ سے بیان کیا آپنے فرمایا تو اسکی دیت دے اور تو اسکا وارث نہوگا اور بیہقی نے نکالا ایک شخص نے پتہر پہینکا وہ اسکی ماں کو لگ گیا اور مرگئی پہر اس نے اپنی ماں کی میراث مانگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری میراث پتہر ہے اور اس پر دیت دلائی اور میراث میں سے اسکو کچھ نہ دیا اور اس باب میں اور آثار ہیں صحابہ کے جنکو بیہقی نے ذکر کیا اور اکثر اہل علم اسی کے قائل ہیں کہ قتل عمدًا ہو یا خطأً محروم کریگا میراث سے اور مالک اور نخعی نے جو اسکو خاص کیا قتل عمد سے اسپر کوئی دلیل نہیں ہے انتہی ملخصًا الروضۃ مختصرًا مترجم کہتا ہے تعجب ہے کہ سید علامہ کو اس روایت کی خبر نہیں ہوئی جو آگے

آئی ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہ قتل خطا میں قاتل مال کا وارث ہوگا لیکن دیت کا نہ ہوگا اور اسی سے دلیل لی مالک اور نخعی نے **عن** عبد اللہ بن عمرو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام یوم فتح مکۃ فقال المرأۃ ترث من دیۃ زوجہا ومالہ وھو یرث من دیتہا ومالہا ما لم یقتل احدھما صاحبہ عمدا فاذا قتل احدھما صاحبہ عمدا لم یرث من دیتہ ومالہ شیئا وان قتل احدھما صاحبہ خطا ورث من مالہ ولم یرث من دیتہ عبد اللہ بن عمرو رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے وعظ کہنے کو جس دن مکہ فتح ہوا تو فرمایا کہ عورت اپنے خاوند کی دیت میں سے وارث ہوگی اور اسکے مال میں سے بھی اسیطرح خاوند اپنی جورو کی دیت اور مال دونوں کا وارث ہوگا بشرطیکہ ایک دوسرے کو قتل نہ کرے اگر قتل کرے عمداً تو نہ دیت کا وارث ہوگا نہ مال کا کسی چیز کا نہ ہوگا اور اگر خطاً قتل کرے تو مال کا وارث ہوگا لیکن دیت کا وارث نہ ہوگا **باب** ذوی الارحام ذوی الارحام کا بیان یعنے اُن ناتے داروں کا جنکا حصہ اللہ کی کتاب میں معین نہیں ہوا نہ وہ عصبہ ہیں جیسے ماموں اور خالہ اور نانا وغیرہم **عن** ابی امامۃ بن سھل بن حنیف ان رجلا رمی رجلا بسھم فقتلہ ولیس لہ وارث الا خال فکتب فی ذلک ابو عبیدۃ بن الجراح الی عمر فکتب الیہ عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ ورسولہ مولی من لا مولی لہ والخال وارث من لا وارث لہ ابو امامہ بن سہل سے روایت ہے ایک شخص نے تیر مارا دوسرے شخص کو وہ مرگیا اسکا کوئی وارث نہ تھا سوا ایک ماموں کے تو اس باب میں ابو عبیدہ بن جراح نے (جو امیر تھے لشکر کے) حضرت عمر کو لکھا انہوں نے جواب میں لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ اور اسکا رسول مولی ہے اسکا جسکا کوئی مولی نہیں اور ماموں وارث ہے اسکا جسکا اور کوئی وارث نہیں **ف** جو ماموں پر مقدم ہوا اسکو احمد اور ترمذی نے بھی نکالا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور ترمذی اور نسائی اور دارقطنی نے حضرت عائشہ سے ایسا ہی نکالا ترمذی نے کہا وہ حسن ہے لیکن دارقطنی نے کہا اس میں اضطراب ہے اور عبد الرزاق نے ایک مدینہ کے شخص سے ایسا ہی نکالا اور عقیلی اور ابن عساکر نے ابو الدرداء سے اور ابن النجار نے ابو ہریرہ سے یہ سب روایتیں مرفوع ہیں اور اللہ تعالی نے فرمایا واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض یعنے ناتے والے ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں اور یہ شامل ہے ذوی الارحام کو بھی اور جمہور اسکے قائل ہیں کہ ذوی الارحام وارث ہوں گے اور وہ مقدم ہونگے بیت المال پر اور حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلعم کا ایک مولی کھجور کے درخت سے گر کر مرگیا آپ نے فرمایا اسکا کوئی نسب یا رحم ہے یعنے نسبی یا سببی عزیز انکا لا اسکو احمد اور اصحاب سنن نے اور حسن کہا اسکو ترمذی نے اور ابو داؤد نے ابن عباس

سے نکالا کہ ایک آدمی دوسرے سے مخالفہ کرتا اور ان میں قرابت نہ ہوتی پھر ایک دوسرے کا وارث ہوتا اللہ نے اسکو منسوخ کیا اس آیت سے واولوا الارحام بعضهم اولی ببعض اسکے اسناد میں علی بن حسین بن واقد ہے اس میں کلام ہے اور دارقطنی نے بھی اسکو نکالا اور ابن سعد نے ابوالزبیر سے بھی ایسا ہی نکالا اور اہلحدیث کا یہی مذہب ہے کہ عصبات اور ذوی الفروض نہوں تو ذوی الارحام وارث ہوں گے اور وہ مقدم ہیں بیت المال پر (روضہ) عَنِ الْمِقْدَامِ أَبِي كَرِيمَةَ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَإِلَيْنَا وَرُبَّمَا قَالَ فَإِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ وَأَنَا وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ أَعْقِلُ عَنْهُ وَأَرِثُهُ وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ يَعْقِلُ عَنْهُ وَيَرِثُهُ مقدام ابوکریمہ سے روایت ہے جو شام والوں میں سے تھا (لیکن اور روایتوں میں مقدام بن معدیکرب مذکور ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں کہ آپ نے فرمایا جو شخص مال چھوڑ جاوے وہ اسکے وارثوں کو ملیگا اور جو شخص قرض یا اہل و عیال بے معاش چھوڑ جاوے وہ ہمارے ذمہ ہے (سبحان اللہ کیا عنایت ہے) اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اللہ اور اسکے رسول کے ذمہ ہے اور میں وارث ہوں اُسکا جس کا کوئی وارث نہیں میں ہی اسکی طرف سے دیت دوں گا اور میں ہی اسکی میراث لوں گا اور ماموں وارث ہے اسکا جسکا کوئی اور وارث نہیں وہ دیت دیویگا اپنے بھانجے کی طرف سے اور وارث بھی ہوگا اسکا **ف** اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور حاکم اور ابن حبان نے بھی نکالا حاکم اور ابن حبان نے کہا یہ صحیح ہے

بَابُ مِيرَاثِ الْعَصَبَةِ عصبات کی میراث کا بیان

ف عصبہ وہ لوگ وارث ہیں جنکا حصہ اللہ تعالی کی کتاب میں مقرر نہیں لیکن حصہ والوں کو دیکر جو مال بچ رہے وہ سب اُنکا ہوتا ہے جیسے بیٹا باپ جب میت کا بیٹا نہ ہو چچا بھائی وغیرہ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَعْيَانَ بَنِي الْأُمِّ يَتَوَارَثُونَ دُونَ بَنِي الْعَلَّاتِ يَرِثُ الرَّجُلُ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ دُونَ إِخْوَتِهِ لِأَبِيهِ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سگی بھائی (ایک ماں باپ سے) وارث ہوں گے لیکن سوتیلی وارث نہوں گے آدمی اپنے سگے بھائی کا وارث ہوگا نہ سوتیلے بھائی کا **ف** اسکا مطلب یہ ہے کہ جب سگی اور سوتیلے دونوں طرح کے بھائی موجود ہوں تو سگے وارث ہوں گے اور سوتیلے محروم ہونگے اسکو احمد اور ترمذی اور حاکم نے بھی نکالا لیکن اسکی اسناد میں حارث اعور ہے اس میں کلام ہے اور اسپر اجماع ہے علما کا (روضہ) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْسِمُوا الْمَالَ بَيْنَ أَهْلِ الْفَرَائِضِ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ فَلِأَوْلَى رَجُلٍ

ذکر ابن عباس سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال ذوی الفروض مین تقسیم کرو اللہ پاک کی کتاب کے موافق پھر جو انکے حصون سے بچ رہے وہ اُس مرد کا ہوگا جو میت کیطرف زیادہ قریب ہو ف مثلاً بیٹا بعد اسکے باپ بعد اسکے دادا یا بہائی بعد اسکے چچا اور تفصیل عصبات کی فرائض کی کتابون مین دیکہنا چاہیے **باب** مَنْ لَا وَارِثَ لَهٗ جسکا کوئی وارث نہو ف نہ ذوی الفروض عصبات نہ ذوی الارحام مین سے نہ معتق نہ اور کوئی تو اسکا مال بیت المال مین داخل ہونا چاہیے اور میت کا غلام وارث نہ ہوگا کیونکہ غلامی کو اکثر علما نے میراث کا مانع قرار دیا ہے مگر احادیث سے یہ مذہب رد ہوتا ہے آپ نے ایک شخص کی میراث اسکی بستی والیکو دلادی اور ایک شخص کی میراث اُسکی غلام کو دلائی جمہور یہ کہتے ہین کہ بستی والے کو دلانا گویا بیت المال مین رکھنا تہا کیونکہ امام کو تصرف کا اختیار ہے کہ بیت المال کا مال جس مستحق کو مناسب سمجھے دیوے اور غلام آزاد ہوچکا تہا جیسے ابن ماجہ کی روایت مین تصریح ہے مگر غلام آزاد کی وراثت کے بہی جمہور قائل نہین ہین **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَاتَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَدَعْ لَهٗ وَارِثًا اِلَّا عَبْدًا هُوَ اَعْتَقَهٗ فَدَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِيْرَاثَهٗ اِلَيْهِ ابن عباس سے روایت ہی ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے زمانہ مین مرگیا اور اُس نے کوئی وارث نہین چھوڑا مگر ایک غلام جسکو اس نے آزاد کردیا تہا تو آپ نے اسکی میراث اسیکو دلادی ف روایت کیا اسکو احمد اور اہل سنن اور ترمذی نے اور کہا وہ حسن ہے اور باطل ہوا اس سے وہ جو روضہ مین ہے کہ ابن عباس کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ غلامی میراث کی مانع نہین ہے حالانکہ اجماع ہے اسپر کہ غلام وارث نہین ہوتا کیونکہ یہ شخص غلام نہ تہا آزاد ہوچکا تہا اور اسحدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جیسے آزاد کرنیوالا وارث ہی اس کا جسکو آزاد کرے ایسا ہی جو آزاد کیا جاوے وہ بہی اپنے آزاد کرنے والیکا وارث ہوگا اگر اور کوئی وارث نہو اور جمہور نے اسکا خلاف کیا ہے **باب** تَحُوْزُ الْمَرْاَةُ ثَلٰثَ مَوَارِيْثَ عورت تین شخصون کا ترکہ پاویگی **عَنْ** وَاثِلَةَ ابْنِ الْاَسْقَعِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْاَةُ تَحُوْزُ ثَلَاثَ مَوَارِيْثَ عَتِيْقَهَا وَلَقِيْطَهَا وَوَلَدَهَا الَّذِيْ لَاعَنَتْ عَلَيْهِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ مَا رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ غَيْرُ هِشَامٍ واثلہ بن اسقع سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت تین ترکے لیگی ایک تو اپنی اُس غلام لونڈی کا جسکو وہ آزاد کرے دوسرے اس بچہ کا جسکو راہ مین (لاوارث) پاکر پرورش کرے تیسرے اس بچہ کا جسپر اپنے خاوند سے لعان کرے ف اور خاوند اس بچہ کا وارث نہ ہوگا کیسلیے کہ اس نے تو اسکو غیر کا بچہ ظاہر کیا اور اپنی جورو کو زنا کی تہمت لگائے **باب** مَنْ اَنْكَرَ وَلَدَهٗ جو کوئی انکار کرے کہ یہ بچہ میرا نہین ہے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَمَّا نَزَلَتْ اٰيَةُ اللِّعَانِ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَاَۃٍ اَلْحَقَتْ بِقَوْمٍ مَنْ لَیْسَ مِنْھُمْ فَلَیْسَتْ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ وَ لَنْ یُّدْخِلَھَا جَنَّتَہٗ وَاَیُّمَا رَجُلٍ اَنْکَرَ وَلَدَہٗ وَقَدْ عَرَفَہٗ احْتَجَبَ اللّٰہُ مِنْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَفَضَحَہٗ عَلٰی رُءُوْسِ الْاَشْھَادِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب لعان کی آیت اتری (لعان کا بیان اوپر ہو چکا ہے) تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی عورت اپنے خاوند سے اس بچہ کو ملا دے جو اسکا نہ ہو تو اسکو اللہ سے کچھ علاقہ نہیں ہے اور اللہ تعالی اسکو ہرگز اپنے جنت میں نہ لیجاویگا اور جو کوئی مرد اپنے بچہ کا انکار کرے حالانکہ وہ جانتا ہو کہ یہ بچہ میرا ہی ہے (اسلیے کہ اس بچہ کو میراث نہ ملی) تو اللہ جل جلالہ قیامت کے دن اس سے چھپ جاویگا (یعنے اللہ تعالی کا دیدار اسکو نہوگا) اور سب لوگوں کے سامنے اسکو رسوا کریگا عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُفْرٌ بِامْرِیءٍ ادِّعَاءُ نَسَبٍ لَا یَعْرِفُہٗ اَوْ جَحْدُہٗ وَاِنْ دَقَّ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کفر ہے ایسی نسب کا دعوی کرنا جسکو آدمی نہیں پہچانتا اسیطرح اپنی نسب کا انکار کرنا اگرچہ اسکا سبب باریک ہو **ف** کفر سے مراد ناشکری ہے یعنے ایسا شخص جو سوا اپنے باپ کے دوسرے کا بیٹا اپنے تئیں کہے وہ ناشکر ہے اپنے باپ کا کہ اسکا نام ڈبا کر دوسرے کا بیٹا بن بیٹھا اسی طرح جو کوئی دوسرے کا بیٹا بنے گا وہ اپنے اصلی باپ سے انکار کریگا یہ بھی صریح ناشکری ہے اور دوسری حدیث میں ایسے شخص پر لعنت آئی ہے جو اپنا نسب جھوٹھ بناوے مثلاً سید نہ ہو اور کہے میں سید ہوں یا فلاں بزرگ کی اولاد میں ہوں اور انکی اولاد میں نہ ہو یہ بلا اس زمانے میں بہت پھیلی ہے افسوس ہے کہ دو دن کے دنیا کے لیے لوگ ملعون اور مطرود بنتے ہیں اور خدا اور رسول صلعم سے نہیں شرماتے بھلا اس سے فائدہ ہی کیا ہے کہ ہم اپنے حقیقی اور اصلی باپ یا قوم کو چھپا کر دوسری قوم میں شریک ہوں اگر دنیا کمانا منظور ہے تو حلال ذریعوں سے کیوں نہیں کماتے تجارت کرو زراعت کرو محنت کرو پیشہ کرو نوکری کرو اس فریب اور دغابازی سے کیا حاصل ہے یہ جو فرمایا اگرچہ اسکا سبب باریک ہو مطلب یہ ہے کہ جب گمان غالب ہو کہ یہ میرا بیٹا ہے جیسے اپنی جورو کے پیٹ سے پیدا ہو تو اسکو اپنا ہی بیٹا سمجھے گو وہ اپنی صورت پر نہ ہو اور صرف وہم پر اسکا انکار نہ کرے جیسے اوپر گذرا کہ ایک گورے آدمی کا ایک کالا بچہ پیدا ہوا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو قائل کیا اونٹوں کی مثال دیکر **بَابُ فِی ادِّعَاءِ الْوَلَدِ** بچہ کا دعوی کرنا عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَاھَرَ اَمَۃً اَوْ حُرَّۃً فَوَلَدُہٗ وَلَدُ زِنًا لَا یَرِثُ وَلَا یُوْرَثُ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے زنا کیا کسی آزاد عورت یا لونڈی سے

پھر اوس سے بچہ پیدا ہوا تو وہ ولد الزنا ہے نہ مرد اس بچہ کا وارث ہوگا نہ وہ بچہ اس مرد کا وارث ہوگا **ف** کیونکہ جو بچہ زنا سے پیدا ہو وہ درحقیقت اس مرد سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا جس نے زنا کی گو اسکا نطفہ سہی مگر شریعت کی رو سے نہ وہ بچہ اسکا وارث ہوگا نہ وہ اس بچہ کا اب اگر زانی مرجاوے اور اسکا کوئی دور کا رشتہ دار بھی ہو تو کل میراث اسکو ملجاویگی ایسے بچہ کو کچھ نہ ملے گا **عن** عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان رسول الله صلى الله عليه و سلم قال كل مستلحق استلحق بعد ابيه الذي يدعى له ادعاه ورثته من بعده فقضى ان من كان من امة يملكها يوم اصابها فقد لحق بمن استلحقه وليس له فيما قسم قبله من الميراث شيء وما ادرك من ميراث لم يقسم فله نصيبه ولا يلحق اذا كان ابوه الذي يدعى له انكره وان كان من امة لا يملكها او من حرة عاهر بها فانه لا يلحق ولا يورث وان كان الذي يدعى له هو ادعاه فهو ولد زنا لاهل امه من كانوا حرة او امة قال محمد بن راشد يعني بذلك ما قسم في الجاهلية قبل الاسلام عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس بچہ کا نسب اسکے باپ کے مرنے کے بعد اس سے ملایا جاوے (مثلاً اسکے بعد اسکے وارث دعوی کریں کہ یہ ہمارے مورث کا بچہ ہے) تو آپ نے اس میں یہ فیصلہ کیا کہ اگر وہ بچہ لونڈی کے پیٹ سے ہو لیکن وہ لونڈی ملک ہو اسکے باپ کی جس دن اس نے اس سے جماع کیا تھا تو ایسا بچہ بے شک اپنے باپ سے ملجاوے گا لیکن اسکو اس میراث میں سے حصہ نہ ملیگا جو اسلام کے زمانہ سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں اسکے باپ کے دوسرے وارثوں نے تقسیم کر لی ہو البتہ اگر ایسی میراث ہو جو ابھی تقسیم نہیں ہوئی ہو تو اس میں سے وہ بھی حصہ پاویگا لیکن اگر اسکے باپ نے جس سے وہ اب ملایا جاتا ہے اپنی زندگی میں اس سے انکار کیا ہو (یعنے یوں کہا کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے) تو وارثوں کے ملانے سے وہ اب اسکا بچہ نہ ہوگا

ف اسکا مطلب یہ ہے کہ زید مر گیا اور اسکی ایک لونڈی تھی اس سے ایک بچہ تھا اب زید کے مرنے کے بعد اسکے کل یا بعض وارثوں نے قبول کیا کہ یہ بچہ زید کا ہے تو وہ زید کا بچہ قرار پاویگا بمقابلہ کل وارثوں کے اگر کل نے اسکو قبول کیا ہو نہیں تو صرف بمقابلہ ان وارثوں کے جنہوں نے قبول کیا اور جنہوں نے قبول نہیں کیا ان کے حصے پر اس بچہ کا اثر نہ پڑے گا یہ جب ہے کہ شہادت کافی ثبوت نسب کے لیے موجود نہ ہو اگر شہادت کافی سے نسب ثابت ہو تو سب وارثوں کے مقابل اسکا نسب ثابت ہوجاویگا اور سب کے حصوں پر اسکا اثر پڑے گا اور صورت اول میں بھی نسب اسوقت ثابت ہوگا جب زید نے حالت حیات میں اس بچہ سے انکار نہ کیا ہو بلکہ اسکو اپنا بچہ کہا ہو یا خاموش ہو رہا ہو اگر یہ ثابت ہوجاوے کہ زید نے اس بچہ سے انکار کیا تھا تو اسکا نسب ثابت نہ ہوگا گو بعض ورثہ اسباب کو مان بھی

یین کہ یہ زید ہی کا بیٹا ہے **ف** اگر وہ بچہ ایسی لونڈی سے ہو جو اس مرد کی ملک نہ تھی یا آزاد عورت سے ہو جس سے اس نے زنا کی تھی تو اس کا نسب کبھی اس مرد سے ثابت نہوگا (اگرچہ اس مرد کے وارث اس بچہ کو اس سے ملا دین) اور وہ بچہ اس مرد کا وارث بھی ہوگا (کیونکہ وہ ولد الزنا ہے) اگرچہ خود اس مرد نے بھی اپنی زندگی مین یہ کہا ہو کہ یہ میرا ہی بچہ ہے جب بھی وہ ولد الزنا ہی ہوگا اور عورت کے کنبے والون پاس رہیگا خواہ وہ آزاد ہو یا لونڈی اور مرد کے کنبے والون سے اسکو کچھ علاقہ نہ ہوگا۔ **باب** النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ حق ولاء کی بیع اور ہبہ کی ممانعت **ف** کیونکہ ولاء ایک طرح کی رشتہ داری ہے اسکا بیع اور ہبہ کیونکر جائز ہوگا جمہور علماء اور اہل حدیث کے نزدیک یہی حکم ہے لیکن امام مالک نے اسکو جائز رکھا ہے شاید باب کی حدیثین انکو نہین پہونچین **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا ولاء کی بیع اور ہبہ سے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے نکالا اور ایک حدیث مین ہے کہ ولاء تو ایک رشتہ داری ہے انسب کی طرح نہ وہ بیع کیجاوے گی نہ ہبہ اور صحیح کہا اسکو ابن حبان اور بیہقی نے ابن عمر کی روایت سے (اروضہ) **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **باب** قِسْمَةِ الْمَوَارِيثِ ترکون کا بانٹنا **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَ مِنْ مِيرَاثٍ قُسِمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ عَلَى قِسْمَةِ الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا كَانَ مِنْ مِيرَاثٍ اَدْرَكَهُ الْاِسْلَامُ فَهُوَ عَلَى قِسْمَةِ الْاِسْلَامِ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میراث جاہلیت کے زمانہ مین بٹ چکی ہے وہ اب اسی تقسیم پر رہیگی (یعنے اسلام کے زمانہ مین اسکو دوبارہ نہ بانٹینگے کیونکہ اس مین ہرج ہے) اور جو میراث ایسی ہے کہ اسلام کا زمانہ آگیا وہ ابتک نہین بٹی تو وہ اسلام کے قاعدون کے موافق تقسیم کی جاویگی **ف** اس حدیث سے کیا عمدہ مسئلہ حل ہوا کہ ہر قانون کا عمل اسکے نفاذ کے بعد سے جو مقدمات پیدا ہون انپر ہوتا ہے اور جو مقدمے نفاذ قانون سے پہلے فیصل ہو چکے ہون ان مین اس قانون کے نفاذ سے کوئی مداخلت نہین کی جاویگی **باب** اِذَا اسْتَهَلَّ الْمَوْلُودُ وَرِثَ جب بچہ پیدا ہو کر استہلال کرے (یعنے چلاوے یا روے) تو وہ وارث ہوگا **ف** اپنے مورث کا اور اس بچہ کی میراث اس کے وارث پاوین گے لیکن اگر مردہ پیدا ہو روے ہی نہین تو وہ وارث نہوگا نہ اسکا کوئی وارث ہوگا گویا وہ پیدا ہی نہین ہوا **عن** جَابِرٍ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَهَلَّ الصَّبِيُّ صُلِّيَ عَلَيْهِ وَوَرِثَ جابر رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب بچہ

روئے تو اسپر نماز (جنازہ) پڑھیجاوے اور وہ وارث بھی ہوگا عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَۃَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرِثُ الصَّبِیُّ حَتّٰی یَسْتَہِلَّ صَارِخًا قَالَ وَاسْتِہْلَالُہٗ اَنْ یَبْکِیَ وَیَصِیْحَ اَوْ یَعْطِسَ جابر بن عبد اللہ اور مسور بن مخرمہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بچہ وارث نہیں ہوتا جب تک وہ آواز کے ساتھ استہلال نہ کرے اور استہلال یہ ہے کہ روئے یا چیخے یا چھینکے ف غرض کوئی کام ایسا کرے جس سے اسکی زندگی ثابت ہو تو وہ وارث ہوگا رضہ نہیں ہے کہ اسحدیث کو ترمذی اور نسائی اور بیہقی نے بھی نکالا اور اسکی اسناد میں اسماعیل بن مسلم ہے وہ ضعیف ہے میں کہتا ہوں ابن ماجہ نے اسکو دو طریقوں سے نکالا اور کسی طریق میں اسماعیل نہیں ہے لیکن ترمذی نے کہا یہ موقوفًا اور مرفوعًا دونوطرح مروی ہے اور موقوفًا زیادہ صحیح اور ایسا ہی جزم کیا نسائی نے اور دارقطنی نے کہا علل میں اسکا رفع صحیح نہیں ہے اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب بچہ استہلال کرے تو وہ وارث ہوگا اسکی اسناد میں محمد بن اسحاق ہے اور ابن حبان سے منقول ہے کہ وہ صحیح ہے بَابُ الرَّجُلِ یُسْلِمُ عَلٰی یَدَیِ الرَّجُلِ جو شخص کفر سے کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہووے عَنْ تَمِیْمِ الدَّارِیِّ یَقُوْلُ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا السُّنَّۃُ فِی الرَّجُلِ مِنْ اَہْلِ الْکِتَابِ یُسْلِمُ عَلٰی یَدَیِ الرَّجُلِ قَالَ ہُوَ اَوْلَی النَّاسِ بِمَحْیَاہُ وَمَمَاتِہٖ تمیم داری سے روایت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی اہل کتاب میں سے ایک شخص کے ہاتھ پر مسلمان ہو تو کیا حکم ہے تو آپ نے فرمایا جس نے اسکو مسلمان کیا وہ اسکا زیادہ قریب ہے اسکی زندگی اور موت دونو حالت میں ف ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگر نو مسلم کا کوئی وارث نہو تو اسکی میراث کا حقدار وہ شخص ہے جس نے اسکو مسلمان کیا اور جمہور اسکے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں یہ حکم ابتدائے اسلام میں ہوگا پھر منسوخ ہوگیا اور ہم کہتے ہیں نسخ کی دلیل کیا ہے تو اس حکم پر عمل کرنا بہتر ہے

اَبْوَابُ الْجِهَادِ جہاد کے بابوں کا بیان

بَابُ فَضْلِ الْجِهَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اللہ کی راہ میں جہاد کی فضیلت عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعَدَّ اللّٰہُ لِمَنْ خَرَجَ فِیْ سَبِیْلِہٖ لَا یُخْرِجُہٗ اِلَّا جِہَادٌ فِیْ سَبِیْلِیْ وَاِیْمَانٌ بِیْ وَتَصْدِیْقٌ بِرُسُلِیْ فَہُوَ عَلَیَّ ضَامِنٌ اَنْ اُدْخِلَہُ الْجَنَّۃَ اَوْ اَرْجِعَہٗ اِلٰی مَسْکَنِہِ الَّذِیْ خَرَجَ مِنْہُ نَائِلًا مَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِیْمَۃٍ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِیَّۃٍ تَخْرُجُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَبَدًا وَلٰکِنْ لَا اَجِدُ سَعَۃً فَاَحْمِلَہُمْ وَلَا یَجِدُوْنَ سَعَۃً فَیَتَّبِعُوْنِیْ وَلَا تَطِیْبُ اَنْفُسُہُمْ فَیَتَخَلَّفُوْنَ بَعْدِیْ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوَدِدْتُ اَنْ اَغْزُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاُقْتَلَ ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ ابو ہریرہ

سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالی کی راہ مین نکلے (گھر سے) اور نہ نکلا ہو مگر اس
کی راہ مین جہاد کرنے کی نیت سے اور اسپر ایمان لا کر اور اس کے پیغمبرون کو مان کر تو اسکی ضمانت اللہ پر ہے یعنے اللہ ضامن ہے اس
کے جنت مین داخل ہونے کے واسطے یا اپنے گھر کو ثواب اور لوٹ لیکر لوٹ آنے کیواسطے پھر آپنے فرمایا قسم اُسکی جسکے
ہاتھ مین میری جان ہے اگر مسلمانونپر یہ شاق نہ ہوتا (یعنے جہاد مین میرا نکلنا کیونکہ جب آپ نکلتے تھے تو سب مسلمان
نکلتے) تو مین تو کسی ٹکڑے کا بھی ساتھ نہ چھوڑتا بلکہ ہر ٹکڑے کے ساتھ جاتا اللہ کی راہ مین ہمیشہ لیکن مجھکو اتنی گنجائش
نہین کہ مین سب کے لیے سواریان مہیا کرون اور نہ لوگون مین اتنی گنجائش ہے کہ وہ ہر جہاد مین میرے ساتھ رہین
اگر مین اُنکو ساتھ نہ لیجاؤن تو اُن کے دلون مین ناخوشی ہوگی قسم اُسکی جسکے ہاتھ مین محمدؐ کی جان ہے مین چاہتا
ہون اسکی راہ مین جہاد کرون اور مارا جاؤن پھر جہاد کرون اور مارا جاؤن پھر جہاد کرون اور مارا جاؤن **ف**
اس حدیث سے جہاد کی یعنے کافرون سے دین کے لیے لڑنے کی بڑی فضیلت نکلی اور جہاد ایک رکن ہے اسلام کا جسکی
فرضیت مین کسیکا اختلاف نہین ہے لیکن وہ فرض کفایہ ہے ماں باپ کی اجازت سے اور اگر نیت خالص ہو تو اس
سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہین سوا قرض کے اور حقوق الناس کے (درر) اور جہاد کی فضیلت مین بیشمار حدیثین
وارد ہین اور لوگون نے اس باب مین مستقل رسالے بنائے ہین اور جہاد ہر ایک بادشاہ اسلام کے ساتھ ہو کر درست ہے
خواہ وہ بادشاہ نیک ہو یا فاسق ہو غرض جہاد مین یہ قید نہین ہے کہ امام یا بادشاہ صالح ہو کیونکہ سلف نے جہاد
کیا خلفاء بنی امیہ اور ظالمون کے ساتھ ہو کر اور کسینے انپر انکار نہین کیا اور ابو داؤد نے نکالا مرفوعًا کہ جہاد
قائم ہے جب سے اللہ تعالے نے مجھکو بھیجا اور قیامت تک قائم رہیگا یہانتک کہ آخری امت میری دجال سے
لڑے گی اور جہاد باطل نہین ہوگا کسی ظالم کے ظلم سے یا کسی عادل کے عدل سے اور صحیح بخاری مین ہے مرفوعًا
کہ جسکے پاؤنپر گرد پڑے اللہ کی راہ مین تو اللہ تعالی اسکو حرام کر دیگا دوزخ پر اور ایک حدیث مین ہے کہ ایک دن
دشمن کے مقابلہ مین مورچہ پر رہنا ساری دنیا وما فیہا سے بہتر ہے نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے اور دوسری حدیث
مین ہے کہ جس نے جنگ کی کافرون سے اونٹنی کے دودھ دوہنے مین جو ٹھہر جاتے ہین اوتنی دیر بھی اسکے لیے
جنت واجب ہوگئی۔ غرض مومن کے لیے جہاد سے بڑھکر کوئی عمل نہین جس مین جنت کو جانے کی توقع زیادہ ہو
اور اللہ تبارک وتعالی ہمکو اور سب مسلمانونکو یہ عمل نصیب کرے جب سے اسلام کی ترقی ہوئی تھی اور آیندہ بھی
اسی سے ہوگی اور جب سے مسلمانون نے اسکو چھوڑ دیا اسلام ذلیل اور خوار ہوگیا یا اللہ مسلمانونکو ہدایت کر کہ وہ
قرآن اور حدیث مین غور کرین اور اسپر عمل کرین عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ و

وسلم قال المجاھد فی سبیل اللہ مضمون علی اللہ اما ان یکفتہ الی مغفرتہ ورحمتہ واما ان یرجعہ
باجر وغنیمۃ ومثل المجاھد فی سبیل اللہ کمثل الصائم القائم الذی لا یفتر حتی یرجع ابوسعید
خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کی راہ مین جہاد کرتا ہوا اسکا اللہ ضامن ہے یا تو اسکو
اٹھا لیگا اپنی مغفرت اور رحمت کی طرف اور یا اسکو لوٹا دیگا اس کے گھر کو ثواب اور لوٹ کا مال دیکر اور اللہ کی راہ
مین جہاد کرنیوالے کی مثال ایسی ہی جیسے کوئی دن کو روزہ اور رات کو قیام برابر کر رہا ہو اور بالکل نہ تھکے مجاہد کو
لوٹنے تک ایسا ہی ثواب ہوتا رہیگا (یعنے صیام اور قیام دائمی کا) **باب فضل الغدوۃ والروحۃ
فی سبیل اللہ عزوجل** اللہ کی راہ مین صبح یا شام کو چلنے کا ثواب **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم غدوۃ اوروحۃ فی سبیل اللہ خیر من الدنیا وما فیھا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی راہ مین صبحکو یا شام کو چلنا دنیا وما فیہا سے بہتر ہے **عن** سھل بن
سعد الساعدی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غدوۃ اوروحۃ فی سبیل اللہ خیر من
الدنیا وما فیھا سہل بن سعد ساعدی سے بھی ایسے ہی روایت ہے **عن** انس بن مالک ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال لغدوۃ اوروحۃ فی سبیل اللہ خیر من الدنیا وما فیھا انس بن مالک سے
بھی ایسے ہی روایت ہے **باب** من جھز غازیا جو کوئی غازی کو جہاد کا سامان کر دیوے **ف** یعنی
خود جہاد کو نہ جاوے مگر کسی مجاہد کو جہاد کا سامان کر دیوے جیسے گھوڑا دیوے سواری کو یا ہتیار خرید دیوے
تلوار بندوق توپ وغیرہ یا کھانے پینے کا سامان دیوے مجاہدین کو یا ان چیزون مین مدد کرے مجاہدین کی
عن عمر بن الخطاب قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من جھز غازیا فی سبیل
اللہ حتی یستقل کان لہ مثل اجرہ حتی یموت اویرجع حضرت عمر سے روایت ہے مین نے سنا جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص سامان کر دیوے کسی غازی کا اللہ کی راہ مین یہان
تک کہ وہ روانہ ہو جاوے (جہاد کو) تو اسکو بھی اتنا ہی ثواب ہوگا (یعنے غازی کی مثل اسکو بھی ثواب ہوتا
رہے گا گھر بیٹھے ہوئے) یہانتک کہ وہ غازی مارا جاوے یا لوٹ آوے اپنے گھر کو **عن** زید بن خالد الجھنی
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جھز غازیا فی سبیل اللہ کان لہ مثل اجرہ من
غیر ان ینقص من اجر الغازی شیئا زید بن خالد جہنی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جو شخص غازی کا سامان کر دیوے اسکو اتنا ہی ثواب ملیگا جتنا غازی کو اور غازی کا ثواب کم نہ ہوگا

(یعنے غازی کے ثواب میں سے یہ ثواب اللہ تعالی نہ دیگا بلکہ غازی کو پورا ثواب دیگا اور اسی شخص کو بھی دیگا خدا کی درگاہ میں ثواب کی کمتی نہیں ہے) **باب** فَضْلِ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالَى اللہ کے راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت **عن** ثوبان قال قال رسول اللہ صلعم أفضل دينار ينفقه الرجل على عياله ودينار ينفقه على فرس في سبيل الله ودينار ينفقه الرجل على أصحابه

ثوبان سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہتر دینار وہ ہے جسکو آدمی خرچ کرے اپنے بال بچوں پر اور وہ دینار ہے جسکو خرچ کرے گھوڑے پر اسکی راہ میں (یعنے جہاد کے گھوڑے پر) اور وہ دینار ہے جسکو خرچ کرے اپنے ساتھیوں پر مجاہدین میں سے **عن** علي بن أبي طالب وأبي الدرداء وأبي هريرة وأبي أمامة الباهلي وعبد الله بن عمر وعبد الله بن عمرو وجابر بن عبد الله وعمران بن الحصين كلهم يحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال من أرسل بنفقة في سبيل الله وأقام في بيته فله بكل درهم سبع مائة درهم ومن غزا بنفسه في سبيل الله وأنفق في وجه ذلك فله بكل درهم سبع مائة ألف درهم ثم تلا هذه الآية والله يضاعف لمن يشاء جناب علی مرتضے اور ابو الدرداء اور ابوہریرہ اور ابو امامہ باہلی اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عمرو اور جابر بن عبداللہ اور عمران بن الحصین رضی اللہ تعالی عنہم ان سب سے روایت ہے یہ سب حدیث بیان کرتے تھے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں (یعنے مجاہدین کیلیے) روپیہ اور خرچ بھیجے اور اپنے گھر بیٹھا رہے تو اسکو ہر روپیہ کے بدل سات سو روپیہ کا ثواب ہوگا اور جو کوئی خود بھی جہاد کرے اللہ کی راہ میں اور روپیہ بھی خرچ کرے اللہ کی راہ میں تو اسکو ہر ایک روپیہ کے بدل سات لاکھ روپیہ کا ثواب ہوگا پھر آپنے یہ آیت پڑھی اور اللہ تعالی دوگن کرتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے **باب** التَّغْلِيظِ فِي تَرْكِ الْجِهَادِ جہاد چھوڑ دینے کا عذاب **عن** أبي أمامة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من لم يغز أو يجهز غازيا أو يخلف غازيا في أهله بخير أصابه الله سبحانه بقارعة قبل يوم القيامة ابو امامہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خود جہاد نکرے اور نہ مجاہد کا سامان کردے اور نہ مجاہد کے پیچھے اسکے گھر بار کی نگہبانی کرے بہتری کے ساتھ تو اللہ تعالی اسکو مبتلا کریگا کسی آفت میں قیامت کے پہلے **ف** اسلیے کہ اس نے جہاد میں سے جو ایک رکن تھا اسلام کا بالکل حصہ نہ لیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر خود جہاد نہ کر سکے تو اور مجاہدین کی مدد ہی کرے ہتھیار اور سامان اور خرچ سے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو مجاہد جب جہاد کو جاویں یہ انکی بال بچوں اور گھر بار کی خبر گیری کرے ایمان اور خدا ترسی کے ساتھ اگر ان سب باتوں سے محروم رہے تو بڑی بدبختی ہے **عن** أبي هريرة رض

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لقی اللہ ولیس لہ اثر فی سبیلہ لقی اللہ وفیہ ثلمۃ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملے (یعنے مرجاوے) اور اسپر جہاد کا کوئی نشان نہ ہو تو وہ اللہ سے ملیگا اس حال میں کہ اس میں نقصان ہوگا **ف** یعنے اسکا دین کامل نہ ہوگا کیونکہ دین کا جزو اعظم اس نے بالکل ادا نہ کیا بعضوں نے کہا یہ حدیث اسکے باب میں ہے جسپر جہاد فرض ہو اور وہ نہ کرے۔

باب من حبسہ العذر عن الجہاد جو شخص عذر کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہو سکے **عن** انس بن مالک قال لما رجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غزوۃ تبوک فدنی من المدینۃ قال ان بالمدینۃ لقوما ما سرتم من مسیر ولا قطعتم وادیا الا کانوا معکم فیہ قالوا یا رسول اللہ وھم بالمدینۃ قال وھم بالمدینۃ حبسھم العذر انس بن مالک سے روایت ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک کے جہاد سے لوٹے اور مدینہ کے نزدیک پہونچے تو آپ نے فرمایا بعضے لوگ مدینہ میں ایسے ہیں جو تمہارے ساتھ تھے ہر راہ میں جہاں تم چلے اور ہر وادی میں جس میں سے تم گذرے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مدینہ میں رہکر وہ ہمارے ساتھ تھے آپ نے فرمایا مدینہ میں رہکر انکو عذر نے مدینہ میں روک دیا تھا **ف** مثلاً بیماری وغیرہ تو ایسے شخصکو جہاد کا ثواب ملیگا جب اسکی نیت جہاد کی ہو لیکن عذر کیوجہ سے مجبور ہو کر رہجاوے **عن** جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بالمدینۃ رجالا ما قطعتم وادیا ولا سلکتم طریقا الا شرکوکم فی الاجر حبسھم العذر قال ابو عبد اللہ بن ماجۃ او کما قال کتبتہ لفظا جابر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مدینہ میں بعض لوگ ایسے ہیں جو شریک تھے تمہارے ساتھ ثواب میں جب تم کسی وادی سے گذرے یا کسی راہ میں چلے وہ عذر کی وجہ سے رک گئے تھے ابن ماجہ نے کہا ایسا ہی کچھ کہا احمد بن سنان نے میں نے اسکو لکھہ لیا انکے لفظ سے **باب** فضل الرباط فی سبیل اللہ اللہ کی راہ میں مورچہ میں رہنے کی فضیلت **ف** حسکو رباط کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ دشمن کے مقابل اپنے گھوڑے باندھے ایک مقام میں اور ہر ایک فریق تیار ہو دوسرے سے لڑنے کے لیے **عن** عبد اللہ بن الزبیر قال خطب عثمان بن عفان الناس فقال یا ایھا الناس انی سمعت حدیثا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یمنعنی ان احدثکم بہ الا الضن بکم وبصحابتکم فلیختر مختار لنفسہ او لیدع سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من رابط لیلۃ فی سبیل اللہ سبحانہ کانت کالف لیلۃ صیامھا وقیامھا عبد اللہ بن زبیر سے روایت ہے حضرت عثمان نے خطبہ سنایا لوگوں کو تو کہا ای لوگو میں نے ایک حدیث سنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور

میں نے اسکو بیان نہیں کیا تم سے صرف اسوجہ سے کہ بخیلی کی میں نے تمہاری ساتھہ اور تمہاری صحبت کے ساتھہ اب اختیار ہے ہر شخص کو اسپر عمل کرے یا نکرے میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص ایک رات بھی رباط کرے اللہ تعالی کی راہ میں تو اسکا ثواب ایسا ہے جیسے ہزار راتون کی عبادت اور روزے کی برابر **ف** بخیلی کی یعنے میں نے چاہا تم میرے پاس رہو ایسا نہو کہ حدیث سنتے ہی تم جہاد کو چلے جاؤ اور میں اکیلا رہجاؤن چند روز تک حضرت عثمان نے اسحدیث کو بیان کرنے میں اس خیال سے تامل کیا پھر بیان کر دیا **عن** اَبِی ہُرَیْرَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَجْرٰی عَلَیْہِ اَجْرُ عَمَلِہِ الصَّالِحِ الَّذِیْ کَانَ یَعْمَلُ وَاُجْرِیَ عَلَیْہِ رِزْقُہٗ وَاَمِنَ مِنَ الْفَتَّانِ وَبَعَثَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اٰمِنًا مِّنَ الْفَزَعِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رباط کی حالت میں مرجاوے اللہ کی راہ میں تو وہ شخص جو نیک عمل (اپنی زندگی میں) کرتا ہوگا اسکا ثواب اسکے لیے جاری رہیگا (موقوف نہوگا اسکی موت سے) اور جنت میں سے اسکا رزق مقرر ہوگا اور فتنہ قبر سے محفوظ رہیگا اور اللہ تعالی اسکو اٹھاویگا قیامت کے دن محفوظ ہر ایک ڈر سے اور گھبراہٹ سے **عن** اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَرِبَاطُ یَوْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مِنْ وَّرَآءِ عَوْرَۃِ الْمُسْلِمِیْنَ مُحْتَسِبًا مِّنْ غَیْرِ شَھْرِ رَمَضَانَ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنْ عِبَادَۃِ مِائَۃِ سَنَۃٍ صِیَامِھَا وَقِیَامِھَا وَرِبَاطُ یَوْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مِنْ وَّرَآءِ عَوْرَۃِ الْمُسْلِمِیْنَ مُحْتَسِبًا مِّنْ شَھْرِ رَمَضَانَ اَفْضَلُ عِنْدَ اللّٰہِ وَاَعْظَمُ اَجْرًا اُرَاہُ قَالَ مِنْ عِبَادَۃِ اَلْفِ سَنَۃٍ صِیَامِھَا وَقِیَامِھَا فَاِنْ رَدَّہُ اللّٰہُ اِلٰی اَھْلِہٖ سَالِمًا لَّمْ تُکْتَبْ عَلَیْہِ سَیِّئَۃٌ اَلْفَ سَنَۃٍ وَّتُکْتَبُ لَہُ الْحَسَنَاتُ وَیُجْرٰی لَہٗ اَجْرُ الرِّبَاطِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ابی بن کعب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایکدن کا رباط کرنا (یعنے دشمن کی تاک لگائے رہنا مسلمانون کے ناکے پر یعنے جہان سے انکے دشمن کے چڑھ آنے کا ڈر ہو) اللہ کے لیے رمضان کے سوا اور مہینے میں زیادہ ثواب رکھتا ہے سو برس تک روزے اور عبادت سے اور ایکدن کا رباط اسکی راہ میں مسلمانون کے ناکے پر اللہ کے لیے رمضان کے مہینے میں افضل ہے اللہ کے پاس اور زیادہ ثواب رکھتا ہے ہزار برس کے روزے اور عبادت سے پھر اگر اللہ تعالی (رباط کرنے والے کو) لوٹا لایا اپنے گھر میں سلامتی کے ساتھہ تو ہزار برس تک اسکی برائیان نلکھی جاوینگی (اگر وہ زندہ رہے ہزار برس تک) اور اسکے لیے نیکیان لکھی جاوینگی اور رباط کا ثواب اسکو قیامت تک ملتا رہیگا **ف** اسحدیث میں علامت ہے موضوع ہونے کی اور اسکی اسناد میں عمر بن صبیح راوی ہے اور وہ وضاع اور کذاب ہے ابن کثیر نے کہا میں سمجھتا ہون یہ حدیث موضوع ہے تقریب میں ہے کہ عمر بن صبیح

منکر ہے اور ابن راہویہ نے کہا وہ کذاب ہے **باب فَضْلِ الْحَرَسِ وَالتَّكْبِيرِ فِي سَبِيلِ اللهِ** اللہ کی راہ مین چوکیداری کی فضیلت اور تکبیر کا بیان **عَنْ** عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللهُ حَارِسَ الْحَرَسِ عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ رحم کرے لشکر کے چوکیدار **ف** جو رات کو جاگتا رہتا ہے اور دشمن کی خبر رکھتا ہے اگر دشمن آن پہونچا تو مجاہدین کو ہوشیار کردیتا ہے اور پہرا دینے سے دشمن کو روکتا ہے **عَنْ** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ حَرَسُ لَيْلَةٍ فِي سَبِيلِ اللهِ أَفْضَلُ مِنْ صِيَامِ رَجُلٍ وَقِيَامِهِ فِي أَهْلِهِ أَلْفَ سَنَةٍ السَّنَةُ ثَلَاثُمِائَةٍ وَسِتُّونَ يَوْمًا وَالْيَوْمُ كَأَلْفِ سَنَةٍ انس بن مالک سے روایت ہے مین نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے ایک رات پہرہ دینا اللہ کی راہ مین افضل ہے مرد کے روزہ رکھنے سے اور رات کو عبادت کرنے سے اپنے گھر مین ہزار برس تک برس تین سو ساٹھ دن کا اور ہر دن ہزار برس کے برابر **ف** یعنے ہزار ایسے برس کی عبادت اور روزے سے افضل ہے جنکا ہر ایک دن ہزار برس کا ہو یہ حدیث بھی منکر اور ضعیف ہے اور کیا عجب ہے کہ موضوع ہو سعید بن خالد اسکے اسناد مین منکر الحدیث ہے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ أُوصِيكَ بِتَقْوَى اللهِ وَالتَّكْبِيرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک شخص سے مین تجھے وصیت کرتا ہون اللہ کے تقوی کی اور تکبیر کی ہر بلندی پر **باب الْخُرُوجِ فِي النَّفِيرِ** جب کوچ کا حکم ہو تو سب کو فوراً نکلنا چاہیے **ف** یعنے جب امام یا حاکم اسلام جہاد کے لیے نکلنے کی منادی کرے تو ہر ایک مسلمان کو نکلنا واجب ہے جسکو کوئی عذر نہ ہو **عَنْ** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَيْلَةً فَانْطَلَقُوا قِبَلَ الصَّوْتِ فَتَلَقَّاهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سَبَقَهُمْ إِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِي عُنُقِهِ السَّيْفُ وَهُوَ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَنْ تُرَاعُوا يَرُدُّهُمْ ثُمَّ قَالَ لِلْفَرَسِ وَجَدْنَاهُ بَحْرًا أَوْ إِنَّهُ لَبَحْرٌ قَالَ حَمَّادٌ وَحَدَّثَنِي ثَابِتٌ أَوْ غَيْرُهُ قَالَ كَانَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ يُبَطَّأُ فَمَا سُبِقَ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو انس نے کہا آپ زیادہ خوبصورت تھے سب آدمیون سے (قربان آپکے حسن و جمال کے ابھی تک آپکے مبارک چہرے کا تصور ہے) اور زیادہ سخی تھے سب آدمیون سے اور زیادہ شجاع

تھے سب آدمیوں سے (حسن باطنی تھا) ایک رات مدینہ والے گھبرائے (انکو کسی دشمن کے آنیکا وہم ہوا) تو سب کے سب نکلے آواز کی طرف دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوٹے آرہے ہیں آپ سب لوگوں سے پہلی آواز کی طرف چلے گئے تھے اسوقت آپ ابو طلحہ کے ایک گھوڑے پر جو ننگی پیٹھ تھا اسپر زین نہ تھا سوار تھے اور آپکے گلے میں تلوار تھی اور آپ فرماتے تھے اے لوگو مت ڈرو آپ ان کو لوٹا رہے تھے (گھروں کو) پھر آپنے اس گھوڑے کو فرمایا ہم نے تو اس گھوڑے کو دریا کی طرح پایا سبحان اللہ اس گھوڑے کی ۔ ؎ گر بسر و چشم من نشینی ٭ نازت بکشم کہ نازنینی ٭ ہمنے تو اس گھوڑے کو دریا کی طرح پایا یا سچ دریا ہے یعنے بے تکان نہایت تیز چلتا ہے احمدنے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا) مجھ سے ثابت نے یا اور کسی نے بیان کیا کہ وہ گھوڑا ابو طلحہ کا تھا جو سُست تھا چلنے میں دیر کرتا لیکن اس دن سے کسی گھوڑے سے پیچھے نہیں رہا ف یہ برکت تھی آپکے فرمانے کی آپ کی زبان سے جو نکلا حق تعالی نے ویسا ہی کردیا ایک سُست گھوڑا خراب دم بھر میں عمدہ گھوڑوں سے زیادہ تیز اور چالاک ہوگیا ۔ ؎

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم سے کہا جاوے جہاد کے لیے نکلنے کو تو نکلو سستی مت کرو اور دیر مت لگاؤ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي جَوْفِ عَبْدٍ مُسْلِمٍ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسکی راہ میں غبار اور دوزخ کا دھواں دونوں کسی مسلمان کے پیٹ میں جمع نہ ہونگے ف جس نے جہاد میں گرد و غبار کھایا ہے وہ ضرور دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاحَ رَوْحَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَانَ لَهُ بِمِثْلِ مَا أَصَابَهُ مِنَ الْغُبَارِ مِسْكًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص تیسرے پہر کو ذرا بھی اللہ کی راہ میں چلا تو جتنا غبار اسپر پڑا اتنی ہی قیامت کے دن اسپر مشک پڑے گی باب فَضْلِ غَزْوِ الْبَحْرِ دریا کے جہاد کی فضیلت عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ خَالَتِهِ أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ أَنَّهَا قَالَتْ نَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَرِيبًا مِنِّي ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَتَبَسَّمُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَضْحَكَكَ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ يَرْكَبُونَ ظَهْرَ هَذَا الْبَحْرِ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ قَالَتْ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ نَامَ الثَّانِيَةَ فَفَعَلَ مِثْلَهَا ثُمَّ قَالَتْ مِثْلَ قَوْلِهَا فَأَجَابَهَا مِثْلَ جَوَابِهَا

الاولین قال فادع اللہ ان یجعلنی منھم قال انت من الاولین قال فخرجت مع زوجھا عبادۃ بن الصامت غازیۃ
اول ما رکب المسلمون البحر مع معاویۃ بن ابی سفیان فلما انصرفوا من غزاتھم قافلین فنزلوا الشام فقربت
الیھا دابۃ لترکب فصرعتھا فماتت ۔ انس بن مالک سے روایت ہے انکی خالہ ام حرام بنت ملحان نے بیان کیا انہوں نے کہا ایک
روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے قریب سوئے (انکے گھر میں وہ آپ کی رضاعی خالہ تھیں) پھر جاگے تو تبسم فرما رہے تھے
یعنے ہنستے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیوں ہنسے آپ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے لائے گئے
جو اس سمندر پر سوار ہو رہے ہیں جیسے بادشاہ تختوں پر بیٹھتے ہیں ام حرام نے کہا یا رسول اللہ دعا کیجیے اللہ سبحانہ وتعالے
مجھکو بھی انلوگوں میں کرے آپ نے دعا کی انکے لیے پھر دوسری بار آپ سو گئے پھر اٹھے تو ہنستے ہوئے اوٹھے اور ام حرام نے
یہی پوچھا آپ نے وہی جواب دیا ام حرام نے کہا اللہ سے دعا کیجیے وہ مجھکو بھی ان لوگوں میں سے کرے آپ نے فرمایا تو پہلے
لوگوں میں سے ہے انس نے کہا پھر ام حرام اپنے خاوند عبادہ بن صامت کے ساتھ نکلیں جہاد کے لیے جب پہلی پہل مسلمان
سمندر میں چڑھے جہاد کے لیے معاویہ بن ابی سفیان کے ساتھ (حضرت عثمان کی خلافت یا معاویہ کی امارت میں) جب
مسلمان لوٹے جہاد سے تو شام میں اترے ام حرام کی سواری کے لیے ایک جانور آیا اس جانور نے انکو گرا دیا وہ مر گئیں ۔

ف اس حدیث میں آنحضرت کے کئی معجزے ہیں ایک تو پیش خبری کہ اسلام کی ترقی ہوگی دوسرے مسلمان سمندر میں
جاکر جہاد کرینگے تیسرے ام حرام بھی ان مجاہدین کے ساتھ ہونگی اور جب تک زندہ رہیں گی چوتھے پھر ام حرام مر جاوینگی
اور دوسرے لشکر میں شریک نہیں ہو سکیں گی یہ سب باتیں جو آپ نے فرمائیں تھیں پوری ہوئیں اور یہ کھلی دلیلیں ہیں آپ
کی نبوت کی جو شخص نبی نہ ہو وہ ایسے صحیح پیش گوئیاں کبھی نہیں کر سکتا اس تفصیل کے ساتھ البتہ بعضے مجمل پیشین
گوئیاں اگلے حکیموں اور کاہنوں نے بھی کی ہیں اور اب بھی لوگ کرتے ہیں مگر ان میں دس باتیں جھوٹ نکلتی ہیں تو ایک
آدہ بات سچ ہوجاتی ہے اور یہ کچھ مشکل نہیں جب ناواقف آدمی بھی دس بارہ تیر مارے تو ایک آدہ تیر نشانہ پر لگ جانے
سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ تیرانداز ہے ۔ افسوس ہے کہ سب قوموں سے پہلے عرب کے مسلمانوں نے ہی دریا میں بڑے بڑے
سفر کرنا شروع کیے اور علم جہاز رانی میں وہ ساری قوموں کی استاد بن گئے مگر زمانہ کی گردش سے اب یہ حال ہوگیا کہ عرب
تمام علوم میں دوسرے قوموں سے پیچھے رہ گئے ہیں اور جو لوگ جاہل اور کم علم تھے یعنے یورپ کے لوگ وہ تمام جہان کے لوگوں
سے علوم اور فنون میں گوئے سبقت لیگئے ہیں وتلک الایام نداولھا بین الناس اب بھی اگر مسلمانوں کی ترقی منظور
ہے تو عرب کے لوگوں میں علوم اور فنون پھیلانے کی کوشش کرنا چاہیے اور عربوں کو تمام جنگی علوم اور فنون کی تعلیم دینا چاہیے
جب عرب پھر علوم میں کامل ہوجاوینگے تو دنیا کے تمام اقوام کو ہلا کر چھوڑ دینگے یہ شرف اللہ تعالی نے عرب ہی کو دیا ہے

کہ تھوڑے عرصہ میں ایشیا اور یورپ اور افریقہ میں اسلام کی روشنی پھیلا دی اور جہاں گئے وہاں کے در و دیوار کو بھی مسلمان
بنا دیا جو شجاعت اللہ تعالیٰ نے عرب کو دی ہے اسکے عشر عشیر بھی نہ ترکوں میں ہے نہ افغانوں میں نہ ایرانیوں میں نہ مصریوں
میں گو ناواقف لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ افغان اور ترک عرب سے بھی زیادہ بہادر ہیں مگر یہ خیال ہی خیال ہے سرتاج بہادروں
روئے زمین عرب ہیں اور جب عرب درست ہو جاوینگے پھر جسم اسلام کو بہار تازہ آویگی اور تمام کمہلائے ہوئے درخت تر و تازہ
ہو جاوینگے یا اللہ تو عرب کے قوم پر پھر اپنی نظر عنایت فرما اور امام مہدی علیہ السلام کو جلد پیدا کر آمین یا رب العالمین **عن**
ابی الدرداء ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال غزوۃ فی البحر مثل عشر غزوات فی البر والذی یسدر
فی البحر کالمتشحط فی دمہ فی سبیل اللہ سبحانہ ابو الدرداء سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک
جہاد دریا میں خشکی کے دس جہادوں کے برابر ہے اور جسکا سر گھومے دریا میں اسکو ثواب جیسے کوئی اللہ کی راہ میں اپنے خون
میں لوٹتا ہو **عن** ابی امامۃ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول شہید البحر مثل
شہیدی البر والمائد فی البحر کالمتشحط فی دمہ فی البر وما بین الموجتین کقاطع الدنیا فی طاعۃ
اللہ وان اللہ عز وجل وکل ملک الموت بقبض الارواح الا شہید البحر فانہ یتولی قبض ارواحہم
ویغفر لشہید البر الذنوب کلها الا الدین ولشہید البحر الذنوب والدین ابو امامہ سے روایت ہے میں نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے دریا کا شہید خشکی کے دو شہیدوں کے برابر ہے (ثواب میں)
اور دریا میں جس کا سر گھومے (اور قے ہو) مثل وے اسکو ایسا ثواب ہے جیسے کوئی خون میں تڑپتا ہو خشکی میں اور ایک
موج سے دوسری موج تک جانیوالا ایسا ہے جیسے خشکی میں ساری دنیا کا سفر کرنیوالا اللہ کی اطاعت میں اور بیشک
اللہ جل جلالہ نے موت کے فرشتے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو مقرر کیا ہے جان نکالنے پر مگر جو دریا میں شہید ہو
اسکی جان پروردگار خود نکالتا ہے اور خشکی کے شہید کے سب گناہ بخشے جاتے ہیں سوا قرض کے اور دریا کے شہید کے
سب گناہ بخشے جاتے ہیں اور قرض بھی بخشدیا جاتا ہے **ف** اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے عفیر بن معدان راوی
کی وجہ سے اور طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے نکالا کہ جس نے حج نہیں کیا اسکے لیے حج دس جہادوں
سے زیادہ ہے اور جو حج کر چکا ہے اسکے لیے جہاد دس حجوں سے زیادہ ہے اور ایک جہاد دریا میں خشکی کے دس جہادوں
سے بہتر ہے اور جو دریا پار ہو گیا وہ کل وادیوں سے پار ہو گیا اور سر گھومنے والا دریا میں خون میں لوٹنے والے کے برابر
ہے اسکے اسناد میں عبداللہ بن صالح کاتب اللیث ہے لیکن وہ ثقہ ہے بخاری نے اس سے حجت لی اور حاکم نے اسکی
روایت کو صحیح کہا **باب** ذکر الدیلم وفضل قزوین دیلم اور قزوین کا بیان **عن** ابی ہریرۃ قال قال

رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا إِلَّا یَوْمٌ لَطَوَّلَہُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰی یَمْلِکَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَیْتِیْ یَمْلِکُ جَبَلَ الدَّیْلَمِ وَالْقُسْطُنْطِیْنِیَّۃَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر دنیا میں سے کچھ باقی نہ رہے سوا ایک دن کے تو اللہ تعالی اس ہی دن کو لمبا کر دیگا یہانتک کہ میرے اہلبیت میں سے ایک شخص مالک ہوگا دیلم کے پہاڑ اور قسطنطنیہ کا ف قسطنطنیہ اور دیلم دونوں میں ابتک مسلمانوں کی حکومت ہے یہ پیشین خبری صحیح ہوئی مگر اس حدیث میں اہل بیت کا لفظ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید امام مہدی مراد ہیں اور قیامت کے قریب انکی سلطنت ان ملکوں میں ہوگی تو ابھی وہ زمانہ نہیں آیا جب نصارے ان ملکوں کو پھر مسلمانوں سے لے لیویں لیکن نصاری کی حکومت روز بروز بڑھ رہی ہے اور مسلمانوں کی طاقت گھٹ رہی ہے عجب نہیں جو چند ہی سال میں قسطنطنیہ پر بھی نصاری قبضہ کر لیں اسی طرح دیلم کے پہاڑوں پر بھی

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَتُفْتَحُ عَلَیْکُمُ الْآفَاقُ وَسَتُفْتَحُ عَلَیْکُمْ مَدِیْنَۃٌ یُقَالُ لَھَا قَزْوِیْنُ مَنْ رَابَطَ فِیْھَا اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا اَوْ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً کَانَ لَہٗ فِی الْجَنَّۃِ عَمُوْدٌ مِنْ ذَھَبٍ عَلَیْہِ زَبَرْجَدَۃٌ خَضْرَاءُ عَلَیْھَا قُبَّۃٌ مِنْ یَاقُوْتَۃٍ حَمْرَاءَ لَھَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ مِصْرَاعٍ مِنْ ذَھَبٍ عَلٰی کُلِّ مِصْرَاعٍ زَوْجَۃٌ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قریب ہے وہ زمانہ جب کئی ملک تم فتح کرو گے اور ایک شہر کو تم فتح کرو گے اسکا نام قزوین ہوگا جو شخص وہاں رباط کرے چالیس دن یا چالیس راتوں تک اسکو جنت میں ایک ستون ملیگا سونیکا اوس پر سبز زمرد لگا ہوگا اس پر ایک قبہ ہوگا سرخ یاقوت کا اس قبے میں ستر ہزار چوکھٹے ہونگے سونے کے (یعنے ستر ہزار دروازے) ہر چوکھٹے پر ایک بی بی ہوگی حوروں میں سے جو بڑی آنکھ والیاں ہیں ف شوکانی نے کہا اس کے اسناد میں داؤد بن محبر ہے وہ وضاع ہے اور ایک ضعیف ہے ایک متروک ہے اور ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں لکھا ہے انجاح میں ہے کہ یہی وہ حدیث ہے جسکو لوگ کہتے ہیں کہ سنن ابن ماجہ میں ایک موضوع حدیث ہے انتہے مترجم کہتا ہے اس حدیث کی اسناد میں زید بن ابان متروک ہے اور ربیع بن صبیح ضعیف ہے اور داؤد بن المحبر کذاب ہے اسلیے یہ حدیث غالبا بنائی ہوئی ہے اور تعجب ہے کہ ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اس حدیث کو ذکر کرکے اپنی کتاب کو بدنام کیا اور اس حدیث میں کچھ کلام بھی نہیں کیا بلکہ اسپر سکوت کیا اور لوگ کہتے ہیں کہ امام ابن ماجہ خدا انپر رحم کرے قزوین کے رہنے والے تھے اسلیے انہوں نے اپنے شہر کی فضیلت میں یہ حدیث لکھی اور اسپر سکوت کیا مگر دوسرے محدثین نے اس حدیث کا حال بیان کر دیا کہ وہ اعتبار کے لائق نہیں ہے سیوطی نے زجاجہ میں کہا کہ اس حدیث کو رافعی نے بھی تاریخ قزوین میں بیان کیا اور کہا یہ حدیث مشہور ہے اسکو داؤد سے ایک جماعت نے روایت کیا ان میں سے ہیں حارث بن ابی اسامہ اور اسماعیل بن

رشدا اور ابراہیم بن الولید اور سلیمان بن خلال وغیرہم اور امام ابن ماجہ نے اسکو اپنی سنن میں ذکر کیا اور حدیث کے حافظ ان کی کتاب کو صحیحین اور سنن ابوداؤد اور نسائی کے قریب بیان کرتے ہیں اور انکی روایتوں سے حجت لیتے ہیں اور عبدالرحمان بن ابی حاتم نے اسکو روایت کیا اپنے باپ سے اونہوں نے ابراہیم بن الولید سے انہوں نے داؤد بن محبر سے لیکن داؤد کو ضعیف کیا امام احمد اور علی بن المدینی اور ابوزرعہ اور ابوحاتم نے اور ربیع بن صبیح سے ثوری اور وکیع اور ابونعیم اور عبدالرحمان بن مہدی نے روایت کیا اور ابن ابی حاتم نے کتاب الجرح والتعدیل میں کہا کہ امام احمد اور ابوزرعہ نے اسکی تعریف کی اور یحییٰ بن معین نے اسکو ضعیف کیا اور ابن جوزی نے اسحدیث کو موضوعات میں لکھا ابن ماجہ کے طریق سے اور کہا وہ موضوع ہے داؤد وضاع اور ربیع ضعیف ہے اور یزید متروک ہے اور مزی نے کہا یہ حدیث منکر ہے نہیں پہچانی جاتی مگر داؤد کی روایت سے **باب الرَّجُلِ يَغْزُو وَلَهُ أَبَوَانِ** آدمی کو جہاد کرنا کیسا ہے جب اسکے ماں باپ زندہ ہوں **عن** مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ السُّلَمِيِّ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الْجِهَادَ مَعَكَ أَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ قَالَ وَيْحَكَ أَحَيَّةٌ أُمُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ارْجِعْ فَبَرَّهَا ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْجَانِبِ الْآخَرِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الْجِهَادَ مَعَكَ أَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ قَالَ وَيْحَكَ أَحَيَّةٌ أُمُّكَ قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَارْجِعْ فَبَرَّهَا ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنْ أَمَامِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الْجِهَادَ مَعَكَ أَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ قَالَ وَيْحَكَ أَحَيَّةٌ أُمُّكَ قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَيْحَكَ الْزَمْ رِجْلَهَا فَثَمَّ الْجَنَّةُ معاویہ بن جاہمہ سلمی سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپکے ساتھ جہاد کرنا چاہتا ہوں اللہ کی رضامندی کے لیے اور آخرت کی بہتری کے واسطے آپنے فرمایا ارے تیری ماں زندہ ہے میں نے عرض کیا جی ہاں زندہ ہے آپنے فرمایا تو لوٹ جا اور اپنی ماں کی خدمت کر پھر میں آپ پاس آیا دوسری طرف سے اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں آپکے ساتھ جہاد کروں اللہ جل جلالہ کی رضامندی اور آخرت کے ثواب کے لیے آپنے فرمایا افسوس کیا تیری ماں زندہ ہے میں نے کہا جی ہاں آپنے فرمایا لوٹ جا اسکی خدمت کر پھر میں سامنے سے آپکے پاس آیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں آپکے ساتھ جہاد کروں اور میری نیت اللہ کی رضامندی اور آخرت کا ثواب حاصل کرنے کی ہے آپنے فرمایا افسوس تیری ماں زندہ ہے میں نے عرض کیا جی ہاں زندہ ہے آپنے فرمایا افسوس اسکی پاؤں کے پاس رہ وہیں جنت ہے **ف** ماں کا حق اسحدیث سے معلوم کرنا چاہیے کہ اسکے پاؤں کے پاس جنت ہے اور ماں کی خدمتگذاری کو آپنے جہاد پر مقدم رکھا لیکن اگر ماں باپ جہاد کی اجازت دیویں تو آدمی جہاد کر سکتا ہے ورنہ جب تک ماں باپ زندہ

رہیں انکی خدمت گذاری کو جہاد پر مقدم رکھے انکے مرنے کے بعد پھر اختیار رہے ماں کا حق اتنا بڑا ہے کہ جہاد کا سا فرض اور اسلام کا رکن بغیر اسکے اجازت کے ناجائز ہے اور حضرت اویس قرنی اپنی بڈھی ماں کی خدمت میں مصروف رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلیے نہ آسکے یہانتک کہ آپنے وفات فرمائی جو لوگ اپنے ماں باپ کو ستاتے ہیں انکو ناخوش کرتے ہیں وہ ان حدیثوں پر غور کریں اگر ماں ناراض رہیگی تو جنت کا ملنا دشوار ہے اور دنیا کی زندگی بھی ایسے شخص کی بڑی خراب گذرتی ہے جو اپنے ماں باپ کو ناراض کرتا ہے یہ امر تجربہ سے معلوم ہو چکا ہے **عن** مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ السَّلَمِيِّ أَنَّ جَاهِمَةَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ بْنُ مَاجَهْ هٰذَا جَاهِمَةُ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ مِرْدَاسٍ السَّلَمِيُّ الَّذِي عَاتَبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ معاویہ بن جاہمہ سے روایت ہے کہ جاہمہ انکے باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے پھر وہی قصہ بیان کیا جو اوپر گذرا حافظ ابن ماجہ نے کہا یہ جاہمہ عباس بن مرداس اسلمی کا بیٹا ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غصہ کیا تھا حنین کے دن **ف** جب آنحضرت نے حنین کی لوٹ بانٹی تو ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ اور عیینہ بن حصین اور اقرع بن حابس ان میں سے ہر ایک کو سو سو اونٹ دیے اور عباس بن مرداس اسلمی کو اس سے کم دیے انہوں نے اپنا غصہ ظاہر کیا اور چند اشعار پڑھے جن کا مضمون یہ تھا کہ میرا درجہ ان لوگوں سے کم نہیں ہے اور آپ آج جسکا درجہ گھٹا دینگے قیامت تک اسکا درجہ نہ بڑھیگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اشعار سنکر عباس کو بھی اتنے ہی اونٹ پورے کر دیے **عن** عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي جِئْتُ أُرِيدُ الْجِهَادَ مَعَكَ أَبْتَغِي وَجْهَ اللهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَقَدْ أَتَيْتُ وَإِنَّ وَالِدَيَّ لَيَبْكِيَانِ قَالَ فَارْجِعْ إِلَيْهِمَا فَأَضْحِكْهُمَا كَمَا أَبْكَيْتَهُمَا عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اسلیے آیا ہوں کہ آپکے ساتھ جہاد کروں میں اللہ کی رضامندی اور آخرت کے ثواب کا طالب ہوں اور میں جسوقت چلا تو میرے ماں باپ رو رہے تھے آپنے فرمایا تو لوٹ جا اور انکو ہنسا جیسے تو نے انکو رولایا

باب النِّيَّةِ فِي الْقِتَالِ لڑائی کی نیت کا بیان

عن أَبِي مُوسَى قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُقَاتِلُ شَجَاعَةً وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَيُقَاتِلُ رِيَاءً فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ ابوموسی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اس شخص کا حال جو شجاعت کی وجہ سے لڑتا ہے اور اس شخص کا حال جو شرم کی وجہ سے لڑتا ہے (حمیت اور ننگ سے) اور اس شخص کا حال جو دکھانے کے لیے لڑتا ہے (تاکہ اسکا شہرہ ہو اور لوگ اسکی بہادری دیکھکر اسکی تعریف کریں) آپنے فرمایا جو کوئی اسلیے لڑے کہ اللہ تعالی کا کلمہ بلند ہووے وہ

اللہ کی راہ میں ہے **ف** اور یہی جہاد ہے باقی شجاعت یا ننگ و ناموس یا ریاکاری یا دنیا اور مال و ملک کے لیے لڑنا جہاد نہیں ہے بلکہ انکو لوگوں نے اگر کبھی اللہ کے سوا اور کسی کا خیال بھی آگیا ہے تو لڑائی چھوڑ دی ہے مثنوی میں وہ حکایت مشہور ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ نے جنگ میں ایک کافر کو پچھاڑا اور آپ اسکو مارنا چاہتے تھے اس نے آپکے مونہ پر تھوک دیا اسی وقت آپ اسکے سینہ پر سے اوٹھہ کھڑے ہو وہ کافر متعجب ہوا اور کہنے لگا میں نے تو اسواسطے یہ فعل کیا کہ آپ کا غصہ زیادہ ہو اور آپ مجھہ کو جلد مار ڈالیں آپ نے فرمایا میں تو خدا کے لیے لڑتا تھا نہ اپنے ننگ و ناموس کے لیے جب تو نے میرے مونہ پر تھوکا تو نفس درمیان آگیا اب تجھے مارنا روا نہیں ہے کیونکہ یہ فعل خالص خدا کے لیے نہ رہا یہ سنتے ہی وہ کافر ایمان لایا

آن خدو انداخت بر رو‌ئے علی افتخار ہر نبی و ہر ولی - اخیر حکایت تک **عن** عبد الرحمن بن ابی عقبۃ وکان مولی لاھل فارس قال شھدت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد فضربت رجلا من المشرکین فقلت خذھا منی وانا الغلام الفارسی فبلغت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الا قلت خذھا منی وانا الغلام الانصاری عبد الرحمن بن ابی عقبہ سے روایت ہے وہ غلام آزاد (مولی) تھے اہل فارس کے اونھوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ حاضر تھا جنگ احد میں تو میں نے ایک مشرک پر وار کیا اور وار کرتے وقت میں نے کہا لے اور میں فارسی غلام ہوں یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچی آپ نے فرمایا تو نے یہ کیوں نہ کہا لے اور میں انصاری غلام ہوں **ف** اسوقت میں فارس کے لوگ کافر تھے تو آپ نے انکی طرف نسبت کرنا برا جانا اور انصاری مسلمان تھے اسلیے آپ نے فرمایا تو نے اپنے تئیں انصاری کیوں نہ کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انصار کا لقب کچھ اوس اور خزرج سے خاص نہیں ہے بلکہ جن مسلمانوں نے آنحضرت کی مدد کی وہ سب انصار تھے اور یہ بھی نکلا کہ جاہلیت اور کفر کے خاندان سے فخر کرنا مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے اور سخت معیوب ہے **عن** عبد اللہ بن عمرو یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من غازیۃ تغزو فی سبیل اللہ فیصیبوا غنیمۃ الا تعجلوا ثلثی اجرھم فان لم یصیبوا غنیمۃ تم لھم اجرھم عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو لشکر کہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں پھر لوٹ کا مال حاصل کرے تو اس نے ثواب کی دو تہائی دنیا ہی میں حاصل کر لی (اور ایک تہائی ثواب آخرت میں باقی رہا) اور اگر لوٹ نہ ملی تو ان کو پورا ثواب ملیگا (آخرت میں) **باب** ارتباط الخیل فی سبیل اللہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے گھوڑے رکھنا ثواب ہے **عن** عروۃ البارقی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخیر معقود بنواصی الخیل الی یوم القیامۃ عروہ بارقی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں

مین ہمیشہ برکت اور خوبی بندھی رہیگی قیامت تک **ف** کیونکہ گھوڑا عمدہ آلہ ہی جہاد کا اور اسی لیے تمام جانورون سے گھوڑا افضل ہے اور اسکا رکھنا موجب برکت اور اجر ہی اگر جہاد کی نیت سے رکھی جیسے آگے آتا ہے **عن** عبد اللہ بن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الخیل فی نواصیھا الخیر الی یوم القیمۃ عبداللہ بن عمر سے بھی ایسے ہی روایت ہی **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخیل فی نواصیھا الخیر او قال الخیل معقود فی نواصیھا الخیر قال سھیل انا اشک الخیر الی یوم القیامۃ الخیل ثلثۃ فھی لرجل اجر و لرجل ستر و علی رجل وزر فاما الذی ھی لہ اجر فالرجل یتخذھا فی سبیل اللہ ویعدھا لہ فلا تغیب شیئا فی بطونھا الا کتب لہ اجر و لو رعاھا فی مرج ما اکلت شیئا الا کتب لہ بھا اجر و لو سقاھا من نھر جار کان لہ بکل قطرۃ تغیبھا فی بطونھا اجر حتی ذکر الاجر فی ابوالھا و ارواثھا لو استنت شرفا او شرفین کتب لہ بکل خطوۃ یخطوھا اجر و اما الذی ھی لہ ستر فالرجل یتخذھا تکرما و تجملا و لا ینسی حق ظھورھا و بطونھا فی عسرھا و یسرھا و اما الذی ھی علیہ وزر فالذی یتخذھا اشرا و بطرا و بذخا و ریاء للناس فذلک ھی علیہ وزر

ابوہریرہ سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گھوڑون کی پیشانیون مین برکت اور خوبی ہے یا یون فرمایا کہ گھوڑون کی پیشانیون مین برکت بندھی ہوئی ہے قیامت تک سہیل نے کہا جو راوی ہے حدیث کا یہ شک مجھکو ہوئی اور فرمایا آنحضرت نے کہ گھوڑے تین طرح ہین ایک کے واسطے ثواب ہین اور دوسرے کے واسطے معاف ہین اور تیسرے کیواسطے عذاب ہین لیکن جسکے واسطے ثواب ہین وہ وہ شخص ہے کہ جو انکو رکھے اسکی راہ مین جہاد کے لیے اور تیار کرے انکو اسی کے لیے تو جو کھانا انکے پیٹ مین جاویگا اس شخص کے لیے ثواب لکھا جاوے گا اور اگر وہ شخص انکو چراوے ایک گھانس والی زمین تو جتنا وہ کھاوین گے اسکے لیے ثواب لکھا جاویگا اور اگر وہ شخص انکو پانی پلاوے ایک جاری نہر سے تو ہر قطرے کے بدل جو انکے پیٹ مین جاویگا اسکے لیے ایک اجر لکھا جاویگا یہانتک کہ بیان کیا اجر کا انکے پیشاب اور لید کرنے مین بھی اور اگر وہ گھوڑے دوڑین ایک میل یا دو میل تک تو ہر قدم کے بدل جو وہ اٹھاوین گے اسکے لیے ایک اجر لکھا جاوے گا **ف** اس ثواب کا کچھ ٹھکانا ہے بیحد و بیحساب ثواب ہے مطلب یہ ہے کہ جو گھوڑا جہاد کی نیت سے رکھا جاوے اسکا کھلانا پلانا چلنا پھرنا سونا سب اجر ہی اجر ہے اور سراپا ثواب ہین ثواب ہے گھوڑے کے مالک کو **ف** اور جسکے واسطے معاف ہین (یعنے نہ ثواب ہے نہ عذاب ملکہ مباح) وہ وہ شخص ہے جو عزت اور زینت کے لیے گھوڑے رکھے لیکن ان کی سواری اور پیٹ کا حق فراموش نہ کرے سختی اور آسانی دونو

حالت میں **ف** سواری کا حق یہ ہی کہ جب کوئی مسلمان اسکو لنگے ضرورت کیوجہ سے تو اسکو دیوے یا کوئی تھکا ہوا مسلمان راہ میں ملے تو اسکو سوار کرلیوے اور بعضوں نے کہا اسکی زکوۃ ادا کرے لیکن اہلحدیث اور جمہور علماء کے نزدیک گھوڑوں میں زکوۃ نہیں ہے اور پیٹ کا حق یہ ہے کہ ان کے دانے گھانس کی خبر اچھی طرح رکھے کبھی آپ خود دیکھا کرے اگر ہمیشہ ممکن نہ ہو اور ایک بزرگ سے منقول ہے کہ وہ جہاد میں گئے انکا گھوڑا سستی کرنے لگا انہوں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون گھوڑے نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون اسوقت جب تو نے مجھکو چھوڑ دیا اپنی لونڈی پر اور میرے دانے چارے کی خبر نہ لی اس روز سے انہوں نے یہ معمول کر لیا کہ اپنی ذات سے اپنے گھوڑے کی خدمت کرتا **ف** اور جس کے واسطے عذاب ہیں وہ وہ شخص ہے جو گھوڑوں کو رکھے غرور اور تکبر اور فخر اور لوگوں کو دکھلانے اور نمایش کے لیے رفخر کے واسطے ایسے شخص کے لیے گھوڑے عذاب ہیں

عن اَبِي قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الْخَيْلِ الْاَدْهَمُ الْاَقْرَحُ الْمُحَجَّلُ الْاَرْثَمُ طَلْقُ الْيَدِ الْيُمْنٰى فَاِنْ لَمْ يَكُنْ اَدْهَمَ فَكُمَيْتٌ عَلٰى هٰذِهِ الشِّيَةِ ابو قتادہ انصاری سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہتر گھوڑا وہ ہی جو مشکی ہو سفید پیشانی سفید ہاتھ پاؤں جسکی ناک اور کا لب سفید ہو اور داہنا ہاتھ سارے بدن کیطرح ہو (یعنے اس میں سفیدی نہ ہو اسکو عرب طلق الید الیمنی کہتے ہیں یہ بہت مبارک ہوتا ہے) اگر مشکی نہ ہو تو کمیت سہی انہی صفات اور انہی داغوں کا **ف** یعنی کمیت ہو سفید پیشانی یا کمیت سفید ہاتھ پاؤں یا کمیت سفید لب اور بینی یا کمیت طلق الید الیمنی یہ سب قسمیں عمدہ ہیں اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مشکی رنگ گھوڑے کی سب رنگوں میں عمدہ ہے اور حقیقت میں یہ رنگ نہایت مضبوط اور محنتی ہوتا ہے اسکے بعد کمیت اس کے بعد اور رنگ جیسے سبز رنگ سمند سرخہ نقرہ سبزہ وغیرہ **عن** اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ الشِّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آپ گھوڑوں میں شکال کو برا جانتے تھے **ف** وہ یہ ہے کہ تین پاؤں سفید ہوں ایک سارے بدن کے رنگ پر ہو اسکو ارجل بھی کہتے ہیں اب تک گھوڑیوالے ایسے رنگ کو مکروہ اور نامبارک سمجھتے ہیں مگر عام میں مشہور ہے کہ اگر پیشانی پر بھی سفیدی ہو تو شکال ضرر نہیں کرتا لیکن حدیث مطلق ہے اور بعضوں نے کہا شکال یہ ہی کہ داہنا ہاتھ سفید ہو تو بایاں پاؤں سفید ہو یا بایاں ہاتھ سفید ہو تو داہنا پاؤں واللہ اعلم **عن** تَمِيمٍ الدَّارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ ارْتَبَطَ فَرَسًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ عَالَجَ عَلَيْهِ بِيَدِهِ كَانَ لَهُ بِكُلِّ حَبَّةٍ حَسَنَةٌ تمیم داری سے روایت ہی میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جس نے ایک گھوڑا رکھا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے پھر اسکو دانہ چارہ آپ کھلایا تو ہر دانے کے بدل اسکو ایک نیکی ملے گی

باب الْقِتَالِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ کی راہ میں لڑنے کا ثواب **عن** مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ

صلے اللہ علیہ وسلم یقول من قاتل فی سبیل اللہ عزوجل من رجل مسلم فواق ناقۃ وجبت لہ الجنۃ معاذ بن جبل سے روایت ہے انہوں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو اللہ کی راہ میں لڑا بشرطیکہ مسلمان ہو اتنی دیر تک جتنی دیر اونٹنی کے دودھ دوہنے میں ٹھہر جاتے ہیں تو اسکے لیے جنت واجب ہو گئی ف ٹھیرنے سے مراد یا تو وہ ٹھیرا ہے جو ایک وقت سے دوسرے وقت تک ہوتا ہے مثلاً صبح کو دودھ دوہکر پھر شام کو دوہتے ہیں تو صبح سے شام تک لڑے یہ مطلب ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ ٹھیرنا مراد ہے جو دودھ دوہنے میں تھوڑی دیر ٹھیر جاتے ہیں تاکہ اور دودھ تھن میں اوتر آوے پھر دوہتے ہیں یہ چار پانچ لحظہ ہوتے ہیں تو مطلب یہ ہوگا جو کوئی اتنی دیر تک بھی اللہ کی راہ میں کافروں سے لڑا اس کے لیے جنت واجب ہو گئی سبحان اللہ جہاد کی فضیلت کیا کہنا عن انس بن مالک قال حضرت حربا فقال عبد اللہ ابن رواحۃ یا نفس الا اراک تکرھین الجنۃ احلف باللہ لتنزلنہ طائعۃ او لتکرھنہ انس بن مالک سے روایت ہے میں ایک لڑائی میں حاضر تھا تو عبد اللہ بن رواحہ نے کہا اے نفس میں دیکھتا ہوں تو جنت میں جانا ناپسند کرتا ہے میں قسم کھاتا ہوں اللہ کی تو جنت میں ضرور جاویگا خوشی یا ناخوشی کے ساتھ ف یعنی شہید ہوگا اللہ کی راہ میں اور شہادت جانا گویا جنت میں جانا ہے مگر نفس کو ناپسند ہے کس لیے کہ دنیا کی لذات چھوڑنا پڑتا ہے اور عبد اللہ بن رواحہ نے جیسے قسم کھائی تھی ویسا ہی ہوا وہ جنگ موتہ میں شہید ہوئے جہاں جعفر بن ابی طالب اور زید بن حارثہ بھی شہید ہوئے اور اوپر ایک حدیث میں گذرا کہ اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھیں تو بھی اللہ انکو سچا کرے عبد اللہ بن رواحہ بھی ایسے ہی بندوں میں تھے اور تمام صحابہ کرام جو جان نثار تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کرام کی رضی اللہ عنہم اجمعین عن عمرو بن عبسۃ قال اتیت النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ ای الجہاد افضل قال من اھریق دمہ وعقر جوادہ عمرو بن عبسہ سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کون سا جہاد افضل ہے آپ نے فرمایا جس میں آدمی کا خون بہایا جاوے اور اسکا گھوڑا بھی زخمی ہو ف یعنے پوری شہادت ہو خود بھی مارا جاوے اور گھوڑا بھی یا اللہ اپنے مقبول بندوں کے تصدق سے ہمکو بھی شہادت نصیب کر اور ہر طرح کے تکالیف سے بچا دے اور ہر ایک بیماری اور درد کے صدمے سے آمین یا رب العالمین عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من مجروح یجرح فی سبیل اللہ واللہ اعلم بمن یجرح فی سبیلہ الا جاء یوم القیامۃ وجرحہ کھیئتہ یوم جرح اللون لون دم والریح ریح المسک ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ کی راہ میں زخمی ہو اور اللہ تعالی خوب جانتا ہے اسکو جو اسکی راہ میں زخمی ہوتا ہے اور جو دنیا کے یا ملک کے طمع میں زخمی ہوتا ہے تو

وہ قیامت کے دن آویگا اور اسکا زخم ایسا تازہ ہوجاویگا جیسے اُس دن تہا جبدن وہ زخم لگا تہا اُسکا رنگ تو خون کا سا ہوگا اور خوشبو مشک کی ہوگی **عن** عبد اللہ بن ابی اوفی یقول دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الاحزاب فقال اللھم منزل الکتاب سریع الحساب اھزم الاحزاب اللھم اھزمھم وزلزلھم عبد اللہ بن ابی اوفی سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بد دعا کی کافروں کے گروہوں پر تو فرمایا یا اللہ اتارنیوالے کتاب کے جلدی لینے والے حساب کے شکست دے گروہوں کو (کافروں کے) یا اللہ انکو شکست دے اور گہبراوے اور پریشان کردے بیقرار کرکے کہ بہاگ جاویں **ف** جب جنگ میں کافروں کی فوجیں بہت ہوں تو یہی دعا پڑہنا چاہیے آپ نے یہ دعا جنگ احزاب میں کی یعنے غزوہ خندق میں جب ابو سفیان احزاب یعنی گروہ کے گروہ کافروں کو آپ پر چڑہا لایا تہا **عن** سھل بن ابی امامۃ بن سھل بن حنیف حدثہ عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من سال اللہ الشھادۃ بصدق من قلبہ بلغہ اللہ منازل الشھداء وان مات علی فراشہ سہل بن ابی امامہ بن سہل بن حنیف نے روایت کی اپنے باپ سے اُنہوں نے دادا سے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص شہادت کو مانگے گا دل سے سچائی کے ساتہہ اُسکو اللہ تعالیٰ شہیدوں کا درجہ دیگا اگرچہ وہ اپنے بچہونے پر جاوے **ف** کیونکہ نیت اُسکی شہادت کی تہی اور نیۃ المومن خیر من عملہ یہ مشہور ہے **باب** فضل الشھادۃ فی سبیل اللہ اللہ کی راہ میں شہادت کی فضیلت **عن** ابی ھریرۃ رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ذکر الشھداء عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لا تجف الارض من دم الشھید حتی تبتدرہ زوجتاہ کانھما ظئران اضلتا فصیلیھما فی براح من الارض وفی ید کل واحدۃ حلۃ خیر من الدنیا وما فیھا ابو ہریرہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے شہیدوں کا ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا زمین شہید کے خون سے نہیں سوکہتی کہ اُسکی دونوں بی بیاں اُسکو آکر اٹہاتی ہیں گویا وہ دائیاں ہیں جنہوں نے اپنے شیرخوار بچے کو گم کردیا ہو ایک نا آباد جنگل میں اور ہر ایک بی بی کے ہاتہہ میں ایک جوڑا ہوتا ہے جو ساری دنیا ومافیہا سے بہتر ہے **ف** یہ بی بیاں جنت کی حوروں میں سے شہید کو لپک کر لینے کے لیے آتی ہیں اور جوڑے اُسکو پہنانے کے لیے ساتہہ لاتی ہیں غرض شہید اور زمین پر گرا اور اُسکی جان نکلی کہ جنت میں داخل ہوگیا اور حوروں کے ساتہہ عیش ونشاط کرنے لگا اگرچہ ہنوز اُس کے خون سے زمین بہی نہ سوکہی ہو سبحان اللہ کیا عیش ہے شہید کے لیے ایسی سو جانیں اپنے مالک پر قربان **عن** المقدام ابن معدیکرب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال للشھید عند اللہ ست خصال یغفر لہ فی اول دفعۃ من دمہ ویری مقعدہ من الجنۃ ویجار من عذاب القبر ویامن من الفزع الاکبر و

وَيُحَلّٰى حُلَّةَ الْاِيْمَانِ وَيُزَوَّجُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَيُشَفَّعُ فِيْ سَبْعِيْنَ اِنْسَانًا مِنْ اَقَارِبِهٖ مقدام بن معدیکرب سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہید کو اللہ تعالی کے پاس چھہ باتین ملتی ہین ایک تو پہلی ہی بار اسکا خون نکلتے
ہی اُسکی مغفرت ہوتی ہے اور وہ اپنا ٹھکانا جنت مین دیکھہ لیتا ہے دوسرے عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے تیسرے حشر
کے دن جو بڑی گھبراہٹ ہوگی اُس سے محفوظ رہتا ہے اسلیے کہ اسکو اپنا ٹھکانا پہلے ہی معلوم ہوجاتا ہے چوتھے
ایمان کا جوڑا اسکو پہنایا جاتا ہے پانچوین بڑی آنکھہ والی حورون سے اسکا نکاح باندھا جاتا ہے چھٹے ستر آدمی اس
کی شفاعت سے بخشے جاتے ہین اُسکے عزیزون مین سے سبحان اللہ شہادت کی کیا فضیلت ہے ان مین سے ایک
ایک بات اس لائق ہے کہ اسکے لیے اگر ایسی بے ثبات لاکھہ زندگانیان ہون تو قربان کی جاوین اور پھر ان سب
نعمتون سے بڑھکر اپنے مالک کی رضامندی اور خوشی ہے اگر مالک ہمسے راضی ہوجاوے تو ساری حور و قصور و
غلمان لقاے جنت اسپر تصدق ہین عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ لَمَّا قُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ
يَوْمَ اُحُدٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جَابِرُ اَلَا اُخْبِرُكَ مَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِاَبِيْكَ قُلْتُ بَلٰى
قَالَ مَا كَلَّمَ اللّٰهُ اَحَدًا اِلَّا مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ وَكَلَّمَ اَبَاكَ كِفَاحًا فَقَالَ يَا عَبْدِيْ تَمَنَّ عَلَيَّ اُعْطِكَ قَالَ يَا رَبِّ
تُحْيِيْنِيْ فَاُقْتَلُ فِيْكَ ثَانِيَةً قَالَ اِنَّهٗ سَبَقَ مِنِّيْ اَنَّهُمْ اِلَيْهَا لَا يُرْجَعُوْنَ قَالَ رَبِّ فَاَبْلِغْ مَنْ وَّرَائِيْ فَاَنْزَلَ
اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا الْاٰيَةَ كُلَّهَا جابر بن عبد اللہ رضی
اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے جب احد کی لڑائی مین عبد اللہ بن عمرو بن حرام (جابر کے باپ) مارے گئے تو
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے جابر مین تجھہ سے بیان کرون جو اللہ تعالی نے فرمایا تیرے باپ سے (سبحان
اللہ کیا درجہ ہے) مین نے عرض کیا بیان کیجیے آپ نے فرمایا اللہ تعالے نے کسی سے بات نہین کی مگر پردے کے
پیچھے اور تیرے باپ سے سامنے ہوکر (بغیر حجاب کے) بات کی اور فرمایا اے بندے میرے کچھہ خواہش کر مجھہ سے کہ مین تجھہ کو
دون تیرے باپ نے کہا اے مالک میری مجھکو پھر جلادے تاکہ مین تیری راہ مین دوبارہ مارا جاؤن اللہ تعالی نے فرمایا
یہ میرا قول ہوچکا ہے کہ وہ دنیا مین دوبارہ نہین جاوینگے **ف** اس سے بودہ اور ہنود کا مذہب باطل ہوتا ہے انکے
نزدیک سب آدمی اپنی اپنی عملون کے موافق سزا اور جزا پاکر پھر دنیا مین جنم لیتے ہین مگر جو پرمہنس یعنے کامل فقیر خدا کی
ذات مین غرق ہوجاتا ہے اسکا جنم نہین ہوتا **ف** تب تیرے باپ نے کہا اچھا اے مالک میرے بعد جو لوگ دنیا مین رہ
گئے ہین انکو میرا حال پہونچا دے اسوقت اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا الآیۃ
کلہا اخیر آیت تک **ف** یعنے جو لوگ اللہ کی راہ مین مارے جاوین انکو مردہ مت سمجھ بلکہ وہ زندہ ہین اپنے مالک کے

پاس انکو روزی ملتی ہی اس آیت سے شہیدون کی حیات اور انکی روزی ثابت ہوئی اور دوسری آیتون اور حدیثون سے یہ ثابت
ہے کہ درحقیقت موت کیا ہے روح کا جدا ہونا بدن سے نہ یہ کہ روح کا فنا ہوجانا پس جب روح قائم رہی تو حیات بھی قائم
ہے البتہ یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ دنیا کی سی حیات ہے پر شاید دنیا کی حیات سے زیادہ وہ قوی اور پرطاقت ہو اگر کوئی
اعتراض کرے کہ جب سب لوگ زندہ ہین تو پھر شہدا کی کیا تخصیص ہے حالانکہ اس آیت سے انکی تخصیص نکلتی ہے اس کا
جواب یہ ہے کہ شہدا کی تخصیص یہ ہے کہ وہ زندہ بھی ہین اور معظم اور مکرم بھی ہین اللہ کے پاس اور انکو جنت کی میوے
روز کھانے کو ملتے ہین یہ سب باتین اورون کے لیے نہ ہونگی مگر دوسری حدیث مین ہی کہ مومنون کی روحین چڑیون
کے لباس مین جنت مین چگتی پھرتی ہین اس مین سب مومنین داخل ہوگئے اور ایک حدیث مین ہی کہ قبر مین جنت کیطرف
ایک راہ مومن کے لیے کھولدیجاوے گی اور اس سے نکلتا ہے کہ قیامت تک مومن کی روح وہین رہیگی غرض روح
کے مسکن کے باب مین علما کے بہت اقوال ہین جنکو ابن قیم نے تفصیل سے حادی الارواح مین ذکر کیا ہے اور سب سے
زیادہ راجح قول یہی ہے کہ مومنون کی ارواح جنت مین ہین اور کافرون کے دوزخ مین واللہ اعلم عن عبد الله
فی قوله ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتا بل احیاء عند ربهم یرزقون قال اما انا
سالنا عن ذلك فقال ارواحهم كطير خضر تسرح في الجنة في ايها شاءت ثم تاوي الى قناديل
معلقة بالعرش فبيناهم كذلك اذ طلع عليهم ربك اطلاعة فيقول سلوني ما شئتم قالوا
ربنا وماذا نسالك ونحن نسرح في الجنة في ايها شئنا فلما راوا انهم لا يتركون من ان يسالوا
قالوا نسالك ان ترد ارواحنا في اجسادنا الى الدنيا حتى نقتل في سبيلك فلما راى انهم لا يسالون
الا ذلك تركوا عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہی یہ آیت ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا ہمنے اسکا مطلب پوچھا
(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے) تو آپنے فرمایا کہ شہیدون کی روحین سبز چڑیون کے قالب مین جنت مین چگتی پھرتی ہین
جہان چاہتی ہین (سبحان اللہ کیا عیش ہے یا اللہ ہم گنہگارون پر بھی کرم فرما اور جنت کا ایک کونا ہی ہمکو عنایت کر
پھر شام کو ان قندیلون مین بسیرا کرتی ہین جو عرش مقدس سے لٹکی ہوئی ہین ایک بار روحین اسیحال مین تھین کہ پروردگار
نے انکو جھانکا اور فرمایا مجھ سے مانگو تمہاری کیا خواہش ہے وہ بولے اے مالک ہمارے اب ہم تجھ سے کیا مانگین جنت مین تو
ہم گھومتے پھرتے ہین جہان چاہتے ہین جب انکو معلوم ہوا کہ وہ چھوڑے نہین جاوینگے جب تک کچھ مانگین نہین
تو انہون نے عرض کیا اے مالک ہم تجھ سے یہ مانگتے ہین کہ ہماری روحین پھر ہمارے بدنون مین ڈالدے اور دنیا مین
بھیجدے تاکہ ہم (دوبارہ) تیری راہ مین مارے جاوین جب مالک نے دیکھا انکی خواہش صرف یہی ہے (اور یہ خواہش

کہ جب وعدہ الٰہی پوری نہیں ہو سکتی تو ان کو چھوڑ دیا اپنے حال پر عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ما یجد الشھید من القتل الا کما یجد احدکم مس القرصۃ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہید کو مارے جانے کا صدمہ ایسا ہوتا ہے جیسے تم میں کسی کو چیونٹی کے کاٹنے کا ف یعنی بہت ہلکا خفیف صدمہ ہوتا ہے کہ معلوم نہیں ہوتا اور یہ ہلکا صدمہ بھی مرتے ہی جاتا رہتا ہے پھر تو طرح طرح کے عیش اور آرام نصیب ہوتے ہیں یہانتک کہ دوبارہ مارے جانے کی خواہش پیدا ہوتی ہے یا اللہ تو اپنے فضل و کرم اور اپنے حبیب اور خلیل کے تصدق سے موت کو ہم پر بھی ایسا ہی آسان کر دے کہ چیونٹی کے کاٹنے کی طرح بھی معلوم نہ ہو اور دنیا سے سفر کر جاویں تو سب کچھ کر سکتا ہے اور تیرے نزدیک ہر بات آسان ہے رحم فرما ہمارے ضعیفی اور غربت اور ناتوانی پر اور ہمارے گناہوں کو اپنی عنایت اور کرم سے بخشدے تو غفور اور رحیم ہے اور ہم تجھ سے نہ مانگیں تو پھر کس سے مانگیں ہر کوئی اپنے آقا سے مانگتا ہے ہمارا آقا اور مالک اور مولیٰ تو ہی ہے ہم برے ہیں یا اچھے مگر تیرے در کو چھوڑنے والے نہیں تیرے سوا اور کسی سے کچھ مانگنے والے نہیں برے ہیں تو تیرے ہیں اچھے ہیں تو تیرے ہیں اگر برے بھی ہیں تو بری کہاں جاویں کس کے در پر جا کر مانگیں ہم برے ہیں مگر ہمارا مالک تو بروں کو بھی بخشتا ہے اور ماں باپ سے زیادہ اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے پھر ہم اسکی رحم کی توقع کیوں نہ رکھیں یہاں کون ہے وہاں کون ہے یہاں بھی اسیکا آسرا ہے وہاں بھی اسیکا بھروسا ہے وہ بادشاہ ہے دونو جہان کا اور مالک ہے زمین و آسمان کا **باب ما یرجی فیہ الشھادۃ** شہادت کو رجوع کا بیان **عن** عبد اللّٰہ بن عبد اللّٰہ بن جابر بن عتیک عن ابیہ عن جدہ انہ مرض فاتاہ النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم یعودہ فقال قائل من اھلہ ان کنا لنرجو ان تکون وفاتہ قتل شھادۃ فی سبیل اللّٰہ فقال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ان شھداء امتی اذا لقلیل القتل فی سبیل اللّٰہ شھادۃ والمطعون شھادۃ والمرأۃ تموت بجمع شھادۃ یعنی الحامل والغرق والحرق والمجنوب یعنی ذات الجنب شھادۃ جابر بن عتیک سے روایت ہے وہ بیمار ہوئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انکی عیادت کو آئے انکے گھر والوں میں سے کسی نے کہا ہمکو تو یہ امید تھی کہ وہ اللہ کی راہ میں شہید ہو کر مریں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر شہید صرف یہی لوگ ہوں جو اللہ کی راہ میں قتل کیے جاویں تو میری امت میں شہید کم ہونگے (حالانکہ میری امت میں شہید بہت ہیں انمیں اللہ کی راہ میں قتل ہونا شہادت ہے اور طاعون (وبا یعنے ہر مرض جو عام ہو جاوے اور بعضوں نے کہا وہ ایک ورم ہے بعضوں نے کہا ورم ہے بعضوں نے کہا پھوڑا ہے جو اکثر بغل میں نکلتا ہے اسے مرنا شہادت ہے اور عورت جو زچگی میں مر جاوے شہید ہے یعنی حاملہ ہو کر اس طرح سے کہ بچہ پیٹ میں مر جاوے اور ماں بھی مر جاوے اور جو پانی میں ڈوب کر

مرے یا انگار میں جلکر اور جو ذات الجنب او رم ہو پسلی میں اس کی مرے سب شہید ہیں **ف** یعنی ان سب کو شہیدوں کا ثواب
اور درجہ ملیگا گر ان کے احکام شہید کے سے نہیں ہیں یعنے انکو غسل دینگے انپر نماز پڑہینگے اسپر بہی بڑا شہید وہی ہے جو اسکے
راہ میں یعنی جہاد میں مارا جاوے **عن** ابی ہریرۃ رضہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ما تعدون
فی الشہید فیکم قالوا القتل فی سبیل اللہ قال ان شہداء امتی اذا لقلیل من قتل فی سبیل اللہ
فہو شہید ومن مات فی سبیل اللہ فہو شہید والمبطون شہید والمطعون شہید قال سہیل
واخبرنی عبید اللہ بن مقسم عن ابی صالح وزاد فیہ والغرق شہید ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم شہید کس کو سمجھتے ہو انہوں نے کہا جو قتل کیا جاوے اللہ کی راہ میں آپ نے فرمایا تب
تو میری امت میں شہید کم ہونگے جو شخص قتل کیا جاوے اللہ کی راہ میں وہ شہید ہے اور جو شخص مر جاوے اللہ کی راہ میں
(یعنے جہاد میں اپنی موت سے) وہ شہید ہے اور جو پیٹ کے عارضہ سے مرے وہ شہید ہے (جیسے اسہال یا پیچش یا ورم معدہ
یا کبد سے اس میں بہت سی بیماریاں آگئیں استسقا بہی اسی میں داخل ہے) اور جو طاعون سے مرے وہ بہی شہید ہے سہیل
نے کہا مجھکو عبید اللہ بن مقسم نے خبر دی ابوصالح سے اس حدیث کی اور زیادہ کیا کہ جو ڈوب کر مرے وہ بہی شہید ہے **باب**
السلاح ہتیار باندہنے کا بیان **عن** انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل مکۃ یوم الفتح
وعلی راسہ المغفر انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں تشریف لے گئے جسدن مکہ
فتح ہوا آپکے مبارک سر پر خود تہا **ف** جو لوہے کا ہوتا ہے اور سر پر پہنا جاتا ہے اب یہ ہتیار چھوڑ دیا گیا اس لیے کہ
توپ اور بندوق کی لڑائی میں مفید نہیں تلوار کی لڑائی میں اب بہی سر کو بچاتا ہے **عن** السائب بن یزید
رضی اللہ تعالی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد اخذ درعین کانہ ظاہر بینہما سائب بن
یزید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد کے دن دو زرہیں پہنیں تلے اوپر **عن** سلیمان بن حبیب
قال دخلنا علی ابی امامۃ فرای فی سیوفنا شیئا من حلیۃ فضۃ فغضب وقال لقد فتح الفتوح قوم
ما کان حلیۃ سیوفہم الذہب والفضۃ ولکن الآنک والحدید والعلابی قال ابو الحسن القطان العلابی
العصب سلیمان بن حبیب سے روایت ہے ہم ابوامامہ پاس گئے تو انہوں نے ہماری تلواروں میں کچھ زیور دیکھا چاندی
کا تو وہ غصے ہوئے اور فرمایا تم سے پہلے لوگوں نے بہت سی فتحیں کیں اور انکی تلواروں میں زیور نہ تہا نہ چاندی کا نہ
سونے کا لیکن سیسہ تہا اور لوہا اور علابی ابو الحسن بن قطان نے کہا علابی پٹہے اونٹ کا (یعنے چمڑا) **عن**
ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنفل سیفہ ذا الفقار یوم بدر ابن عباس سے روایت ہے

آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تلوار ذوالفقار کو انعام کے طور پر دیا بدر کے دن **ف** حضرت علی مرتضےٰ کو انعام سے مراد نفل ہے یعنے وہ چیز جو امام کسی مجاہد کو حصہ سے زیادہ دیوے اسکی سعی اور کوشش اور بہادری کے صلہ مین یہ تلوار پہلے عاص بن امیہ کی تھی جو بدر کی دن مارا گیا پھر لوٹ مین وہ تلوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی آپنے حضرت علی کو دی انکے پاس ہمیشہ یہ تلوار رہی اور بڑے بڑے کافرون اور دین کے دشمنون کو اس سے مارا **عن** عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ قَالَ كَانَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ اِذَا غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمَلَ مَعَهُ رُمْحًا فَاِذَا رَجَعَ طَرَحَ رُمْحَهُ حَتَّى يُحْمَلَ لَهُ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ لَاَذْكُرَنَّ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّكَ اِنْ فَعَلْتَ لَمْ تُرْفَعْ ضَالَّةٌ حضرت علی سے روایت ہے مغیرہ بن شعبہ جب جہاد کرتے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تو اپنے ساتھ ایک برچھہ لیجاتے پھر جب لوٹتے تو اس برچھے کو پھینک دیتے کوئی اسکو اٹھا لاتا انکو دینے کے لیے جیسے پڑی چیز کو اٹھا لیتے ہین احضرت علی نے انسے کہا مین یہ بیان کرونگا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انہون نے کہا ایسا مت کیجیو نہین تو کوئی پڑی ہوئی چیز نہین اوٹھاوے گا اس خیال سے کہ مالک نے اسکو عمداً چھوڑ دیا ہے نہ بھول کر اور جس چیز کو مالک قصداً ضائع کرنے کے لیے چھوڑ دے اسکو کون اٹھاوے گا) **عن** عَلِيٍّ قَالَ كَانَتْ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْسٌ عَرَبِيَّةٌ فَرَاٰى رَجُلًا بِيَدِهٖ قَوْسٌ فَارِسِيَّةٌ فَقَالَ مَا هٰذِهٖ اَلْقِهَا وَعَلَيْكُمْ بِهٰذِهٖ وَاَشْبَاهِهَا وَرِمَاحِ الْقَنَا فَاِنَّهُمَا يَزِيْدُ اللّٰهُ لَكُمْ بِهِمَا فِي الدِّيْنِ وَيُمَكِّنُ لَكُمْ فِي الْبِلَادِ حضرت علی مرتضےٰ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مین ایک عربی کمان تھی آپنے ایک شخص کے ہاتھ مین فارسی کمان دیکھی تو فرمایا یہ کیا ہے اس کو پھینک دے اور اسکے مانند دوسری رکھ اور نیزے رکھ کیونکہ اللہ تعالےٰ کمان اور نیزے سے تمہاری مدد کریگا دین مین اور تمکو حاکم کرے گا ملکون کا **باب** الرَّمْيِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ کی راہ مین تیر مارنا کیسا ہے **عن** عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَيُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ الثَّلَاثَةَ الْجَنَّةَ صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِيَ بِهٖ وَالْمُمِدَّ بِهٖ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْمُوْا وَارْكَبُوْا وَاَنْ تَرْمُوْا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ تَرْكَبُوْا وَكُلُّ مَا يَلْهُوْ بِهِ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ بَاطِلٌ اِلَّا رَمْيَهُ بِقَوْسِهٖ وَتَادِيْبَهُ فَرَسَهُ وَمُلَاعَبَتَهُ امْرَاَتَهُ فَاِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ ایک تیر کے سبب سے تین آدمیون کو جنت مین لیجاویگا ایک تو اسکے بنانیوالے کو جو اللہ کے لیے بناوے ثواب کے واسطے دوسرے جو اسکو چلاوے تیسرے جو تیر مارنیکو اٹھا کر دیوے اسکی مدد کرے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

تیر مارو اور برچھا مارو گھوڑے پر سوار ہو کر) اور مجھ تیر مارنا برچھا مارنے سے بہتر معلوم ہوتا ہے اور مسلمان کا ہر کھیل لغو ہے یعنے
بیکار ہے کچھ فائدہ نہیں مگر تیر و کمان سے کھیلنا (اب اس زمانہ میں اسکے بدل بندوق سے کھیلنا ہے) اور اپنے گھوڑے کی
تعلیم کرنا (اسپر سواری سیکھنا دوڑانا برچھی کی کثرت کرنا) اور اپنی جورو سے کھیلنا یہ تین کھیل سچے ہیں **ف** یعنے
بیکار اور لغو نہیں ہیں اول کے دونوں کھیلوں میں آدمی جہاد کے لیے مستعد اور طیار ہوتا ہے اور اخیر کی کھیل میں اپنی جورو
سے الفت ہوتی ہے اولاد کی امید ہوتی ہے جو انسان کی نسل قائم رکھنے اور بڑھانے کے لیے ضروری ہے **عن** عمرو بن
عبسة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من رمى العدو بسهم فبلغ سهمه العدو اصاب
او اخطأ فيعدل رقبة عمرو بن عبسہ سے روایت ہے مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی دشمن
کو ایک تیر مارے پھر اسکا تیر دشمن تک پہونچے نشانے پر لگے یا نہ لگے تو اسکا ثواب ایک بردہ آزاد کرنے کے برابر ہے۔

عن عقبة بن عامر الجهني يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ على المنبر واعدوا
لهم ما استطعتم من قوة الا وان القوة الرمي ثلاث مرات عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے مینے سنا
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ منبر پر یہ آیت پڑھتے تھے واعدوا لہم ما استطعتم من قوة یعنے طیار کرو کافروں کے
لیے جہاں تک تم سے ہو سکے قوت آگاہ رہو قوت کیا ہے تیر مارنا تین بار یہ ارشاد فرمایا **ف** یعنے کافروں کے مقابلہ
کے لیے ہمیشہ اپنی طاقت کو بڑھاتے رہو اور ہر وقت مستعد رہو جنگ کے لیے گو جنگ نہ ہو کیونکہ معلوم نہیں دشمن کس
وقت حملہ کر بیٹھتا ہے ایسا نہ ہو تمہاری طاقت کم ہونے کی وقت غفلت میں حملہ کر بیٹھے اور تم پر غالب ہو جاوے افسوس
ہے کہ مسلمانوں نے قرآن شریف کو مدت سے بالائے طاق رکھدیا ہزاروں میں ایک مسلمان بھی ایسا نظر نہیں آتا جو قرآن
کو سمجھ کر پڑھے پھر عمل کرنے کے لیے جس مسلمان کو دیکھو قرآن کا ادب اور اسکی تعظیم بہت کرتا ہے آنکھوں سے لگاتا ہے
اسکا جزدان اور شیرازہ بہت عمدہ بناتا ہے اسپر طلائی جدولیں کرتا ہے اور سونے اور چاندی کے زرنگار نشان آیتوں پر
لگاتا ہے لیکن کبھی یہ توفیق نہیں ہوتی کہ قرآن کو ایک بار بھی اول سے لیکر اخیر تک سمجھکر پڑھے اور جو حکم قرآن میں
آئے ہیں انپر عمل کرنے کی کوشش کرے قرآن اسلیے اترا تھا کہ مسلمان قیامت تک اسکو خدا کا قانون سمجھ کر ہمیشہ اسپر
چلتے رہیں لیکن مسلمانوں نے اسکو تیجے دسویں چہلم کے لیے مخصوص کردیا اور بعضے مسلمان اور دنوں میں بھی پڑھتے ہیں
مگر صرف تبرک کے لیے اسکے لفظوں کو طوطے کی طرح رٹ جاتے ہیں معنے اور مطلب سے کچھ غرض ہی نہیں گو یہ بھی ثواب سے خالی نہیں
مگر اصل غرض قرآن کی فوت ہو کر صرف اتنا ہی باقی رہ جانا کمال تاسف کا باعث ہے اور بعض مسلمان تو ایسے دیکھے
کہ وہ قرآن میں فال دیکھتے ہیں آیندہ کی بھلی یا بری بات کی خبر اس میں سے نکالتے ہیں کچھ اسکو تعویذ بنا کر گلے میں

لٹکاتے ہین یہ تو ایک نئی بات ہے جو صحابہ اور تابعین سے بالکل منقول نہین قرآن مین فال دیکھنا تو کسیطرح جائز نہین کہا
البتہ تعویذ کے طور پر لٹکاتے ہین قباحت نہین اگر بے ادبی کا ڈر نہ ہو یعنے پاخانہ پیشاب نجاست کے وقت مین اسکو جدا
رکھے یا کسی ایسی چیز مین لپیٹ دیوے جو بالکل ظاہر نہ ہو سکے جیسے موم وغیرہ مین اسپر بھی یہ سب لغو باتین ہین عمدہ غرض
قرآن کی جسکے لیے قرآن اترا وہ یہی ہے کہ ہر ایک مسلمان جتنا ہو سکے اسکو سمجھ کر پڑھے اور اسکی نصائح اور احکام پر عمل
کرنے کی شب و روز کوشش کرتا رہے ایک یہی نصیحت دیکھو کہ کافرون کے لیے جہانتک ہو سکے اپنی قوت کو درست رکھو
کیا بیش بہا نصیحت ہے اگر مسلمان اسپر چلتے رہتے اور کافرون سے بڑھ چڑھ کر نہ سہی تو خیر انکے برابر ہی سہی اپنے فوج اور ہتیار
کو درست رکھتے تو کیون یہ نوبت آتی کہ مسلمانون کے اکثر ملکونپر آج مخالف لوگ قابض ہوتے مسلمان رئیس اول تو بہت کم
باقی رہے ہین اور جو دو چار باقی ہین وہ بھی رات دن عیش و عشرت اور نشہ اور عورات کے ساتھ لہو و لعب مین مصروف ہین
اور عوام مسلمانون کا یہ حال ہے کہ علوم اور صنائع کی طرف بالکل انکو شوق نہین ہے اور کسی مسلمان کو یہ توفیق نہین ہوتی کہ
ممالک یورپ کی سیر و سیاحت کرکے جو صنائع اہل یورپ نے نکالے ہین انکو حاصل کرکے اپنی قوم مین شائع کرے اگر
مسلمان ایسا کرین تو تھوڑے عرصہ مین وہ مالدار بھی ہوجاوین اور صاحب حکومت بھی یا اللہ تو مسلمانون کی آنکھ کھولدے
اللہ کے فضل سے قرآن شریف کا اردو ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب رح نے ایسا کیا ہے کہ اسکے پڑھنے سے ہر ایک عام
مسلمان بھی قرآن کا مطلب سمجھ سکتا ہے اور حدیث کی کتابون کا ترجمہ بھی اس زمانہ مین شائع ہوگیا ہے بس ہر ایک
مسلمان کو لازم ہے کہ روز ایک رکوع یا دو رکوع قرآن شریف کے ترجمہ کے ساتھ اور ایک باب کسی حدیث کی کتاب کا ترجمہ کے
ساتھ پڑھا کرے اور جہانتک ہو سکے قرآن اور حدیث پر عمل کرنے کی کوشش کرتا رہے **عن** عقبة بن عامر الجهني
يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من تعلم الرمي ثم تركه فقد عصاني عقبہ بن عامر
جہنی سے روایت ہے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جس نے تیر مارنا سیکھا پھر اسکو چھوڑ دیا تو
اس نے میری نافرمانی کی **ف** مطلب یہ ہے کہ جب کوئی ہتیار چلانیکا علم سیکھے تو کبھی کبھی اسکو کرتا رہے چھوڑ نہ دے
تاکہ ضرورت کیوقت کام آوے اب تیر کے عوض بندوق اور توپ ہے **عن** ابن عباس قال مر النبي صلى الله عليه
وسلم بنفر يرمون فقال رميا بني اسمعيل فان اباكم كان راميا ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگون پر گذرے جو تیر مار رہے تھے آپ نے فرمایا اے اسمعیل کے بیٹو (یہ اسلیے فرمایا کہ عرب حضرت اسمعیل
یعنے قیدار کی نسل مین ہین) تیر مارو کیونکہ تمہارے باپ بھی تیر انداز تھے **ف** حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ان کے
باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام فاران کے میدان یعنے مکہ کی جنگل مین چھوڑ کر چلے آئے تھے وہ وہین بڑے ہوئے

اور انکو شکار کا بہت شوق تھا اور بڑے تیر انداز اور بہادر تھے تو ان حضرت نے عرب کے لوگوں کو بھی تیر مارنے کی اسطرح سے ترغیب دی کہ یہ تمہارا آبائی پیشہ ہے اسکو خوب بڑھاؤ **باب** الرایات و الالویۃ علموں اور جھنڈوں کا بیان **عن** الحارث بن حسان قال قدمت المدینۃ فرایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قائما علی المنبر و بلال قائم بین یدیہ متقلد سیفا و اذا رایۃ سوداء فقلت من ھذا فقال ھذا عمرو بن العاص قدم من غزاۃ حارث بن حسان سے روایت ہے میں مدینہ میں آیا تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر کھڑا ہوا پایا اور بلال آپ کے سامنے کھڑے تھے ایک تلوار گلے میں ڈالے ہوئے اور ایک کالا جھنڈا بھی تھا میں نے پوچھا یہ کون شخص ہیں لوگوں نے کہا یہ عمرو بن عاص ہیں جو ایک لڑائی سے لوٹ کر آئے ہیں **عن** جابر بن عبد اللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل مکۃ یوم الفتح و لواؤہ ابیض جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح کے دن جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کا جھنڈا سفید تھا **عن** ابن عباس ان رایۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانت سوداء و لواؤہ ابیض ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا یعنی بڑا باڑا سیاہ تھا اور آپکا علم سفید تھا **ف** حدیث میں رایہ اور لواء کا لفظ ہے رایہ بڑا جھنڈا یعنی باڑا تو وہ سیاہ تھا اور لواء چھوٹا علم وہ سفید تھا اس حدیث کو ترمذی اور ابو داؤد نے بھی نکالا اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ امام کو لشکروں کا ترتیب دینا اور جھنڈی اور نشان بنانا مستحب ہے اور ابو داؤد نے سماک بن حرب سے نکالا انہوں نے ایک مرد سے اس نے ایک اور مرد سے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا زرد رنگ کا دیکھا اسکی اسناد میں ایک مجہول ہے اور جابر کی حدیث اس باب میں اوپر گذری اسکو اہل سنن اور حاکم اور ابن حبان نے بھی نکالا اور حارث کی حدیث بھی اوپر گذری اسکو ترمذی نے بھی نکالا اسکے راوی صحیح کے راوی ہیں اور اس باب میں کئی حدیثیں آئی ہیں اور روضہ **باب** لبس الحریر و الدیباج فی الحرب حریر اور دیباج ریشمی کپڑوں کا پہننا لڑائی میں کیسا ہے **عن** اسماء بنت ابی بکر انھا اخرجت جبۃ مزررۃ بالدیباج فقالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یلبس ھذہ اذا لقی العدو اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے انہوں نے ایک جبہ نکالا جس میں ریشم کی گھنڈیاں اور تکمے تھے اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو پہنتے تھے جب دشمن سے ملتے **ف** یعنی لڑائی میں امام مالک اور شافعی اور اکثر اہل علم نے لڑائی میں ریشمی کپڑا پہننا درست کہا ہے کیونکہ تلوار ریشم کو مشکل سے کاٹتی ہے اور ابن عدی نے حکم بن عمر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دی حریر پہننے کی لڑائی کے وقت لیکن اسکی اسناد میں ایک راوی متروک ہے اور ترمذی نے کہا حریر

کا پہننا درست ہے ضرورت کے وقت جیسے لڑائی میں یا سردی میں یا جوؤں کو دفع کرنے کے لیے سفر میں اور ایسا ہی حضر میں اصح
قول پر اور ہدایہ میں ہے کہ حریر اور دیباج کا لڑائی میں پہننا جائز ہے صاحبین کے نزدیک کیونکہ شعبی نے ان حضرتؐ سے
ایسا ہی روایت کیا اور ابو حنیفہ کے نزدیک خالص ریشمی کپڑا پہننا مکروہ ہے ہر حال میں ہم کہتے ہیں ضرورت دفع ہو جاتی ہے
اس سے جس کا تانا ریشم ہو اور بانا سوت ہو اور حریر اور دیباج میں یہ فرق ہے کہ دیبا خالص ریشم کا ہوتا ہے یعنی نری ریشم
کا اور حریر میں پشم ملا ہوتا ہے **عَنْ** عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَنْهٰى عَنِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ اِلَّا مَا كَانَ هٰكَذَا ثُمَّ اَشَارَ
بِاِصْبَعِهِ ثُمَّ الثَّانِيَةِ ثُمَّ الثَّالِثَةِ ثُمَّ الرَّابِعَةِ وَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا عَنْهُ
حضرت عمر منع کرتے تھے حریر اور دیباج پہننے سے مگر جو اتنا ہو اور اشارہ کیا انہوں نے اپنی انگلی سے (یعنی ایک انگل
گوٹ کے طور پر لگا ہو) پھر دوسری انگلی سے پھر تیسری سے پھر چوتھی سے (یعنی چار انگل تک درست ہے) اور حضرت عمر
نے کہا کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو منع کرتے تھے اس سے **باب** لُبْسِ الْعَمَائِمِ فِي الْحَرْبِ لڑائی
میں عمامہ باندھنا **عَنْ** جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ اَرْخٰى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ عمرو بن حریث سے روایت ہے گویا میں دیکھ رہا ہوں ان
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے مبارک سر پر کالا عمامہ تھا اور آپ نے اسکے دونوں کناروں کو اپنے دونوں مونڈھوں
کے بیچ میں لٹکا دیا تھا **ف** شیخ عبدالحق نے کہا عمامہ کا باندھنا سنت ہے اور کئی حدیثوں میں اسکی فضیلت آئی ہے اور
عمامہ میں شملہ لٹکانا بہتر ہے لیکن ہمیشہ نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی شملہ لٹکایا ہے کبھی نہیں اور بہتر یہ ہے
کہ شملہ پیٹھ کی طرف لٹکا دے اور کبھی داہنے ہاتھ کی طرف لیکن بائیں ہاتھ کی طرف لٹکانا سنت کے خلاف ہے اور
شملہ کی مقدار چار انگل سے لیکر ایک ہاتھ تک ہے اور نصف پشت سے زیادہ لٹکانا اسراف اور خلاف سنت ہے
انتہی مختصرًا اس حدیث سے یہ نکلا کہ کالے رنگ کا عمامہ باندھنا مسنون ہے **عَنْ** اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ ابو الزبیر سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مکہ میں داخل ہوئے سیاہ عمامہ باندھے ہوئے **باب** الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي الْغَزْوِ جہاد میں خرید فروخت کرنا **عَنْ**
خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ رَاَيْتُ رَجُلًا يَسْاَلُ اَبِيْ عَنِ الرَّجُلِ يَغْزُوْ فَيَشْتَرِيْ وَيَبِيْعُ وَيَتَّجِرُ فِيْ غَزْوَتِهِ فَقَالَ
لَهُ اَبِيْ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَبُوْكَ نَشْتَرِيْ وَنَبِيْعُ وَهُوَ يَرَانَا وَلَا يَنْهَانَا خارجہ بن
زید سے روایت ہے میں نے دیکھا ایک شخص نے میرے باپ (زید بن ثابت) سے پوچھا اگر کوئی آدمی جہاد کو جاوے پھر وہاں
بیع و شرا کرے اور تجارت کرے انہوں نے کہا ہم ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے تبوک میں اور خریدتے

تھے بھیجتے تھے آپ ہم کو دیکھتے تھے اور منع نہیں کرتے تھے **ف** پس معلوم ہوا کہ جہاد میں سفر میں بیع وشرا اور تجارت کرنا منع نہیں **باب** تَشْيِيعُ الْغُزَاةِ وَوَدَاعُهُمْ مجاہدین کو پہونچانے جانا اور رخصت کرنا **عن** سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَنْ أُشَيِّعَ مُجَاهِدًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأَكُفَّهُ عَلَى رَحْلِهِ غَدْوَةً أَوْ رَوْحَةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا معاذ بن انس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی مجاہد کو پہونچا آؤں اللہ کی راہ میں پھر اسکو سوار کر دوں اسکی زین پر صبحکو یا شام کو تو یہ زیادہ پسند ہے مجھکو دنیا و ما فیہا سے **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ وَدَّعَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ الَّذِي لَا تَضِيعُ وَدَائِعُهُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو رخصت کیا تو فرمایا میں تجھکو سپرد کرتا ہوں اللہ کے جسکی امانتیں ضائع نہیں ہوتیں **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَشْخَصَ السَّرَايَا يَقُولُ لِلشَّاخِصِ أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے جب ٹکڑیاں لشکر کی روانہ ہوتیں تو جو شخص ان کے ساتھ نکلتا آپ فرماتے میں اللہ کے سپرد کرتا ہوں تیرا دین اور تیری امانت اور تیرا خاتمہ **ف** یعنے اللہ تیری ان چیزوں کا محافظ رہے بڑی حفاظت انہی چیزوں کی کرنا چاہیے دنیا کسی کے پاس ہمیشہ رہی ہے نہ رہیگی **باب** السَّرَايَا سرایا کا بیان (سرایا جمع ہے سریہ کی اور سریہ لشکر کا ایک ٹکڑا زیادہ سے زیادہ سریہ کا شمار چار سو کا ہوتا ہے بعضوں نے کہا سریہ وہ ٹکڑی جو چپکے سے بھیجی جاتی ہے) **عن** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَكْثَمَ بْنِ الْجَوْنِ الْخُزَاعِيِّ يَا أَكْثَمُ اغْزُ مَعَ غَيْرِ قَوْمِكَ يَحْسُنْ خُلُقُكَ وَتَكْرُمْ عَلَى رُفَقَائِكَ يَا أَكْثَمُ خَيْرُ الرُّفَقَاءِ أَرْبَعَةٌ وَخَيْرُ السَّرَايَا أَرْبَعُمِائَةٍ وَخَيْرُ الْجُيُوشِ أَرْبَعَةُ آلَافٍ وَلَنْ يُغْلَبَ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا مِنْ قِلَّةٍ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکثم بن جون خزاعی سے فرمایا اے اکثم جہاد کر اپنی قوم کے ساتھ مگر (شاید انکی قوم کے اخلاق عمدہ نہ ہونگے اس لیے آپنے اکثم کو ان سے جدا ہونے کے لیے فرمایا) اس سے تیرے اخلاق اچھے ہوں گے (کیونکہ اچھے لوگوں کی صحبت میں اور سفر میں اخلاق کی درستی ہوتی ہے) اور مہربانی کر اپنے رفیق پر اے اکثم بہتر رفیق وہ ہیں جو چار ہوں (یعنے سفر میں چار آدمی کا ہونا بہتر ہے اور تین بھی بہتر ہیں جیسے دوسری حدیث میں ہے) اور بہتر سریہ وہ ہے جس میں چار سو آدمی ہوں (اب اسکو پلٹن کہتے ہیں) اور بہتر لشکر وہ ہے جس میں چار ہزار آدمی ہوں اور بارہ ہزار آدمی کبھی مغلوب نہ ہونگے تعداد کی کمی سے **ف** کیونکہ یہ تعداد کافی ہے اب بارہ ہزار کا جو لشکر مغلوب ہوگا وہ کسی اور وجہ سے جیسے نامردی سستی

وغیرہ یا کسی آفت آسمانی سے سبحان اللہ اگلے مسلمان ایسے تھے کہ بارہ ہزار ادنیٰ کبھی کسی دشمن سے مغلوب نہیں ہو سکتے تھے اور اب کروڑوں مسلمان ہیں مگر تھوڑے سے دشمنوں سے مغلوب ہیں فانعکس الامر عن البراء بن عازب قال کنا نتحدث ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانوا یوم بدر ثلثمائۃ و بضعۃ عشر علی عدۃ اصحاب طالوت من جاز معہ النھر وما جاز معہ الا مؤمن براء بن عازب سے روایت ہے ہم باتیں کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب بدر کے دن تین سو اور دس پر کئی آدمی تھے اتنے ہی لوگ طالوت کے ساتھ تھے جو طالوت کے ساتھ نہر کے پار اتری تھے اور طالوت کے ساتھ وہی پار اترا تھا جو مومن تھا جیسے قرآن میں ہے فلما جاوزہ ہو والذین آمنوا معہ یہ قصہ تفصیل کے ساتھ سیر کی کتابوں میں مرقوم ہے) عن ابی الدرداء صاحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ایاکم والسریۃ التی ان لقیت فرت وان غنمت غلت ابو الدرداء سے روایت ہے جو صحابی تھے وہ کہتے تھے (ایک نسخہ میں یوں ہے کہ ابو الدرداء اسکو مرفوعاً بیان کرتے تھے) بچو تم اس سریہ سے جو دشمن سے ملتے ہی بھاگ جاوے اور اگر لوٹ پاوے تو اس میں چوری کرے ف مطلب یہ ہے کہ پہلے رفیق کا حال خوب دیکھ پھر اسکی رفاقت کرو ایسا نہ ہو کہ اسکی رفاقت سے تم مصیبت میں پڑو اسیطرح آدمی کو لازم ہے کہ جب لڑائی کے لیے کسی ٹکڑی کے ساتھ جاوے تو اچھے ایماندار اور بہادروں کی ٹکڑی میں رہے نامرد اور چور لوگوں کے ساتھ رہنے سے اپنے بھی اخلاق خراب ہوں گے باب الاکل فی قدور المشرکین مشرکوں کی دیگیوں میں کھانا کیسا ہے عن قبیصۃ بن ھلب عن ابیہ قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن طعام النصاری فقال لا یختلجن فی صدرک طعام ضارعت فیہ نصرانیۃ ہلب طائی سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا نصاری کے کھانے کو آپ نے فرمایا تیرے دل میں کسی کھانے سے وسوسہ آوے تو مشابہ ہو جاویگا نصاری کے ف وہ سوا اپنے مذہب والوں کے دوسرے لوگوں کا کھانا نہیں کھاتے یہ حال نصاری کا شاید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوگا اب تو نصاری ہر ایک مذہب والے کا کھانا یہاں تک کہ مشرکین کا بھی کھا لیتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب کا پکایا ہوا کھانا مسلمان کو کھانا درست ہے اور حق تعالے قرآن پاک میں فرماتا ہے وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیہ کا کھانا کھایا خیبر میں لیکن یہ شرط ہے کہ اس کھانے میں شراب اور سور نہ ہو اور نہ وہ جانور جو مر دار ہو مثلاً گلا گھونٹا ہو یا اللہ کے سوا اور کسی کے نام پر کاٹا ہو اور نہ وہ کھانا بالاجماع حرام ہوگا اس میں کسیکا خلاف نہیں اور ہمارے زمانہ میں جس جاہل مرتد نے یہ فتوے دیا کہ نصاری کا گلا گھونٹا ہوا بھی جانور درست ہے کیونکہ وہ طعام اہل کتاب میں داخل ہے وہ مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہے اور اسنے انکار کیا ایک

بدیہی بات کا کیونکہ طعام سے وہی طعام مراد ہے جو حلال ہو ورنہ لازم آتا ہے کہ نصاری اگر سور بھی پکاویں یا آدمی کا گوشت تو وہ بھی حلال ہو اسکے نزدیک اور ایسا بیوقوف نہ دیکھا گیا نہ سنا گیا نہ اسکے اختلاف کا ہماری شریعت میں کوئی اعتبار ہے خسر الدنیا والآخرۃ **عن** ابی ثعلبۃ الخشنی قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسالتہ فقلت یا رسول اللہ قدور المشرکین نطبخ فیھا قال لا تطبخوا فیھا قلت فان احتجنا الیھا فلم نجد منھا بدا قال فارحضوھا رحضا حسنا ثم اطبخوا وکلوا ابو ثعلبہ خشنی سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور میں نے آپ سے عرض کیا مشرکوں کی ہانڈیوں میں ہم کھانا پکاویں آپنے فرمایا مت پکاو ان میں میں نے عرض کیا اگر ضرورت پڑے اور سوا پکائے انمیں علاج نہو (مثلاً دوسری ہانڈیاں نہ ملیں) آپنے فرمایا (ایسی ضرورت ہو) تو انکو اچھی طرح سے دھوڈالو پھر پکاؤ ان میں اور کھاؤ **ف** طیبی نے کہا آپنے ان برتنوں میں پکانے سے منع کیا اسلیے کہ وہ ان میں سور کا گوشت پکاتے تھے اور شراب پیتے تھے ان میں اور اگر اہل کتاب بھی ان چیزوں کا استعمال کرتے ہوں تو انکا برتن بھی بغیر دھوئے استعمال کرنا درست نہیں۔ ابوداود کی حدیث میں ہے ہم اہل کتاب کے پڑوسی ہیں وہ اپنی ہانڈیوں میں سور پکاتے ہیں اور اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں اخیر حدیث تک اس میں اہل کتاب کی تصریح موجود ہے اور اس سے یہ نکلا کہ جو لوگ اپنے برتنوں میں نجاستوں کا استعمال کرتے ہیں جیسے مردار کھانے والے اور شراب پینے والے (اگرچہ مسلمان ہی ہوں) انکے برتنوں کا استعمال بغیر دھوئے جائز نہیں اور جو کھانا ان کے برتنوں میں پکا ہو اسکا بھی کھانا درست نہیں (انجاح) **باب** الاستعانۃ بالمشرکین جنگ میں مشرکوں سے مدد لینا کیسا ہے **عن** عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا لا نستعین بمشرک۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم مشرک سے مدد نہیں لیتے **ف** الحدیث کا یہی قول ہے کہ مشرک سے مدد لینا جہاد میں جائز نہیں مگر ضرورت سے اور صحیح مسلم میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ایک مشرک نے آنحضرت کے ساتھ جہاد کا قصد کیا آپنے فرمایا لوٹ جا میں مشرک کی مدد نہیں چاہتا جب وہ اسلام لایا تو اس سے مدد لی اور احمد اور شافعی اور بیہقی اور طبرانی نے حبیب بن عبد الرحمان عن ابیہ عن جدہ سے ایسا ہی نکالا اور اسکے راوی ثقہ ہیں اور احمد اور نسائی نے انس سے نکالا کہ مت روشنی لو مشرکین کے انگار سے اسکی اسناد میں ازہر بن راشد ضعیف ہے باقی لوگ ثقہ ہیں اور شافعی نے ابن عباس سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ یہود کے لوگوں سے مدد لی خیبر کے دن اور ابوداود نے اسکو مرسل بیان کیا اور ترمذی نے بھی مرسلاً نکالا اور بعضوں کے نزدیک مشرکین سے مدد

لینا جائز ہے کیونکہ آپ نے منافقون سے مدد لی احد کے دن اور حنین کے دن اور سیر کی کتابون مین ہے کہ ایک شخص قزمان نامی آن حضرتؐ کے ساتھ نکلا احد کے دن اور وہ مشرک تھا اُس نے تین مشرکون کو مارا جو جھنڈا اٹھانیوالے تھے بنی عبدالدار مین سے تب آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مدد کرے گا اس دین کی فاجر سے اور خزاعہ کی قوم آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلی قریش سے لڑنے کے لیے جس سال مکہ فتح ہوا وہ بھی مشرک تھے اور جمع مین الاحادیث یون ہوگا کہ بلا ضرورت یہ جائز نہین اور ضرورت سے جائز ہے جیسے اہلحدیث کا مذہب ہے (روضہ) **بَابُ الْخَدِيعَةِ فِي الْحَرْبِ** لڑائی مین مکر و فریب درست ہے **ف** جسطرح سے ہو سکے مثلاً کافرون مین نا اتفاقی ڈلوا دینا اُنکے سامنے سے بھاگنا تاکہ وہ تعاقب کرین پھر انکو ہلاک کے مقام پر لیجانا اسیطرح اور حیلے اور مکر درست ہین لیکن عہد کرکے اسکا توڑنا درست نہین (نووی)

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَرْبُ خَدْعَةٌ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لڑائی تو مکر و فریب ہی کا نام ہے (یا بڑا کام اس مین مکر و فریب ہی ہے)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَرْبُ خَدْعَةٌ ابن عباس سے بھی ایسی ہی روایت ہے **ف** اور صحیحین مین جابرؓ اور ابوہریرہؓ سے بھی ایسا ہی مروی ہے **بَابُ الْمُبَارَزَةِ وَالسَّلَبِ** لڑائی کے لیے نکلنے اور سامان کا بیان **عَنْ** قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا ذَرٍّ يُقْسِمُ لَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِي هٰؤُلَاءِ الرَّهْطِ السِّتَّةِ يَوْمَ بَدْرٍ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ فِي حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَعَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ وَعُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ اخْتَصَمُوا فِي الْحَجِّ يَوْمَ بَدْرٍ قیس بن عباد سے روایت ہے مینے ابوذر سے سنا وہ قسم کھاتے تھے کہ یہ آیت ہذان خصمان اختصموا فی ربہم (یعنے یہ دونون دشمن ہین ایک دوسرے کے جھنون نے جھگڑا کیا اپنے مالک مین تو مسلمان اسلام کو حق سمجھ کر اوسکی تائید کو اللہ کی رضامندی جانتے تھے اور اسکے لیے لڑتے تھے اور کافر اسلام کو ناحق جانکر شرک کو سچا دین سمجھ کے اسکے لیے لڑتے تھے) ان اللہ یفعل ما یرید تک ان چھ آدمیون کے باب مین اتری جو بدر کے دن لڑے (مسلمانون کی طرف سے تو حمزہ بن عبدالمطلب (سید الشہداء عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور علی بن ابی طالب (حیدر کرار اسد اللہ الغالب ابن عم النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب (ابن عم نبی) اور کافرون کی طرف سے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ **ف** جب بدر کے دن مقابلہ چھڑ گیا تو قریش کے کافرون مین سے تین شخص عتبہ شیبہ ولید نکلے اور مبارز طلب کیا یعنے کون ہمارے مقابلہ کو آتا ہے یہ پکارا انصار کے لوگ انکے مقابلہ کو گئے انھون نے کہا ہم تمکو نہین چاہتے ہمکو اپنے بھائیون سے لڑنا منظور ہے

قریش مین سے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا اے حمزہ اوٹھہ اے علی اوٹھہ اے عبیدہ اوٹھہ آخر یہ تینون
بہادر مسلمانون کیطرف سے نکلے حمزہ نے شیبہ کو مارا اور علی نے ولید کو اور عبیدہ مین اور عتبہ مین وار ہوتی تھی دونو زخمی تھے علی اور
حمزہ نے لپکے اپنے مقابلون سے فراغت کرکے عتبہ کو بھی مار لیا اور عبیدہ کو میدان جنگ سے اوٹھا لائے ان تینون کافرون
مین عتبہ سردار تھا یعنے ہندہ کا باپ جو معاویہ کا نانا تھا شیبہ اسکا بھائی تہا ولید اسکا بیٹا تھا یہ تینون مردود حمزہ اور
علی شیران خدا کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئے ہندہ کو بڑی عداوت حمزہ سے پیدا ہوئی اس نے احد کے دن حمزہ کا کلیجہ
نکالکر چبایا معاذ اللہ اس خاندان ابوسفیان کے دلمین یہ عداوت ہمیشہ باقی رہی جب تک ابوسفیان جیا آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑتا رہا انکے بیٹے معاویہ جناب علی مرتضے سے لڑتے رہے انکا بیٹا یزید پلید جناب امام حسین علیہ
السلام سے لڑا اور آپ کو شہید کیا چنانچہ تاریخ کی کتابون مین ہے کہ جب سر مبارک جناب امام عالی مقام کا یزید پلید
علیہ ما یستحقہ کے سامنے آیا تو اسکا چھڑی سے اسکو مارنے اور کہنے یہ بدلہ ہے بدر کے دن کا لے مردود تو بدر کا بدلہ کیا جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیتا ہے اگر ایسا ہی تو تو صریح کافر ہے کس لیے کہ حمزہ اور علی نے تیرے نانا پرنانا کو کچھ
اپنے ذاتی عداوت سے نہین مارا بلکہ بحکم الٰہی اسکے پیمبر کے ساتھ ہوکر مارا اور تو نے شیطان کے ساتھ ہوکر صرف دنیا کی
لیے اسکا بدل کیا صد لعنت تیرے افعال پر اور صد لعنت تیرے اعوان و انصار پر اے مردود اللہ نے اسکا بدل تیرے خاندان بہر
سے لیا کہ جناب امام کا نام آجتک روشن ہے اور کروڑہا آدمی جناب امام کے روضہ مبارک کی زیارت کرتے ہین اور وہان
کی خاک کو آنکھون سے لگاتے ہین پر تیرے خاندان پر تو قیامت تک لعنت اور پھٹکار کر رہے ہین اور تو آگ دوزخ مین
جل رہا ہے اور جناب امام کے بدل ساری تیری قوم کے لوگ کتے کی موت مارے گئے اور تیری اور تیرے بزرگون کی قبرین
بھی کہود کر لاشین اور ہڈیان سنڈاس مین پھینک دی گئین اب کہہ کہ تو نے بدر کا بدلہ جناب امام سے لیا یا نہین اور
جناب امام کا بدلہ تجھہ سے لیا گیا یا نہین کلوخ انداز را پاداش سنگ ست ۔ ہم تو دنیا و آخرت مین اپنے پیمبر اور آل
پیمبر کے ساتھ ہین اور جو مردود آل پیمبر کا دشمن ہوا اسکے مارنے اور قتل کرنے کو حاضر اور مستعد ہین کائناً من کان

عن ایاس بن سلمة بن الاکوع عن ابیه قال بارزت رجلا فقتلته فنفلني رسول الله صلى الله
عليه وسلم سلبه ۔ سلمہ بن اکوع سے روایت ہے مینے ایک شخص سے مقابلہ کیا تو اسکو قتل کیا تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اسکا سامان مجھہ کو دیا عن ابی قتادة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نفله سلب
قتيل قتله يوم حنين ۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہون نے حنین کے دن ایک شخص کو مارا آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے اسکا سامان انہی کو دیا عن سمرة بن جندب عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قتل فله السلب

سمرہ بن جندب سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کافر کو قتل کرے اسکا سامان اسکو ملیگا
ف یعنے اسکے کپڑے ہتیار سواری وغیرہ یہ امام کا اختیار ہے جب چاہے جنگ مین لوگون کو رغبت دلانے کے لیے
یہ کہدے کہ جو کوئی کسیکو مارے اوسکا سامان وہی لیوے یا کسی خاص ٹکڑی سے کہے تم کو مال غنیمت مین سے اسقدر زیادہ
ملیگا شافعی اور اوزاعی اور لیث اور ثوری اور ابو ثور اور احمد اور اسحاق کا یہ قول ہے کہ یہ حکم دائمی ہے یعنے ہر جنگ مین
مقتول کا کل سامان قاتل ہی کو ملے گا خواہ امام ایسا وعدہ کرے یا نہ کرے اور ابو حنیفہ اور مالک نے کہا یہ حکم دائمی
نہین ہے مگر جب چاہے امام رغبت کے لیے ایسا کہدیوے اگر امام نے کچھ نہ کہا ہو تو ہر ایک مقتول کا سامان مال غنیمت
مین مل کر ایک ہو کر سب مجاہدین کو برابر تقسیم ہوگا **باب الغارة والبيات وقتل النساء والصبيان** رات کو
چھاپہ مارنا کافرون پر شب خون) اور عورتون اور بچون کا حکم عن الصعب بن جثامة قال سئل النبي صلى
الله عليه وسلم عن أهل الدار من المشركين يبيتون فيصاب النساء والصبيان قال هم منهم
صعب بن جثامہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا اہل الدار کے مشرکون پر شب خون کرنے
کے لیے کہ اس مین عورتین اور بچے بھی مارے جاوینگے آپنے فرمایا وہ بھی انہی مین سے ہین ف یعنی رات کو
جب کافرون پر چھاپہ مارین اور عورتین اور بچے بلا قصد مارے جاوین تو کچھ گناہ نہین ہے کیونکہ وہ بھی انہی مین داخل ہین
لیکن قصداً اور علاحدہ عورتون اور بچون کا اسیطرح بالکل بوڑھون کا جو لڑائی کے قابل نہ ہون مارنا درست
نہین ہے شافعی سے ایسا ہی منقول ہے ابن عمر کی حدیث صحیحین مین ہے کہ ایک عورت مقتول پائی گئی کسی لڑائی
مین تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا عورتون اور بچون کے قتل سے اور ابو داؤد اور انس سے نکالا مرفوعاً
مت قتل کرو بوڑھے فانی اور نابالغ اور عورت کو اسکی اسناد مین خالد بن فزر ہے اس مین کلام ہے اور رباح
کی حدیث آگے آتی ہے اسکو نکالا احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی نے بھی کہ مت
قتل کرو بچون کو اور مزدور کو اور احمد نے ابن عباسؓ سے مرفوعاً مت قتل کرو بچون اور گرجا والون کو (یعنی راہبون
کو جو تارک الدنیا ہوتے ہین) اسکی اسناد مین ابراہیم بن اسمعیل بن حبیبہ ضعیف ہے لیکن ثقہ کہا اسکو امام احمد
نے اور احمد اور اسمعیل نے کعب بن مالک سے انہون نے اپنے چچا سے کہ جب آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
لوگون کو بھیجا ابن ابی الحقیق پاس خیبر مین تو منع کیا عورتون اور بچون کے قتل سے اسکے راوی صحیح کے راوی
ہین اور احمد اور ترمذی نے سمرہ سے مرفوعاً نکالا قتل کرو بوڑھے مشرکون کو اور زندہ رکھو انکے بچون کو بعضون نے
کہا اجماع ہے عورتون اور بچون کے قتل منع ہونے پر مگر جب وہ سپر ہو جاوین لڑنے والون کے یا خود لڑتے

ہون اور ابو داؤد نے مراسیل مین نکالا عکرمہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین مین ایک عورت کی لاش پائی تو
فرمایا کس نے قتل کیا اسکو ایک شخص بولا مین نے یا رسول اللہ اسکو لوٹ مین پایا اپنے پیچھے سوار کر لیا جب اس نے نرد دیکھی
گھری تو جھکی میری تلوار کیطرف مجھکو قتل کرنے کے لیے مینے اسکو مار ڈالا یہ سنکر آپنے انکار نہین فرمایا اور طبرانی نے
کبیر مین اسکو وصل کیا (روضہ) **عن** ایاس بن سلمة بن الاکوع عن ابیه قال غزونا مع ابی بکر ہوازن
علی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتینا ماء لبنی فزارة فعرسنا حتی اذا کان عند الصبح شننا علیهم
غارة فاتینا اهل ماء فبیتناهم فقتلناهم تسعة او سبعة ابیات سلمہ بن اکوع سے روایت ہے ہمنے ابو بکر
کے ساتھ جہاد کیا ہوازن کی قوم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین تو ہم ایک پانی پر پہونچے جو بنی فزارہ
کا تھا رات کو وہین اترے جب صبح قریب ہوئی تو ہم انپر گرے ہر طرف سے چھاپہ مارا اور پانی والون پاس آئے انپر
بھی چھاپہ مارا اور ان مین سے نو یا سات گھر کے لوگون کو قتل کیا **عن** ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
رای امرأة مقتولة فی بعض الطریق فنهی عن قتل النساء والصبیان ابن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت کو دیکھا جو ماری گئی تھی ایک راہ مین آپنے منع کیا عورتون اور بچون کو قتل
سے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے نکالا ہے اوپر گذرا **عن** حنظلة الکاتب قال غزونا
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمررنا علی امرأة مقتولة قد اجتمع علیها الناس فافرجوا له
فقال ما کانت هذه تقاتل فیمن یقاتل ثم قال لرجل انطلق الی خالد بن الولید فقل له ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامرک یقول لا تقتلن ذریة ولا عسیفا حنظلہ کاتب سے روایت ہے ہم نے جہاد کیا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو ہم گذرے ایک عورت پر جو قتل کی گئی تھی اور لوگ اسپر جمع تھے جب آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم وہان پہونچے تو لوگون نے آپکے لیے جگہ کھولدی آپنے فرمایا یہ تو لڑتی نہ تھی لڑنیوالون مین پھر آپنے
ایک شخص سے فرمایا خالد بن ولید پاس جا اور کہہ کہ اللہ کے رسول تم کو حکم کرتے ہین مت مارو بچون کو اور عورتون کو اور
مزدور کو **ف** جو اجرت لیکر لشکر کے ساتھ جاتے ہین مثلا بھنگی سقا بھی بلیدار اور مزدور وغیرہ اور داخل ہین ان
مین وہ لوگ بھی جو بنیے بقال کنجڑے سائیس وغیرہ اس زمانہ مین فوج کے ساتھ جاتے ہین انکا مارنا روا نہین لیکن اگر
لڑتے ہون تو انکو مارنا چاہیے **عن** رباح بن الربیع عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوه قال ابو بکر
ابن ابی شیبة یخطئ الثوری فیه رباح بن ربیع سے بھی ایسا ہی مروی ہے ابو بکر بن ابی شیبہ نے کہا اور شیخ ہین
ابن ماجہ کے کہ ثوری نے غلطی کی اس حدیث کی روایت مین انکی روایت اوپر گذری ابو الزناد سے انہون نے مرقع سے انہون

نے حنظلہ کاتب سے ابن ابی شیبہ نے کہا یہ روایت ثوری نے غلطی سے کی صحیح یوں ہے جیسے مغیرہ نے کی ابوالزناد سے انہوں نے
مرقع سے انہوں نے رباح بن ربیع سے اور ایسا ہی نکالا احمد اور ابوداؤد اور نسائی وغیرہم نے جیسے اوپر گذرا اور رباح
بھائی ہے حنظلہ کا **باب التحریق بارض العدو** دشمن کے ملک میں آگ لگانا **عن** اسامة بن زید قال بعثنی
رسول الله صلی الله علیه وسلم الی قریة یقال لها ابنی فقال ائت ابنی صباحا ثم حرق اسامہ بن زید
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو ابنی کیطرف بھیجا جو ایک گانوں ہے اور فرمایا صبحکو ابنی میں جا
اور آگ لگاوے **ف** ابنی ایک مقام ہے فلسطین میں عسقلان اور رملہ کے درمیان وہان کے لوگ کافر ہونگے مطلب
یہ ہے کہ وہاں کے لوگوں کو جلادے شاید یہ حکم ابتدا اسلام میں ہوگا پھر آپ نے انگار سے جلانا منع کردیا اور اہل حدیث کا یہی
قول ہے کہ کافروں کو انگار سے جلانا جائز نہیں بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے نکالا کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو ایک لشکر میں بھیجا تو فرمایا اگر تم فلان اور فلان کو پاؤ دو شخصوں کو تو انکو آگ سے جلادینا پھر جب
ہم نکلنے لگے تو آپ نے فرمایا میں نے تمکو حکم دیا تھا فلانے فلانے کو جلانیکا لیکن آگ سے اللہ ہی عذاب کرتا ہے تم اگر
انکو پانا تو قتل کر ڈالنا لیکن درختوں کا اور ریتوں کا اور سامان کا جلانا تو وہ جائز ہے اور کئی احادیث سے اسکی اجازت
ثابت ہے جب اس میں مصلحت ہو (روضہ) **عن** ابن عمر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم حرق نخل
النضير وقطع وهي البويرة فانزل الله عز وجل ما قطعتم من لينة او تركتموها قائمة الاية ابن عمر
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی النضیر کے کھجور جلادیے اور کاٹ ڈالے بویرہ انکے باغ کا نام
تھا (جہاں کھجور کے درخت تھے) تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری ما قطعتم من لینة او ترکتموہا **عن** ابن عمر ان
النبي صلى الله عليه وسلم حرق نخل بني النضير وقطع وفيه يقول شاعرهم ؎ فهان على سراة
بني لؤي + حريق بالبويرة مستطير + ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی نضیر کے
کھجور کے درخت جلادیے اور کٹوا ڈالے اسی باب میں مسلمانوں کا شاعر (حسان بن ثابت) کہتا ہے ؎ فهان
على سراة بني لؤي + حريق بالبويرة مستطير + یعنے سہل ہے قریش کے اشراف پر بویرہ میں انگار لگادینا
جو اڑ رہی ہے یہ بنی نضیر کے لوگ یہودی تھے اور انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دغا دیا اور عہد توڑ
ڈالا اور کافروں کے شریک ہوگئے اسوقت جب کافروں کا آپ پر ہجوم تھا اللہ تعالی کو یہ ناگوار ہوا انکے تمام جائداد
انکے رسول کو دلوا دی اور وہ قتل کیے گئے اور جلاوطن کیے گئے **باب فداء الاسارٰی** قیدیوں کو فدیہ کے
طور پر دینا (یعنے دوسرے قیدیوں کے بدل) **عن** ایاس بن سلمة بن الاکوع عن ابیه قال غزونا مع

اَبِی بَکْرٍ هَوَازِنَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَّلَنِیْ جَارِيَةً مِنْ بَنِیْ فَزَارَةَ مِنْ اَجْمَلِ الْعَرَبِ عَلَيْهَا قِشْعٌ لَهَا فَمَا كَشَفْتُ لَهَا عَنْ ثَوْبٍ حَتّٰى اَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيَنِی النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی السُّوْقِ فَقَالَ لِلّٰهِ اَبُوْكَ هَبْهَا لِیْ فَوَهَبْتُهَا لَهٗ فَبَعَثَ بِهَا فَفَادٰى بِهَا اُسَارَی الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا بِمَكَّةَ سلمہ بن الاکوع سے روایت ہے ہمنے ابوبکر کے ساتھ جہاد کیا ہوازن کے ساتھ (ہوازن ایک قوم تھی عرب کی تیر انداز ہوازن انکی مقام کا نام ہے جو عرفات اور طائف کے درمیان ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین ابوبکر نے انعام کے طور پر مجھے ایک لڑکی دی بنی فزارہ کی جو عرب کے قومون مین بہت خوب صورت لوگون سے تھی وہ ایک پوستین پہنے ہوئے تھی مینے اسکا کپڑا ابھی نہین کھولا یہانتک کہ مین مدینہ مین آیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھسے ملے بازار مین اور فرمایا تیرا باپ بزرگ تھا (جس نے تیری مثل بیٹا جنا) اس عورت کو مجھے ہبہ کردے مین نے آپ کو ہبہ کردی آپنے اس عورت کو بھیجدیا فدیہ مین اور اسکے بدل کئی مسلمان قیدیون کو چھڑایا جو مکہ مین تھے **ف** معلوم ہوا کہ امام کو کوئی چیز انعام دیکر پھر اسکا پھیر لینا بھی درست ہے جب اس مین کوئی مصلحت ہو آپنے حضرت صفیہ کو پہلے دحیہ کو دیا تھا پھر انسے پھیر لیا

بَاب مَا اَحْرَزَ الْعَدُوُّ ثُمَّ ظَهَرَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ اگر کافر مسلمانون سے کوئی چیز لیکر اپنے ملک مین پہونچ گئے پھر مسلمان کافرون پر غالب ہوے اور وہی چیز ہاتھ آئی **ف** تو اسکے اصلی مالک کو دیدی جاویگی الحدیث کا یہی مذہب ہے

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَهَبَتْ فَرَسٌ لَهٗ فَاَخَذَهَا الْعَدُوُّ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُوْنَ فَرُدَّ عَلَيْهِ فِیْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاَبَقَ عَبْدٌ لَهٗ فَلَحِقَ بِالرُّوْمِ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُوْنَ فَرَدَّهٗ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابن عمر سے روایت ہے انکا ایک گھوڑا چلدیا اسکو کافرون نے لے لیا پھر مسلمان ان کافرون پر غالب ہوئے (اور وہ گھوڑا ہاتھ آیا) تو وہ گھوڑا ابن عمر کو دیدیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین اور انکا ایک غلام بھی بھاگ گیا اور نصاریٰ سے مل گیا پھر مسلمان نصاریٰ پر غالب ہوے (اور غلام پکڑا گیا) تو خالد بن ولید نے وہ غلام ابن عمر کو پھیر دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری نے بھی نکالا اور مسلم نے نکالا کہ آنحضرت کی اونٹنی عضباء کو کافر لے گئے پھر ایک عورت اسیر چھوٹکر مسلمانون کے پاس آگئی اس نے نذر کی اسکے نحر کرنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو نذر گناہ کی ہو یا اپنے ملک مین نہ ہو وہ پوری نہ کی جاوے شافعی اور ایک جماعت علما کا یہی قول ہے کہ کافر غلبہ سے مسلمانون کے کسی چیز کے مالک نہ ہونگے اور جب وہ چیز پھر ہاتھ آوے اسکا مالک لے گا غنیمت کی تقسیم سے پہلے یا اسکے بعد اور حضرت علی اور زہری اور عمرو بن دینار

اور حسن سے یہ منقول ہے کہ مالک کو وہ چیز نہ دیجاویگی اور غنیمت حاصل کرنیوالون کو تقسیم ہوگی اور عمر اور سلیمان بن ربیعہ اور عطا
اور لیث اور مالک اور احمد اور دوسرے علما سے منقول ہے کہ اگر مالک نے غنیمت کا مال تقسیم ہونے سے پہلے اپنی چیزون کو پایا تو
وہ اسکا زیادہ حقدار ہے اور اگر تقسیم کے بعد پایا تو قیمت دیکر لیوے اور دارقطنی نے ابن عباس سے مرفوعاً ایسا ہی نکالا
اور اسکا اسناد بہت ضعیف ہے (روضہ) **باب الغلول** غنیمت میں چوری کرنے کا بیان **عن** زید بن خالد
الجهني قال توفي رجل من اشجع بخيبر فقال النبي صلى الله عليه وسلم صلوا على صاحبكم فانكر الناس ذلك
وتغيرت وجوههم فلما رأى ذلك قال ان صاحبكم غل في سبيل الله قال زيد فالتمسوا في متاعه فاخرجوا خرزا
من خرز يهود ما تساوي درهمين زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ ایک شخص اشجع کا خیبر میں مرگیا تو آن حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو تو لوگون کو یہ برا معلوم ہوا اور انکے مونہہ بدل گئے جب آپ نے یہ دیکھا تو فرمایا
تمہارے ساتھی نے اللہ کے راہ میں چوری کی زید نے کہا پھر لوگون نے اسکا اسباب دیکھا کہ اس نے کیا چیز چرائی (تو
چند نگینے نکلے یہود کے نگینون میں سے جنکی قیمت دو درم کی بھی نہ ہوگی **ف** لوگون کو برا معلوم ہوا یعنی
آپ کا یہ فرمانا کہ تم اسپر نماز پڑھ لو میں نہیں پڑھتا ان کو رنج ہوا کہ اگر ہم بھی شاید مرین اور آپ ہمارے پر نماز نہ پڑھین جب آپ نے اس
کی وجہ بتلائی تو انکی تسلی ہوئی معلوم ہوا کہ غنیمت کے مال میں چوری کرنا اور زیادہ گناہ ہے گو مطلق چوری بھی گناہ ہے
مگر یہ اس سے زیادہ ہوئی کیونکہ غنیمت کا مال عام مسلمانون کا ہے تو گویا اس نے تمام مسلمانون کی حق تلفی کی **عن**
عبد الله بن عمرو قال كان على ثقل النبي صلى الله عليه وسلم رجل يقال له كركرة فمات فقال النبي
صلى الله عليه وسلم هو في النار فذهبوا ينظرون فوجدوا عليه كساء او عباءة قد غلها عبد اللہ بن عمرو
سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسباب کی نگہبانی پر (جو اونٹ پر لدا تھا) ایک شخص مقرر تھا جسکو لوگ
کرکرہ کہتے تھے وہ مرگیا تو آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں ہے لوگ دیکھنے گئے اسکو تو ایک کملی یا عبا پائی اسپر جو اس نے چرالی تھی
غنیمت کے مال میں سے **عن** عبادة بن الصامت قال صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم حنين الى
جنب بعير من المقاسم ثم تناول شيئا من البعير فاخذ منه قردة يعني وبرة فجعل بين اصبعيه ثم قال
يا ايها الناس ان هذا من غنائمكم ادوا الخيط والمخيط فما فوق ذلك فما دون ذلك فان الغلول عار على
اهله يوم القيامة وشنار ونار عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی حنین کے
دن غنیمت کے اونٹ کے بازو پھر آپ نے اونٹ میں سے کچھ لیا معلوم ہوا کہ ایک بال تھا آپ نے اسکو اپنی دونون انگلیون میں تھاما
اور فرمایا اے لوگو یہ تمہاری غنیمتین میں داخل کرو تاگے اور سوئی کو بھی اور جو اس سے زیادہ ہو یا اس سے کم ہو اسلیے کہ چوری

کرنا غنیمت کی مال میں عار اور عذاب ہوگا قیامت کے دن چوری کرنیولے پر **ف** یعنی قیامت کے دن اسکی چوری ظاہر کی جاویگی تو لوگوں میں رسوای ہوگی اسکے سوا عذاب جداگانہ ہوگا اور جس قدر ذری سی چیز ہو اسکی چوری جب کھلیگی تو اور زیادہ رسوای ہی اسلیے مومن کو چاہیے کہ غنیمت کا کل مال حاکم کے سامنے حاضر کرے ایک سوئی یا تاگہ بھی اپنے پاس کچھ نہ چھوڑے **بَابُ النَّفْلِ** انعام کا وعدہ کرنا **عَنْ** حَبِيْبِ بْنِ مَسْلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَّلَ الثُّلُثَ بَعْدَ الْخُمُسِ حبیب بن مسلمہ سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفل (انعام جو لڑائی کے وقت امام ایک کیی مجاہدین کے لیی وعدہ کرے) دیا ثلث مال کا خمس لینے کے بعد **ف** جب غنیمت کا مال ہاتھ آوے تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا ہے وہ تو امام نکال لیوے اور باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کیے جاویں تو امام کو اختیار ہے کہ ان چار باقی حصوں میں سے جتنا چاہے انعام کسی خاص شخص یا خاص جماعت کے لیے تجویز کرے امام احمد اور اسحق کا یہی قول ہے اور سعید بن المسیب اور شافعی اور ابوعبید نے کہا کہ امام اگر انعام کا وعدہ کرے تو خمس میں سے کرے جو اللہ و رسول کا حصہ ہے **عَنْ** عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَّلَ فِي الْبَدْاَةِ الرُّبُعَ وَفِي الرَّجْعَةِ الثُّلُثَ عبادہ بن صامت سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب لشکر پہلی پہل جاتا لڑنے کے لیے تو ربع غنیمت کی انعام کا وعدہ کرتے (اور تین ربع میں سارا لشکر شریک ہوتا) اور لوٹتے وقت تو ثلث کا انعام فرماتے (کیونکہ لوٹتے وقت پھر لڑائی کرنا بہت شاق ہوتا ہے اسلیے اس میں زیادہ انعام مقرر کیا) **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ لَا نَفْلَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ الْمُسْلِمُوْنَ قَوِيُّهُمْ عَلٰى ضَعِيْفِهِمْ قَالَ رَجَاءٌ فَسَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ مُوْسٰى يَقُوْلُ لَهٗ حَدَّثَنِيْ مَكْحُوْلٌ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ مَسْلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَّلَ فِي الْبَدْاَةِ الرُّبُعَ وَحِيْنَ قَفَلَ الثُّلُثَ فَقَالَ عَمْرٌو اُحَدِّثُكَ عَنْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ وَتُحَدِّثُنِيْ عَنْ مَكْحُوْلٍ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے انہوں نے کہا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نفل (انعام) نہیں ہے بلکہ قوی مسلمان ضعیف مسلمان کو مال غنیمت پھیریگا **ف** یعنی مال غنیمت میں سب مسلمان برابر شریک ہوں گے اور برابر حصہ پاویں گے جو لوگ قوی ہوں اور زیادہ جنگ کریں وہ دوسروں سے زیادہ انعام کے طور پر کچھ نہ پاویں گے **ف** رجاء نے کہا جو راوی ہے اس حدیث کا عمرو بن شعیب سے میں نے سلیمان بن موسی سے سنا وہ کہتے تھے عمرو بن شعیب سے مجھ سے حدیث بیان کی مکحول نے حبیب بن مسلمہ سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انعام دیا شروع جنگ میں ربع مال غنیمت کا اور جب لوٹے (اور دوبارہ جنگ کی ضرورت واقع ہوئی) تو ثلث مال غنیمت کا انعام دیا عمرو نے کہا میں تجھ سے اپنے باپ کی حدیث بیان کرتا ہوں دادا سے اور تو مکحول کی روایت بیان کرتا ہے **ف** تو عمرو نے مکحول کی روایت کو ضعیف سمجھا حالانکہ مکحول ثقہ ہے اور یہ حدیث

ثابت ہو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور تمام علماء نے اسپر اتفاق کیا اور انعام دینے کو جائز سمجھا **باب** قسمۃ
الغنائم یعنی غنیمت بانٹنے کا بیان **عن** ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسھم یوم خیبر للفارس ثلثة
اسھم للفرس سھمان وللرجل سھم ابن عمر سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے دن حصہ دیا سوار
کو تین حصے دیے اور پیدل کو ایک حصہ **ف** تو سوار کو دو حصے دلائے گھوڑے کے اور ایک حصہ اسکا اور پیدل کو ایک
حصہ ابو یوسف اور محمد اور شافعی اور اصحاب حدیث کا یہی قول ہے اور ابن عمر کی یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے
نکالا اور انس اور عروہ بارقی سے ایسا ہی منقول ہے اور امام احمد نے زبیر سے ایسا ہی روایت کیا لیکے راوی صحیح کے راوی
ہین اور دارقطنی اور ابو یعلی اور طبرانی نے ابو رہم سے اور ترمذی اور نسائی نے ابوہریرہ سے اور امام مسلم نے جریر سے
اور ابوداؤد نے عتبہ بن عبد سے اور امام احمد نے جابر اور اسماء بنت یزید سے ایسا ہی نکالا اور اسکے سوا اور بھی کئی حدیثیں
ہین اور جمہور علما کا قول یہی ہے اور ایک جماعت علما اسطرف گئی ہین کہ سوار کو دو حصے ملینگے ایک حصہ اسکا اور ایک اس
کے گھوڑے کا اور پیدل کو ایک حصہ ملیگا اور انہونے دلیل لی مجمع بن جاریہ کی حدیث سے جو احمد اور ابوداؤد نے نکالی
کہ خیبر تقسیم کیا گیا حدیبیہ والوں پر تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے اٹھارہ حصے کیے اور کل لشکر کی تعداد پندرہ سو
تھی ان مین تین سو سوار تھے آپنے سوار کو دو حصے دیے اور پیدل کو ایک حصہ اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے اور ابوحنیفہ
نے اسپر عمل کیا ہے اور ابوداؤد نے کہا اس حدیث مین وہم ہے کیونکہ سوار تین سو بیان کیے حالانکہ وہ دو سو تھے اور اس
تقسیم مین قوی اور ضعیف اور جس نے لڑائی کی اور جس نے نہین کی سب برابر ہین ابوداؤد اور حاکم نے ابن عباس سے
نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوٹ کو برابر تقسیم کیا جب جھگڑا اٹھا ان لوگون مین جو لڑتے تھے اور جو
نہین لڑتے تھے صحیح کہا اسکو ابو الفتح نے اقتراح مین کہ یہ بخاری کی شرط پر ہے اور امام احمد نے عبادہ بن صامت
سے ایسا ہی نکالا اور امام احمد نے سعد بن مالک سے نکالا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک شخص صرف لوگون کی
کمک پر رہتا ہے اور اسکا حصہ برابر ہوتا ہے آپنے فرمایا تجکو تیری مان روے تم روزی دیے جاتے ہو اور مدد
کیے جاتے ہو اپنے ناتوان لوگون ہی کی وجہ سے اور بخاری اور نسائی نے مصعب بن سعد سے نکالا انہون نے
سعد سے ایسا ہی کہ سعد نے بعضون کو افضل سمجھا دوسرون سے لڑائی مین آپنے یہی فرمایا اسکو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی
نے بھی نکالا اور صحیح کہا اور ترجمہ اسمین ہے کہ جسکو حاکم لشکر کے کامون کے لیے بھیجے قاصد اور جاسوس اور نگہبان
اور مخبران سب کو ایک ایک حصہ ملیگا لڑنیوالون کی مثل اگرچہ لڑائی مین حاضر نہون جیسے آپنے حضرت عثمان کو
حصہ دلایا بدر کے دن حالانکہ وہ اس مین شریک نتھے (روضہ) **باب** العبید والنساء یشھدن

مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ اگر غلام یا عورتیں لشکر میں شریک ہوں عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى أَبِي اللَّحْمِ قَالَ وَكِيعٌ وَكَانَ لَا يَأْكُلُ
اللَّحْمَ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ مَوْلَايَ يَوْمَ خَيْبَرَ وَأَنَا مَمْلُوكٌ فَلَمْ يَقْسِمْ لِي مِنَ الْغَنِيمَةِ وَأُعْطِيتُ مِنْ خُرْثِيِّ الْمَتَاعِ
سَيْفًا وَكُنْتُ أَجُرُّهُ إِذَا تَقَلَّدْتُهُ عمیر سے روایت ہے جو مولی (غلام آزاد) تھا ابی اللحم کا وکیع نے کہا ابی اللحم گوشت نہیں
کھاتا تھا تو اسکا نام لوگوں نے ابی اللحم رکھدیا لحم کہتے ہیں گوشت کو) میں نے جہاد کیا اپنے مالک (ابی اللحم) کے ساتھ خیبر کے
دن اور میں غلام تھا تو مجھکو غنیمت کے مال میں سے حصہ نہیں ملا اور خانگی اسباب میں سے ایک تلوار مجھکو ملی اور جب میں اس
کو کمر سے باندھتا تو وہ تلوار زمین پر گھسٹتی رہتی ف اسوجہ سے کہ تلوار لمبی ہوگی یا ان کا قد چھوٹا ہوگا اس حدیث کو ابو داؤد
اور ترمذی نے بھی نکالا اور جمہور علما اور اہلحدیث کا یہی قول ہے کہ غلام یا عورت کو جو لشکر میں شریک ہو حصہ نہ ملیگا
لیکن امام جو مناسب سمجھے انعام کے طور پر انکو دیوے مسلم نے ابن عباس سے نکالا ایک شخص نے ان سے پوچھا غلام
اور عورت کا کوئی حصہ معین تھا جب وہ لوگوں کے ساتھ حاضر ہوں انہوں نے جواب دیا کہ ان دونوں کا کوئی حصہ معین
نہ تھا مگر یہ کہ لوٹ میں سے کچھ انکو دیا جاوے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ جہاد میں عورتوں کو رکھتے تھے وہ
دوا کرتیں زخمیوں کی اور غنیمت میں سے کچھ انعام ان کو دیا جاتا لیکن حصہ انکا مقرر نہیں کیا گیا اور احمد اور ابو داؤد اور
نسائی نے حشرج بن زیاد سے نکالا کہ ان کی دادی اور پانچ عورتوں کے ساتھ خیبر کے جہاد میں نکلیں آپ نے ان کو
حصہ دلایا مردوں کیطرح اسکی اسناد میں ایک شخص مجہول ہے خطابی نے کہا اسکا اسناد ضعیف ہے اس سے حجت قائم
نہ ہوگی اور ترمذی نے اوزاعی سے نکالا مرسلاً کہ آپ نے لڑکوں کو حصہ دلایا خیبر میں اور یہ مرسل ہے اس سے بھی حجت لینا
صحیح نہیں (روضہ مختصراً) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَبْعَ غَزَوَاتٍ أَخْلُفُهُمْ فِي رِحَالِهِمْ وَأَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ وَأُدَاوِي الْجَرْحَى وَأَقُومُ عَلَى الْمَرْضَى ام عطیہ سے
روایت ہے میں نے جہاد کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سات بار یعنی سات جہادوں میں میں شریک تھی
جب مرد چلے جاتے تو میں انکے ڈیروں میں رہتی (انکے اسباب کی محافظت کرتی) اور ان کے لیے کھانا پکاتی اور
زخمیوں کا علاج کرتی اور بیماروں کی خبر لیتی **بَاب وَصِيَّةِ الْإِمَامِ** حاکم کیا کہے فوج سے جب جہاد کو جانے
لگے عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ فَقَالَ سِيرُوا بِاسْمِ
اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ وَلَا تُمَثِّلُوا وَلَا تَغْدِرُوا وَلَا تَغُلُّوا وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا صفوان
بن عسال سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو ایک لشکر میں بھیجا تو فرمایا چلے جاؤ اللہ کے نام پر
اللہ کی راہ میں اور جو کوئی کافر ہے اللہ کا اس سے لڑو اور مثلہ مت کرو (ناک کان مت کاٹو) اقرار کرکے دغا مت کرو

(یعنے عہد شکنی نہ کرو) اور لوٹ کے مال میں چوری مت کرو اور بچے کو مت مارو **ف** دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے اور عورت کو نہ شیخ فانی کو یعنے ایسے بڈھے کو جو لڑائی کے قابل نہ رہا ہو **عن** ابن بريدة عن ابيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا امر رجلا على سرية اوصاه فى خاصة نفسه بتقوى الله ومن معه من المسلمين خيرا فقال اغزوا بسم الله وفى سبيل الله قاتلوا من كفر بالله اغزوا ولا تغدروا ولا تغلوا ولا تمثلوا ولا تقتلوا وليدا واذا انت لقيت عدوك من المشركين فادعهم الى احدى ثلث خلال او خصال فايتهن اجابوك اليها فاقبل منهم وكف عنهم ادعهم الى الاسلام فان اجابوك فاقبل منهم وكف عنهم ثم ادعهم الى التحول من دارهم الى دار المهاجرين واخبرهم ان فعلوا ذلك ان لهم ما للمهاجرين وان عليهم ما على المهاجرين وان ابوا فاخبرهم انهم يكونون كاعراب المسلمين يجرى عليهم حكم الله الذى يجرى على المؤمنين ولا يكون لهم فى الفىء والغنيمة شىء الا ان يجاهدوا مع المسلمين فان هم ابوا ان يدخلوا فى الاسلام فسلهم اعطاء الجزية فان فعلوا فاقبل منهم وكف عنهم فان هم ابوا فاستعن بالله وقاتلهم وان حاصرت حصنا فارادوك ان تجعل لهم ذمة الله وذمة نبيك فلا تجعل لهم ذمة الله ولا ذمة نبيك ولكن اجعل لهم ذمتك وذمة ابيك وذمة اصحابك فانكم ان تخفروا ذمتكم وذمة آبائكم اهون عليكم من ان تخفروا ذمة الله وذمة رسوله وان حاصرت حصنا فارادوك ان ينزلوا على حكم الله فلا تنزلهم على حكم الله ولكن انزلهم على حكمك فانك لا تدرى اتصيب فيهم حكم الله ام لا قال علقمة فحدثت به مقاتل بن حيان فقال حدثنى مسلم بن هيصم عن النعمان بن مقرن عن النبى صلى الله عليه وسلم مثل ذلك بریدہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی شخص کو سردار بناتے کسی گڑہی کا تو اسکو اپنی ذات کے لیے اللہ کے ڈر کی وصیت کرتے اور جو اور مسلمان اسکے ساتھ ہوتے ان سے نیک سلوک کرنے کی تو آپ فرماتے جہاد کرو اللہ کا نام لیکر اللہ کی راہ میں اور جو اللہ کو نہ مانے اس سے لڑو جہاد کرو اور عہد مت توڑو اور چوری مت کرو اور مثلہ مت کرو اور بچہ کو مت مارو اور جب تو دشمن سے ملے یعنے مشرک لوگوں سے تو انکو ملا تین باتوں میں سے ایک بات کی طرف پھران میں سے جون سی بات پر وہ راضی ہوں اسکو مان لے اور باز رہ انکو ستانے سے (وہ تین باتیں یہ ہیں) پہلے انکو بلا اسلام کی طرف اگر وہ قبول کریں تو باز رہ ان سے یعنے انکے جان اور مال کو ایذا مت دے لیکن کہہ ان سے کہ اپنے ملک سے مسلمانوں کے ملک میں چلے آویں (جہاں مسلمانوں نے ہجرت کی ہے یعنے دار الکفر سے ہجرت کرکے دار الاسلام میں آجاویں یہ

ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین فرض تھی پھر مکہ فتح ہونے کے بعد اُسکی فرضیت جاتی رہی اور بعضون نے کہا قیامت تک یہ باقی ہی اور اب بھی جو لوگ دار الکفر مین مسلمان ہون انکو دار الاسلام مین چلے آنا واجب ہی اور اسنے بیان کردی کہ اگر وہ ہجرت کرلین گے تو جو فائدے مہاجرین کو ملتے ہین وہ انکو ہون گے اور جو سزائین (قصور کے بدلے) مہاجرین کو دیجاتی ہین وہی اُنکو دیجاوین گی اگر وہ ہجرت کرنے سی انکار کرین تو انکا حکم گنوار دیہاتی مسلمانون کا سا ہوگا (جو جنگلون مین رہتے ہین) اور اللہ کا حکم جو مومنون پر جاری ہوتا ہے اُنپر جاری ہوگا اور انکو لوٹ کے مال مین اور اسیر مال مین جو بلا جنگ کافرون سی ہاتھہ آوی کچھ حصہ نہوگا مگر اس حالت مین جب وہ جہاد کرین مسلمانون کے ساتھہ اگر وہ اسلام لانے سے انکار کرین تو ان سی کہہ جزیہ دینے کے لیے اگر وہ جزیہ دینے پر راضی ہون تو قبول کرلے اُن سی اور باز رہ انسے (انکے قتل سے یا مال لینے سے کیونکہ وہ ذمی ہوگئے انکا جان و مال محفوظ ہوگیا) اگر وہ جزیہ دینے سی بھی انکار کرین تو اللہ تعالے سے مدد مانگ اُنپر اور لڑ اُن سی اور جب تو کسی قلعہ کا محاصرہ کرے (یعنے اُسکو گھیر لیوے) پھر قلعہ والے تجھہ سے کہین کہ تو ان کو اللہ اور اسکے رسول کا ذمہ دیوے تو مت ذمہ دے اللہ اور رسول کا انکو بلکہ اپنا اپنے باپ کا اپنے ساتھیون کا ذمہ دے اسلیے کہ اگر تم اپنا ذمہ یا اپنے باپ دادون کا ذمہ توڑ ڈالو تو یہ اس سے آسان ہی بنسبت اسکے کہ اللہ اور اسکے رسول کا ذمہ توڑو اور اگر تو کسی قلعہ کا محاصرہ کرے پھر قلعہ والے یہ چاہین کہ اللہ کے حکم پر وہ قلعے سے نکل آوین گے تو اس شرط پر انکو مت نکال بلکہ اپنے حکم پر نکال اسلیے کہ تو نہین جان سکتا اللہ کے حکم پر انکے بارے مین چلیگا یا نہین علقمہ نے کہا مین نے یہ حدیث مقاتل بن حیان سی بیان کی انہون نے کہا مجھ سی مسلم بن ہیضم نے نعمان بن مقرن سی انہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی ہی حدیث نقل کی **ف** نووی نے کہا اس حدیث سی کئی باتین معلوم ہوئین ایک یہ کہ فئی اور غنیمت مین دیہات کے مسلمانون کا حصہ نہین جو اپنے ہی وطن مین رہے اسلام لانیکے بعد بشرطیکہ وہ جہاد مین شریک نہون دوسرے یہ کہ ہر ایک کافر سے جزیہ لینا درست ہی عربی ہو یا عجمی کتابی ہو یا غیر کتابی اور ابو حنیفہ کے نزدیک عرب مشرک سی جزیہ لینا درست نہین وہ یا اسلام لاوین یا قتل کیے جاوین اور شافعی نے کہا جزیہ نہ لیا جاویگا مگر اہل کتاب یا مجوس سے عرب ہون یا عجم (طیبی)

باب طَاعَةِ الإِمَامِ

امام کی اطاعت کا بیان

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَمَنْ أَطَاعَ الإِمَامَ فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ عَصَى الإِمَامَ فَقَدْ عَصَانِي

ابو ہریرہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امام (یعنے حاکم اسلام) کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے امام کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی

ف حدیث سے یہ نکلا کہ امام کی اطاعت فرض ہے اور اسکی نافرمانی رسولؐ کی نافرمانی ہے مگر یہ جبتک ہے کہ امام کا حکم شریعت کے خلاف نہ ہو اگر مسئلہ اختلافی ہو اور امام ایک قول پر چلنے کا حکم دیوے تو اسکی اطاعت کرنا چاہیے لیکن جو بات صریح اور بالاتفاق شریعت کی خلاف ہو اس میں اطاعت نہ کرنا چاہیے دوسری حدیث میں ہے کہ خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں ہے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِيْبَةٌ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تمہارے اوپر سردار بنایا جاوے ایک حبشی جسکا سر انگور کی طرح ہو ف یعنی احمق اور بیوقوف کیونکہ چھوٹی سر والا اکثر احمق ہوتا ہے اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حبشی چھوٹے سر والا امارت کبری کے لائق ہے کیونکہ امارت کبری کے لیے قریشی ہونا شرط ہے بلکہ حدیث کا یہ مطلب ہے کہ امام کے حکم سے اگر کسی لشکر یا ٹکڑی کا سردار اسی قسم کا بیوقوف شخص ہی بنایا جاوے تو بھی امام کے حکم کی اطاعت کرنا چاہیے اور اس بیوقوف کی سرداری پر اعتراض اور اسکی مخالفت نہ کرنا چاہیے اور بعضوں نے کہا یہ مبالغہ کی طور پر فرمایا یعنی اگر بالفرض حبشی بھی تمہارا امام ہو تو اسکی اطاعت بھی لازم ہے اور اس حدیث میں کمال ترغیب ہے امام اور حاکم کی اطاعت کی عَنْ اُمِّ الْحُصَيْنِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنْ اُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ مُجَدَّعٌ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْا مَا قَادَكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ ام حصین سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اگر تمہارے اوپر حبشی غلام امیر کیا جاوے (یعنی سردار) نکٹا کن کٹا تو بھی اسکی بات سنو اور مانو جب تک وہ اللہ کی کتاب کے موافق تمکو لے چلے عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّهٗ انْتَهٰى اِلَى الرَّبَذَةِ وَقَدْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَاِذَا عَبْدٌ يَؤُمُّهُمْ فَقِيْلَ هٰذَا اَبُوْ ذَرٍّ فَذَهَبَ يَتَاَخَّرُ فَقَالَ اَبُوْ ذَرٍّ اَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَسْمَعَ وَاُطِيْعَ وَاِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا مُجَدَّعَ الْاَطْرَافِ ابوذر سے روایت ہے جب وہ ربذہ میں پہنچے (حضرت عثمان کی خلافت میں ابوذر پر لوگوں نے بلوہ کیا بعض مسائل کیوجہ سے انہوں نے مصلحت کے خیال سے انکو ربذہ میں جو مدینہ منورہ کی باہر ایک مقام ہے روانہ کر دیا ابوذر وہیں رہے اور وہیں دفن ہوئے راضی ہوا اللہ ابوذر غفاری سے جو بڑے درجہ کے صحابی اور عاشق رسولؐ اور محب اہل بیت نبوی تھے) تو نماز کی تکبیر ہوئی ایک غلام لوگوں کی امامت کرتا تھا لوگوں نے اس سے کہا یہ ابوذر ہیں اس نے پیچھے ہٹنا چاہا امامت کے مقام سے ابوذر نے کہا مجھکو وصیت کی میرے جانی محبوب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بات سن اور کہا مان اگرچہ حبشی غلام ہو عضو کٹا ہوا ف یعنی ایسے شخص کی بھی سرداری سے انکار مت کرنا کہ دین میں فساد پیدا نہ ہو اور مسلمانوں میں نااتفاقی نہ پھیلے ہر حال میں جماعت کے اتفاق کا خیال رکھنا ضرور ہے اور اگر کسی امر مستحب یا مسنون کیوجہ سے اتفاق ٹوٹ جانے

کا اندیشہ ہو تو جب تک یہ اندیشہ باقی رہے اس امر مستحب سے نوں سی باز رہ سکتے ہیں لیکن جہاں تک ہو سکے بحکمت عملی لوگوں کو سمجھا دینا چاہیے کہ یہ فعل مستحب اور سنت رسول ﷺ ہے اور اس کے لیے فساد کرنا صریح بے ایمانی ہے **باب** لا طاعۃ فی معصیۃ اللہ اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں کرنا چاہیے **عن** ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث علقمۃ بن مجزز علی بعث وانا فیھم فلما انتھی الی راس غزاتہ او کان ببعض الطریق استاذنتہ طائفۃ من الجیش فاذن لھم وامر علیھم عبد اللہ بن حذافۃ بن قیس السھمی فکنت فیمن غزا معہ فلما کان ببعض الطریق اوقد القوم نارا لیصطلوا او لیصنعوا علیھا صنیعا فقال عبد اللہ وکانت فیہ دعابۃ الیس لی علیکم السمع والطاعۃ قالوا بلی قال فما انا بآمرکم بشیء الا صنعتموہ قالوا نعم قال فانی اعزم علیکم الا تواثبتم فی ھذہ النار فقام ناس فتحجزوا فلما ظن انھم واثبون قال امسکوا علی انفسکم فانما کنت امزح معکم فلما قدمنا ذکروا ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من امرکم منھم بمعصیۃ اللہ فلا تطیعوہ

ابو سعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علقمہ مجزز کو ایک لشکر کا سردار کیا میں بھی اس میں تھا جب وہ اپنے جہاد کے اخیر مقام پر پہونچے یا راہ میں تھے تو لشکر میں سے ایک گروہ نے ان سے اجازت مانگی انہوں نے اجازت دی اور اس گروہ کا سردار عبد اللہ بن حذافہ بن قیس سہمی کو کیا میں بھی ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے عبد اللہ کے ساتھ جہاد کیا ایک بار وہ راہ میں تھے لوگوں نے انگار جلائے تاپنے کے لیے یا کچھ پکانے کے لیے اپنے کسی اور کام کے لیے عبد اللہ بولا اس میں ذرا ظرافت تھی (خوش طبعی) کیا تم پر میری بات سننا اور میرا حکم ماننا واجب نہیں ہے لوگ بولے البتہ واجب ہے عبد اللہ نے کہا پھر میں جب بات کا تم کو حکم کروں اسکو تم کروگے انہوں نے کہا ہاں عبد اللہ نے کہا تو میں تم کو قطعی حکم دیتا ہوں کہ اس انگار میں کود جاؤ تو بعضے لوگ کھڑے ہوگئے اور کمر باندھی (انگار میں کودنے کے لیے) جب عبد اللہ نے دیکھا کہ واقعی وہ کودنے کو طیار ہیں تو کہا نہیں رکو اپنی جانوں کو میں تم سے ٹھٹا کرتا تھا جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس لوٹ کر آئے تو آپ سے بیان کیا آپنے فرمایا جو کوئی تمکو حکم کرے اللہ کی نافرمانی کرنیکا تو اسکی اطاعت نہ کرو **ف** اور اسکی بات ہرگز مت مانو اگرچہ وہ امام ہو یا حاکم یا خلیفہ یا بادشاہ یا رئیس یا سردار اللہ کی اطاعت سب پر مقدم ہے پھر جب امام کی اطاعت برخلاف شریعت منع ہوئی تو کسی مجتہد یا عالم کی اطاعت برخلاف حکم خدا و رسول کیونکر جائز ہوگی۔ اس حدیث سے تقلید ناجائز کی جڑ کٹ گئی اور یہ بھی نکلا کہ جو بادشاہ یا امام شریعت کے خلاف حکم دیوے تو اسکی بات نہ ماننا چاہیے بلکہ اسکو شریعت کی اطاعت کے لیے مجبور کرنا چاہیے اگر شریعت کی

اطاعت قبول نہ کرے تو اس مردود کو فوراً معزول کرکے دوسرے کسی قرشی پرہیزگار کو اپنا امام یا بادشاہ بنانا چاہیے
یہی اسلام کا شیوہ ہے اور یہی حکم خدا ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَی الْمَرْءِ
الْمُسْلِمِ الطَّاعَۃُ فِیْمَا اَحَبَّ اَوْ کَرِہَ اِلَّا اَنْ یُّؤْمَرَ بِمَعْصِیَۃٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِیَۃٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَۃَ ابن عمر سے روایت
ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان آدمی پر اطاعت کرنا واجب ہے ہر ایک کام میں جسکو پسند کرے یا ناپسند
مگر جب اسکا حکم کیا جاوے جو گناہ ہو پھر جب گناہ کا حکم کیا جاوے تو ہرگز نہ سنے اور ہرگز نہ مانے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ
ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سَیَلِیْ اُمُوْرَکُمْ بَعْدِیْ رِجَالٌ یُطْفِئُوْنَ مِنَ السُّنَّۃِ وَیَعْمَلُوْنَ
بِالْبِدْعَۃِ وَیُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوۃَ عَنْ مَوَاقِیْتِہَا فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ اَدْرَکْتُہُمْ کَیْفَ اَفْعَلُ قَالَ
تَسْاَلُنِیْ یَا ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ کَیْفَ تَفْعَلُ لَا طَاعَۃَ لِمَنْ عَصَی اللّٰہَ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا میرے بعد تمہارے حاکم ایسے لوگ ہوں گے جو بجھاویں گے سنت کو (یعنے سنت پر چلنا چھوڑ دیں گے)
اور عمل کریں گے بدعت پر (یعنے نئی بات پر جو دین میں نکالی جاوے جسکی دلیل کتاب وسنت سے نہ ہو) اور دیر کرینگے
نماز میں اسکے وقتوں سے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں ایسے حاکموں کو پاؤں تو کیا کروں آپ نے فرمایا اے
ام عبد کے بیٹے تو مجھ سے پوچھتا ہے کیا کروں جو شخص اللہ کی نافرمانی کرے اسکی اطاعت نہیں کرنا چاہیے بَابُ
الْبَیْعَۃِ بیعت کا بیان عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی السَّمْعِ
وَالطَّاعَۃِ فِی الْعُسْرِ وَالْیُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَکْرَہِ وَالْاَثَرَۃِ عَلَیْنَا وَاَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَہْلَہٗ وَاَنْ نَّقُوْلَ
بِالْحَقِّ حَیْثُ مَا کُنَّا لَا نَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ عبادہ بن صامت سے روایت ہے ہمنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی بیعت کی بات سننے اور اطاعت کرنے پر سختی اور آسانی دونوں حالتوں میں اور خوشی اور ناخوشی میں اور اس
حالت میں بھی کہ ہمارے اوپر دوسرا مقدم رکھا جاوے (عہدے اور خدمت اور معاش میں یا مال غنیمت میں سے اسکو
زیادہ حصہ دیا جاوے) اور بیعت کی ہمنے اس بات پر کہ جو شخص حکومت کے لائق ہو اسکی حکومت میں ہم جھگڑا نہ کریں گے
اور سچی بات کہیں جہاں ہم ہوں اللہ کے کاموں میں یا اللہ کی رضامندی میں ہم کسی برا کہنے والے کی برائی سے نہ
ڈریں ف یعنے جس بات میں اللہ کی خوشی ہو یعنے ثواب اور عبادت کے کام میں کسی کی بدگوئی سے ہمکو ڈر نہ ہو یہ شان
ہے مومنین کاملین کی کہ وہ سنت پر چلنے میں کسیکا ڈر نہیں کرتے اگرچہ لوگ وہابی کہیں یا لامذہب کہیں شیعہ
کہیں یا مشبہ اور مجسمہ کہیں اہلحدیث کے نام اہل بدعات نے بہت سے رکھے ہیں جب وے آمین و رفع یدین اور قرأت فاتحہ
خلف الامام کرتے ہیں تو بدعتی انکو لامذہب کہتے ہیں اور جب شرک کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں جیسے غیر

غیر خدا کے پکارنے یا عبادت کرنے یا مدد مانگنے سے تو وہابی کہتے ہیں اور جب رب العلمین کی صفات جیسے استوا ضحک نزول وغیرہ ثابت کرتے ہیں تو مشبہ کہتے ہیں جب ید وجہ عین ساق قدم صورت کا اثبات کرتے ہیں تو مجسمہ کہتے ہیں جب اہل بیت کی فضیلت بیان کرتے ہیں اور اہل شام اور بنی امیہ کی ہجو تو شیعہ کہتے ہیں جب جناب امیر المومنین علی مرتضے کے زیادہ فضائل بیان کرتے ہیں تو تفضیلیہ کہتے ہیں لیکن ان سب تہمتوں سے اہلحدیث کو کوئی ڈر نہیں اور وہ بدعتیوں کی عیب جوئی ملامت سب وشتم سے بھی نہیں ڈرتے اور بلا کھٹکے حدیث پر عمل کرتے ہیں یہ حدیث اصل ہے صوفیہ کی بیعت کی بھی کیونکہ صوفیہ کی بیعت یہی ہے کہ آدمی گناہوں سے توبہ کرے ایک شخص صالح کے ہاتھ پر اور ذکر الٰہی اور عبادت میں مستغرق ہو اور دنیا سے جہانتک ہو سکے بے تعلقی کرے اور اسحدیث میں بیعت لی آپ نے صبر پر اور ثبات پر اور شرع کی اطاعت پر اور حاکم کی اطاعت پر اور یہ دونوں ایک ہی قسم میں سے ہیں عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةً اَوْ ثَمَانِيَةً اَوْ تِسْعَةً فَقَالَ اَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَبَسَطْنَا اَيْدِيَنَا فَقَالَ قَائِلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ فَعَلٰى مَا نُبَايِعُكَ فَقَالَ اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ الْخَمْسَ وَتَسْمَعُوْا وَتُطِيْعُوْا وَاَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيَّةً وَلَا تَسْئَلُوا النَّاسَ شَيْئًا قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُ بَعْضَ اُولٰئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُهٗ فَلَا يَسْاَلُ اَحَدًا يُنَاوِلُهٗ اِيَّاهُ عوف بن مالک اشجعی سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے سات یا آٹھ یا نو آدمی آپ نے فرمایا تم بیعت نہیں کرتے اللہ کے رسول سے یہ سنکر ہمنے اپنے ہاتھ پھیلائے ایک شخص بولا یا رسول اللہ ہم تو آپ سے بیعت کر چکے اب کس بات پر بیعت کریں آپ نے فرمایا اس بات پر کہ اللہ کو پوجو اسکے ساتھ کسیکو شریک مت کرو اور پانچوں نمازوں کو ادا کرو اور بات سنو اور مانو اور ایک بات آہستہ سے فرمائی کہ کسی شخص سے کچھ مت مانگو راوی نے کہا پھر میں نے ان لوگوں میں سے کسیکو دیکھا اسکا کوڑا زمین پر گر پڑتا لیکن وہ کسی سے نہ کہتا کہ مجھ کو کوڑا اٹھا دے **ف** یہ بات عادت میں داخل ہے کہ جب آدمی گھوڑے یا اور کسی سواری پر ہو اور اسکا کوڑا گر پڑے تو کسی سے بھی کہتا ہے بھائی میرا کوڑا اٹھا دے اور ہر ایک راہ چلتا یہ کام کر دیتا ہے بلکہ اگر کوئی نہ کرے تو لوگ اسکو برا کہیں مگر ان لوگوں نے جنکو آپ نے بیعت میں یہ فرمایا تھا کسی سے کچھ مت مانگنا اتنا کام بھی اپنا کسی اور سے کرانا گوارا نہ کیا یہ بہت بڑا مرتبہ ہے کہ آدمی سوا اپنے مالک کے کسی سے کچھ درخواست نہ کرے نہ کسی سے کچھ مانگے اور چونکہ یہ کام بہت مشکل تھا اور ہر ایک شخص اسکو کر نہیں سکتا تھا لہذا آپ نے آہستہ سے اسکو فرمایا اسحدیث سے بھی صوفیہ کی بیعت کی اصل ثابت ہوتی ہے اور حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ ایک ہی شیخ سے آدمی دو یا تین بار بیعت کر سکتا ہے مختلف کاموں پر یا ایک ہی کام پر زیادہ مضبوطی کے لیے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ

وَالطَّاعَةِ فَقَالَ فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ انس بن مالک سے روایت ہے ہمنے بیعت کی جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سننے اور اطاعت کرنے پر لیکن آپنے خود یہ فرما دیا جہانتک تم سے ہو سکے ف سبحان اللہ آپ ماں باپ سے زیادہ اپنی امت کے لوگوں پر مہربان تھے آپنے فرمایا جہانتک تم سے ہو سکا تا کہ وہ لوگ جھوٹے نہوں جب کسی ایسی بات کا ان کو حکم دیا جاوے جو انکی طاقت سے خارج ہو عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَلَمْ يَشْعُرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ عَبْدٌ فَجَاءَ سَيِّدُهُ يُرِيدُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعْنِيهِ فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ أَسْوَدَيْنِ ثُمَّ لَمْ يُبَايِعْ أَحَدًا بَعْدَ ذَلِكَ حَتَّى يَسْأَلَهُ أَعَبْدٌ هُوَ جابر سے روایت ہے ایک غلام آیا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی ہجرت پر اور آپکو یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ غلام ہے پھر اسکا مالک آیا اسکو ڈھونڈھتا ہوا آپنے اس سے فرمایا اس غلام کو میرے ہاتھ بیچ ڈال پھر آپنے اس غلام کو خرید ا دو کالے غلام دیکر اسکے بدل بعد اسکے آپنے کسی سے بیعت نہیں لی جبتک آپ دریافت نہ کر لیتے کیا وہ غلام ہے

بَابُ الْوَفَاءِ بِالْبَيْعَةِ

بیعت کا پورا کرنا ضرور ہے ف عرب میں یہ قاعدہ تہا کہ جہاں ہاتھ پر ہاتھ مار کر کوئی اقرار کیا تو بیعت ہو گئی اب اسکا خلاف کرنا نہایت درجہ مذموم اور مروت اور شرافت کی خلاف سمجھتے تھے اور اب تک مسلمانوں میں اسکا لحاظ باقی ہے کہ بیعت میں جو اقرار کرتے ہیں اسکو ضرور پورا کرتے ہیں عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاةِ يَمْنَعُهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا سِلْعَةً بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللهِ لَأَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا وَفَى لَهُ وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ لَهُ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ بات نہیں کریگا نہ انکو دیکھیگا قیامت کے دن نہ انکو پاک کرے گا اور انکو دکھ کی مار ہے ایک تو وہ شخص جو ضرورت سے زیادہ پانی رکھتا ہے ایک آبجنگل میں اور مسافر کو روکتا ہے پینے نہیں دیتا اس سے دوسرے وہ شخص جس نے عصر کے بعد ایا اور کوئی وقت چونکہ اکثر سودا عصر کے بعد ہوتا ہے اس لیے یہ قید اتفاقی ہے اور ممکن ہے کہ عصر کے بعد کا وقت خاص ہو اس سزا کے لیے کیونکہ وہ معظم وقت ہے دن کے فرشتے اسوقت آسمان کو چلے جاتے ہیں اکوئی چیز بیچے اور قسم کہائی کہ میں نے یہ چیز اتنے کو لی ہے اور خریدار نے اسکی بات کو سچ مانا حالانکہ وہ سچا نہ تہا تیسرے وہ شخص جس نے ایک امام سے بیعت کی صرف دنیا کی غرض سے اور اللہ کی رضامندی اور اسکی راہ میں جہاد کرنیکی بالکل نیت نہ کی پھر اگر اس امام نے اسکو دنیا میں سے دیا تو اس نے بیعت پوری کی اور جو نہ دیا تو بیعت بھی پوری نہیں کی عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان بني اسرائيل كانت تسوسهم الانبياء كلما ذهب نبي خلفه نبي وانه ليس كائن بعدي نبي فيكم قالوا فما يكون يا رسول الله قال تكون خلفاء فيكثروا قالوا فكيف نصنع قال اوفوا ببيعة الاول فالاول ادوا الذي عليكم فيسالهم الله عز وجل عن الذي عليهم

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں پیغمبر لوگوں کی حکومت چلاتے تھے (یعنے مثل بادشاہ کے ہوتے تھے اور طالوت اگرچہ پیغمبر نہ تھا لیکن حضرت شمویل کا مطیع تھا وہ پیغمبر تھے) جب ایک نبی گذر جاتا دوسرا نبی آتا اور میرے بعد تو تم میں کوئی نبی ہونیوالا نہیں (کیونکہ آپ خاتم النبیین تھے) لوگوں نے عرض کیا پھر کیا ہوگا یا رسول اللہ (یعنے دنیا کا کام کون چلاویگا) آپ نے فرمایا خلیفہ ہوں گے اور بہت ہوں گے لوگوں نے عرض کیا پھر ہم کیسے کریں آپ نے فرمایا اول خلیفہ سے بیعت کر پھر جو اسکے بعد اول ہو یعنے ہر خلیفہ کے بعد جس سے پہلے بیعت ہو جاوے اسی کو خلیفہ رکھو اب اگر کوئی دوسرا شخص اسکے بعد بیعت لینا شروع کرے تو اس سے بیعت نکرو دوسری روایت میں ہے اخیر والے کو مار ڈالو) اور تم جو حق تمہارے اوپر ہے (اطاعت کرنا اور بات سننا) ادا کرو اور قریب اللہ تعالی ان سے پوچھے گا اس حق سے جو انپر ہے (یعنے خلیفہ پر جو حق ہے رعیت کا کہ عدل و انصاف کریں انکی جان و مال کی محافظت رکھیں اسکی پرسش اس سے ہوگی قریب یعنے مرنے کے ساتھ ہی یا قیامت کے دن وہ بھی قریب ہے) **عن** عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ينصب لكل غادر لواء يوم القيامة فيقال هذه غدرة فلان عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر ایک دغاباز کے لیے ایک جھنڈا ہوگا قیامت کے دن (تاکہ لوگ اسکی دغابازی سے مطلع ہوں اور وہ ذلیل ہو) کہا جاویگا یہ دغا ہے فلاں شخص کی **عن** ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا انه لكل غادر لواء يوم القيامة بقدر غدرته ابو سعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آگاہ رہو ہر دغاباز کے لیے ایک جھنڈا اوٹھایا جاویگا قیامت کے دن اسکے دغا کے موافق (یعنے جیسی دغا سخت ہوگی اتنا ہی جھنڈا زیادہ بلند ہوگا) **باب** بيعة النساء عورتوں کی بیعت کا بیان **ف** جس کا ذکر قرآن میں ہے اذا جاءک المومنات یبایعنک تو عورتوں سے بیعت لینا جائز ہے لیکن ان سے صرف زبان سے بیعت لینا کافی ہے غیر عورتوں سے ہاتھ ملانا درست نہیں **عن** اميمة بنت رقيقة تقول جئت النبي صلى الله عليه وسلم في نسوة نبايعه فقال لنا فيما استطعتن واطقتن اني لا اصافح النساء اسمیہ بنت رقیقہ سے روایت ہے میں آئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس چند عورتوں میں آپ سے بیعت کرنے کو آپ نے ہم سے فرمایا یوں کہو جہاں تک ہم کو طاقت ہے اور قدرت ہے اور میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا

ف جب آپ نے باوصف معصوم ہونیکے غیر عورتون سے ہاتھ نہین ملایا تو اور پیر یا مرشدون کو یہ کیونکر درست ہوگا کہ غیر
عورتون سے ہاتھ ملا دین یا محرم کیطرح بے حجاب ہوکر ان سے خلوت کرین اور جو کوئی پیر اس زمانہ مین یہ حرکت کرتا ہو تو یقین
جان لو کہ وہ شیطان کا مرید ہے **عن** عروۃ بن الزبیر ان عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت
کانت المؤمنات اذا هاجرن الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمتحنّ بقول اللہ یا ایها النبی اذا
جاءك المؤمنات يبايعنك الى اخر الاية قالت عائشة فمن اقر بها من المؤمنات فقد اقر
بالمحنة فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اقررن بذلك من قولهن قال لهن رسول الله صلى
الله عليه وسلم انطلقن فقد بايعتكن لا والله ما مست يد رسول الله صلى الله عليه وسلم يد
امراة قط غير انه يبايعهن بالكلام قالت عائشة والله ما اخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم
على النساء الا ما امره الله ولا مست كف رسول الله صلى الله عليه كف امراة قط وكان يقول
لهن اذا اخذ عليهن قد بايعتكن كلاما حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے مسلمان عورتین
جب ہجرت کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آجاتین (اپنا ملک چھوڑ کر مدینہ مین) تو آپ انکا امتحان لیتے اس
آیت سے جب تیرے پاس مومن عورتین آوین بیعت کرنے کے لیے اخیر تک (امتحان یہ تھا کہ آپ انکو حلف دیتے کہ وہ دین کے
لیے نکلین ہین نہ یہ کہ اپنے خاوندون سے لڑکر یا کسی کے عشق و محبت مین) حضرت عائشہ نے کہا تو جو کوئی مومن عورت
اس آیت کے موافق اقرار کرتی (کہ شرک نہ کریگی چوری نہ کرے گی اپنی اولاد کو نہ مارے گی طوفان نہ جوڑیگی نیک بات
مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلاف نہ کریگی) اس نے گویا امتحان کا اقرار کیا تو جب عورتین اپنی زبان سے
یہ اقرار کرلیتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے فرماتے بس جاؤ مین تم سے بیعت کرچکا نہین قسم خدا کی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے کبھی نہین لگا صرف اتنا تھا کہ آپ ان سے بیعت کرتے زبان
سے حضرت عائشہ نے کہا قسم خدا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتون سے اقرار نہین لیا مگر انہی باتون کا
جن کا اللہ سبحانہ و تعالی نے حکم دیا اور نہ آپ کی ہتیلی کسی عورت کی ہتیلی سے لگی کبھی اور آپ جب ان سے بیعت لیتے
تو کہتے مین نے تم سے بیعت لی بات کہکر **باب** السبق والرهان گھوڑدوڑ کا بیان **عن** ابی هريرة
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ادخل فرسا بين فرسين وهو لا يأمن ان يسبق
فليس بقمار ومن ادخل فرسا بين فرسين وهو يأمن ان يسبق فهو قمار ابوہریرہ رضی اللہ تعالی
عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک گھوڑا دو گھوڑون مین شریک کیا اور اسکو

یقین نہیں ہے جیتنے کا بلکہ ڈر ہے اسکا کہ اسکا گھوڑا پیچھے رہجاوے تو وہ جوا نہیں ہے اور جس شخص نے ایک گھوڑا دو
گھوڑون مین شریک کیا اور اسکو یقین ہے جیتنے کا یعنے ڈر نہیں ہے پیچھے رہجانے کا تو وہ جوا ہے **ف** گھوڑدوڑ
مین اگر روپیہ کی شرط ایک طرف سے ہو اور یہ روپیہ دوسرے لوگ دینا قبول کرین (یعنے تماش بین لوگ یا دوڑانیوالون
مین سے ایک شخص) تو یہ جائز ہے اور اگر دونو طرف سے روپیہ کی شرط ہو تو ایک شخص ثالث محلل کا ہونا ضرور ہے پھر اگر یہ تیسرا
شخص یعنے محلل بڑھ جاوے تو دونون سے شرط کا روپیہ لے لیگا اور جو ہار جاوے تو اسپر کچھ نہوگا اور محلل کے سبب سے یہ جوا
نہ رہیگا کیونکہ جوا وہ ہوتا ہے جس مین آدمی متردد ہو نفع اور نقصان مین اور یہ امر محلل کیوجہ سے جاتا رہتا ہے پھر
اگر محلل آگے نکل گیا بعد اسکے دونو شرط والے ایک ساتھ آئے یا آگے پیچھے تو آگے والا مال لیگا (یعنے محلل) اور
اگر محلل اور دونون شرط والون مین سے ایک ملکر آئے پھر دوسرا شخص شرط والون مین سے آیا تو دونون شخص جو آگے
آئے مال لیوین گے (طیبی) مترجم کہتا ہے عمدہ طریقہ گھوڑدوڑ کا یہ ہے کہ امام یا حاکم کیطرف سے یا تماشا دیکھنے
والون کی طرف سے انعام کی شرط کی جاوے اسکے لیے جو آگے بڑھ جاوے پھر جو کوئی آگے رہے وہ انعام کا روپیہ
لیوے اگر تین یا چار گھوڑے ایک ساتھ دوڑین اور انمین سے سب برابر آوین تو انعام کا روپیہ ان سبھون کو تقسیم
کیا جاوے یا دوبارہ دوڑاوین جیسے شرط ہوئی ہو اور جو ان مین سے دو برابر آوین باقی پیچھے رہ جاوین تو وہ دونو
انعام کا روپیہ بانٹ لین **عن** ابن عمر قال ضمّر رسول الله صلى الله عليه وسلم الخيل فكان يرسل التي ضمرت
من الحفياء الى ثنية الوداع والتي لم تضمر من ثنية الوداع الى مسجد بني زريق ابن عمر سے روایت ہے
آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تضمیر کی گھوڑون کی (تضمیر یہ ہے کہ شرط کے گھوڑے کو پہلے خوب کھلاتے ہین
یہانتک کہ موٹا ہوجاتا ہے پھر اسکا چارہ کم کرتے ہین اور ایک کوٹھری مین بند کرکے اسپر جھول ڈالدیتے ہین تاکہ گرم
ہو اور پسینہ آوے جب پسینہ سوکھ جاتا ہے تو وہ ہلکا ہوجاتا ہے اور دوڑ مین تیز ہوتا ہے) تو جو گھوڑے تضمیر کیے
ہوئے تھے انکو حفیا سے ثنیۃ الوداع تک دوڑایا (یہ دونون مقامون کے نام ہین انکے بیچ مین کل فاصلہ پانچ میل یا
چھ میل یا سات میل ہے) اور جنکی تضمیر نہین ہوئی تھی انکو حفیا سے مسجد بنی زریق تک دوڑایا (بنی زریق ایک
قبیلہ ہے انصار کا) **عن** ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا سبق الا في خف
او حافر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا آگے بڑھنے کی شرط جائز نہین
مگر اونٹ یا گھوڑے مین **ف** ترمذی اور ابوداؤد کی روایت مین اتنا زیادہ ہے یا تیر مین مطلب یہ ہے کہ ان
تینون مین آگے بڑھنے کی شرط کرنا اور جیتنے پر مال لینا درست ہے تیر مین شرط یہ ہے کہ کس کا تیر دور جاتا ہے

طیبی نے کہا گھوڑے کی نسل ہیں گدھے اور خچر ان میں بھی شرط درست ہو گی لیکن حدیث میں یہ تین چیزیں مذکور ہیں نصل یعنے تیر خف یعنی اونٹ حافر یعنے گھوڑا اور ایک شخص نے حدیث میں اپنی طرف سے بڑھا دیا او جناح یعنے پرند اوڑانے میں شرط کرنا درست ہی جیسے کبوتر باز کیا کرتے ہیں اور یہ لفظ اسوقت روایت کیا جب ایک عباسی خلیفہ کبوتر بازی کر رہا تھا یہ شخص اسکے پاس گیا اور اسکا دل خوش کرنیکو اور کبوتر بازی جائز کرنے کو حدیث میں یہ لفظ اپنی طرف سے بڑھا دیا اور خدا کا خوف بالکل نہ کیا اللہ تعالی حدیث کے اماموں کو جزای خیر دیوے اگر وہ محنت کر کے صحیح حدیثوں کو جھوٹی اور کچی حدیثوں سے جدا نہ کرتے تو دین تباہ ہو جاتا یہ اہتمام حدیث کا اس امت سے خاص ہے اگلی امتوں میں کتاب الٰہی کی بھی اچھی طرح حفاظت نہ کر سکے حدیث کا تو کیا ذکر ہے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم باب النَّهْيِ أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ دشمن کے ملک میں یعنے دار الکفر میں قرآن شریف ساتھ لیجانے کی ممانعت عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ مَخَافَةَ أَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا قرآن لیکر دشمن کے ملک میں سفر کرنے سے ایسا ہو کہ دشمن قرآن کو پا لیوے ف اور اسکو ضائع کر دے یا اسکی توہین کرے امام مالک اور ایک جماعت علما نے مطلقاً دار الحرب میں مصحف شریف لیجانے سے منع کیا ہے لیکن ابو حنیفہ اور دوسرے علما نے کہا ہی کہ اگر بڑا لشکر ہو جس کے تباہ ہو جانیکا ڈر نہ ہو تو قرآن لے جانا درست ہی اور بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ جو لوگ قرآن کے قاری اور اسکے جاننے والے ہوں وہ دار الحرب کا سفر نہ کریں ایسا نہ ہو کہ وہاں مارے جاویں اور مسلمانوں میں تعلیم قرآن بند ہو جاوے جیسے بیر معونہ میں ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں کہ تمام قاری مارے گئے کافروں کے ہاتھ سے اور ممکن ہے کہ یہ ممانعت خاص ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد سے جب مصحف کے نسخے بہت کم تھے اور اکثر ایسا تھا کہ مصحف کی بعض آیتیں یا بعض سورتیں خاص خاص لوگوں کے پاس تھیں اور پورا مصحف کسی کے پاس نہ تھا تو آپ کو یہ ڈر ہوا کہ کہیں یہ مصحف تلف ہو جاویں اور قرآن کا کوئی جزو مسلمانوں سے بالکل اوٹھ جاوے لیکن اس زمانہ میں جب قرآن کے لاکھوں نسخہ چھاپہ کے موجود ہیں اور قرآن کے حافظ ہزاروں آدمی ہیں یہ اندیشہ بالکل نہیں رہا پر قرآن کی توہین کا اندیشہ اب بھی باقی ہے سبحان اللہ اگلی امتوں میں ساری امت میں ایک شخص بھی ایسا نہیں ملتا تھا جو پوری توراۃ یا انجیل کا حافظ ہو! اب مسلمانوں میں ہر بستی میں سیکڑوں حافظ موجود ہیں یہ فضیلت بھی اللہ سبحانہ و تعالی نے اسی امت کو دی ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَنْهَى أَنْ

يُسَافَرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلٰى اَرْضِ الْعَدُوِّ مَخَافَةَ اَنْ يَّنَالَهُ الْعَدُوُّ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **باب** قِسْمَةِ الْخُمُسِ خمس بانٹنے کا بیان **ف** جو مال غنیمت کا کفار سے ہاتھ آوے اسکے پانچ حصے کیے جاویں چار حصے تو مجاہدین کو تقسیم کر دیے جاویں اور ایک حصہ امام اپنے پاس رکھے اس میں پھر پانچ حصے کیے جاویں ایک حصہ تو بنی ہاشم اور سادات کا ہے اور ایک حصہ یتیموں کا اور مسکینوں کا اور باقی مسلمانوں کے مفید کاموں میں صرف کیے جاویں جیسے لشکروں کا طیار کرنا پل بنانا سڑکوں کی مرمت وغیرہ اور قرآن مجید میں خمس کی تقسیم یوں مذکور ہے کہ اللہ کے لیے اور رسول کے لیے اور ناتے والوں کے اور یتیموں کے لیے اور مسکینوں کے لیے یہ سب پانچ قسمیں ہوئیں اسوجہ سے خمس کے پھر پانچ حصے کرنا چاہیے لیکن اللہ اور رسول کا حصہ اب نہیں رہا اور ذوی القربے یعنی ناتے والوں سے بنی ہاشم اور بنی مطلب مراد ہیں اور یتیم اور مسکین اب تک قائم ہیں پس کل تین حصہ دار تو موجود ہیں اور دو حصے جو بچیں وہ بھی انہی لوگوں میں تقسیم کیے جاویں یا مسلمانوں کے مفید عام کاموں میں صرف ہوں جیسے سامان جہاد کے خریدنے اور طیاری میں اب خود امام یعنے حاکم اسلام کا حصہ تو وہ ہمارے دین میں ایک سپاہی یعنے لشکری کے برابر ہی صرف امام کو اتنا اختیار ہے کہ غنیمت کا مال بانٹنے سے پہلے کوئی ایک چیز جو اسکو پسند آوے اوٹھا لے سکتا ہے جیسے کوئی غلام یا لونڈی یا گھوڑا یا ہتیار اسکو صفی کہتے ہیں بس اسکے سوا اور امام کو کوئی فضیلت نہیں ہے نہ مال غنیمت میں اسکو زیادہ تصرف کرنیکا اختیار ہے صرف ایک سپاہی کی مثل وہ بھی تنخواہ لیوے البتہ امام کی جو ذاتی جایداد یا تجارت ہو اس سے کچھ غرض نہیں لیکن ملک کی آمدنی میں سے امام کا حصہ ادنے سپاہی سے زیادہ نہیں ہے اب دیکھنا چاہیے کہ اسلام سے بڑھکر دنیا کے کسی اور دین میں زیادہ عدل و انصاف ہے یا اسلام سے بڑھ کر کسی اور دین میں بے تکلفی اور سادہ پن ہے قربان ان قاعدوں کے جو بانی اسلام نے قائم کیے تھے اگر مسلمان انپر قائم رہتے تو اب تک ساری دنیا نہ سہی اکثر تو ضرور مسلمان ہو جاتی اور جو قومیں مسلمان نہ ہوتیں انکے دلوں میں بھی اسلام کا شوق پیدا ہو جاتا کیا کوئی جمہوریت جو آجکل مہذب نصاریٰ نے قائم کی ہے اس طرز حکومت سے بہتر ہوسکتی ہے کہ امام اور بادشاہ بھی احد من الناس کے برابر حصہ پاوے اور ملک کی آمدنی میں سارے مسلمان برابر شریک ہوں جب اس قاعدے کا عمل ہوگا تو درحقیقت ملک کا ہر ایک شخص بادشاہ ہوتا ہے اور ہر ایک شخص کو اپنا ملک بچانے کی ایسی ہی فکر ہوتی ہے جیسے خود بادشاہ یا امام کو اسیوجہ سے مسلمانوں کی حکومت میں جو شرع کے قواعد پر ہو سپاہ کے نوکر رکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ ہر ایک مسلمان سپاہی اور فوجی اور عسکری ہوتا ہے افسوس ہے کہ انصاری تو ان قاعدوں پر چلیں اور اپنے ملک میں جمہوریت اور مساوات قائم کر لیں اور مسلمان جنکے مذہب میں یہ قاعدے بنے تھے بالکل ان سے

محروم رہیں اور مسلمانوں کے نواب یا بادشاہ مسلمان ہوکر کبھی قرآن یا حدیث کا نام تک نہ لیویں اور ملک کی کل آمدنی اپنی ذاتی جاگیر کی طرح سمجھیں اور ملک کا کل روپیہ اپنی ذاتی عیش و عشرت اور فضول خرچیوں اور ناچ اور رنگ اور کھانے اور کپڑے اور جواہرات کی خریدی میں بے دریغ اڑاویں اور مسلمان فاقوں سے مر رہے ہوں انکو یان شبینہ بھی میسر نہ ہو ننگے بھوکے پھریں تن ڈھانپنے کے لیے کپڑا نہ ملے لاحول ولاقوۃ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا ۔

عن سعید بن المسیب ان جبیر بن مطعم اخبرہ انہ جاء ھو و عثمان بن عفان الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکلمانہ فیما قسم من خمس خیبر لبنی ھاشم و بنی المطلب فقالا قسمت لاخواننا بنی ھاشم و بنی المطلب و قرابتنا واحدۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما اری بنی ھاشم و بنی المطلب شیئا واحدا ۔ سعید بن مسیب سے روایت ہے جبیر بن مطعم نے ان سے بیان کیا کہ وہ اور حضرت عثمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے اس باب میں جو آپ نے خیبر کا مال تقسیم کیا تھا بنی ہاشم اور بنی مطلب میں انہوں نے کہا کہ آپ نے ہمارے بھائیوں بنی ہاشم اور بنی مطلب کو دیا حالانکہ ہماری اور بنی مطلب کی قرابت بنی ہاشم سے برابر ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں بنی ہاشم اور بنی مطلب کو ایک ہی سمجھتا ہوں ف عبد مناف کے چار بیٹے تھے ہاشم اور مطلب اور نوفل اور عبد شمس جبیر نوفل کی اولاد میں تھے اور حضرت عثمان عبد شمس کی اولاد میں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذوی القربے کا حصہ ہاشم اور مطلب کی اولاد کو دیا اسوقت ان دونوں نے اعتراض کیا کہ خیر بنی ہاشم کی فضیلت کا تو ہمیں انکار نہیں کیونکہ آپ ہاشم کی اولاد میں ہیں لیکن بنی مطلب کو ہمارے اوپر ترجیح کی کوئی وجہ نہیں ہمارے اور انکی قرابت آپ سے یکساں ہے آپ نے فرمایا یہ سچ ہے لیکن بنی مطلب ہمیشہ یہانتک کہ جاہلیت کے زمانہ میں بھی بنی ہاشم کے ساتھ رہے تو وہ اور بنی ہاشم ایک ہی ہیں برخلاف بنی امیہ کے یعنے عبد شمس کی اولاد کے کیونکہ امیہ عبد شمس کا بیٹا تھا جسکی اولاد میں حضرت عثمان اور معاویہ اور تمام بنی امیہ تھے کہ ان میں اور بنی ہاشم میں کبھی اتفاق نہیں رہا اور جب قریش نے قسم کھائی تھی کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب سے بیاہ شادی نہ کرینگے نہ میل جول کرینگے جبتک وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے سپرد نہ کرینگے اسوقت بھی بنی مطلب اور بنی ہاشم ساتھ ہی رہے پس اس لحاظ سے آپ نے ذوی القربے کا حصہ دونوں کو دلایا ابواب المناسک حج کے باب میں باب الخروج الی الحج حج کے لیے نکلنے کا بیان عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال السفر قطعۃ من العذاب یمنع احدکم نومہ و طعامہ و شرابہ فاذا قضی احدکم نھمتہ من سفرہ فلیعجل الرجوع الی اھلہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا سفر ایک عذاب کا ٹکڑا ہے جو روکتا ہے تم میں سے ایک کے سونیکو اور کہانے اور پینے کو (یعنے ان سب کاموں میں سفر کی وجہ سے حرج ہوتا ہے برابر وقت پر نہیں ہو سکتے) اور جب تم میں سے کوئی اپنی حاجت سفر میں پوری کرے تو جلدی اپنے گہر میں لوٹ آوے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بلا ضرورت سفر میں رہنا اور تکلیفیں اٹھانا مکروہ ہے جوانی کی امنگ میں آدمی کو سیر اور سفر اور سیاحت کا بڑا شوق ہوتا ہے پر جب پیری کا زمانہ آجاتا ہے اور عقل کامل ہوتی ہے اور توجہ الی اللہ پیدا ہوکر تصفیہ باطن ہونے لگتا ہے تو سفر و وطن کا مضمون ظاہر ہوجاتا ہے اور بے فائدہ ملک و سلطنت پہرنا لغو نظر آتا ہے اپنے مالک کا وصال ہر جگہہ ممکن ہے اور ہر ایک ملک میں ایک راہ عالم آخرت میں جانے کے لیے موجود ہے حدیث سے یہ بہی نکلا کہ سفر اگرچہ حج یا جہاد کے لیے بہی ہو تب بہی کام پورا ہونے کے بعد جلدی گہر کو لوٹنا بہتر ہے اس میں خود اس شخص کو بہی آرام ہے اور اسکے گہر والوں کو بہی جو جدائی سے پریشان رہتے ہیں اور مدت دراز تک خاوند کا اپنی جورو سے علاحدہ رہنا بہی مناسب نہیں ہے حاجت بشری اور خواہش انسانی ساتھہ لگی ہوئی ہے مبادا گناہ میں گرفتاری ہو اللہ بچاوے **عن** ابی ھریرۃ رضی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **عن** ابن عباس عن الفضل او احدھما عن الاخر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اراد الحج فلیتعجل فانہ قد یمرض المریض وتضل الضالۃ وتعرض الحاجۃ ابن عباس سے روایت ہے انہوں نے فضل بن عباس (اپنے بڑے بہائی سے) روایت کی یا ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کرنے کا قصد رکھتا ہو وہ جلدی کرے یہ نہ کرے کہ سامان ہونے پر بہی ہر سال دوسرے سال پر ٹالتا رہے) کیونکہ کبہی آدمی بیمار ہوجاتا ہے کبہی کوئی چیز گم ہوجاتی ہے (یعنے ممکن ہے کہ حج کے لیے جو روپیہ جمع کیا ہو وہ گم ہوجاوے یا چوری جاوے) کبہی کوئی ضرورت پیش ہوجاتی ہے **ف** اور انسان حج کو نہیں جاسکتا تو احتمال ہے کہ دیر کرنے میں یہ واقعات در پیش ہوں اور حج نہ کرسکے اور مرجاوے تو ایک فرض کا تارک ہوکر مرا اس حدیث کو امام احمد نے بہی نکالا لیکن اسکی اسناد میں اسمعیل بن خلیفہ ابو اسرائیل ضعیف ہے اور امام احمد نے ابن عباس سے نکالا مرفوعاً جلدی کرو حج میں کوئی تم میں سے نہیں جانتا اسکو کیا پیش آوے گا اور احمد اور ابو یعلے اور سعید بن منصور اور بیہقی نے ابو امامہ سے نکالا مرفوعاً جسکو کوئی بیماری یا ضرورت یا مشقت یا ظالم حاکم حج سے نہ روکے اور وہ بغیر حج کے مرجاوے تو یہودی یا نصرانی ہوکر مرے اسکی اسناد میں لیث بن ابی سلیم اور شریک دونوں ضعیف ہیں اور ترمذی نے حضرت علی سے نکالا مرفوعاً جو شخص زاد و راحلہ کا مالک ہو بقدر جو بیت اللہ تک اسکو پہونچادیوے پہر وہ حج نہ کرے

تو اسپر کچھ نہین اگر وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا یعنے لوگون پر واجب ہے اللہ کے لیے حج کرنا خانہ کعبہ کا جسکو طاقت ہو وہان تک راہ طی کرنے کی ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور اسکی اسناد مین کلام ہے اور دوسرون نے کہا وہ ضعیف ہے ہلال بن عبد اللہ جو ابو اسحاق سے روایت کرتا ہے مجہول ہے اور عقیلی نے کہا اسپر متابعت نہین کی جاتی اور یہ حدیث ایک تیسرے طریق سے ابو ہریرہ سے بھی مروی ہے اسکو ابن عدی نے نکالا اور سعید بن منصور نے اپنی سنن مین حسن بصری سے نکالا کہ حضرت عمر نے کہا مین نے قصد کیا کہ لوگون کو بھیجون ان شہرون کیطرف اور وہ دیکھین جو بالدار ہو اور اس نے حج نہ کیا ہو تو اسپر جزیہ مقرر کرین وہ مسلمان نہین ہے اور بیہقی نے بھی ایسا ہی نکالا اور اہلحدیث اور مالک اور ابو حنیفہ اور احمد اور بعض شافعیہ کا یہی قول ہے کہ استطاعت ہوتے ہی حج فوراً واجب ہے اور شافعی اور اوزاعی اور ابو یوسف اور محمد کا یہ قول ہے کہ فوراً واجب نہین اس مین دیر کر سکتا ہے یعنی وجوب علی التراخی ہے اور انکے نزدیک جلدی کا حکم استحباباً ہے اور حجۃ اللہ مین ہے کہ تارک حج کو یہود اور نصاری سے تشبیہ دی کیونکہ عرب کے سوا کوئی حج کرتے ہین یہود اور نصاری نہین کرتے اور حج مین جو عقلی مصلحت ہے وہ یہ ہے کہ سنت ابراہیمی کی موافقت اور اعلاء کلمۃ اللہ اور تذکر نعمۃ اللہ اور دوسری حدیث مین ہے کہ حج مبرور کی جزا جنت ہے اسکا بیان آگے آویگا اور اس زمانہ مین ایک بڑی بلا پھیلی ہے وہ یہ ہے کہ اکثر لوگ حج کے سفر مین نماز ناغہ کر دیتے ہین اور بعضے بیوقت پڑھتے ہین بعضے خلاف شرع صورت پر اسکو جمع کرتے ہین یہ بالاجماع حرام ہے اور جس شخص کو یہ اندیشہ ہو کہ حج کے سفر مین اسکی نماز جاتی رہیگی تو حج اسپر حرام ہے مرد ہو یا عورت ابن حاج نے کہا ہماری علما نے کہا اگر یہ خیال ہو کہ ساری حج کے سفر مین ایک نماز فوت ہو جاویگی تو حج اس کے ذمہ سے ساقط ہے اور امام مالک سے پوچھا گیا ایک شخص سمندر مین سوار ہووے حج کے لیے اور نماز کی جگہ نہ پاوے مگر اپنے بھائی کی پشت پر آیا ایسا سفر حج کے لیے جائز ہے انہون نے کہا کیا مسلمان ایسے مقام مین سوار ہوگا جہان نماز نہ پڑھ سکے خرابی ہے اس کے لیے جو نماز کو ترک کرے اور عورتون کا تو حال ہی نہ پوچھیے ان مین تو کوئی عورت ایسی نہین ہوتی جو سفر حج مین نماز مستحب وقت پر پڑھے مگر شاذ و نادر اور مدینہ منورہ کے سفر مین تو اکثر لوگ نماز کو مستحب طور سے نہین پڑھ سکتے قافلہ چھٹ جانیکے ڈر سے اسکا وبال سردارون پر ہے قافلہ کے اور سردارون کو لازم ہے کہ نماز کے اوقات پر قافلہ کو ٹھیراوین اور اونٹ والون کو بھی تاکید کرین نماز پڑھنے کی ورنہ جس کے نماز ترک ہوگی اس کا ایک حصہ گناہ سردارون کے گردن پر لکھا جاویگا (روضہ مختصراً) مترجم کہتا ہے ایک خرابی تو یہ ہے اور ایک دوسری بلا اور دیکھنے مین آئی کہ بہت سے لوگ جو نماز نہین پڑھتے روزہ رکھتے ہین اور بہت سے جو نماز نہین پڑھتے

حج کرتے ہیں کوئی ان بیوقوفوں سے اتنا تو پوچھے کہ بھلا نماز کو جو سب سے بڑا فرض ہے دین کا اسکو تو تم نے ترک کیا اور نگوڑے حج کو جانے ایسا حج کیا خاک قبول ہوگا حج تو ذرے عذر سے ساقط ہو جاتا ہے مثلاً راہ میں امن نہ ہو روپیہ نہ ہو لیکن نماز تو کسی حال میں ساقط نہیں ہوتی یہانتک کہ مرتے وقت میں بھی بیماری میں بھی لڑائی میں بھی ہر جگہ اور ہر حالت میں نماز پڑھنا ضروری ہے پھر سب سے زیادہ پہلے تم نماز کا بندوبست کرو پھر روزے کا جب ان دونوں فرضوں پر مضبوط ہو جاؤ تو حج بھی کرو امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میدان کربلا میں تیروں اور نیزوں کی بوچھاڑ میں بھی نماز کا ناغہ نہیں کیا غرض نماز سب فرضوں میں اعلے اور افضل ہے مسلمان کو اسکا خیال ہر حال میں رکھنا ضروری ہے اگر کوئی کام عبادت کا بھی ہو جیسے حج ہے لیکن اس میں نماز کے قضا ہو جانیکا اندیشہ ہو تو وہ عبادت ترک کرے اور ہرگز اس عبادت کا قصد نہ کرے افسوس اُن لوگوں کا کیا حال ہوگا جو گانا سننے اور راگ میں وجد و استغراق کرنے کے لیے نماز کو فوت کر دیں جو درویش یا فقیر نماز کے وقت میں گانا سنتے رہتے ہیں اور نماز کا خیال نہیں رکھتے یہانتک کہ جماعت فوت ہو جاتی ہے یا وقت گذر جاتا ہے وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دوست نہیں ہیں بلکہ شیطان کے دوست ہیں اللہ و رسولؐ سے انکو کچھ سروکار نہیں اور ایسے درویش یا فقیر کو دجال کا نائب سمجھنا چاہیے اور شیطان کا خلیفہ

باب فرض الحج

حج کی فرضیت کا بیان

عن علیٍ قال لما نزلت وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا قالوا یا رسول اللہ الحج فی کل عام فسکت ثم قالوا افی کل عام فقال لا ولو قلت نعم لوجبت فنزلت یا ایھا الذین اٰمنوا لا تسألوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم حضرت علی سے روایت ہے جب یہ آیت اتری وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا یعنے اللہ کے واسطے آدمیوں پر واجب ہے حج کرنا خانہ کعبہ کا [illegible] تک تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہر سال میں حج کرنا فرض ہے آپ خاموش ہو رہے پھر انہوں نے عرض کیا کیا ہر سال میں آپنے فرمایا نہیں اور فرمایا اگر میں ہاں کہدیتا تو ہر سال حج کرنا واجب ہو جاتا اور یہ محنت تمہاری سوال کیوجہ سے پڑتی پھر یہ آیت اتری اے ایمان والو مت پوچھو ان چیزوں کو اگر وہ کھولدی جاویں تمہارے لیے تو تمکو برا لگے

ف بلا ضرورت سوال کرنا منع ہے کیونکہ سوال سے ہر چیز کھولکر بیان کی جاتی ہے اور جو سوال نہ ہو تو مجمل رہتی ہے اور مجمل میں بڑی گنجایش رہتی ہے اسی حج کی آیت کو دیکھو اس میں تفصیل نہیں تھی کہ ہر سال حج فرض ہے یا عمر میں ایک بار پس اگر عمر میں ایک بار بھی حج کر لیتا تو آیت پر عمل ہو گیا اور یہ کافی تھا پوچھنے کی حاجت نہ تھی لیکن صحابہ نے پوچھا اگر آپ ہاں فرما دیتے تو ہر سال حج فرض ہو جاتا اور امت کو بڑی تکلیف ہوتی خصوصاً دور دراز ملک والوں کو وہ ہر سال حج کے لیے کیونکر آسکتے تھے مگر آپنے اپنی امت پر رحم فرمایا اور خاموش ہو رہے جب انہوں نے

پہر سوال کیا تو انکاری جواب دیا یعنے ہر سال فرض نہین اور آیندہ کے لیے انکو بلا ضرورت سوال کرنے سے منع فرمایا بعض کہتے ہین اس حدیث سے یہ نکلتا ہی کہ ہر شی کا وجب کرنا آپ کی طرف مفوض تہا لیکن جمہور کہتے ہین اسکا مطلب یہ ہی کہ اگر مین ہان کہتا تو اللہ تعالی کیطرف سے بہی ویسا ہی حکم اترتا کیونکہ اکثر حکم الہی آپ کی مرضی کے موافق ہوا کرتا واللہ بحقیقہ ترجمہ من اشیاء عن انس بن مالک قال قالوا یا رسول اللہ الحج فی کل عام قال لو قلت نعم لوجبت ولو وجبت لم تقوموا بہا ولو لم تقوموا بہا عذبتم انس بن مالک سے روایت ہی لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا حج ہر سال ہین واجب ہے آپنے فرمایا اگر مین ہان کہدیتا تو ہر سال واجب ہوجاتا (یہ حکم الہی) اور اگر ہر سال واجب ہوتا تو تم اسکو کر نہ سکتے اور جب کر نہ سکتے تو عذاب دیے جاتے (ترک فرض کے سبب سے) عن ابن عباس ان الاقرع بن حابس سال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ الحج فی کل سنۃ او مرۃ واحدۃ قال بل مرۃ واحدۃ فمن استطاع فتطوع ابن عباس سے روایت ہی اقرع بن حابس نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اور عرض کیا یا رسول اللہ ہر سال حج فرض ہے یا عمر مین ایک بار آپنے فرمایا عمر مین ایک بار پہر جو کوئی اور زیادہ کرے تو نفل ہے باب فضل الحج والعمرۃ حج اور عمرے کی فضیلت عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال تابعوا بین الحج والعمرۃ فان المتابعۃ بینہما تنفی الفقر والذنوب کما ینفی الکیر خبث الحدید حضرت عمر سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پے در پے کرو حج اور عمرے کو (یعنے حج کے بعد عمرہ کرو عمرہ کے بعد حج) اسلیے کہ پے در پے کرنا حج اور عمرے کا مفلسی کو اور گناہون کو ایسا دور کر دیتا ہے جیسے بہٹی (لوہار کی بہٹی) لوہے کی میل کو دور کر دیتی ہے عن عمر بن الخطاب رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ ما بینہما والحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک عمرے سے دوسرے عمرے تک جتنے گناہ ہون انکا کفارہ عمرہ ہوجاتا ہے اور حج مبرور کا کوئی بدل نہین سوا جنت کے ف یعنے وہ حج جو خدا کی درگاہ مین قبول ہوا اور بعضون نے کہا حج مبرور وہ ہے جس مین کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو اور بعضون نے کہا جو تمام شرائط اور آداب کے ساتھ ہو بعضون نے کہا حج مبرور کی نشانی یہ ہے کہ اسکے بعد حاجی کا حال بدلجاوے یعنی توجہ الی اللہ اور عبادت مین مصروف رہے اور جن گناہون کو حج سے پہلے کیا کرتا تہا انسے باز رہے واللہ اعلم عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حج ہذا البیت فلم یرفث ولم یفسق رجع کما ولدتہ امہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کرے اس گھر کا یعنے خانہ کعبہ کا اور رفث نکرے (یعنی جماع کے متعلق باتین بیحیائی اور بیشرمی کی) اور بیہودہ نہ بکے (فسوق وہ یہ ہے کہ نوکرون اور رفیقون سے سخت کلامی اور جھگڑا) تو وہ لوٹ کر ایسا جاویگا جیسے اسدن تہا جس دن اسکی ماں نے اسکو جنا تہا (یعنے گناہون سے پاک صاف ہوکر) **باب الحج علی الرحل** کجاوی یعنے پالان پر سوار ہوکر حج کرنا **عن** انس بن مالک قال حج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی رحل رث وقطیفۃ تساوی اربعۃ دراہم او لا تساوی ثم قال اللھم حجۃ لا ریاء فیھا ولا سمعۃ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پرانے زین (کجاوے) پر حج کیا (کیونکہ حج مین اپنی عاجزی ظاہر کرنا منظور ہوتا ہے تو پرانی زین مین تواضع اور انکسار ہے) اایک چادر مین جسکی قیمت چار درم ہی ہوگی یا نہ ہوگی یعنے لباس بہی نہایت ہلکا اور کم قیمت پہنا پہر آپنے فرمایا یا اللہ مین حج کرتا ہون ایسا جس مین دکھلانا اور سنانا نہین ہے **ف** یعنے خالص تیری رضامندی اور ثواب کیلیے حج کرتا ہون نہ نمایش اور افتخار کیلیے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج مین زیب وزینت کرنا اور عمدہ سواریان یا عمدہ لباس رکہنا خلاف سنت ہے حج مین بندہ اپنے مالک کے حضور مین جاتا ہے تو جس قدر عاجزی کے ساتھ جاوے بہتر ہے اپنے حال سے اوتنا ہی بہتر ہے تاکہ مالک کی رحمت جوش مین آوے اور یہی وجہ ہے کہ حج مین سیے ہوئے کپڑے پہننے سے اور خوشبو لگانے سے منع کیا **عن** ابن عباس قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین مکۃ والمدینۃ فمررنا بواد فقال ای واد ھذا قالوا وادی الازرق قال کانی انظر الی موسی صلی اللہ علیہ وسلم فذکر من طول شعرہ شیئا لا یحفظہ داود واضعا اصبعہ فی اذنیہ لہ جؤار الی اللہ بالتلبیۃ مارا بھذا الوادی قال ثم سرنا حتی اتینا علی ثنیۃ فقال ای ثنیۃ ھذہ قالوا ثنیۃ ھرشی او لفت قال کانی انظر الی یونس علی ناقۃ حمراء علیہ جبۃ صوف وخطام ناقتہ خلبۃ مارا بھذا الوادی ملبیا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہے مکہ اور مدینہ کے درمیان تو ایک وادی پر سے گذرے (وادی وہ راہ جو دو پہاڑون کے درمیان ہوتی ہے) آپنے فرمایا یہ کون سی وادی ہے لوگون نے عرض کیا وادی ازرق ہے آپنے فرمایا گویا مین حضرت موسی علیہ السلام کو دیکھ رہا ہون (حسبا وہ حج کیلیے گئے تہے یا اس ملک سے گذرے تہے جیسے تواریخ سے ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ فاران کے میدانون پر سے گئے) پہر بیان کیا آپنے انکے بالون کی لنبائی مین کچہ جو داؤد بن ابی ہند راوی حدیث کو یاد نہین رہا اپنی انگلی کان مین رکہے ہوئے (یہ حضرت موسیٰ کا حال ہے) اللہ کی درگاہ مین بلند آواز سے فریاد کرتے ہوئے لبیک کہتے ہوئے اسی وادی پر سے گذرے ابن عباس نے کہا پہر ہم چلے یہانتک کہ ایک ٹیکری پر آئے

آپ نے فرمایا یہ کونسا ٹیکرا ہے لوگوں نے کہا کہ ہرشا کا ٹیکرا یا لفت کا دونوں نام ہیں آپ نے فرمایا جیسے میں حضرت یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں ایک لال اونٹنی پر وہ بالوں کا ایک جبہ پہنے ہوئے ہیں اور ان کی اونٹنی کی نکیل چھال کی ہے یا پتلی اور سخت رسی کی اور اس وادی سے گذر رہے ہیں لبیک کہتے ہوئے **ف** احتمال ہے کہ عالم ارواح میں حضرت موسیٰ اور حضرت یونس آپ کے سامنے اسوقت اسیطرح سے گذرے ہوں یا یہ واقعہ ان کے زمانہ کا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپکو پھر دکھلا دیا یا یہ تشبیہ ہے کمال علم اور یقین کی جیسے اس بات کو دیکھ رہے ہیں

باب فَضْلِ دُعَاءِ الْحَاجِّ حاجی کی دعا کی فضیلت **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ الْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰہِ اِنْ دَعَوْہُ اَجَابَھُمْ وَاِنِ اسْتَغْفَرُوْہُ غَفَرَ لَھُمْ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عمرہ اور حج کرنیوالے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو اللہ انکی دعا قبول کریگا (کیونکہ میہمان کی خواہش ضرور پوری کی جاتی ہے) اور اگر وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہیں تو اُن کو بخشدیگا **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْغَازِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ وَفْدُ اللّٰہِ دَعَاھُمْ فَاَجَابُوْہُ وَسَاَلُوْہُ فَاَعْطَاھُمْ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنیوالا اور حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا یہ سب اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر اللہ سے دعا کریں تو انکی دعا قبول ہوگی اور جو اللہ سے کچھ مانگیں تو وہ انکو دیگا **عَنْ** عُمَرَ اَنَّہُ اسْتَاْذَنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْعُمْرَۃِ فَاَذِنَ لَہٗ وَقَالَ یَا اُخَیَّ اَشْرِکْنَا فِیْ شَیْءٍ مِّنْ دُعَائِکَ وَلَا تَنْسَنَا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت مانگی عمرہ کرنے کی آپ نے انکو اجازت دی اور فرمایا اے بھائی ہمکو ذرا شریک کرلینا اپنی کسی دعا میں اور بھول نہ مت **ف** اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال تواضع اور حضرت عمر کا کمال فضل ثابت ہوا کہ محبوب رب العالمین نے اپنے لیے دعا کرنے کی ان سے درخواست کی دوسری روایت میں ہے ابوداؤد کے حضرت عمر نے کہا آپ نے ایک ایسا کلمہ کہا کہ اسکے بدل میں ساری دنیا ملنے سے خوش نہ ہونگا حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جو فضل ہو وہ کم درجہ والے سے دعا کی درخواست کرسکتا ہے **عَنْ** صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ صَفْوَانَ قَالَ وَکَانَتْ تَحْتَہُ ابْنَۃُ اَبِی الدَّرْدَاءِ فَاَتَاھَا فَوَجَدَ اُمَّ الدَّرْدَاءِ وَلَمْ یَجِدْ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَقَالَتْ لَہٗ تُرِیْدُ الْحَجَّ الْعَامَ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ فَادْعُ اللّٰہَ لَنَا بِخَیْرٍ فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ دَعْوَۃُ الْمَرْءِ مُسْتَجَابَۃٌ لِاَخِیْہِ بِظَھْرِ الْغَیْبِ عِنْدَ رَاْسِہٖ مَلَکٌ یُؤَمِّنُ عَلٰی دُعَائِہٖ کُلَّمَا دَعَا لَہٗ بِخَیْرٍ قَالَ اٰمِیْنَ وَلَکَ بِمِثْلٍ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ اِلَی السُّوْقِ فَلَقِیْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَحَدَّثَنِیْ عَنِ النَّبِیِّ

صلی اللہ علیہ وسلم بمثل ذلک صفوان بن عبداللہ بن صفوان سے روایت ہے ان کے نکاح میں ابو الدرداء کی بیٹی تھیں وہ انکے پاس گئے وہاں ام درداء کو پایا (اپنی ساس کو) اور ابو درداء کو نہیں پایا تو ام درداء نے ان سے کہا تم اس سال حج کو جایا چاہتے ہو صفوان نے کہا ہاں ام درداء نے کہا تو ہمارے لیے بہتری کی دعا کرنا اسلیے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے آدمی کی دعا اپنے بھائی کے لیے اسکی پیٹھ پیچھے غائب میں قبول ہوتی ہے اسکے سر کے پاس ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اسکی دعا کے وقت آمین کہتا ہے جب وہ اپنی بھائی کے لیے بھلائی کی (دنیا کی یا آخرت کی یا دونو کی) دعا کرتا ہے وہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے تیرے لیے بھی ایسا ہی ہوگا (یعنے تیری بھی بھلائی ہوگی جسطرح تو اپنے بھائی کی بھلائی چاہتا ہے) صفوان نے کہا پھر میں (یہ حدیث سنکر) بازار کیطرف گیا وہاں ابو الدرداء ملے انہوں نے بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی حدیث بیان کی **باب ما یوجب الحج** حج کو کونسی چیز واجب کر دیتی ہے

عن ابن عمر قال قام رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ما یوجب الحج قال الزاد والراحلۃ قال یا رسول اللہ فما الحاج قال الشعث التفل وقام اخر فقال یا رسول اللہ وما الحج قال العج والثج قال وکیع یعنی بالعج العجیج بالتلبیۃ والثج نحر البدن ابن عمر سے روایت ہے ایک شخص آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ حج کو کونسی چیز واجب کر دیتی ہے آپ نے فرمایا توشہ اور سواری (یعنے کھانے اور پینے اور سواری کا خرچ جب آدمی پاس ہو گیا تو حج واجب ہو گیا) پھر اس نے کہا یا رسول اللہ حاجی کیسا ہوتا ہے آپ نے فرمایا پراگندہ سر خوشبو سے خالی ایک شخص اور کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ حج کیا ہے آپ نے فرمایا لبیک پکارنا اور خون بہانا (قربانی) **عن** ابن عباس ان رسول اللہ صلعم قال الزاد والراحلۃ یعنی قولہ من استطاع الیہ سبیلا ابن عباس سے روایت ہے ان حضرت صلعم نے فرمایا من استطاع الیہ سبیلا سے توشہ اور سواری مراد ہے **ف** یعنی قرآن میں جو آیا ہے جو طاقت رکھے حج کی راہ کی اس سے مراد یہ ہے کہ کھانا اور سواری کا خرچ اسکے پاس ہو جاوے تو حج فرض ہو گیا **باب المراۃ تحج بغیر ولی** عورت بغیر محرم کے حج نہ کرے

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسافر المراۃ سفر ثلثۃ ایام فصاعدا الا مع ابیھا او اخیھا او ابنھا او زوجھا او ذی محرم ابو سعید سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت تین دن یا زیادہ کا سفر نہ کرے مگر اس کے ساتھ اسکا باپ ہو یا بھائی یا بیٹا یا خاوند یا اور کوئی محرم **ف** تو دیور یا جیٹھ کے ساتھ عورت کا سفر کرنا جائز نہیں اسیطرح بہنوئی کے ساتھ اسیطرح چچا زاد یا خالہ زاد یا پھوپھی زاد بھائی کے ساتھ کیونکہ یہ لوگ محرم نہیں ہیں محرم سے مراد وہ شخص ہے جس سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہو اور اس حدیث میں تین دن کی قید اتفاقی ہے یہ غرض نہیں ہے کہ تین دن سے کم سفر غیر محرم کے ساتھ جائز ہے اور اس کی

دلیل یہ ہے کہ ابو ہریرہ کی روایت میں ایک دن کا ذکر ہے اور اہلحدیث کے نزدیک سفر کی کوئی حد مقرر نہیں جسکو لوگ سفر کہیں وہ عورت کو بغیر محرم کے درست نہیں البتہ جسکو سفر نہ کہیں وہاں عورت بغیر محرم کے جا سکتی ہے جیسے شہر میں ایک محلہ سے دوسرے محلہ میں یا نزدیک کے گاؤں میں جسکی مسافت ایکدن کی راہ سے بھی کم ہو پس اگر کوئی عورت مکہ سے ایسی قریب رہتی ہو کہ حج کے لیے سفر نہ کرنا پڑے تو وہ بغیر محرم کے حج کے لیے نکل سکتی ہے اور حنفیہ نے جو اسحدیث سے دلیل لی کہ سفر کی کم مدت تین دن کی راہ ہے تو یہ فاسد ہے ابو ہریرہ کی حدیث میں جو آگے آتی ہے ایک دن کی راہ مذکور ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُسَافِرَ مَسِیْرَةَ یَوْمٍ وَّاحِدٍ لَیْسَ لَهَا ذُوْ حُرْمَةٍ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو عورت ایمان رکھتی ہو اللہ پر اور قیامت پر اسکو درست نہیں ایکدن کا سفر کرنا بغیر محرم کے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ اُکْتِبْتُ فِیْ غَزْوَةِ کَذَا وَکَذَا وَامْرَأَتِیْ حَاجَّةٌ قَالَ فَارْجِعْ مَعَهَا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک گنوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا میرا نام لکھا گیا فلانی لڑائی میں جانے کیواسطے اور میری ایک عورت ہے جو حج کو جاتی ہے آپنے فرمایا تو اسکے ساتھ لوٹ جا

بَابُ الْحَجِّ جِهَادُ النِّسَاءِ عورتوں کا جہاد حج کرنا ہے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَی النِّسَاءِ جِهَادٌ قَالَ نَعَمْ عَلَیْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِیْهِ اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ حضرت عائشہ سے روایت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا عورتوں پر جہاد ہے آپنے فرمایا ہاں لیکن انپر ایسا جہاد ہے جس میں لڑائی نہیں ہے وہ کیا حج اور عمرہ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَجُّ جِهَادُ کُلِّ ضَعِیْفٍ ام سلمہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حج جہاد ہے ہر ناتوان کا **ف** اسحدیث کا اسناد ضعیف ہے

بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْمَیِّتِ میت کیطرف سے حج کرنے کا بیان عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا یَقُوْلُ لَبَّیْكَ عَنْ شُبْرُمَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شُبْرُمَةُ قَالَ قَرِیْبٌ لِیْ قَالَ هَلْ حَجَجْتَ قَطُّ قَالَ لَا قَالَ فَاجْعَلْ هٰذِهٖ عَنْ نَفْسِكَ ثُمَّ حُجَّ عَنْ شُبْرُمَةَ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو سنا وہ کہہ رہا تھا لبیک عن شبرمۃ یعنے میں حاضر ہوں تیری درگاہ میں شبرمہ کیطرف سے آپنے فرمایا شبرمہ کون ہے وہ بولا میرا ایک رشتہ دار تھا آپنے فرمایا تونے کبھی حج کیا ہے وہ بولا نہیں آپنے فرمایا تو یہ حج اپنی طرف سے کر پھر شبرمہ کیطرف سے کر **ف** اسحدیث سے یہ نکلا کہ حج دوسرے کی طرف سے نائب ہو کر کرنا درست ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ اس سے پہلے اپنا حج فرض ادا کر چکا ہو یہی قول ہے احمد اور شافعی اور اصحاب حدیث کا اور مالک

اور ثوری اور ابوحنیفہ کا یہ قول ہے کہ اگر اپنی طرف سے فرض حج نہ کرچکا ہو جب بھی نہایت درست ہوگی **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحُجُّ عَنْ أَبِي قَالَ نَعَمْ حُجَّ عَنْ أَبِيكَ فَإِنْ لَمْ تَزِدْهُ خَيْرًا لَمْ تَزِدْهُ شَرًّا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کیا میں حج کروں اپنے باپ کی طرف سے آپ نے فرمایا ہاں حج کر اپنے باپ کی طرف سے اگر تو اسکی نیکی نہ بڑھا سکے تو اسکی لیے کچھ برائی مت کر **ف** یعنے باپ کا احسان بہت ہے آدمی کو چاہیے کہ اپنے باپ کی طرف سے اعمال خیر کرے جیسے صدقہ حج وغیرہ اگر یہ نہ ہو سکے تو اتنا تو ضرور ہے کہ باپ کے ساتھ برائی نہ کرے وہ برائی یہ ہے کہ باپ کو گالیاں کھلوادے یا برا کہلوادے دوسرے لوگوں سے لڑکر یا انکے باپ کو برا کہکر جیسے دوسری حدیث میں آیا ہے کہ بڑا کبیرہ یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کو گالی دیوے لوگوں نے عرض کیا اپنے باپ کو کون گالی دے گا آپ نے فرمایا اسطرح سے کہ دوسرے کے باپ کو گالی دے وہ اسکے باپ کو گالی دیوے **عَنْ** أَبِي الْغَوْثِ بْنِ حُصَيْنٍ رَجُلٍ مِنَ الْفُرْعِ أَنَّهُ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَجَّةٍ كَانَتْ عَلَى أَبِيهِ مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَلِكَ الصِّيَامُ فِي النَّذْرِ يُقْضَى عَنْهُ ابی الغوث بن حصین سے روایت ہے جو فرع میں سے ایک شخص تھا (فرع ایک مقام ہے درمیان حرمین کے) اس نے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ اسکے باپ پر حج فرض تھا وہ مرگیا اور حج نہیں کیا آپ نے فرمایا تو حج کرلے اپنے باپ کی طرف سے اور ایسا ہی نذر کے روزوں میں آپ نے حکم دیا کہ انکی بھی قضا کرے باپ کیطرف سے **ف** اور جب نذر کے روزوں کی قضا میت کیطرف سے جائز ہوئی تو رمضان کے روزوں کی بطریق اولی جائز ہوگی امام احمد اور اصحاب حدیث کا یہی قول ہے اور نووی نے کہا شافعی کا بھی صحیح قول یہی ہے اور بعض شافعیہ نے کہا قضا کرے یا مسکینوں کو کھانا کھلادے اور جمہور کا یہ قول ہے کہ میت کی طرف سے روزہ رکھنا جائز نہیں ابوحنیفہ کا یہی مذہب ہے اور ابن عمر سے مالک نے ایسا ہی نقل کیا اور ترمذی نے ان سے نکالا کہ ہر روزے کے بدل ایک مسکین کو کھانا کھلادے **باب** الْحَجِّ عَنِ الْحَيِّ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ جب زندہ شخص حج کرنے کے قابل نہ ہو تو اسکی طرف سے حج کرنا **عَنْ** أَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ وَلَا الظَّعْنَ قَالَ حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ ابورزین عقیلی سے روایت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا باپ بوڑھا ہے پھونس نہ حج کی طاقت رکھتا ہے نہ عمرے کی اور نہ سواری کی (کہ اونٹ پر سوار ہو کر حج کرے) آپ نے فرمایا اپنے باپ کی طرف سے حج کر اور عمرہ کر **ف** امام محمد نے کہا ہمارا عمل اسی حدیث پر ہے میت کی طرف سے اور اس مرد یا عورت کی طرف سے جو ایسا

بوڑھی ہو جاوین کہ ان مین حج کرنے کی طاقت نرہی حج کرنا درست ہے اور یہی قول ہے ابوحنیفہ اور ہمارے اکثر فقہا کا عن عبد اللہ ابن عباس ان امرأۃ من خثعم جاءت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ان ابی شیخ کبیر قد افند وادرکتہ فریضۃ اللہ علی عبادہ فی الحج ولا یستطیع اداءھا فھل یجزی عنہ ان اؤدیھا عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم ٭ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے خثعم کی ایک عورت آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگی یا رسول اللہ میرا باپ بوڑھا ہے ناتوان ہوگیا اور حج اللہ کا فرض جو بندوں کا کام ہے اس پر لازم ہے اور وہ اسکو ادا نہین کرسکتا تو کیا جائز ہوگا اگر مین اسکی طرف سے حج کرون آپنے فرمایا ہان عن حصین بن عوف قال قلت یا رسول اللہ ان ابی ادرکہ الحج ولا یستطیع ان یحج الا معترضا فصمت ساعۃ ثم قال حج عن ابیک ٭ حصین بن عوف سے روایت ہے مینے عرض کیا یا رسول اللہ میرے باپ پر حج فرض ہوا اور وہ تو حج کی طاقت نہین رکھتا مگر لکڑی کیطرح اٹرا پڑا رہے سنکر آپ ایک ساعت تک خاموش ہو رہے پھر فرمایا حج کر اپنے باپ کی طرف سے عن ابن عباس عن اخیہ الفضل انہ کان ردف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غداۃ النحر فاتتہ امرأۃ من خثعم فقالت یا رسول اللہ ان فریضۃ اللہ فی الحج علی عبادہ ادرکت ابی شیخا کبیرا لا یستطیع ان یرکب افاحج عنہ قال نعم فانہ لو کان علی ابیک دین قضیتہ ٭ ابن عباس نے اپنے بہائی فضل بن عباس سے روایت کی کہ وہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سوار تھے (اونٹ پر) یوم النحر کی صبحکو آپ پاس خثعم کی ایک عورت آئی اور بولی کہ اللہ کا فرض حج اسکے بندونپر ایسے وقت مین میرے باپ پر آیا کہ وہ بوڑھا پھونس ہے سوار ہونیکی بھی طاقت نہین رکھتا کیا مین اس کیطرف سے حج کرون آپنے فرمایا ہان اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا تو تو اسکو ادا کرتی **ف** یا نہین وہ عورت بولی جی ہان ادا کرتی آپنے فرمایا اللہ کا قرض ادا کرنا زیادہ مقدم ہے ہرچند باپ کا قرض بیٹے پر ادا کرنا لازم نہین جب باپ نے قرض کی ادای کے لیے مال نچھوڑا ہو لیکن اکثر بیٹے جو نیک ہوتے ہین وہ اپنی کمای سے ماں باپ کا قرض ادا کردیتے ہین ایسا ہی آپنے اس عورت سے بھی پوچھا کہ تو اپنے باپ کا قرض ادا کرتی یا نہین جب اسنے کہا کہ مین ادا کرتی تو آپنے فرمایا حج بھی اسکی طرف سے ادا کردے وہ اللہ کا قرض ہے

باب حج الصبی

بچے کا حج عن جابر بن عبد اللہ قال رفعت امرأۃ صبیا لھا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حجتہ فقالت یا رسول اللہ الھذا حج قال نعم ولک اجر ٭ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے ایک عورت نے اپنے بچہ کو اٹھایا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس حج مین اور عرض کیا یا رسول اللہ اس بچہ کا بھی حج ہے آپنے فرمایا ہان اور ثواب تجھکو ہے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے کا حج صحیح ہے اور ثواب اسکی عبادات کا اسکے ولی کو ہے اب اگر نابالغ احرام باندھے تو وہی شرائط

اس کے لیے یہی ہوں گے جو بالغ کے لیے ہیں **باب** النفساء والحائض تهل بالحج نفاس والی اور حیض والی حج کا احرام باندھ سکتی ہے **عن** عائشة قالت نفست اسماء بنت عميس بالشجرة فامر رسول الله صلى الله عليه وسلم ابابكر ان يامرها ان تغتسل وتهل ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے اسماء بنت عمیس کو شجرہ میں (یعنے ذو الحلیفہ میں وہاں ایک درخت تھا اس لیے اسکا نام شجرہ ہو گیا) نفاس آیا تو ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر کو حکم کیا کہ وہ اسماء سے کہیں غسل کرے اور احرام باندھے **ف** لبیک پکار رہے اور حاجیوں کی طرح امام احمد نے حضرت عائشہ سے مرفوعا نکالا کہ حائضہ عورت کل حج کے کام کرے سوا طواف کے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے ایسا ہی نکالا باسناد صحیح اور صحیحین میں حضرت عائشہ سے روایت ہے جب وہ حائضہ ہوئیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا ہر ایک کام کر جو حاجی کرتے ہیں فقط خانہ کعبہ کا طواف نکر جب تک غسل نہ کرے (روضہ) **عن** ابی بكر انه خرج حاجا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعه اسماء بنت عميس فولدت بالشجرة محمد بن ابی بكر فاتی ابوبكر النبی صلى الله عليه وسلم فاخبره فامره رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يامرها ان تغتسل ثم تهل بالحج وتصنع ما يصنع الناس الا انها لا تطوف بالبيت ابوبکر صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے حج کے لیے انکے ساتھ اسماء بنت عمیس تھیں (انکی بی بی) انکا بچہ پیدا ہوا محمد بن ابی بکر شجرہ میں تو ابوبکر ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے بیان کیا آپنے اسماء کو حکم کیا غسل کرنے کا (نفاس کی حالت میں) اور حج کا احرام باندھنے کا اور جو کام لوگ کرتے ہیں وہ سب کرنے کا سوا طواف کے (طواف جب حیض اور نفاس سے پاک ہو سو وقت کرے) **ف** الحدیث سے معلوم ہوا کہ طواف میں طہارت شرط ہے اور یہی قول ہے اکثر علما کا اور حنفیہ کے نزدیک طواف میں طہارت شرط نہیں ہے جمہور کی دلیل یہ حدیث ہے کہ طواف نماز ہے اخیر تک **عن** جابر قال نفست اسماء بنت عميس بمحمد بن ابی بكر فارسلت الى النبی صلى الله عليه وسلم فامرها ان تغتسل وتستثفر بثوب وتهل جابر سے روایت ہے اسماء بنت عمیس کو نفاس ہوا محمد بن ابی بکر کو جب جنیں تو انہوں نے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہلا بھیجا آپنے انکو حکم کیا غسل کرنے کا اور ایک کپڑے کا لنگوٹ باندھ لینے کا اور حج کا احرام باندھنے کا **باب** مواقيت اهل الآفاق ہر ایک ملک والوں کے میقات کا بیان **ف** میقات اس مقام کو کہتے ہیں جہاں سے حاجی کو احرام باندھنا ضرور ہوتا ہے اور بغیر احرام باندھے وہاں سے آگے بڑھنا جائز نہیں لیکن جو لوگ میقات اور مکہ کے بیچ میں رہتے ہوں وہ اپنے گھر سے نکلتے وقت احرام باندھیں اسی طرح جو لوگ خود مکہ میں رہتے ہیں

وہ حج کا احرام اپنے گھر ہیں سے باندھیں اور عمرے کا حرم کے باہر جاکر اور افضل مقام عمرے کے احرام کے لیے جعرانہ ہے پھر تنعیم (جہاں سے اب اکثر لوگ عمرے کا احرام باندھا کرتے ہیں وہ مکہ سے تین میل پر ہے اور مسجد عائشہ وہیں ہے) پھر حدیبیہ (روضہ) **عن** ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یھل اھل المدینۃ من ذی الحلیفۃ واھل الشام من الجحفۃ واھل نجد من قرن فقال عبد اللہ اما ھذہ الثلثۃ فقد سمعتھا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ویھل اھل الیمن من یلملم ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مدینہ والے ذو الحلیفہ سے احرام باندھیں اور شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن سے عبد اللہ نے کہا ان تینوں مقاموں کو تو میں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے اور مجھے خبر پہونچی کہ آپ نے یوں فرمایا اور یمن والے یلملم سے احرام باندھیں **ف** یلملم ایک پہاڑ ہے مکہ سے دو منزل پر اب ہند سے جو لوگ جاتے ہیں وہ بھی یہیں سے احرام باندھتے ہیں **عن** جابر قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مھل اھل المدینۃ من ذی الحلیفۃ ومھل اھل الشام من الجحفۃ ومھل اھل الیمن من یلملم ومھل اھل نجد من قرن ومھل اھل المشرق من ذات عرق ثم اقبل بوجھہ للافق وقال اللھم اقبل بقلوبھم جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو خطبہ سنایا تو فرمایا مدینہ والوں کا میقات ذو الحلیفہ ہے (ایک مقام ہے مدینہ سے پانچ یا چھ میل پر) اور شام والوں کا جحفہ ہے اور یمن والوں کا یلملم اور نجد والوں کا قرن اور مشرق والوں کا ذات عرق (وہ ایک مقام ہے مکہ سے مشرق کی جانب دو منزل پر) پھر آپ نے اپنا مونہ آسمان کے کنارے کی طرف کیا (مشرق کیطرف) اور فرمایا یا اللہ انکے دل ایمان کی طرف لگا دے **ف** آپکے وقت میں مشرق کیطرف کفر تھا سو جب سے وہاں کے لوگوں کے لیے دعا کی اللہ تبارک وتعالی نے مشرق والوں کو مسلمان کیا کروڑوں مسلمان ہند میں گذرے جو مکہ سے مشرق کی طرف ہے بعض کہتے ہیں دوسری حدیث میں ہے کہ مشرق سے فتنہ نمود ہوگا اسلیے آپ نے ان لوگوں کے لیے ہدایت کی دعا کی بعض کہتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور مشرق والوں کا میقات حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے معین نہیں کیا حضرت عمر رض نے اسکو مقرر کیا جب عراق فتح کیا اور شافعی نے کہا احتیاط یہ ہے کہ عقیق سے احرام باندھ لیوے (طیبی)

باب الاحرام

احرام کا بیان **عن** ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا ادخل رجلہ فی الغرز واستوت بہ راحلتہ اھل من عند مسجد ذی الحلیفۃ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھتے اور اونٹنی آپکو لیکر سیدھی ہولی تو آپ لبیک پکارتے ذی الحلیفہ کی مسجد کے پاس سے **ف** شافعی کا یہی

قول ہی اور حنفیہ کے نزدیک دوگانہ احرام پڑھکر لبیک پکارے اور مالک کا بھی یہی قول ہے اور سعید بن جبیر نے ابن عباس سے نکالا مینے کہا مجھے تعجب ہے کہ صحابہ نے اس باب مین اختلاف کیا ہے اُنہون نے کہا مین سب سے زیادہ جانتا ہون اسکو آپ نے حج کی لبیک پکاری جب دوگانہ سے فارغ ہوئے بعضون نے اسکو سُنا اور یاد رکھا پھر آپ نے لبیک پکاری جب اونٹ پر سوار ہوئے بعضون نے یہ سُنا اور یاد رکھا اور کہنے لگے آپ نے لبیک پکاری جب اونٹ پر سوار ہوئے پھر جب میدان کی اونچای پر گئے وہان بھی لبیک پکاری بعضون نے اسکو سنا اور کہا کہ آپ نے اسوقت لبیک پکاری اور درحقیقت آپ نے جہان دوگانہ پڑھا وہین لبیک پکاری روایت کیا اسکو ابوداود نے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اِنِّیْ عِنْدَ ثَفِنَاتِ نَاقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ قَائِمَةً قَالَ لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ مَّعًا وَذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ انس بن مالک سے روایت ہی مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹنی کے پاؤن کے پاس تہا شجرہ مین یعنے ذوالحلیفہ مین جب آپ اونٹنی پر سوار ہوئے تو آپ نے فرمایا لبیک بعمرۃ وحجۃ معًا یعنے حاضر ہوتا ہون مین .... تیری درگاہ مین عمرہ اور حج کی ایک ساتھ نیت کرکے اور یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے

باب التلبیۃ لبیک کیونکر کہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ تَلَقَّفْتُ التَّلْبِيَةَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَزِيْدُ فِيْهَا لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ ابن عمر سے روایت ہی مینے لبیک سیکھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مونہہ سے آپ فرماتے تہے لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک اور ابن عمر اس مین بڑہاتے تہے لبیک لبیک لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک لبیک والرغباء الیک والعمل عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَتْ تَلْبِيَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ امام جعفر صادق سے روایت ہی انہون نے اپنے والد امام محمد باقر سے روایت کی انہون نے جابر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لبیک اسطرح پر تہی لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ تَلْبِيَتِهِ لَبَّيْكَ اِلٰهَ الْحَقِّ لَبَّيْكَ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی لبیک مین یون فرمایا لبیک الہ الحق لبیک یعنی حاضر ہوتا ہون تیری خدمت مین اے سچے خدا حاضر ہوتا ہون عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُلَبٍّ

يُلَبِّي إِلَّا لَبَّى مَا عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ مِنْ حَجَرٍ أَوْ شَجَرٍ أَوْ مَدَرٍ حَتَّى تَنْقَطِعَ الْأَرْضُ مِنْ هَهُنَا وَهَهُنَا سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی لبیک کہنے والا لبیک کہے تو اسکی داہنی طرف جتنی چیزیں ہیں پتھر درخت وغیرہ اسیطرح بائیں طرف جتنی چیزیں ہیں وہ سب اس کے ساتھ لبیک کہتے ہیں زمین کی انتہا تک دونوں طرف **باب** رَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّلْبِيَةِ لبیک پکار کر کہنا **عن** خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَانِي جِبْرَئِيلُ فَأَمَرَنِي أَنْ آمُرَ أَصْحَابِي أَنْ يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالْإِهْلَالِ سائب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے حکم دیا مجھ کو میں اپنے اصحاب کو حکم کروں لبیک پکار کر کہنے کا **ف** یہ حکم مردوں کیلئے ہے اور عورت آہستہ سے لبیک کہے شافعی نے کہا کہ لبیک کہنا سنت ہے واجب نہیں ہے نہ شرط ہے صحت حج کی اور اگر کوئی اسکو ترک کرے تو دم لازم نہ آویگا لیکن فضیلت کے خلاف ہے اور بعض حنفیہ نے کہا وہ واجب ہے اگر ترک کرے گا تو دم لازم آویگا اور مالک نے کہا واجب نہیں ہے لیکن اس کی ترک سے دم لازم ہوگا .... اور شافعی اور مالک نے کہا کہ حج کی نیت دل سے کافی ہے اور زبان سے کہنا لازم نہیں اور ابو حنیفہ نے کہا زبان سے لبیک پکارنا ضرور ہے یا ہدی کا ساتھ لیجانا (طیبی) مترجم کہتا ہے حدیث کے موافق یہ طریق ہے کہ غسل کرے پھر خوشبو لگا دے اور احرام کی چادریں اوڑھے اور لبیک پکار کر کہے اگر صرف حج کی نیت ہو تو لبیک بحجۃ کہے اور جو عمرے کی نیت ہو تو لبیک بعمرۃ کہے اگر دونوں کی ایک ساتھ نیت ہو یعنے قران کی تو یوں کہے لبیک بحجۃ وعمرۃ **عن** زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَنِي جِبْرَئِيلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ أَصْحَابَكَ فَلْيَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ فَإِنَّهَا مِنْ شِعَارِ الْحَجِّ زید بن خالد جہنی سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا اے محمد اپنے اصحاب کو حکم کرو کہ لبیک بلند آواز سے کہیں کیونکہ یہ حج کی نشانیوں میں سے ہے یعنے شعائر حج میں سے **ف** اس سے لبیک کا وجوب نکلتا ہے مگر شعائر کے لفظ سے واجب ہونا ضرور نہیں بہت سی چیزیں سنت ہیں پر شعائر میں سے ہیں جیسے اذان وغیرہ **عن** أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ الْعَجُّ وَالثَّجُّ ابوبکر صدیق سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا عج اور ثج یعنے لبیک پکار کر کہنا خون بہانا یعنے قربانی کرنا اللہ کے لیے **باب** الظِّلَالِ لِلْمُحْرِمِ جو شخص احرام باندھے یعنے محرم ہو اسکو برابر لبیک کہنے کی فضیلت **عن** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلعم مَا مِنْ مُحْرِمٍ يَضْحَى لِلَّهِ يَوْمَهُ يُلَبِّي حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ إِلَّا غَابَتْ بِذُنُوبِهِ فَعَادَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی محرم برابر سارے دن لبیک کہتا رہے دن چڑہنے سے سورج ڈوبنے تک تو سورج اسکے گناہ لیکر ڈوبیگا اور وہ ایسا ہو جاویگا جیسے ابہی اسکی ماں نے اس کو جنا یعنے گناہوں سے بالکل صاف ہو جاویگا) **باب الطیب عند الاحرام** احرام کیوقت خوشبو لگانے کا بیان **ف** احرام کی حالت میں تو خوشبو لگانا بالکل درست نہیں ہے لیکن احرام باندہنے وقت خوشبو لگانا سنت ہے اگرچہ یہ خوشبو بدن یا کپڑے میں احرام کے بعد بہی باقی رہے تو کچہ مضائقہ نہیں اور یہی مذہب ہے اہلحدیث کا اور یہی راجح ہے اور اس سے جمع ہو جاتا ہے دلیلوں میں اور امام شوکانی نے شرح منتقی میں اسکی تفصیل کی ہے اور صاحب سبل السلام نے اپنی مناسک میں ایسا ہی نقل کیا ہے حضرت عائشہ کی حدیث سے کہ جب آپنے غسل کیا احرام کا تو حضرت عائشہ نے آپکے خوشبو لگا دی اسمیں مشک بہی تہی آپکے ہاتہوں اور سر میں یہانتک کہ اسکی چمک آپکے مانگوں اور ڈاڑہی میں دکہائی دیتی تہی پہر آپنے ایسا ہی رہنے دیا اور اسکو دہویا نہیں (روضہ) **عن** عائشۃ انہا قالت طیبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاحرامہ قبل ان یحرم ولحلہ قبل ان یفیض قال سفیان بیدی ہاتین ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہی انہوں نے خوشبو لگائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احرام کے لیے احرام باندہنے سے پہلے اور جب آپنے احرام کہولا اسوقت بہی طواف الافاضہ کرنے سے پہلے سفیان کی روایت میں اتنا زیادہ ہی کہ خوشبو لگائی میں نے اپنے ان دونوں ہاتہوں سے **عن** عائشۃ قالت کانی انظر الی وبیص الطیب فی مفارق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو یلبی جناب عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا گویا میں خوشبو کی چمک کو دیکہہ رہی ہوں آنحضرت کی مانگوں میں اور آپ لبیک کہہ رہے تہے **عن** عائشۃ قالت کانی اری وبیص الطیب فی مفرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ثلثۃ وہو محرم حضرت عائشہ سے روایت ہی انہوں نے کہا گویا میں خوشبو کی چمک دیکہہ رہی ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مانگ میں تین دن کے بعد احرام کی حالت میں **ف** اہلحدیث کا عمل انہی حدیثوں پر ہے اور محمد سے منقول ہے کہ ایسی خوشبو لگانا مکروہ ہے جسکا اثر احرام کے بعد باقی رہے اور یہی قول ہے مالک اور شافعی کا اور ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ اگر احرام کے بعد خوشبو کا اثر باقی رہے تو فدیہ واجب ہوگا (لمعات)

باب ما یلبس المحرم من الثیاب محرم کون سے کپڑے پہنے **عن** عبد اللہ بن عمر ان رجلا سال رسول اللہ صلعم ما یلبس المحرم من الثیاب فقال رسول اللہ صلعم لا یلبس القمص ولا العمائم ولا السراویلات ولا البرانس ولا الخفاف الا ان لا یجد نعلین فلیلبس خفین ولیقطعہما اسفل من الکعبین لا تلبسوا من الثیاب شیئا مسہ الزعفران او الورس

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ محرم کونسے کپڑے پہنے آپ نے فرمایا قمیص اور عمامہ اور پائجامہ اور ٹوپی اور موزہ نہ پہنے مگر جس حال میں کہ چپل (جوتہ) نہ ملے تو موزے ہی پہن لیوے لیکن انکو کاٹ ڈالے ٹخنوں سے نیچے (ٹخنے سے مراد یہاں وہ ہڈی ہے جو بیچ قدم بن ہوتی ہے) اور وہ کپڑے نہ پہنے جس میں زعفران یا ورس (ایک رنگ ہے) لگی ہو ف یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا قاضی عیاض نے کہا مسلمانوں کا اجماع ہے اسپر کہ جو چیزیں اس حدیث میں مذکور ہیں محرم انکو نہ پہنے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا بِوَرْسٍ اَوْ زَعْفَرَانٍ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا محرم کو ورس یا زعفران میں رنگا ہوا کپڑا پہننے سے

بَابُ السَّرَاوِیْلِ وَالْخُفَّیْنِ لِلْمُحْرِمِ اِذَا لَمْ یَجِدْ اِزَارًا اَوْ نَعْلَیْنِ

اگر محرم کو تہ بند نہ ملے تو پائجامہ پہن لیوے اسی طرح اگر جوتی نہ ملے تو موزہ پہن لیوے عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ قَالَ ھِشَامٌ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ لَّمْ یَجِدْ اِزَارًا فَلْیَلْبَسْ سَرَاوِیْلَ وَمَنْ لَّمْ یَجِدْ نَعْلَیْنِ فَلْیَلْبَسْ خُفَّیْنِ وَقَالَ ھِشَامٌ فِیْ حَدِیْثِہٖ فَلْیَلْبَسْ سَرَاوِیْلَ اِلَّا اَنْ یَّفْقِدَ ابن عباس سے روایت ہے میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ منبر پر خطبہ پڑھتے تھے تو فرمایا جو کوئی تہ بند نہ پاوے تو پائجامہ پہن لیوے اور جو کوئی جوتی نہ پاوے تو موزے پہن لیوے اور ہشام نے کہا اپنی روایت میں پائجامہ پہن لیوے جب تہ بند نہ ملے ف یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے نکالا اہلحدیث اور شافعی کا عمل اسپر ہے اور ابو حنیفہؒ نے کہا اگر پائجامہ پہننا ضرور پڑے تہ بند نہ ملنے سے تو اسکو پھاڑ کر تہ بند کی طرح کرے اور سیا ہوا اسی حال میں پہنے گا تو اسپر دم لازم ہوگا اور مسلم نے جابر سے نکالا مرفوعاً جو تہ نہ پاوے وہ موزہ پہن لیوے اور جو تہ بند نہ پاوے وہ پائجامہ پہن لے اور احمد اور بخاری اور نسائی اور ترمذی نے نکالا ابن عمر سے مرفوعاً کہ جو عورت محرم ہو وہ نقاب نہ ڈالے (یعنے منہ نہ ڈھانپے) اور دستانے نہ پہنے صحیح کہا اسکو ترمذی نے ابو داؤد اور حاکم اور بیہقی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے وہ کپڑا بھی نہ پہنے جس میں ورس یا زعفران لگی ہو (روضہ) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ یَجِدْ نَعْلَیْنِ فَلْیَلْبَسْ خُفَّیْنِ وَلْیَقْطَعْھُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جوتیاں نہ پاوے وہ موزے پہن لے اور انکو کاٹ ڈالے ٹخنوں کے نیچے

بَابُ التَّوَقِّیْ فِی الْاِحْرَامِ

احرام میں کن باتوں سے بچنا چاہیے عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِالْعَرْجِ نَزَلْنَا فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ وَعَائِشَةُ اِلَى جَنْبِهِ وَاَنَا اِلَى جَنْبِ اَبِيْ بَكْرٍ وَكَانَتْ زِمَالَتُنَا وَزِمَالَةُ اَبِيْ بَكْرٍ وَاحِدَةً مَعَ غُلَامِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ فَطَلَعَ الْغُلَامُ وَلَيْسَ مَعَهُ بَعِيْرُهُ فَقَالَ لَهُ اَيْنَ بَعِيْرُكَ قَالَ اَضْلَلْتُهُ الْبَارِحَةَ قَالَ مَعَكَ بَعِيْرٌ وَاحِدٌ تُضِلُّهُ قَالَ فَطَفِقَ يَضْرِبُهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اُنْظُرُوْا اِلَى هٰذَا الْمُحْرِمِ مَا يَصْنَعُ اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے حج میں جب پہنچے عرج (ایک مقام کا نام ہے) تو وہاں اترے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے اور حضرت عائشہ آپ کے بازو بیٹھیں اور میں ابوبکر کے بازو بیٹھی اور ہمارا اور ابوبکر کا اور انکے غلام کا ایک اونٹ تھا (جس پر یہ تینوں سوار ہوتے تھے) اتنے میں غلام آیا اور اسکے پاس اونٹ نہ تھا ابوبکر نے اس سے پوچھا تیرا اونٹ کہاں ہے وہ بولا رات کو گم ہو گیا یہ ابوبکر نے کہا تیرے ساتھ ایک ہی اونٹ تھا اسکو تو نے گما دیا (حالانکہ ایک اونٹ کی حفاظت سہل تھی) پھر ابوبکر اسکو مارنے لگے غصے سے اور یہ غصہ بجا تھا کہ سفر کی حالت میں سواری کا اونٹ گما دیا) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے اس محرم کو دیکھو کیا کر رہا ہے **ف** یعنے مارپیٹ لڑائی جھگڑا احرام کی حالت میں یہ باتیں منع ہیں

بَابُ الْمُحْرِمِ يَغْسِلُ رَاْسَهُ محرم اپنا سر دھو سکتا ہے

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا بِالْاَبْوَاءِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاْسَهُ وَقَالَ الْمِسْوَرُ لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاْسَهُ فَاَرْسَلَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ اِلَى اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ اَسْاَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يَسْتَتِرُ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قُلْتُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُنَيْنٍ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ اَسْاَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَاْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ فَوَضَعَ اَبُوْ اَيُّوْبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَاْطَاَهُ حَتّٰى بَدَا لِيْ رَاْسُهُ ثُمَّ قَالَ لِاِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ اُصْبُبْ فَصَبَّ عَلَى رَاْسِهِ ثُمَّ حَرَّكَ رَاْسَهُ بِيَدَيْهِ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ عبد اللہ بن حنین سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عباس اور مسور بن مخرمہ نے اختلاف کیا ابوا میں (وہ ایک مقام ہے) ابن عباس نے کہا محرم اپنا سر دھو سکتا ہے مسور نے کہا نہیں دھو سکتا آخر ابن عباس نے مجھ کو بھیجا ابوایوب انصاری پاس یہ بات پوچھنے کو میں نے دیکھا وہ غسل کر رہے ہیں دو لکڑیوں کے بیچ میں ایک کپڑے کی آڑ میں میں نے انکو سلام کیا انہوں نے کہا کون ہے میں نے کہا میں عبد اللہ بن حنین ہوں مجھکو ابن عباس نے تمہارے پاس بھیجا ہے پوچھنے کو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم احرام کی حالت میں اپنا سر کیسے دھوتے تھے یہ سنکر ابوایوب نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھا (جو آڑ تھا) اور اسکو جھکایا یہاں تک کہ انکا سر مجھکو دکھلائی

دینے لگا پھر انہوں نے ایک آدمی سے کہا جو انپر پانی ڈالتا تھا پانی ڈال اُس نے پانی ڈالا انہوں نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو ہلایا (یعنے ملا) ہاتھوں کو آگے سے لیگئے پیچھے سے لائے پھر کہا کہ مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا احرام کی حالت میں۔ **ف** احرام کی حالت میں صرف پانی سے سر دھونا جائز ہے لیکن خوشبو کا مصالح نہ لگاوے نہ اور کوئی چیز جس سے جوئیں مرین نہ اتنا زور سے رگڑے کہ جوؤں کے مرنیکا ڈر ہو **باب** المحرمۃ تسدل الثوب علی وجھھا محرمہ عورت اگر اپنے مونہ پر کپڑا لٹکا دے لیکن مونہہ سے دور رکھے احرام کی حالت میں تو جائز ہے **عن** عائشۃ قالت کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونحن محرمون فاذا لقینا الراکب اسدلنا ثیابنا من فوق رؤسنا فاذا جاوز نا رفعناھا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے احرام کی حالت میں جب ہم کو (راہ میں) کوئی سوار ملتا تو ہم اپنے کپڑے اپنے سروں پر ڈالتے پھر جب وہ سوار آگے (نکل جاتا) تو ہم مونہ کھولدیتے **ف** احرام کی حالت میں عورت کو بھی مونہہ کھلا رہنا چاہیے لیکن اگر لکڑیاں وغیرہ باندھکر کپڑا مونہہ پر لٹکادے اسطرح سے کہ کپڑا مونہہ سے دور رہے یا ضرورت کے وقت لٹکا دے پھر منہ کھولدیوے تو جائز ہے جیسے اس حدیث میں مذکور ہوا **عن** عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنحوہ حضرت عائشہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **باب** الشرط فی الحج حج میں شرط لگانا جائز ہے **عن** ابی بکر بن عبد اللہ بن الزبیر عن جدتہ قال لا ادری اسماء بنت ابی بکر او سعدی بنت عوف ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل علی ضباعۃ بنت عبد المطلب فقال ما یمنعک یا عمتاہ من الحج فقالت انا امرأۃ سقیمۃ وانا اخاف الحبس قال فاحرمی واشترطی ان محلک حیث حبست اسماء بنت ابی بکر یا سعدی بنت عوف سے روایت ہے (اسماء تو دادی ہیں ابو بکر بن عبد اللہ کی اور یہ نانی ہونگی) کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ضباعہ بنت عبد المطلب (اپنی پھوپھی) پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے پھوپھی تم حج کیوں نہیں کرتیں انہوں نے کہا میں ایک بیمار عورت ہوں اور مجھے ڈر ہے کہ رہ جاؤں (حج کرنے میں بیماری کیوجہ سے اور حج پورا نہو سکے) آپ نے فرمایا تو احرام باندھ لو اور شرط کر لو کہ جہاں میں رہجاؤں (بیماری کیوجہ سے) وہیں احرام کھولڈالونگی اور حلال ہو جاؤنگی + **ف** معلوم ہوا کہ مرض کیوجہ سے حصار ہو سکتا ہے **عن** ضباعۃ قالت دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا شاکیۃ فقال اما تریدین الحج العام قلت انی لعلیلۃ یا رسول اللہ قال حجی وقولی محلی حیث تحبسنی ضباعہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس آئے اور میں بیمار تھی آپ نے فرمایا تم اس سال حج کا قصد نہیں کرتیں مینے کہا یا رسول اللہ میں بیمار ہوں آپ نے فرمایا حج کرلے اور احرام

کے وقت) یون کہہ لے کہ جہان تو مجھے روک دیگا وہین مین احرام کھولڈالون گی عَنِ ابنِ عبَّاسٍ قَالَ جَاءَتْ ضُبَاعَةُ بِنتُ الزُّبَيرِ بنِ عَبدِ المُطَّلِبِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّي امْرَأَةٌ ثَقِيلَةٌ وَاِنِّي اُرِيدُ الحَجَّ فَكَيفَ اُهِلُّ قَالَ اَهِلِّي وَاشْتَرِطِي اَنَّ مَحِلِّي حَيثُ حَبَستَنِي ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ضباعہ بنت زبیر بن عبد المطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئین اور عرض کیا یا رسول اللہ مین بیمار ہون اور حج کا ارادہ رکھتی ہون مین کیونکر احرام باندھون آپنے فرمایا احرام باندھ لے اور شرط کرلے کہ جہان تو مجھے روک دیگا وہین مین احرام کھولڈالونگی

باب دُخُولِ الحَرَمِ حرم مین داخل ہونیکا بیان عَن عَبدِ اللهِ بنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتِ الاَنبِيَاءُ تَدخُلُ الحَرَمَ مُشَاةً حُفَاةً وَيَطُوفُونَ بِالبَيتِ وَيَقضُونَ المَنَاسِكَ حُفَاةً مُشَاةً عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے پیغمبر لوگ حرم مین پاؤن سے چلتے ہوئے ننگے پاؤن آتے تھے اور بیت اللہ کا طواف کرتے تھے اور سارے حج کے ارکان پیدل ننگے پاؤن ادا کرتے تھے (ادب سے نہ سوار ہوتے تھے نہ جوتیان پہنتے تھے) **ف** بعض بزرگون سے منقول ہے کہ انہون نے ایک ہی بار حج کیا تھا لوگون نے کہا آپ دوبارہ حج نہین کرتے انہون نے کہا مجھکو مکہ مین بہت تکلیف ہوتی ہے پاخانہ اور پیشاب کی لیے حرم کے باہر کوسون جانا پڑتا ہے سبحان اللہ کیا ادب تھا حرم محترم کا اب بھی حاجی کو لازم ہے کہ جب حرم کی سرحد آوے تو سواری پر سے اتر پڑے اور پیدل ننگے پاؤن بڑی عاجزی سے چلے بڑے شہنشاہ کے دربار مین جاتا ہے جسقدر عجز کرے زیبا ہے

باب دُخُولِ مَكَّةَ مکہ مین داخل ہونے کا بیان عَنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدخُلُ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ العُليَا وَاِذَا خَرَجَ خَرَجَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفلَى ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مین داخل ہوتے تھے بلندی کی راہ سے اور جب نکلتے تھے تو نشیبی راہ کی طرف سے نکلتے (بلندی کا جانب وہ ہے جدہر جنۃ المعلی واقع ہے اور ذی طوی بھی ادہر ہی ہے) عَنِ ابنِ عُمَرَ رض اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ نَهَارًا ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن کو مکہ مین گئے عَن اُسَامَةَ بنِ زَيدٍ قَالَ قُلتُ يَا رَسُولَ اللهِ اَينَ تَنزِلُ غَدًا وَذٰلِكَ فِي حَجَّتِهِ قَالَ وَهَل تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنزِلًا ثُمَّ قَالَ نَحنُ نَازِلُونَ غَدًا بِخَيفِ بَنِي كِنَانَةَ يَعنِي المُحَصَّبَ حَيثُ قَاسَمَت قُرَيشٌ عَلَى الكُفرِ وَذٰلِكَ اَنَّ بَنِي كِنَانَةَ حَالَفَت قُرَيشًا عَلٰى بَنِي هَاشِمٍ اَن لَا يُنَاكِحُوهُم وَلَا يُبَايِعُوهُم قَالَ مَعمَرٌ قَالَ الزُّهرِيُّ وَالخَيفُ الوَادِي اسامہ بن زید سے روایت ہے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کل آپ (جب مکہ مین پہونچین گے) کہان اترین گے یہ آپنے حج مین فرمایا تو آپنے فرمایا بہلا عقیل نے ہمارے لیے کوئی مکان چھوڑا ہے **ف** یعنے ابوطالب کے کل مکانات

اور جائداد اونہون نے بیچکر کہالی اور ایک مکان بہی باقی نرکہا کہ ہم اس مین اترتے جب علی اور جعفر اور ابوطالب کے بیٹے
مسلمان ہوگئے اور انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ مدینہ کو ہجرت کی تو عقیل اور طالب دو بہائی جو ابہی
تک کافر تہے مکہ مین رہگئے اور ابوطالب کی کل جائداد اونہون نے لے لی علی اور جعفر کو اس مین سے کچہ حصہ نہ ملا کیونکہ
وہ دونو مسلمان ہوگئے تہے اور مسلمان کافر کا وارث نہین ہوتا **ف** پہر فرمایا ہم کل بنی کنانہ کے خیف یعنے
محصب مین اترینگے **ف** جہان پر ابوطالب یعنے ہاشم اور بنی مطلب کو لیکر چہپ گئے تہے اور آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی پناہ مین لیلیا تہا اور قریش کے کافرون نے عہدنامہ لکہا تہا کہ ہم بنی ہاشم اور بنی مطلب
سے نہ بیاہ شادی کرینگے نہ اور کوئی معاملہ اور اسکا قصہ طویل ہے مذکور ہے سیر کی کتابون مین **ف** جہان
قریش نے قسم کہائی تہی کفر پر یعنے بنی کنانہ نے قریش سے حلف لی تہی کہ بنی ہاشم سے نہ نکاح کرین نہ ان سے
بیع وشرا کرین زہری نے کہا خیف وادی کو کہتے ہین **باب** اسْتِلَامِ الْحَجَرِ حجر اسود کو چومنا **عن**
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ رَأَيْتُ الْأُصَيْلِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَيَقُولُ إِنِّي لَأُقَبِّلُكَ وَإِنِّي
لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ
عبداللہ بن سرجس سے روایت ہے مین نے اصیلع کو دیکہا یعنے حضرت عمر کو (اصیلع تصغیر ہے اصلع کی اصلع اسکو
کہتے ہین جسکے آگے کے سر کے بال اوگنا موقوف ہوگئے ہون اور یہ تصغیر ترحم اور شفقت کے لیے ہے) وہ حجر اسود
کو چومتے تہے اور کہتے تہے مین تجہے چومتا ہون اور بیشک مین جانتا کہ تو ایک پتہر ہے جو نہ نقصان پہونچا
سکتا ہے نہ نفع اور اگر مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکہا ہوتا تجہکو چومتے ہوئے تو مین تجہکو نہ چومتا
ف کیونکہ پتہر کا چومنا ہماری شریعت مین جائز نہین ہوا اسلیے کہ اس مین مشابہت ہے کفار کی وہ چومتے ہین
بتون کو اور تصویرون اور پتہرون کو اور حجر اسود کا چومنا خاص کیا گیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے فعل کے سبب سے اسیطرح عالم دیندار کے ہاتہہ کا چومنا یہ بہی جائز ہے ایک حدیث سے کہ صحابہ نے آنحضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتہہ اور پاون چومے جب حجر اسود کے چومنے مین جو کعبہ کا ایک جزو ہے حضرت عمر رضے
اللہ عنہ نے یہ کہا کہ اگر مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکہا ہوتا تجہکو چومتے ہوئے تو مین نہ چومتا تو اور
قبرون یا مزارون کا چومنا کیونکر جائز ہوگا طیبی نے کہا حضرت عمر نے یہ اسلیے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت اور شرک کا قریب
گذرا تہا ایسا نہو کہ بعضے کچے مسلمان حجر اسود کے چومنے سے دہوکا کہا دین اور حجر اسود کو یہ سمجہین کہ
اس مین کچہ قدرت یا اختیار ہے جیسے مشرک بتون کو خیال کرتے تہے تو بیان کردیا کہ حجر اسود ایک پتہر ہے

اس مین کچہ بہی اختیار اور قدرت نہین اور اسکا چومنا محض آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا اور پیروی کے لیے
ہے دوسری روایت مین یہہ ہی کہ جب حضرت عمر نے یہ فرمایا تو حضرت علی نے فرمایا کہ نہین یہ پتہر نقصان اور نفع پہونچا دیگا
کیونکہ مین نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تہے قیامت کے دن یہ پتہر آویگا اسکی دو زبانین ہونگی
اور وہ گواہی دیویگا اپنی ہر ایک چومنے والے کے لیے مگر حضرت علی کی اس کلام سے حضرت عمر کا کلام باطل نہین ہوتا
کیونکہ انہون نے پتہر کی حالت موجودہ کی نسبت گفتگو کی یعنے دنیا مین وہ ایک پتہر ہے اور پتہرون کیطرح اس مین نہ
احساس ہے نہ عقل اور یہ صحیح ہے اور آخرت مین جب اسکی دو زبانین ہونگی تو اسوقت وہ پتہر نہ رہیگا بہرحال یہ ارشاد
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بڑی دلیل ہے اہل توحید اور متبعین سنت کی اور اس مین رد ہے ان اہل بدعات کا جو قبرون
اور جہنڈون اور شدون اور مزارون کو بوسے دیتے ہین یہ فعل بیشک بدعت ہے کس لیے کہ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے ایسا منقول ہے نہ صحابہ نہ اور سلف صالحین سے کہ اونہون نے کبہی کسی قبر کو بوسہ دیا ہو **عن** ابن عباس رض
يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليأتين هذا الحجر يوم القيامة وله عينان يبصر بهما و
لسان ينطق به يشهد على من يستلمه بحق ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
یہ پتہر یعنے حجر اسود قیامت کے دن آویگا اسکی دو آنکہین ہونگی جن سے وہ دیکہتا ہوگا اور ایک زبان ہوگی جس سے
وہ بات کریگا اور گواہی دیوے گا اسکے لیے جس نے اسکو چوما حق کے ساتہہ **ف** یعنے ایمان کے ساتہہ اس سے
وہ مشرک نکل گئے جنہون نے حجر اسود کو چوما شرک کی حالت مین انکے لیے اسکا چومنا کچہ مفید نہ ہوگا اسلیے کہ کفر کے
ساتہہ کوئی عبادت نفع نہین کرتی **عن** ابن عمر قال استقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم الحجر ثم
وضع شفتيه عليه يبكي طويلا ثم التفت فاذا هو بعمر بن الخطاب يبكي فقال يا عمر ههنا تسكب
العبرات ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود کی طرف مونہہ کیا پہر اپنے ہونٹ
اسپر رکہدیے اور بڑی دیر تک روتے رہے پہر ایک طرف نگاہ کی دیکہا تو عمر بن خطاب ہین وہ بہی رو رہے تہے
آپنے فرمایا اے عمر اس جگہہ آنسو بہانا چاہیے **ف** یعنے اپنے مالک سے رو کر عاجزی سے مانگنا چاہیے کیونکہ یہ جگہہ
ہے دعا قبول ہونیکی **عن** عبد الله قال لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم يستلم من اركان البيت
الا الركن الاسود والذي يليه من نحو دور الجمحيين ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ
کعبہ کے چارون کونون مین سے کسیکو نہ چہوتے مگر حجر اسود کو اور جو کونا اسکے قریب ہے (یعنے رکن یمانی کو) بنی جمح
کے گہرون کیطرف **ف** یہ لوگ شاید اس زمانہ مین ادہر رہتے ہونگے یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے

روایت کیا ابن عمر سے کہ مین نے ارکان مین سے کسی رکن کو نہین دیکھا جس کو حضرت مس کرتے ہون (طواف مین) اسوا یمانی رکنون کی اور احمد اور نسائی نے ابن عمر سے نکالا مرفوعاً کہ رکن یمانی اور حجر اسود کا چھونا گناہون کو میٹ دیتا ہے بالکل اسکی اسناد مین عطا ابن السائب ہے اور بخاری نے تاریخ مین اور ابو یعلےٰ نے ابن عباس سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوسہ دیتے تھے رکن یمانی کا اسکی اسناد مین عبداللہ بن مسلم بن ہرمز ضعیف ہے اور جس وقت حجر اسود یا رکن یمانی کو آپ استلام کرتے تو فرماتے بسم اللہ واللہ اکبر اور جب حجر اسود پاس آتے اللہ اکبر کہتے اور آپ سے کوئی معین دعا طواف مین منقول نہین ہوئی مگر ابو داؤد اور ابن حبان نے نکالا کہ آپ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ کہتے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اور طواف مین فرماتے اللہم قنعنی بما رزقتنی وبارک لی فیہ واخلف علی کل غائبۃ لی بخیر یہ حاکم نے نکالا اور مصنف ابن ابی شیبہ مین یہ دعا مروی ہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر اور یہ مقام دعا کا مقام ہے تو جو دعا چاہے مانگے اور رکن یمانی اور حجر اسود کی تخصیص کیوجہ استلام مین یہ ہے کہ وہ اسی مقام پر باقی ہین جہان حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنائی تھی باقی دونون رکنون کا مقام جاہلیت والون نے بدل ڈالا ہے (وحیدی)

مترجم کہتا ہے ہمارے زمانہ مین جو مطوفون نے یہ نکالا ہے کہ ہر ایک پھیرے مین ایک خاص دعا معین کرتے ہین اسکی اصل حدیث سے کچھ نہین ہے اور نہ ان دعاؤن کا پڑھنا ضرور ہے جو دعائین چاہے وہ آدمی پڑھ سکتا ہے

باب مَنِ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ بِمِحْجَنِهِ حجر اسود کو مس کرنا لکڑی سے **ف** طواف کرنیوالے کو اختیار ہے کہ تین باتون مین سے جو ممکن ہوسکے کر لے ہر ایک کافی ہے حجر اسود کا چومنا یا اسپر ہاتھ لگا کر اپنا ہاتھ چومنا یا لکڑی سے اسکی طرف اشارہ کرنا اور بعضون نے کہا صرف ہاتھ سے اشارہ کرنا یعنے دونو ہاتھ اوٹھانا جب حجر اسود کے سامنے آوے اگر چومنا اور چھونا ہجوم کی وجہ سے نہ ہوسکے اور ہر حال مین لوگون کو ایذا دینا اور دھکیلنا منع ہے جیسے اس زمانہ مین قوی لوگ کرتے ہین یا عورات کے بیچ مین گھسنا امام احمد نے حضرت عمر سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا اے عمر تو ایک قوی شخص ہے تو مت ستا حجر اسود پر ضعیف کو اگر جگہ خالی پاوے تو چوم لے اور نہین تو اسکے سامنے منہ کر اور تہلیل و تکبیر کر اسکی اسناد مین ایک راوی مجہول ہے **عَنْ** صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ لَمَّا اطْمَأَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ طَافَ عَلَى بَعِيْرِهِ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ بِيَدِهِ ثُمَّ دَخَلَ الْكَعْبَةَ فَوَجَدَ فِيْهَا حَمَامَةَ عِيْدَانٍ فَكَسَرَهَا ثُمَّ قَامَ عَلَى بَابِ الْكَعْبَةِ فَرَمَى بِهَا وَأَنَا أَنْظُرُ

صفیہ بنت شیبہ سے روایت ہے جب آپکو اطمینان ہوا جس سال مکہ فتح ہوا تو آپ نے طواف کیا ایک اونٹ پر سوار ہوکر

لوگوں کی ہجوم کی وجہ سے اور یہ جائز ہے یعنی طواف سوار ہو کر کرنا اگر موقع ملے بلکہ سنت ہے) آپ حجر اسود کا استلام کرتے تھے ایک لکڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی پھر آپ کعبہ کے اندر گئے وہاں آپ نے ایک صورت دیکھی کبوتر کی جو لکڑیوں سے بنی ہوئی تھی آپ نے اسکو توڑ ڈالا (پھر ایک جاندار کی صورت کو جب مسلمان پاوے تو ایسا ہی کرنا چاہیے) پھر آپ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور اسکو پھینک دیا میں دیکھ رہی تھی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں ایک اونٹ پر سوار رہکر طواف کیا آپ حجر اسود کا استلام کرتے تھے ایک لکڑی سے عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عَلَى رَاحِلَتِهِ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنِهِ وَيُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ ابو الطفیل عامر بن واثلہ سے (جو سب صحابہ کے بعد مرے) روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور حجر اسود کا استلام کرتے تھے ایک لکڑی سے اور لکڑی کو چوم لیتے (استلام کے معنے چھونا یعنے لکڑی سے حجر اسود کو چھوا کر اسکو بوسہ دیتے) بَابُ الرَّمَلِ حَوْلَ الْبَيْتِ طواف میں رمل کرنا ف وہ یہ ہے کہ ذرا دوڑ کر مونڈھے ہلاتے ہوئے چلنا جیسے بہادر اور زوردار سپاہی چلتے ہیں پہلے اول کے تین پھیروں میں کرتے ہیں اور سبب اسکا صحیحین کی روایت میں مذکور ہے کہ جب آنحضرتؐ اور آپ کے اصحاب مکہ میں آئے تو مشرکین نے کہا کہ یہ لوگ مدینہ کے بخار سے ناتوان ہو گئے ہیں آپ نے حکم دیا صحابہ کو تین پھیروں میں رمل کرنے کا تاکہ مشرکین کو یہ معلوم کرائیں کہ مسلمان ناتوان نہیں ہوئے ہیں بلکہ طاقتور ہیں پھر یہ سنت قائم رہی اسلام کی ترقی کے بعد بھی اور قیامت تک قائم رہیگی پس رمل کی مشروعیت اصل میں مشرکوں کے ڈرانے کے لیے ہوئی اور صاحب روضہ نے گمان کیا کہ طواف کی مشروعیت اسلیے ہوئی یہ سہو ہے طواف تو پہلے سے شایع تھا اور سنت ابراہیمی تھا عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ رَمَلَ ثَلَاثَةً وَمَشَى أَرْبَعَةً مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خانہ کعبہ کا پہلا طواف کرتے (یعنے طواف القدوم) تو تین پھیروں میں رمل کرتے اور چار پھیرے معمولی چال سے کرتے حجر اسود سے پھیرا شروع کرتے اور حجر اسود پر تمام کرتے اور ابن عمر بھی رمل کیا کرتے ف طواف میں کل سات پھیرے ہیں اسپر سب کا اتفاق ہے لیکن اختلاف ہے طواف القدوم میں جمہور اسکو فرض کہتے ہیں اور ابو حنیفہ کے نزدیک سنت ہے اور شافعی کے نزدیک وہ مثل تحیۃ المسجد کے ہے اور حق جمہور کا قول ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا ولیطوفوا بالبیت العتیق (روضہ)

عن جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم رمل من الحجر الى الحجر ثلاثا ومشى اربعا جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمل کیا حجر اسود سے لیکر حجر اسود تک تین پھیروں میں اور باقی چار پھیرے معمولی چال سے کیے عن عمر يقول فيم الرملان الان وقد اطأ الله الاسلام ونفى الكفر واهله وايم الله ما ندع شيئا كنا نفعله على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم حضرت عمر کہتے تھے اب ان دونوں رملوں سے (ایک طواف میں دوسرے سعی میں) کیا فائدہ ہے اب تو اللہ سبحانہ وتعالی نے اسلام کو قوی کر دیا اور کفر کو دور کر دیا قسم اللہ کی ہم تو کوئی بات چھوڑنے والے نہیں جسکو کیا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ف اگرچہ اب اس کی علت نہ رہی ہو کیونکہ ہمکو حکم ہے حضرتؐ کی پیروی کا نہ علتیں دیکھنے کا یہ حضرت عمر نے گویا ایک قاعدہ بتا دیا کہ شرع کی جس بات کی ہمکو حکمت معلوم نہ ہو اسکو چھوڑیں مت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اور تابعداری ہی سب حکمتوں سے بڑھکر ہے عن ابن عباس قال قال النبي صلى الله عليه وسلم لاصحابه حين ارادوا دخول مكة في عمرتهم بعد الحديبية ان قومكم غدا سيرونكم فليرونكم جلدا فلما دخلوا المسجد استلموا الركن ورملوا والنبي صلى الله عليه وسلم معهم حتى اذا بلغوا الركن اليماني مشوا الى الركن الاسود ففعل ذلك ثلاث مرات ثم مشى الاربع ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے اصحاب سے جب وہ مکہ میں داخل ہونے لگے عمرہ کرنے کے لیے حدیبیہ کے دوسرے سال کہ تمہاری قوم کے لوگ کل تمکو دیکھیں گے تو چاہیے کہ وہ تم کو چست اور چالاک دیکھیں خیر جب یہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے تو انہوں نے حجر اسود کو چوما پھر لگے رمل کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کے ساتھ تھے جب رکن یمانی پاس پہونچے تو پھر حجر اسود تک معمولی چال سے چلے پھر رمل کرنے لگے پھر جب رکن یمانی پر پہونچے (تو حجر اسود تک معمولی چال سے چلے تین بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا یعنی رمل کیا) پھر چار پھیرے ان میں معمولی چال سے چلے

باب الاضطباع

اضطباع کا بیان ف وہ یہ ہے کہ چادر کو دونوں طرف سے بغلوں کے نیچے سے لیجاوے اور کاندھوں پر ڈال لے تاکہ دونوں بازو کھلے رہیں یہ بھی ایک علامت ہے شجاعت اور بہادری کی جیسے رمل عن يعلى ان النبي صلى الله عليه وسلم طاف مضطبعا قال قبيصة وعليه برد یعلے سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طواف کیا اضطباع کر کے۔ قبیصہ نے کہا آپ ایک چادر اوڑھے تھے

باب الطواف بالحجر

حطیم کو طواف میں داخل کرنا (یعنی اسکے پرے سے دورہ کرنا) عن عائشة قالت سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الحجر فقال هو من البيت قلت ما منعهم ان يدخلوه فيه قال عجزت بهم النفقة قلت فما شأن بابه مرتفعا

لا یصعد الیہ الا بسلم قال ذلک فعل قومک لیدخلوہ من شاءوا او یمنعوہ من شاءوا ولولا ان قومک حدیث عھد بکفر مخافۃ ان تنفر قلوبھم لنظرت ھل اغیرہ فادخل فیہ ما انتقص منہ وجعلت بابہ بالارض

حضرت عائشہ سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حطیم کو پوچھا آپ نے فرمایا وہ کعبہ میں داخل ہے میں نے کہا پھر لوگوں نے اسکو باہر کیوں رہنے دیا آپ نے فرمایا ان کے پاس خرچ نہیں رہا تھا (یعنے حلال مال) میں نے کہا کعبہ کا دروازہ اتنا اونچا کیوں بنایا کہ بغیر سیڑھی کے اسپر چڑھ نہیں سکتے آپ نے فرمایا یہ بھی تیری قوم کے لوگوں نے (یعنے قریش نے) کیا اسلیے کہ جس کو چاہیں اندر لیجاویں اور جسکو چاہیں روک دیں اور اگر تیری قوم کا زمانہ نیا نہ ہوتا کفر کا (یعنے کفر کا زمانہ ابھی قریب گذرا ہے ایسا نہ ہو میں کعبہ کو توڑوں اور وہ کچھ اور سمجھیں ایمان سے پھر جاویں) اور ڈر نہ ہوتا کہ انکے دلوں میں نفرت پیدا ہوگی (کعبہ توڑنے سے) تو تو دیکھتی میں اسکو کیسا بدلتا اور جو اس میں کمی ہوا وسکو پورا کرتا اور اس کا دروازہ زمین پر بناتا **ف** یعنے نیچا کہ جس کا جی چاہے بغیر سیڑھی کے اندر چلا جاوے دوسری روایت میں ہے میں اسکے دو دروازے کرتا ایک شرقی ایک غربی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعضا کام مصلحت کا ہوتا ہے لیکن اُس میں فتنہ کا خوف ہو تو اسکو ترک کرنا جائز ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفا کے عہد میں کعبہ ایسا ہی رہا اور جیسا آپ چاہتے تھے ویسا بنانے کی فرصت نہیں ہوئی عبداللہ بن زبیر نے اپنے حکومت میں کعبہ کو اسیطرح بنایا جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا لیکن حجاج مردود نے جب عبداللہ بن زبیر کو شہید کیا تو ضد سے پھر کعبہ کو توڑ کر ویسا ہی کر دیا جیسا جاہلیت کے زمانہ میں تھا خدا اُس سے سمجھے بھلا شریعت کے کام میں کیا ضد تھی مجھے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حجاج مردود سچا مسلمان بھی نہ تھا خیر پھر اسکے بعد ہارون رشید نے اپنی خلافت میں امام مالک سے سوال کیا کہ اگر آپ کہیے تو میں کعبہ کو پھر توڑ کر جیسا ابن زبیر نے بنایا تھا ویسا ہی کر دوں انھوں نے کہا اب کعبہ کو کھلونا مت کر بادشاہوں کا نہیں تو اسکی وقعت لوگوں کے دلوں سے جاتی رہے گی۔ غرض افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ تک کعبہ اسیحال پر قائم ہے جیسے حجاج دشمن خدا نے بنایا تھا باوجودیکہ ہجرت سے (۱۳۱۰) سال گذر چکے ہیں اور معلوم نہیں ہوتا کہ سلاطین عثمانیہ نے کیوں کعبہ کو حدیث نبوی کے موافق نہیں بنایا اگر بنا دیتے تو کوئی قباحت نہوتی امید ہے کہ جناب مہدی علیہ السلام اپنے زمانہ میں کعبہ کو جناب نبوی کے منشا کے موافق درست کریں واللہ الموفق **باب فضل الطواف** طواف کی فضیلت کا بیان **عن** عبد اللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من طاف بالبیت وصلی رکعتین کان کعتق رقبۃ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی طواف

کرے خانہ کعبہ کا اور دو رکعتیں پڑھے یعنے دوگانہ طواف) تو ایسا ثواب ہے جیسے ایک بردہ آزاد کیا **عن** ھشام نےسال
عطاء بن ابی رباح عن الرکن الیمانی وھو یطوف بالبیت فقال عطاء حدثنی ابوھریرۃ ان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال وکل بہ سبعون ملکا فمن قال اللھم انی اسئلک العفو والعافیۃ فی الدنیا والاخرۃ
ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار قالوا امین فلما بلغ الرکن الاسود قال
یا ابا محمد ما بلغک فی ھذا الرکن الاسود فقال عطاء حدثنی ابوھریرۃ انہ سمع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول من فاوضہ فانما یفاوض ید الرحمن قال لہ ابن ھشام یا ابا محمد فالطواف
قال عطاء حدثنی ابوھریرۃ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من طاف بالبیت سبعا ولا یتکلم
الا بسبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ محیت عنہ عشر
سیئات وکتبت لہ عشر حسنات ورفع لہ بھا عشرۃ درجات ومن طاف فتکلم وھو فی تلک الحال خاض
فی الرحمۃ برجلیہ کخائض الماء برجلیہ ابن ہشام نے عطا بن ابی رباح سے پوچھا رکن یمانی کو وہ طواف کر
رہے تھے خانہ کعبہ کا تو عطا نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی ابوہریرہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رکن
یمانی پر ستر فرشتے معین ہیں جو کوئی کہے اللھم انی اسالک العفو والعافیۃ فی الدنیا والآخرۃ ربنا آتنا فی الدنیا
حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار تو یہ فرشتے آمین کہتے ہیں جب عطا حجر اسود پر پہونچے تو ابن ہشام نے کہا
اے ابو محمد تمکو حجر اسود کے باب میں کیا پہونچا انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ابوہریرہ نے انہوں نے سنا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی چھوئے اسکو وہ گویا اللہ کا ہاتھ چھو رہا ہے (کیونکہ
دوسری حدیث میں ہے کہ حجر اسود اللہ کا داہنا ہاتھ ہے زمین میں یہ تشبیہ ہے یعنے وہ معظم اور مکرم ہے اور اسی لیے
اسکا بوسہ دینا ثواب ہے) ابن ہشام نے کہا اے ابو محمد طواف کے باب میں کیا آیا ہے انہوں نے کہا مجھ سے حدیث
بیان کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو
کوئی سات بار طواف کرے بیت اللہ کا اور طواف میں بات نہ کرے (اگرچہ طواف میں بات کرنا مباح ہے مگر نہ
کرنا بہتر ہے اور مستحب ہے اور باوضو ہونا ضرور ہے اہلحدیث اور شافعی کے نزدیک اسیطرح ستر عورت بھی طواف
میں ضرور ہے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ طواف بیت اللہ کا نماز ہے) مگر یہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا
اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ تو اسکی دس برائیاں میٹ دیجاوینگی اور دس نیکیاں اسکے لیے لکھی
جاوینگے اور دس درجے اسکے بلند کیے جاوینگے اور جو کوئی طواف میں بات کرے تو اسکی پاؤں رحمت میں

ڈوب جاوینگی جیسے کسی کے پاؤن پانی مین ڈوبے ہون ف کیونکہ طواف مین آدمی پاؤن سے چلتا ہے تو پاؤن
گویا رحمت مین ڈوبتے ہین اب اگر طواف مین بات نہ کی اور ذکر الٰہی کرتا رہا تو سارا بدن گویا مستفید ہوا اور پورا فائدہ
حاصل ہوا اگر بات کی تو گویا طواف ناقص رہا پاؤن کو رحمت لگی اور باقی جسم محروم رہا اور بعضون نے کہا بات کرنی
سے یہان مراد وہی سبحان اللہ کہنا ہے اور یہ دوسری فضیلت ہے طواف کرنیوالے کی باب الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ
الطَّوَافِ طواف کے دوگانے کا بیان عَنِ الْمُطَّلِبِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ
مِنْ سَبْعِهِ جَاءَ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِالرُّكْنِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فِي حَاشِيَةِ الْمَطَافِ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطُّوَافِ
أَحَدٌ قَالَ ابْنُ مَاجَةَ هٰذَا بِمَكَّةَ خَاصَّةً مطلب سے روایت ہے مین نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ جب
سات پھیرون سے فارغ ہوئے تو آئے حجر اسود کے برابر اور دو رکعتین پڑہین مطاف کے کنارے مین (مطاف وہ
دائرہ جو اب پتھرون سے بنا ہوا ہے طواف کے لیے) اور آپ کے اور طواف کرنیوالون کے درمیان کوئی آڑ نہ تھی
ابن ماجہ نے کہا یہ امر یعنے بغیر سترے کے نماز پڑہنا خاص ہے مکہ سے ف یعنے حرم سے وہان اگر لوگ سامنے سے
گذرتے ہون تو مضائقہ نہین بوجہ ضرورت کے اور دوسرے مقامون مین اگر کوئی نمازی ایسے مقام مین بغیر سترے
کے نماز پڑہے جہان سے لوگ گذرتے ہون تو وہ گنہ گار ہوگا اور فقہا نے کہا ہے کہ صحرا مین یا بڑی مسجد
مین جہانتک نمازی کی نظر جاتی ہے اسکے اندر نمازی کے سامنے سے گذرنا منع ہے لیکن اسکے پرے جائز ہے
اور اسکا بیان کتاب الصلوٰۃ مین گذرا عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ فَطَافَ
بِالْبَيْتِ سَبْعًا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ قَالَ وَكِيعٌ يَعْنِي عِنْدَ الْمَقَامِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا ابن عمر سے روایت ہے آن
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے تو بیت اللہ کے سات چکر کیے پھر دو رکعتین پڑہین (یعنے دوگانہ طواف) وکیع
کی روایت مین ہے مقام ابراہیم کے پاس پھر صفا پہاڑ کیطرف نکل گئے (سعی کے لیے) ف طواف کے بعد ہمیشہ دو
رکعتین پڑہنا چاہیے اور ابوحنیفہ کے نزدیک یہ دوگانہ واجب ہے اور بہتر یہ ہے کہ دوگانہ طواف مقام ابراہیم کے پاس
پڑہے پھر دوگانہ پڑہ کر حجر اسود کے پاس آوے اسکا استلام کرے پھر صفا پہاڑ کو جاوے جابر کی حدیث مین ایسا
ہی ہے اسکو مسلم نے نکالا یہ بھی اس مین ہے کہ آپ نے دوگانہ طواف مین کافرون اور اخلاص پڑہا اور اہل حدیث کا
یہ قول ہے کہ اس دوگانہ مین جہر قرات کرے رات ہو یا دن عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ طَوَافِ الْبَيْتِ أَتٰى مَقَامَ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا مَقَامُ أَبِينَا إِبْرَاهِيمَ
الَّذِي قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى قَالَ الْوَلِيدُ فَقُلْتُ لِمَالِكٍ هٰكَذَا قَرَأَهَا

واتخذوا قال نعم مجاہد سے روایت ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ کے طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم میں آئے
حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ یہ مقام ہے ہمارے باپ ابراہیم کا جسکی شان میں اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا واتخذوا من مقام
ابراہیم مصلی یعنے بناؤ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ ولید نے کہا جو راوی ہے اس حدیث کا کیا اس آیت کو یوں پڑھا
اتخذوا بکسر خا صیغہ امر سے اونہوں نے کہا ہاں **ف** یہی قرارت مشہور ہے اور بعضوں نے واتخذوا بفتح خا پڑھا ہے
صیغہ ماضی یعنے بنایا انہوں نے مقام ابراہیم کو مصلے **باب** المریض یطوف راکبا بیمار سوار ہو کر طواف کرے **عن**
ام سلمۃ انھا مرضت فامرھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تطوف من وراء الناس وھی راکبۃ قالت
فرایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الی البیت وھو یقرا والطور وکتاب مسطور قال ابن ماجۃ
ھذا حدیث ابی بکر ام سلمہ سے روایت ہے وہ بیمار ہوئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو حکم دیا لوگوں کے
پیچھے سے طواف کرنیکا سوار ہو کر ام سلمہ نے کہا میں نے آنحضرت کو دیکھا آپ کعبے کیطرف نماز پڑھ رہے تھے اور اس
میں سورہ والطور پڑھتے تھے ابن ماجہ نے کہا یہ روایت ابوبکر بن ابی شیبہ کی ہے اور اسحاق بن منصور اور احمد بن
سنان سے یہ حدیث ابن ماجہ نے روایت کی ہے **باب** الملتزم ملتزم کا بیان (ملتزم کعبہ میں وہ مقام ہے جو حجر
اسود اور باب کعبے کے بیچ میں ہے لوگ اس سے چمٹ کر دعا مانگتے ہیں اسوجہ سے اسکا نام ملتزم ہوا) **عن** عمرو
ابن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال طفت مع عبد اللہ بن عمرو فلما فرغنا من السبع رکعنا فی دبر الکعبۃ
فقلت الا نتعوذ باللہ من النار قال اعوذ باللہ من النار قال ثم مضی فاستلم الرکن ثم قام
بین الحجر والباب فالصق صدرہ ویدیہ وخدہ الیہ ثم قال ھکذا رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم یفعل شعیب سے روایت ہے میں نے طواف کیا عبد اللہ بن عمرو کے ساتھ جب ہم سات پھیروں سے فارغ ہوئے
تو کعبے کی پشت پر ہمنے دوگانہ طواف ادا کیا (مقام ابراہیم کے پاس جگہ نہ ہوگی) مینے کہا تم دوزخ سے پناہ
نہیں مانگتے انہوں نے کہا میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں دوزخ سے شعیب نے کہا پھر عبد اللہ چلے اور حجر اسود کا
استلام کیا پھر حجر اسود اور باب کعبے کے درمیان کھڑے ہوئے اور اپنا سینہ اور اپنے ہاتھ اور رخسارہ کو اس
سے لگا دیا پھر کہا مینے ایسا ہی دیکھا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو **باب** الحائض تقضی المناسک
الا الطواف حائضہ عورت حج کے ارکان تمام ادا کرے سوا طواف کے **عن** عائشۃ قالت خرجنا مع رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نری الا الحج فلما کنا بسرف او قریبا من سرف حضت فدخل علی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا ابکی فقال مالک انفست قلت نعم قال ان ھذا امر کتبہ اللہ

عَلٰی بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِیْ الْمَنَاسِکَ کُلَّھَا غَیْرَ اَنْ لَّا تَطُوْفِیْ بِالْبَیْتِ قَالَتْ وَضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَائِہٖ بِالْبَقَرِ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہی ہم آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے ہمارا ارادہ حج ہی کا تھا جب ہم سرف مین پہونچے یا سرف کے قریب (ایک مقام ہی مکہ سے ایک منزل پر) تو مجھکو حیض آیا آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میرے پاس آئے تو مین رو رہی تھی آپنے فرمایا تجھکو کیا ہوا کیا حیض آیا مینے کہا جی ہان آپنے فرمایا یہ تو وہ بات ہے جو اللہ تعالیٰ نے لکھدی آدم کی بیٹیون پر تو تمام ارکان کو ادا کر صرف خانہ کعبہ کا طواف نہ کر حضرت عائشہ نے کہا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کی اپنی بی بیون کیطرف سے ایک گائے کی **ف** اس پر اجماع ہے تمام علما کا کہ حائضہ حج کے تمام ارکان ادا کرے سوا طواف کے اور امام احمد علیہ الرحمۃ نے حضرت عائشہ سے مرفوعًا ایسا ہی نکالا اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے اور یہ حدیث صحیح ہے نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے (روضہ)

بَابُ الْاِفْرَادِ بِالْحَجِّ حج مفرد کا بیان **ف** حج کی تین قسمین ہین افراد قران تمتع افراد یہ ہے کہ صرف حج کی نیت سے احرام باندھے قران یہ ہے کہ دونون کی ایک ساتھ نیت کرے یعنی حج اور عمرے کی تمتع یہ ہے کہ میقات پر سے صرف عمرے کی نیت کرے حج کے مہینون مین پھر مکہ مین جاکر عمرہ کرکے احرام کھولڈالے پھر آٹھوین تاریخ مکہ ہی سے حج کا احرام باندھے اس مین آسانی ہے اور اکثر حاجی ایسا ہی کیا کرتے ہین اس مین ایک قربانی واجب ہے اسی طرح قران مین **عَنْ** عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْرَدَ الْحَجَّ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج مفرد کیا **عَنْ** عَائِشَۃَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْرَدَ الْحَجَّ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **عَنْ** جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْرَدَ الْحَجَّ جابر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسے ہی روایت ہی **عَنْ** جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ اَفْرَدُوا الْحَجَّ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے حج مفرد کیا **ف** اختلاف ہی علما کا کہ تینون قسمون مین حج کی کونسی قسم افضل ہے بعضون نے کہا قران بعضون نے کہا تمتع بعضون نے کہا افراد اور شوکانی نے تمتع کو افضل قرار دیا اور ثابت کیا اسکی فضیلت کو تفصیل کے ساتھ شرح منتقی مین اور یہ بھی بیان کیا کہ آن حضرت نے قران کیا تھا لیکن آپنے خود اشارہ کیا کہ قران سے تمتع افضل ہے اور اگر یہ اشارہ نہ ہوتا تو قران سب قسمون مین افضل ہوتا کیونکہ اس مین جمع ہے دو عبادتون مین اب باب کی حدیثون مین یہ مذکور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج مفرد کیا لیکن دوسری صحیح حدیثون مین صحیحین کے یہ تصریح ہے کہ آپنے حج اور عمرے کا ساتھ احرام باندہا یعنے قران کیا اور صحابہ نے اس مین اختلاف کیا حالانکہ آپ کا حج ایک ہی تھا

اور علماء نے اسکی تحقیق میں جداگانہ رسالے لکھے ہیں سب سے زیادہ امام طحاوی نے اس مسئلہ میں ایک ہزار ورق سے زیادہ سیاہ کیے ہیں اور طبرانی اور مہلب اور ابن عبد البر وغیرہم نے بھی اس میں کلام کیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ آپ نے لوگوں کے لیے تینوں قسمیں جائز رکھیں اور خاص آپ سے جو مختلف روایتیں مروی ہیں انہیں یوں تطبیق کی ہے کہ مدینہ سے نکلتے وقت آپ کی نیت حج مفرد کی تھی پھر ذو الحلیفہ میں آپ نے قران کی نیت کی اور لبیک بحجۃ وعمرۃ پکارا پھر جب مکہ میں پہنچے تو آپ کو معلوم ہوا کہ مشرکین حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا برا جانتے ہیں تو آپ نے انکا رد کیا اور صحابہ کو عمرہ کر کے احرام کھول ڈالنے کا حکم دیا اور حج کا احرام فسخ کر دینے کا اور فرمایا اگر میں پہلے سے جانتا جو بعد کو جانا تو میں ہدی ساتھ نہ لاتا اور لوگوں کے ساتھ احرام کھول ڈالتا یعنے میں بھی تمتع کرتا (ازوحیدی مختصراً) باب من قرن الحج والعمرۃ حج اور عمرے میں قران کرنے کا بیان عن انس بن مالک قال خرجنا مع رسول اللّٰہ صلعم الی مکۃ فسمعتہ یقول لبیک عمرۃ وحجۃ انس بن مالک سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے مکہ کی طرف تو میں نے سنا آپ فرماتے تھے لبیک عمرۃ وحجۃ یعنے آپ نے قران کیا ف اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے حج مفرد کیا اور شیخین نے ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے نکالا کہ آپ نے تمتع کیا تھا اور ہر ایک صحابی کی روایت ٹھیک ہے اس معنے کر کہ آپ نے تو ایک ہی حج کیا لیکن کوئی اسکو حج مفرد سمجھا کوئی قران کوئی تمتع اور قران میں چونکہ ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے تو تمیز مشکل تھی اور مکہ میں پہنچکر جو آپ نے طواف اور سعی کی تو حج مفرد والے یہ کہیں گے کہ طواف قدوم کا تھا اور سعی حج کے لیے تھی اور قران اور تمتع والے یہ کہینگے کہ یہ طواف اور سعی عمرے کی تھی غرض صحابہ کو یہ خیلاف اجتہاد رای کیوجہ سے پیدا ہوا عن انس ان النبی صلعم قال لبیک بعمرۃ وحجۃ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا عن صبی بن معبد یقول کنت رجلا نصرانیا فاسلمت فاھللت بالحج والعمرۃ فسمعنی سلمان بن ربیعۃ وزید بن صوحان وانا اھل بھما جمیعا بالقادسیۃ فقالا لھذا اضل من بعیرہ فکانما حملا علی جبلا بکلمتیھما فقدمت علی عمر بن الخطاب رض فذکرت ذلک لہ فاقبل علیھما فلامھما ثم اقبل علی فقال ھدیت لسنۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ھدیت لسنۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ھشام فی حدیثہ قال شقیق فکثیرا ما ذھبت انا ومسروق نسئلہ منہ صبی بن معبد سے روایت ہے میں پہلے نصرانی تھا پھر مسلمان ہوا تو میں نے احرام باندھا حج اور عمرہ دونوں کا سلمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان نے سنا میں قادسیہ میں دونوں کا اہلال کر رہا تھا یعنے لبیک میں حج اور عمرہ دونوں کا ذکر کرتا تھا) اونہوں نے کہا یہ شخص تو اپنے اونٹ سے زیادہ گمراہ ہے (نادان ہے) ان کے اس کہنے سے گویا میرے اوپر ایک پہاڑ لاد دیا پھر میں حضرت عمر پاس آیا اور ان سے بیان کیا حضرت عمر ان دونوں

کی طرف متوجہ ہوئے اور انکو ملامت کی اور مجھ سے فرمایا تو نے تو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو پایا ہشام نے کہا
شقیق نے کہا میں اور مسروق صبی بن معبد کے پاس بہت بار گئے ہم اس حدیث کو ان سے پوچھتے تھے ف سلمان اور زید
قران کو مکروہ جانتے ہوں گے تو حضرت عمر نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ قران سنت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی اور خود حضرت عمر اپنی اجتہاد سے تمتع کو منع جانتے تھے لیکن صحابہ کرام نے انکی ممانعت کا خیال نہیں کیا اور تمتع
کرتے رہے بعض کہتے ہیں حضرت عمر تمتع کو صحابہ سے خاص جانتے تھے بعض کہتے ہیں استحباب کے خلاف سمجھتے تھے
کیونکہ اللہ نے فرمایا واتموا الحج والعمرۃ للہ اور اسکا ظاہر یہی ہے کہ ہر ایک عبادت کو جدا جدا پورا کرے لیکن حضرت عمر کی
یہ رائے غلط تھی خود قرآن میں ہے فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج اور جابر کی صحیح حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے صحابہ کو عمرہ کر کے احرام کھولڈالنے کا حکم فرمایا یہانتک کہ انہوں نے عورتوں سے صحبت کی اور سب کام کیے
پھر آٹھوین تاریخ حج کا احرام باندھا اور حضرت نے فرمایا اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں بھی ایسا ہی کرتا یعنے تمتع کرتا
اور کوئی دلیل نہیں ہے اسپر کہ تمتع خاص تھا صحابہ سے **عَنِ** الصُّبَیِّ بْنِ مَعْبَدٍ قَالَ کُنْتُ حَدِیْثَ عَہْدٍ بِنَصْرَانِیَّۃٍ
فَاَسْلَمْتُ فَلَمْ آلُ اَنْ اَجْتَھِدَ فَاَھْلَلْتُ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ فَذَکَرَ نَحْوَہٗ صبی بن معبد سے روایت ہے میں تھوڑی دن گذرے
تھے کہ نصرانی مذہب سے مسلمان ہوا تھا تو میں اسلام لایا اور میں نے کوشش کی عبادات بجالانے میں میں نے حج اور عمرہ
دونوں کا احرام باندھا پھر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ طَلْحَۃَ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ ابن عباس سے روایت ہے ابو طلحہ نے مجھ سے بیان کیا کہ آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قران کیا حج اور عمرے میں **بَابُ** طَوَافِ الْقَارِنِ قارن کے طواف کا بیان
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَطُفْ ھُوَ وَاَصْحَابُہٗ
لِعُمْرَتِھِمْ وَحَجَّتِھِمْ حِیْنَ قَدِمُوْا اِلَّا طَوَافًا وَّاحِدًا جابر بن عبد اللہ اور ابن عمر اور ابن عباس سے روایت ہے
کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب نے حج اور عمرہ دونوں کے لیے ایک ہی طواف کیا جب مکہ میں آئے
عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَافَ لِلْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ طَوَافًا وَّاحِدًا جابر سے روایت ہے آن حضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج اور عمرے کے لیے ایک ہی طواف کیا **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ قَدِمَ قَارِنًا فَطَافَ بِالْبَیْتِ
سَبْعًا وَّسَعٰی بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ ثُمَّ قَالَ ھٰکَذَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ابن عمر سے روایت
ہے وہ آئے قران کا احرام باندھے ہوئے تو انہوں نے طواف کیا بیت اللہ کا سات چکر اور سعی کی صفا اور مروہ میں
پھر کہا کہ ایسا ہی کیا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ كَفَى لَهُمَا طَوَافٌ وَاحِدٌ وَلَمْ يَحِلَّ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ وَيَحِلَّ مِنْهُمَا
جَمِيعًا ابن عمر سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے احرام باندھا حج اور عمرہ دونوں کا تو ان
دونوں کے لیے ایک ہی طواف کافی ہے لیکن وہ شخص حلال نہ ہوگا جبتک حج کو پورا نہ کرے اسوقت حج اور عمرہ دونو
کا احرام کھلیگا **ف** الحدیث اور شافعی اور احمد اور اکثر علما کا قول اسی حدیثوں کے موافق ہے کہ قران میں حج اور
عمرہ دونوں کے واسطے ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک دو طواف اور دو سعی لازم
ہیں روضہ میں ہے کہ اسکی کوئی دلیل نہیں ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ محمد بن حنفیہ نے اپنے باپ حضرت علیؓ کے ساتھ
دو طواف اور دو سعی کیے اور حضرت علیؓ نے کہا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا اسکو نسائی نے
نکالا **باب** التَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ تمتع کا بیان **عن** عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ بِالْعَقِيقِ أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي فَقَالَ صَلِّ فِي هَذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ
فِي حَجَّةٍ وَاللَّفْظُ لِدُحَيْمٍ عمر بن خطاب سے روایت ہے میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے
جب عقیق میں تھے کہ میرے پاس ایک آنیوالا آیا میرے رب کے پاس سے اور بولا کہ نماز پڑھ اس مبارک وادی میں
اور کہہ عمرہ ہے حج میں یہ روایت دحیم یعنے عبدالرحمان بن ابراہیم دمشقی کی ہے **عن** سُرَاقَةَ بْنِ جُعْشُمٍ قَالَ
قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا فِي هَذَا الْوَادِي فَقَالَ أَلَا إِنَّ الْعُمْرَةَ قَدْ دَخَلَتْ فِي الْحَجِّ إِلَى
يَوْمِ الْقِيَامَةِ سراقہ بن جعشم سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب وادی میں خطبہ سنایا آگاہ
رہو کہ عمرہ حج میں شریک ہوگیا قیامت تک **ف** تو جب قران کرے یعنے حج اور عمرہ دونو کی نیت کرے تو صرف
اعمال حج بجالانے سے عمرہ بھی ادا ہوجاویگا عمرے کے لیے جداگانہ طواف اور سعی کرنا ضرور نہیں اور بعضوں نے کہا
حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حج کے دنوں میں عمرہ کرنا جائز ہے اور جیسا مشرکین خیال کرتے تھے کہ ان دنوں میں عمرہ
کرنا منع ہے یہ بات نہیں ہے **عن** مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشِّخِّيرِ قَالَ قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ الْحُصَيْنِ إِنِّي
أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهِ بَعْدَ الْيَوْمِ اعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ
اعْتَمَرَ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِهِ فِي الْعَشْرِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ
يَنْزِلْ نَسْخُهُ قَالَ فِي ذَلِكَ بَعْدُ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ أَنْ يَقُولَ مطرف بن عبداللہ بن شخیر سے روایت ہے عمران
بن حصین نے مجھ سے کہا میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں شاید اللہ تعالے تجھکو نفع دیوے اس سے آج کے
بعد تو جان رکھ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں میں سے ایک جماعت نے عمرہ کیا ذیحجہ کے دس دنوں

مین تو آپ نے اس سے منع نہ کیا اور نہ قرآن مین اسکا نسخ اترا لیکن ایک شخص نے یعنی حضرت عمر نے اپنی رای سے جو چاہا وہ
اسباب مین کہا ف اور ترمذی نے نکالا کہ ایک شخص نے ابن عمر سے پوچھا تمتع کو انہون نے کہا وہ درست ہی وہ شخص
بولا تمہارے باپ تو اس سے منع کرتے تہے انہون نے کہا اگر میرے باپ ایک شی سے منع کرین اور آن حضرت نبی اوسکو
کیا ہو تو میرے باپ کے حکم کی پیروی کی جاویگی یا آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ شخص بولا آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی ابن عمر نے کہا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو تمتع کو کیا اور ابن عباس سے نکالا کہ تمتع کیا آنحضرت صلعم
نے اور ابوبکر اور عمر اور عثمان نے اور پہلے جس نے تمتع سے منع کیا تہا وہ معاویہ تہے اب اختلاف ہے کہ حضرت عمر نے کونسی تمتع سے منع کیا تہا بعضون نے کہا اس سے منع کیا
کیا تہا کہ حج کا احرام باندہکر پہر اسکو فسخ کرے اور عمرہ کر دیوے اور بعضون نے کہا حج کے مہینون مین عمرہ کرنے سے
پہر اسی سال حج بہی کرنے سے منع کیا اور یہ اسوجہ سے تہا کہ انہون نے افراد کو افضل جانا اور لوگون کو اسطرف رغبت
دلائی نہ یہ کہ وہ تمتع کو ناجائز یا حرام جانتے تہے قاضی عیاض نے کہا ظاہر یہ ہے کہ عمر اس تمتع سے منع کرتے تہے کہ
حج کو فسخ کرکے آدمی عمرہ کر ڈالے اور اسلیے وہ مارتے تہے لوگون کو ایسا کرنے پر اور اس سے منع نہین کرتے تہے
کہ آدمی حج کے مہینون مین عمرے کا احرام باندہے پہر حج کرے اسی سال مین اور یہ مارنا اسوجہ سے تہا کہ عمر اور دوسرے
صحابہ یہ سمجھتے تہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو حج کا احرام فسخ کرایا اور لوگون کو عمرہ کرکے احرام کہول
ڈالنے کو فرمایا یہ اسی سال سے خاص تہا اور انلوگون سے خاص تہا ابن عبد البر نے کہا لیکن یہ تمتع کہ حج کے مہینون مین عمرے کا احرام
باندہنا یہ تو جائز ہے کتاب اللہ کے رو سے فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج اس مین کسی کا خلاف نہین اور قران بہی ایک
قسم کا تمتع ہے مین کہتا ہون مختار یہی ہے کہ عمر اور عثمان وغیرہما نے اوسی تمتع سے منع کیا جو مشہور ہے یعنے حج کے مہینون
مین عمرے کا احرام باندہنے سے پہر اسی سال حج کرنے سے اور اس ممانعت کا یہ مطلب تہا کہ افراد تمتع سے افضل
ہے اور حضرت عمر کی کلام سے یہ بات نکلتی ہے کہ مین نے برا جانا کہ وہ ایک درخت کے تلے اپنی عورتون سے صحبت کرین
پہر اسیوقت حج کو جاوین انکے سرون سے پانی ٹپک رہا ہو کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمتع کو انہون نے مکروہ سمجہا
یعنے فضیلت مین افراد سے کم سمجہا نہ یہ کہ وہ منع ہے اور حضرت عمر کے بعد پہر علما کا اجماع ہو گیا تمتع اور قران اور افراد
ان مین سے ہر ایک کے جواز پر لیکن اختلاف رہا کہ افضل کیا ہے مترجم کہتا ہے تمتع کا کوئی معنے ہو خواہ حج کو فسخ
کرکے عمرہ کر ڈالنا یا حج کے دنون مین عمرہ کرنا دونو صحیح حدیثون سے ثابت ہین اور قرآن سے بہی تمتع کا جواز
معلوم ہوتا ہے اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تو صحابہ کا احرام جو وہ حج کی نیت سے باندہکر آئے تہے عمرہ کراکر
کہلوا ڈالا اسکو بعض لوگون نے برا بہی جانا لیکن آپ نے فرمایا اگر مین ہدی ساتہ نہ لاتا تو مین بہی ایسا ہی کرتا اور

اہلحدیث نے اتفاق کیا اسپر کہ حج کے تینوں قسموں میں تمتع سب سے افضل ہے باوجود ان سب باتوں کے کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی کہ حضرت عمر نے تمتع سے کیوں منع کیا اور نہ اسکی دلیل معلوم ہوئی کہ حضرت عمر نے تمتع کا جواز ان صحابہ اور اس سال سے خاص کیوں سمجھا جو بات ایک بار کی جاوے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع نہ کیا ہو بلکہ یہین فرمایا ہو کہ اگر مجھکو پیشتر سے معلوم ہوتا جو اب معلوم ہوا تو مین بھی ایسا ہی کرتا اور اکثر صحابہ نے بلا نکیر اسکو کیا ہو تو وہ قیامت تک جائز رہیگی اور اگر بالفرض حضرت عمر کا یہ مطلب تھا کہ افراد تمتع سے افضل ہے تو یہ دوسری بات ہی لیکن جو کام جائز ہو اور افضل نہ ہو اس سے منع کرنے کا کسی کو حق نہین ہے اور مارنا تو اس کام پر کسیطرح جائز نہین ہو سکتا اب اگر معاویہ ایسا کام کرتے تو انکے حالات سے کچھ بعید نہ تھا لیکن حضرت عمر کی جلالت شان سے یہ امر بہت بعید معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسے کام پر لوگون کو مارین جسکا جواز قرآن اور حدیث صحیح اور اکثر صحابہ کے تعامل سے معلوم ہو چکا ہو ضرور حضرت عمر کے پاس کوئی اس ممانعت کی دلیل ہوگی اور یہ کہنا حضرت عمر کا کہ مجھے برا معلوم ہوا کہ لوگ صحبت سے فارغ ہو کر حج کو جاوین انکے سرون سے پانی ٹپکتا ہوا ہو ایک قیاسی بات ہی اور ایسی قیاسی اور ذہنی خیال سے حکم شرعی بدل نہین سکتا اور حضرت عمر کا یہ منصب نہین تھا کہ وہ شارع علیہ السلام کے کسی حکم کو اپنی رائے یا تجویز سے بدلدیوین خیر جو کچھ حضرت عمر نے کیا اسکی وجہ انہی کو معلوم ہوگی لیکن ہمکو ہرگز حضرت عمر کی تقلید جائز نہین ہمکو وہی حکم دینا چاہیے جو قرآن اور صحیح حدیث سے ثابت ہی اور اسی لیے خود حضرت عمر کے بیٹے عبداللہ نے جو زہد اور تقوی اور اتباع سنت مین بے نظیر تھے اپنے باپ کا قول ترک کیا اور حدیث کے موافق تمتع کے جواز کا فتوے دیا اور حضرت عثمان نے بھی جب حضرت عمر کی تقلید سے تمتع سے منع کیا تو حضرت علی نے علانیہ تمتع کیا اور جب ان سے پوچھا گیا تو انہون نے یہی کہا کہ مین اس کام کو جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا کسی کی ممانعت سے ترک کرنیوالا نہین اور عمران بن حصین نے اس حدیث مین حضرت عمر پر طعن کیا کہ انہون نے جو کچھ کہا اپنی رائے سے کہا اور ہمکو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی لازم ہے ان حدیثون سے تقلید ناجائز کی جڑ کٹ گئی جب حضرت عمر کا اجتہاد جنکی اتباع کا حدیث صحیح مین حکم ہے اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر حدیث کی مخالفت کی وجہ سے قابل لحاظ نہ ہو اور صحابہ نے انکے اجتہاد کو محض لا طائل اور لغو قرار دیا ہو تو بیچارے اور متاخرین مجتہدین کس شمار و قطار مین ہین اور انکے اقوال کی وقعت حدیث کے خلاف کتنی ہوگی ہر عاقل اسکو سمجھ لیگا عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ الْاَشْعَرِیِّ اَنَّهٗ کَانَ یُفْتِیْ بِالْمُتْعَةِ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ رُوَیْدَكَ بِبَعْضِ فُتْیَاكَ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی النُّسُكِ بَعْدَكَ حَتّٰی لَقِیْتُهٗ بَعْدُ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهٗ

وَاَصْحَابُہٗ وَلٰکِنِّیْ کَرِھْتُ اَنْ یَظَلُّوْا بِھِنَّ مُعْرِسِیْنَ تَحْتَ الْاَرَاکِ ثُمَّ یَرُوْحُوْنَ بِالْحَجِّ تَقْطُرُ رُؤُسُھُمْ

ابو موسیٰ اشعری تمتع کے جواز کا فتویٰ دیتے تھے ایک شخص نے انسے کہا تم اپنے بعض فتووں کو روک رکھو یا چھوڑ دو تمکو معلوم نہیں جو امیر المومنین (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے تمہارے بعد حج کے احکام میں نئے حکم دیے ہیں۔ ابو موسیٰ نے کہا میں اسکے بعد حضرت عمر سے ملا اور ان سے پوچھا انہوں نے کہا میں جانتا ہوں کہ تمتع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اصحاب نے کیا ہے لیکن مجھے برا معلوم ہوا کہ لوگ عورتوں سے جماع کریں پیلو کے درخت کے تلے پھر حج کو جاویں انکے سر ان سے پانی ٹپک رہا ہو **ف** اللہ معاف کرے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خطا کو اور ان کے درجے بلند کرے اگر دل میں کوئی بات بری بھی معلوم ہو لیکن اُسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اصحاب نے کیا ہو تو اس سے منع کرنا نہیں پہونچتا اور یہ بات جو حضرت عمر نے کہی کہ جماع کرتے ہی حج کو جاویں صحابہ نے آنحضرت سے عرض کردی تھی لیکن اُسپر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمتع کو ہمیشہ کے لیے جائز رکھا اب یہ وہم بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ حکم اس سال سے خاص تھا جیسے آگے آتا ہے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں اور مجھے تو کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت عمر نے حج میں تمتع کرنے سے کیوں منع کیا اور ضرور ہے اس میں ایسی تاویل کرنا جو حضرت عمر کی جلالت شان کے خلاف نہ ہو وہ یہ کہ یہ ممانعت تنزیہاً تھی نہ تحریماً مگر اس صورت میں یہ نہیں بنتا کہ حضرت عمر لوگوں کو مارتے تھے حج کے تمتع پر اور یہ بھی ذہن میں نہیں آتا کہ جو امر جائز ہو اس سے تنزیہاً بھی کیونکر ممانعت ہو سکتی ہے بالجملہ یہ مقام مشکل ہے اور شاید حضرت عمر کی ممانعت کی کوئی اور علت ہو جس کو ہم سمجھ نہیں سکتے حضرت عمر کے ساتھ ہمارا یہی گمان ہے راضی ہو اللہ سبحانہ وتعالیٰ انسے **بَابُ فَسْخِ الْحَجِّ** حج کا احرام فسخ کر ڈالنا اور اسکو عمرہ کر دینا

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ اَھْلَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ خَالِصًا لَا یُخَالِطُہٗ بِعُمْرَۃٍ فَقَدِمْنَا مَکَّۃَ لِاَرْبَعِ لَیَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِی الْحِجَّۃِ فَلَمَّا طُفْنَا بِالْبَیْتِ وَسَعَیْنَا بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نَجْعَلَھَا عُمْرَۃً وَاَنْ نَحِلَّ اِلَی النِّسَآءِ فَقُلْنَا مَا بَیْنَنَا لَیْسَ بَیْنَنَا وَبَیْنَ عَرَفَۃَ اِلَّا خَمْسٌ فَنَخْرُجُ اِلَیْھَا وَمَذَاکِیْرُنَا تَقْطُرُ مَنِیًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَبَرُّکُمْ وَاَصْدَقُکُمْ وَلَوْلَا الْھَدْیُ لَاَحْلَلْتُ فَقَالَ سُرَاقَۃُ بْنُ مَالِکٍ اَمُتْعَتُنَا ھٰذِہٖ لِعَامِنَا ھٰذَا اَمْ لِاَبَدٍ قَالَ لَا بَلْ لِاَبَدِ الْاَبَدِ

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے ہمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نرے حج کا احرام باندھا عمرے کو اس میں شریک نہیں کیا یعنے حج مفرد کا احرام باندھا قران اور تمتع نہیں کیا) پھر ہم مکہ میں پہونچے جب ذی الحجہ کی چار راتیں گذر چکیں تھیں جب ہمنے بیت اللہ کا طواف کیا اور سعی کر لی صفا اور مروہ میں تو آنحضرت نے ہمکو حکم

دیا کہ ہم اس احرام کو عمرہ کر ڈالیں اور حلال ہو کر اپنی عورتوں سے صحبت کریں ہم نے عرض کیا کہ اب عرفہ میں صرف پانچ دن
باقی ہیں تو ہم عرفات کو اس حال میں نکلیں گے کہ ہمارے ذکروں سے منی ٹپکتی ہو گی (یعنے جماع سے ابھی فارغ ہو کر)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میں تم سب سے زیادہ نیک ہوں اور زیادہ سچا ہوں (یعنے جو بات میں تم
سے کہتا ہوں اسکو بلا تامل کرو کیونکہ میری کوئی بات تقوی اور پرہیزگاری کے خلاف نہیں ہو سکتی) اور اگر میرے
ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں بھی احرام کھول ڈالتا (عمرہ کر کے اور حج کو فسخ کر دیتا) سراقہ بن مالک نے اسوقت عرض کیا
کیا یہ متعہ ہمارے اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے آپ نے فرمایا نہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ف قیامت تک تمتع
کرنا جائز ہے ہر ایک شخص کے لیے اس حدیث کے ظاہر سے یہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی حج کا بھی احرام باندھے لیکن ہدی
ساتھ نہ ہو تو وہ مکہ میں جا کر حج کی نیت فسخ کر سکتا ہے اور عمرہ کر کے احرام کھول سکتا ہے پھر ذیحجہ کی ۸ تاریخ
کو حج کا نیا احرام باندھے اور اس تاریخ تک سب کام کر سکتا ہے جو احرام کی حالت میں جائز نہ تھے اور ابو حنیفہ
اور مالک اور شافعی نے یہ کہا کہ حج کا فسخ کرنا جائز نہیں ہے لیکن تمتع کرنا یعنے میقات سے صرف عمرے کی نیت کرنا
پھر ۸ تاریخ حج کا احرام باندھنا یہ درست ہے وہ اس حدیث کی تاویل کرتے ہیں کہ ہمیشہ تک درست ہونے سے آپکا یہ
مطلب ہے کہ تمتع قیامت تک درست ہے لیکن حج کو فسخ کر کے عمرہ کر ڈالنا یہ اسی سال سے خاص ہے اور اہلحدیث
نے ظاہر حدیث کی رو سے دونوں امروں کو جائز رکھا ہے قیامت تک ابن قیم نے اعلام میں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فتوی دیا حج کو فسخ کر کے عمرہ بنا دینے کا پھر فتوی دیا کہ مستحب ہے ضرور اس کام کو کرنا چاہئے اور یہ حکم کسی دوسرے
حکم سے منسوخ نہیں ہوا اور یہی دین ہے اللہ کا بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ حج کو فسخ کر ڈالنا اور عمرہ کر دینا اگر کوئی واجب
کہے ان حدیثوں کے رو سے تو اسکا قول قوی ہو گا بہ نسبت اسکے قول کے جو اس سے منع کرتا ہے الی آخرہ ۔
مترجم کہتا ہے ہم تو اپنے رسول کے تابع اور پیرو ہیں دنیا اور آخرت میں ہمارے نزدیک جس کام کا حکم حضرت دیویں
اگر سارا زمانہ اسکے خلاف تقوی کہے لیکن ہم اسکو عین تقوی جانیں گے اور بلا تامل اسکے کرنیکو ثواب سمجھینگے
اور اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کفش برداری میں اسوقت حاضر ہوتے جب آپ دنیا میں تشریف رکھتے
تھے اور آپ نے یہ حکم دیا تھا ہم فوراً احرام کھول ڈالتے اور ایک حج کیا سیکڑوں حجوں کو آپ کے ارشاد پر نثار
کرتے اور احرام کھولکر تو کیا اگر آپ یہ حکم دیتے کہ احرام کی حالت میں عورتوں سے جماع کرو تو فوراً جماع کرتے
ہم تقوی کیا جانیں پرہیزگاری کیا جانیں جو حکم آپ نے دیا وہی تقوے ہے وہی پرہیزگاری وہی سعادت وہی نیک
بختی آپ تمام پرہیزگاروں اور متقیوں کے امام اور پیشوا تھے اور جہان بھر کے متقی اور پرہیزگار آپ کی کفش

بدواری سے متقی اور پرہیزگار رہ سکتے ہیں ورنہ کوئی تقوی اور کوئی پرہیزگاری انکے کام آنیوالے نہیں ف

بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید   کہ سالک بے خبر نبود زراہ و رسم منزلہا

عن عائشة قالت خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم لخمس بقين من ذي القعدة لا نرى الا الحج حتى اذا قدمنا و دنونا امر رسول الله صلى الله عليه وسلم من لم يكن معه هدى ان يحل فحل الناس كلهم الا من كان معه هدى فلما كان يوم النحر دخل علينا بلحم بقر فقيل ذبح رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ازواجه ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے جب ذیقعدہ کے پانچ دن باقی تہے ہماری نیت کچہ نہ تہی سوا حج کے جب ہم مکہ پہونچے یا کہ کے نزدیک تو آپ نے حکم دیا جسکے ساتہہ ہدی نہ ہو وہ احرام کہولڈالے سب لوگوں نے احرام کہولڈالا مگر جنکے ساتہہ ہدی تہی انہوں نے نہیں کہولا جب یوم النحر کا دن ہوا تو آپ ہمارے پاس تشریف لائے گائے کا گوشت لیے ہوئے لوگوں نے کہا یہ گائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بی بیوں کیطرف سے ذبح کی عن البراء بن عازب قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه فاحرمنا بالحج فلما قدمنا مكة قال اجعلوا حجكم عمرة فقال الناس يا رسول الله قد احرمنا بالحج فكيف نجعلها عمرة قال انظروا ما امركم به فافعلوا فردوا عليه القول فغضب فانطلق ثم دخل على عائشة غضبان فرات الغضب في وجهه فقالت من اغضبك اغضبه الله قال ومالي لا اغضب وانا امر امرا فلا اتبع براء بن عازب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب نکلے ہمنے حج کا احرام باندہا جب ہم مکہ میں آئے تو آپنے فرمایا اپنے حج کو عمرہ کر دو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمنے تو حج کا احرام باندہا تہا اسکو عمرہ کیونکر کر دیں آپنے فرمایا دیکہو جو میں حکم کرتا ہوں تم کو اسپر عمل کرو لوگوں نے پہر عرض کیا آپ غصے ہوئے بعد اسکے حضرت عائشہ پاس تشریف لے گئے اور آپ غصہ میں تہے انہوں نے آپکے مبارک چہرے پر تمام دنیا تصدق ایسے حسین چہرے پر غصہ دیکہا تو کہا جس شخص نے آپکو غصہ دلایا اللہ تعالی اسکو غصہ دلا دے آپنے فرمایا میں کیسے غصہ نہ ہوں میں ایک کام کا حکم کرتا ہوں پہر لوگ اسکی پیروی نہیں کرتے ف اور اپنے رسم و رواج باپ دادا کے اقوال بزرگوں اور درویشوں اور مجتہدوں کے اقوال پر چلتے ہیں یا ان کے اقوال کیوجہ سے اسپر عمل کرنے میں تامل کرتے ہیں یا دیر کرتے ہیں یا ہیچ پیچ کرتے ہیں یا تاریخ سے تحقیق اور دریافت کرتے ہیں یہ سب باتیں دلیل ہیں ضعف ایمان کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کو سنکر اسپر عمل کرنے میں دیر کرے صرف اس خیال سے کہ وہ حدیث اسکے ملک کی رسم و رواج کے خلاف ہے

یا اسکی ملک کے یا قوم کے یا مذہب کے عالموں اور درویشوں یا اگلے بزرگوں نے اسپر عمل نہیں کیا تو وہ غصہ دلاتا ہے اللہ کے
رسول کو اور جو اللہ کے رسول کو غصہ دلاوے اسکا کہیں ٹھکانا نہیں جبتک توبہ نہ کرے اگرچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
اب وفات فرما چکے ہیں مگر آپ کی حدیث قیامت تک باقی ہے اور حدیث کی کتابیں قیامت تک موجود ہیں آپ کی حدیث
جب پہونچ جاوے بشرطیکہ وہ صحیح ہو تو گویا آپ خود زبان مبارک سے ارشاد فرما رہے ہیں مومن کا کام یہ ہے کہ اسکو
سنتے ہی جان و دل سے قبول کرے اور فوراً اسپر عمل کرے اگرچہ تمام جہان کے مولوی ملا گرو درویش پیر مرشد
عالم مجتہد اُسکے خلاف ہوں اور یہ بھی ضرور ہے کہ اسپر عمل کرنے میں دل نہایت خوش اور بشاش ہو اور ذرا بھی کدورت
یا اودھی نہ ہو بلکہ اپنے تئیں بڑا خوش قسمت سمجھے کہ اسکو حدیث شریف پر عمل کرنے کی توفیق ہوئی اگر ایسا نہ کرے
یعنے عمل ہی نکرے یا عمل تو کرے مگر ذرا پیچ پچر کے ساتھہ یا کدورت یا اودھی کے ساتھہ اس خیال سے کہ سارے جہان کے
درویش اور مولوی اور ملا اسکے خلاف ہیں ہیں آخر ان لوگوں کا بھی تو کچھ درجہ ہے اور کچھ سمجھ کر ہی ان لوگوں نے
خلاف کیا ہوگا تو یقین جان لو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اُسپر غصہ ہے اور اُسکا کہیں ٹھکانا نہیں جب
آپ ہی ناراض ہوئے اور بالفرض سارے زمانہ کے مولوی ملا یا درویش ہمسے خوش بھی ہوئے تو ہم اُنکی خوشی کو کیا
کرینگے پتھر پر مارینگے ایسی تیسی میں پڑے انکی خوشی وہ خوش ہوں یا ناخوش ہمارے آقا ہمارے مولیٰ ہمارے
پیغمبر ہمسے خوش رہیں تو ہمارا بیڑا پار ہے یا اللہ مرتے ہی ہمکو ہمارے پیغمبر اور آل پیغمبر سے ملا دے ہم دنیا میں بھی انہی
کے پیرو تھے اور عالم برزخ اور آخرت میں بھی اونہی کے جوتیوں کے پاس رہنا چاہتے ہیں نہ دنیا میں ہم کو کسی اور سے
غرض تہی نہ عقبے میں ہم کو کسی اور کا ساتھہ چاہیے اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ صحابہ معصوم نہ تھے اور بعض صحابہ سے
آپ کی مرضی کے خلاف کبھی بعضے کام صادر ہوتے تھے لیکن بعد اسکے وہ توبہ کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ اُنکی خطا
کو معاف کر دیتا تہا غفر اللہ لنا ولہم **عن** اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ مُحْرِمِیْنَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ مَعَہٗ ھَدْیٌ فَلْیَقُمْ عَلٰی اِحْرَامِہٖ وَمَنْ لَّمْ
یَکُنْ مَعَہٗ ھَدْیٌ فَلْیَحْلِلْ قَالَتْ وَلَمْ یَکُنْ مَعِیَ ھَدْیٌ فَاَحْلَلْتُ وَکَانَ مَعَ الزُّبَیْرِ ھَدْیٌ فَلَمْ یَحِلَّ
فَلَبِسْتُ ثِیَابِیْ وَجِئْتُ اِلَی الزُّبَیْرِ فَقَالَ قُوْمِیْ عَنِّیْ فَقُلْتُ اَتَخْشٰی اَنْ اَثِبَ عَلَیْکَ اسماء بنت ابی بکر سے
روایت ہے ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھہ نکلے احرام باندہکر پھر آپنے فرمایا جسکے ساتھہ ہدی (قربانیکا
جانور) ہو تو وہ اپنے احرام پر قائم رہے اور جسکے ساتھہ ہدی نہو وہ احرام کھولڈالے اسماء نے کہا میرے ساتھہ ہدی نہتھی
تو مینے احرام کھولڈالا اور زبیر (میرے خاوند) کے ساتھہ ہدی تھی انہوں نے احرام نہیں کھولا مینے اپنے کپڑے پہنے

اور زبیر کے پاس آئی اونہوں نے کہا میرے پاس سے چلی جا وہ ڈری کہین شہوت کا جوش ہوا اور جماع کر بیٹھین ابن نے کہا تم ڈرتے ہو اس سے کہ مین تمہارے اوپر کود پڑون گی ف یعنے مین صرف تمہارے پاس آئی ہون کچہ تمسے لپٹتی نہین کہ تم کو ڈر پیدا ہو ان حدیثون سے صاف نکلتا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کے احرام کو فسخ کرایا اور انکو تاکید کی اسکی بلکہ غصہ ہوئے جب انہون نے احرام کہولنے مین دیر کی اسی لیے ابن قیم نے کہا کہ اگر کوئی اسکو واجب کہے تو ہو سکتا ہے اب یہ حدیثین بہت اعلی درجہ کی ہین اور انکے راوی تمام ائمہ اور ثقات ہین اور ان مین یہ تصریح ہے کہ یہ حکم دائمی ہے اور عام ہے خود آن حضرت کے ارشاد سے ایسا منقول ہوا اور جن حدیثون مین یہ ہے کہ یہ حکم خاص تہا ان لوگون سے ان کا اسناد اعلی درجہ کا نہین ہے اور بعض حدیثون مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نہین فرمایا کہ یہ حکم خاص ہے تم لوگون سے بلکہ بعض صحابہ نے اپنے ذہن سے ایسا خیال کیا جو حدیث کے خلاف کسیطرح حجت نہین ہو سکتا جیسا آگے آویگا باب مَنْ قَالَ كَانَ فَسْخُ الْحَجِّ لَهُمْ خَاصَّةً جو لوگ کہتے ہین کہ حج فسخ کرنا خاص تہا ان لوگون سے انکی دلیل عَنِ الْحَارِثِ بْنِ هِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ فَسْخَ الْحَجِّ فِي الْعُمْرَةِ لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ لَنَا خَاصَّةً ہلال بن حارث سے روایت ہے مینے عرض کیا یا رسول اللہ کیا حج کا فسخ کرنا اور عمرہ کر لینا یہ خاص ہے ہم لوگون کے لیے یا سب لوگون کے لیے عام ہے آپنے فرمایا نہین ہم لوگون کے لیے خاص ہے ف ممکن ہے کہ اسکا مطلب یہ ہو کہ یہ امر خاص ہے مسلمانون سے کیونکہ مشرکین اشہر حج مین عمرہ کرنا برا جانتے تہے پس یہ خلاف نہوگا اگلی حدیثون کے اور علاوہ اسکے یہ روایت شاذ ہے اور اس کے راوی اوس درجہ کے نہین جیسے جابر کی حدیث کے راوی ہین اور جابر کی روایت کا بہت اعتبار ہے حج کے باب مین اور اسکے راوی سب امام اور ثقہ ہین اور ہلال بن حارث فقہائے صحابہ مین سے نہین ہین نہ کثیر الروایت ہین نہ مشہور ہین ساتہہ کثرت علم اور فضل کے جیسے جابر ہین عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِي الْحَجِّ لِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً ابوذر غفاری نے کہا کہ حج کا متعہ خاص تہا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے ف یہ ابوذر کی رائے ہے جو صریح ارشاد نبوی کے مقابل حجت نہین ہو سکتی علاوہ اسکے خود مخالفین نے بہی اسکو ترک کیا ہے کیونکہ وہ متعہ حج کے لیے جائز کہتے ہین البتہ فسخ حج کو ان صحابہ سے خاص کہتے ہین باب السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ صفا اور مروہ مین دوڑنے کا بیان عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا أَرَى عَلَيَّ جُنَاحًا أَنْ لَا أَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَتْ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ

اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَلَوْ كَانَ كَمَا تَقُوْلُ لَكَانَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا اِنَّمَا اُنْزِلَ هٰذَا فِيْ نَاسٍ مِنَ الْاَنْصَارِ كَانُوْا اِذَا اَهَلُّوْا اَهَلُّوْا لِمَنَاةَ فَلَا يَحِلُّ لَهُمْ اَنْ يَّطَّوَّفُوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا قَدِمُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَجِّ ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لَهٗ فَاَنْزَلَهَا اللّٰهُ فَلَعَمْرِيْ مَا اَتَمَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ حَجَّ مَنْ لَّمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عروہ سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ سے کہا میں سمجھتا ہوں اگر سعی نہ کروں صفا اور مروہ کے بیچ میں تو کچھ قباحت نہیں (اسلیے کہ اللہ تعالی نے فرمایا فلا جناح علیہ ان یطوف بہما یعنے کچھ گناہ نہیں اسپر سعی کرنے میں) انہوں نے کہا اللہ تو یوں فرماتا ہے کہ صفا اور مروہ اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ہیں پھر جو کوئی حج کرے یا عمرہ کرے تو اسپر گناہ نہیں سعی کرنے میں اگر تو جیسا سمجھتا ہے (کہ سعی واجب نہیں ہے اس آیت کی رو سے) ایسا ہوتا تو اللہ تعالی یوں فرماتا اسپر گناہ نہیں ہے اگر سعی نہ کرے اور یہ آیت انصار کے کچھ لوگوں میں اتری وہ جب لبیک پکارتے تو مناۃ (جو مشہور بت تھا عرب میں) کے نام سے پکارتے انکو درست نہ ہوتا سعی کرنا صفا اور مروہ میں (انکے اعتقاد کے موافق) جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کے لیے آئے تو انہوں نے اسکا ذکر کیا اسوقت اللہ پاک نے یہ آیت اتاری (کہ صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں ان میں سعی کرنا کچھ برا نہیں ہے جیسا تم اسلام سے پہلے سمجھتے تھے) اور قسم میری عمر کی اللہ سبحانہ وتعالی اسکا حج پورا نہ کرے گا جو سعی نہ کرے صفا اور مروہ کے بیچ میں **ف** تو سعی واجب ہے اور ارکان حج میں سے ہے اور یہی قول ہے اکثر اہل علم جیسے مالک اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور اہلحدیث وغیرہم کا اور بعضوں نے کہا وہ نفل ہے اور ابو حنیفہ نے کہا واجب ہے اگر ترک کردے تو دم دینا پڑے گا لیکن حج صحیح ہوجاویگا اور اہلحدیث اور شافعی کہتے ہیں کہ سعی فرض ہے اور رکن ہے حج کا پہلا رکن احرام ہے دوسرا طواف تیسرا سعی اور احمد اور شافعی نے حبیبہ سے نکالا مرفوعا سعی کرو کیونکہ اللہ نے فرض کیا تمپر سعی کو اسکے اسناد میں عبداللہ بن مومل ضعیف ہے اور ابن خزیمہ اور طبرانی نے اسکو دوسرے طریق سے نکالا ابن عباس سے اور احمد نے صفیہ سے (روضہ) **عَنْ** صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ اُمِّ وَلَدٍ لِشَيْبَةَ قَالَتْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَا يُقْطَعُ الْاَبْطَحُ اِلَّا شَدًّا شیبہ کی ایک ام ولد سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ سعی کرتے تھے صفا اور مروہ کے بیچ میں اور فرماتے تھے ابطح کو طے نہ کیا جاوے مگر دوڑ کر **ف** ابطح ایک مقام ہے صفا اور مروہ کے بیچ میں وہاں دوڑ کر سعی کرنا چاہیے اب وہاں دو نشانیاں بنا دی ہیں حاجیوں کے پہچاننے کے لیے انکو میلین اخضرین کہتے ہیں یہ سنت حضرت ہاجرہ سے نکلی وہ پانی کی تلاش میں یہاں سات بار دوڑی تھیں **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِنْ

أَسْعَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْعٰى وَإِنْ أَمْشِ فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي وَأَنَا شَيْخٌ كَبِيرٌ عبداللہ بن عمر نے کہا اگر میں دوڑوں صفا اور مروہ کے بیچ میں تو میں نے دیکھا آنحضرت کو دوڑتے ہوئے اور اگر میں چلوں تو میں نے دیکھا آپ کو چلتے ہوئے بھی اور میں بوڑھا ہو گیا ہوں نہ دوڑ سکتا ہی نہیں **ف** مطلب ابن عمر کا یہ ہے کہ دوڑنا اور معمولی چال سے چلنا دونوں طرح سنت ہے اور اگر چلنا سنت نہ بھی ہو تب بھی چلنے میں میرے لیے قباحت نہیں کسلیے کہ میں بوڑھا ہوں ناتوان **بَابُ الْعُمْرَةِ** عمرہ کا بیان **عَنْ** طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْحَجُّ جِهَادٌ وَالْعُمْرَةُ تَطَوُّعٌ طلحہ بن عبیداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے حج جہاد ہے اور عمرہ نفل ہے **ف** حنفیہ کے نزدیک بھی یہی قول صحیح ہے کہ عمرہ مستحب ہے واجب نہیں ہے اور ترمذی نے جابر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے پوچھا گیا کیا عمرہ واجب ہے آپ نے فرمایا نہیں لیکن عمرہ کرنا افضل ہے اور بعض حنفیہ نے اسکو واجب کہا ہے قاضیخان نے اسی قول کو صحیح کہا ہے (انجاح) **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى يَقُولُ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ اعْتَمَرَ فَطَافَ وَطُفْنَا مَعَهُ وَصَلّٰى وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَكُنَّا نَسْتُرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ لَا يُصِيبُهُ أَحَدٌ بِشَيْءٍ عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب آپ نے عمرہ کیا تو آپ نے طواف کیا ہم نے بھی آپ کے ساتھ طواف کیا اور آپ نے نماز پڑھی ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور ہم آپ کی آڑ کیے رہتے مکہ والوں سے ایسا نہ ہو کہ کوئی آپ کو صدمہ پہونچاوے (کیونکہ مکہ والے اسوقت آپ کے دشمن تھے) **بَابُ الْعُمْرَةِ فِي رَمَضَانَ** رمضان میں عمرہ کرنے کا بیان **عَنْ** وَهْبِ بْنِ خَنْبَشٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً وہب بن خنبش سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے (ثواب میں) **عَنْ** هَرِمِ بْنِ خَنْبَشٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً ہرم بن خنبش سے بھی ایسی ہی روایت ہے **ف** خنبش بفتح خاء معجمہ اور سکون نون بروزن جعفر یہ ہرم کے باپ کا نام ہے وہ ایک صحابی تھے جو کوفہ میں اکر رہے تھے **عَنْ** أَبِي مَعْقِلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً ابو معقل سے بھی ایسی ہی روایت ہے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً ابن عباس سے بھی ایسی ہی روایت ہے **عَنْ** جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً جابر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے **بَابُ الْعُمْرَةِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ** ذیقعدہ میں عمرہ کرنے کا بیان

عن ابن عباس قال لم يعتمر رسول الله صلى الله عليه وسلم الا في ذي القعدة ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرہ نہیں کیا مگر ذیقعدہ میں عن عائشة قالت لم يعتمر رسول الله صلى الله عليه وسلم الا في ذي القعدة حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ نہیں کیا مگر ذیقعدہ میں

باب العمرة في رجب رجب میں عمرہ کرنے کا بیان عن عروة قال سئل ابن عمر في اي شهر اعتمر رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في رجب فقالت عائشة ما اعتمر رسول الله صلى الله عليه وسلم في رجب قط وما اعتمر الا وهو معه تعني ابن عمر عروہ سے روایت ہے ابن عمر سے پوچھا گیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس مہینہ میں عمرہ کیا انہوں نے کہا رجب میں حضرت عائشہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو کبھی رجب میں عمرہ نہیں کیا اور آپ نے جب عمرہ کیا تو ابن عمر آپ کے ساتھ تھے لیکن وہ مہینہ بھول گئے اور غلطی سے رجب کہدیا)

باب العمرة من التنعيم تنعیم سے عمرے کا احرام باندھنا ف تنعیم ایک مقام ہے مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر اب لوگ عمرے کا احرام اکثر وہیں سے باندھتے ہیں عن عبد الرحمن بن ابي بكر ان النبي صلى الله عليه وسلم امره ان يردف عائشة فيعمرها من التنعيم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبدالرحمان بن ابی بکر کو حکمدیا کہ وہ حضرت عائشہ کو اپنے ساتھ سوار کر کے لیجاویں اور انکو عمرہ کرا دیں تنعیم میں سے ف عمرے کا احرام حرم سے باہر نکلکر باندھنا چاہیے یہ مقام بہ نسبت اور مقاموں کے قریب ہے اسلیے آپ نے حضرت عائشہ کو وہیں سے عمرہ کرانے کا حکمدیا اب ایک مسجد بھی اس مقام میں ہے اسکو لوگ مسجد عائشہ کہتے ہیں اور وہاں ایک حوض بھی ہے پانی کا عن عائشة قالت خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في حجة الوداع نوافي هلال ذي الحجة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اراد منكم ان يهل بعمرة فليهلل فلولا اني اهديت لاهللت بعمرة قالت فكان من القوم من اهل بعمرة ومنهم من اهل بحج فكنت انا ممن اهل بعمرة قالت فخرجنا حتى قدمنا مكة فادركني يوم عرفة وانا حائض لم احل من عمرتي فشكوت ذلك الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال دعي عمرتك وانقضي راسك وامتشطي واهلي بالحج قالت ففعلت فلما كانت ليلة الحصبة وقد قضى الله حجنا ارسل معي عبد الرحمن بن ابي بكر فاردفني وخرج الى التنعيم فاحللت بعمرة فقضى الله حجنا وعمرتنا ولم يكن في ذلك هدي ولا صدقة ولا صوم ام المومنين عائشہ صدیقہ سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے حجۃ الوداع میں عین بقر عید کے چاند پر آپ نے فرمایا جو کوئی تم میں سے عمرہ کا احرام باندھنا چاہے وہ عمرہ پکارے اور اگر میں ہدی ساتھ نہ لاتا تو میں بھی عمرے کا احرام پکارتا

حضرت عائشہ نے کہا ہم میں سے بعض لوگوں نے عمرے کا احرام باندھا بعضوں نے حج کا احرام باندھا میں ان لوگوں میں تھی جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا خیر ہم نکلے یہانتک کہ مکہ میں پہونچے اتفاق ایسا ہوا کہ عرفہ کا دن آگیا اور میں حائضہ تھی ابھی میں نے عمرہ کا احرام نہیں کھولا تھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی کہ میرا حج فوت ہوا آپ نے فرمایا عمرے کو چھوڑ دے اور اپنا سر کھولڈال اور کنگھی کر اور حج کا احرام باندھ لے حضرت عائشہ نے کہا میں نے ایسا ہی کیا جب محصب کی رات ہوئی (یعنے بارہویں شب ذیحجہ کی) اور اللہ تعالی نے ہمارا حج پورا کردیا تو آپ نے میرے ساتھ عبد الرحمان کو بھیجا اونہوں نے اپنے پیچھے مجھے بٹھا لیا اونٹ پر اور تنعیم کو گئے میں نے عمرہ کا احرام باندھا اس عمرے کی قضا کی جو حج آجانے سے چھوڑ دیا تھا) غرض اللہ سبحانہ وتعالی نے ہمارا حج اور عمرہ دونوں کو پورا کرایا اور نہ ہدی ہمپر لازم ہوئی نہ صدقہ دینا پڑا نہ روزے رکھنا ہوئے **ف** کیونکہ ہدی تو تمتع میں واجب ہے اگر ہدی نہ ملے تو روزے رکھے اور حضرت عائشہ کا تو حج مفرد ہوا بوجہ عمرہ چھوڑ دینے کے حج مفرد میں ہدی واجب نہیں ہے اور محصب ایک مقام ہے منا اور مکہ معظمہ کے بیچ بارہویں یا تیرہویں تاریخ جب حاجی منا سے لوٹتے ہیں تو تھوڑی دیر وہاں اترتے ہیں اس مقام کو ابطح بھی کہتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی یہاں اترے تھے اور اسکی وجہ اداء شکر کے سوا اور کچھ نہ تھی اور وہ اداء شکر یہ تھا کہ قریش کے کافروں نے آپ کو اور بنی ہاشم کو اسی مقام میں تنگ کیا تھا اور آپس میں عہد کیا تھا کہ بنی ہاشم سے ہم کوئی معاملہ اور نکاح شادی نکریں گے جبتک وہ محمد کو ہمارے سپرد نکریں تو آپ نے شکر یہ کیا کہ یا تو ایک زمانہ وہ تھا جب کافروں کا ایسا غلبہ تھا یا ایک زمانہ یہ آیا کہ اللہ تعالی نے سارا مکہ فتح کرادیا اور اسلام کا ڈنکا ہر طرف بجنے لگا **باب** مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ جس نے بیت المقدس سے عمرے کا احرام باندھا **عن** اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ غُفِرَ لَهٗ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے بیت المقدس سے احرام باندھا عمرہ کا (اور مکہ میں آکر عمرہ ادا کیا اور احرام کھولا) تو اسکی بخشش کیجاوے گی **عن** اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ قَالَتْ فَخَرَجْتُ اَيْ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ بِعُمْرَةٍ ام سلمہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عمرہ کا احرام باندھا بیت المقدس سے تو وہ کفارہ ہوجاویگا اسکے اگلے گناہوں کا ام سلمہ نے کہا میں بیت المقدس سے عمرہ کی نیت سے نکلی **باب** كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے عمرے کیے **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ

قَالَ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ عُمَرٍ عُمْرَةَ الْحُدَيْبِيَةِ وَعُمْرَةَ الْقَضَاءِ مِنْ قَابِلٍ وَالثَّالِثَةَ
مِنَ الْجِعِرَّانَةِ وَالرَّابِعَةَ الَّتِي مَعَ حَجَّتِهِ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے ایک عمرہ
حدیبیہ دوسرے عمرہ قضا دوسرے سال پر تیسرے عمرہ جعرانہ سے کیا جو مکہ سے نو میل ہے طائف کی طرف چوتھا عمرہ حج کے
ساتھ کیا ف مشکوۃ میں انس سے مروی ہے کہ یہ سب عمرے ذیقعدہ میں تھے سوا اس عمرے کے جو حج کے ساتھ کیا
اور بعضوں نے کہا جعرانہ کا عمرہ شوال میں تھا غرض عمر بھر میں آپ نے یہی چار عمرے کیے ہیں مگر تین ہی عمرے کس لیے
کہ حدیبیہ میں عمرہ پورا نہیں ہوا کافروں نے مکہ میں داخل نہیں ہونے دیا چنانچہ دوسرے سال اسی عمرے کی قضا کی لہذا
کل آپ نے تین عمرے کیے اور ایک حج کیا **بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى مِنًى** منا کو جانے کا بیان **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ
رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِمِنًى يَوْمَ التَّرْوِيَةِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ ثُمَّ
غَدَا إِلَى عَرَفَةَ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آٹھویں تاریخ ذیحجہ کے یعنی یوم الترویہ
کو ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا اور فجر منا میں پڑھی پھر صبح کو نویں تاریخ عرفات میں تشریف لے گئے **عَنِ**
ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ بِمِنًى ثُمَّ يُخْبِرُهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ ابن عمر رضی اللہ عنہ پانچوں نمازیں منا میں پڑھتے پھر ان کو خبر دیتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بھی ایسا ہی کرتے یعنے آٹھویں تاریخ ذیحجہ کو صبح ہی منا کو روانہ ہو جاتے اور ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا
اور نویں تاریخ کی فجر وہیں پڑھتے جیسے اوپر گذرا) **بَابُ النُّزُولِ بِمِنًى** منا میں اترنے کا بیان **عَنْ** عَائِشَةَ
قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا نَبْنِي لَكَ بِمِنًى بَيْتًا قَالَ لَا مِنًى مُنَاخُ مَنْ سَبَقَ حضرت عائشہ سے روایت ہے
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے لیے ایک گھر نہ بناویں منا میں آپ نے فرمایا نہیں منا میں جو آگے پہونچ جاوے
اُسی کا ٹھکانا ہے **ف** یعنے منا کا میدان وقف ہے حاجیوں کے لیے وہ کسی کے خاص ملک نہیں ہے اور جو شخص
پہلے پہونچے اور کسی جگہہ اُتر جاوے تو دوسرا اسکو وہاں سے اوٹھا نہیں سکتا مکان بنانے میں ایک جائے پر اپنا
قبضہ اور حق کر لینا ہے کہ دوسرا وہاں اتر نہیں سکتا اسلیے آپ نے اُسکی اجازت نہ دی **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ
قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا نَبْنِي لَكَ بِمِنًى بَيْتًا يُظِلُّكَ قَالَ لَا مِنًى مُنَاخُ مَنْ سَبَقَ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اس میں
یہ ہے ہم آپ کے لیے ایک گھر نہ بناویں جو آپ پر سایہ رکھے اخیر تک **بَابُ الْغُدُوِّ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَاتٍ** منا
سے عرفات کو جانے کا بیان **عَنْ** أَنَسٍ قَالَ غَدَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْيَوْمِ مِنْ
مِنًى إِلَى عَرَفَةَ فَمِنَّا مَنْ يُكَبِّرُ وَمِنَّا مَنْ يُهِلُّ فَلَمْ يَعِبْ هَذَا عَلَى هَذَا وَلَا هَذَا عَلَى هَذَا وَرُبَّمَا

صفحہ ۲

قَالَ هٰؤُلَاۤءِ عَلٰى هٰذَا وَلَا هٰؤُلَاۤءِ عَلٰى هٰؤُلَاۤءِ انس سے روایت ہے ہم صبح ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج ہی کے دن (یعنی نویں ذی الحجہ کو) منا سے عرفات کو گئے ہم میں سے کوئی تکبیر کہتا تھا کوئی تہلیل لا الٰہ الا اللہ نہ اس نے اس پر عیب کیا نہ اس نے اس پر یا یوں کہا کہ نہ انہوں نے عیب کیا انپر نہ انہوں نے انپر مطلب یہ ہے کہ ذکر الٰہی ہر ایک کرتا تھا کوئی ذکر ہو۔ **بَابُ الْمَنْزِلِ بِعَرَفَةَ** عرفات میں کہاں اترے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِعَرَفَةَ فِيْ وَادِيْ نَمِرَةَ قَالَ فَلَمَّا قَتَلَ الْحَجَّاجُ ابْنَ الزُّبَيْرِ اَرْسَلَ اِلَى ابْنِ عُمَرَ اَيَّ سَاعَةٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُوْحُ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ اِذَا كَانَ ذٰلِكَ رُحْنَا فَاَرْسَلَ الْحَجَّاجُ رَجُلًا يَنْظُرُ اِلٰى سَاعَةٍ يَرْتَحِلُ فَلَمَّا اَرَادَ ابْنُ عُمَرَ اَنْ يَرْتَحِلَ قَالَ اَزَاغَتِ الشَّمْسُ قَالُوْا لَمْ تَزِغْ بَعْدُ فَجَلَسَ ثُمَّ قَالَ اَزَاغَتِ الشَّمْسُ قَالُوْا لَمْ تَزِغْ بَعْدُ فَجَلَسَ ثُمَّ قَالَ اَزَاغَتِ الشَّمْسُ قَالُوْا لَمْ تَزِغْ بَعْدُ فَجَلَسَ ثُمَّ قَالَ اَزَاغَتِ الشَّمْسُ قَالُوْا نَعَمْ فَلَمَّا قَالُوْا قَدْ زَاغَتِ الشَّمْسُ ارْتَحَلَ قَالَ وَكِيْعٌ يَعْنِيْ رَاحَ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عرفات میں وادی نمرہ میں اوترتے تھے (وہ ایک مقام ہے مشہور عرفات میں آج وہاں ایک مسجد ہے) جب حجاج نے عبداللہ بن زبیر کو شہید کیا تو ابن عمر سے پوچھوا بھیجا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج کے دن کون سے وقت نکلتے تھے (نماز اور خطبہ کے لیے) ابن عمر نے کہا جب یہ وقت آویگا تو ہم خود چلیں گے حجاج نے ایک آدمی کو بھیجا کہ وہ دیکھتا رہے ابن عمر کب نکلتے ہیں جب ابن عمر نے کوچ کا ارادہ کیا تو پوچھا کیا سورج ڈہل گیا لوگوں نے کہا ابھی نہیں ڈہلا وہ بیٹھ گئے پھر پوچھا کیا سورج ڈہل گیا لوگوں نے کہا نہیں ڈہلا وہ بیٹھ گئے پھر پوچھا کیا سورج ڈہل گیا لوگوں نے کہا نہیں ڈہلا وہ بیٹھ گئے پھر پوچھا کیا سورج ڈہل گیا لوگوں نے کہا ہاں جب لوگوں نے کہا سورج ڈہل گیا تو وہ چلے **بَابُ الْمَوْقِفِ بِعَرَفَاتٍ** عرفات میں کہاں ٹھہرے **عَنْ** عَلِيٍّ قَالَ وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ فَقَالَ هٰذَا الْمَوْقِفُ وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ امیر المومنین حضرت علی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفات میں ٹھہرے اور فرمایا عرفات سب ٹھہرنے کی جگہ ہے اور یہی موقف ہے یعنے ٹھہرنے کی جگہ **عَنْ** يَزِيْدَ بْنِ شَيْبَانَ قَالَ كُنَّا وُقُوْفًا فِيْ مَكَانٍ نُبَاعِدُهُ مِنَ الْمَوْقِفِ فَاَتَانَا ابْنُ مِرْبَعٍ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْكُمْ يَقُوْلُ كُوْنُوْا عَلٰى مَشَاعِرِكُمْ فَاِنَّكُمُ الْيَوْمَ عَلٰى اِرْثٍ مِنْ اِرْثِ اِبْرَاهِيْمَ یزید بن شیبان سے روایت ہے ہم عرفات میں ایک مقام میں ٹھہرے ہوئے تھے لیکن ہم اسکو دور سمجھتے تھے ٹھہرنیکی جگہ سے اتنے میں (زید یا یزید یا عبداللہ) بن مربع ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رسول ہوں تمہاری طرف تم لوگ اپنے اپنے مقاموں میں رہو یعنے جہاں ٹھہرے ہو وہیں رہو اتم آج وارث ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے **ف** اس معنی کر کہ انکی سنت پر چلتے ہو معلوم ہوا ساری عرفات میں کہیں

بھی ٹھیرنا کافی ہو اور ہر ایک مین یہ سنت ادا ہو جاتی ہے اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقف سے دور بھی ہو۔

عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل عرفۃ موقف وارفعوا عن بطن عرفۃ وکل المزدلفۃ موقف وارفعوا عن بطن محسر وکل منی منحر الا ما وراء العقبۃ جابر بن عبداللہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سارا عرفہ ٹھیرنے کی جگہ ہے اور بطن عرفہ سے اوٹھ جاؤ وہان نہ ٹھیرو (وہ شیطان کی جگہ ہے) اور سارا مزدلفہ ٹھیرنے کی جگہ ہے لیکن بطن محسر مین نہ ٹھیرو (وہ عذاب کی جگہ ہے) اور ساری منا نحر (قربانی) کی جگہ ہے مگر جمرہ عقبہ کے پرے (کیونکہ وہان منا کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے) **باب الدعاء بعرفۃ** عرفات کی دعا کا بیان

عن عبد اللہ بن کنانۃ ابن عباس بن مرداس السلمی ان اباہ اخبرہ عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا لامتہ عشیۃ عرفۃ بالمغفرۃ فاجیب انی قد غفرت لہم ما خلا الظالم فانی اٰخذ للمظلوم منہ قال ای رب ان شئت اعطیت المظلوم الجنۃ وغفرت للظالم فلم یجب عشیتہ فلما اصبح بالمزدلفۃ اعاد الدعاء فاجیب الی ما سال قال فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او قال تبسم فقال ابوبکر وعمر بابی انت وامی ان ہذہ لساعۃ ما کنت تضحک فیہا فما الذی اضحکک اضحک اللہ سنک قال ان عدو اللہ ابلیس لما علم ان اللہ عزوجل قد استجاب دعائی وغفر لامتی اخذ التراب فجعل یحثوہ علی راسہ ویدعو بالویل والثبور فاضحکنی ما رأیت من جزعہ عباس بن مرداس سلمی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے لیے دعا کی مغفرت کی عرفہ کے تیسرے پہر کو تو آپ کو جواب ملا (اللہ تعالی کیطرف سے) کہ مین نے بخشدیا تیری امت کو مگر جو ان مین ظالم ہو کسی پر ظلم کرے یعنے ناجائز جبر مال یا جان یا عزت کا اس سے تو مین مظلوم کا بدلہ ضرور لون گا آپ نے فرمایا اے مالک اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت دیوے اور ظالم کو بخشدیوے (یعنے مظلوم کو جنت دیکر اسکو راضی کردے کہ وہ ظالم سے اپنا بدلہ معاف کردے) لیکن اس شام کو (یعنے عرفہ کی شام کو) اسکا جواب نہین ملا جب صبح ہوئی آپکو مزدلفہ مین تو آپ نے پھر یہی دعا کی اللہ جل جلالہ نے آپ کی درخواست قبول کی اور آپ ہنسی یا آپ نے تبسم فرمایا (خوشی سے) تو ابوبکر اور عمر نے عرض کیا ہماری مان باپ آپ پر فدا ہون آپ اسوقت مین کبھی نہین ہنستے تھے (یعنے حج کے مقامون مین کیونکہ یہ عبادت اور دعا کا مقام ہین) تو آج کیون ہنسے اللہ آپکو ہنستا ہی رکھے آپ نے فرمایا اللہ کے دشمن ابلیس نے جب دیکھا کہ اللہ تعالی نے میری دعا قبول کی اور میری امت کو بخشدیا تو اس نے مٹی اٹھائی اور اپنے سر پر ڈالنے لگا اور کہنے لگا ہائے خرابی ہائے تباہی تو مجھے ہنسی آگئی جب مین نے اسکا تڑپنا دیکھا **ف** تو معلوم ہوا کہ آپ کی امت امت مرحومہ

اور مغفورہ ہی اور اللہ تعالیٰ جس شخص کو چاہے گا آپ کی اُمت میں سے اسکے حقوق العباد بھی معاف کر دیگا اس سے کوئی یہ سمجھے کہ جب ہر ایک قسم کے گناہ کی مغفرت کا اللہ نے وعدہ کر لیا تو اب گناہ سے زیادہ ڈرنا اور پرہیز کرنا کیا ضرور ہے کیونکہ جیسے اس حدیث میں مغفرت کا وعدہ ہے ویسے ہی سیکڑوں آیتوں اور حدیثوں میں ظالموں کے لیے سخت مواخذہ اور سخت عذاب کی وعید آئی ہے اور مغفرت اور تعذیب دونوں کا احتمال ہے پس موہوم امید پر گناہ کر بیٹھنا دانائی کے خلاف ہی دوسرے یہ کہ اس حدیث کو ابن جوزی نے موضوع کہا ہے لیکن نکالا اسکو ابوداؤد نے ادب میں اور بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں اور حافظ ابن حجر نے ایک رسالہ لکھا ہے قوۃ الحجاج فی عموم المغفرۃ للحجاج اور اس میں ثابت کیا ہے حاجیوں کے تمام گناہ بخشدیا جانا اور اس حدیث کو اور کئی شاہد ذکر کیے ہیں اور ابن جوزی پر رد کیا ہے

رشاد عبد بعینی (عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما من يوم اكثر ان يعتق الله عز وجل فيه عبدا من النار من يوم عرفة وانه ليدنو ثم يدنو عز وجل ثم يباهي بهم الملئكة فيقول ما اراد هؤلاء) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتنے آدمی کسیدن اللہ تعالیٰ دوزخ سے آزاد نہیں کرتا جتنے عرفہ کے دن کرتا ہے اور پروردگار آج کے دن نزدیک ہو جاتا ہے پھر اور نزدیک ہوتا ہے پھر اپنے بندوں کیوجہ سے اپنے فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے یہ لوگ کیا چاہتے ہیں ف یعنے کس چیز کی خواہش میں اسقدر بے کسی کے ساتھ اس میدان میں جمع ہیں فرشتے عرض کرتے ہیں تیری مغفرت چاہتے ہیں اور تیرے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں حکم ہوتا ہے میں نے انکو بخشدیا **باب**

من اتى عرفة قبل الفجر ليلة جمع جو شخص رات میں ۱۰ تاریخ کی صبح سے پیشتر آجاوے ف اگرچہ دسویں رات ہی کو یعنی عرض دسویں کے طلوع فجر سے پہلے ایک ساعت بھی عرفات کا وقوف پالیوے تو حج ہو گیا (عن عبد الرحمن بن الديلي قال شهدت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو واقف بعرفة واتاه ناس من اهل نجد فقالوا يا رسول الله كيف الحج قال الحج عرفة فمن جاء قبل صلوة الفجر ليلة جمع فقد تم حجه ايام منى ثلثة فمن تعجل في يومين فلا اثم عليه ومن تاخر فلا اثم عليه ثم اردف رجلا خلفه فجعل ينادي بهن) عبد الرحمان بن یعمر دیلی سے روایت ہے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس حاضر ہوا جب آپ عرفات میں ٹھیرے تھے آپ پاس کچھ لوگ آئے نجد کے اونہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ حج کیونکر ہے آپ نے فرمایا حج عرفات میں ٹھیرنا ہے پھر جو کوئی صبح کی نماز سے پہلے مزدلفہ کی رات میں (یعنے دسویں رات میں) عرفات میں آجاوے اسکا حج پورا ہو گیا اور منیٰ میں تین دن رہنے کے ہیں (۱۱-۱۲-۱۳) لیکن اگر

اگر کوئی دو دن کے بعد چلا جاوے (۱۲ کو) تب بھی گناہ نہیں ہے اور جو ٹھیرا رہے اسپر بھی گناہ نہیں ہے پھر آپ نے ایک شخص کو اپنے ساتھ سوار کر لیا وہ لوگوں سے پکار کر یہ کہتا تھا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ الدِّيْلِيِّ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ فَجَاءَهُ نَفَرٌ مِّنْ اَهْلِ نَجْدٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى مَا اَرٰى لِلثَّوْرِيِّ حَدِيْثًا اَشْرَفَ مِنْهُ عبدالرحمان بن یعمر دیلی سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا عرفات میں آپ پاس کچھ لوگ نجد کے آئے پھر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری محمد بن یحیے نے کہا میں ثوری کی کوئی حدیث اس سے بہتر نہیں پاتا عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ الطَّائِيِّ اَنَّهٗ حَجَّ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُدْرِكِ النَّاسَ اِلَّا وَهُمْ بِجَمْعٍ قَالَ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَنْضَيْتُ رَاحِلَتِيْ وَاَتْعَبْتُ نَفْسِيْ وَاللّٰهِ اِنْ تَرَكْتُ مِنْ جَبَلٍ اِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ فَهَلْ لِيْ مِنْ حَجٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَهِدَ مَعَنَا الصَّلٰوةَ وَاَفَاضَ مِنْ عَرَفَاتٍ لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَقَدْ قَضٰى تَفَثَهٗ وَتَمَّ حَجُّهٗ عروہ بن مضرس طائی سے روایت ہے انہوں نے حج کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تو اسوقت پہونچے جب لوگ مزدلفہ میں تھے عروہ نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مینے اپنی اونٹنی کو دبلا کیا (دور کا سفر کر کے) اور خود تکلیف اٹھائی قسم خدا کی مینے تو کوئی ٹیلہ (اپنے مالک سے پہاڑ تک) نہ چھوڑا جسپر میں ٹھیرا ہوں تو میرا حج ہو گیا آپ نے فرمایا جو شخص ہمارے ساتھ نماز میں شریک ہو اور عرفات میں ٹھیر کر لوٹے رات یا دنکو اس نے اپنا میل کچیل دور کیا اور اسکا حج پورا ہوا

بَابُ الدَّفْعِ مِنْ عَرَفَةَ عرفات سے لوٹنے کا بیان

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ سُئِلَ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيْرُ حِيْنَ دَفَعَ عَنْ عَرَفَةَ قَالَ كَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ فَاِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ قَالَ وَكِيْعٌ يَعْنِيْ فَوْقَ الْعَنَقِ اسامہ بن زید سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیونکر چلتے تھے جب عرفات سے لوٹے انہوں نے کہا آپ عنق (ذرا تیز چال) چلتے تھے (اونٹ پر) پھر جب خالی جگہ پاتے تو نص کرتے (یعنے دوڑاتے یہ چال یعنے نص عنق سے زیادہ ہے) وکیع نے ایسا ہی کہا عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ قُرَيْشٌ نَحْنُ قَوَاطِنُ الْبَيْتِ لَا نُجَاوِزُ الْحَرَمَ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے قریش کے لوگ بولے ہم تو بیت اللہ کے رہنے والے ہیں حرم کے باہر نہیں جاتے (پس وہ عرفات کا وقوف نہیں کرتے تھے کیونکہ عرفات حل میں ہے لیکن قریش کے سوا اور سب لوگ عرفات کو جاتے تھے) تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری پھر وہیں سے لوٹو جہاں سے لوگ لوٹتے ہیں (یعنے عرفات سے

باب

النُّزُولِ بَيْنَ عَرَفَاتٍ وَجَمْعٍ لِمَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ اگر کچھ کام ہو تو عرفات اور مزدلفہ کے بیچ میں اتر سکتا ہے عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ أَفَضْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ الشِّعْبَ الَّذِي يَنْزِلُ عِنْدَهُ الْأُمَرَاءُ نَزَلَ فَبَالَ فَتَوَضَّأَ قُلْتُ الصَّلَوٰةَ قَالَ الصَّلَوٰةُ أَمَامَكَ فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى جَمْعٍ أَذَّنَ وَأَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ لَمْ يَحُلَّ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ حَتَّى قَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ اسامہ بن زید سے روایت ہے میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لوٹا (عرفات سے) جب آپ اس گھاٹی پر آئے جہاں امیر اترا کرتے ہیں تو آپ اترے اور پیشاب کیا اور وضو میں نے عرض کیا نماز پڑھ لیجیے (مغرب کی) آپ نے فرمایا نماز آگے ہے (مزدلفہ میں مغرب اور عشا ملا کر پڑھنا چاہیے) جب مزدلفہ میں پہنچے تو اذان دی اقامت کہی پھر مغرب کی نماز پڑھی اسکے بعد کسی نے اپنا کجاوہ بھی نہیں کھولا (یعنی کچھ دیر نہیں کی) اکہ کھڑے ہوئے اور عشا کی نماز پڑھی **بَاب** الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِجَمْعٍ مزدلفہ میں دو نمازیں مغرب عشا جمع کرنا عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ يَقُولُ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْمُزْدَلِفَةِ ابوایوب انصاری سے روایت ہے میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی مغرب اور عشا کی حجۃ الوداع میں مزدلفہ میں عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ بِالْمُزْدَلِفَةِ فَلَمَّا أَنَخْنَا قَالَ الصَّلَوٰةُ بِإِقَامَةٍ ابن عمر سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب کی نماز مزدلفہ میں پڑھی جب ہم نے اونٹوں کو بٹھلا دیا تو آپ نے فرمایا نماز پڑھو یعنے عشا کی اور صرف تکبیر کہی عشا کے لیے **ف** اذان نہ دی عینی نے کہا اس مسئلہ میں چھ قول ہیں ایک یہ کہ دونوں نمازوں کے لیے اقامت کہی جاوے اذان نہ دیجاوے دوسرے یہ کہ اقامت بھی صرف ایک بار کہی جاوے اور اذان بالکل نہ دیجاوے تیسرے یہ کہ پہلی نماز کے لیے اذان دیجاوے اور اقامت دونوں کے لیے کہی جاوے اور یہی صحیح قول ہے اہلحدیث اور شافعیہ اور حنابلہ کا یہی مذہب ہے چوتھے یہ کہ پہلی نماز کے لیے اذان اور اقامت دیجاوے اور دوسری کے لیے نہ اذان ہو نہ اقامت حنفیہ کا یہی مذہب ہے پانچویں یہ کہ دونوں کے لیے اذان اور اقامت ہو امام مالک کا یہی مذہب ہے چھٹے یہ کہ کسی نماز کے لیے نہ اذان دی جاوے نہ اقامت اور اصل اس اختلاف کی یہ ہے کہ ابن عمر سے اسباب میں مختلف روایتیں آئی ہیں کہ ایک میں جمع بلا اذان اور بلا اقامت اور ایک میں باقامت واحدہ اور ایک میں باذان واحدہ اور اقامت واحدہ اور ایک میں باذان واحدہ واقامتین واللہ اعلم اور امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ اور صاحبین کا یہ قول ہے کہ ظہر اور عصر تو ایک اذان اور دو اقامت سے جمع کی جاویں اور مغرب اور عشا ایک اذان اور ایک ہی اقامت سے **بَاب** الْوُقُوفِ بِجَمْعٍ مزدلفہ میں ٹھہرنے

کا بیان عَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنٍ قَالَ حَجَجْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَلَمَّا اَرَدْنَا اَنْ نُفِیْضَ مِنَ الْمُزْدَلِفَۃِ قَالَ اِنَّ الْمُشْرِکِیْنَ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ اَشْرِقْ ثَبِیْرُ کَیْمَا نُغِیْرُ وَکَانُوْا لَا یُفِیْضُوْنَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَخَالَفَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَفَاضَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ عمرو بن میمون سے روایت ہے ہم نے حج کیا حضرت عمرؓ کے ساتھ جب ہم نے مزدلفہ سے لوٹنا چاہا تو انہوں نے کہا مشرک کہا کرتے تھے اے ثبیر (ایک پہاڑ ہے مزدلفہ میں منا کو جانیوالے کو بائیں ہاتھ پر) چمک جا تاکہ ہم لوٹیں اور وہ مزدلفہ سے نہیں لوٹتے تھے جبتک آفتاب نہ نکلتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا اخلاف کیا اور مزدلفہ سے لوٹے (منا کو) سورج نکلنے سے پہلے ف جب عرفات سے لوٹ کر چلے نویں تاریخ کو تو راہ میں مغرب کی نماز نہ پڑھے بلکہ مغرب اور عشا دونوں مزدلفہ میں آنکر پڑھے ملاکر عشا کیوقت میں پھر رات مزدلفہ ہی میں گذارے اور صبح ہوتے ہی نماز پڑھکر طلوع آفتاب سے پہلے منا کو روانہ ہوجاوے غرض مزدلفہ میں رات کو رہنا سنت ہے اور جو لوگ مزدلفہ میں رات بسر نہیں کرتے یا ٹھیرتے ہی نہیں وہ ایک بدعت کرتے ہیں جس سے حاکم کو منع کرنا چاہیے اور جو کوئی رات کو مزدلفہ میں نہ رہے اس پر ایک دم واجب ہوگا اور ابن خزیمہ اور ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ مزدلفہ میں رات کو رہنا رکن ہے حج کا اس صورت میں اسکی ترک سے حج باطل ہوجاوے گا اور اسکا تدارک دم سے ہوسکیگا اور رات کو رہنے سے یہ مطلب ہے کہ آدھی رات کے بعد مزدلفہ میں ٹھیرے اگرچہ ایک ساعت ہی سہی اگر اس سے پہلے چلدیگا تو دم لازم ہوگا لیکن اگر فجر ہونے سے پہلے پھر وہاں لوٹ آوے تو دم ساقط ہوجاوے گا بہرحال رات کی نصف ثانی میں تھوڑی دیر یا فجر تک مزدلفہ میں ٹھیرنا ضرور ہے (روضہ) عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ قَالَ جَابِرٌ اَفَاضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ وَعَلَیْہِ السَّکِیْنَۃُ وَاَمَرَھُمْ بِالسَّکِیْنَۃِ وَاَمَرَھُمْ اَنْ یَّرْمُوْا بِمِثْلِ حَصَی الْخَذْفِ وَاَوْضَعَ فِیْ وَادِیْ مُحَسِّرٍ وَقَالَ لِتَاْخُذْ اُمَّتِیْ نُسُکَھَا فَاِنِّیْ لَا اَدْرِیْ لَعَلِّیْ لَا اَلْقَاھُمْ بَعْدَ عَامِیْ ھٰذَا ابو الزبیر سے روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع میں لوٹے (مزدلفہ سے) اطمینان کے ساتھ اور لوگوں کو بھی اطمینان سے چلنے کا حکم دیا اور جب منا میں پہونچے تو حکم دیا انکو ایسے کنکریاں مارنیکا جو دو انگلیوں کے بیچ میں آجاویں (یعنے چھوٹی کنکریوں کا) اور وادی محسر میں (جو مزدلفہ کے اور منا کے بیچ میں ہے وہاں اصحاب الفیل پر عذاب اترا تھا) جانور کو جلد چلایا اور فرمایا میری امت کے لوگ حج کے ارکان سیکھ لیویں اب مجھے امید نہیں کہ اس سال کے بعد میں ان سے ملوں ف آپکو معلوم ہوگیا تھا کہ وفات کا زمانہ قریب ہے ایسا ہی ہوا کہ حجۃ الوداع کے تھوڑے دنوں کے بعد آپ نے انتقال فرمایا عَنْ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ غَدَاۃَ جَمْعٍ یَا بِلَالُ اَسْکِتِ النَّاسَ اَوْ اَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَطَوَّلَ عَلَیْکُمْ

فِيْ جَمْعِكُمْ هٰذَا فَوَهَبَ مُسِيْئَكُمْ لِمُحْسِنِكُمْ وَاَعْطٰى مُحْسِنَكُمْ مَا سَاَلَ اِدْفَعُوْا بِسْمِ اللّٰهِ بلال بن رباح سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ کی صبح کو بلال سے فرمایا اے بلال لوگون کو خاموش کر پھر آپ نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے بہت فضل کیا تمپر اس مزدلفہ مین تو بخشدیا تم مین سے گنہگار شخص کو نیک شخص کے طفیل سے اور جو نیک تہا تم مین سے اسکو دیا جو کچھہ اسنے مانگا (یعنے اسکی دعا قبول ہوئی) اب لوٹو اللہ کا نام لیکر باب مَنْ تَقَدَّمَ مِنْ جَمْعٍ لِرَمْيِ الْجِمَارِ جو شخص کنکریان مارنے کو لیے مزدلفہ سے جلد چلا جاوے ف مزدلفہ سے لوگ اکثر فجر کی نماز پڑھکر چلتے ہین لیکن منا مین پہونچکر پہونچتے تک جمرہ کے پاس جہان کنکریان مارتے ہین ہجوم ہوجاتا ہے اور ہجوم مین عورتون اور بچون کو کنکریان مارنے مین دقت اور تکلیف ہوتی ہے اس لحاظ سے اگر عورتون اور بچون کو آدہی رات کے بعد مزدلفہ سے روانہ کر دیا جاوے تو اس مین قباحت نہین تا کہ وہ لوگون سے پہلے سورج نکلتے ہی کنکریان مارنے سے فارغ ہوجاوین اور اگر عورتین اور بچے سورج نکلنے سے پیشتر ہی کنکریان مارلین تو درست ہے لیکن بڑے آدمیونکو سورج کے بعد مارنا چاہیے (وحیدیہ)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُغَيْلِمَةَ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلٰى حُمُرَاتٍ لَّنَا مِنْ جَمْعٍ فَجَعَلَ يَلْطَحُ اَفْخَاذَنَا وَيَقُوْلُ اُبَيْنِيَّ لَا تَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ زَادَ سُفْيَانُ فِيْهِ وَلَا اِخَالُ اَحَدًا يَّرْمِيْهَا حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو یعنے عبد المطلب کے اولاد مین چھوٹے بچون کو کنکریان مزدلفہ سے دیکر آگے روانہ کر دیا تو آپ ہمارے رانون پر آہستہ سے مارتے تہے اور فرماتے تہے اے چھوٹے بیٹو جمرے پر کنکریان مت مارنا یہانتک کہ سورج نکل آوے سفیان نے اپنی روایت مین زیادہ کیا مین نہین سمجہتا کہ کوئی شخص سورج نکلنے سے پہلے کنکریان مارتا ہو ف یوم النحر کو یعنے دسوین تاریخ صرف جمرۃ العقبہ پر کنکریان مارتے ہین جس کو اب لوگ بڑا شیطان کہتے ہین اور اس دن سورج نکلنے ہی کنکریان ماری جاتی ہین پھر ۱۱ اور ۱۲ اور ۱۳ تاریخ کو تینون جمرون پر سات سات کنکریان مارتے ہین لیکن تیسرے پہر کو اسکی وجہ یہ ہے کہ یوم النحر کو اور بہت سے کام کرنا ہوتے ہین جیسے حلق اور قربانی وغیرہ تو اسدن سویرے کنکریان مارنے سے فراغت حاصل کرنا ضرور ہے اور دنون مین کوئی کام نہین ان دنون مین تیسرے پہر کو مارنا کافی ہے اور یہ سب کنکریان مزدلفہ سے چنکر لانا چاہیے اس حساب سے کہ اگر صرف ۱۲ تاریخ تک ٹھیرنا چاہے تو ۴۹ کنکریان لانا کافی ہین اور جو ۱۳ تاریخ تک ٹھیرنیکا ارادہ ہو تو ۷۰ کنکریان لاوے اور یوم النحر کو سات کنکریان مارے اور باقی دنون مین اکیس اکیس ہر جمرے پر سات سات کنکریان اور ضرور ہے کہ یہ کنکریان چھوٹی چھوٹی ہون چنے کے برابر اگر بڑی کنکریان مارے تو بھی درست ہے لیکن سنت کے خلاف ہے کیونکہ اس مین لوگون کو صدمہ پہونچنے کا ڈر ہے عَنْ

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ فِيمَنْ قَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ضَعَفَةِ اَهْلِهِ ابن عباس سے روایت ہے میں ان لوگوں میں تھا جنکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگے بھیجدیا تھا مزدلفہ سے منا کو اپنے گھر والوں کو کم طاقت لوگوں میں عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ كَانَتْ امْرَأَةً ثَبِطَةً فَاسْتَاذَنَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَدْفَعَ مِنْ جَمْعٍ قَبْلَ دَفْعَةِ النَّاسِ فَاَذِنَ لَهَا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ ام المومنین سودہ بنت زمعہ ایک بھاری عورت تھیں تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت چاہی مزدلفہ سے چلے جانیکی لوگوں کی روانگی سے پہلے آپنے انکو اجازت دی باب قَدْرِ حَصَى الرَّمْيِ کتنی بڑی کنکریاں مارنا چاہیے عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ عَنْ اُمِّهِ قَالَتْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ وَهُوَ رَاكِبٌ عَلَى بَغْلَةٍ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِذَا رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ فَارْمُوا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ سلیمان بن عمرو نے اپنی ماں سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوم النحر میں دیکھا جمرہ عقبہ کے پاس آپ ایک خچر پر سوار تھے اور فرماتے تھے ای لوگو جب تم کنکریاں مارو تو ایسی جو انگلیوں کے بیچ میں آجاویں یعنے چھوٹی جنکو عربی میں حصے الخذف کہتے ہیں عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ الْعَقَبَةِ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْقُطْ لِي حَصًى فَلَقَطْتُ لَهُ سَبْعَ حَصَيَاتٍ هُنَّ حَصَى الْخَذْفِ فَجَعَلَ يَنْفُضُهُنَّ فِي كَفِّهِ وَيَقُولُ اَمْثَالَ هٰؤُلَاءِ فَارْمُوا ثُمَّ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ فَاِنَّمَا اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمرہ عقبہ کی صبح کو فرمایا آپ اپنی اونٹنی پر تھے کہ میرے لیے کنکریاں چن دے میں نے آپکے لیے سات کنکریاں چنیں حصے خذف میں سے آپ انکو اپنی ہتیلی میں ہلاتے تھے اور فرماتے تھے بس ایسی ہی کنکریاں پھینکو پھر آپنے فرمایا اے لوگو بچو تم دین میں سختی کرنے سے (یعنے افراط اور غلو سے) تم سے پہلے لوگ اسی غلو کی وجہ سے تباہ ہوئے ف غلو یہ ہے کہ کسی کام کو حد سے بڑھا دینا اور اس میں ضرورت سے زیادہ سختی کرنا مثلاً کنکریاں پھینکنے کا حکم ہے تو چھوٹی کنکریاں کافی ہیں اب غلو یہ ہے کہ بڑے بڑے کنکر ماری یا پتھر اور اسکو زیادہ ثواب سمجھی دین کے ہر کام میں غلو کرنا منع ہے اور حماقت کی دلیل ہے یہ بھی غلو ہے کہ مثلاً کسینے ایک مستحب یا سنت کو ترک کیا تو لگے اسکو برا کہنے گالیاں دینے مارنے اگر کوئی سنت کو ترک کری تو صرف نرمی سے اسکو حدیث سنا دینا کافی ہے اگر فرض کو ترک کری تو سختی سے اسکو حکم کرنا چاہیے لیکن اس زمانہ میں یہ حال ہوگیا ہے کہ فرض ترک کرنے والوں کو کوئی برا نہیں کہتا بے نمازی اور شراب خوار سے صحبت اور دوستی رکھتے ہیں لیکن اذان میں کوئی انگوٹھے نہ چومی یا مولود شریف میں قیام نہ کرے تو اسکے دشمن ہو جاتے ہیں یہ بھی ایک

انتہا کا غلو ہے اور ایسی ہی باتوں کی وجہ سے مسلمان تباہ ہو گئے اور جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا **باب** مِنْ أَيْنَ تُرْمَى جَمْرَةُ الْعَقَبَةِ جمرہ عقبہ پر کہاں سے کنکریاں مارنا چاہیے **عَنْ** عَبْدِ الرَّحْمَانِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ لَمَّا أَتَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ اسْتَبْطَنَ الْوَادِيَ وَاسْتَقْبَلَ الْكَعْبَةَ وَجَعَلَ الْجَمْرَةَ عَلَى حَاجِبِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ رَمَى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ قَالَ مِنْ هَهُنَا وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ رَمَى الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ عبد الرحمن بن یزید سے روایت ہے جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمرہ عقبہ کے پاس آئے تو وادی کے نشیب میں گئے اور کعبہ کی طرف مونہہ کیا اور جمرہ عقبہ کو اپنے داہنے ابرو پر کیا پھر سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری مارنے پر اللہ اکبر کہا پھر کہا قسم اس معبود کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں جنپر سورہ بقرہ اتری یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انہوں نے یہیں سے کنکریاں ماریں **عَنْ** سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ اسْتَبْطَنَ الْوَادِيَ فَرَمَى الْجَمْرَةَ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ انْصَرَفَ سلیمان بن عمرو بن احوص نے اپنے ماں سے روایت کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا یوم النحر میں جمرہ عقبہ کے پاس آپ وادی کے نشیب میں گئے اور جمرے کو مارا سات کنکریوں سے اور ہر کنکری پر تکبیر کہی پھر لوٹے **عَنْ** أُمِّ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ ام جندب سے دوسری روایت بھی ایسے ہی ہے **باب** إِذَا رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ لَمْ يَقِفْ عِنْدَهَا جب جمرہ عقبہ کو مارے تو ماریکے بعد پھر وہاں کھڑا نہ ہو بلکہ اپنے ٹھکانے کی طرف یا اور کہیں چل دیوے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَلَمْ يَقِفْ عِنْدَهَا وَذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ ابن عمر نے جمرہ عقبہ کو مارا اور وہاں ٹھیرے نہیں دعا کے لیے جیسے اور دونوں جمروں کے پاس رمی کے بعد دعا کرتے ہیں اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ مَضَى وَلَمْ يَقِفْ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جمرہ عقبہ پر مارتے تو چلے جاتے وہاں ٹھیرتے نہیں **باب** رَمْيِ الْجِمَارِ رَاكِبًا سوار ہو کر کنکریاں مارنا **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَى الْجَمْرَةَ عَلَى رَاحِلَتِهِ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمرہ کو مارا اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر **عَنْ** قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْعَامِرِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَى الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ صَهْبَاءَ لَا ضَرْبَ وَلَا طَرْدَ وَلَا إِلَيْكَ إِلَيْكَ قدامہ بن عبداللہ عامری سے روایت ہے

ہینے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ نے جمرہ کو مارا یوم النحر کو ایک اونٹنی پر سوار رہکر جو سفید اور سرخ رنگ تھی نہ اسوقت کسیکو مار تے تھے نہ ہٹاتے تھے اور نہ یہ کہتی تھے دور ہو **ف** یعنی آپ کی سواری اور دنیا دار امیروں کیطرح نہ تھی کہ سامنے لوگوں سے کہیں ہٹو بچو دور ہو **باب** تاخیر رَمْیِ الْجِمَارِ مِنْ عُذْرٍ عذر سے کنکریاں مارنے میں دیر کرنا ❊

عَنْ اَبِی الْبَدَّاحِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِلرِّعَاءِ اَنْ یَّرْمُوْا یَوْمًا وَّیَدَعُوْا یَوْمًا عاصم بن عدی سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ چرانیوالوں کو اجازت دی کہ ایک دن رمی کریں اور ایک دن رمی نہ کریں **ف** کیونکہ وہ اونٹ چرانے کے لیے منا سے دور چلے جاتے ہیں انکو روز رمی کے لیے منا میں آنا دشوار ہے اسلیئے دو دن کی رمی ایک دن آنکر کر سکتے ہیں مثلاً یوم النحر کو رمی کر کے چلے جاویں پھر بارہویں تاریخ کو نہ کریں بارہویں کو آن کر دونوں دن کی رمی ایک بار کرلیں **عَنْ** اَبِی الْبَدَّاحِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِرِعَاءِ الْاِبِلِ فِی الْبَیْتُوْتَةِ اَنْ یَّرْمُوْا یَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ یَجْمَعُوْا رَمْیَ یَوْمَیْنِ بَعْدَ النَّحْرِ فَیَرْمُوْنَهٗ فِیْ اَحَدِهِمَا قَالَ مَالِكٌ ظَنَنْتُ اَنَّهٗ قَالَ فِی الْاَوَّلِ مِنْهُمَا ثُمَّ یَرْمُوْنَ یَوْمَ النَّفْرِ عاصم سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ چرانیوالوں کو اجازت دی کہ نحر کے دن رمی کر لیں پھر دو دن کی رمی ۱۱ تاریخ کو کریں یا بارہ تاریخ کو ۱۲ تاریخ کی بھی رمی کرلیں امام مالک نے کہا جو راوی ہیں اسحدیث کی مجھ کو گمان ہے کہ اسحدیث میں عبداللہ بن ابی بکر نے یہ کہا کہ پہلے دن رمی کریں یعنی یوم النحر کو پھر جسدن کوچ کرنے لگیں اسدن رمی کرلیں (دونوں دنوں کی) **باب** الرَّمْیِ عَنِ الصِّبْیَانِ بچوں کیطرف سے دوسرا شخص رمی کر سکتا ہے **عَنْ** جَابِرٍ قَالَ حَجَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَنَا النِّسَاءُ وَالصِّبْیَانُ فَلَبَّیْنَا عَنِ الصِّبْیَانِ وَرَمَیْنَا عَنْهُمْ جابر سے روایت ہے ہمنے حج کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ اور ہمارے ساتھہ عورتیں تھیں اور بچے بھی تھے تو ہم نے بچوں کیطرف سے لبیک پکاری اور انکی طرف سے رمی کی **ف** ترمذی کی روایت میں ہے کہ ہم عورتوں کیطرف سے لبیک پکارتے اور بچوں کی طرف سے رمی کرتے ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے ہم اسکو نہیں پہچانتے مگر اسیطریق سے اور اہل علم نے اسپر اجماع کیا کہ عورت خود لبیک کہے لیکن بلند آواز سے نہ کہے اور عورت کی طرف سے دوسرا لبیک نہیں کہہ سکتا حدیث سے یہ بھی نکلا کہ رمی جمار اگر خود نہ کر سکے کسی عذر کی وجہ سے مثلاً بیمار ہو تو دوسرے کو وکیل کر سکتا ہے **باب** مَتٰی یَقْطَعُ الْحَاجُّ التَّلْبِیَةَ حاجی لبیک کہنا کب موقوف کرے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَبّٰی حَتّٰی رَمٰی جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ ابن عباس سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لبیک فرماتے رہے یہانتک کہ آپ نے رمی کی جمرہ عقبہ کی روز یوم النحر کو

بس اسوقت سے لبیک موقوف کی کیونکہ احرام پورا ہو گیا **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا زِلْتُ أَسْمَعُهُ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَلَمَّا رَمَاهَا قَطَعَ التَّلْبِيَةَ ابن عباس سے روایت ہے فضل بن عباس نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سوار تھا تو میں ہمیشہ سنتا تھا آپ لبیک کہتے تھے یہانتک کہ آپ نے رمی کی جمرہ عقبہ کی جب اسکی رمی کی تو لبیک کہنا موقوف کر دیا **بَابُ** مَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ إِذَا رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ جب آدمی جمرہ عقبہ کی رمی کرے تو اب کونسی باتیں اسکو درست ہو گئیں **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِذَا رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ فَقَدْ حَلَّ لَكُمْ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا عَبَّاسٍ وَالطِّيبُ فَقَالَ أَمَّا أَنَا فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَمِّخُ رَأْسَهُ بِالْمِسْكِ أَفَطِيبٌ ذَلِكَ أَمْ لَا ابن عباس سے روایت ہے انہوں نے کہا جب تم جمرہ عقبہ کی رمی کر لو تو اب تمکو سب باتیں درست ہو گئیں (جو احرام میں منع تھیں) سوا عورتوں کے ایک شخص بولا اے ابو العباس اور خوشبو لگانا (یعنے یہ بھی ابھی درست نہیں ہوا) انہوں نے کہا میں نے تو آنحضرت کو دیکھا آپ اپنے سر پر مشک لگاتے تھے (رمی کے بعد) تو مشک خوشبو ہے کہ نہیں **ف** خوشبو ہے بلکہ سب خوشبوؤں سے بڑھکر ہے اہلحدیث اور حنفیہ اور شافعیہ اور اکثر علما کا یہ قول ہے کہ یوم النحر کو جہاں جمرہ عقبہ کی رمی کی تو سب چیزیں درست ہو گئیں ایک عورتوں سے صحبت کرنا درست نہیں جبتک طواف الافاضہ یعنی طواف الزیارت طواف الصدر نکرے طواف کے بعد پھر صحبت بھی درست ہو جاویگی اور امام مالک کا یہ قول ہے کہ خوشبو بھی درست نہ ہوگی جب تک طواف سے فارغ نہووے **فائدہ** یوم النحر کو جب رمی سے فارغ ہو تو قربانی کرے اگر قربانی اسپر واجب ہو پھر سر منڈاوے یا بال کتراوے اور غسل کرے اور کپڑے بدلے اور خوشبو لگاوے اور مکہ میں جاکر بیت اللہ کا طواف کرے اسکو طواف الافاضہ اور طواف الصدر اور طواف الزیارت کہتے ہیں اور یہ ایک بڑا رکن ہے حج کا اور فرض ہے پھر منا میں لوٹ آوے اور ظہر کی نماز منا میں آکر پڑھے ایسا ہی حدیث میں وارد ہے اب سب چیزیں حلال ہو گئیں یہانتک کہ عورتوں سے صحبت کرنا بھی اور مستحب ہے کہ یہ طواف رمی اور نحر اور حلق کے بعد کیا جاوے اگر کسینے اس طواف کو یوم النحر کو ادا نہ کیا تو ۱۱ یا ۱۲ کو کر لیوے اسپر دم نہوگا لیکن جب تک یہ طواف نہ کریگا حج پورا نہ ہوگا اور عورتیں درست نہونگی **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِحْرَامِهِ حِينَ أَحْرَمَ وَلِإِحْلَالِهِ حِينَ أَحَلَّ حضرت عائشہ سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خوشبو لگائی احرام باندھتے وقت اور احرام کھولتے وقت **بَابُ** الْحَلْقِ سر منڈانے کا بیان **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ

لِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالْمُقَصِّرِيْنَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ ثَلٰثًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالْمُقَصِّرِيْنَ قَالَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا اللہ بخشدے سر منڈانیوالوں کو لوگوں نے عرض کیا اور کترانیوالوں کو آپ نے فرمایا یا اللہ بخشدے سر منڈانیوالوں کو تین بار یہی فرمایا لوگوں نے عرض کیا اور بال کترانے والوں کو آپ نے فرمایا اور بال کترانیوالوں کو **ف** حلق یعنے سر منڈانا اور تقصیر یعنے بال کترانا دونو جائز ہیں لیکن حلق افضل ہے یہ اس حدیث سے نکلتا ہے کیونکہ آپ نے تین بار دعا کی حلق کرانے والوں کیلیے غرض حلق افضل ہے حج میں اور غیر حج میں حلق کو مکروہ رکھا ہے بوجہ مشابہت خوارج کے اور اکثر علماء نے مکروہ نہیں کہا غیر حج میں بھی لیکن عمدہ یہ ہے کہ سر پر بال رکھے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ تھا اب حلق اور تقصیر ایک رکن ہے حج کا اور حنفیہ کے نزدیک وہ رکن نہیں ہیں اور حلق اور قصر ساری سر کا ضرور نہیں صرف تین بالوں کا فرض ادا کرنیکے لیے کافی ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک چوتھائی سر کا ضروری ہے اور امام احمد کے نزدیک اکثر سر کا اور امام مالک کے نزدیک کل سر کا اور یہی ثابت ہے حدیث کی رو سے **عن** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ رحم کرے حلق کرانیوالوں پر لوگوں نے عرض کیا اور قصر کرانیوالوں پر یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اور قصر کرانیوالوں پر **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ ظَاهَرْتَ لِلْمُحَلِّقِيْنَ ثَلٰثًا وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ وَاحِدَةً قَالَ اِنَّهُمْ لَمْ يَشُكُّوْا ابن عباس سے روایت ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے حلق کرانے والوں کے لیے تین بار دعا کی اور قصر کرانیوالوں کے لیے ایک بار اسکی کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا حلق کرانے والوں نے شک نہیں کی **ف** مطلب جس حکم کو اللہ تبارک و تعالی نے پہلی بار بیان کیا اسی پر عمل کیا قرآن شریف میں ہے محلقین رؤسکم و مقصرین تو پہلے حلق کو ذکر فرمایا **باب** مَنْ لَبَّدَ رَاْسَهٗ جس نے اپنے سر کی تلبید کی **ف** تلبید کہتے ہیں بالوں کو جما لینا گوند وغیرہ سے تاکہ پریشان نہ ہوں اور گرد و غبار سے سر محفوظ رہے احرام کے وقت بعض لوگ ایسا کرتے ہیں **عن** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَاْنُ النَّاسِ حَلُّوْا وَلَمْ تَحِلَّ اَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ اِنِّيْ لَبَّدْتُ رَاْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَا اَحِلُّ حَتّٰى اَنْحَرَ ابن عمر سے روایت ہے ام المومنین حفصہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگوں نے احرام کھولڈالا اور آپ نے ابتک احرام نہ کھولا عمرے کا آپ نے فرمایا میں نے تو تلبید کی تھی اپنے سر کی اور ہدی کی تقلید کی تھی میں جب تک نحر نہ کروں حلال نہیں ہو سکتا **ف** اس سے معلوم ہوا

کو تلبید جائز بلکہ مسنون ہے **عن** سالم عن ابیه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یهل ملبدا ابن
عمر سے روایت ہے میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لبیک پکارتے تھے سر کو تلبید کیے ہوئے **باب**
النحر ذبح کرنے کا بیان **عن** جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم منی کلها منحر وکل فجاج
مكة طريق ومنحر وكل عرفة موقف وكل المزدلفة موقف جابر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ساری منا قربانی کی جگہ ہے اور مکہ کی سب راہیں رستہ ہیں اور قربانی کی جگہ ہیں اور سارا عرفات ٹھہرنے
کی جگہ ہے اور سارا مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے **باب** من قدم نسکا قبل نسک ایک شخص نے حج کے ایک رکن
کو بھول کر دوسرے رکن سے پہلے ادا کیا تو کچھ قباحت نہیں ہے **عن** ابن عباس قال ما سئل رسول الله صلی الله
علیه وسلم عمن قدم شیئا قبل شیء الا یلقی بیدیه کلتیهما لا حرج ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پوچھے گئے اس سے کہ ایک رکن دوسرے رکن پر مقدم ہو گیا آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ
کیا یعنے کچھ حرج نہیں ہے **عن** ابن عباس قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یسال یوم منی
فیقول لا حرج لا حرج فاتاه رجل فقال حلقت قبل ان اذبح قال لا حرج قال رمیت بعد ما
امسیت قال لا حرج ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگ پوچھتے تھے منا کے دن
آپ فرماتے تھے کچھ حرج نہیں ہے کچھ حرج نہیں ہے ایک شخص نے کہا میں نے حلق کیا ذبح سے پہلے آپ نے فرمایا کچھ حرج
نہیں دوسرا بولا میں نے رمی کی شام کو آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں **عن** عبد الله بن عمرو ان النبی صلی الله
علیه وسلم سئل عمن ذبح قبل ان یحلق او حلق قبل ان یذبح قال لا حرج عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا اگر کوئی ذبح کرے حلق سے پہلے یا حلق کرے ذبح سے پہلے تو آپ نے فرمایا کچھ حرج
نہیں **عن** جابر بن عبد الله یقول قعد رسول الله صلی الله علیه وسلم بمنی یوم النحر للناس فجاءه
رجل فقال یا رسول الله انی حلقت قبل ان اذبح قال لا حرج ثم جاءه آخر فقال یا رسول الله
انی نحرت قبل ان ارمی قال لا حرج فما سئل یومئذ عن شیء قدم قبل شیء الا قال لا حرج جابر
بن عبد اللہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کی تعلیم کے لیے بیٹھے منا میں نحر کے دن
تو ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے حلق کیا ذبح سے پہلے آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں ہے پھر دوسرا
شخص آیا اور بولا یا رسول اللہ میں نے نحر کیا رمی سے پہلے آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں ہے پھر اس دن جس بات سے آپ پوچھے
گئے جو پہلے کی گئی دوسری بات سے آپ نے یہی فرمایا کچھ حرج نہیں ہے **ف** صحیحین میں ابن عمر سے روایت ہے کہ آپ

جمرہ کے پاس کھڑے تھے ایک شخص آیا بولا میں نے حلق کیا رمی سے پہلے آپ نے فرمایا رمی کر لے کچھ حرج نہیں دوسرا بولا میں نے ذبح کیا رمی سے پہلے آپ نے فرمایا رمی کر لے کچھ حرج نہیں ہے تیسرا بولا میں نے طواف افاضہ کیا رمی سے پہلے آپ نے فرمایا رمی کر لے کچھ حرج نہیں ہے غرض جس جس چیز سے اسدن سوال ہوا آپ نے فرمایا اب کر لے کچھ حرج نہیں اور اہلحدیث کا عمل انہی حدیثوں پر ہے کہ ان اعمال کی اگر تقدیم و تاخیر سہو سے ہو جاوے تو کچھ نقصان نہیں نہ دم لازم آویگا اور یہی قول ہے شافعی اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور داود اور جمہور کا اور نخعی اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اس پر دم لازم ہوگا اور اگر قارن ہو تو دو دم دیوے اور صاحبین اہلحدیث کے موافق ہیں حنفیہ کہتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے نکالا کہ جو حج میں کسی بات کو مقدم یا موخر کرے وہ ایک دم دیوے اور طحاوی نے بھی اسکو نکالا اہلحدیث کہتے ہیں کہ یہ روایت موقوف ہے یعنے ابن عباس کا قول ہے تو انکی احادیث صحیحہ مرفوعہ کے مقابل کیونکر حجت ہوگی **باب رمی الجمار ایام التشریق** ایام تشریق میں کنکریاں مارنا یعنے ۱۱-۱۲-۱۳ ذیحجہ کو) **عن** جابر قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمی جمرۃ العقبۃ ضحی واما بعد ذلک فبعد زوال الشمس جابر سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ نے رمی کی جمرہ عقبہ کی چاشت کے وقت اور اسکی بعد جو رمی کی (یعنے ۱۱-۱۲-۱۳ کو) وہ زوال کے بعد کی **عن** ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرمی الجمار اذا زالت الشمس قدر ما اذا فرغ من رمیہ صلی الظہر ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمی کرتے تھے جب سورج ڈھل جاتا اس اندازے سے کہ رمی کر کے جب فارغ ہوتے تو وہ وقت ہوتا جب ظہر کی نماز پڑھتے **ف** مطلب یہ ہے کہ رمی ایسے وقت پر کرتے کہ رمی سے فراغت اسوقت ہوتی جسوقت ظہر کا معمول وقت ہوتا یعنے روز جسوقت ظہر کی نماز پڑھا کرتے وہ وقت آجاتا **باب الخطبۃ یوم النحر** یوم النحر کے خطبہ کا بیان **عن** سلیمان بن عمرو بن الاحوص عن ابیہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی حجۃ الوداع یا ایہا الناس الا ای یوم احرم ثلث مرات قالوا یوم الحج الاکبر قال فان دماءکم واموالکم واعراضکم بینکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی شہرکم ھذا فی بلدکم ھذا الا لا یجنی جان الا علی نفسہ ولا یجنی والد علی ولدہ ولا مولود علی والدہ الا ان الشیطان قد ایس ان یعبد فی بلدکم ھذا ابدا ولکن سیکون لہ طاعۃ فی بعض ما تحتقرون من اعمالکم فیرضی بہا الا وکل دم من دماء الجاہلیۃ موضوع واول ما اضع منہا دم الحرث بن عبد المطلب کان مسترضعا فی بنی لیث فقتلتہ ہذیل الا وان کل ربا من ربا الجاہلیۃ موضوع لکم رؤس اموالکم لا تظلمون

ولا تظلمون الا یا امتاہ هل بلغت ثلاث مرات قالوا نعم قال اللھم اشهد ثلاث مرات عمرو بن احوص سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے حجۃ الوداع میں اے لوگو کون سا دن زیادہ حرمت کا ہے تین بار یہ فرمایا لوگوں نے کہا حج اکبر کا دن **ف** حج اکبر کہتے ہیں حج کو اور حج اصغر عمرہ کو اور حج اکبر کا دن یوم النحر ہے یا عرفہ یا سارے دن حج کے اور عوام میں جو مشہور ہے کہ حج اکبر اس حج کو کہتے ہیں جس میں عرفہ جمعہ کے دن آوے اسکی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے لیکن بعض حدیثیں اس مضمون کی آئی ہیں جن سے اس حج کی زیادہ فضیلت نکلتی ہے جس میں عرفہ جمعہ کے دن واقع ہو **ف** آپ نے فرمایا تو تمہاری جانیں اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں آپس میں حرام ہیں جیسے اسدن کی حرمت ہے اس مہینہ میں اس شہر میں تمہارے آگاہ رہو جو کوئی قصور کرے گا اسکا مواخذہ اسی سے ہوگا (نہ اسکے باپ یا بیٹے سے) اور باپ کے قصور کا مواخذہ بیٹے سے نہ ہوگا نہ بیٹے کے قصور کا باپ سے آگاہ رہو شیطان نا امید ہو گیا کہ اب پھر پوجا جاوے تمہارے اس شہر میں لیکن بعض کاموں میں جنکو تم حقیر جانتے ہو اسکی اطاعت کروگے وہ اسی سے خوش ہو جاویگا (مثلاً آپس میں لڑنے اور نا اتفاقی اور خصومت میں) آگاہ رہو ہر ایک خون جاہلیت کے زمانے کا باطل کر دیا گیا (یعنے اب اسکا مطالبہ اور مواخذہ نہ ہوگا) اور پہلا خون جو میں جاہلیت کے زمانے کے خونوں میں سے معاف کرتا ہوں وہ حارث بن عبد المطلب کا خون ہے جو دودھ پلایا کرتا تھا بنی لیث کے لوگوں میں اسکو ہذیل کے لوگوں نے مار ڈالا اور بنی ہاشم ہذیل سے اس خون کا دعوی کرتے تھے) آگاہ رہو ہر ایک جاہلیت کے زمانہ کا سود لغو اور معاف ہے تم اپنا اصل مال لے لو نہ ظلم کرو نہ تم پر ظلم ہو آگاہ رہو اے میری امت میں نے اللہ کا حکم تم کو پہونچا یا یا نہیں تین بار یہ فرمایا لوگوں نے عرض کیا ہاں پہنچا یا آپ نے فرمایا یا اللہ تو گواہ رہو تین بار یہ فرمایا کہ میں نے تیرا حکم تیرے بندوں کو پہونچا دیا) **عن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیه قال قام رسول الله صلى الله عليه وسلم بالخيف من منى فقال نضر الله امرأ سمع مقالتي فبلغها فرب حامل فقه غير فقيه ورب حامل فقه الى من هو افقه منه ثلاث لا يغل عليهن قلب مؤمن اخلاص العمل لله والنصيحة لولاة المسلمين ولزوم جماعتهم فان دعوتهم تحيط من ورائهم** جبیر بن مطعم سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد خیف میں منا میں کھڑے ہوئے اور فرمایا اللہ تعالی تازہ کرے اس شخص کو جو میری بات سنے پھر اسکو پہونچا دیوے (دوسرے شخص کو) اسلیے کہ بعض ایسے لوگ ہیں جو فقہ کی بات سنتے ہیں لیکن وہ خود فقیہ نہیں ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ فقہ کی بات سنکر اسکو پہونچاتے ہیں جو انسے زیادہ فقیہ ہو تین باتیں ہیں جن میں مومن خیانت نہیں کرتا یعنے تقصیر) ایک تو خالص اللہ کے لیے عمل کرنے میں (نہ ریا اور مکر کے لیے)

دوسرے مسلمان حاکموں کی خیرخواہی کرنے میں تیسرے مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ لگے رہنے میں اسلیے کہ مسلمانوں کی دعا انکو پیچھے سے گھیر لیتی ہے یعنے شیطان کا مکر جماعت پر نہیں چلتا جو جماعت سے الگ ہوا شیطان اسکو لیگیا عن

عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو علی ناقتہ المخضرمۃ بعرفات فقال اتدرون ای یوم ھذا وای شھر ھذا وای بلد ھذا قالوا ھذا بلد حرام وشھر حرام ویوم حرام قال الا وان اموالکم ودماءکم علیکم حرام کحرمۃ شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا فی یومکم ھذا الا وانی فرطکم علی الحوض واکاثر بکم الامم فلا تسودوا وجھی الا وانی مستنقذ اناسا ومستنقذ منی اناس فاقول یا رب اصیحابی فیقول انک لا تدری ما احدثوا بعدک عبد اللہ

بن مسعود سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسوقت آپ اپنی کنکٹی اونٹنی پر سوار تھے عرفات میں آپنے فرمایا تم جانتے ہو یہ کون سا دن ہی کونسا مہینہ ہے کونسا شہر ہے لوگون نے کہا یہ حرام شہر ہے حرام مہینا ہی حرام دن ہے آپنے فرمایا تمھارے مال اور خون بھی ایسے ہی حرام ہین ایک دوسرے پر جیسے اس مہینہ کی حرمت ہے تمھارے اس شہر مین اس دن مین آگاہ رہو مین تمھارا پیش خیمہ ہون حوض کوثر پر اور مین تمھاری وجہ سے اور امتون پر اپنی امت کی کثرت بتلاؤن گا تو میرا منہ ست کالا کرنا یعنے میرے بعد برے کام کرنا کہ قیامت کے دن اور امتون کے مقابل مین شرمندہ ہوان بلکہ ایسے عمدہ کام کرنا کہ مجھکو اور امتون کے سامنے فخر حاصل ہو تم سے) آگاہ رہو بعض لوگون کو مین چھوڑاؤن گا (عذاب کے فرشتون سے یا دوزخ سے شفاعت کر کے) اور بعض لوگ مجھ سے چھڑائے جاوینگے (میرے پاس سے انکو فرشتے چھینکر لیجاوین گے) مین کہون گا یہ تو میرے اصحاب ہین اے مالک مالک فرماویگا تو نہیں جانتا جو انھون نے نئی گن ئیے تیرے بعد (یعنے تیری وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے مسلمانون کو مارا سیدون کو شہید کیا یہ سب ظالم دوزخ مین ڈالدیے جاوینگے وہان رونا اور دانت پیسنا ہوگا جیسے انجیل شریف مین ہے اور اصحاب سے مراد یہان یہ ہے کہ میری امت کو لوگ ہین عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وقف یوم النحر بین الجمرات فی الحجۃ التی حج فیھا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای یوم ھذا قالوا یوم النحر قال فای بلد ھذا قالوا ھذا البلد الحرام قال فای شھر ھذا قالوا شھر الحرام قال ھذا یوم الحج الاکبر ودماءکم واموالکم واعراضکم علیکم حرام کحرمۃ ھذا البلد فی ھذا الیوم ثم قال ھل بلغت قالوا نعم فطفق النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللھم اشھد ثم ودع الناس فقالوا ھذہ حجۃ الوداع ابن عمر سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر کو جمرات پاس کھڑے ہوئے

جس سال آپنے حج کیا یعنے حجۃ الوداع مین، تو آپنے فرمایا یہ کون سا دن ہے لوگون نے عرض کیا یہ یوم النحر ہے آپنے فرمایا یہ کونسا شہر ہے لوگون نے عرض کیا یہ بلد حرام ہے آپنے فرمایا کونسا مہینہ ہے لوگون نے عرض کیا حرام مہینہ ہے آپنے فرمایا یہ حج اکبر کا دن ہے اور تمہارے خون تمہارے مال تمہاری عزتین بہی اسیطرح حرام ہین تمپر جیسے اس شہر کی حرمت اس مہینے اسدن مین پہر آپنے فرمایا کیا مینے پہونچا یا انہون نے کہا ہان تب آپنے فرمانا شروع کیا یا اللہ تو گواہ رہ پہر لوگون کو رخصت کیا تب لوگون نے کہا یہ وداع یعنے رخصت کا حج ہے **ف** اس حج کے تہوڑے دنون کے بعد آپ کی وفات ہوئی اسواسطے اسکو حجۃ الوداع کہتے ہین **باب** زِيَارَةِ الْبَيْتِ طواف الزيارت کا بیان **عن** عائشۃ وَابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَّرَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ اِلَى اللَّيْلِ حضرت عائشہ اور ابن عباس سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طواف الزیارت مین دیر کی رات تک **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرْمُلْ فِي السَّبْعِ الَّذِي اَفَاضَ فِيهِ قَالَ عَطَاءٌ وَلَا رَمَلَ فِيهِ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمل نہین کیا طواف الزیارت کے سات چکرون مین عطا نے کہا طواف الزیارت مین رمل نہین ہے (بلکہ طواف القدوم مین ہے) **باب** الشُّرْبِ مِنْ زَمْزَمَ زمزم کا پانی پینا **عن** محمد بن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَالِسًا فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ مِنْ اَيْنَ جِئْتَ قَالَ مِنْ زَمْزَمَ قَالَ فَشَرِبْتَ مِنْهَا كَمَا يَنْبَغِي قَالَ وَكَيْفَ قَالَ اِذَا شَرِبْتَ مِنْهَا فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَتَنَفَّسْ ثَلَاثًا وَتَضَلَّعْ مِنْهَا فَاِذَا فَرَغْتَ فَاحْمَدِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اٰيَةَ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِيْنَ اَنَّهُمْ لَا يَتَضَلَّعُوْنَ مِنْ زَمْزَمَ محمد بن عبدالرحمان بن ابی بکر سے روایت ہے مین ابن عباس کے پاس بیٹہا تہا اتنے مین ایک شخص آیا انہون نے کہا تو کہان سے آیا وہ بولا زمزم کے پاس سے ابن عباس نے کہا تو نے اس مین سے پیا جیسا چاہیے وہ بولا کیونکر ابن عباس نے کہا جب تو زمزم کا پانی پیے تو کعبہ کیطرف منہ کر اور اللہ کا نام لے اور تین بار دم لے اور سیر ہو کر پی پہر جب فارغ ہو تو اللہ تعالی کا شکر کر کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور منافقون کے درمیان نشان یہ ہے کہ وہ سیر ہو کر زمزم کا پانی نہین پیتے **ف** زمزم کا پانی ذرا املا کہاری ہے منافق اسکو سیر ہو کر نہین پیتے مومنین اسکو متبرک سمجہ کر خوب سیر ہو کر پی لیتے ہین اور شفا حاصل کرتے ہین **عن** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے وہ کہتے تہے مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے زمزم اس فائدے کے لیے ہے جسکے واسطے وہ پیا جاوے **ف** اگر شفا کے لیے پیے تو شفا حاصل ہوگی

اگر پیٹ بھرنے کیلیے تو پیٹ بھر جاوے کھانیکی احتیاج نہ ہوگی اگر تشنگی رفع کرنیکے لیے تو تشنگی دفع ہو جاویگی بہرحال جس نیت
سے پیوے وہی فائدہ خدا چاہے تو حاصل ہوگا خواہ دنیا کا فائدہ ہو یا آخرت کا اس حدیث کو حاکم نے بھی نکالا اور بیہقی نے
شعب الایمان میں اور صحیح کہا اور ابن حبان نے اور بہت سے دین کے اماموں نے زمزم کو مختلف اغراض سے پیا ہے
اور جو غرض تھی وہ حاصل ہوئی ہے عبد اللہ بن مبارک نے کہا مجھ سے ابن ابی الموال نے حدیث بیان کی محمد بن منکدر
سے انہوں نے جابر سے پھر ذکر کیا اس حدیث کو عبد اللہ نے کہا میں اسکو قیامت کے دن کی تشنگی رفع کرنیکے لیے پیتا ہوں اور
زمزم کا پانی تمام پانیوں سے افضل ہے یہانتک کہ کوثر کے پانی سے بھی کیونکہ زمزم کے پانی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا سینہ دھویا گیا اور جس شخص کا پیٹ زمزم سے بھرے وہ علم سے بھر جاویگا **بَابُ دُخُولِ الْكَعْبَةِ**
کعبے کے اندر جانیکا (یعنے داخل کا) بیان **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ
الْفَتْحِ الْكَعْبَةَ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ شَيْبَةَ فَأَغْلَقُوهَا عَلَيْهِمْ مِنْ دَاخِلٍ فَلَمَّا خَرَجُوا سَأَلْتُ بِلَالًا
أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ صَلَّى عَلَى وَجْهِهِ حِينَ دَخَلَ بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ
عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ لُمْتُ نَفْسِي أَنْ لَا أَكُونَ سَأَلْتُهُ كَمْ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابن عمر سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسدن مکہ فتح ہوا کعبہ کے اندر گئے آپکے ساتھ بلال تھے اور عثمان بن شیبہ پھر
انہوں نے اندر سے دروازہ بند کر لیا (تاکہ زیادہ لوگ نہ آجاویں اور ہجوم سے طبیعت پریشان ہو عبادت نہ ہو سکے)
جب وہ باہر نکلے تو میں نے بلال سے پوچھا آپنے کہاں نماز پڑھی انہوں نے کہا آپنے اپنے منہ کے سامنے نماز پڑھی جب
دونوں عمودوں (ستونوں) کے بیچ میں تشریف لے گئے داہنے طرف پھر میں نے اپنے تئیں ملامت کی کہ بلال سے یہ کیوں
نہ پوچھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنی رکعتیں پڑھیں (ابن عمر یہ پوچھنا اسوقت بھول گئے) **عَنْ**
عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِي وَهُوَ قَرِيرُ الْعَيْنِ طَيِّبُ النَّفْسِ ثُمَّ رَجَعَ
إِلَيَّ وَهُوَ حَزِينٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ خَرَجْتَ مِنْ عِنْدِي وَأَنْتَ قَرِيرُ الْعَيْنِ وَرَجَعْتَ وَأَنْتَ حَزِينٌ
فَقَالَ إِنِّي دَخَلْتُ الْكَعْبَةَ وَوَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ فَعَلْتُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ أَكُونَ أَتْعَبْتُ أُمَّتِي مِنْ
بَعْدِي حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس سے نکلے آپ خوش تھے اور بشاش پھر
جب لوٹکر میرے پاس آئے تو غمگین تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جب آپ میرے پاس سے تشریف لے گئے تھے تو خوش
مزاج تھے اور لوٹکر آئے تو غمگین (اسکی وجہ کیا ہے) آپنے فرمایا میں کعبے کے اندر گیا اور جب جا چکا تو میں نے
آرزو کی کاش میں نے یہ کام نہ کیا ہوتا میں ڈرتا ہوں کہ میری امت کو تکلیف ہو میرے بعد **ف** سبحان اللہ

آپ کا فرمانا کیسا ٹھیک ہوا حاجی لوگ جتنی تکلیف داخلی میں اٹھاتے ہیں اتنی شاید کسی بات میں نہ اٹھاتے ہوں گے
سال میں ہر مرتبہ عام داخلی ہوتی ہے اس میں تو کسی کو کعبہ کے اندر جانا ممکن ہی نہیں ہوتا بغیر سخت تکلیف اٹھائے
ہوئے دھکے کھانا بدن چھلنا کپڑے پھٹنا ہاتھ پاؤں پر صدمہ آنا یہ امور ضرور ہوتے ہیں اور داخلی خاص میں کعبہ
کے مجاور فی حاجی ایک ریال لیتے ہیں میں اس داخلی خاص میں گیا ہوں یہ بھی تکلیف سے خالی نہیں ہوتی دروازہ
پر سے توی ہیکل حبشی جسنے ریال دیا اسکو بازو پکڑ کر ادھر ٹھل لیتے ہیں بعض اوقات بازو اوکھڑ جانے کا اندیشہ ہوتا
ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نیچے اور حاجی اسکے پاؤں سے لٹک جاتے ہیں اب وہ دو طرف کھینچا جاتا ہے غرض
اس کشاکشی کے بعد جب اندر گیا تو ہجوم اور گرمی کے مارے نہ نماز پڑھی جاتی ہے نہ جی لگتا ہے مشکل سے دو رکعتیں
پڑھکر بھاگنے کو جی چاہتا ہے اب نکلنا اندر جانے سے بھی زیادہ مشکل ہوتا ہے اکثر آدمی داخلی کے بعد بیمار ہو جاتے ہیں
میں بھی جانیکو تو گیا لیکن اندر جا کر بہت پچھتایا کہ یہ ایک ریال اگر غریبوں کو دیتے تو اس سے زیادہ ثواب ہوتا اب
رہا کعبہ کے اندر جانیکا ثواب تو وہ آسانی سے یوں حاصل ہو سکتا ہے کہ حطیم کے اندر چلا جاوے وہاں نماز پڑھے
حطیم کعبے کے اندر داخل ہے **بَابُ الْبَيْتُوتَةِ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى** منا کی راتوں میں مکہ میں رہنا **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ
قَالَ اسْتَاذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَبِيْتَ بِمَكَّةَ اَيَّامَ مِنًى مِنْ
اَجْلِ سِقَايَتِهِ فَاَذِنَ لَهٗ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت عباس بن عبد المطلب نے عم رسول اللہ نے اجازت
مانگی ان حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منا کے دنوں میں رات مکہ میں گذارنے کی کیونکہ زمزم کے پلانے کا کام ان کے
سپرد تھا آپ نے انکو اجازت دی **ف** یہ اجازت خاص طور پر بنی عذر کیوجہ سے ورنہ ہر شخص کو منا کے دنوں میں یہ ضرور
ہے کہ رات منا میں بسر کرے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ يُرَخِّصِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَحَدٍ يَبِيْتُ بِمَكَّةَ
اِلَّا لِلْعَبَّاسِ مِنْ اَجْلِ السِّقَايَةِ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کسی کو اجازت نہ دی
کہ منا کے دنوں میں مکہ میں رات گذارے مگر عباس کو اسلیے کہ پانی پلانے کا کام انکے سپرد تھا یعنے حجاج کو زمزم
کا پانی دینا **بَابُ نُزُوْلِ الْمُحَصَّبِ** محصب میں اترنے کا بیان **ف** محصب اور ابطح ایک مقام کا نام ہے
درمیان منا اور مکہ کے اسکا قصہ اوپر گذر چکا ہے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ نُزُوْلَ الْاَبْطَحِ لَيْسَ بِسُنَّةٍ اِنَّمَا نَزَلَهٗ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَكُوْنَ اَسْمَحَ لِخُرُوْجِهٖ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے کہ ابطح میں اترنا منا سے لوٹتے وقت سنت نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وہاں اسلیے اترے
تھے کہ آپ کو آسانی ہو مدینہ کی طرف روانہ ہونے میں **ف** اختلاف ہے علما کا کہ محصب میں اترنا سنت ہے یا نہیں

اکثر کا یہ قول ہے کہ یہ سنت نہین ہے بلکہ اتفاقاً ابو رافع نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیمہ آپ کے بغیر حکم وہان لگا دیا تہا اسوجہ سے آپ وہان ٹہیرے لیکن بعض لوگون نے کہا کہ وہ بہی سنت ہے حج مین اور ابن عمر کا یہی قول ہے اور ابن عباس نے کہا کہ محصب مین اترنا کوئی چیز نہین امام محمد نے موطا مین کہا کہ محصب مین اترنا اچہا ہے لیکن اگر کوئی نہ اترے تو اسپر کچہ گناہ نہین اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور ہمارے اکثر فقہا کا عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَدْلَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ النَّفْرِ مِنَ الْبَطْحَاءِ اِدْلَاجًا عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کوچ کی رات کو بطحی کیطرف سے رات کو روانہ ہوئے (مدینہ کیطرف) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَنْزِلُوْنَ بِالْاَبْطَحِ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان سب ابطح مین اترا کرتے تہے

بَابُ طَوَافِ الْوَدَاعِ رخصت کا طواف

ف یہ واجب ہے جمہور علماء کے نزدیک مکہ سے نکلتے وقت اور مالک اور ابو داؤد اور ابن منذر نے کہا وہ سنت ہے اور اگر کوئی ترک کرے تو کچہ گناہ نہین سبل السلام مین ہے کہ اس طواف مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رمل نہین کیا اور رات کو سحر کے قریب یہ طواف کیا اور فجر کی نماز حرم مین پڑہی اس مین سورہ طور پڑہی پہر منادی کرائی کوچ کی اور مدینہ کو روانہ ہوئے ذوالحلیفہ مین رات کو رہے جب مدینہ کو دیکہا تین بار اللہ اکبر کہا اور فرمایا لاالٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق وعدہ ونصر عبدہ وہزم الاحزاب وحدہ پہر دن کو مدینہ مین داخل ہوئے (روضہ) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُوْنَ كُلَّ وَجْهٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْفِرَنَّ اَحَدٌ حَتّٰى يَكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهٖ بِالْبَيْتِ ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے لوگ ہر طرف کو جا رہے تہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی کوچ نہ کرے یہانتک کہ آخری کام اسکا (مکہ مین) طواف ہو بیت اللہ کا

ف امام محمد نے کہا اسکو طواف الصدر اور طواف الوداع کہتے ہین اور یہ واجب ہے آفاقی پر اور مستحب ہے کہ مکہ سے نکلتے وقت کرے اگر پہلے سے کرلے تو بہی جائز ہے اور اگر عورت حائضہ ہو یا نفساء ہو تو یہ طواف اسکے ذمہ سے ساقط ہوجاوے گا یعنے اس طواف کیلیے اسکو ٹہیرے رہنا ضرور نہین چلی جاوے یہی قول ہے ابو حنیفہ اور ہمارے اکثر فقہا کا عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَنْفِرَ الرَّجُلُ حَتّٰى يَكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهٖ بِالْبَيْتِ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا اس سے کہ آدمی کوچ کرے اور اخیر اسکا کام بیت اللہ کے پاس نہ ہو (یعنے طواف الوداع نہ کرے)

ف جب حاجی لوگ یہ طواف کرتے ہین تو گویا کعبے سے رخصت ہوتے ہین اکثر لوگون پر اسوقت رقت طاری ہوتی ہے

بعض زار زار روتی ہین جیسے اپنے عزیز بچے یا ماں باپ سے جدا ہوے جب طواف کر چکے تو دوگانہ مقام ابراہیم پاس ادا کرکے ملتزم سے لپٹ کر دعا کرے اور حجر اسود کا اخیر بوسہ دیکر اولٹے پاؤں پھرے حسرت سے کعبہ کو دیکھتا ہوا اسکی جدائی پر روتا ہوا اور دل مین نیت کرے کہ خدا تعالی پھر اسکو یہان لاوے **باب الحائض تنفر قبل ان تودع** رخصت کے طواف کرنے سے پہلے حائضہ جا سکتی ہے **عن** عائشة قالت حاضت صفية بنت حيي بعد ما افاضت قالت عائشة فذكرت ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال احابستنا هي فقلت انها قد افاضت ثم حاضت بعد ذلك قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فلتنفر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے حضرت صفیہ بنت حیی کو حیض آیا طواف الافاضہ کے بعد (جو فرض ہے) مین نے اسکا ذکر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا آپنے فرمایا کیا ہمکو اسی نے روک رکھا ہے مینے عرض کیا وہ طواف افاضہ کر چکے ہین اسکے بعد انکو حیض آیا آپنے فرمایا تو پھر روانہ ہو **عن** عائشة قالت ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم صفية فقلت قد حاضت فقال عقرى حلقى ما اراها الا حابستنا فقلت يا رسول الله انها قد طافت يوم النحر قال فلا اذن مروها فلتنفر جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہ کو پوچھا مینے عرض کیا انکو حیض آیا آپنے فرمایا بانجھ سر منڈی یہ ترجمہ ہے محاورے کا عقری حلقی کا خفگی کے وقت عورت کو اس لقب سے یاد کرتے ہین اصل عقرے کے معنے ہیر کہ زخمی یا حلق مین چوٹ یا اپنی قوم کو تباہ کرنیوالی زخمی کرنے والی یا بانجھ جسکی اولاد نہ ہوا اوسی نے ہمکو روک رکھا ہے مین سمجھتا ہون ہم نے عرض کیا یارسول اللہ وہ طواف الزیارت کر چکی ہین یوم النحر کو آپنے فرمایا تو پھر ہمکو رکنے کی ضرورت نہین حکم کرو اسکو روانہ ہونے کے لیے **ف** ابن منذر نے کہا عامہ فقہا کا قول اس حدیث کی موافق ہے کہ جب حائضہ طواف افاضہ کر چکی ہو تو طواف وداع اسپر لازم نہین ہے اور ہمنے حضرت عمر اور ابن عمر اور زید بن ثابت سے یہ روایت کیا ہے کہ اونہون نے حکم کیا ہے حائضہ کو ٹھیرنے کا طواف وداع کے لیے گویا اونہون نے اسکو واجب سمجھا طواف الافاضہ کیطرح رمحلی **باب حجة رسول الله صلى الله عليه وسلم** آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج کا حال مفصل طور سے یہ حدیث جو ابن ماجہ نے اس باب مین بیان کی طویل حدیث ہو اتنی لمبی حدیث اس کتاب مین کوئی نہین ہے اسکو جابر کی طویل حدیث کہتے ہین **عن** جعفر بن محمد عن ابيه قال دخلنا على جابر ابن عبد الله فلما انتهينا اليه سال عن القوم حتى انتهى الي فقلت انا محمد بن علي بن الحسين فاهوى بيده الى راسي فحل زري الاعلى ثم حل زري الاسفل ثم وضع كفه بين ثديي وانا يومئذ

غلام شاب فقال مرحبا بك سل عما شئت فسألته وهو اعمى فجاء وقت الصلوة فقام فى نساجة ملتحفا بها كلما وضعها على منكبيه رجع طرفاها اليه من صغرها ورداؤه الى جانبه على المشجب فصلى بنا فقلت اخبرنا عن حجة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال بيده فعقد تسعا وقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مكث تسع سنين لم يحج فاذن فى الناس فى العاشرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حاج فقدم المدينة بشر كثير كلهم يلتمس ان ياتم برسول الله صلى الله عليه وسلم ويعمل بمثل عمله فخرج وخرجنا معه فاتينا ذا الحليفة فولدت اسماء بنت عميس محمد بن ابى بكر فارسلت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف اصنع قال اغتسلى واستثفرى بثوب واحرمى فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فى المسجد ثم ركب القصواء حتى اذا استوت به ناقته على البيداء قال جابر نظرت الى مد بصرى من بين يديه بين راكب وماش وعن يمينه مثل ذلك وعن يساره مثل ذلك ومن خلفه مثل ذلك ورسول الله صلى الله عليه وسلم بين اظهرنا وعليه ينزل القران وهو يعرف تأويله ما عمل به من شئ عملنا به فاهل بالتوحيد لبيك اللهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك واهل الناس بهذا الذى يهلون به فلم يرد رسول الله صلى الله عليه وسلم عليهم شيئا منه ولزم رسول الله صلى الله عليه وسلم تلبيته قال جابر لسنا ننوى الا الحج لسنا نعرف العمرة حتى اذا اتينا البيت معه استلم الركن فرمل ثلثا ومشى اربعا ثم قام الى مقام ابراهيم فقال واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى فجعل المقام بينه وبين البيت فكان ابى يقول ولا اعلمه الا ذكره عن النبى صلى الله عليه وسلم انه كان يقرأ فى الركعتين قل يايها الكفرون وقل هو الله احد ثم رجع الى البيت فاستلم الركن ثم خرج من الباب الى الصفا حتى اذا دنى من الصفا قرأ ان الصفا والمروة من شعائر الله نبدأ بما بدأ الله به فبدأ بالصفا فرقى عليه حتى رأى البيت فكبر الله وهلله وحمده وقال لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد يحيى ويميت وهو على كل شئ قدير لا اله الا الله وحده لا شريك له انجز وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده ثم دعا بين ذلك وقال مثل هذا ثلاث مرات ثم نزل الى المروة يمشى حتى اذا انصبت قدماه رمل فى بطن الوادى حتى اذا صعدتا يعنى قدماه مشى حتى اتى المروة ففعل على المروة كما فعل على الصفا فلما كان اخر طوافه على المروة قال لو انى استقبلت من امرى ما استدبرت لم اسق الهدى

وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّرُوا
إِلَّا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ ابْنُ جُعْشُمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ
اللّٰهِ أَلِعَامِنَا هٰذَا أَوْ لِأَبَدِ أَبَدٍ قَالَ فَشَبَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابِعَهُ فِي الْأُخْرَى وَقَالَ
دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ هٰكَذَا مَرَّتَيْنِ لَا بَلْ لِأَبَدِ أَبَدٍ قَالَ وَقَدِمَ عَلِيٌّ بِبُدْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَوَجَدَ فَاطِمَةَ مِمَّنْ حَلَّ وَلَبِسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَاكْتَحَلَتْ فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا عَلِيٌّ فَقَالَتْ أَمَرَنِي أَبِي بِهٰذَا
فَكَانَ عَلِيٌّ يَقُولُ بِالْعِرَاقِ فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَرِّشًا عَلَى فَاطِمَةَ فِي الَّذِي
صَنَعَتْهُ مُسْتَفْتِيًا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِي ذَكَرَتْ عَنْهُ وَأَنْكَرْتُ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَ
صَدَقَتْ صَدَقَتْ مَاذَا قُلْتَ حِينَ فَرَضْتَ الْحَجَّ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُهِلُّ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُكَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَإِنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ فَلَا تَحِلُّ قَالَ فَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِي جَاءَ بِهِ عَلِيٌّ
مِنَ الْيَمَنِ وَالَّذِي أَتَى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةً ثُمَّ حَلَّ
النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّرُوا إِلَّا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَ
تَوَجَّهُوا إِلَى مِنًى أَهَلُّوا بِالْحَجِّ فَرَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِمِنًى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَ
الْعِشَاءَ وَالصُّبْحَ ثُمَّ مَكَثَ قَلِيلًا حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَأَمَرَ بِقُبَّةٍ مِنْ شَعَرٍ فَضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ فَسَارَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَشُكُّ قُرَيْشٌ إِلَّا أَنَّهُ وَاقِفٌ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ أَوِ الْمُزْدَلِفَةِ كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ
فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَجَازَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ فَنَزَلَ
بِهَا حَتَّى زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهُ فَرَكِبَ حَتَّى أَتَى بَطْنَ الْوَادِي فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّ
دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا أَلَا وَ
إِنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ تَحْتَ قَدَمِي هٰذِهِ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَأَوَّلُ دَمٍ أَضَعُهُ
دَمُ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوَّلُ رِبًا
أَضَعُهُ رِبَانَا رِبَا الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانَةِ
اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَإِنَّ لَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ فَإِنْ فَعَلْنَ
ذٰلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَمْ

تضلوا ان اعتصمتم به كتاب الله وانتم مسئولون عني فما انتم قائلون قالوا نشهد انك قد بلغت
واديت ونصحت فقال باصبعه السبابة الى السماء وينكبها الى الناس اللهم اشهد اللهم اشهد ثلاث مرات
ثم اذن بلال ثم اقام فصلى الظهر ثم اقام فصلى العصر ولم يصل بينهما شيئا ثم ركب رسول الله
صلى الله عليه وسلم حتى اتى الموقف فجعل بطن ناقته الى الصخرات وجعل حبل المشاة بين يديه و
استقبل القبلة فلم يزل واقفا حتى غربت الشمس وذهبت الصفرة قليلا حين غاب القرص واردف
اسامة بن زيد خلفه فدفع رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد شنق للقصواء الزمام حتى ان
راسها ليصيب مورك رحله ويقول بيده اليمنى ايها الناس السكينة السكينة كلما اتى جبلا
من الجبال ارخى لها قليلا حتى تصعد ثم اتى المزدلفة فصلى بها المغرب والعشاء باذان واحد و
اقامتين ولم يصل بينهما شيئا ثم اضطجع رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى طلع الفجر فصلى
الفجر حين تبين له الصبح باذان واقامة ثم ركب القصواء حتى اتى المشعر الحرام فرقي عليه
فحمد الله وكبره وهلله فلم يزل واقفا حتى اسفر جدا ثم دفع قبل ان تطلع الشمس واردف
الفضل بن عباس وكان رجلا حسن الشعر ابيض وسيما فلما دفع رسول الله صلى الله عليه وسلم
مر الظعن يجرين فطفق الفضل ينظر اليهن فوضع رسول الله صلى الله عليه وسلم يده من الشق
الآخر فصرف الفضل وجهه من الشق الآخر ينظر حتى اتى محسرا حرك قليلا ثم سلك الطريق
الوسطى التي تخرجك الى الجمرة الكبرى حتى اتى الجمرة التي عند الشجرة فرمى بسبع حصيات
يكبر مع كل حصاة منها مثل حصى الخذف ورمى من بطن الوادي ثم انصرف الى المنحر فنحر
ثلاثا وستين بدنة بيده واعطى عليا فنحر ما غبر واشركه في هديه ثم امر من كل بدنة ببضعة
فجعلت في قدر فطبخت فاكلا من لحمها وشربا من مرقها ثم افاض رسول الله صلى الله عليه
وسلم الى البيت فصلى بمكة الظهر فاتى بني عبد المطلب وهم يسقون على زمزم فقال انزعوا
بني عبد المطلب لولا ان يغلبكم الناس على سقايتكم لنزعت معكم فناولوه دلوا فشرب منه

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے والد امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے جابر بن عبداللہ انصاری پاس گئے
جب ہم ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے پوچھا کون لوگ ہیں میں نے کہا میں محمد ہوں بیٹا علی کا بیٹا جناب امام حسین
علیہ السلام کا انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا میرے سر کی طرف شفقت کی راہ سے اور میری قمیص کے اوپر کی گھنڈی

کھولی پھر نیچے کی کھولی پھر اپنا ہاتھ میری دونوں چھاتیوں کے بیچ میں رکھا ان دنوں میں جوان لڑکا تھا اور کہا مرحبا تم جو چاہو وہ پوچھو میں نے ان سے پوچھا وہ اندھے تھے (بوجہ بڑھاپے کی بصارت جاتی رہی تھی) اتنے میں نماز کا وقت آگیا وہ ایک بُنی ہوئی چادر جسکو لپیٹے ہوئے تھے اوڑھ کر کھڑے ہوئے جب اسکو اپنے دونوں مونڈھوں پر ڈالتے تو اسکے دونوں کنارے اسکی طرف آجاتے اسوجہ سے کہ وہ چادر چھوٹی تھی اور انکا دوسرا چادر اڑا (کھونٹی) پر رکھا ہوا تھا خیر انہوں نے نماز پڑھائی (باوجودیکہ اور کپڑے جابر کے پاس موجود تھے لیکن انہوں نے ایک چھوٹے کپڑے میں نماز پڑھی اس سے یہ مسئلہ بتایا کہ ایک کپڑے میں نماز درست ہے) پھر میں نے ان سے کہا ہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج کا حال بیان کرو انہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا ۹ کا عدد ظاہر کرکے (نو کا عدد عقد انامل میں مشہور ہے کہ خنصر اور بنصر اور وسطیٰ کا سرا ہتھیلی سے لگا لیوے) اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نو برس تک (مدینہ منورہ میں) ٹھیرے رہے آپ نے حج نہیں کیا پھر دسویں سال (ہجرت کے) لوگوں کو خبر دی کہ اس سال آپ حج کو تشریف لیجاوینگے یہ سنکر مدینہ منورہ میں بہت لوگ (اطراف) سے آئے (آپکے ساتھ حج میں شریک ہونے کو) سب کی غرض یہ تھی کہ آپ کی پیروی کریں اور جو کام آپ کریں وہی کریں خیر آپ نکلے ہم بھی آپکے ساتھ نکلے ذوالحلیفہ میں پہونچے وہاں اسماء بنت عمیس (ابوبکر صدیق کی بی بی) محمد بن ابی بکر کو جنیں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھوا بھیجا میں کیا کروں آپ نے فرمایا غسل کر لے اور ایک لنگوٹ باندھ لے کپڑے کا اور احرام باندھ لے خیر آپ نے نماز پڑھی (ذوالحلیفہ کی مسجد میں) پھر قصواء (اونٹنی کا نام ہے وہ کنکٹی تھی اسکو عضباء بھی اسلیے کہتے تھے) پر سوار ہوئے جب وہ آپکو لیکر سیدھی ہوئی میدان پر جابر نے کہا جہاں تک میری نگاہ جاتی تھی میں نے دیکھا سوار اور پیدل آپکے سامنے تھے آپکے داہنی طرف بھی ایسے ہی تھے بائیں طرف بھی ایسے ہی پیچھے بھی ایسے ہی یعنے آپکے چاروں طرف سوار اور پیدل گھیرے ہوئے تھے جہاں تک نگاہ جاتی وہی لوگ نظر آتے مطلب یہ ہے کہ بہت آدمی ہمراہ رکاب تھے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے بیچ میں تھے (جیسے چاند تاروں میں یا سورج چراغوں میں) آپ پر قرآن اترتا تھا آپ اسکے معنے کو سمجھتے تھے (یعنے تاویل کو اصلی معنے مراد مطلب کو) آپ جو کچھ کام کرتے تھے ہم بھی وہی کرتے تھے (یعنے ہم آپکے مقلد تھے اور آپ حکم الہی کے تابع تھے) آخر آپ نے توحید کو پکارا لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک لوگوں نے بھی یہی پکارا اور آنحضرت صلعم نے ان کلموں پر زیادہ نہیں کیا آپ یہی پکارتے رہے جابر نے کہا ہماری نیت اسوقت حج ہی کی تھی ہم عمرے کو پہچانتے بھی نہ تھے (یعنے عمرے کا بالکل خیال نہ تھا) جب ہم آپکے ساتھ خانہ کعبہ کے پاس آئے تو آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور تین پھیروں میں رمل کیا اور چار پھیروں

مین معمولی چال سے چلی پھر (طواف پورا کرکے) مقام ابراہیم مین گئے اور فرمایا و اتخذوا من مقام ابراہیم مصلی تو آپنے اپنے
اور خانہ کعبہ کے بیچ مین مقام ابراہیم کو کیا (امام جعفر صادق نے کہا میرے باپ کہتے تھے اور مین جانتا ہون کہ وہ اسکو آنحضرت
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے روایت کرتے تھے کہ آپ دونو رکعتون مین (طواف کے) قل یا ایہا الکافرون اور قل
ہو اللہ احد پڑھتے تھے (غرض ادا ہی دوگانہ طواف کے بعد) آپ لوٹے خانہ کعبہ کیطرف اور حجر اسود کو پھر بوسہ دیا پھر باب الصفا
سے صفا پہاڑ کیطرف نکلے جب صفا سے نزدیک پہنچے تو یہ آیت پڑھی ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ ہم شروع کرتے ہین
(سعی کر) اس پہاڑ سے جس سے شروع کیا اللہ تعالی نے یعنے جس پہاڑ کا پہلے نام لیا) تو آپنے شروع کیا صفا سے اسپر
چڑھے یہانتک کہ کعبہ دکھائی دینے لگا اسوقت اللہ اکبر کہا اور لا الہ الا اللہ اور الحمد للہ اور فرمایا لا الہ الا اللہ وحدہ لا
شریک لہ الملک و لہ الحمد یحیی و یمیت و ہو علی کل شیء قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ انجز وعدہ و نصر عبدہ و ہزم
الاحزاب وحدہ پھر دعا کی اسکے بیچ مین اور یہی کلمہ کہا تین بار پھر (صفا سے) اترے مروہ کیطرف جانے لگے جب آپ
کے پاؤن وادی کے نشیب مین اترنے لگے تو آپنے رمل کیا نشیب مین (یعنے دوڑ کر مونڈھے ہلا کر) چلے جب وہان
سے اوپر چڑھے تو پھر معمولی چال سے چلنے لگے یہانتک کہ مروہ پر پہونچے مروہ پر بھی وہی کیا جو صفا پر کیا تھا جب
آپ کا اخیر پھیرا (یعنے ساتوان) مروہ پر ختم ہوا تو آپنے فرمایا اگر مجھ کو پہلے سے معلوم ہوتا جو بعد کو معلوم ہوا تو میں
ہدی اپنے ساتھ نہ لاتا اور حج کو عمرہ کر دیتا تو تم مین سے جس شخص کے ساتھ ہدی نہ ہو وہ احرام کھولڈالے اور اسکو
(یعنے اس طواف اور سعی کو) عمرہ کر دیوے (حج کو فسخ کر ڈالے) یہ سنکر سب لوگون نے احرام کھول ڈالا اور بال کترائے
مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اور ان لوگون نے جنکے ساتھ ہدی تھی پھر سراقہ بن مالک بن جعشم کھڑا ہوا
اور بولا یا رسول اللہ کیا یہ حکم ہمارے اس سال کے لیے ہی یا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہ سنکر آپنے انگلیان ایک
ہاتھ کی دوسرے ہاتھ کی انگلیون مین ڈالین (یعنے تشبیک کی) اور فرمایا عمرہ اسطرح سے حج مین داخل ہو گیا
دوبار یہی فرمایا اور فرمایا نہین یہ حکم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہی (یعنے حج کو فسخ کرکے عمرہ کر ڈالنا اور احرام کھول ڈالنا
اگرچہ میقات سے حج کی نیت کی ہو) اور حضرت امیر المومنین علی مرتضے آپ کے قربانی کے اونٹ لیکر آئے (یمن سے)
انہون نے دیکھا کہ حضرت سیدۃ النسا جناب فاطمہ زہرا نے احرام کھول ڈالا ہے (بموجب ارشاد نبوی) اور
رنگین کپڑے پہنے ہین اور سرمہ لگایا ہے جناب امیر نے ان باتون کو دیکھ کر جناب فاطمہ پر انکار کیا انہون نے فرمایا
میرے باپ (جناب رسالت مآب) نے مجھ کو ایسا ہی حکم کیا تو جناب امیر عراق مین (اپنے ایام خلافت مین) فرماتے
تھے مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس گیا غصہ ہوتا مین حضرت فاطمہ پر ان کامون کی وجہ سے (کہ حج کے دنون

مین احرام کھول ڈالنا زیب و زینت کرنا) اور مین نے آپ سے پوچھا ان کامون کو جو حضرت فاطمہؓ نے کیے تھے اور برا کہا اُن کو
آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہؓ سچ کہتی ہے سچ کہتی ہے اور تم نے جب حج کی نیت کی تھی تو کیا کہا
تھا مین عرض کیا مینے یون کہا یا اللہ مین نے وہی نیت کی جو آنحضرت صلعم نے کی آپ نے فرمایا میرے ساتھہ تو ہدی ہے تو اب تم احرام
نہ کھولنا جابرؓ نے کہا تو قربانی کے اونٹ جو جناب امیرؓ یمن سے لائے تھے اور جو جناب رسالت مآبؐ مدینہ سے اپنے ساتھہ لائے
تھے سب ملاکر سو اونٹ تھے غرض سب لوگون نے احرام کھول ڈالا اور بال کترائے سوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے اور اُن لوگون کے جنکے ساتھہ ہدی تھی (جیسے جناب امیرؓ وغیرہ) جب یوم الترویہ ہوا یعنے ۸ تاریخ ذیحجہ
کی (اسکو ترویہ کا دن کہتے ہین اسوجہ سے کہ اس روز عرب لوگ اپنے اونٹون کو پانی پلاکر سیراب کر لیتے ہین ترویہ کے
معنے سیراب کرنا یا اسوجہ سے کہ اس روز حضرت ابراہیمؑ سوچ مین تھے کہ خواب کے موافق حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرین یا
نہین) تو سب لوگ منا کی طرف متوجہ ہوئے اور سب نے حج کا احرام باندہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی سوار ہوئے
اور منا مین جاکر ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء (آٹھوین تاریخ کی) اور فجر (نوین تاریخ کی) پڑہی پھر فجر کی نماز کے
بعد ذرا ٹھہرے یہانتک کہ سورج نکل آیا اور آپ نے حکم دیا کہ بالون کا خیمہ نمرہ مین لگایا جاوے (نمرہ ایک مقام ہے
عرفات مین وہ حرم کی حد ہے) پھر آپ چلے اور قریش کو اس مین شک تھا کہ آپ مشعر حرام (وہ ایک پہاڑ ہے مزدلفہ
مین اسکو قزح کہتے ہین) اور مزدلفہ مین ٹھیرینگے جیسے قریش کے لوگ جاہلیت کی زمانہ مین کیا کرتے تھے (کہ مزدلفہ مین
جاکر ٹھیر جاتے اور کہتے ہم حرم کے لوگ ہین حرم کے باہر نہین جاتے باقی سب لوگ عرفات مین وقوف کرتے جو حرم سے
باہر ہے) لیکن آپ مزدلفہ سے پار ہوگئے یہانتک کہ عرفات مین آئے دیکھا تو خیمہ نمرہ مین لگا ہوا ہے آپ وہین اتر
پڑے جب سورج ڈہل گیا تو حکم دیا قصوا پر زین لگایا گیا آپ اسپر سوار ہوئے اور وادی کے نشیب مین آئے وہان
لوگون کو خطبہ سنایا اور فرمایا تمہاری خون اور مال حرام ہین جیسے یہ دن حرام ہے اس مہینے اور اس شہر مین آگاہ
رہو جاہلیت کی ایک بات لغو ہوگئی میرے اس پاؤن کے تلے اور جاہلیت کے زمانہ مین جو خون ہوئے تھے وہ بھی لغو
ہوگئے (اب انکا مواخذہ کسی سے نہ ہوگا) اور پہلا خون جسکو مین معاف کرتا ہون ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب کا
خون ہے جو دودہ پیتا تھا بنی سعد مین اسکو ہذیل نے مار ڈالا تھا اور پہلا سود جسکو مین معاف کرتا ہون عباس بن
عبد المطلب کا سود ہے (جو لوگون کے ذمہ آتا ہو) وہ بالکل معاف کر دیا گیا اور ڈرو تم اللہ سے عورتون کے باب
مین تمنے انکو اپنے قبضہ مین لیا اللہ کے امان اور عہد سے (فانکحوا ما طاب لکم) اور تمنے انکی شرمگاہون کو
حلال کیا اللہ کے کلام سے اب تمہارا حق انپر یہ ہے کہ وہ تمہاری بچھونے کو روندنے نہ دین اس شخص کو جسکو تم

برا جانتے ہو (یعنے بغیر تمہاری اجازت کے کسیکو اپنے گہر مین آنے ندین اور اس سے اختلاط اور خلوت نہ کرین) اگر وہ
ایسا کرین تو انکو مارو لیکن ایسی سخت مار نہ مارو کہ ہڈی پسلی ٹوٹ جاوے) اور انکا حق تمہارے اوپر یہ ہے کہ انکو
روٹی کپڑا دو دستور کے موافق اور مین تم مین وہ چیز چھوڑے جاتا ہون اگر تم اسکو تہامے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے
اللہ کی کتاب اور تم پوچھے جاؤگے (قیامت کے دن یا موت کے بعد) میرے حال سے تو تم کیا کہوگے انہون نے کہا ہم کہین
گے گواہی دین گے کہ آپ نے اللہ کا حکم پہونچا دیا ادا کر دیا اور دل سے ہم کو نصیحت کی یہ سنکر آپ نے اپنے کلمہ کی انگلی
سے اشارہ کیا آسمان کیطرف اور اسکو جہکاتے تہے لوگون کیطرف فرماتے تہے یا اللہ تو گواہ رہو یا اللہ تو گواہ رہو تین
بار یہ فرمایا (اس سے صاف نکلتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی جہت فوق مین ہے ورنہ آسمان کی طرف اشارہ کرنے کی
ضرورت نہ تھی) پہر بلال نے اذان دی پہر تکبیر کہی تو آپ نے ظہر کی نماز پڑہی پہر تکبیر کہی تو آپ نے عصر کی نماز پڑہی اور
ان دونو نمازون کے بیچ مین اور کچھ نہین پڑہا (یعنے سنت وغیرہ) پہر آپ سوار ہوئے (اونٹ پر) یہانتک کہ اس
مقام پر آئے جہان عرفات مین وقوف کرتے ہین اور اپنی اونٹنی کا پیٹ صخرات کی طرف کیا اور حبل مشاۃ کو اپنے
سامنے کیا (حبل مشاۃ لوگون کی جانے کا رستہ جو ریت مین بن جاتا ہے حبل کہتے ہین رسی کو یہ رستہ بہی رسی کی
طرح لنبا ہوتا ہے) اور قبلہ کیطرف مونہ کیا اور برابر وہین ٹہیرے رہے یہانتک کہ سورج ڈوب گیا اور تہوڑی زردی
بہی جاتی رہی جب آفتاب ڈوب گیا اور اسامہ کو اپنے ساتہ بٹہلایا پیچہے اپنے پہر آپ عرفات سے لوٹے اور قصواء
کی نکیل زور سے کہینچی یہانتک کہ اسکا سر زین کے پچہلی لکڑی کے پاس تہا اور آپ اشارہ کرتے تہے لوگون کوسی
لوگو اطمینان سے آہستگی سے چلو جب کسی ریت کے ٹیلے پر آتے تو ذرا اسکی نکیل ڈہیلی کر دیتے تاکہ وہ اوپر چڑہ جاوے
پہر اسیطرح زور سے کہینچ لیتے اس سے یہ غرض تہی کہ قصواء بہت بہاگے نہین ورنہ لوگون کو تکلیف ہوگی پہر آپ مزدلفہ
مین تشریف لائے وہان مغرب اور عشا کی نمازین پڑہین ایک اذان سے اور دو اقامت سے اور انکے بیچ مین کوئی نماز
نہین پڑہی پہر آپ لیٹ رہے یہانتک کہ فجر طلوع ہوئی اسوقت فجر کی نماز پڑہی جب صبح آپکو کہل گئی ایک اذان
اور ایک اقامت سے پہر قصواء پر سوار ہوئے اور مشعر حرام پر آئے (جو مزدلفہ مین ایک پہاڑ ہے اب اکثر حاجی وہان نہین
جاتے یہ انکی بڑی غلطی ہے) اسپر چڑہے اور الحمد للہ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہا اور وہین ٹہیرے رہے یہانتک کہ خوب روشنی
ہوگئی اسوقت لوٹے سورج نکلنے سے پہلے اور فضل بن عباس کو اپنے ساتہ سوار کیا وہ بڑے خوبصورت بال والے سفید
رنگ حسین آدمی تہے جب آپ لوٹے تو عورتین جو اونٹون پر سوار تہین وہ گذرنے لگین فضل نے ان عورتون کیطرف
دیکہنا شروع کیا (نوجوانی کی وجہ سے) آپ نے اپنا ہاتہ دوسری طرف سے آڑ کر لیا اور فضل اپنا مونہ پہیر کر دوسری طرف سے

عورتوں کو دیکھتے رہے یہانتک کہ آپ وادی محسر میں آئے وہاں ذرا اونٹنی کو تیز کیا پھر بیچ کے رستے پہاڑ جمرہ عقبہ پر نکلتے ہوئے یہانتک کہ اس جمرے کے پاس آئے جو درخت کے پاس ہے یعنے جمرہ عقبہ پر اور سات کنکریاں ماریں ہر کنکری پر تکبیر کہی اور کنکری حصی خذف کے برابر تھی (حصی خذف کا بیان اوپر گذرا) اور آپ نے وادی کے نشیب میں سے کنکریاں ماریں پھر آپ نحر کے مقام پر آئے اور ۶۳ اونٹوں کو اپنے ہاتھ سے نحر کیا (سبحان اللہ قوت اور طاقت آپکی بردست و بازوی تو ہزار آفرین) باقی اونٹ حضرت علی کو دیے انہوں نے انکو نحر کر دیا اور انکو اپنی ہدی میں شریک کر لیا پھر آپ نے حکم دیا ہر ایک اونٹ میں سے گوشت کا ایک پارچہ لانے کے لیے وہ لائے گئے اور ایک ہانڈی میں پکائے گئے پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی دونوں نے وہ گوشت کھایا اور اسکا شوربا پیا پھر آپ وہاں سے لوٹے خانہ کعبہ پاس آئے اور مکہ میں ظہر کی نماز پڑھی اور عبد المطلب کی اولاد کے پاس آئے دیکھا تو وہ لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں زمزم کا آپ نے فرمایا اے عبد المطلب کے بیٹو پانی نکالو اور پلاؤ اگر لوگ تم کو اس کام سے ہٹا دیں یہ ڈر نہ ہوتا تو میں بھی تمہارے ساتھ پانی نکالتا (کیونکہ میں بھی عبد المطلب کی اولاد میں سے ہوں آپ کا مطلب یہ تھا کہ اگر میں اپنے ہاتھ سے پانی نکالوں تو لوگ اسکو بھی ایک حج کا رکن سمجھ کر ہجوم کریں گے اور ہر ایک اپنے ہاتھ سے پانی نکالے گا اور تم اس خدمت سے علاحدہ ہو جاؤ گے کیونکہ تمام لوگوں سے تم لڑ نہیں سکتے وہ ضرور تم پر غالب ہو جاویں گے) پھر انہوں نے آپ کو بھی ایک ڈول دیا آپ نے اس میں سے پیا **ف** اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ پھر آپ نے طواف الافاضہ کیا لیکن اسکا تتمہ یوں ہے کہ پھر آپ نے طواف الافاضہ کیا بعد اسکے منا کو لوٹ گئے اور ۱۱-۱۲-کو وہاں ٹھیر کر شب کو مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے حج تمام ہوا اللہ کے فضل سے **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِالْحَجِّ عَلٰى اَنْوَاعٍ ثَلٰثَةٍ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَّعُمْرَةٍ مَّعًا وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ مُّفْرَدٍ وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مُّفْرَدَةٍ فَمَنْ كَانَ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَّعُمْرَةٍ مَعًا لَمْ يَحِلَّ مِنْ شَيْءٍ مِّمَّا حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَقْضِيَ مَنَاسِكَ الْحَجِّ وَمَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا لَمْ يَحِلَّ مِنْ شَيْءٍ مِّمَّا حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَقْضِيَ مَنَاسِكَ الْحَجِّ وَمَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مُّفْرَدَةٍ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَلَّ مَا حَرُمَ عَنْهُ حَتّٰى يَسْتَقْبِلَ حَجًّا حضرت عائشہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے حج کے لیے تین قسموں پر بعض لوگوں نے تو حج اور عمرہ دونوں کا احرام پکارا بعضوں نے حج مفرد کا بعضوں نے صرف عمرے کا پھر جس نے حج اور عمرے دونو کا احرام باندھا تھا (یعنے قران کیا تھا) اس نے تو احرام نہیں کھولا یہانتک کہ حج کے ارکان پورے ادا کیے اور جس نے حج مفرد کا احرام باندھا تھا اسکا بھی

حال ہوا اور جس نے صرف عمرے کا احرام باندھا تھا اس نے طواف کیا بیت اللہ کا اور سعی کی صفا اور مروہ میں پھر حلال
ہو گیا یہاں تک کہ عمرے سے حج کا احرام باندھے ف اس حدیث کا اسناد عمدہ نہیں ہے اور ممکن ہے کہ حضرت عائشہ کو
اسکی اطلاع نہ ہوئی ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ جس نے حج کا احرام باندھا وہ اسکو عمرہ کر دیوے
اور احرام کھولڈالے عن سفیان قال حج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث حجات حجتین قبل
ان یھاجر وحجۃ بعد ما ھاجر من المدینۃ وقرن من حجتہ عمرۃ واجتمع ما جاء بہ النبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم وما جاء بہ علی مائۃ بدنۃ منھا جمل لابی جھل فی انفہ برۃ من فضۃ فنحر
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ ثلاثا وستین ونحر علی ما غبر قیل لہ من ذکرہ قال جعفر عن
ابیہ عن جابر وابن ابی لیلی عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس سفیان سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے تین حج کیے (اپنی عمر میں) دو حج تو ہجرت سے پہلے اور ایک حج ہجرت کے بعد اور وہی مشہور ہے جس کو
حجۃ الوداع کہتے ہیں) اور اس میں قران کیا تھا حج اور عمرے کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حج میں جو
قربانیاں لائے تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ جو لائے تھے دونوں ملکر سو قربانیاں ہو گئیں تھیں ان اونٹوں
میں ایک ابو جہل کا بھی اونٹ تھا اسکی ناک میں ایک چھلہ تھا چاندی کا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ان اونٹوں میں سے ۶۳ کو اپنے ہاتھ سے نحر کیا اور باقی ۳۷ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نحر کیا لوگوں نے
سفیان سے کہا یہ حدیث کس نے نقل کی اونہوں نے کہا امام جعفر صادق نے اپنے والد سے اونہوں نے جابر سے
اور حکم نے مقسم سے اونہوں نے ابن عباس سے باب المحصر جو شخص حج سے روکا جاوے (کسی بیماری یا دشمن
کی وجہ سے) وہ کیا کرے عن الحجاج بن عمرو الانصاری قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یقول من کسر او عرج فقد حل وعلیہ حجۃ اخری فحدثت بہ ابن عباس وابا ھریرۃ فقالا
صدق حجاج بن عمرو انصاری سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جس کسی
کی ہڈی ٹوٹ جاوے یا لنگڑا ہو جاوے (احرام باندھنے کے بعد) تو وہ حلال ہو گیا (احرام کھل گیا) اب
دوسرا حج کرے (اسکی قضا میں) عکرمہ نے کہا میں نے یہ حدیث ابن عباس اور ابو ہریرہ رض سے بیان کی ان دونو
نے کہا حجاج نے سچ کہا عن عبد اللہ بن رافع مولی ام سلمۃ قال سالت الحجاج بن عمرو عن
حبس المحرم فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کسر او مرض او عرج فقد حل وعلیہ
الحج من قابل قال عکرمۃ فحدثت بہ ابن عباس وابا ھریرۃ فقالا صدق قال عبد الرزاق

فَوَجَدْتُہٗ فِي جُزْءِ هِشَامٍ صَاحِبِ الدَّسْتَوَائِيِّ فَأَتَيْتُ بِهِ مَعْمَرًا فَقَرَأَ عَلَيَّ أَوْ قَرَأْتُ عَلَيْهِ عبداللہ بن رافع سے
روایت ہے جو مولیٰ تھے ام سلمہ کے میں نے حجاج بن عمرو سے پوچھا اگر محرم رکجاوے کسی وجہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ اسکی ہڈی ٹوٹ جاوے یا لنگڑا ہو جاوے وہ حلال ہو گیا اب وہ سال آئندہ حج کرے
عکرمہ نے کہا میں نے یہ حدیث ابن عباس اور ابوہریرہ سے بیان کی انہوں نے کہا حجاج نے سچ کہا عبدالر
میں نے یہ حدیث کو ہشام دستوائی کی کتاب میں پایا پھر میں معمر پاس آیا انہوں نے یہ حدیث مجھ کو پڑھکر سنائی
یا میں نے انکو پڑھکر سنائی **ف** دونوں طرح حدیث کا سماع جائز ہے کہ اوستاد پڑھے اور شاگرد سنے یا شاگرد پڑھے اور
اوستاد سنے **بَابُ** فِدْيَةِ الْمُحْصَرِ والأذى احصار کا فدیہ اور جنایت کا (قصور کا) **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ
مَعْقِلٍ قَالَ قَعَدْتُ إِلَى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ فِي الْمَسْجِدِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ
أَوْ نُسُكٍ قَالَ كَعْبٌ فِيَّ أُنْزِلَتْ كَانَ بِي أَذًى مِنْ رَأْسِي فَحُمِلْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
الْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرَى الْجَهْدَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرَى أَتَجِدُ شَاةً قُلْتُ لَا قَالَ فَنَزَلَتْ
هٰذِهِ الْآيَةُ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ قَالَ فَالصَّوْمُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَالصَّدَقَةُ عَلَى سِتَّةِ
مَسَاكِينَ لِكُلِّ مِسْكِينٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ وَالنُّسُكُ شَاةٌ عبداللہ بن معقل سے روایت ہے میں کعب بن عجرہ
پاس بیٹھا مسجد میں تو میں نے ان سے یہ آیت پوچھی ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک کعب نے کہا یہ آیت میرے باب
میں اتری میرے سر میں بیماری تھی تو میں آنحضرت پاس لایا گیا اور جوئیں پھیل رہی تھیں میرے مونہہ پر آپ نے فرمایا
میں نہیں سمجھتا تھا تجھے اسقدر تکلیف ہو گی کیا ایک بکری تجہ کو ملسکتی ہے میں نے عرض کیا نہیں تب یہ آیت اتری
ففدیۃ من صیام یعنے فدیہ ہے روزے سے یا صدقے سے یا قربانی سے آپ نے فرمایا تو روزہ تو تین دن تک ہے اور صدقہ
چھہ مسکینوں کو دینا چاہیے ہر ایک کو نصف صاع اناج اور قربانی ایک بکری ہے ان میں سے جو کر سکے کرے (جب کوئی
قصور ہو جاوے احرام میں) **عَنْ** كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ آذَانِي
الْقَمْلُ أَنْ أَحْلِقَ رَأْسِي وَأَصُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أُطْعِمَ سِتَّةَ مَسَاكِينَ وَقَدْ عَلِمَ أَنْ لَيْسَ عِنْدِي مَا أَنْسُكُ
کعب بن عجرہ نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو حکم دیا جب جوؤں نے مجھ کو ایذا دی کہ میں اپنا سر منڈا
ڈالوں اور تین دن روزہ رکھوں یا چھہ مسکینوں کو کھانا کھلاؤں اور آپ جانتے تھے کہ میرے پاس قربانی کے لیے
کچھ نہیں ہے **بَابُ** الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ محرم کو پچھنے لگانا درست ہے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ مُحْرِمٌ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگائے

اور آپ روزے سے تھے احرام باندھے ہوئے **عن** جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم احتجم وھو محرم عن رھصۃ
اخذتہ جابر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگائے اور آپ احرام باندھے ہوئے تھے ایک درد کی وجہ
سے جو آنکو ہوا تھا رہی سرک جانے سے۔ **باب** ما یدّھن بہ المحرم محرم کو کونسا تیل لگانا درست ہے **عن** ابن
عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یدّھن رأسہ بالزیت وھو محرم غیر المقتّت ابن عمر سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سر میں خالص زیتون کا تیل لگاتے تھے احرام کی حالت میں جس میں پھول نہ
بسائے جاتے **ف** یعنے خوشبو نہ ہوتی اُس میں مقتت اس تیل کو کہتے ہیں جس میں پھول جوش کرتے ہیں خوشبو
ہونیکے لیے اس حدیث سے نکلا کہ سادہ بے خوشبو کا تیل جیسے تلی یا نارجیل یا بادام کا تیل احرام کی حالت میں لگا سکتے
ہیں **باب** المحرم یموت اگر محرم مرجاوے (تو اسکا مونہ ڈہانپنا نہیں نہ اسکے بدن اور کفن میں خوشبو لگاویں)
عن ابن عباس ان رجلا اوقصتہ راحلتہ وھو محرم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اغسلوہ
بماء وسدر وکفنوہ فی ثوبیہ ولا تخمروا وجھہ ولا رأسہ فانہ یبعث یوم القیامۃ ملبیا ابن
عباس سے روایت ہے ایک شخص کی گردن توڑ ڈالی اُسکی اونٹنی نے وہ احرام باندھے تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا اسکو غسل دو پانی اور بیری کے پتوں سے اور کفن دو اسکے دو کپڑوں میں اور اسکا سر اور مونہ مت
ڈہانپو کیونکہ وہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اوٹھیگا **عن** ابن عباس مثلہ الا انہ قال اعقصتہ راحلتہ
وقال لا تقربوہ طیبا فانہ یبعث یوم القیامۃ ملبیا ابن عباس سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں
یہ ہے کہ اسکی خوشبو مت لگاؤ وہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اوٹھیگا **باب** جزاء الصید یصیبہ
المحرم اگر محرم شکار کرے تو اسکا کفارہ کیا ہے **عن** جابر قال جعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الضبع
یصیبہ المحرم کبشا وجعلہ من الصید جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک
سینڈھا دلایا بجو کے بدل جسکا شکار کرے محرم اور فرمایا بجو (کفتار) بھی ایک شکار ہے **ف** محرم کو شکار کرنا
جائز نہیں خشکی کا **عن** ابی ھریرۃ رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی بیض النعام یصیبہ
المحرم ثمنہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شترمرغ کے انڈے میں جسکو
محرم تلف کرے اسکی قیمت دینا لازم ہوگا **باب** ما یقتل المحرم محرم کو کون سے جانور مارنا جائز ہے **عن**
عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خمس فواسق یقتلن فی الحل والحرم الحیۃ والغراب الابقع
والفارۃ والکلب العقور والحدأۃ ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا پانچ ناپاک جانور ہیں جو حل اور حرم دونوں جگہہ مارے جاویں گے سانپ اور چت کبرا کوا اور وہ نجاست کھاتا ہے اور چوہا
اور کٹہا کتا اور چیل **عن** ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال خمس من الدواب لا جناح على من قتلهن
او قال في قتلهن وهو حرام العقرب والغراب والحدياة والفارة والكلب العقور
سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور ہیں انکے مار ڈالنے میں گناہ نہیں اگرچہ
بچھو اور کوا اور چیل اور چوہا اور کٹہا کتا **ف** اور قیاس کیا ہے علماء نے اسپر اور موذی جانوروں کو جیسے گھونسر
اور کاٹنے والے زہردار کیڑے اور پھاڑنیوالے درندے جیسے شیر یا بھیڑیا یا چیتہ یا بوربچہ وغیرہ **عن** ابي سعيد عن
النبي صلى الله عليه وسلم انه قال يقتل المحرم الحية والعقرب والسبع العادي والكلب العقور
والفارة الفويسقة فقيل له لم قيل لها الفويسقة قال لان رسول الله صلى الله عليه وسلم استيقظ
لها وقد اخذت الفتيلة لتحرق بها البيت ابو سعید سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
محرم مار ڈالے سانپ اور بچھو اور حملہ کرنیوالے درندے اور کٹنے کتے کو اور بدکار چوہیا کو لوگوں نے ابو سعید سے
کہا چوہیا کو بدکار کیوں کہا انہوں نے کہا اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکے لیے جاگتے رہے اس نے بتی لی
تھی اسلیے کہ گھر میں آگ لگا دے **باب** ما ينهى عنه المحرم من الصيد محرم کو کونسا شکار منع ہے
عن الصعب بن جثامة قال مر بي رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا بالابواء او بودان فاهديت له حمار
وحش فرددته علي فلما رأى في وجهي الكراهية قال ليس بنا رد عليك ولكنا حرم صعب بن جثامہ سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پر سے گذرے میں ابواء میں تھا یا ودان میں (دونوں نام ہیں مقام کے درمیان مکہ
اور مدینہ کے) تو میں نے تحفہ دیا آپ کو ایک گورخر آپ نے اسکو پھیر دیا جب دیکھا کہ میرے چہرے پر ناراضی ہے تو فرمایا ہم
تیرا حصہ نہیں پھیرتے اور کسی وجہ سے بلکہ اسوجہ سے کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں **ف** محرم کو خود بھی خشکی کا شکار کرنا
درست نہیں اسیطرح وہ جانور بھی درست نہیں جو اسکے لیے شکار کیا جاوے اسیطرح اگر شکار کا جانور زندہ محرم کو لاکر
دیا جاوے تو بھی اسکا کھانا درست نہیں ہے اور اسیوجہ سے آپ نے گورخر کو پھیر دیا اور اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ جس شکار
کو حلال ذبح کرے اسکا بھی کھانا محرم کو درست نہیں اور یہی مذہب ہے ثوری اور مالک کا لیکن ابو حنیفہ اور احمد کا یہ
قول ہے کہ اسکا کھانا درست ہے اگر محرم کے لیے وہ ذبح نہ ہوا ہو نہ محرم نے اسکے شکار میں مدد کی ہو جیسے آگے آوے گا
عن علي بن ابي طالب قال اتي النبي صلى الله عليه وسلم بلحم صيد وهو محرم فلم يأكله
حضرت علی سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس شکار کا گوشت آیا آپ احرام باندھے ہوئے تھے تو آپ نے

اسکو نہین کہایا باب الرُّخصۃِ فِی ذٰلِکَ اِذَا لَمْ یُصَدْ لَہٗ اگر محرم کے لیے شکار نہ کیا گیا ہو تو اسکا کہانا درست ہے۔
عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْطَاہُ حِمَارَ وَحْشٍ وَاَمَرَہٗ اَنْ یُفَرِّقَہٗ فِی الرِّفَاقِ وَھُمْ مُحْرِمُوْنَ طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ایک گورخر دیا اور حکم کیا کہ اپنے رفیقون میں تقسیم کر دین اور وہ احرام باندہے ہوئے تہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَیْبِیَۃِ فَاَحْرَمَ اَصْحَابُہٗ وَلَمْ اُحْرِمْ فَرَاَیْتُ حِمَارًا فَحَمَلْتُ عَلَیْہِ فَاصْطَدْتُّہٗ فَذَکَرْتُ شَاْنَہٗ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَذَکَرْتُ اَنِّیْ لَمْ اَکُنْ اَحْرَمْتُ وَاَنِّیْ اِنَّمَا اصْطَدْتُّہٗ لَکَ فَاَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصْحَابَہٗ اَنْ یَّاْکُلُوْہُ وَلَمْ یَاْکُلْ مِنْہُ حِیْنَ اَخْبَرْتُہٗ اَنِّیْ اصْطَدْتُّہٗ لَہٗ ابو قتادہ سے روایت ہے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ نکلا حدیبیہ کے زمانہ مین آپکے اصحاب نے احرام باندہا لیکن مین محرم نہ تہا مینے ایک گورخر دیکہا اسپر حملہ کیا اور اسکا شکار کیا پہر مینے اسکا حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا اور یہ بہی بیان کیا کہ مینے احرام نہین باندہا تہا اور مین نے اسکو شکار کیا آپکے لیے یہ سنکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم کیا کہ اسکا گوشت کہاوین لیکن آپنے اسکا گوشت نہین کہایا جب مینے آپسے یہ کہدیا کہ مینے اسکو آپکے لیے شکار کیا ف کیونکہ محرم کے واسطے جو جانور شکار کیا جاوے اس کو اس مین سے کہانا درست نہین جیسے اوپر گذرا اور صحیحین کی روایت مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس گورخر مین سے کہایا جسکو ابو قتادہ رضی نے شکار کیا تہا شاید وہ دوسرا واقعہ ہوگا باب تَقْلِیْدِ الْبُدْنِ قربانیوں کی تقلید ف تقلید کہتے ہین قربانیون کے جانور کے گلے مین ہار یا اور کوئی چیز لٹکانا اس نشان کے لیے کہ یہ جانور ہدی کا ہے یعنے نذر کا جو مکہ مین کاٹا جاتا ہے اس نشان کا یہ فائدہ تہا کہ عرب لوگ ایسے جانور کو لوٹتے نہ تہے عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُھْدِیْ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ فَاَفْتِلُ قَلَائِدَ ھَدْیِہٖ ثُمَّ لَا یَجْتَنِبُ شَیْئًا مِمَّا یَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے انہون نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدی کا جانور بہیجتے تہے مدینہ سے مین آپکی ہدی کے جانورون کے لیے ہار بٹتی پہر آپ کسی بات سے پرہیز نکرتے جس سے محرم پرہیز کرتا ہے ف کیونکہ صرف ہدی بہیجدینے سے آدمی محرم نہین ہوتا نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ہدی کا بہیجنا حرم مین مستحب ہے اگر خود نہ جاوے تو کسی اور کے ہاتہہ بہیجدیوے اور جمہور کا یہی قول ہے کہ اگر ہدی کسی اور کے ہاتہہ بہیجدیوے تو احرام کا حکم بہیجنے والے پر جاری نہ ہوگا البتہ اپنے ساتہہ اگر ہدی لیکر جاوے تو محرم ہو جاوے گا عَنْ عَائِشَۃَ

زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت كنت افتل القلائد لهدي النبي صلى الله عليه وسلم فيقلد هديه ثم يبعث ثم لا يجتنب شيئا مما يجتنبه المحرم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں ہار بٹتی تھی آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدی کے لیے آپ اسکے گلے میں وہ ہار ڈالتے پھر اسکو روانہ کر دیتے اور آپ مدینہ میں مقیم رہتے اور جن باتوں سے محرم پرہیز کرتا ہے انمیں سے کسی بات سے پرہیز نہ کرتے **باب تقلید** بکریوں کا بیان عن عائشة قالت اهدى رسول الله صلى الله عليه وسلم مرة غنما الى البيت فقلدها حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار بکریاں بھیجیں تو انکے گلوں میں ہار ڈالے **باب** اشعار البدن اونٹوں کا اشعار کرنا (یعنے ایک طرف سے انکا کوہان چیر کر خون نکالڈالنا یہ بھی نشانی ہے ہدی کے جانور کی) عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم اشعر الهدي في السنام الايمن واماط عنه الدم قال علي في حديثه بذي الحليفة قلد نعلين ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشعار کیا ہدی کے اونٹ کا کوہان کی داہنے طرف اور اس میں سے خون پونچھ ڈالا۔ علی بن محمد نے اپنی روایت میں کہا ذوالحلیفہ میں اور دو جوتیاں اسکے گلے میں لٹکائیں **ف** اشعار سنت ہے اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو کیا ہے ہدی کے اونٹ میں اور یہ بھی ایک نشان ہے ہدی کے جانور کا تاکہ عرب لوگ راہ میں اس سے متعرض نہ ہوں جمہور علماء اور اہلحدیث کا یہی قول ہے لیکن ابو حنیفہ نے اشعار کو مکروہ رکھا ہے اور کہا ہے وہ ایک قسم کا مثلہ ہے اور تعجب ہے کہ ابو حنیفہ اس کام کو مکروہ کہیں جو آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنفس نفیس خود اپنے ہاتھ سے کیا ہو اگر ابو حنیفہ نے واقعی ایسا کہا بھی ہو تو ان کا قول برخلاف احادیث صحیحہ کے دیوار پر پھینک دیا جاویگا وکیع بن جراح نے جب اشعار کی حدیث بیان کی تو ایک شخص بول اوٹھا کہ ابو حنیفہ اسکو مثلہ کہتے ہیں وکیع نے کہا میں تجھ سے حدیث بیان کرتا ہوں اور تو ابو حنیفہ کا قول لاتا ہے تو اس لائق ہے کہ قید کیا جاوے پھر قید ہی میں رہے یہاں تک کہ توبہ کرے ایسی بے ادبی سے یہ نقل امام ترمذی نے اپنی جامع میں ذکر کی ہے اور ساری کتاب میں کہیں امام ابو حنیفہ کا نام نہیں لیا سوا اس مقام کے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدمائے اہلحدیث کو ہمیشہ ابو حنیفہ سے ایک قسم کا انحراف رہا ہے یہاں تک کہ اپنی کتابوں میں ان سے روایت تک نہیں کی نہ انکا نام کبھی لیا ہے اور امام بخاری تو ابو حنیفہ کو بعض الناس سے تعبیر کرتے ہیں اور امام ترمذی اہل کوفہ سے اور اسکی کوئی وجہ نہیں بجز اسکے کہ ابو حنیفہ کو حدیث کیطرف ایسی توجہ نہ تھی جیسے اور علماء حدیث کو تھی اور اکثر مسائل میں انہوں نے قیاس اور رای کی پیروی کی ہے اور احادیث صحیحہ انکے قیاس اور رائے کے خلاف مروی ہوئیں

اگرچہ ہمارا گمان ابو حنیفہ کے ساتھ یہی ہے کہ وہ دین کے اماموں میں سے ایک امام تھے اور انہوں نے عمداً کبھی حدیث کی مخالفت نہیں کی لیکن وہ کیا کرتے کہ انکے زمانہ میں حدیثیں جمع نہیں ہوئیں تھیں اس وجہ سے انکو بہت سے مسائل میں قیاس کی ضرورت پڑی لیکن انہوں نے صاف صاف یہ وصیت کر دی ہے کہ جو قول میرا حدیث کے خلاف پاؤ اسکو چھوڑ دینا پس اب ان پر کچھ الزام نہیں ہاں الزام اور قصور انکا ہے جو اپنے امام کی وصیت کے خلاف حدیث پر عمل نہیں کرتے اور امام کا قول اگرچہ غلط بھی ثابت ہو جب بھی نہیں چھوڑتے گویا یہ لوگ ابو حنیفہ کو ایک مجتہد دوسرے مجتہدوں کی طرح جن سے خطا بھی ہوتی ہے نہیں سمجھتے بلکہ انکو ایسا جانتے ہیں کہ اس میں خطا کا احتمال نہیں اور یہ صریح شرک فی الرسالت ہے اور انکار ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا معاذ اللہ من ذالک نسئل اللہ العفو و دوسرے یہ ہے کہ محققین حنفیہ نے یہ کہا ہے کہ ابو حنیفہ کے نزدیک بھی اشعار مستحب ہے لیکن انہوں نے جو مکروہ کہا ہے وہ اشعار میں مبالغہ کرنے کو نہ مطلق اشعار کو جو اعتدال کے طور پر سنت کے موافق ہو لیکن حیرت ہمکو یہ ہے کہ مثلہ تو اسکا نام ہے کہ کوئی عضو جیسے کان یا ناک کاٹ ڈالا جاوے اشعار میں کوئی عضو کاٹا نہیں جاتا بلکہ صرف ایک مقام کا خون نکالدیا جاتا ہے جیسے فصد یا حجامت میں ہوتا ہے اگر یہ مثلہ ہو تو ابو حنیفہ کے نزدیک فصد اور حجامت بھی ناجائز ہوگی اور مثلہ ہوگی حالانکہ کوئی حنفی اسکا قائل نہیں ہوا اگر بالفرض یہ مان لیویں کہ اشعار مثلہ ہی ہے تو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو کیا تو مخصص ہوگی مثلہ کی حدیث کی اور کسی مومن کا دل گوارا نہ کریگا کہ جس کام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو اسکو کوئی مکروہ کہے بلکہ اگر کوئی جان بوجھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی فعل کو مکروہ کہے تو اسپر کفر کا خوف ہے اب حنفیہ کا یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت سے یہ فعل کیا تھا کس لیے کہ مشرکین کا غلبہ تھا وہ مسلمانوں کے جانوروں کو لوٹ لیتے تھے صحیح نہیں ہے کس لیے کہ اشعار جس زمانہ میں منقول ہوا اسوقت مسلمانوں کی قوت اور شوکت بہت ہو گئی تھی اور مشرکین کو تعرض کی مجال نہ تھی چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جو پکے حنفی ہیں لمعات میں اسبات کو تسلیم کیا ہے کہ حنفیوں کی یہ توجیہ نہایت بعید ہے

عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قلد واشعر وارسل بہا ولم یجتنب ما یجتنب المحرم حضرت عائشہ صدیقہ رضی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تقلید کی ہدی کی اور اشعار کیا اور اسکو بھیجدیا مکہ میں اور ان باتوں سے پرہیز نہیں کیا جن سے محرم پرہیز کرتا ہے

باب من جلل البدنۃ جو شخص قربانی کے جانوروں پر جھولیں ڈالے

عن علی بن ابی طالب قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اقوم علی بدنہ وان اقسم جلالہا وجلودہا وان لا اعطی الجازر منہا شیئا وقال نحن نعطیہ جناب امیر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو حکم کیا آپ کے قربانی کے اونٹوں کی خبرگیری کا اور یہ بھی حکم دیا کہ میں انکی جھولوں اور کھالوں کو بانٹ دوں (فقیروں

اور مسکینوں کو) اور قصائی کی مزدوری انمیں سے ندوں یعنے جھول اور کھال قصائی کو اجرت میں دیجاوے بلکہ انپر فرمایا کہ قصائی کو اجرت ہم دینگے اپنے پاس سے **ف** قربانی کی کھال اور جھول بھی بانٹ دینا چاہیے اور بعضوں نے کہا اگر قربانی کرنیوالا کھال کو اپنے گھر کے کام میں لگاوے جیسے بچھانے یا ڈول وغیرہ کے لیے تو بھی درست ہے لیکن قصائی کی اجرت میں کھال دینا کسی طرح روا نہیں اور اس سے غرض یہ ہے کہ قربانی کے جانور کا ہر ایک جزء اللہ ہی کیواسطے ہے اجرت میں دینا گویا اسکو بیع کرنا ہے

باب الھدی من الاناث والذکور ہدی میں نر اور مادہ دونو درست ہیں

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اھدی فی بدنه جملا لابی جہل برته من فضة ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی کے جانوروں میں ابوجہل کا ایک اونٹ بھیجا جو بدر کی لڑائی میں غنیمت میں آیا تھا جسکی ناک میں ایک چھلا تھا چاندی کا **ف** حدیث میں جمل کا لفظ ہے جو نر اونٹ کو کہتے ہیں

عن ایاس بن سلمة عن ابیه ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی بدنه جمل سلمہ بن اکوع سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے اونٹوں میں ایک نر اونٹ بھی تھا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ اکثر قربانی میں آپ اونٹنیاں بھیجتے اسوجہ سے کہ اونٹنی کی قدر زیادہ ہے عرب لوگوں میں اور اسکی قیمت بھی زیادہ ہوتی ہے تو اللہ کے واسطے قربانی میں اسکو دینا زیادہ ثواب ہے

باب الھدی یساق من دون المیقات میقات کے پرے سے ہدی کا لیجانا

عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشتری ھدیه من قدید ابن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہدی کے جانور قدید سے خریدے **ف** قدید ایک مقام ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان وہ آگے ہے ذو الحلیفہ سے جو میقات ہے اہل مدینہ کا اس سے یہ نکلا کہ میقات سے آگے جاکر بھی ہدی لیجا سکتا ہے لیکن ابن ماجہ نے کہا یہ روایت غریب ہے اسکو صرف ابن نمیر نے روایت کیا

باب رکوب البدن ہدی کے اونٹوں پر سوار ہونا جائز ہے

عن ابی ھریرة رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای رجلا یسوق بدنة فقال ارکبھا قال انھا بدنة قال ارکبھا ویحک ابوہریرہ رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو ہدی کا اونٹ کھینچ رہا تھا آپ نے فرمایا اسپر سوار ہو جا وہ بولا یہ ہدی کا اونٹ ہے آپ نے فرمایا سوار ہو جا کم بخت **ف** کیونکہ سوار ہونے میں اونٹ کو تکلیف نہیں ہوتی امام احمد اور اصحاب حدیث کا یہی قول ہے کہ بلا عذر بھی ہدی کے اونٹ پر سوار ہونا درست ہے اور شافعی کے نزدیک ضرورت کے وقت درست ہے اور ابوحنیفہ کا بھی یہی قول ہے اور بعض اہل ظاہر کے نزدیک اسپر سوار ہونا واجب ہے اسلیے کہ آپ نے تاکید سے فرمایا سوار ہو جا کم بخت اور اس سے غرض یہ تھی کہ مشرکوں کی اعتقاد کا رد کیا جاوے جو ہدی کی جانوروں پر سواری کو برا جانتے تھے اور بحیرہ اور سائبہ کی تعظیم کرتے تھے

عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر علیه رجل ببدنة فقال ارکبھا قال انھا بدنة قال ارکبھا قال فرایتھا راکبھا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فِي عُنُقِهَا نَعْلٌ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ہدی کا ایک اونٹ گذرا آپ نے فرمایا اسپر
جو اسکو لیجا رہا تھا اسپر سوار ہو جا وہ بولا یہ ہدی کا اونٹ ہے آپنے فرمایا سوار ہو جا اسپر انس نے کہا مینے دیکھا وہ اسپر سوار تھا آن
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسکی گردن مین ایک جوتی لٹکتی تھی **بَابٌ** فِي الْهَدْيِ إِذَا عَطِبَ اگر ہدی کا جانور
راہ مین تھک ہو جاوے **عَنْ** ذُؤَيْبٍ الْخُزَاعِيِّ حَدَّثَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْعَثُ مَعَهُ بِالْبُدْنِ
ثُمَّ يَقُولُ إِذَا عَطِبَ مِنْهَا شَيْءٌ فَخَشِيتَ عَلَيْهِ مَوْتًا فَانْحَرْهَا ثُمَّ اغْمِسْ نَعْلَهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ اضْرِبْ صَفْحَتَهَا
وَلَا تَطْعَمْ مِنْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذویب خزاعی کے ساتھ ہدی کے اونٹ
بھیجا کرتے پھر آپ فرماتے اگر انمین سے کوئی سقط ہو جاوے اور تجھکو اسکے مرجانیکا ڈر ہو تو اسکو نحر کر ڈال تاکہ مردار نہ ہو پھر
اسکے گلے کی جوتی اسکے خون مین ڈبو دے اور اسکی پیٹھ پر مار دے تو اس مین سے نہ کھا نہ تیرے ساتھ والون مین سے کوئی کھاوے
ف بلکہ یہ نشان کر کے اس جانور کو راہ ہی مین چھوڑ دیا جاوے تاکہ لوگ پہچان لین کہ یہ ہدی کا جانور ہے اور جو محتاج ہو وہ
اس مین سے کھاوے آپنے ذویب اور اسکے ساتھیون کو کھانے سے منع فرمایا اس خیال سے کہ لوگ تہمت نہ لگاوین کہ اپنے
کھانیکی غرض سے اچھے تندرست جانور کو نحر کر ڈالا اس سے معلوم ہوا کہ جو ہدی راہ مین سقط ہو جاوے اسکو اسیطرح نحر کر کے
یہی نشان کر کے چھوڑ دینا چاہیے اور صاحب ہدی کو اس مین سے کھانا درست نہین نہ اغنیا کو اور جو ہدی حرم تک
پہونچ جاوے وہان نحر کی جاوے اس مین سے صاحب ہدی اور اغنیا بھی کھا سکتے ہین جیسے اوپر حدیث مین گذرا اور آن
حضرت اور حضرت علی نے ہدی کے جانورون کا گوشت کھایا **عَنْ** نَاجِيَةَ الْخُزَاعِيِّ قَالَ عَمْرٌو فِي حَدِيثِهِ وَكَانَ صَاحِبَ
بُدْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا عَطِبَ مِنَ الْبُدْنِ قَالَ انْحَرْهُ وَاغْمِسْ نَعْلَهُ
فِي دَمِهِ ثُمَّ اضْرِبْ صَفْحَتَهُ وَخَلِّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ فَكُلُوهُ ناجیہ خزاعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ
ہدی کے لیجاتے تھے انہون نے کہا مینے عرض کیا یا رسول اللہ جو ہدی سقط ہو جاوے اسکو مین کیا کرون آپنے فرمایا اسکو نحر کر ڈال
اور اسکی جوتی اسکے خون مین ڈبو کر اسکے پٹھے پر مار دے (سرین پر) پھر اسکو چھوڑ دے لوگ اسمین سے کھاوین **بَابُ** أَجْرِ
بُيُوتِ مَكَّةَ مکہ کے گھرون کی قیمت لینا یا کرایے پر دینا درست نہین **عَنْ** عَلْقَمَةَ بْنِ نَضْلَةَ قَالَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صلعم
وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا تُدْعَى رِبَاعُ مَكَّةَ إِلَّا السَّوَائِبَ مَنِ احْتَاجَ سَكَنَ وَمَنِ اسْتَغْنَى أَسْكَنَ علقمہ بن نضلہ سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی اور ابو بکر اور عمر اور عثمان نے اور اسوقت تک مکہ کے گھرونکو سوائب کہتے تھے یعنی
بے قیمت گھر اور وقفی مکان جو چاہتا وہ امین رہتا اور جسکو حاجت نہ ہوتی وہ خالی کر دیتا **ف** غرضکہ مکے کے گھرون کا کوئی
کرایہ لیتا نکوئی انکو بیچتا اس سے مراد شاید وہ گھر ہین جو حجاج کے ٹھیرنے کے لیے بنائے گئے تھے جیسے رباط اور سرائین یہ مکان

تو وقفی ہوتے ہیں انکا کرایہ لینا یا انکی بیع کرنا کسی حال میں جائز نہیں لیکن ذاتی مکانوں کی بیع تو ہو سکتی ہے جیسا کہ عقیل نے ابو طالب کے کل مکانات فروخت کر ڈالے تھے بعض کہتے ہیں کہ مکہ میں کسی مکان کی بیع جائز نہیں اور جو مکان مکہ میں بنے ہیں وہ کسی کے ملک نہیں ہو سکتے اس صورت میں مکہ کے مکانوں کی مطلقاً بیع ناجائز ہوگی واللہ اعلم

باب فضل مكة مکہ کی فضیلت میں

عن عبد الله بن عدي بن الحمراء قال له رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو على ناقته يقول والله انك لخير ارض الله واحب ارض الله الى الله ولولا اني اخرجت منك ، ... نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنی اونٹنی پر تھے حزورہ میں (وہ ایک مقام ہے مکہ میں) فرماتے تھے قسم خدا کی تو بیشک اللہ کی ساری زمین سے بہتر ہے اور اللہ کو ساری زمین سے زیادہ تو پسند ہے اور اگر میں تجھ میں سے نکالا نہ جاتا (جبر سے مشرکوں کے) تو میں نہ نکلتا (مکہ سے)

عن صفية بنت شيبة قالت سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يخطب عام الفتح فقال يا ايها الناس ان الله حرم مكة يوم خلق السموات والارض فهي حرام الى يوم القيامة لا يعضد شجرها ولا ينفر صيدها ولا ياخذ لقطتها الا منشد فقال العباس الا الاذخر فانه للبيوت والقبور فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا الاذخر صفیہ بنت شیبہ سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ خطبہ پڑھتے تھے جس سال مکہ فتح ہوا تو فرماتے تھے اے لوگو بیشک اللہ سبحانہ وتعالی نے حرام کیا مکہ کو جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور وہ حرام رہیگا قیامت تک وہاں کا درخت نہ کاٹا جاویگا یہانتک کہ کانٹا بھی اور وہاں کا شکار نہ ستایا جاویگا (یعنی کسی جانور کو وہاں کے ستاوینگے بھی نہیں مارنا کیسا) اور وہاں کا لقطہ نہ اٹھایا جاویگا مگر جو اسکو بتلادے لوگوں کو وہ اٹھا سکتا ہے لیکن اسکا خرچ کر لینا یا تصدق کرنا جائز نہ ہوگا برخلاف اور ملکوں کے لقطوں کے حضرت عباس نے اسوقت عرض کیا مگر اذخر کا اوکھیڑنا جائز کر دیجیے گھروں اور قبروں میں کام آتی ہے وہ ایک خوشبودار گھاس ہوتی ہے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر اذخر اسکا اوکھیڑنا جائز ہے

عن عياش بن ابي ربيعة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تزال هذه الامة بخير ما عظموا هذه الحرمة حق تعظيمها فاذا ضيعوا ذلك هلكوا عیاش بن ابی ربیعہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ امت ہمیشہ بہتری کے ساتھ رہیگی جبتک مکہ کی تعظیم کرتے رہیں گے جیسے حق ہے اسکی حرمت اور تعظیم کا پھر جب اسکو چھوڑ دینگے تو ہلاک ہو جاوینگے

ف ایسا ہی ہوا کہ یزید پلید کے زمانہ تک اسلام کا غلبہ اور اتفاق قائم رہا جب اسنے مدینہ کی بیحرمتی کی صحابہ رسول کو حرہ میں قتل کیا حرم محترم میں گھوڑے بندھوائے جو حضور کے روضہ کیطرف لید کرتے تھے پھر عبد الملک نے اپنے وقت میں حجاج ملعون کے ہاتھ سے مکہ پر حملہ کرایا عبد اللہ بن زبیر کو شہید کیا تب سے مسلمانوں کی تباہی ہو گئی آجتک نا اتفاقی اور خونریزی انہیں جاری ہے اب تو یہ حال ہو گیا ہے کہ تمام مذہب والے مسلمانوں پر ہنستے ہیں لیکن انکو غیرت نہیں آتی ایک ایک مسئلہ کیلئے بھائی

کی عزت اور جان کے درپے ہو جاتے ہین اور مخالفین اسلام کے ساتھ ملکر اپنے بھائی مسلمانون کو ذلیل کراتے ہین ۔ ربنا عقل و عزت
بابد گریست **باب** فضل المدینۃ مدینہ منورہ کی فضیلت **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان الایمان لیارز الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی جحرھا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ایمان سمٹ جاویگا مدینہ کی طرف جیسے سانپ سمٹ کر اپنے سوراخ مین سما جاتا ہے **ف** اسطرح آخری زمانہ مین اسلام
بھی سب ملکون سے سمٹ کر مدینہ مین آنکر دم لیگا سابق مین مدینہ ہی سے اسلام ساری دنیا مین پھیلا تھا اخیر زمانہ مین سمٹ کر
بھی پھر مدینہ ہی مین آجاویگا **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من استطاع منکم ان یموت بالمدینۃ
فلیفعل فانی اشھد لمن مات بھا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم مین سے
یہ کر سکے کہ مدینہ مین مرے تو وہ ایسا کرے اسلیے کہ مین گواہی دونگا انلوگون کے لیے جو مدینہ مین مرینگے **ف** سبحان اللہ ہر
مومن کو چاہیے کہ اخیر عمر مین جب امراض کا ہجوم ہو اور موت کا احتمال ہو مدینہ مین چلا جاوے وہین جا کر مرے اگر مدینہ کی نیت
سے راہ مین بھی مر جاوے تو امید ہے کہ حقتعالی وہی ثواب دے نیۃ المومن خیر من عملہ اگر یہ نہ ہو سکے تو ہمیشہ مدینہ مین جانے
کی نیت رکھے اور وہان مرنیکی اللہ تعالی سے دعا کرتا رہے اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک واجعل موتی ببلد رسولک
عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللھم ان ابراھیم خلیلک و نبیک وانک حرمت
مکۃ علی لسان ابراھیم اللھم وانا عبدک ونبیک وانی احرم ما بین لابتیھا قال ابو مروان لابتیھا حرتی المدینۃ ابوہریرہ سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ ابراہیم تیرے دوست اور تیرے نبی ہین اور تو نے مکہ کو حرام کیا انکی زبان پر یا اللہ
اور مین تیرا بندہ اور تیرا نبی ہون اور مین حرام کرتا ہون مدینہ کو اسکی دونون کالی پتھریلی زمینون کے بیچ مین **ف** جو دونون طرف
مدینہ کے کنارہ پر ہین ایک جماعت علماء اور اہلحدیث کا یہ مذہب ہے کہ مدینہ کا حرم بھی حرمت مین مثل مکہ کے حرم کے ہے اور وہان
کا درخت بھی کاٹنا منع ہے اسیطرح وہان کی شکار کا ستانا اور حنفیہ اور جمہور علماء یہ کہتے ہین کہ مدینہ کا حرم احکام مین مکہ کے
حرم کی طرح نہین ہے اور حدیث سے صرف تعظیم اسکی مراد ہے **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من اراد اھل المدینۃ بسوء اذابہ اللہ کما یذوب الملح فی الماء ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا جو شخص مدینہ والون سے برائی کرنیکا قصد کریگا اللہ تعالی اسکو اسطرح سے گلا دیگا جیسے نمک پانی مین گل جاتا
ہے **ف** یعنے وہ ہلاک اور تباہ ہو جاویگا یہ فرمانا آپ کا سچ ہوا مسلم بن عقبہ جسنے مدینہ پر حملہ کیا تھا مدینہ سے لوٹتے
وقت مرا اور یزید بن معاویہ جس نے مدینہ پر حملہ کرایا تھا چند ہی روز مین تباہ اور برباد ہوا اس مردود نے تو مدینہ کو تباہ کیا
مدینہ والون کو قتل کیا روضہ نبوی اور حرم محترم کی بیحرمتی کرائی خاندان نبوت کے دونو چراغون یعنے جناب امام

حسن اور جناب امام حسین علیہما السلام کو شہید کرایا اہل بیت نبوی کی حرمتی کی چھوٹے چھوٹے بے قصور بچون کو قتل کرایا محبین اہل
بیت اور جان نثاران آل نبوی کو ہلاک کیا گویا اپنی دانست مین اس مردود نے ایمان اور شریعت محمدی کا خاتمہ کردیا اللہ تعالےٰ نے اس مردود
سے ایسا بدلہ لیا کہ چند ہی روز مین داخل جہنم ہوا اور اسکی قوم کے سب لوگ مارے گئے اور اسکی قبر اوکھیڑی گئی اسکے بزرگون کی بھی
قبرین کھودی گئین اور لاشین منبلہ اور نجاست مین پھینکی گئین ہڈیان جلائی گئین آجتک جو خبر مدینہ کا ... [illegible]
اس سے زیادہ سخت بدلہ ہوگا وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ عَنْ أَنَسِ [illegible]
اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أُحُدًا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ وَهُوَ عَلَى تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ وَعَيْرٌ عَلَى تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ النَّارِ انس بن
مالک سے روایت ہے وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک احد پہاڑ ہمکو چاہتا ہے اور ہم اسکو چاہتے ہین اور احد پہاڑ جنت کے
ٹیلون مین سے ایک ٹیلہ پر ہے اور عیر (وہ بھی ایک پہاڑ ہے) دوزخ کے ٹیلون مین سے ایک ٹیلہ پر ہے **ف** حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ پہاڑون کو بھی شعور
اور ادراک ہے طبرانی کی روایت مین ہے کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو پکارتا ہے نام لیکر اور پوچھتا ہے کیا تجھ پر کوئی گذرا جو اللہ کو یاد کرتا ہے
اگر وہ کہتا ہے ہان تو یہ پہاڑ خوش ہوتا ہے لیکن عبداللہ بن مکنف اس حدیث مین مجہول ہے **باب** مَالِ الْكَعْبَةِ کعبہ مین جو مال
دفن ہے اسکا بیان **عَنْ** شَقِيقٍ قَالَ بَعَثَ رَجُلٌ مَعِي بِدَرَاهِمَ هَدِيَّةً إِلَى الْبَيْتِ قَالَ فَدَخَلْتُ الْبَيْتَ وَشَيْبَةُ جَالِسٌ عَلَى
كُرْسِيٍّ فَنَاوَلْتُهُ إِيَّاهَا فَقَالَ أَلَكَ هَذِهِ قُلْتُ لَا وَلَوْ كَانَتْ لِي لَمْ آتِكَ بِهَا قَالَ أَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذَلِكَ لَقَدْ جَلَسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
مَجْلِسَكَ الَّذِي جَلَسْتَ فِيهِ فَقَالَ لَا أَخْرُجُ حَتَّى أَقْسِمَ مَالَ الْكَعْبَةِ بَيْنَ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ قُلْتُ مَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ قَالَ لَأَفْعَلَنَّ
قَالَ وَلِمَ ذَاكَ قُلْتُ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَأَى مَكَانَهُ وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا أَحْوَجُ مِنْكَ إِلَى الْمَالِ فَلَمْ يُحَرِّكَاهُ فَقَامَ كَمَا هُوَ فَخَرَجَ
شقیق سے روایت ہے ایک شخص نے میرے ہاتھ کچھ روپئے بھیجے بیت اللہ کو تحفہ دینے کے لیے مین بیت اللہ کے اندر گیا دیکھا تو شیبہ (کلید بردار
خانہ کعبہ کا) ایک کرسی پر بیٹھے ہین مینے وہ روپئے انکو دیدیے انھون نے پوچھا کیا یہ روپئے تیرے ہین مینے کہا نہین اگر میرے ہوتے
تو مین تمہارے پاس نہ لاتا (کیونکہ کعبہ کو روپئے دینے سے کیا فائدہ مین فقیرون اور مسکینون کو دیتا) شیبہ نے کہا اگر تم یہ کہتے ہو تو مین تم سے
بیان کرتا ہون حضرت عمر اسی جگہ بیٹھے جہان تم بیٹھے ہو اور انھون نے کہا مین باہر نہین نکلونگا یہانتک کہ کعبہ کا مال تقسیم کردونگا مسلمان
فقیرون کو مینے انسے کہا تم ایسا نہین کرو گے انھون نے کہا مین تو ضرور کرونگا پھر انھون نے مجھسے پوچھا تمنے کیون کہا مینے کہا اسوجہ سے کہ آنحضرت صلعم
نے اس مال کی جگہ دیکھی اور حضرت ابوبکر نے بھی دیکھی اور ان دونو کو تم سے زیادہ مال کی احتیاج تھی (کیونکہ انکے زمانہ مین ایسی فتوحات نہین ہوئی تھی
لیکن انھون نے اس مال کو نہین سرکایا یہ سنکر حضرت عمر اسیطرح باہر نکل گئے اور کعبہ کا مال نہین چھیڑا **ف** گویا شیبہ نے شقیق کا رد
کیا کہ کعبہ کو دینے سے فقرا اور مساکین پر فضل نہین ہے ورنہ آنحضرت صلعم اور ابوبکر کعبے کا مال نکالکر فقرا کو بانٹ دیتے لوگ کہتے ہین کہ
ابتک خزانہ کعبے تلے محفوظ ہے اور امام مہدی اسکو نکالینگے واللہ اعلم **باب** صَوْمِ شَهْرِ رَمَضَانَ ہمکنہ رمضان شریف کے روزے

تک میں کہنا گنتا ثواب ہے عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلعم من ادرک رمضان بمکۃ فصامہ وقام منہ ما تیسر لہ کتب اللہ لہ مائۃ الف شہر رمضان فیما سواھا وکتب اللہ بکل یوم عتق رقبۃ وکل لیلۃ عتق رقبۃ وکل یوم حملان فرس فی سبیل اللہ وفی کل یوم حسنۃ وفی کل لیلۃ حسنۃ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا جو شخص رمضان کا مہینہ مکہ میں پاوے [illegible] عبادت کرے جتنی اس سے ہو سکے تو اللہ تعالیٰ اسکے لیے لاکھ رمضان کا ثواب لکھیگا اور ہر شہر میں اور ہر ایک دن کے بدل [illegible] رات کے بدل ایک بردے کے آزاد کرنیکا اور ہر ایک دن کے بدل ایک گھوڑے کا ثواب ہوگا جو اللہ کی راہ میں جہاد میں سواری کے لیے دیا جاوے اور ہر دن کو ایک نیکی لکھی جاویگی اور ہر رات کو ایک نیکی **ف** یہ حدیث ابن ماجہ کی افراد میں سے ہے اور عبدالرحیم اور اسکا باپ زید دونو اسکی اسناد میں متروک ہیں اور ابن معین نے عبدالرحیم کو کذب کی نسبت کی ہے اور اسکے باپ کو ضعیف کہا ہے۔

باب الطواف فی المطر بارش میں طواف کرنیکا بیان **عن** داود بن عجلان قال طفنا مع ابی عقال فی مطر فلما قضینا طوافنا اتینا خلف المقام فقال طفت مع انس بن مالک فی مطر فلما قضینا الطواف اتینا المقام فصلینا رکعتین فقال لنا انس ائتنفوا العمل فقد غفر لکم ھکذا قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وطفنا معہ فی مطر داود بن عجلان سے روایت ہے میں نے طواف کیا ابو عقال کے ساتھ بارش میں جب ہم طواف کر چکے تو مقام ابرہیم کے پیچھے آئے اس وقت ابو عقال نے کہا میں انس بن مالک کے ساتھ طواف کیا بارش میں جب ہم طواف کر چکے تو مقام ابرہیم میں آئے وہاں دو رکعتیں پڑھیں انس نے ہم سے کہا اب نئے سرے سے اپنے عمل کا حساب سمجھو کیونکہ اگلے گناہ تمہارے بخشدیے گئے اور ایسا ہی فرمایا ہم سے جناب رسول اللہ صلعم نے اور ہم نے آپکے ساتھ طواف کیا بارش میں **ف** یہ حدیث بھی ضعیف ہے اسلیے کہ ابو عقال جسکا نام ہلال بن زید ہے متروک ہے

باب الحج ماشیا پیدل حج کرنا **عن** ابی سعید قال حج النبی صلعم واصحابہ مشاۃ من المدینۃ الی مکۃ وقال اربطوا اوساطکم بازرکم ومشی خلط الھرولۃ ابو سعید سے روایت ہے آنحضرت صلعم اور آپکے اصحاب نے حج کیا پیدل مدینہ سے مکہ تک اور فرمایا اپنی اپنی کمریں اپنے ازاروں سے باندھ لو اور آپ چلے اس حال سے جسمیں دوڑ ملی ہوئی تھی **ف** اور کسی حدیث میں یہ ثابت نہیں کہ آپ حج میں کہیں دوڑ کر چلے ہوں سوا دو مقاموں کے ایک تو طواف القدوم کے پہلے تین پھیروں میں دوسرے میں میلین صفا اور مروہ میں **مترجم** کہتا ہے یہ روایت بھی ضعیف ہے حمران بن اعین رافضی ہے اور ضعیف اسکی اسناد میں اور یحیی بن یمان کا حافظہ بدل گیا تھا اور حمزہ بن حبیب وہم کرتا ہے اور دوسری صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم نے مدینہ میں آنکے بعد صرف ایک ہی حج کیا اور سوار ہو کر کیا تھا نہ پیدل فقط الحمد للہ کہ جلد اول رفع العجاجہ عن سنن ابن ماجہ کی نصف ثانی میں سے تمام ہوئی اللہ تعالیٰ جلد ثانی کو بھی تمام کرادے آمین یارب العالمین

تمت

الحمد للہ والمنۃ کہ رفع العجاجہ عن سنن ابن ماجہ مترجم اردو اتمام کو پہونچا اور بفضلہ تبارک و تعالیٰ اسکا تیسرا جلد چھپنا شروع ہوگیا

تاریخ تولد شیخ عبد الحی سلمہ اللہ تعالیٰ عن الغی والغنی خلف الصدق شیخ محی الدین مرحوم غفر اللہ تعالیٰ

وفات شیخ محی الدین مرحوم
وہ مارے سیول کہلائے تہی فی الفور
گیا سبزے کے سر سے سایہ سرو
رہے غنچوں کی لب سب ناشگفتہ
غرض اس غم میں جو گذرا سو گزرا
ہوئی پہر ایک جڑ پر وردہ اس سے
اگا وہ گلبن گلزار امید
کیا دل دوستون کا اسنے شگفتہ
ضیائے خانہ رونق بخش دیدہ
تلافی ہوگئی مافات کی خوب
ہوا تہا گم اگر خورشید تابان
یہان ہے راست فرمانا خدا کا
وہ دور اندیش تہا اور پیش بین گو
غرض جب یہ سعادتمند فرزند
بتاریخ تولد سن ہجری
بسال عیسوی دیکہو ملا کر
پدر کا دل چراغ خانمان ہے
الہی ایک ہو اسم و مسمی
[illegible] کے حقین

کیا جب رنگ سرخ گل کو اصفر
ہرے پتے ہوئے تہے زرد یکسر
ہوا لالے کا دل پر داغ جلکر
ہوئی لی آب خوبی شاخ عرعر
نہیں پوشیدہ یہ حالت کسیپر
بحکم قادر خلاق اقدر
بسبزی دلفروز و روح پرور
دیکہا کر چاند سا مکہڑا منور
سر و سینہ نور چشم مادر
وہ غم کے دن گئے گذر سر بسر
دکہادی شکل زیبا ماہ انور
کہ عسر و یسر ہیں باہم مقدر
نہایت مصلحت ہین خرد و بر
ہوا پیدا بشکل خوب دلبر
۱۳۱۰
فروغ دیدہا مین ہے برابر
۱۸۹۳
مہ نو اور چراغ چشم مادر
ہوا پیوند اس ثمرت کے اندر
حیات نیک بخشے اسکو مقرر
رخ فرزند کی پاکیزہ گوہر
خدا خوش اسپر اور اسکا نبی بہی

ہوا گلزار عشرت خشک یکجا
ہوئی بلبل گلستان سے روانہ
کیا قمری نے کوکو کا نالہ
رہی مسجد مین بہی صف اسکی خالی
وہ ابر فیض جب گزرا چمن سے
جب آیا اسکو پہر اگنے کا موسم
ہوا پیدا مبارک روی فرزند
بحمد اللہ کہ پہر روشن ہوا گہر
ہوئی فضل الہی سے یکایک
خوشی نے نار غم پر آب چہڑکا
ہوا تہا گر وہ گل پژمردہ لیکن
یہ وہ فرزند ہے جسکی بشارت
کیا تہا اسنے یہ سب حال ظاہر
مہ شوال ہے انتیسوین تہی
مئی کی سولہوین سن مسیحی
مہینے جیٹھ سے بہی پانچوین روز
ہوا نام اسکا عبد الحی مشہور
کنار مادر اسکی حق مین ہر روز
رہی اقبال و عز و عیش مین شاد
برادر ہر دو بہی خوش ہون اسپر

خزان برگ سمن ودون کے اندر
چمن کا ہوگیا احوال ابتر
کہ ہے ہے کہان وہ سرو برتر
نظر آئے نہ وہ خندہ منظر
رہا تہا کچہ جو شیخ اس کا اظہر
شگوفے نے نکالا خاک سے سر
نکو طالع نکو رو نیک اختر
منور شمع روئی ناز پرور
مراد خاطر یاران میسر
بدست قدرت اللہ اکبر
نظر آیا یہ غنچہ تازہ و تر
دلی تہی اسکے والد وقت آخر
برای قطع بیخ فتنہ و شر
ہزار اور تین سو دس سال اوپر
اٹھارہ سو ہے نوے تین اوپر
رکہو انیس سو پنجاہ از بر
میان دوست خویش و برادر
باجر صبر ہو رحمت کا بستر
سطیع مرضی داد اور داور